خواب شیشے کا

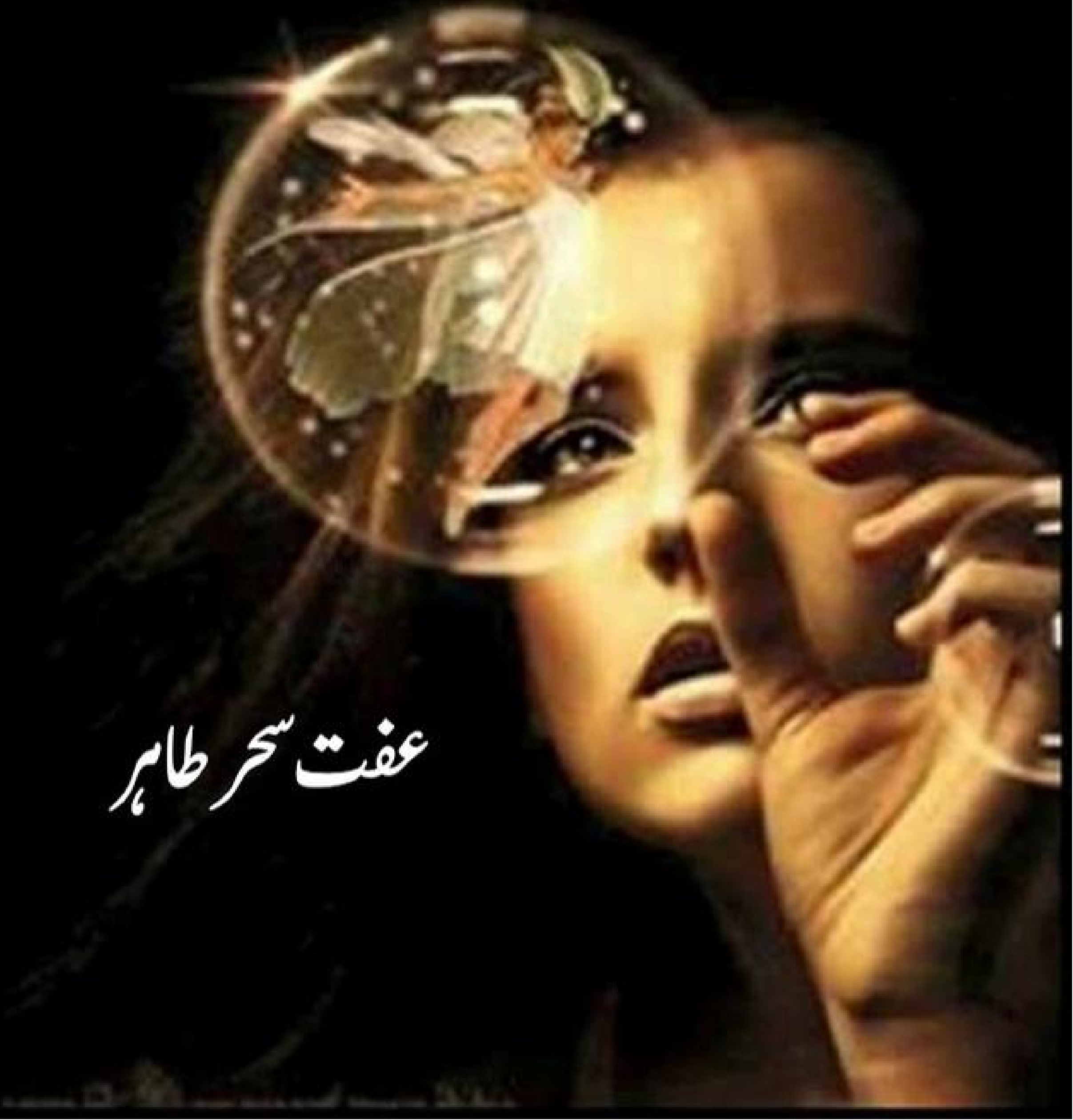

عفت سحر طاہر

http://kitaabghar.com

خواب شیشے کا

عفت سحر طاہر

آسمان سے بارش برسنے کا آج عجیب ہی منظر تھا۔تند و تیز پرشور ہواؤں کے ساتھ،مگر مسلسل۔کسی بیوہ اور کسی یتیم کے آنسوؤں کی سی روانی کے ساتھ۔

''کون ہے یہ......تمہاری ناجائز اولاد؟'' تیز......سماعتوں میں چبھتی آواز۔

اس کا ساکت جسم ہلکا سا تھرایا۔

''خدا کی قسم! آپ کا خون......آپ کے بیٹے کا جانشین......آپ کا وارث......'' کوئی تڑپ کر گڑگڑایا۔

''جاؤ بی بی! جاؤ......جا کے ثبوت لاؤ۔''

تنفر،حقارت اور رعونت......سب کچھ تھا فرعون وقت کے لہجے میں اور پھر ایک عورت کی چلچلاتی آواز۔

''پتا نہیں کس گندی نالی کا کیڑا ہے......معاف کرو بی بی ہمارے سر مت منڈھو اپنے گناہوں کی پوٹلی......'' وہاں سب ہی ایسے تھے اس کا تنفس تیز تر ہوا۔

کسی نے دھکے دے کر انہیں زبردستی بارش اور تیز ہواؤں کے سپرد کر دیا تھا۔

اس کی ماں برستے پانی میں سڑک پر ٹھوکر کھا کر اوندھے منہ گری تو وہ بے قرار سا تڑپ اٹھا۔ان کی پیشانی لہو میں تر تھی۔

''امی......!'' زور سے انہیں پکارا اور بے اختیار ہی اٹھ بیٹھا۔

اپنے نرم بستر میں......کمرے کے پرسکون ماحول میں......اسے آگ لگتی محسوس ہوئی۔

یہ خواب......یہ خواب اس کی زندگی کا سب سے ڈراؤنا خواب تھا اور جب تک وہ زندہ تھا شاید تب تک اسے یونہی اس کا خود سے کیا وعدہ یاد دلاتا رہنے والا تھا۔

''کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا......ماں......جہاں لا کے ہمیں پھینکا گیا تھا ایک دن ان کو بھی وہیں اوندھے منہ گراؤں گا۔'' اس کی آنکھیں لہو رنگ تھیں اور دل میں وہ ہمیشہ کی طرح وہی عہد دہرا رہا تھا جو وہ ہر بار یہ خواب دکھائی دینے پر خود سے کیا کرتا تھا۔

☆......☆......☆

عالیشان سے ''آفندی ہاؤس'' میں اس وقت خوب صورت سی ہلچل مچی ہوئی تھی اور مزے کی بات یہ کہ ساری ہی نسوانی چیخ و پکار۔

''اللہ......'' چچی جان نے سر ہاتھوں میں تھام لیا تو ذرا ہی دیر میں ناشتے کی میز پر مچی ہلچل تھی۔

''کیا ہوا امی......؟'' فرزین نے تشویش سے پوچھا۔

''اُفوہ! صبح سے اکیلی کچن میں لگی ہوئی ہوں۔طبیعت خراب ہو گئی ہوگی۔'' تزئین کو خیال آیا۔

http://kitaabghar.com

''بی پی لو ہو گیا ہو گا......انڈا کھلاؤ۔'' ملاحہ نے اپنی ڈاکٹر جھاڑی اور پھر اس پہ الگ بحث۔

''ارے نہیں بی پی میں یہ تھوڑی......فلاں فلاں چیز اور فلاں......ارے نہیں......وہ لاؤ......'' اگلے ہی لمحے ناشتے کی میز پھر سے مچھلی بازار۔

''نکمیوں......نالائقوں بس کرو اب......'' چچی جان نے گرج کر کہا تو سب کی سب آنکھیں پھاڑے تشویش زدہ ہو گئیں۔

''ہاں......ہم تو ہمدردی کر رہے ہیں امی......'' فرزین نے منہ بسورا۔

چچی جان نے ان کے آگے ہاتھ جوڑے۔''میں باز آئی ایسی ہمدردی سے......خدا جھوٹ نہ بلوائے تو سر میں درد کے ساتھ ڈپریشن میں بھی مبتلا کر دیا تم لوگوں کی ہڑبونگ نے۔''

''لو جی......نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں۔'' ملاحہ ہلکا سا منہ بنا کر اپنے ناشتے پر جھک گئی۔

''ابھی اگر آغا جی ہوتے تو پھر دیکھتیں ان سب کی بولتی کیسے بند ہوتی ہے۔'' تائی جان کا انداز مخصوص سختی اور تنبیہہ لئے ہوئے تھا۔

''اوفو امی پلیز......ہر وقت آغا جان سے نہ دھمکاتی رہا کریں ہمیں۔'' ملاحہ ہمیشہ کی طرح چڑی۔ ایک آغا جان کیا کم تھے جو اوپر سے امی بھی۔

''شکر کرو، اتنی ڈھیر ساری پوتیوں میں سے ایک آدھ پھینک وینک نہیں دی انہوں نے۔ ایسا عظیم غم ہے انہیں پوتا نہ ہونے کا۔'' وہ لٹھ مار انداز میں کہتی ہوئی آ کر اپنی کرسی گھسیٹ کر بیٹھی تو تائی جان نے اپنی دوسری نمبر کی اس باغی اولاد کو ہلکا سا گھور کے دیکھا۔ پھر اسے گھر کا۔

''ہر وقت فضول باتیں مت کیا کرو مہرو......''

''دادا ہیں تمہارے۔ محبت اور آسائشوں بھری زندگی دی ہے انہوں نے تمہیں۔'' چچی جان کو بھی مہرماہ کا انداز پسند نہیں آیا تھا۔

''مان لیں امی......کبھی کبھار بھی آغا جان کو 'پوتا ڈپریشن' کا جو دورہ پڑتا ہے تو وہ شدید ہی ہوتا ہے۔'' ملاحہ نے ڈھٹائی سے کہتے بہن کا ساتھ دیا تھا۔

''یہ ساری بکواس ان کے سامنے کرنا پھر پتا چلے گا کتنے بیس کا سو ہوتا ہے۔'' تائی جان ان کی بے موقع بحث اور فضول گفتگو سے بھنا گئیں۔ ایک تو ویسے ہی انہیں اور چچی جان دونوں کو ہی بیٹا نہ ہونے کا غم تھا۔

''ہک ہار......اتنی وسیع و عریض جائیداد......اور حق دار کون؟ یہ سینے پر دھری پانچ سلیں۔''

آغا جان تو برملا کہا کرتے اور پوتیوں کے جذبات کا خیال کیے بنا ان کے سامنے بہ آواز بلند کہتے۔

''بہت شکریہ......اللہ کا کرم ہے......ہمیں خود ہی پتا ہے کہ سو میں کتنے بیس کے نوٹ ہوتے ہیں۔''

http://kitaabghar.com

وہ ناشتا کر کے فارغ ہو گئی تھیں۔ مہر ماہ اور تزئین کو یونیورسٹی اور فرزین اور ملاحہ کو کالج جانا تھا۔

"آپی کب آرہی ہیں امی......؟" ملاحہ کو خیال آیا۔ سب سے بڑی ملائکہ شادی شدہ تھی اور اپنے شوہر اور دو سالہ بیٹے کے ساتھ مسقط ہوتی تھی۔

"ابھی تو کوئی پکا ارادہ نہیں کیا اس نے......کچھ دن بعد بتائے گی۔" انہوں نے بتایا تو وہ سر ہلا کے باقیوں کے پیچھے چل دی۔

فرزین اور ملاحہ کو کالج ڈراپ کرنے کے بعد ڈرائیور نے مہر ماہ اور تزئین کو یونیورسٹی اتارا۔

تزئین تو اندر داخل ہوتے ہی اپنی دوستوں کے گروپ کی طرف بڑھ گئی مگر مہر ماہ کی آنکھوں نے بے چینی سے ادھر ادھر کسی کو کھوجا......اور پھر ذرا آگے بڑھنے پر مخصوص کونے میں سفیدے کے درخت کے پاس وہ خوش رو دکھائی دے گیا تو وہ کھل کے مسکرا دی......اور تیزی سے اس کی طرف بڑھ گئی۔

☆......☆......☆

"دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا......شغل میلے کی بات تھی اور تو اسے دل پہ ہی لے بیٹھا ہے۔" نصیر قاضی اس کی بات سن کر جس طرح بدکا کوئی اور موقع ہوتا تو وقار آفندی ہنستا، مگر اس وقت تو وہ کسی اور ہی الجھن کے گھیرے میں تھا۔

"شغل میلہ ہی ہے......میں اور کیا کہہ رہا ہوں۔" اس نے قاضی سے نظر چرائی......اور نصیر قاضی بچہ نہیں......گھاگ شکاری تھا۔ پرانا پاپی۔ اس معاملے میں چوک نہیں سکتا تھا۔

"شغل میلے والوں کی حالت مجنوؤں جیسی نہیں بن جایا کرتی وقار! اپنے بابا جان کو جانتا ہے نا۔ تمہاری ہی نہیں میری بھی کھال اتروا دیں گے۔" قاضی نے ہاتھ اٹھا دیے تھے۔

"تو میں کب تجھے بیچ میں ڈال رہا ہوں۔ تو بس مجھے زرگل بائی کا نمبر دے دے یا نیا ایڈریس۔ پرانے والے پہ تو وہ ملی ہی نہیں۔" وہ بے چینی سے بولا۔

"نکل گئی ہوں گی ماں بیٹی کسی کے ساتھ۔ طوائف اور بنجارے کا کوئی ایک ٹھکانہ نہیں ہوتا میری جان۔" قاضی نے لب و لہجے میں مقدور بھر لاپروائی سموئی۔

"قاضی پلیز یار......" وہ اس کے بچپن کا دوست تھا۔ آنکھوں سے سب رنگ پہچانتا تھا۔ لہجے میں ناراضی بھر کے بولا تو وہ بے بس ہونے لگا۔

"کیوں آگ میں ہاتھ ڈال رہا ہے......جہنم ہے یہ جہنم......"

"بس ایسے ہی یار۔ دل پشوری ہے اور کچھ نہیں۔" وقار نے اس کے وہم کو کم کرنا چاہا۔

http://kitaabghar.com

"جھوٹ اس سے بولو جو تمہارے لہجے کے اتار چڑھاؤ سے ناواقف ہو وقار۔" قاضی کے انداز میں ہلکی سی سرزنش تھی۔

"اور شادی طے ہونے والی ہے تیری۔ دل پشوری کا سامان تو آل ریڈی ہو جائے گا۔ پھر کیوں گند میں گرتا ہے یار میرے۔"

"اوفو...... میں یہاں لیکچر لینے نہیں آیا تجھ سے۔ بتانا ہے تو ٹھیک ورنہ کاشف سے پوچھ لوں گا اور وہ بتا بھی دے گا۔" اب کی بار وہ ٹھیک ٹھاک ناراض ہوا اور آخر میں جتا بھی دیا۔

"یہ طوائفیں وقت گزاری کے لئے ہوتی ہیں وقار۔ اور ہم تو بس ایویں شغل میلے میں وہاں چلے گئے۔" قاضی اسے مقدور بھر سمجھانا چاہتا تھا۔

"اسے طوائف مت کہو۔ دھندا نہیں کرتی وہ۔ اس کے نصیب برے کہ ایک طوائف کے گھر پیدا ہو گئی۔ صرف گانا گاتی ہے وہ۔" وہ خفیف سے بگڑتے ہوئے بولا۔

"مفت میں نہیں سناتی گانا۔ اس کی آواز اور ادائیں ہر روپے والے کے لیے بکاؤ مال ہیں۔ لوگ اسے گندی نظروں سے دیکھنے کے پیسے ادا کرتے ہیں۔"

قاضی نے صاف صاف کہنے کی ٹھانی تو وہ بھڑک اٹھا۔

"تم حد سے بڑھ رہے ہو نصیر قاضی۔"

"حد تک تو تم آن پہنچے ہو وقار! مذاق میں شروع ہوئی بات کو زندگی کا مسئلہ بنا لیا تم نے...... کتنی بار مل چکے ہیں اس سے؟" قاضی کو اس کے لہجے سے زیادہ اس کی زندگی اور عزت کی فکر تھی۔

"تین ماہ سے مل رہا تھا اور ایک بار بھی کوئی اخلاق سے گری حرکت نہیں دیکھی میں نے اس کی۔" ڈھٹائی دکھاتے ہوئے وہ تفاخر سے بولا تو قاضی نے طنز کیا۔

"تو پھر اب...... کہاں اڑ گئی چڑیا۔"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا۔ آخری ملاقات دو ہفتے پہلے ہوئی تھی۔ تب تک تو ٹھیک چل رہا تھا سب کچھ...... اب وہاں گیا تو پتا چلا کہیں کوٹھی میں شفٹ ہو گئی زرگل بائی۔" اس کے لب و لہجے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔

"تجھ سے بڑی آسانی ہاتھ لگ گئی ہو گی شہزادے۔"

اب کی بار قاضی کے لہجے میں اطمینان تھا۔ "خس کم جہاں پاک" مگر وہ یوں بھڑکے گا قاضی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

"بکواس مت کرو اور خبردار جو ایک بھی فضول لفظ کہا اس کے بارے میں......"

غصے سے اس کی رنگت لال پیلی پڑ گئی تھی اور ماتھے کی رگ پھڑکنے لگی۔ قاضی ایک دم چپ سا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

http://kitaabghar.com

''میں پہلے ہی پریشان ہوں اس کے بارے میں اور روپے پیسے کا لالچ ہوتا اسے تو میرے پاس بھی کم جائیداد نہیں تھی۔فوراً ہی شادی کی آفر قبول کر لیتی مگر وہ تو مانی ہیں نہیں اور اب ایک دم سے یوں غائب ہو جانا......''

وہ غصے بھری بے بسی سے کہہ رہا تھا۔قاضی کو جھٹکا لگا۔شدید جھٹکا۔

''تو نے شادی کی آفر کی اسے......؟''

اس کا دل اچھل کر حلق میں آن اٹکا۔وقار آفندی نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے اطمینان سے اسے دیکھا اور بے حد سکون سے پر لہجے میں بولا۔

''ہاں......اور آفر ہی نہیں کی بلکہ میں یہ شادی کروں گا۔''نصیر قاضی اپنے بال نوچ کر رہ گیا۔

''غلطی......بلکہ زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی جو اس ''خر دماغ'' کو زرگل بائی کے کوٹھے پہ لے گیا۔اسے کیا معلوم تھا کہ وقار آفندی نوٹوں کے ساتھ دل بھی زرگل بائی کی حسین اور طرح دار بیٹی زرنگار پر لٹا آئے گا۔

☆......☆......☆

''ٹائم دیکھ رہی ہو......میں تو بس کیمسٹری کی سلینہ ممتاز کے ساتھ نکلنے والا تھا۔''

اس نے اپنی کلائی پہ بندھی گھڑی مہر ماہ کی آنکھوں کے آگے لہرا کر جتایا تو وہ بھی تنکی۔

''نکل ہی گئے ہوتے......تا کہ میں بھی فزکس کے جنید ہمدانی کے پرپوزل کو قبول کرتے ہوئے شرمندگی محسوس نہ کرتی۔''ضبط کرتے ہوئے بھی طلال کو ہنسی آ گئی تھی۔

''مجال ہے جو جواب دیے بغیر تم لڑکیوں کی زبان رہ جائے۔''

''تو تم لڑکے ایسے سوال کرتے ہی کیوں ہو؟''مہر ماہ نے فائل اوپر کرتے ہوئے دھوپ سے بچنے کی سعی کی اور طلال نوید کو گھور کے دیکھا۔تو وہ صفائی پیش کرنے لگا۔

''روز دیر سے آتی ہو......اب کیا سوکھا رعب بھی نہیں ڈال سکتا بندہ۔''

''ہاں......ویسے رعب ''سوکھا سڑا'' ہی تھا بلکہ ''سڑا بسا'' زیادہ مناسب رہے گا یہاں۔''

اس نے طنز سے کہتے ہوئے سلینہ ممتاز کے دبلے پتلے وجود اور گہری سانولی رنگت کا حوالہ دیا تو وہ تنبیہی اونہوں کر کے رہ گیا البتہ ہونٹوں کے کناروں سے مسکراہٹ پھوٹی پڑتی تھی۔وہ دونوں درختوں کی چھاؤں میں یونیورسٹی گراؤنڈ کے فٹ پاتھ پر چلنے لگے۔

''اتنی لیٹ تو نہیں ہوئی کہ تم سلینہ سے شادی کر کے خودکشی کرنے کا سوچنے لگو۔پانچ دس منٹ ہی تو اوپر ہوتے ہیں۔''مہر ماہ کا اس سے بات کرنے کا اپنا ہی انداز تھا۔حق جتاتا۔پیار بھرا اور بے پناہ مان کہ وہ اس کا ہر جملہ برداشت کرے گا ہر رعب جھیلے گا۔

http://kitaabghar.com

''یوں روزانہ پانچ پانچ منٹ کر کے ہی تو جان نکالتی ہو۔ یہی لگتا ہے نہیں آؤ گی......''

وہ بے بسی سے بولا تو مہر ماہ کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔

''تو کیا ہوا اگر ایک دن نہ بھی آئی تو...... کیا ہوگا؟'' لاپروائی کا لبادہ اوڑھ کر بے نیاز بنتے ہوئے پوچھا تو وہ عین اس کے سامنے آ گیا۔ مہر ماہ رکی۔ وہ سنجیدہ تھا۔

''تو سانس نہیں آئے گی یار......'' مہر ماہ کے دل کو کچھ ہوا تو اس کی نگاہ میں الجھی نظروں کو تیزی سے پھیرتی وہ اس کا مذاق اڑانے لگی۔

''ہاہ......لگتا ہے ''دل والے'' دیکھ ہی لی تم نے بھی۔''

''یعنی......تم سمجھ رہی ہو کہ میں ڈائیلاگ جھاڑ رہا ہوں؟'' طلال کو صدمہ ہوا۔ تو مہر ماہ کو ضبط کے باوجود بھی ہنسی آ گئی۔

''نہ کیا کرو طلال......قسم سے ایسے مر جانے اور سانس نہ آنے والے جملے مجھے فلمی ڈائیلاگ ہی لگتے ہیں اور ہاں ''چیپ'' میں نے دل میں کہہ لیا ہے۔ اونچی آواز میں کہتی تو تم مائنڈ کر جاتے۔'' بڑی معصومیت سے اپنا احسان جتایا تو وہ دانت پیس کر پاؤں پٹخ کر پلٹ گیا۔ مہر ماہ کی ہنسی اور قدموں کی چاپ اس کے پیچھے پیچھے تھی۔

☆......☆......☆

مبین آفندی جوان بیٹیوں کے باپ......عمر کے اس دور میں تھے کہ ہر فیصلہ ہر بات بلا جھجک اگلے بندے تک پہنچا دیتے۔ مگر آغا ذوالفقار آفندی کے اسٹڈی روم میں داخل ہوئے تو ان کے دل میں خفیف سے خوف کی لہر بھی تھی۔

اور ان کی بیوی......صاعقہ......اگر اسے پتا چلتا کہ مبین آفندی کون سے گڑے مردے اکھاڑنے باپ کے پاس جا رہے ہیں تو وہ زنجیر بن کے شوہر کے قدموں میں پڑ جاتیں۔ سلام دعا ہوگئی۔ ادھر ادھر کی ہلکی پھلکی باتیں......

پھر آغا جان اپنی کتاب میں مگن ہو گئے۔ ہمیشہ کی طرح اصولاً اب مبین آفندی کو اٹھ کے چلے جانا چاہیے تھا۔

پانچ منٹ گزرے، آٹھ، دس...... پندرھویں منٹ اور ننانوے صفحے پر پہنچ کر انہوں نے کتاب پر سے نظر ہٹائی اور چشمے کے اوپر سے گھور کے اپنے لخت جگر کو دیکھا۔

وہ گڑبڑائے۔ ''جی......جی آغا جان......؟''

''کیا میں نے کچھ کہا......؟'' انہوں نے کمال تحمل سے پوچھا۔

''نہیں، لیکن میں نے سمجھا شاید......''

آغا جان نے کتاب سے صفحے کا کونا موڑ کر بند کی اور ایک طرف رکھتے ہوئے سیدھے سبھاؤ بولے۔ ''اب تم وہ بولو جو کہنے آئے ہو......بہت گفتگو ہوگئی بزبان خاموشی۔'' ان کا لب ولہجہ پر رعب تھا۔

http://kitaabghar.com

وہ ہچکچائے۔ ''میں ڈر رہا تھا آغا جان......شاید آپ میری بات پسند نہ کریں۔''

''تم کہو مبین آفندی......مجھ میں ابھی بھی حوصلہ ہے ہر بات سننے اور برداشت کرنے کا......''

وہ اپنے مخصوص پر تنفر انداز میں بولے، ذرا سا رکے اور پھر گویا اپنی برداشت کی مثال دیتے ہوئے دوبارہ اضافہ کیا۔

''اپنے دو بیٹوں کو کھونے کے بعد بھی......آغا ذوالفقار آفندی وہیں کھڑا ہے......نہ گرا ہے اور نہ جھکا ہے۔''

مبین آفندی کئی ثانیوں تک ان کے دھیمے مگر مضبوط اور گھن گرج والے لہجے کے زیر اثر رہے۔ پھر بے اختیار بولے۔

''اللہ آپ پہ کبھی وہ وقت نہ لائے آغا جان۔''

''مگر اللہ لایا کرتا ہے۔

وہ ہمارے بیچ ہی دنوں کو پھیر پھیر کے لاتا ہے۔ زبردست کو ایک نہ ایک دن زیر دست ہونا پڑتا ہے مگر وہ نہیں جانتے جن کے دلوں پہ مہریں لگ چکی ہوں۔

''سیدھی اور صاف بات کرو مبین! ہمیں یہ گھماؤ پھیر پسند نہیں۔'' انہوں نے سپاٹ انداز میں کہا تو اپنی پوری زندگی کی ہمت مجتمع کرتے ہوئے مبین آفندی نے کہہ ہی دیا۔

''اور اگر آپ کا ایک بیٹا......آپ کے پاس لوٹنا چاہے تو؟''

لمحہ بھر کو مبین آفندی کو لگا جیسے آغا جان کا وجود کپکپایا ہو، ان کی آنکھوں میں حیرت اور بے یقینی چمکی۔

''فاران......؟'' چودہ سال بعد یہ نام ان کے ہونٹوں سے نکلا تو دونوں ہی کے کانوں کو عجیب سا لگا۔

''جی آغا جان......'' مبین آفندی نے ان کے چہرے کے تاثرات کو پڑھنے کی سعی کی مگر اول لمحے کی بے اختیاری کے بعد سے وہاں پھر سے وہی ہمیشہ والا پتھریلا پن نمایاں تھا۔

''اچھا! اکڑ ٹوٹ گئی اس کی......؟'' بے حد تمسخر سے انہوں نے پوچھا۔ مبین چند ثانیوں تک خاموش، جیسے کوئی بے حد پر اثر الفاظ ڈھونڈتے رہے اور آخرکار فتح یاب بھی رہے۔

''اس کے پاس آپ کا پوتا ہے آغا جان! آپ کا وارث......آپ کی آئندہ نسل کا امین۔''

آغا جان سن سی کیفیت میں انہیں دیکھے گئے پھر بات سنے بنا اٹھ کر باہر نکل گئے۔ مبین آفندی بے بس بیٹھے رہ گئے تھے۔

☆......☆......☆

کیا ہی جنگل میں آگ اس تیزی سے پھیلتی ہو گی جتنی تیزی سے یہ خبر اس کے دوستوں میں پھیلی۔

نصیر قاضی تو تھا ہی......کاشف اور مبشر بھی اسے سمجھانے آئے اور اگلے کئی گھنٹوں تک سر کھپاتے ہی رہے۔ آخر میں اسی کی بات رہی۔

http://kitaabghar.com

''میں مر جاؤں گا یار میرے دل پہ میرا اختیار نہیں ہے۔'' وہ چلا اٹھا۔ اسے پروا نہیں تھی ان میں سے کوئی اس کے متعلق کیا سوچتا ہے۔

وہ تینوں ہکا بکا تھے بلکہ نصیر قاضی نے تو سر ہی تھام لیا۔ اسے کیا خبر تھی کچھ گھنٹوں کی تفریح میں وہ اپنا یار کھو بیٹھے گا اور اس کے بابا جان...... ان کا جاہ وجلال......؟ اگر انہیں پتا چلا کہ نصیر قاضی ان کے بیٹے کو گھنگرو چھنکاتی ان راہوں پر لے گیا تھا تو وہ اس کی کھال میں بھس بھروانے سے بھی نہ ہچکچاتے۔

''اپنے دل پہ تھوڑا کنٹرول کرو وقار! بے اختیاری انسان کو بڑا ذلیل کرواتی ہے اور دل کی مانو گے تو وہ ہر چمکتی چیز کو سونا ہی بتائے گا...... یہ تو دماغ ہے جو صحیح غلط کا فیصلہ بھی صحیح کرتا ہے۔ سو اپنے دماغ سے کام لو۔'' مبشر برلاس بڑا عملی بندہ تھا۔ بڑی جمع تفریق کر کے فیصلے کرنے والا۔ سنجیدگی سے بولا۔

''مجھے اس کا پتا چلانا ہے اور ہر حال میں......'' وہ باری باری تینوں کا چہرہ دیکھتے ہوئے قطعیت سے بولا۔

''یک طرفہ محبت کا شکار ہو تم وقار...... اس کی کوئی دلچسپی ہوتی تو وہ دنیا کی بھیڑ میں گم نہ ہو جاتی۔'' نصیر نے اسے ابھی بھی باز رکھنا چاہا۔

''اسے بھی تم لوگوں کی طرح میرے خاندان، میری عزت اور مرتبے کی فکر تھی...... میں نے کہا بھی تھا، میں سب سنبھال لوں گا۔'' وہ اپنے بال نوچنے کو تھا۔

''وہ عقل مند ہے وقار! جانتی ہے، مستقبل میں کیسا طوفان آئے گا تمہارے فیصلے سے۔ یہ ''سب اچھا'' صرف اس وقت تک ہے جب تک بابا جان کو پتا نہیں چل جاتا۔'' کاشف نے دھیمے انداز میں کہا تھا۔

''تم مجھے صرف اس کا پتا کروا دو کاشف۔ میں ہر بات سنبھال لوں گا۔ وہ مرد ہی کیا جو طوفان کا مقابلہ نہ کر سکے۔''

وہ اپنی بات میں اٹل تھا۔

''کاشف کچھ نہیں کرے گا۔'' نصیر قاضی نے کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے قطعی انداز میں کہا تو وہ چونک کر اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

''میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی جو میں تجھے وہاں لے گیا، مگر بس...... میں مزید کسی گناہ کا بوجھ اپنے سر لینا نہیں چاہتا۔ ہم میں سے کوئی بھی اس معاملے یں تیرا ساتھ نہیں دے گا۔''

اس کے تاثرات پتھریلے تھے۔ وقار آفندی کی کنپٹیاں تپیں۔

''گناہ نہیں ہے یہ...... نیکی ہوگی میری زندگی کی سب سے بڑی۔ گانا گاتی ہے وہ۔ آواز بیچتی ہے، جسم نہیں، عزت کی زندگی دینا چاہتا ہوں میں اسے۔''

پر تپش لہجے میں کہا مگر ان تینوں تو آغا ذوالفقار آفندی نام کی تلوار اپنے سر پہ لٹکتی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ کیا خاک متاثر ہوتے۔ وقار آفندی ان سے ناراض ہو کر گیا۔ کاشف اچھی طرح زرگل بائی کے نئے ٹھکانے سے واقف تھا مگر ان تینوں نے تہیہ کر رکھا تھا وقار کو اس

http://kitaabghar.com

دلدل میں گرنے سے بچانے کا۔ سو کسی کا بھی وقار کو زرنگار کے متعلق کوئی خبر دینے کا ارادہ نہیں تھا۔

☆......☆......☆

”بھائی صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں آغا جان۔ آپ ٹھنڈے ذہن سے سوچیں۔“

سہیل آفندی کم ہی آغا جان کے سامنے بولنے کی ہمت کرتے تھے مگر مبین آفندی نے انہیں ہمت دلا کر اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

”کیا سوچوں سہیل...... وہ مجھے سوچنے کے قابل چھوڑ کے کب گیا تھا۔“ ان کا لہجہ جلتا ہوا سا تھا۔

”بچوں سے غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں آغا جان! بڑے ہمیشہ انہیں معاف کرتے آئے ہیں۔“ مبین آفندی نے سنجیدگی سے کہا۔

”غلطی اور گناہ میں فرق ہوتا ہے مبین۔“ انہوں نے تنبیہی نظروں سے بیٹے کو دیکھا۔ پھر جتانے والے انداز میں اضافہ کیا۔

”والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ میں شامل ہوتی ہے۔“

”وہ معافی مانگ رہا ہے آغا جان۔“

”ہر غلطی کی تلافی ”معافی“ نہیں ہوتی۔“

”گستاخی معاف آغا جان...... اب بیٹے سے تاوان بھروائیں گے؟“ مبین آفندی نے دبے لفظوں میں انہیں احساس دلانا چاہا تو وہ گرج کر بولے۔

”تاوان......؟ تاوان کی بات کرتے ہو تم لوگ؟ تاوان تو میں نے بھرا ہے۔ ایک زندگی کا تاوان۔ وہ کیا تاوان ادا کریں گے۔“ ان کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی۔ سہیل آفندی تو چپ ہو رہے مگر مبین صاحب نے تھوڑی ہمت کی۔

”وہ شدید بیمار ہے آغا جان۔ اور شرمندہ بھی۔“

آغا جان خاموش رہے۔

”پھر آپ یہ بھی تو سوچیے، اس کے پاس اس گھر کا وارث ہے۔ آپ کی نسل کا نام لیوا...... یہ بیٹیاں تو پرائے گھروں کو چلے جانے والی ہیں۔“ مبین آفندی نے نرمی سے ان کے مزاج کو دوسری طرف لگانے کی کوشش کی۔

”اس سے پہلے کہ اس تمام جائیداد میں کوئی ”اور“ حصہ داری کا دعوا لے کر آ جائے۔“ سہیل آفندی کو دور کی کوڑی سوجھی تو وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگے۔

”اور کون؟“

”آپ جانتے ہیں آغا جان میں کس کی بات کر رہا ہوں۔ ”وہ“ بھی تو آئی تھی اپنے بیٹے کو لے کر ”جانشینی“ کا دعویٰ کرتے ہوئے۔“ انہوں نے ذومعنی انداز میں کہا تو اب کی بار آغا جان نے پرسوچ انداز میں ہنکارا بھرا۔

http://kitaabghar.com

''ہوں۔ بات تو ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔''

''اور ویسے بھی آغا جان۔ فاران نے تو ں سمجھیں کسی کا ساتھ دینے کی سزا پائی ہے اور بس...... ورنہ اس گندے کھیل سے اس کا تعلق کوئی نہیں تھا۔''

مبین آفندی نے ان کی برین واشنگ کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا اور ویسے بھی ان طویل چودہ سالوں میں آغا جان کو خود بھی احساس ہو ہی گیا تھا۔ ایک کے قصور پر دوسرے بیٹے کو محض اس کی حمایت کرنے پر انہوں نے خود سے دور کر دیا تھا۔

''بہرحال۔ غلطی تو اس کی بھی بڑی تھی۔ مجھ سے مخالفت میں دلائل دیے اس نے۔ اگر اس نے تاوان میں چودہ سال بھرے ہیں تو میں نے اپنی شریک حیات کی زندگی۔''

وہ تلخی سے بولے۔ چند لمحے توقف کیا پھر گہری سانس بھرتے ہوئے بولے۔

''وقت نکال کے رابطہ کریں گے اس سے۔ فی الحال تو میرا ذہن تیار نہیں ہے۔''

اور مبین آفندی کے لئے اتنا بھی کافی تھا اور سہیل آفندی کھل کے مسکرا دیے۔

صلح کا نقارہ بج چکا...... اب محض چند ریشمی پردے سرکنے باقی تھے۔ تمام نظارے بالکل صاف دکھائی دینے والے تھے۔

☆......☆......☆

تائی جان کو علم ہوا تو پہلے تو وہ سکتے میں آ گئیں۔ پھر گویا حواس میں لوٹتے ہوئے شوہر سے الجھنے لگیں۔ ''دماغ تو ٹھیک ہے آپ کا مبین؟ خود اپنے پیروں پہ کلہاڑی مار رہے ہیں آپ۔''

انہوں نے ہلکا سا گھور کر اپنی شریک حیات کو دیکھا۔ ''اس میں دماغ کی خرابی والی بات کہاں سے نظر آ گئی تمہیں؟''

''ارے......'' بے اختیار تیز لہجے میں کہتے ہوئے جیسے انہوں نے اپنے لب و لہجے پر قابو رکھا۔ ''اتنی بڑی جائیداد، بزنس ہے اور آپ زمین کھود کھود کر حصہ دار نکال رہے ہیں۔''

''دماغ تو تمہارا خراب ہے صاعقہ۔'' انہوں نے تلخی سے کہا۔ ''اب کیا بیٹیوں کو جہیز میں دو گی یہ جائیداد اور بزنس؟''

لمحہ بھر کو وہ لاجواب ہوئیں۔

''ہماری جگہیں داماد سنبھالیں گے کیا؟ اور ویسے بھی اسے جائیداد یا بزنس کا لالچ ہوتا تو چودہ سال لاتعلقی میں نہ گزارتا۔ خالی ہاتھ گیا تھا اس گھر سے۔ بیوی اور بیٹے کے ساتھ۔ اس کی خاموشی کی قدر کرو۔ عیاشی تو ہم نے کی ہے چودہ سال اس کے حصے پر بھی۔''

مبین آفندی جذباتی ہونے لگے تو صاعقہ بیگم بھی قائل سی ہو گئیں۔

''یہ تو ہے ویسے۔''

http://kitaabghar.com

''اس کا بیٹا جوان ہے اب۔ نیا خون ہے سہارا بنے گا باپ کا، دادا کا اور ویسے بھی ہم کون سا سب اس کے حوالے کر کے خود فارغ بیٹھنے والے ہیں۔ بس دل کو تقویت ہو جائے گی کہ کوئی ہے جو آگے بھی یہ تمام سلسلے چلا سکتا ہے۔''

وہ بے حد رنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔

اللہ کی مصلحت اللہ ہی جانتا تھا کہ دونوں بھائی، بیٹے کے لیے ترستے تھے مگر دونوں ہی بیٹیوں کے باپ بنے۔ ان کی قسمت میں اولادِ نرینہ لکھی ہی نہ تھی۔

''اور جو ماں باپ کا دل دکھا کر گئے ان کو کیسے رنگ لگائے اللہ تعالیٰ نے۔''

تائی جان نے آہ سی بھری تو انہوں نے تنبیہی نگاہوں سے بیوی کو دیکھا۔

''کفر مت بولو۔ والدین کا دل دکھانے والوں کو اللہ رنگ لگایا نہیں مگر ''دکھایا'' ضرور کرتا ہے۔ وہ بھی دنیا کے رنگ...... چودہ سال تمہیں کیا معلوم کتنی ٹھوکریں کھائی ہوں اس نے۔''

''ہاں تو ماں باپ کا دل دکھانے کی سزا تو بھگتی ہی ہو گی نا۔'' وہ جھٹ سے بولیں۔

مبین آفندی نے دائیں بائیں سر ہلایا اور ہنس دیے۔ ''تم عورتیں بھی نا...... ابھی تو تمہیں ان کی رنگ برنگی زندگی نظر آ رہی تھی۔ ساتھ ہی لڑھک کے سزا پہ آ گئیں۔''

تائی جان جھینپ سی گئیں۔ ''ہاں تو غلط کہا کیا۔ بیٹے بھی تو اللہ نے ان ہی کو دیے۔''

''چلو، اب ایک بیٹا آ رہا ہے نا۔ تم لوگوں کا شوق بھی پورا ہو جائے گا۔''

وہ مسکرا کر بولے تو تائی جان نے گہری سانس بھری۔ اب یہ تو اللہ ہی جانتا تھا کہ آنے والا وقت کسی کے لیے کیا لانے والا تھا۔

☆......☆......☆

پھٹے کھاتے۔ دونوں کیمپس کی لہر کے ساتھ ساتھ چلتے ایک دوسرے کی سنگت میں مطمئن اور خوش و خرم تھے۔

''آنٹی آئیں نہیں سیالکوٹ سے؟'' مہرماہ نے پوچھا۔

''کل کا پروگرام طے ہوا ہے۔ اب دیکھو۔ بڑے عرصے کے بعد گئی ہیں ماموں کی طرف تو کچھ زیادہ ہی دل لگ گیا ان کا۔'' طلال مسکراتے ہوئے بتا رہا تھا۔

وہ دونوں نہر کنارے گھاس پر بیٹھ گئے۔

''پتا ہے میں نے امی سے بات کر لی تمہارے پروپوزل کی۔''

مہرماہ کے چہرے پر رنگین سی لہر دوڑی تھی۔ ہلکے سے شرمیلے پن کے ساتھ بتایا تو وہ خوش ہو گیا۔

http://kitaabghar.com

''ڈیٹس گریٹ۔'' پھر بے تابی سے پوچھنے لگا۔''کیا کہا انہوں نے؟''

''بھئی۔ یہ تو اب تمام رشتوں پر غور کر کے ہی فائنل ہوگا۔ تم چکر لگا لینا اپنی ماما کے ساتھ۔'' مہرماہ نے بے نیازی کا مظاہرہ کیا تو وہ قہقہہ لگا بیٹھا۔

''کتنی خوش فہم ہوتی ہو تم لڑکیاں بھی نا۔ ایسے کون سے رشتے لائن لگا کے کھڑے ہیں۔''

''اوہو مسٹر۔ کسی وہم میں مت رہنا۔'' وہ چمک کر بولی۔ پھر تفاخرانہ بتایا۔''میرا ابھی ایک کزن آرہا ہے۔''

''چیچوں کی ملیاں سے؟'' طلال نے بھولپن سے طنز کیا تو وہ اسے گھور کر جلانے والے انداز میں بولی۔

''جی نہیں۔ شارجہ سے۔''

''ابھی پیدا ہوا ہے کیا؟''

''ہاں۔ اٹھائیس سال کا ہے۔'' مہرماہ ڈھٹائی سے ہنسی۔

''اچھا۔'' طلال نے سر کھجاتے ہوئے معصومیت سے پوچھا۔

''عمر تھوڑی سی زیادہ نہیں بتا دی تم نے؟''

''دراصل ریڈی میڈ ہے۔'' وہ اب بھی سنجیدہ نہیں تھی۔

''شٹ اپ۔'' طلال ہنستے ہوئے بولا۔

''واقعی۔ ہمارے لئے تو ریڈی میڈ ہی ہوگا۔ چودہ سال ہوئے اسے یہاں سے گئے۔ اب ایک دم سے دیکھیں گے تو اٹھائیس والا ہوگا۔'' وہ اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے بولی۔

''مگر سوچنے والی بات تو یہ ہے کہ اچانک سے اتنا بڑا کزن آ کہاں سے گیا؟'' طلال نے کھایا ہوا بھٹہ شاپر میں ڈال کر ایک طرف رکھتے ہوئے عالمانہ سوال کیا۔

''بتایا تو ہے ریڈی میڈ ہے اور شارجہ سے امپورٹ ہو کے آرہا ہے۔''

''پہلے تو تم نے ذکر نہیں کیا۔''

''پہلے بتانے کو کچھ تھا ہی نہیں۔ کیونکہ ان سے کوئی رابطہ ہی نہ تھا اور نہ ہی دوبارہ سے صلح صفائی کا ارادہ۔ یہ تو ابھی چچا جان نے خود رابطہ کیا۔ آغا جان سے معافی مانگی اور واپسی کی اجازت بھی۔''

مہرماہ نے مختصراً بتایا۔ پھر اسے دیکھتے ہوئے شرارت سے بولی۔''لہٰذا تم جلدی سے اپنا پروپوزل بھیج دو کیونکہ ماہ دولت اب ایک ہینڈسم اور ڈیشنگ قسم کے کزن کی کزن بن چکی ہیں۔''

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

''ہاں ہاہا۔''

طلال کا قہقہہ کئی گردنوں کو ان کی طرف موڑ گیا۔ مہرماہ نے خجل ہو کر کھایا ہوا بھٹہ اسے دے مارا جو اس نے دونوں ہاتھوں سے کامیابی سے کیچ کر لیا۔

''یہ دو خصوصیات تم نے اپنے پاس سے ہی لگا لیں؟'' وہ مذاق اڑا رہا تھا۔

''میرے چچا بہت ڈیشنگ اسمشنگ ہیں۔ ان کی جوانی کی تصویریں دیکھ رکھی ہیں میں نے۔ بیٹا بھی ویسا ہی ہو گا نا۔'' مہرماہ اترا کر بولی۔ پھر اضافہ بھی کیا۔ وہ بھی من چاہا۔

''بھئی۔ خوب صورتی تو ہمیں وراثت میں ملی ہے۔''

سورج کی کرنیں پانی کی لہروں سے منعکس ہو کر اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ یوں معصوم سے تفاخر کے ساتھ مسکراتی وہ واقعی کوئی ''شے'' لگ رہی تھی۔

طلال کا جی چاہا اسے اٹھا کے دل میں رکھ لے۔

''او۔ ہیلو۔'' مہرماہ نے اس کی نظروں کے سامنے چٹکی بجائی۔

''کدھر کھو گئے ہو؟''

''اس کی نظروں کی بے خودی کو محسوس کرتے ہوئے وہ مسکراہٹ دبا کر پوچھ رہی تھی۔

طلال نے گہری سانس بھرتے ہوئے سفیدے کے بلند درختوں پر نگاہ ڈالی اور سادگی سے بولا۔

''ایسے ہی۔ سوچ رہا تھا۔ اتنے سفید جھوٹ بولتے ہوئے لڑکیوں کا دل نہیں گھبراتا؟''

وہ جو کچھ ''اور'' سننے کے لئے سراپا اشتیاق بنی ہوئی تھی۔ فائل اٹھا کر اسے مارنے لگی تو وہ پھرتی سے اٹھ کے بھاگا تھا۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے اپنا بیگ شانے پر ڈالتی کپڑے جھاڑنے لگی تھی۔

☆......☆......☆

گلے شکوے، معافی تلافی۔ سب ہو چکا۔

''آپ کے لیے ایک بہت بڑا سرپرائز ہے میرے پاس آغا جان۔'' فاران آفندی کی آواز جوش و خروش سے کپکپا رہی تھی۔

''آؤ گے تو سب سرپرائز دیکھ لیں گے ہم۔''

آغا جان اسکائپ پر دکھائی دیتے فاران آفندی پر پیاسی نظریں جمائے بظاہر بڑے رعب داب سے بولے مگر حقیقت تو یہ تھی کہ چودہ سال لختِ جگر کو دیکھا تو تمام گلے شکوے دم توڑ گئے تھے۔

http://kitaabghar.com

''میرا پوتا کہاں ہے۔اسے بھی بتا رکھا ہے ہمارے بارے میں یا نہیں؟''

''جی آغا جان۔سب پتا ہے اسے۔ابھی جاب پہ گیا ہوا ہے۔آئے گا تو بات کرواؤں گا آپ سے۔''

''اب چھوڑو جاب واب۔ہمارے تو پرکھوں میں کسی نے نوکری نہیں کی کسی کی۔'' وہ ناپسندیدگی سے بولے تو فاران آفندی مسکرا دیے۔

''جو آپ کا حکم آغا جان! ویسے بھی اب تو سب وائنڈ اپ کرنا ہے یہاں سے۔آپ حکم کریں کب حاضر ہو جاؤں؟'' وہ جذباتی ہوئے تو آغا جان کا پتھر دل بھی پگھلنے لگا۔مگر باپ تھے۔ماں نہیں جو دل کا بھید ظاہر کر دیتے۔

''اڑ کے تو نہیں آؤ گے ظاہر ہے۔سب کام ختم کر و وہاں سے اور آ جاؤ۔بہت کاٹ لی جلا وطنی۔''

''ٹھیک ہے آغا جان۔'' وہ خوش تھے۔بے حد خوش۔گردشِ دوراں نے انہیں پہلے سے کمزور کر دیا تھا اور کچھ جگر کا عارضہ جان کا دشمن ہو رہا تھا۔

''اور ثمرہ کہاں ہے؟'' آغا جان کے اچانک سوال پر وہ خاموش ہو گئے۔پھر دھیمے لہجے میں بولے۔

''یہیں ہے آغا جان۔کچن میں۔موحد آنے والا ہے تو کھانا بنا رہی ہے شاید۔''

''اس کا دل نہیں چاہا راضی نامے کو فاران آفندی؟'' آغا جان نے طنز بھرا ہنکارا بھرا تھا۔وہ جلدی سے بولے۔

''نہیں نہیں آغا جان! ایسی بات نہیں......بس ماں ہے نا......تو اسے اپنا دکھ بھلائے نہیں بھولتا۔''

''ہم نے اسے تو سزا نہیں دی تھی۔اس نے تو تمہاری سزا بھگتی۔تمہارے جرم کی سزا پائی۔''

''جی۔آغا جان!'' وہ چپ سے ہو گئے۔مبین آفندی اور سہیل آفندی فی الوقت ایک طرف خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے۔

''عورتوں کی عادت ہوتی ہے آغا جان! دکھوں کو تمام عمر بچوں کی مانند سینے سے لگا کے رکھتی ہیں۔ہم وہاں سے نکلے تو موحد کو نمونیا ہو گیا تھا۔'' بے حد دکھی لہجے میں کہتے ہوئے تھم سے گئے۔تینوں نفوس دم سادھے متوجہ تھے۔

''پھر......؟'' آغا جان نے سرسراتے لہجے میں پوچھا۔لاڈلے پوتے کی یاد اور اس کی معصوم شکل نے اچانک ہی سینے پر ہاتھ مارا تھا۔ان کا لاڈلا، راج دلارا۔

انہیں یاد آیا۔کتنا پیارا ہوا کرتا تھا وہ انہیں۔اکلوتا پوتا۔

''پھر باوجود علاج کے نمونیا بگڑتا چلا گیا آغا جان۔'' انہوں نے سائیڈ پہ رکھا پانی کا گلاس اٹھا کے منہ سے لگا لیا۔دونوں بھائیوں نے فاران آفندی کے لہجے کی نمی کو بخوبی محسوس کیا تھا اور دم بخود بیٹھے آغا جان نے تو دل سے۔خالی ہاتھ گھر سے نکلنے والے آدمی نے کیسے اسپتالوں میں دھکے کھائے ہوں گے۔

''بہرحال۔وہ ماں ہے۔وقت، وہ دکھ بھول نہیں پاتی۔میں تو سمجھاتا رہتا ہوں اس کو۔باقی سب باتیں آ کر ہوں گی آغا جان۔

http://kitaabghar.com

میں تفصیل میں جانے کی ہمت نہیں پاتا خود میں۔مگر آپ کو وعدہ کرنا ہوگا آغا جان کہ اب آپ ہمیں نہیں ٹھکرائیں گے۔بہت جدائی سہہ لی ہم نے۔اب ہم آپ کو کھونا نہیں چاہتے۔ماں تو کھودی میں نے اپنی۔" وہ بے پناہ جذباتی ہو کر رو ہی دیے تھے۔

اکیلا آدمی چودہ برسوں سے دنیا کے نجانے کیسے حالات سے نبرد آزما رہا تھا کہ اب ہمت جواب دے گئی تھی اس کی۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔پھر بات ہوگی۔فوراً واپسی کی تیاری پکڑو۔" آغا جان نے تیزی سے بات سمیٹی۔تو وہ آزردگی سے مسکرا دیے۔آغا جان کو ان کی مسکراہٹ اور تاثرات سے عجیب سا تاثر محسوس ہوا۔مگر وہ لمحہ بھر کی بات تھی۔وہ اب دونوں بھائیوں سے گفتگو میں مصروف تھے اور آغا جان ایک طرف بیٹھ کر ان کے چہرے پر نظریں جمائے اپنی برسوں کی پیاس بجھانے میں۔

☆......☆......☆

وہ تھکا ہوا تھا جب گھر پہنچا۔ماما سے سلام دعا ہوئی۔تازہ دم ہو کر بابا جان سے حالات معلوم کرنے چاہے۔تو انہوں نے ابرو سے ماما کی طرف اشارہ کر دیا۔

"کیا بات ہے۔دونوں چھاؤنیوں میں خاموشی ہے آج تو۔"

وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے اونچی آواز میں بولا تو سویٹ ڈش کا ڈونگا لے کر آتی ثمرہ کی آنکھوں میں پھر سے نمی اترنے لگی۔ انہوں نے ڈونگا میز کے وسط میں رکھا۔کرسی پہ بے دم سی گریں اور میز پہ سر ٹکا کے رونے لگیں۔

فاران آفندی کے ہونٹ بھنچے۔آنکھوں میں لالی سی اترنے لگی۔موحد کا تو مانو دل ہی کچل ڈالا ہو کسی نے۔پھرتی سے اٹھ کے ثمرہ کی طرف بڑھا۔

"ماما۔کیا ہو گیا۔کیوں رو رہی ہیں؟ میں تو یونہی بکواس کر رہا تھا۔آئم سوری۔"

جھک کر انہیں بانہوں کے گھیرے میں لیے وہ پریشان سا تھا۔

"تمہارا قصور نہیں ہے بچے۔یہ کسی اور ہی دکھ کو رو رہی ہے۔" فاران قدرے ناراضی سے اسے شرمندگی کے حصار سے نکالتے ہوئے ثمرہ کو دیکھ رہے تھے۔

"میں ساری عمر بھی اپنے دکھ کو روؤں تو اس کی تکلیف میرے دل سے نہیں جائے گی فاران صاحب۔" وہ بھیگا چہرہ اٹھا کے روتے ہوئے بولیں تو موحد نے لب بھینچ لیے۔پھر بے چینی سے پوچھا۔

"ہوا کیا ہے ماما۔آپ بتائیں بابا جان؟" اس کا رخ سخن فاران کی جانب تھا جو کڑی نظروں سے ثمرہ کو دیکھ رہے تھے۔

"کھانے کی میز پہ بے برکتی پھیلا رہی ہو۔اچھی بات ہوگی جو سب رزق چھوڑ کے اٹھ جائیں گے۔"

"ماما روئی کیوں ہیں بابا جان؟" موحد کے لہجے میں ضد کا عنصر واضح تھا۔یہ کوئی عام سی بات تو نہ تھی کہ ثمرہ یوں بے بسی سے رو

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

دیتیں اور فاران آفندی بجائے بوکھلانے اور پریشان ہو کر انہیں چپ کروانے کے انہیں مزید ڈانٹتے۔ کچھ تو گڑبڑ تھی معاملے میں۔

''افوہ یار! تم بھی نا۔کھانا کھالو پہلے پھر بات کرتے ہیں۔'' وہ جھلا کر کہتے اب تنبیہی نظروں سے ثمرہ کو دیکھ رہے تھے۔انہیں بھی فوراً ہی احساس ہو گیا تھا کہ انہوں نے غلط موقع پر غلط ردعمل دیا تھا۔سو فوراً ہی دوپٹے سے منہ پونچھتے ہوئے خود کو نارمل کرنے لگیں۔

موحد کو علم تھا۔اب فاران آفندی نے کہہ دیا کہ کھانے کے بعد بات ہوگی تو وہ جتنا بھی اصرار کرلیتا۔اب بات کھانا کھانے کے بعد ہی کھلنی تھی۔

اس کے بعد لاکھ ثمرہ نے مسکرا مسکرا کر بصد اصرار ہر ڈش اس کے آگے کی مگر وہ بھوک اڑ جانے کے باعث تھوڑا ہی کھانا کھا پایا۔ حالانکہ ہر ڈش اس کی پسندیدہ تھی۔

کھانے کے بعد ثمرہ برتن اٹھانے لگیں تو ہمیشہ کی طرح تھکے ہونے کے اور ثمرہ کے منع کرنے کے باوجود موحد نے اس کام میں ان کی مدد کی۔وہ جلد از جلد ثمرہ کی آزردگی اور پریشانی کا ماخذ جاننا چاہتا تھا۔

''میں اور تمہاری ماما اسٹڈی میں بیٹھتے ہیں۔تم ذرا مزے دار سی کریم کافی تو بنا کے لاؤ۔''

بابا جان پرسکون تھے۔ثمرہ کے برعکس وہ قطعاً پریشان نظر نہیں آتے تھے۔وہ بے بسی سے ثمرہ کو دیکھنے لگا تو وہ نظریں چرا گئیں۔

''بھئی۔تمہارے جیسی کافی تو تمہاری ماما بھی نہیں بنا سکتیں۔'' وہ توصیفی انداز میں اس کا شانہ تھپتھپا کر محبت سے بولے اور اسٹڈی کی طرف بڑھے تو ثمرہ کو اس نے مرے قدموں سے ان کے پیچھے جاتے دیکھا۔

گہری سانس بھرتا وہ کچن میں چلا آیا۔پھر پانی بوائل کرتے کافی پھینٹتے اور پھر کافی بنا کر اس میں کریم ڈالتے اس نے ہر ممکنہ پریشانی کو سوچ ڈالا جو ثمرہ کی اس قدر دل آزاری اور رونے کا باعث بن سکتی ہو۔

پھر ایک دم سے اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔

''گڈ گاڈ۔'' اس کی پیشانی کو گرم لہر چھو کے گزری۔''کہیں بابا جان کی بیماری سے متعلق تو کچھ بات نہیں؟'' دل گہرائی میں کہیں ڈوب کے ابھرا۔

واقعی۔یہی بات ہوگی۔وگرنہ بابا جان اتنے پرسکون اور ماما اتنی ''تھڑولی'' کا مظاہرہ نہ کرتیں۔

اس نے جلدی سے ٹرے اٹھائی اور تیز قدموں سے اسٹڈی روم کی طرف بڑھا۔اس کا دل اوہام و خدشات سے بھرا ہوا مگر اسٹڈی کے باہر ہی اس کے قدم ٹھٹک گئے۔اندر سے پہلے بابا جان کا اونچا لہجہ سنائی دیا اور اس کے بعد ثمرہ کا۔

وہ دروازے پر دستک دے کر اندر آیا تو وہاں خاموشی چھا چکی تھی۔اس نے ٹرے بابا جان کی رائٹنگ ٹیبل پر رکھی اور ان دونوں کو ایک ایک مگ تھما کر اپنا مگ ہاتھ میں لیے ماما کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

http://kitaabghar.com

ایک نظر میں ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ ثمرہ کی پلکیں نم تھیں یعنی وہ پھر سے رو رہی تھی۔

''اب بتائیں۔ کیا بات ہوئی ہے جس نے ماما کو اتنا آزردہ کر دیا ہے؟''

وہ براہ راست بابا جان کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کافی کا گھونٹ بھر کے مسکرائے۔

''بہت خوب موحد۔ ہمیشہ کی طرح لاجواب کافی۔'' وہ بے بس ثمرہ کو دیکھنے لگا مگر وہ سلگتی نگاہوں سے فاران آفندی کی طرف متوجہ تھیں۔

''بات کو گھمائیں مت فاران۔ اتنا تو میرے جذبات کا خیال نہیں کیا حقیقت بتاتے وقت جتنا بیٹے کا کر رہے ہیں۔'' وہ چٹختے ہوئے لہجے میں بولیں۔

''مسئلہ موحد کا نہیں تمہارا ہے ثمرہ۔'' وہ سنجیدگی سے بولے۔

''موحد کی تو پوری زندگی داؤ پہ لگ چکی اس مسئلے میں فاران۔'' وہ ضبط کھو کے چلائیں اور پھر رونے لگیں۔ موحد نے بوکھلا کر اپنا مگ تپائی پہ رکھا اور ثمرہ کے ہاتھ سے بھی مگ لے کے رکھ دیا۔

''آخر مجھے بھی تو بتائیں ماما۔ بابا جان۔ بات کیا ہے۔ کیوں معمہ بن رہے ہیں آپ دونوں۔'' وہ زچ میں آ گیا تھا۔

''تمہارے بابا جان ہمیں اسی عقوبت خانے میں واپس لے جانا چاہتے ہیں جہاں انسانیت کے بجائے بے حسی بستی ہے۔'' ثمرہ پھٹ پڑنے والے انداز میں بولیں۔

''ثمرہ۔'' فاران صاحب کا انداز تنبیہی تھا۔

''مطلب۔؟'' موحد الجھا۔ اس کا تو ذہن بھی اس طرف نہیں جا سکتا تھا جس طرف کا قصد فاران آفندی کیے بیٹھے تھے۔

''آغا جان سے بات ہوئی ہے میری۔ وہ مجھے پاکستان بلا رہے ہیں موحد۔ بلکہ ہم سب کو۔''

انہوں نے گویا موحد کے سر پر بم پھوڑ دیا تھا۔ سائیں سائیں کرتے دماغ کے ساتھ اس نے بے حد بے یقینی سے فاران آفندی کا چہرہ دیکھا تھا۔

''تمام گلے شکوے دور ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے معاف کر دیا ہے۔'' وہ مطمئن سے بتا رہے تھے۔

مگر موحد کے ضبط کی حد اس سے زیادہ نہ تھی۔ طیش کے مارے مٹھیاں بھینچے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''انہوں نے؟ انہوں نے معاف کر دیا ہمیں؟ معافی تو انہیں ہم سے مانگنی چاہیے تھی بابا جان۔'' وہ غصے سے بولا تو فاران اونچی آواز میں اسے ٹوک گئے۔

''موحد۔''

http://kitaabghar.com

''بالکل صحیح کہہ رہا ہے موحد۔'' ثمرہ کی آنکھوں میں آنسو تھے بھرائے لہجے میں بولیں۔

''کیسی فضول باتیں کر رہے ہو تم لوگ۔ بزرگ معافی مانگتے اچھے لگتے ہیں کیا؟'' وہ جھلائے۔

''ظلم کرتے بھی اچھے نہیں لگتے۔'' ثمرہ چیخی تھیں۔ موحد کو بھی اپنی رگوں میں خون کے بجائے تیزاب دوڑتا محسوس ہو رہا تھا۔

''اگر یہ مذاق ہے تو اسے ختم کر دیں بابا جان۔ پلیز۔'' وہ پھٹی ہوئی آواز میں بولا۔

ضبط کی طنابیں چھوٹتی محسوس ہو رہی تھیں اسے۔

''مذاق نہیں ہے موحد! تم بھی اپنا ذہن کلیئر کر لو۔ ہم سب کچھ وائنڈ اپ کر کے پاکستان جا رہے ہیں۔'' انہوں نے قطعی انداز میں کہا تو وہ بے اختیار غصے میں آ کر اونچی آواز میں بولنے لگا۔

''نو۔ نیور۔ کبھی نہیں بابا جان۔ میں ان ظالم لوگوں میں کبھی بھی واپس نہیں جانا چاہتا۔ آپ بھول گئے ہوں گے ان کے ظلم، مگر میرا دل ان کی نفرت سے بھرا ہوا ہے اور بس۔''

''معاف کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے موحد۔''

''تو یہ انہوں نے اس رات کیوں نہیں سوچا جب ہمیں اپنے گھر سے نکالا۔''

وہ چلایا۔ اس نے آج تک فاران آفندی کے سامنے کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی مگر آج تو جیسے خون ابل اٹھا تھا اس کا۔

''آپ تو کہتے ہیں کہ میں آپ کے وجود کا حصہ ہوں بابا جان۔ پھر آپ نے ''ہماری'' زندگیوں کا فیصلہ اکیلے کیسے کر لیا؟''

اس کا انداز زخمی اور لہجہ کرچی کرچی تھا۔ ماں کا دل بری طرح سے تڑپ اٹھا، وہ موحد سے لپٹ کر رونے لگیں۔ فاران آفندی خود کو خلا میں معلق محسوس کرنے لگے۔

کافی کے مگوں سے اٹھتا دھواں معدوم ہوتے ہوئے اب ختم ہو گیا تھا اور ان تینوں کے پاس الفاظ بھی۔

☆......☆......☆

مہر ماہ آج بے حد خوش تھی۔

آج اس نے یونیورسٹی سے چھٹی کی تھی۔ ایسے ہی خوامخواہ۔ نہ دکھائی دینے والی دھول صاف کرنے کے لیے۔ حالانکہ طلال کی ماما کا شام کو آنے کا پروگرام تھا۔

ملاحہ، فرزین اور تزئین واپس آئیں تب بھی وہ کبھی گلدان کے پھول ٹھیک کرتی تو کبھی کسی پینٹنگ کو جھاڑتی۔

''بس بھی کرو مہرو...... نہ تو وہ صوفے کے ہتھے پہ آ کے بیٹھنے والی ہیں اور نہ ہی کسی وازیاں پینٹنگ میں۔''

تزئین نے طنز کیا تو وہ بلاوجہ ہی ہنسی۔ آج تو کوئی بات بری نہیں لگ رہی تھی۔

http://kitaabghar.com

"اور اگر آغا جان کو طلال پسند نہ آیا تو؟" تزئین کو مہر ماہ کی اتنی خوشی کم ہی برداشت ہوتی تھی۔ بے دردی سے بولی تو مہر ماہ کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔

"کیسی باتیں کرتی ہیں آپی۔ آپ نے کون سا طلال بھائی کو نہیں دیکھ رکھا۔"

فرزین نے جلدی سے بہن کو ٹوکا تو وہ میگزین کھول کر صوفے میں دھنستے ہوئے شانے اچکا کر لاپروائی سے بولی۔

"میں تو آغا جان کی بات کر رہی ہوں۔ ان کی پسند و ناپسند کے اپنے ہی پیمانے ہیں۔ ضروری تو نہیں انجلینا جولی مجھے پسند ہے تو آغا جان کو بھی پسند آئے۔"

"تم فکر مت کرو۔ طلال کی فیملی کو انوائیٹ کر لینا ہی آغا جان کی آدھی پسندیدگی کی علامت ہے۔"

مہر ماہ نے سنجیدگی سے اسے جواب دیا تو وہ سر جھٹک کر میگزین کھنگالنے لگی۔

ہم عمر ہونے کی وجہ سے وہ اکثر و بیشتر مہر ماہ کے مدمقابل رہتی تھی۔

شام کو نا صرف طلال کی ماما، بڑا بھائی اور بھابھی آئے بلکہ طلال بھی ساتھ ہی تھا۔

ہلکی پھیکی کڑھائی سے مزین شیفون کی زرد اور میرون قمیص اور ٹراؤزر میں ملبوس شیفون کے دوپٹے کو سلیقے سے سر پہ اوڑھے مہر ماہ آنکھوں میں محض کاجل کی لائینیں کھینچے بہت اچھی لگ رہی تھی۔ گالوں سے چھلکتی سرخی آج بلش آن کو مات کر رہی تھی۔

"آپی۔ ماشاءاللہ..... آپ کو تو آج کسی میک اپ کی ضرورت ہی نہیں۔" فرزین نے بے ساختہ ستائشی انداز میں کہا تو ملاحہ نے چٹاچٹ بہن کو چوم لیا۔

"افوہ۔" وہ مزید لال پڑنے لگی۔ ہاتھوں سے رگڑ کر چہرے پہ لکھی محبت کی تحریر گویا صاف کرنے کی کوشش کی۔ "ایک تو میں پہلے ہی نروس ہوں اوپر سے تم دونوں مجھے کنفیوز کر رہی ہو۔"

"اور تیسرے طلال صاحب بھی آ کے بر وکھوے کے لئے بیٹھ گئے ہیں۔" تزئین نے بالوں کو کیچر میں جکڑتے ہوئے لقمہ دیا۔

"ہاں۔ اسے پتا نہیں کیا سوجھی۔ میں نے منع بھی کیا تھا آنے سے۔" مہر ماہ الجھی۔ فرزین ہنسنے لگی۔

"تو آغا جان سے کیسے ملاقات ہوتی پھر؟"

"ہاں۔ یہ بھی ہے۔" وہ واقعی الجھی ہوئی تھی۔ تزئین نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا اور جتانے والے انداز میں بولی۔

"یونیورسٹی فیلوز ہو تم لوگ۔ سارا دن گپیں لگانے میں گزرتا ہے۔ پسند کر کے گھر بلایا ہے اسے۔ اب یہ شرماشیری کا ڈراما کیسا؟"

مہر ماہ کے کمرے میں ایک دم سے خاموشی پھیلی۔ تیز ہوا سناٹے سے مہر ماہ کو چھو کے گزری تھی۔

"آپی۔ آپ بات کو ہمیشہ سیریسلی لے لیتی ہیں۔ مذاق کر رہے ہیں ہم۔" فرزین نے گھبرا کر بات لپیٹنے کی کوشش کی مگر وہ یونہی

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

لبوں پہ استہزائیہ سی مسکراہٹ لیے نکل گئی۔

''میں ذرا ڈرائینگ روم کی صورتحال کا جائزہ لے لوں۔'' فرمین بے چاری خوامخواہ چور بن گئی تھی۔ بہانے سے کمرے سے نکلنے لگی تو ملاحہ بھی اس کے ساتھ ہی چل پڑی۔

تزئین کی باتوں نے حقیقتاً مہر ماہ کو دھچکا لگایا تھا۔ ایسا کوئی اعتراض تو امی ابو یا آغا جان نے بھی نہیں اٹھایا تھا۔ ہاں، یہ ضرور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ اگر طلال اور اس کا خاندان گھر میں کسی کو پسند نہ آئے تو مہر ماہ اعتراض یا احتجاج کا حق نہیں رکھتی تھی۔ مگر یہ تزئین۔ مہر ماہ کا دل سلگا۔

یہ ہمیشہ سے ایسی ہے جل ککڑی

وہ چڑ کر سوچتی آئینے میں اپنا جائزہ لینے لگی۔

جب ڈرائینگ روم سے اس کا بلاوا آیا تو وہ بہت گھبراہٹ کا شکار تھی۔ سب کے بیچ۔ طلال کے سامنے۔

''آپ بے فکر رہیں۔ آغا جان انہیں اسٹڈی میں لے گئے ہیں۔'' ملاحہ نے اس کی مشکل آسان کی تو اس نے اطمینان کی سانس لی اس نے اندر جا کے طلال کی فیملی کو سلام کیا۔

بڑی پروقار سی طلال کی ماما اور ماڈرن سی بھابی۔ مہر ماہ نے پہلی ہی نظر میں تزئین کو عین طلال کی ماما کے پہلو میں بیٹھے دیکھ لیا۔ اب چاہے تائی جان کی تنبیہی نظریں ہوں یا چچی جان کی۔ مہر ماہ کو چائے پیش کرنے کے بعد سامنے صوفے پر تائی جان کے پاس بیٹھنا پڑا جبکہ تزئین مسکرا مسکرا کر ایک طرف رکھے صوفے پر بیٹھی طلال کی بھابی نتاشہ سے باتوں میں یوں مصروف دکھائی دی جیسے پتا نہیں کب کی دوستی ہو۔

طلال کی ماما کی باتوں سے مہر ماہ کے لئے ان کی پسندیدگی ظاہر تھی۔ جب کہ بلال بھائی کبھی کبھار مسکراتے ہوئے کچھ بات کر لیتے مگر بھابی نتاشہ تو جیسے قسم کھا کے آئی تھی کہ مہر ماہ سے کوئی بات نہیں پوچھے گی۔ وہ تو گویا یہاں آئی ہ تزئین سے گفتگو کرنے تھی مگر فی الوقت تو مہر ماہ کو طلال کی ماما کی اپنائیت بھری باتیں اچھی لگ رہی تھیں۔

جاتے ہوئے طلال کی ماما نے اس کے ہاتھ پہ ہزار ہزار کے اچھے خاصے نوٹ رکھ دیے۔

''میرا بیٹا دوبئی سے آنے والا ہے۔ جو بھی رسم ہوگی اس کے آنے کے بعد طے ہوگی۔ فی الوقت آپ زبان پہ اعتبار کریں۔''

آغا جان نے کہا تھا۔ انہیں طلال سے مل کر مایوسی نہیں ہئی تھی۔ تایا جان اور چچا جان بھی مطمئن تھے۔

''واہ واہ۔ آپی بڑی امیر ہو گئی ہیں۔''

ان کے جانے کے بعد ملاحہ نے مہر ماہ کو چھیڑا۔

''میں تو اتنی دعائیں مانگ رہی تھی کہ آغا جان ہاں کہہ دیں بس۔'' فرزین بھی خوش تھی۔

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

مہر ماہ نے بڑی خوشی اور ترنگ میں آ کر دونوں کو دو دو ہزار تھما دیئے۔

"یا ہو۔" ان دونوں نے نعرہ لگایا تو تپتے چہرے کے ساتھ وہ ہنس دی۔

☆......☆......☆

زرنگار کی رنگت آنے والے کو دیکھ کر فق ہو گئی۔

وہ جیسے صدیوں کی مسافت طے کر کے آیا تھا۔ تھکے ماندے مسافروں جیسی چال کا بوجھل پن صاف ظاہر تھا مگر زرنگار کو سامنے پا کر وہ ایک نئی زندگی جی اٹھا۔

"تم۔ تم یہاں کیوں آ گئے۔ کس نے بتایا تمہیں؟" وہ متوحش سی اسے پلٹ کر دروازے کی چٹخنی لگاتے دیکھ رہی تھی ایک دم زور سے چلانے لگی۔

"دروازہ کیوں بند کیا ہے تم نے۔ کنڈی کھولو۔ اماں۔ دلاور۔"

وقار نے آگے بڑھ کر اسے شانوں سے تھام کے جھٹکا دیا تو وہ تھم سی گئی۔

"یہی چاہتی ہو نا تم۔ شادی کا پروپوزل دیا تو تمہیں پسند نہیں آیا۔ کوٹھے پر رہو گی تو ایسے ہی کوئی آ کے چٹخنی لگا لے گا۔ تو پھر میں کیا برا ہوں؟"

وہ جلتے سلگتے تپتے انداز میں کہہ رہا تھا اور اس سے بھاگتے بھاگتے تھک جانے والی۔ اسے ہمیشہ کے لیے کھو دینے کے افسوس میں مبتلا زرنگار اسی کے سینے پر سر رکھ کے رو دی۔

وقار کا سارا غصہ بھک سے اڑ گیا تو احساسات سبک رو ہونے لگے۔

"کس قدر بے وقوف ہو تم زری۔ میری سانسیں چھین کے اور اپنی سانسیں گنوا کے جینے کو زندگی کہتی ہو تم۔"

اس کے ریشمی بالوں پہ نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

زرنگار پہ آیا سارا غصہ سارا طیش۔ بخارات بن کے اڑ گیا تھا۔

"میں تمہاری زندگی برباد نہیں کرنا چاہتی وقار۔ میں تمہیں اس دنیا میں سر اٹھا کے جیتے دیکھنا چاہتی ہوں۔" وہ چہرہ اٹھا کے اسے دیکھ رہی تھی۔

اس سے صرف چند انچ کے فاصلے پر وہ بے داغ چاند تھا۔ وقار بے اختیار مسکرایا اور اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے بولا۔

"اور میں تمہیں برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ میں تمہیں عزت کی زندگی دینا چاہتا ہوں۔"

وہ اس سے دور ہو کر پلنگ کے کنارے جا بیٹھی۔ "یہ راہ کانٹوں سے بھری ہے وقار۔ گلاب تو بس اوپر ہی اوپر دکھائی دیتے ہیں۔"

http://kitaabghar.com

''میں ان چند گلابوں کے لیے اپنی تمام زندگی داؤ پہ لگانے کے لیے تیار ہوں زری۔ کیونکہ ان گلابوں کی اہمیت میں اچھی طرح جانتا ہوں۔''

وہ جذباتیت بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ زرنگار نم آنکھوں سے مسکرا دی۔ پھیکی سی مسکراہٹ بھی اس کے حسن کو گہنانے میں ناکام رہی تھی۔

''میرے ساتھ تم کبھی سر اٹھا کے نہیں چل سکو گے وقار۔ تمہاری فیملی تمہارا خاندان...... کس نام سے متعارف کرواؤ گے مجھے۔''

''مسز وقار آفندی کے نام سے۔'' وہ برجستہ بولا۔ اتنے ہفتوں کی خجل خواری کے بعد زرنگار کو پا لینے کا سرور ایسا تھا کہ اس کا سارا چونچال پن لوٹ آیا تھا۔

''یہ صرف کہنے میں ہی آسان ہے وقار۔ جذباتیت سے باہر نکل کے سوچو۔'' وہ بے بسی سے بولی۔

''تم سے محبت کرتی ہوں۔ کل کلاں یہ محبت میرے سامنے شرمندہ ہو یا مر جائے...... میں یہ نہیں دیکھ سکتی۔ تو کیوں نہ اچھے دوستوں کی طرح بچھڑ جائیں ہم۔''

وہ مضبوط قدموں سے چلتا اس کے سامنے آیا۔

''کیا میں تمہیں اپنے قول سے پھرنے والا لگتا ہوں۔'' وہ ناراضی سے گویا ہوا۔

''میں تمہیں کسی آزمائش میں نہیں دیکھ سکتی وقار! مجھ سے شادی کے بعد تمہارے لیے زندگی بہت مشکل ہو جائے گی۔ پلیز۔ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔''

''شش۔'' وقار نے اس کے لبوں پہ اپنی انگلی رکھ دی۔

''بہت ہو گیا سمجھنا سمجھانا۔ اب بس۔'' زرنگار نے اس کا ہاتھ اپنے لبوں پر سے ہٹاتے ہوئے متوحش انداز میں پوچھا۔

''اور تمہارے گھر والے۔''

''تم میرے ساتھ دلہن بن کے جاؤ گی تو کون ہو گا جو وقار آفندی اور اس کی بیوی کو عزت نہ دے۔ جسے میں قبول کر چکا اسے ان کو بھی قبول کرنا پڑے گا۔''

وہ دھیمے مگر مضبوط لہجے میں کہتا اس کے سارے اعتراضات بہا لے گیا تھا۔ زرنگار کو لگا تمام عمر کوئلوں پہ ننگے پاؤں چلتے ہوئے کٹنے والی زندگی یک لخت پھولوں بھری رہ گزر پہ نکل آئی تھی۔

وہ کھل کے مسکرا دی۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

اگلے روز وہ تزئین کے ساتھ یونیورسٹی پہنچی تو ہر ڈیری ملک چاکلیٹ بار ہاتھ میں پکڑے اسٹوڈنٹ نے اسے منگنی کی مبارک باد دی۔

تزئین حیران تو مہر ماہ پریشان۔

''واہ یار چپکے چپکے...... کسی کو بلایا بھی نہیں۔'' کئی ایک دوستوں نے گلے کیے۔ چاکلیٹ کھاتے ہوئے منہ بنایا۔

''یہ افواہ اڑائی کس نے؟'' مہر ماہ کے منہ سے نکل گیا تو سب نے حیرت سے چیخیں ماریں۔

''افواہ۔ ادھر طلال نے چاکلیٹس کے ڈبوں پہ ڈبے اس منگنی کی خوشی میں پوری یونی میں بانٹ دیے اور تم ابھی بھی اسے افواہ کہہ رہی ہو۔'' اس کی دوست نے اسے ستائش بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بتایا تو اس کو ہنسی آ گئی۔

''بے وقوف ہے وہ تو......'' اس کے لہجے سے پیار جھلکتا تھا۔

''ہوں۔ چیپ......'' تزئین سر جھٹکتی اپنی کلاس کی طرف بڑھی مگر اب مہر ماہ کو اس کی رتی بھر بھی پروا نہیں تھی۔ وہ محتاط نظروں سے ادھر ادھر طلال کو ڈھونڈتی رہی۔ اب تو کسی سے اس کا پتا بھی نہیں پوچھ سکتی تھی۔ ہر کوئی چاکلیٹ کھاتا اسے منگنی کی مبارک باد دے رہا تھا۔ وہ تھک کر اپنے مخصوص سفیدے کے درخت کی طرف بڑھ گئی۔ ابھی کلاس شروع ہونے میں تھوڑا وقت تھا۔ وہ درخت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے صبح کی ٹھنڈی ہوا کو محسوس کر رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ اپنی روح کے ہلکے پن کو بھی۔ تب ہی بھاگتے قدموں کی آواز نے اسے چونک کر آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا۔

''یہ لو......'' وہ چاکلیٹ بار اس کی جانب بڑھا رہا تھا۔ مہر ماہ کے ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ پھیلی۔

''یہ کیا ہے؟'' جان بوجھ کر تنک کر پوچھا۔ وہ اب چاکلیٹ کا ریپر اتار رہا تھا۔

''میری منگنی ہو گئی۔'' اطمینان سے بتایا۔ مہر ماہ کے دل میں گدگدی سی ہوئی۔ ''ابھی میں سب کو بتا دیتی کہ کوئی منگنی ونگنی نہیں ہوئی تو سب چاکلیٹس اگل دیتے۔''

''جناب آغا جان نے دل و جان سے پسند کیا ہے مجھے۔ اور تمہارے ابو اور چچا جان تو میرے متاثرین میں شامل ہو گئے ہیں با قاعدہ۔'' وہ لمبی لمبی چھوڑ رہا تھا مگر نگاہ اس کے دل فریب چہرے اور خوبصورت مسکراہٹ پر تھی۔ کل تک جو اندیشے تھے آج اڑن چھو ہو چکے تھے۔

وہ بے ساختہ ہنسی۔ ''اف...... یہ تمہاری خوش فہمیاں......''

''میں تو انگوٹھی جیب میں ڈال کے لے گیا تھا۔ تمہارے آغا جان نے ٹانگ اڑا دی درمیان میں۔'' آدھی چاکلیٹ اپنے منہ میں ڈال کر وہ منہ بنا کر بولا اور باقی چاکلیٹ اسے تھما دی۔

''چچا جان آ رہے ہیں دوبئی سے۔ وہ بھی شریک ہوں گے فنکشن میں اور ابھی میری بڑی سسٹر نے آنا ہے مسقط سے۔'' مہر ماہ نے

http://kitaabghar.com

مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی۔

طلال نے جیب میں ہاتھ کے ڈبیہ نکالی۔ مہرماہ حیران ہوئی۔ وہ تو ایسے ہی سمجھ رہی تھی مگر وہ واقعی ڈبیہ کھول کے انگوٹھی نکال رہا تھا۔

''یہ کیا ہے......؟''

یہ میں اسی نیت سے لے گیا تھا اگر اجازت ملی تو پہنا دوں گا مگر بزرگوں کے اپنے ہی بڑے ضروری مسئلے مسائل تھے سواب یہ......''

شکایتی انداز میں کہتے کہتے اس نے مہرماہ کا ہاتھ تھام کر وہ نازک سی انگوٹھی اس کی انگلی میں ڈال دی۔

''طلال......'' اس کی رنگت میں گلال کھلنے لگا۔ ''تھوڑا ہی تو وقت ہے۔ سب کے سامنے پہنانا......''

''وہ بھی پہناؤں گا۔ یہ تو تمہاری نیت سے لی تھی۔ پہنا دی۔'' وہ بہت چاہت سے بولا تھا۔ مہرماہ کا دل بہت ترنگ میں دھڑکا۔

''کلاس شروع ہونے والی ہے۔'' وہ بہانے سے وہاں سے ہٹی۔ طلال کی محبت پاش نگاہوں کا سامنا کرنا کوئی آسان کام تھا کیا، مگر وہ ہیں ہری گھاس پہ لیٹ گیا اور گردن تلے ہاتھ باندھ لیے۔ مہرماہ کے قدم ٹھٹکے۔

''کیا ہوا......تم نہیں چل رہے؟''

''اتنی خوبصورت شکل دیکھنے کے بعد اس سر تحسین ظفر کو کون دیکھے۔''

وہ شرارت سے کہتے ہوئے آنکھیں موند گیا تو وہ اس کے جواب پر ہنستی ہوئی واپس پلٹ گئی۔

☆......☆......☆

''میں نے اس ماہ کے آخر کی سیٹیں بک کروالی ہیں پاکستان کے لئے ہم تینوں کی۔''

کھانے سے فارغ ہوتے ہی فاران آفندی نے بیوی اور بیٹے کو مطلع کیا تھا۔ بڑے دنوں بعد یہ موضوع پھر چھڑا تھا۔ صاف اور سنجیدہ لب ولہجہ۔ جہاں کسی بحث ومباحثے کی گنجائش نہ تھی مگر خاموش رہنا موحد کی تو گویا موت تھی۔

''بابا جان! آپ زیادتی کر رہے ہیں۔''

''معاف کرنے والے کا مقام ظالم سے بلند ہوتا ہے موحد۔''

''تو وہ کیوں نہ بنے معاف کرنے والے......؟'' وہ چٹخا۔

''ابھی بھی آپ نے ہی معافی مانگی......'' ثمرہ پھٹ پڑیں۔

''معافی مانگنے سے میں چھوٹا نہیں ہو گیا ثمرہ۔ میرے والد ہیں وہ۔ میں مانتا ہوں کہ میری غلطی نہیں تھی، مگر پھر بھی ان کا مقام ایسا ہے کہ میں بنا قصور کے بھی ان سے معافی مانگ سکتا ہوں۔''

http://kitaabghar.com

"اور میں...... میں اپنے موحد کی موت معاف کر دوں انہیں؟ نمونیا میں مبتلا تھا میرا بچہ اور کیسے ظالموں کی طرح سرد تاریک رات میں ہمیں گھر سے در بدر کر دیا آپ کے آغا جان نے......" وہ رونے لگیں۔

"تمہارا بیٹا...... تمہارا موحد تمہارے پاس ہے ثمرہ۔ بھول جاؤ ان خوف ناک لمحات کو۔ گزر گیا وہ سب۔" انہوں نے سختی سے کہا تو موحد نے آگے بڑھ کر ماں کو گلے سے لگا لیا۔

"ماؤں کے لئے اتنا آسان نہیں ہوا کرتا بچوں کی تکلیفیں بھلانا کیونکہ ان کے سینوں میں باپ کا دل نہیں ہوتا۔" ثمرہ نے تلخی سے جواب دیا۔

"مسافر کو ایک نہ ایک دن واپسی کا سفر ضرور طے کرنا پڑتا ہے ثمرہ! ہمارا بھی لوٹنے کا وقت آ گیا ہے۔ صبر سے کام لیا ہے تو اب اللہ کا شکر بھی ادا کرو کہ اس نے یہ دن بھی دکھایا۔" وہ ضبط سے بولے۔

"فاران پلیز۔ میرے دکھ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔"

"اتنے سالوں سے تمہارے ہی دکھ کو تو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اب تم میری خوشی کو سمجھو ثمرہ۔" ان کے لب و لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ ثمرہ بس خاموشی سے آنسو بہانے لگیں مزید کچھ نہیں بولیں۔

"اور تم......" وہ لب بھینچے ثمرہ کو اپنے ساتھ لگائے کھڑے موحد سے مخاطب ہوئے۔ "سب کچھ سمیٹو اس ایک ماہ میں۔ ہم لوگ پاکستان شفٹ ہو رہے ہیں اور اسے میری ریکویسٹ سمجھنا۔"

موحد کے پاس اعتراض کا ایک لفظ نہ بچا تھا۔ وہ دانتوں پر دانت جمائے کھڑا رہ گیا۔

☆......☆......☆

گھر میں دل فریب سا شور و ہنگامہ مچ گیا جب ملائکہ نے سب کو حیران کر دیا اور اپنے بیٹے یوشع کے ساتھ "آفندی ہاؤس" آ پہنچی۔ لڑکیوں کی ہاؤ، ہو، چیخ و پکار۔

"اف...... یہ سرپرائز ہے۔ ہارٹ اٹیک ہو جاتا خوشی سے مجھے۔" مہر ماہ کی بہن سے بہت دوستی تھی اسے بھینچتے ہوئے بولی تو وہ ہنسنے لگی۔ دو سالہ یوشع وہاں صرف ماں اور باپ کو دیکھنے کا عادی تھا۔ یہاں اتنے سارے ہاتھوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر روتا ہوا اماں سے لپٹ گیا۔ تائی جان نے فوراً ان ماں بیٹے پر سے روپے وار کے کام والی کے ہاتھ کسی غریب کو بھجوائے۔

گھر میں خوشی کی لہر سی دوڑ گئی۔

"اور تم سناؤ۔ طلال کیسا ہے؟" فرصت سے بیٹھتے ہوئے ملائکہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو وہ آنکھ دبا کر شرارت سے بولی۔

"بہت اچھا ہے۔"

http://kitaabghar.com

''اوہو۔اچھا ہے تب ہی تو آغا جان نے اپروول دیا ہے۔'' وہ بھی ہنسی تھی۔

''وہ تو منگنی کے چکر میں آیا تھا۔'' مہر ماہ نے الٹا ہاتھ لہرا کے ملائکہ کو رنگ دکھائی اور اترا کر بولی۔

''مگر آغا جان نے بڑے چاچو کے آنے کی شرط رکھ دی۔'' آخر میں منہ لٹکایا۔

''اللہ خیر کرے۔سالوں بعد واپسی ہو رہی ہے۔یہ کام نمٹا لیتے تو اچھا تھا۔بھئی ہر کسی کا اپنا موڈ اپنا مزاج''

تائی جان نے اندر داخل ہوتے آدھی بات سنی تھی تشویش سے بولیں۔

''ثمرہ تو یوں بھی تنک مزاج سی تھی۔بیٹا پتا نہیں کیسا نکلا ہوگا۔''

انہوں نے سوئے ہوئے یوشع پر چادر ٹھیک کرتے ہوئے ناک چڑھائی۔

وہ بہت سخت مزاج کی خاتون تھیں۔جن کے چہرے پر مسکراہٹ صرف اپنی اولاد کے لئے آتی تھی۔

''آغا جان نے ایسے ہی پروگرام آگے پہ ڈال دیا۔انہوں نے بھلا آ کر کون سی دھمالیں ڈال لینی ہیں۔''

''رشتہ تو ان سے ہے نا امی اور پھر اس ماہ کے آخر تک وہ آرہے ہیں تو ان کے آنے سے پہلے ہی فنکشن بھگتا لینا کچھ مناسب نہ لگتا۔'' ملائکہ نے رسانیت سے کہا۔

''ارے چلو ہٹو......'' انہوں نے نخوت سے ہاتھ جھٹکا۔''رشتہ ہوتا تو باپ سے نبھاتے...... بھائی سے نبھایا اس نے اور اسی ضد میں گھر چھوڑ گیا۔''

''آغا جان نے خود نکالا انہیں گھر سے امی۔'' ملائکہ نے سنی ہوئی معلومات کے مطابق لقمہ دیا۔

''اب بھی تو معافی مانگی ہے نا۔تب ہی اپنی غلطی کا احساس کر کے معافی مانگ لیتا تو یوں بن باس نہ کاٹنا پڑتا۔''

انہوں نے تیوری پہ بل ڈالے تھے۔

''لے کے بد شگونی ڈال دی ہمارے کام میں۔''

وہ بات ختم ہونے کے بعد بھی بڑبڑاتی رہی تھیں۔

☆......☆......☆

دن جیسے پر لگا کے اڑے اور آج شام کی فلائٹ سے فاران آفندی چودہ سالوں کا بن باس کاٹ کر واپس لوٹ رہے تھے۔

''شکر خدا کا......تمہارے چاچو جان تو ظالم سماج بن گئے ہمارے درمیان۔مہینہ گزارنا مشکل تھا۔'' طلال کے سکھ کا سانس لینے پر مہر ماہ خوب ہنسی اور پھر ادھر شام آئی اور گزر بھی گئی۔

سب پریشانی سے کال پہ کال ملاتے رہے مگر فاران کے دونوں نمبرز بند آرہے تھے۔ساری فلائٹس چیک کر لیں مگر مسافر ندارد۔

http://kitaabghar.com

اسکائپ پر بھی وہ موجود نہ تھے۔

وہ رات شدید پریشانی کی رات تھی۔ ائرپورٹ انکواری سے پتا چلا کہ فاران آفندی اینڈ فیملی کی سیٹیں کنفرمڈ تھیں مگر وہ آئے نہیں تھے۔

''مبین...... تم کم از کم ایڈریس تو لے لیتے وہاں کا اس سے......'' آغا جان کا دل سخت بے چین تھا۔ کبھی اٹھتے کبھی بیٹھتے۔ چڑ کر مبین آفندی سے بولے۔

''مجھے خیال ہی نہیں آیا آغا جان۔ یہی سوچا کہ اب تو واپس آ رہا ہے ایڈریس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔'' انہوں نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے دبے لفظوں میں وضاحت بھی کر دی۔

پریشانی سی تھی۔

اور پھر ایک اداس سی سہ پہر جب آسمان کا رنگ عجیب سا ہو رہا تھا اور دلوں میں بھی اوہام پہرہ ڈالے بیٹھے تھے۔

فاران آفندی کا ایک نمبر کھلا ملا تو مبین نمبر ملاتے آغا جان کے کمرے کی طرف بڑھے۔

''کس کا فون ہے مبین...... کیا فاران ہے؟''

آغا جان بے چینی سے اٹھ کر ان کی طرف بڑھے تو دوسری طرف کی بات سنتے مبین آفندی کو جیسے ٹھوکر سی لگی اور وہ اپنے عمر رسیدہ باپ کے بازو کا بے اختیار سہارا لے بیٹھے۔

ان کی رنگت یکلخت سفید پڑ گئی تھی۔ آغا جان نے ان کے ہاتھ کی کپکپاہٹ بہت اچھی طرح اپنے بازو پر محسوس کی تھی۔

''مبین...... مجھ سے بات کراؤ۔ فاران ہے کیا؟'' وہ متوحش زدہ سے ہوئے مگر مبین آفندی کی آنکھوں میں چمکتی نمی نے انہیں سن سا کر دیا۔ مبین آفندی کا موبائل گر گیا۔

''فاران...... نہیں ہے آغا جان......'' وہ کرسی پر ڈھے گئے۔ آغا جان کے دل میں درد کی شدید لہر سی اٹھی۔

مبین آفندی کا ٹوٹا ہارا انداز اور آنکھ میں چمکتی نمی ایک ہی اطلاع دے رہے تھے۔

فاران نہیں تھا۔ فاران نہیں ''رہا'' تھا۔ ان کے ذہن میں جھکڑ سے چل پڑے۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

http://kitaabghar.com

"جن لوگوں کے لئے ہمارے دلوں میں کوئی بھی اچھی فیلنگ نہیں، آپ ان کے بیچ ہمیں کیوں لے جانا چاہتے ہیں بابا جان۔"

موحد نے صاف صاف کہا۔

"مائی ڈیئر۔ فیلنگز تو اس لئے نہیں ہیں کہ ہم سالوں سے دوریوں کا عذاب جھیل رہے ہیں۔ فیلنگز تو پاس رہنے سے بنتی ہیں۔ اب دیکھنا، آغا جان کیسے سینے سے لگاتے ہیں تمہیں۔ اکلوتے پوتے ہو ان کے۔ وارث اور جانشین بھی۔"

فاران آفندی کی آنکھوں میں چمک اتر آئی۔ بہت کچھ زبان کی نوک تک آیا۔ بہت سے زخموں کے ٹانکے ادھڑے، مگر وہ اپنے بابا جان کی آنکھوں میں چمک کو مدھم نہیں کر پایا۔ اس لئے ہمیشہ کی طرح وہ سارے الفاظ اندر ہی اتار لئے، مگر زہریلے الفاظ کو یوں اندر اتارنا نفرتوں کے زہر کر بڑھاتا ہے اور بس۔

"میں تو مر کے بھی اس گھر میں نہیں جانا چاہتی تھی۔" ثمرہ بھی ان کی ضد سے مجبور تو ہو چکی تھیں، مگر کم از کم زبان ہلا کے دل کا بوجھ ہلکا کرنے پر تو پابندی نہ تھی، تڑخ کر بولیں تو وہ انہیں دیکھ کر دھیرے سے مسکرائے پھر بولے۔

"اور میں تو اپنی وصیت میں لکھ چکا ہوں کہ مجھے مرنے کے بعد میرے گھر لے جایا جائے اور ہمارے آبائی قبرستان میں دفنایا جائے۔"

"فاران......" ثمرہ دہشت زدہ سی، چیخ اٹھیں۔

"بابا جان پلیز......" موحد بھی خفگی سے انہیں دیکھنے لگا تو وہ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"چلو پھر اٹھ جاؤ۔ آج مارکیٹ کا ایک چکر لگا لیں۔ کچھ گفٹس وغیرہ لے لیں سب کے لئے۔" انہوں نے بشاشت سے کہتے ہوئے ثمرہ کو اشارہ کیا مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوئیں۔

پاکستان جانا ان کی مجبوری تھی، مگر ان ظالم لوگوں کے لئے گفٹس خریدنے کا انہیں کوئی شوق تھا اور نہ ہی کوئی انہیں مجبور کر سکتا تھا۔ مجبوراً فاران آفندی کو تنہا ہی جانا پڑا، مگر اچانک ٹرالے سے ہونے والے ایکسیڈنٹ میں فاران آفندی کو موت یوں اچک کے لئے جائے گی، یہ ان ماں بیٹے کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

ایک ناگہانی آفت تھی یا پھر کوئی چھوٹی موٹی قیامت، جس کا ان کو سامنا تھا۔ وہ دونوں ہی حواس کھو بیٹھے۔ ایک دوسرے کی سانسوں سے سانس لینے والے بچھڑتے ہیں تو سانس لینا بھول جایا کرتے ہیں۔

ثمرہ کو بھی جینے سے نفرت ہوئی۔

"اے کاش، میں بھی ان کے ساتھ چلی جاتی مارکیٹ......" وہ سر پٹخ پٹخ کر روتیں، کرلاتیں غم سے نڈھال ماں کا دکھ اتنا عظیم تھا کہ موحد کا دل ٹکڑے ہوا جاتا مگر......بہر طور وہ مرد تھا۔

اور پہلا حوصلہ مرد ہی کیا کرتے ہیں۔

ان دونوں کو "آفندی ہاؤس" سے نفرت تھی، مگر فاران آفندی کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے انہیں یہ نفرت پس پشت ڈالنی پڑی۔ جو کام فاران آفندی ان کی رضامندی سے نہ کروا سکے تھے وہ ان کی وفات نے کروا دیا تھا۔

ضروری کارروائی کے......ڈیڑھ ہفتے بعد، کی ان کی پاکستان کی سیٹس کنفرم ہوگئی تھیں۔

ثمرہ اور موحد پاکستان جا رہے تھے......فاران آفندی کو ان کی آخری آرام گاہ تک پہنچانے۔

☆......☆......☆

آغا جان کو ہلکا سا ہارٹ اٹیک ہو گیا تھا۔ وگرنہ ان کی مبین آفندی سے ایک ہی ضد تھی کہ وہ خود فاران کو لینے جائیں گے۔ اب بھی وہ اسپتال میں آئی سی یو میں تھے، مسکن دواؤں کے زیر اثر۔ حواس میں لوٹتے تو مرا ہوا بیٹا یاد آتا۔ حالت بگڑنے لگتی، مگر غم کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو......نیند آنے سے پہلے تک ہوتا ہے۔

"آغا جان اتنے کمزور دل تو کبھی نہیں تھے۔"

اسپتال سے واپسی پر تائی جان کا تبصرہ تھا۔ فاران آفندی کی وفات کا افسوس اپنی جگہ، مگر ان کے لئے آغا جان کا یوں صدمہ اٹھا کر اسپتال پہنچ جانا انہیں ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

"بیٹا کھویا ہے انہوں نے اپنا صاعقہ۔ ان کا ہوش و حواس کھونا بنتا ہے۔" ڈرائیور کی وجہ سے دھیمے لہجے میں کہتے، انہوں نے ساتھ ہی تنبیہی نظروں سے تائی جان کو دیکھا۔ وہ دونوں پچھلی سیٹ پر تھے۔

"وہ تو سالوں سے کھویا ہوا تھا۔ نئی بات کون سی ہے اس میں؟" وہ پٹاخ سے بولیں۔

ایسی شقی القلبی صرف وہی دکھا سکتی تھیں۔ مبین صاحب نے شاکی نظروں سے انہیں دیکھا، مگر انہیں شرمندہ ہونے کی عادت نہیں تھی۔ سر جھٹک کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگیں۔

☆......☆......☆

"ویسے یہ طلال کچھ خاص لکی ثابت نہیں ہوا ہماری فیملی کے لئے۔"

تزئین نے ناخن فائل کرتے ہوئے بآواز بلند تبصرہ کر کے چاروں لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ مہر ماہ کو غصہ آیا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"مطلب......؟ تمہیں خود دکھائی نہیں دے رہا۔ کتنی بڑی بدشگونی ہوگئی۔ ادھر تمہاری منگنی کا اعلان ہوا۔ ادھر چچا جان کی ڈیتھ کی خبر آگئی۔"

http://kitaabghar.com

وہ ناخن کو پھونک مار کے صاف کرنے کے بعد سامنے الٹا ہاتھ پھیلائے تنقیدی نظروں سے جائزہ لیتے، بڑے آرام سے کہہ رہی تھی۔

''کم آن تزئین......'' ملائکہ بڑی تھی۔اس کے تنبہی لہجے میں تزئین کے لئے مزید نہ بولنے کی تاکید بھی تھی۔مگر مہرماہ کو تو جتنا بھی غصہ آتا وہ کم تھا۔

''تو تمہارا خیال ہے کہ وہ ایکسیڈنٹ کے بجائے میری منگنی کی خبر سے فوت ہوئے ہیں؟''

''مذاق کررہی ہیں آپی......'' فرزین نے بہن کی فضول گوئی پر پردہ ڈلنے کی کوشش کی۔

''مذاق نہیں، ایک جنرل بات کررہی ہوں۔ایک اچھے کام کے دوران کوئی حادثہ ہوجائے ت بدشگونی ہی کہلاتا ہے۔یعنی طلال کا ہماری فیملی کا حصہ بننا کچھ زیادہ اچھا ثابت نہیں ہوا۔'' تزئین اب بھی اسی پرسکون انداز میں اپنا خیال ظاہر کررہی تھی۔اب تو حد ہی ہوگئی تھی۔

مہرماہ کا ضبط جواب دینے لگا۔

''شٹ اپ تزئین۔تم اپنی عقل مندانہ پیش گوئیاں اپنے پاس ہی رکھو......بہت سن لی تمہاری فضول گفتگو۔''

''آپی......اب بس بھی کردیں۔'' فرزین نے بھی کوفت سے بہن کو دیکھا۔تو اس نے شانے اچکا کر لاپروائی سے کہا۔

''آج کل سچ کسی سے برداشت ہی کب ہوتا ہے۔''

''فیملی ریلیشنز میں ایسے سچ رشتوں میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں تزئین، اب طلال اس فیملی کا حصہ بننے والا ہے۔اس کے بارے میں ایسی بات کرنے سے پہلے تمہیں خود سوچنا چاہیے۔'' ملائیکہ نے اپنے مخصوص نرم، مگر تادیبی انداز میں کہا تو وہ سر جھٹکتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''میرے چپ رہنے یا نہ کہنے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی۔'' تلخی سے کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئی۔

اور اب آئینے کے سامنے کھڑے ہوکر اس نے بالوں کو پہلے کھولا۔پھر اچھی طرح برش کرنے کے بعد کیچر لگا کر سمیٹا......اور پھر کھول دیا۔

''سمجھتی کیا ہے خود کو......ہنہ......'' تزئین صاف گو تھی......منہ پھٹ۔دل دکھانے کی حد تک صاف گو۔خصوصاً مہرماہ کے بارے میں۔

''اور طلال......اسے بھی مہرماہ ہی دکھائی دی......میں نہیں......''

اپنے عکس کو آئینے میں دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں ضبط کا گلابی پن اترنے لگا تو وہ سر جھٹک کر اپنے سکلی ڈارک براؤن بالوں کو کیچر میں جکڑنے لگی۔

☆......☆......☆

گزشتہ دو ہفتوں میں وہ اتنا رو چکی تھیں کہ اب تو لگتا تھا آنکھوں کے سوتے بھی خشک ہوگئے ہیں۔آج وہ ماں بیٹا فاران آفندی کو لے کر خود پاکستان جارہے تھے۔

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

''آفندی ہاؤس''جس سے ثمرہ اور موحد آفندی کو یکساں نفرت تھی۔

☆......☆......☆

''آغا جان کو ابھی اسپتال ہی میں رہنا ہوگا۔ڈاکٹرز سے بات ہوئی ہے میری۔مزید کوئی صدمہ ان کا دل برداشت نہیں کر پائے گا۔دوبارہ ہارٹ اٹیک بھی ہوسکتا ہے انہیں۔''

مبین آفندی خود بھی ضبط کی کڑی منزل سے گزر رہے تھے۔بھائی کے ملنے کی امید بندھی بھی تو یوں کہ اگلے ہی پل ٹوٹ بھی گئی۔ابھی تو وہ آغا رجان کے مان جانے کی خوشی بھی ٹھیک سے منا نہیں پائے تھے۔

قریبی رشتہ داروں کو فاران آفندی کے آنے کی خبر تھی اور سب کو معلوم تھا کہ کچھ دنوں کے بعد مہر ماہ کی منگنی کا ایک بڑا فنکشن ہونے والا ہے۔جس میں سب ہی کی فاران اور ان کی فیملی سے ملاقات بھی ہو جاتی۔

مگر اب تو پرسہ دینے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ڈیڑھ ہفتے سے وسیع و عریض ہاتھ میں چاندنیاں بچھائی جاتیں۔وہاں باقاعدہ قرآن خوانی ہوتی۔کوئی نہ کوئی آیا ہی رہتا۔آفندی ہاؤس میں مستقل ماتم بچھی ہوئی تھی۔

☆......☆......☆

''میرا تو دل نہیں کرتا آپی کہ میں اس جل ککڑی تزئین سے بات بھی کروں۔''

مہر ماہ غصے سے پیچ و تاب کھا رہی تھی۔یوشع کے منہ سے دودھ کی بوتل لگاتے ہوئے ملائیکہ نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

''کیا ہوا......؟''

''اس روز آپ کے سامنے بھی طلال کے بارے میں بکواس کر رہی تھی اور آج پھر اس نے میرا موڈ خراب کر دیا۔یونیورسٹی میں بھی اسی طرح کی فضول باتیں کرتی پھرتی ہے۔''

''اس کی تو عادت ہے......اور تم سے میں نے کہا بھی تھا کہ......یونیورسٹی سے چھٹی لے لو......کل چچا جان کی میت آ رہی ہے۔''

ملائکہ نے تزئین والی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے تادیب کی۔

''ضروری نوٹس لینے تھے سر مزمل سے۔تین چھٹیاں پہلے بھی کر چکی ہوں۔صبح گھر پہ ہی ہوں میں......''مہر ماہ نے منہ پھلا لیا۔

فاران آفندی سے خون کا رشتہ ہی سہی،مگر درمیان میں اتنے ماہ و سال کی جدائی تھی کہ نوجوان نسل ان کی موت سے اس طرح سے متاثر نہیں ہوئی تھی کہ بے حد صدمہ محسوس کرتی۔

''چلو،میں سمجھاؤں گی تزئین کو۔اللہ کے کاموں میں کسی کا کیا دخل۔شگون اور بدشگونی تو ہمارے تخیل کی گھڑی باتیں ہیں بس۔''

ملائکہ نے اسے تسلی دی تو اس کا موں کچھ بہتر ہوا۔

http://kitaabghar.com

اور پھر وہ وقت بھی آ پہنچا جب فاران آفندی آخر کار ”آفندی ہاؤس“ لوٹ ہی آئے۔ تابوت میں بند، ایمبولینس میں سوار ہو کر ہی سہی۔

سیاہ شیفون کے لباس میں ملبوس بالوں کو سفید و سیاہ اسکارٹ سے ڈھانپے، غم سے نڈھال، ثمرہ شاہ تھیں۔ اور......

مبین آفندی اور سہیل آفندی کے قدم ٹھٹکے۔ پھر مارے حیرت کے آنے والے نوجوان کو دیکھنے کے بعد ان دونوں نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔ اونچا لمبا قد، مغرور نقوش...... بے حد جانے پہچانے۔

ثمرہ نے کسی کے بھی پاس رکنے یا کسی کے گلے لگنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ تابوت کو لان کے وسط میں رکھ دیا گیا تھا۔ وہ وہیں جا کے بیٹھ گئیں اور بہ زبان خاموشی، بہتی آنکھوں کے ساتھ اپنے زندگی کے ہم سفر سے گفتگو کرنے لگیں جو بیچ سفر میں چھوڑ گیا تھا۔

وقت کسی کا انتظار نہیں کیا کرتا۔ آغا ذوالفقار آفندی مسکن دواؤں کے زیر اثر اسپتال میں سوتے رہے اور ان کا لخت جگر منوں مٹی لے اتر گیا۔

ثمرہ حواس کھو چکی تھیں۔ عورتوں نے انہیں سنبھال کر ان کے لئے تیار کردہ کمرے میں لٹا دیا۔ موحد، باپ کے جنازے کے ساتھ گیا تھا۔ آج زندگی کا ایک باب تمام ہوا۔

آنے والے دن بے حد خاموشی اور سوگواری میں گزرے۔ ثمرہ اب کچھ بہتر تھیں۔ آغا جان اسپتال سے گھر واپس آ گئے تھے۔ فی الحال انہیں فاران صاحب کی پاکستان میں تدفین کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔ صرف انہیں یہ خبر دی گئی کہ ثمرہ اور موحد ”آفندی ہاؤس“ آ چکے ہیں۔

موحد کا رویہ سب سے ہی سے انتہائی سرد اور کھنچا کھنچا سا تھا۔

اتنا ہینڈسم اور خوبرو کزن...... وہ سب ناشتے اور کھانے کی میز پر ایک دوسرے کو اشارے کرتیں، مگر ایک وہ تھا۔ انتہائی مغرور اور سرد تاثرات لئے سر پلیٹ میں گھسائے کھاپی کے یہ جا وہ جا۔

”موحد......“ وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا جب مبین آفندی نے اسے پکارا۔ اپنے تایا اور چچا دونوں ہی سے اس نے ابھی تک سلام و دعا سے زیادہ کوئی بات نہیں کی تھی۔

بھنوؤں کو استفہامیہ انداز میں اچکائے وہ یوں پلٹا جیسے کہہ رہا ہو۔

”کون...... میں؟ مجھے بلایا آپ نے؟“

”تم سے بات کرنی ہے بیٹا۔“

انہوں نے لاؤنج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ بادل نخواستہ ان کی تقلید میں لاؤنج میں چلا آیا۔

”بیٹھو......“

http://kitaabghar.com

مبین صاحب نے مسکرا کر گویا دوستی کا آغاز کیا۔مگر دوسری جانب ہنوز سرد گلیشیر تھا۔

''شکریہ......آپ بتا بتائیں جس کے لئے مجھے بلایا ہے آپ نے......'' رکھائی سے کہہ کر وہ بڑے ضدی سے انداز میں کھڑا

انہیں بے ساختہ کسی کی یاد دلا گیا۔

''آغا جان تم سے ملنا چاہتے ہیں بیٹا۔''

انہوں نے بے اختیار پدرانہ جذبے کے تحت اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا تو وہ لحہ بھر ان کی طرف دیکھنے کے بعد اسی رکھائی سے بولا۔

''مگر میں ان سے نہیں ملنا چاہتا۔''

''بری بات موحد بیٹا۔ بڑوں سے ایسا رویہ اختیار نہیں کرتے۔'' انہوں نے نرمی سے ٹوکا تو وہ برجستہ مگر کاٹ دار لہجے میں بولا۔

''کیا کریں جی۔خون کا اثر ہے۔بدلحاظی تو نس نس میں ڈوڑ رہی ہے میری۔وراثت میں ملی ہے یہ بدعادت۔''

ایسا تلخ اور منہ پھٹ جواب۔

مبین آفندی سن رہ گئے۔کچھ بولنا ہی بھول گئے،مگر مہر ماہ آفندی کو کون روک سکتا تھا بھلا......؟

''ایکسکیوز می مسٹر......''

وہ ایک دم سے سامنے آئی اور اس کی طرف انگشت شہادت اٹھا کر تنبیہی لہجے میں بولی۔

موحد ناگواری سے گلابی لباس میں ملبوس سیاہ بالوں والی اس لڑکی کی جرأت کو دیکھا۔

''وراثت میں اگر کچھ اچھا نہیں ملا تو اسے دماغ کے کسی اسٹور میں بند کر دیں۔ہمیں ذرا بھی برا نہیں لگے گا۔اچھا ہوگا اگر یہاں

رہائش کے دوران آپ اپنے والدین کی تربیت شو کریں تو۔''

وہ بولی تو موحد آفندی کا دماغ گھوم گیا۔

چلیں ابو......آپ خواہ مخواہ اپنا بی پی کیوں بڑھا رہے ہیں۔'' وہ انہیں زبردستی وہاں سے لے گئی۔

ربش......'' موحد نے سر جھٹکا۔

کتنے آرام سے وہ جتا گئی تھی کہ یہاں اسے اپنے والدین کی تربیت دکھانی چاہیے۔اور اب جبکہ وہ لوگ یہاں آ ہی گئے تھے تو آغا

جان سے ملنا لازم ہی ٹھہرا تھا۔

وہ ثمرہ کے سر پہ ہاتھ پھرنے کے بعد موحد کو دیکھ کر بے حد جذباتی ہو گئے۔انہیں اپنے دونوں بیٹے......اپنے کٹ جانے والے

دونوں بازو یاد آئے تھے۔

اسے گلے سے لگائے بھیگی آنکھیں لئے وہ بہت جذباتی ہو رہے تھے مگر موحد کے دل میں ان کے لئے ترحم یا ہمدردی کا کوئی جذبہ

http://kitaabghar.com

نہیں جاگا تھا۔

وہ ٹھس سا ان کے سینے سے لگا کھڑا رہا۔

اسے یاد آتا رہا کس طرح ان لوگوں نے ان ہی گھر سے نکالا تھا اور کیسے ان پر آفندی ہاؤس کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔

اسے یاد آیا فاران آفندی کو محض اپنے بھائی کا ساتھ دینے کی پاداش میں اس گھر سے بے دخل کر دیا گیا تھا۔ اس نے اس کے سینے سے لگے، اپنے ہر عہد کو دہرایا تھا۔ ان کے ہر ظلم کو یاد کیا تھا۔ وہ بھولنے والا نہیں تھا۔ وہ موحد آفندی تھا......

اسے اس گھر کے مکینوں سے بہت سے بدلے لینے تھے۔

☆......☆......☆

''ہی از سو ہینڈسم یار......''

تزئین آج کل موحد آفندی کی تعریفوں میں رطب اللسان تھی۔ موحد آفندی، جس کو خبر بھی نہ تھی کہ اس گھر میں کل کتنی لڑکیاں رہتی ہیں۔

''آخ......'' مہرو کا منہ حلق تک کڑوا ہوا۔ ''ہینڈسم......؟ بدتمیز کہو۔ اچھی شکل کا غرور ہی لے بیٹھا ہے شاید۔ تمیز تو ہے نہیں اسے بات کرنے کی۔''

''اس پہ یہ بدتمیزی بھی سوٹ کرتی ہے۔ ہینڈسم لوگوں کو ایک آدھ قتل بھی معاف ہونا چاہیے...... کیوں ملاحہ؟''

تزئین کے انداز سے پتا نہیں چل رہا تھا کہ وہ سیریت ہے یا مذاق کے موڈ میں ہے۔

لیکن مہر ماہ کو تو موحد آفندی زہر لگا تھا۔ اس کے باپ کے ساتھ اتنی بدتمیزی اور اکھڑ انداز میں بات کرنے والا اسے کبھی اچھا لگ بھی نہیں سکتا تھا۔

''ایسے لوگ تم ہی کو پسند آسکتے ہیں بس۔'' مہر ماہ کا موڈ خراب ہوا۔

وہ ان سب کو موحد کی مبین آفندی کے ساتھ ہونے والی گفتگو اور اس کے رویے کے بارے میں بتا چکی تھی۔ مگر اس کے باوجود بھی اگر وہ اس کے ''ہینڈسم'' ہونے پر رشک کر رہی تھیں تو پھر ان کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

''تمہارے پاس تو نہ چانس ہے اور نہ آپشن...... ورنہ تم بھی ضرور سوچتیں۔''

تزئین نے بالواسطہ حملہ کیا تھا...... طلال سے منسوب رشتے کا حوالہ۔

''میں طلال سے کمٹڈ نہ بھی ہوتی تب بھی موحد آفندی کبھی میری فرسٹ تو کیا لاسٹ چوائس بھی نہ ہوتا تزئین۔''

ضبط کرتے ہوئے بھی اس کی آواز بلند ہوگئی تھی۔ اور نہ صرف لاؤنج میں موجود تائی جان بلکہ ثمرہ اور موحد نے بھی بخوبی سنی تھی۔

تائی جان بیٹی کی اس قدر بدتمیزی پر جز بز ہو کر پہلو بدل کر رہ گئیں۔

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

اس طرح کے تخریبی بیان کم از کم آہستہ آواز میں اپنے کمرے میں بیٹھ کر جاری کیے جانے چاہئیں......مگر ان کی اس باغی اولاد کو کون سمجھاتا۔ساتھ ہی سٹنگ روم میں بیٹھی تھیں سب کی سب۔

''یہ چکن روم تو ن اثمرہ......گھر کے بنے ہوئے ہیں۔'' انہوں نے لاؤنج میں پھیلے سکوت کو توڑا۔وہ دونوں ماں بیٹا کوئی ردعمل ظاہر کیے بغیر چائے پیتے رہے۔

''کیا بدتمیزی ہے مہرو...... چچی جان لاؤنج میں بیٹھی ہیں اور تزئین کیوں غصہ دلاتی رہتی ہو تم مہرو کو......؟'' ملائکہ نے بروقت دونوں کو تنبیہہ کی۔

''میں نے تو ایک جنرل بات کی تھی۔مہرو کو تو عادت ہے ہر بات خود پر اپلائی کرنے کی۔'' تزئین کبھی شرمندہ نہیں ہوتی تھی۔اب بھی ڈھٹائی سے اپنی بات پر جمی رہی۔

''ویسے ثمرہ چچی پیاری ہیں مگر کسی سے زیادہ بات کرنا پسند نہیں کرتیں۔'' ملاحہ نے موضوع کو دوسرے رخ پہ ڈال دیا۔

''دونوں ماں بیٹا ایسے ہی ہیں۔سرد مزاج اور...... اور......'' وہ جیسے سوچ میں پڑ گئی کہ ان کے رویئے کو کس چیز سے تشبیہہ دے۔

''اور پتا نہیں کیا......'' بے بسی سے کہا۔

''یہ کون سی خاصیت دریافت کی ہے تم نے؟'' ملائکہ نے اس کے آخری فقرے پر اسے گھورا۔

''پتا نہیں آپی......مگر ثمرہ چچی کی آنکھوں میں کچھ عجیب سی کیفیت دکھائی دیتی ہے مجھے۔'' وہ الجھ کر بولی۔جو اس نے محسوس کیا تھا اسے بیان کرنا اسے بہت مشکل لگ رہا تھا۔

''صرف ثمرہ تائی کی آنکھیں دیکھی ہیں یا......؟'' تزئین نے مسکراتے ہوئے خط اٹھاتے ہوئے آخر میں ذومعنی سا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''باقی کی تمہارے لئے چھوڑ دی ہیں۔مجھے ان فضولیات میں پڑنے کا کوئی شوق نہیں۔''

وہ مارے کوفت کے ڈھنگ کا جواب بھی نہیں دے سکی اور وہاں سے اٹھ ہی گئی۔

وہ آغا جان کے پاس آئی تو وہ جاگ رہے تھے۔مسنون دعاؤں والی چھوٹی سی کتاب ہاتھ میں تھی۔مہرماہ کو دیکھ کر کتاب بند کر دی اور چشمہ اتار دیا۔

''کیسے ہیں آغا جان......؟'' وہ مؤدب سی ان کے پاس کرسی پر بیٹھ گئی۔

''ٹھیک ہوں......موحد کہاں ہے؟'' ان کا پہلا سوال ہی غیر متوقع تھا۔وہ گڑبڑائی۔

''پتا نہیں آغا جان......شاید گھر پر ہی ہو......''

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

"تو پھر میرے پاس آ کے کیوں نہیں بیٹھتا وہ......"

وہ یاسیت بھرے لہجے میں بولے تو مہر ماہ کا دل ڈوب سا گیا۔ آغا جان کو اس کیفیت میں اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"بیٹھے گا آغا جان۔ میرے خیال میں وہ ہم سب سے کچھ اجنبیت محسوس کرتا ہے فی الحال۔"

مہر ماہ نے جلدی سے ان کا دل رکھنے کے لئے کہا۔ وگرنہ اس سے بڑھ کے موحد آفندی کے خیالات کون جانتا تھا۔ شاید...... بلکہ یقیناً مبین صاحب نے بھی آغا جان سے موحد کی بدزبانی کا ذکر نہیں کیا تھا۔

"اسے کہو، میرے پاس آیا کرے۔ اس سے میرے بیٹے کی خوشبو آتی ہے۔" وہ محض اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے۔

مگر مہر ماہ کو لگا جیسے اس کے دل میں خنجر سا گڑ گیا ہو۔

آپ کی طبیعت بھی اب ٹھیک ہے آغا جان۔ آپ بھی باہر نکلا کریں۔ ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہوں گے تو ثمرہ چچی اور موحد سے بھی بات چیت ہو جیا کرے گی۔ اجنبیت دور ہو گی۔"

وہ جب بھی پوتا نہ ہونے کا غم کرتے تو مہر ماہ کو بہت دکھ ہوتا تھا مگر اب جبکہ موحد ان کے پاس آ چکا تھا تو مہر ماہ کو کوئی جلن محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ بلکہ الٹا موحد کی بدتمیزی پر غصہ آیا تھا۔ اب جبکہ سب کے رویئے اور حالات بدل چکے تھے تو یوں پرانی باتوں کو سینے سے لگا کر رکھنے اور طعنے دینے کا کیا مطلب تھا۔

مگر خیر...... میں نے بھی اچھا جواب دیا۔

وہ بڑی مطمئن تھی۔ جواب نہ دے پاتی تو ہفتہ بھر نیند نہیں آتی اسے۔ وہ دل ہی دل میں کچھ جوڑ توڑ کر رہی تھی۔

☆......☆......☆

جانے کتنی صعوبتوں اور مشکلات سے گزر کر آج وہ دولہا بنا زرنگاہ کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ مبشر برلاس کے فلیٹ پر چند گواہان کی موجودگی میں نکاح کی سنت ادا ہوئی اور اب وہ نصیر قاضی کے ڈرائیور کے ہمراہ اس کے فارم ہاؤس پہ جا رہے تھے۔ اس نے زرگل بائی کو منہ مانگی قیمت دے کر زرنگاہ کو پایا تھا۔ اس کا اکاؤنٹ بالکل خالی ہو چکا تھا۔ گاڑی اور فلیٹ دونوں انتہائی رازداری سے بک چکے تھے۔

مگر وہ خوش تھا...... بے حد خوش۔

اس نے زندگی کی انمول خوشی سستے داموں پالی تھی۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو زرنگار بستر پر پاؤں لٹکائے بیٹھی۔

"آہم......" وہ کھنکھارا...... زرنگار سوچوں سے چونکی۔

پھر اسے وجیہہ و خوبرو ہمسفر کو دیکھے گئی یہاں تک کہ آنکھیں چھلک گئیں۔

http://kitaabghar.com

”ارے......رے......“ وہ تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

زرنگار اٹھ کر اس سے لپٹ گئی اور رونے لگی۔

”کبھی مجھے خریدنے کا طعنہ مت دینا وقار......میں اسی روز مر جاؤں گی۔“

وقار نے اسے کندھوں سے تھام لیا اور اس کی صبیح پیشانی کو چومتے ہوئے بے حد محبت سے بولا۔

”تم تو انمول ہو میری جان۔ صدقہ دے کے آیا ہوں تمہارا۔ تم تو اس قابل ہو کہ تم پر سلطنت واردی جائے۔“

زرنگار نے اس کی محبت کی شدت کو روح تک محسوس کیا۔ اس کے الفاظ ٹھنڈے میٹھے پانی کی مانند تھے۔ تن بدن کی تپش کو ختم کرتے جلتے بلتے دل کو سکون دیتے۔

وہ اسے دیکھتی رہی، اس کی نظروں میں محبت کے ساتھ ساتھ فخر کا رنگ بھی تھا۔

وقار آفندی ہلکا سا کھنکھارا۔

”اب اگر تم اپنی جگہ جا کے بیٹھو اور مجھے موقع دو تو میں تمہارا گھونگھٹ اٹھانے کا شوق پورا کر لوں؟“

بڑی معصومیت سے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا گیا تھا۔ زرنگار لجا کر پیچھے ہٹی۔ تو ہنستے ہوئے وقار آفندی نے اس کا ہاتھ کھینچ لیا۔

سیاہ آسمان کے سینے میں پورے دنوں کا چاند شن سے جگمگا رہا تھا اور سارے نگینوں کی طرح ضوفشاں تھے۔ آج کی رات زمین پر بھی دو ستاروں کا ملن تھا۔

☆......☆......☆

موبائل کی بیل کافی دیر سے بج رہی تھی۔ مگر سننے والا اوندھے منہ پڑا بے سدھ سو رہا تھا۔ موبائل بج بج کے خاموش ہو گیا۔

زرنگار واش روم سے نکلی۔ آئینے کے سامنے جا کر بالوں کو تولیے کی گرفت سے آزاد کیا اور نرم ہاتھوں سے سہلانے لگی۔

اس کی نگاہ آئینے میں......بستر پر سوئے وقار آفندی پر بار بار پڑ رہی تھی اور ہر بار ایک خوب صورت سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر کھیل جاتی۔

تب ہی موبائل نے دوبارہ بجنا شروع کر دیا تو وہ چونکی۔

تولیہ کرسی کی پشت پر پھیلا کر وہ موبائل اٹھانے کے لئے بڑھی اور جھک کے موبائل اٹھا لیا۔ اس کے گیلے بال شانے سے سرک کر وقار آفندی کے منہ پر پڑے تھے۔

اس نے نیند ٹوٹنے پر سر اٹھا کے دیکھا......اور زرنگار کی کلائی تھام لی۔

”فون......بج رہا ہے کب سے۔“

http://kitaabghar.com

''اگر میری ہر صبح ایسی حسین ہو......تو ہمیشہ سویا رہنا پسند کروں گا۔'' نیند سے بوجھل لہجے میں کہتا وہ زرنگار کا دل دھڑکا گیا۔

کال کرنے والا بھی کوئی بے حد مستقل مزاج تھا۔ موبائل مستقل بجے جا رہا تھا۔

''کال تو اٹینڈ کرلو۔ تمہارے دوست کوس رہے ہوں گے تمہیں۔'' وہ مسکرا کر بولی تو ذرا سا اونچا ہو کر تکیے سے ٹیک لگاتے ہوئے وقار نے موبائل اس کے ہاتھ سے لے کر اسکرین پر نمبر دیکھا تو لحہ بھر کو ٹھٹک گیا۔

گھر کے نمبر سے کتنی ہی کالز آ چکی تھیں۔ (تب موبائل اتنا عام نہیں ہوا تھا)

''کیا ہوا......کس کا فون ہے؟''

''گھر سے ہے......'' وہ مسکرایا۔

زرنگار فکرمندی سے بولی۔

''ان کو پتا چل گیا ہوگا۔''

''یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔ مجھے تمہید نہیں باندھنی پڑے گی۔'' وہ مطمئن تھا۔

''تمہاری زندگی بہت مشکل ہونے والی ہے وقار۔'' زرنگار آزردگی سے بولی۔ تو وقار اس کی ریشمی زلفوں سے اٹھنے والی خوشبو سانسوں میں بساتے ہوئے بولا۔

''پہلے میں اس کی آسانیوں کو تو محسوس کرلوں۔''

کمرے میں زرنگار کی کھلکھلاتی ہنسی گونج اٹھی۔

☆......☆......☆

وہ دو دن بعد گھر لوٹا تو آغا جان کا پارہ ہائی تھا۔

''تمہیں آزادی دے رکھی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم اس کا ناجائز فائدہ اٹھاؤ۔'' وہ گرج رہے تھے۔ اور وقار آفندی سر جھکائے بڑے سعادت مندی سے کھڑا تھا۔

''میں نے جانے سے پہلے بھائی صاحب کو بتایا تھا۔'' اس نے ادب سے مبین آفندی کا حوالہ دیا۔

''بتایا ہے اس نے مجھے......'' آغا جان کو اور غصہ آیا۔ ''اس طرح اطلاع کر کے جاتے ہیں۔ دو منٹ کی کال اور بس کہہ دیا کہ دوستوں کے ساتھ جا رہا ہوں گھومنے۔ یہ طریقہ ہے اجازت لینے کا؟''

''میں نے انہیں انفارم کیا تھا۔ اجازت نہیں مانگی تھی بابا جان۔'' وقار آفندی کے لب و لہجے میں ادب تو تھا مگر ان کے غصے سے متاثر ہونے کا تاثر نہیں۔

http://kitaabghar.com

وہ ایک ہی تھا ان کے چاروں بیٹوں میں سے انہیں بابا جان کہنے والا۔ان کا لاڈلا سب سے چھوٹا بیٹا۔

”ہاں۔بڑے ہو گئے ہو۔اب تو تمہیں ہماری اجازت کی ضرورت ہی نہیں رہی۔“انہوں نے طنز کیا۔”بیسیوں فون کروائے میں نے۔ایسی کون سی مصروفیت تھی تمہاری جو ایک کال اٹینڈ نہیں کر پائے؟“

”چھم سے ایک دلنواز اور طرحدار سراپا وقار آفندی کے پردہ ذہن پہ اترا تو اس کے ہونٹوں پر باوجود ضبط کے مسکراہٹ پھیل گئی۔

”سوری بابا جان......“

”ہیں۔بتاؤ مجھے۔تمہارے آوارہ دوست تو یہیں پھر رہے تھے۔تم کہاں آوارہ گردی کر رہے تھے۔“

اس کی مسکراہٹ میں انہیں نیا پن اور کچھ انوکھا سا لگا۔وقار آفندی کی وجاہت میں مزید اضافہ محسوس ہوا۔کاٹن کے سفید کرتا شلوار میں ملبوس......خوبرو تنومند۔وہ ان کا بہت لاڈلا بیٹا تھا۔مگر ان کے عتاب سے وہ بھی نہیں بچ پاتا تھا۔اب بھی آئیں بائیں شائیں کر کے وہ ان کو ٹال گیا تھا......مگر موقع پا کر فاران آفندی اسے گھیر لیا۔

مبین آفندی سب سے بڑے تھے مگر ان سے چھوٹے فاران بھائی سے وقار کی بہت بنتی تھی۔یا شاید وہی سب سے چھوٹے بھائی کے بڑے لاڈ اٹھاتے تھے۔

”کہاں تھے شہزادے؟“

وہ ابھی آغا جان کی ڈانٹ ڈپٹ اور سارا لیکچر سر جھکا کے سن کے آیا تھا اور اب ناشتے کی میز پہ آتے ہی یہ تفتیش۔

”یہاں تو کہیں جانے سے پہلے پوسٹر لگا دینے چاہئیں پورے شہر میں۔“

وہ خفا خفا سا اپنی کرسی پر بیٹھا تو ماں جی نے نظروں میں اپنے شہزادوں جیسے بیٹے کی بلائیں لیں۔

”اچھا بس۔اب ناشتا کرنے دو اسے۔دو دن وہ موئی ڈبل روٹی ہی کھائی ہو گی دوستوں کے گھر۔“

انہوں نے فاران کو مزید بات کرنے سے منع کیا تو۔وہ وقار کو تھوڑا سا گھور کے خاموش ہو گئے۔مگر فیکٹری جاتے ہوئے پھر سے انہوں نے وہیں سے اسٹارٹ لیا۔

”اب بتاؤ۔کدھر تھے......؟“

اور اس نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ وہ بات کاٹ کر بولے۔

”اب مجھ سے وہی گھسا پٹا جھوٹ مت بولنا کہ دوستوں کے ساتھ تھا......وہ سب یہیں ہیں دو دن سے۔“

وقار نے منہ بند کر کے انہیں گھور کے دیکھا۔

”بندے کی کچھ ذاتیات بھی ہوتی ہیں فاران بھائی۔“وہ ناراضی کا اظہار کئے بغیر رہ نہیں سکا تھا۔

http://kitaabghar.com

''اور تمہیں تو یوں بھی عادت ہے اپنی ذاتیات مجھ سے شیئر کرنے کی۔ چلو شاباش......شروع ہو جاؤ۔'' انہوں نے جیسے کسی بچے کو پچکارا۔

''شادی کر لی ہے میں نے۔ کل ولیمہ تھا۔'' وہ بے حد اطمینان سے بولا تو انہیں ہنسی آ گئی۔

''آغا جان کو بتایا یہ سب؟''

''جوتے کھانے تھے ان سے......آپ کو سب سے پہلے بتا رہا ہوں۔'' وہ مسکرا رہا تھا۔

''آغا جان کو سچ میں بہت غصہ ہے۔ چھوٹے ہو اس لئے نظر انداز کرتے ہیں تمہیں۔ ورنہ صاعقہ بھابھی نے بھی خوب ہی باتیں بنائیں تمہاری غیر موجودگی کے بارے میں۔''

وہ سنجیدہ ہو گئے۔

''ایک تو یہ بڑی بھابھی بھی نا......'' وہ جیسے زچ ہوا۔ ''ثمرہ بھابھی بھی تو ہیں......مجال ہے جو مسکراہٹ جدا ہو ہونٹوں سے۔ میری تو اتنی بڑی راز دار ہیں وہ۔ یہ بڑی بھابھی کسی روز لٹیا ڈبو دیں گی میری۔'' خفا خفا سا کہتا وہ انہیں ہنسا گیا۔

''تو طوفان میں کشتی ڈالنے کی ضرورت ہی کیا ہے شہزادے۔''

''اسی میں تو مرنا ہے۔'' وہ مسکرا دیا۔

''کہاں بھی تھا میرے ساتھ ہی شادی کر والو......کم از کم یوں آوارہ پھرنے اور ڈانٹ کھانے سے تو بچ جاتے۔'' انہوں نے نصیحت کی جو وہ ہنسی میں اڑا گیا۔

''ہا۔ آپ کے ساتھ شادی......؟ تو پھر ثمرہ بھابھی کس سے کرتیں؟''

انہیں ہنسی آ گئی۔

''بے ہودہ بات......''

فیکٹری پہنچ کر وہ اپنے آفس جا رہے تھے جب وہ سنجیدگی سے بولا۔

''مجھے پہلے بھی، آج بھی اور آئندہ بھی آپ کی سپورٹ کی ضرورت ہے فاران بھائی۔''

وہ ٹھٹکے۔ رک کر بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

''کیا ہوا۔ کیا کر کے آئے ہو؟''

وہ دفعتاً مسکرایا پھر شوخی سے بولا۔

''بتایا تو ہے۔ شادی......''

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

وہ اس کے شانے پہ ہاتھ مار کر ہنستے ہوئے چلے گئے تو وہ بھی گنگناتا ہوا اپنے آفس کی طرف چل دیا۔

☆......☆......☆

"کیا بات ہے...... بڑے ہواؤں میں اڑ رہے ہیں جناب آج کل۔" صدیقہ بھابھی نے رات کھانے کے بعد اسے گھیرا۔

تین دنوں سے وہ گھر اور فیکٹری میں پھنسا تھا اور آج تو وہ ہر طور زرنگار کے پاس جانا چاہتا تھا۔ بالوں میں ہاتھ ہی سے کنگھی پھیرتا۔ وہ فاران بھائی کی گاڑی کی چابی لے کے باہر بڑھ رہا تھا تب پتا نہیں کیسے صدیقہ بھابھی کی نظر پڑ گئی۔

وہ گہری سانس بھر کے رہ گیا۔

"بابا جان کے پاس ان کے پرانے کلاس فیلو آئے ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا موقع سے فائدہ اٹھایا جائے۔ میں اپنے دوستوں سے مل آؤں۔" وہ جلدی میں لگتا تھا۔

مگر جب سے بھابھی کی چھوٹی بہن رابعہ سے اس کی شادی کی بات چلی تھی وہ...... اس پر کچھ زیادہ ہی نظر رکھنے لگی تھیں اور رعب کی مقدار میں بھی اضافہ ہوا تھا۔

"شریفوں کا یہ وطیرہ ہوا کراتا ہے وقار۔ کہ لڑکے بھی رات گئے باہر نہیں رہتے۔ اپنے بھائی صاحب کو ہی دیکھ لو۔" وہ اپنے مخصوص چبھتے ہوئے لہجے میں بولیں۔ اور مبین آفندی کا تذکرہ بطور خاص کیا۔

(جی...... اس گھر میں ایک وہی شریف ہیں بس۔)

"جی بھابھی...... میں چلو اب۔"

ان کی ہاں میں ہاں ملا کر وہ پھر سے باہر بڑھنے کو تھا۔ انہوں ن ے اسے گھور کے دیکھا۔

"ارے۔ میں کیا سمجھا رہی ہوں اور پھر سے وہی راگ الاپ رہے ہو۔"

"بھابھی...... مجھے فرصت ہے۔ دوستوں سے ملنے جا رہا ہوں۔" وہ بڑے ضبط سے بولا۔ پھر جتا بھی دیا۔ "ابھی ماں جی کو بتا کے نکلا ہوں، انہوں نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔"

"ان سے بھی بات کروں گی میں۔ انہیں فرق نہیں پڑتا ہو گا۔ تمہاری آزادی (آوارہ گردی) سے ہمیں تو بہت پڑتا ہے۔"

وہ ناک چڑھا کر بڑے دعوے سے کہہ رہی تھیں اور وقار آفندی کلائی الٹ کر گھڑی دیکھتا بے چین تھا۔

"اچھا بھابھی۔ واپسی پہ بات ہو گی......" وہ ان کے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی باہر نکل گیا تو وہ بڑبڑائیں۔ "پتا کرواتی ہوں میں مبین صاحب سے۔"

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

http://kitaabghar.com

وہ بڑی عجلت میں اپنے فلیٹ میں پہنچا تو کتنی ہی دیر بیل بجانی پڑی۔ زرنگار پتا نہیں کہاں سوئی ہوئی تھی۔ اس کا دل اوہام کا شکار ہونے لگا۔ فلیٹ میں فون بھی نہیں لگا ہوا تھا۔ اس نے پکا ارادہ کر لیا کہ زرنگار کو بھی ایک موبائل لے کر دے گا۔

اسی وقت کھٹ سے دروازہ کھل گیا۔

زرنگار کی روتی آنکھیں اور پسیجا ہوا چہرہ ایک پل کو دکھائی دیا۔ وہ دروازہ کھول کے تیزی سے پلٹ گئی تھی۔

''زری......'' وہ پیچھے لپکا۔ اور اسے بیڈ روم کے دروازے پہ جا لیا۔ ''زری......کیا ہوا......سوری یار۔'' اسے بازو سے تھام کے زبردستی اپنی طرف موڑا تو وہ اس کے شانے سے لگ کے بری طرح رو دی۔

''زری......'' وہ سناٹے میں آ گیا۔ ''کیا ہوا میری جان......؟'' اس نے اس کے بالوں کو چوم کر بڑی محبت بھری بے چینی سے پوچھا۔

''بات مت کرو مجھ سے۔'' وہ دفعتاً چلائی۔

وقار کے ہونٹوں پر اتنی پریشان کن سچویشن میں بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

اس کے ساتھ لگی وہ اسی سے بات نہ کرنے کا کہہ رہی تھی۔

وہ اسے آہستہ آہستہ تسلی دینے کے انداز میں تھپکے گیا۔ یہاں تک کہ وہ چپ ہو گئی تو پھر اس سے الگ ہو کر صوفے پہ جا بیٹھی۔ وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔

''کیسی ہو؟'' بڑی چاہت سے پوچھا۔

''تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔'' وہ ناراض تھی۔ شدید ناراض۔ آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئے۔

''اتنی خوبصورت آنکھوں پہ ظلم کر رہی ہو۔''

''تین دن سے رو رہی ہوں اس فلیٹ میں اکیلی۔ دن میں بھی اور رات میں بھی۔'' وہ پھٹ پڑی تھی۔ شکوہ کناں انداز میں کہتی وہ وقار کو شرمندگی کے سمندر میں دھکیل گئی۔

''آئم سوری یار۔ بابا جان نے اتنا ٹف شیڈول بنا دیا تھا کہ چاہ کے بھی نکل نہیں پا رہا تھا۔''

''اتنا ڈر لگتا تھا رات کو اکیلے میں مجھے۔ میں نے سوچا، تم مجھے چھوڑ گئے ہو۔ شاید بابا جان کو پتا چل گیا ہو۔'' اس کے اپنے ہی وہم تھے۔ تنہائی کے وہم......اکیلے میں ایسے ہی وہم ستایا کرتے ہیں۔ سب کے چھوڑ جانے اور دنیا میں تنہا ہو جانے کا وہم۔

وہ بھی تین دنوں سے رو رہی تھی۔

وقار نے سرمندگی سے اسے دیکھا۔

''میری جان۔ ایک دنیا سے لڑ کے تمہیں پایا ہے۔ ایسے کیسے کھو سکتا ہوں تمہیں۔ بس غلطی ہو گئی۔ معاف کر دو۔''

زرنگار نے ہمیشہ وقار کی محبت کی شدت اور جذباتیت کو شدت سے محسوس کیا تھا۔اب بھی اس کے انداز میں وہی شدت تھی۔وہ پرسکون ہوگئی۔

''میں بہت جلد بابا جان سے بات کرنے والا ہوں۔تم فکر مت کرو۔پھر تم ''آفندی ہاؤس'' شفٹ ہو جاؤ گی۔اس فلیٹ میں تنہا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی تمہیں۔'' وہ اسے یقین دلا رہا تھا۔

اس کی قربت کے نشے میں مدہوش وقار آفندی نے رات وہیں گزارنے کا تہیہ کر لیا تھا۔یہ جانے بغیر کہ اس کا یہ عمل کیسا طوفان مچانے والا ہے۔

☆......☆......☆

''کمال ہے یار۔اب تو اتنے دن گزر گئے۔اس حادثے کو۔سادگی سے ہی سہی مگر منگنی کی رسم ادا ہو جانی چاہیے۔''

طلال خفا ہو رہا تھا۔

''اب میں اپنے منہ سے کہتی اچھی لگوں گی کیا......تمہاری ماما کو چاہیے فون کر کے میری امی سے بات کریں۔'' مہرماہ نے درخت سے ٹیک لگا کے بیٹھتے ہوئے بیگ اور فائل ایک طرف رکھی اور رسان سے بولی۔

''ماما تو تمہاری طرف سے سگنل کے انتظار میں ہیں۔'' وہ بولا۔

''مہرماہ کو جیسے کچھ یاد آیا۔

''ایک بات تو بتاؤ طلال۔تمہاری بھابی......ہمارے رشتے سے کچھ خاص خوش نہیں لگیں مجھے......''

طلال خاموش سا ہو گیا۔وہ مزاحیہ انداز اپنا کر مزید بولی۔

''بلکہ مجھے تو لفٹ ہی نہیں کروائی انہوں نے۔''

''ایسی بات نہیں ہے مہرو۔''

''کم آن طلال۔پہلے ہم دوست ہیں۔ابھی سے باتیں مت چھپاؤ مجھ سے۔'' مہرماہ نے خفگی سے اسے دیکھا۔تو وہ ہنس دیا۔

''ارے وہی یار۔ان کا دل تھا کہ گھر کی دوسری بہو بھی ان ہی کی فیملی میں سے آتی۔''

''اچھا......اتنی اچھی ہیں کیا......؟'' مہرماہ نے بے ساختہ پوچھا۔

''بس اسی وجہ سے تمہیں اگنور کرتی رہیں۔ماما نے بھی محسوس کیا تھا مگر بھابی کو اگنور کرنے میں ہی۔ہی گھر کا سکون پوشیدہ ہے۔''

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

''ان کی سسٹر ہیں یا کوئی کزن سسٹر؟'' مہرماہ بڑی دلچسپی سے پوچھ رہی تھی۔

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

''کزن سسٹر ہی تھی۔ان کی کوئی سی بھی سگی بہن کنواری نہیں ہے۔'' طلال نے بتایا۔پھر اس کے ہاتھوں پہ نظر پڑی تو فوراً پوچھنے لگا۔

''تمہاری انگوٹھی کہاں ہے؟''

''کون سی انگوٹھی......؟'' اسے فوری طور پر یاد نہیں آیا۔

طلال کو برا لگا۔

''جو میں نے دی تھی مہر ماہ۔'' جتا کر بولا۔

''ارے......وہ......'' وہ جیسے یاد آنے پر کھینچ کے بولی۔''ایکچوئیلی عادت نہیں ہے مجھے رنگز پہننے کی۔خارش سی ہو رہی تھی انگلی میں۔اتار کے رکھی تو یاد ہی نہیں رہی پہننی۔'' اپنے مخصوص لاابالی انداز میں بتایا۔اس نے طلال کے جتاتے ہوئے لب و لہجے کو محسوس نہیں کیا تھا۔

''واہ......میں نے اتنے دن لگا کے تمہارے لئے وہ رنگ سلیکٹ کی تھی اور تمہیں پروا بھی نہیں اس کی۔ بلکہ یاد بھی نہیں کہ کوئی رنگ پہن رکھی تھی تم نے۔''

طلال کی خفگی کا یہ پہلا رنگ دیکھا تھا مہر ماہ نے۔

''ایسی بھی کوئی بات نہیں طلال۔'' اس نے طلال کو بہلانا چاہا۔

''میں اس معاملے میں بہت پوزیسیو ہوں مہرو۔ میں، مجھ سے منسلک چیزیں، تمہارے لئے موسٹ امپورٹنٹ ہونی چاہئیں۔'' وہ بے حد سنجیدہ تھا۔

''ہیں طلال......بالکل ہیں۔'' مہر ماہ نے زور دے کر کہا۔پھر ملتجی انداز میں بولی۔''بات کو غلط انداز سے مت دیکھو پلیز۔''

''اوکے......مگر کل سے وہ رنگ تمہاری انگلی میں ہونی چاہیے اب میں اسے کبھی اترا ہوا نہ دیکھوں۔'' وہ مان گیا تھا۔

مہرو کو عجیب سا احساس ہوا۔شاید طلال کا یہ روپ اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

''اور پلیز۔ ماما فون کریں گی تو امی سے کہنا مزید کچھ بہانہ نہ بنائیں سیدھا سیدھا منگنی کی تاریخ دے دیں۔'' وہ کہہ تو عام سے انداز میں رہا تھا مگر مہر ماہ کو برا لگا۔

''میرے چچا جان کی ڈیتھ ہوئی تھی۔ وہ بہانہ نہیں تھا طلال۔''

اس کے تیز لہجے پر طلال ذرا سنبھلا۔

''میرا مطلب ہے کہ اب مزید انتظار نہیں ہوتا ڈیئر۔''

وہ بیگ اور فائل سنبھالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

''ناراض ہوگئی ہو؟'' وہ پیچھے لپکا۔ مہرماہ سنجیدہ تھی۔ طلال کو احساس ہوگیا۔

''سوری......''

''آئندہ میرے ساتھ ایسی باتیں مت کرنا طلال، جس کے بعد بار بار سوری کرنا پڑے۔'' وہ کہہ کر کلاس لینے کا بہانہ کر کے چلی گئی۔

طلال نے وہیں کھڑے ہو کر پرسوچ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

☆......☆......☆

ہیلو......'' نیند سے بوجھل آنکھوں سے اس نے موبائل اسکرین پہ آنے والا نمبر نہیں دیکھا تھا۔

''نمیر آفندی......؟'' دوسری طرف سے استفہامیہ انداز تھا۔ یکلخت اس کی پوری آنکھیں کھل گئیں۔

''سومیہ......؟''

دوسری طرف وہ کھلکھلائی۔

''یعنی تم نیند میں بھی مجھے یاد رکھتے ہو۔''

او! شٹ اپ......''

وہ تکیہ اونچا کر کے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

''تمہیں اپنا نمبر دے کر غلطی کی شاید میں نے۔''

''بہت بے وفا ہو......ملو گے نہیں؟'' وہ بڑے لاڈ سے بولی۔ تو اس نے سختی سے اس کی فرمائش رد کر دی۔

''نہیں۔ بالکل نہیں۔''

نمیر......''

''دیکھو سومیہ۔ دوستی کو دوستی ہی رہنے دو۔ حالانکہ میں اس پر بھی راضی نہیں تھا۔'' جتانے والے انداز میں کہا تو وہ گہری سانس بھر کے بولی۔

''بہت روڈ ہو......ظالم۔''

''یہ سب کچھ میں افورڈ نہیں کر سکتا سومیہ۔ وقت پر کوئی اچھا سا بندہ چن لینا۔ میری منزل کچھ اور ہی ہے۔'' وہ صاف گو تھا...... دل چیر دینے کی حد تک صاف گو۔

وہ سلگی۔

''جانتی ہوں میں نمیر وقار آفندی۔ کیا ہے تمہاری منزل، انتقام، انتقام اور صرف انتقام۔''

http://kitaabghar.com

''ویری گڈ...... یادداشت اچھی ہے تمہاری۔'' وہ اسے سراہتے ہوئے چڑا رہا تھا۔

''کم آن نمیر...... اب چھوڑو یہ سارا قصہ۔ اپنی زندگی ریلیکس ہو کر گزارو۔ اپنے دادا اور ان کی فیملی کا حساب اللہ پہ چھوڑ دو۔'' وہ تھکے ہوئے انداز میں بولی۔

''انہوں نے ہمارا حساب خود کیا تھا۔ میں بھی خود ہی کروں گا۔''

''اف...... ایک تو حضرت انسان کو خدائی دعوے کرنے کا بہت شوق ہے...... اللہ جب حساب کرنے پہ آتا ہے تو سب کا حساب صاف کر دیتا ہے نمیر آفندی۔ انہوں نے غلط کیا...... تم مت کرو۔''

لائن کو کاٹنے کے لئے بھی لائن ہی لگانی پڑتی ہے، سوری ڈیئر۔'' اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

''بھول ہے تمہاری۔ اب ریموور ملتے ہیں۔ لائن لگائے بغیر ہی لائن صاف ہو جاتی ہے...... بس آدمی اپنا دل صاف کر لے ایک بار۔'' سومیہ نرم دل تھی اور اس کی سوچ بھی مثبت تھی۔

''اوکے...... لیو دس ٹاپک۔ تم نے مجھے یہی سب سنانے کے لئے کال کی ہے؟'' اس نے فوراً ہی بات بدل کے کھردرے لہجے میں کہا تو سومیہ برجستہ بولی۔

''کال تو محترم نمیر وقار آفندی سے اپائنٹمنٹ لینے کے لئے کی تھی۔ ملنے آسکتے یں جانِ بابا میں تشریف لے آؤں؟''

''دونوں ہی کام نہیں ہو سکتے فی الوقت۔'' اس نے ہری جھنڈی دکھائی۔

''نمیر......'' اس کا دل ہمیشہ کی طرح بجھ سا گیا۔

''میں اور ہی دنیا کا انسان ہوں سومیہ۔ میرا پیچھا کرنے میں ٹائم ضائع کرنے سے بہتر ہے، وقت پر اپنے لئے بہتر فیصلہ کر لو۔'' اس نے خدا حافظ کہہ کر خود ہی فون بند کر دیا۔

سومیہ کی خاموشی سے اسے کوئی تاسف نہیں ہوا تھا۔

(بہر حال اسے اس راہ پر میں نہیں لایا۔)

چند لمحے کسل مندی سے لیٹے رہنے کے بعد وہ اٹھا اور فریش ہونے کے لئے واش روم میں گھس گیا۔

وہ نمیر وقار آفندی تھا...... وقار آفندی ہی کی طرح خوبرو اور دلکش، مگر آفندی ہاؤس والوں کے لئے زہر سے بھرا۔ اور یہ زہر آفندی ہاؤس کے مکینوں کی رگوں میں کب اترنے والا تھا، اس کا لائحہ عمل وہ آہستہ آہستہ تیار کر رہا تھا۔

☆......☆......☆

وہ فریش ہو کے وقار کے پاس نیم دراز ہوئی تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

http://kitaabghar.com

"محبت ظاہر کرنے والے عمل کتنے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں، مگر ان کا اثر دیرپا ہوتا ہے۔" مسکرا کر بولی۔

"ہوں......" وہ نیند میں تھا۔ تب ہی اس کا موبائل بجنے لگا۔ زرنگار نے ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھایا اور اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

"ہوں......ہیلو......" نیند سے بوجھل لہجہ۔

"نالائق......نا ہنجار۔ کہاں سے بول رہے ہو تم؟"

آغا جان دوسری طرف فون پر گرج کر بولے تو وقار کی ساری نیند اڑن چھو ہو گئی۔ وہ بدک کر سیدھا ہوا زرنگار پریشان سی اٹھ بیٹھی۔

"یہیں ہوں بابا جان۔ ایک دوست کی طرف......" وہ حواسوں میں لوٹتے ہوئے بولا۔

"پتا دو اس دوست کا مجھے۔ میں مبین کو بھیج رہا ہوں ابھی۔ میں بھی تو دیکھوں ایسا کون سا دوست بن گیا ہے جس کے پاس تم راتیں بھی گزارنے لگے ہو۔"

وہ شدید اشتعال میں تھے۔

رات ہی صدیقہ بھابھی نے انہیں وقار کے بدلے انداز اور رات گئے تک گھر نہ آنے کی شکایت کی تو صبح ہوتے ہی انہوں نے مبین آفندی سے کہہ کر بینک سے وقار آفندی کے اکاؤنٹ کی تفصیل منگوائی، جسے جان کر ان کے ہاتھوں کے چڑیاں طوطے اڑ گئے۔ اس کا بینک بیلنس فقط پانچ ہزار روپے رہ گیا تھا۔ کسی خدشے میں گھر کے انہوں نے فیکٹری کے لاکر میں رکھی پراپرٹی کی فائلز چیک کروائیں تو وقار کے نام کے فلیٹ کے کاغذات بھی غائب تھے۔ پریشانی اپنی جگہ، مگر کچھ غلط ہو جانے اور خود کو دھوکا دیے جانے کے احساس نے ان کی رگوں میں انگارے بھر دیئے تھے۔

وقار دل ہی دل میں جوڑ توڑ کر رہا تھا۔ بابا جان کو سب علم ہو چکا ہے یا وہ محض اس کے گھر سے باہر رات گزارنے پر ہی خفا ہیں۔

"سچ بتاؤ وقار۔ کہاں عیاشی کر رہے ہو؟" آغا جان کے سرسراتے لہجے نے اسے بھک سے اڑا دیا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے بابا جان۔" وہ بمشکل بول پایا۔

زرنگار الگ پریشان ہوئی جا رہی تھی۔ وقار کے تاثرات کچھ اچھی کہانی نہیں سنا رہے تھے۔

"تم گھر آؤ پھر بات کرتا ہوں تم سے......بچہ نہیں ہوں میں جسے تم ٹافی تھما کے بہلا دو گے۔ آ کر مجھے اپنے بینک بیلنس کی تفصیل دو اور فلیٹ کے کاغذات میرے حوالے کرو۔" وہ دانت پیس کر غصے سے بولے تو وقار ساکت رہ گیا۔ یعنی وہ آدھا معمہ حل کر چکے تھے۔

"بابا جان۔ میں آ کے آپ کو سب کچھ بتاتا ہوں۔" اس نے فوری طور پر فیصلہ کرتے ہوئے اطمینان سے کہا تو انہوں نے کھٹاک سے فون رکھ دیا۔

"کیا ہوا وقار......؟" زرنگار نے سراسیمہ ہو کر پوچھا۔ وہ گہری سانس بھر کے خود کو سنبھالتا ہوا اسے دیکھ کر تھوڑا سا مسکرایا۔

http://kitaabghar.com

"لگتا ہے بابا جان آدھا پزل حل کر چکے ہیں۔"

"کون سا پزل......؟" وہ پریشان تھی ورنہ فوراً سمجھ جاتی۔

"ہمارا......تمہارا اور میرا......" وہ اطمینان سے کہتا اسے بے اطمینان کر گیا۔

"تو......اب پھر......؟" اس کی ہوائیاں اڑیں۔ وقار نے اسے بازو کے حلقے میں لے لیا۔

"تو اب یہ کہ......میری جان۔ اب ہم آفندی ہاؤس جائیں گے۔" زرنگار کا چہرہ فق ہوا۔ اسے پھریری سی آئی۔ وقار کے دوستوں نے آغا جان کی دہشت کے قصے اسے سنا رکھے تھے۔

"کیا انہیں پتا چلا گیا ہماری شادی کا؟"

"جو بھی پتا چلا ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ مکمل بات میں انہیں بتاؤں۔ میں فریش ہو جاؤں۔ تم اچھا سا ناشتا بناؤ۔ پھر چلتے ہیں ہمارے گھر۔"

وہ مرد تھا...... بڑا جی دار مرد۔ وہ اپنی عورت کو اپنی پریشانی کی ہوا بھی نہیں لگنے دینا چاہتا تھا۔ اسی لیے مسکراتے ہوئے لب و لہجے کا پردہ تانے رکھا۔

وہ تو واش روم میں گھس گیا، مگر زرنگار کے دل کو طرح طرح کے خدشات نے گھیر لیا۔ ناشتا بناتے ہوئے بھی اس کا دل خدا کے حضور محو مناجات تھا۔

☆......☆......☆

میرون اور فیروزی بنارسی پٹی والے فیروزی رنگ کے لباس میں زرنگار بے حد حسین لگ رہی تھی۔ اس کی رنگت بے حد سفید تھی، اور اس رنگ نے اس کی رنگت کو اور بھی اجاگر کر دیا تھا۔ مارے ٹینشن کے تیار ہی نہیں ہوئی۔ لب کاٹ کاٹ کے سرخ کر لیا۔

"اوں ہوں......" وقار نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا۔

"میں بہت نروس ہو رہی ہوں وقار......"

"اتنا ظلم تو نہ کرو......" وہ اس کی طرف جھکا۔ زرنگار پیچھے ہٹ گئی۔

"مذاق مت کرو وقار۔ میں واقعی پریشان ہوں۔ اگر تمہارے بابا جان نے مجھے قبول نہ کیا تو......؟"

"تو یہ کہ بابا جان کا یہ بیٹا تو تین بار قبول ہے، قبول ہے کہہ چکا ہے نا۔ پھر کاہے کی فکر۔" وہ پلٹ کر بالوں میں برش پھیرنے لگا۔

وہ چلتی ہوئی اس تک آئی اور پرفیوم اٹھا کر اس پر چھڑک دیا۔

"تم مجھے چھوڑ تو نہیں دو گے نا وقار......؟" وہ بمشکل آنسو روک رہی تھی۔

http://kitaabghar.com

وقار نے خفگی سے اسے دیکھا۔ پھر اس کی نقل اتارتے ہوئے بولا۔

"یہ تو وہی بات ہوگئی کہ جینا چھوڑ تو نہیں دو گے نا وقار؟" وہ اس کے سینے سے لپٹ گئی۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے وقار......"

"اس گھر سے اگر نکلے تو ہم دونوں اکٹھے نکلیں گے میری جان۔" وقار نے اس کو تسلی دیتے ہوئے قطعی لہجے میں قول دیا۔

"اور اگر انہوں نے تمہیں عاق کرنے کی دھمکی دے دی تو......؟" زرنگار اپنی کشتیاں جلا کے اس کی زندگی میں داخل ہوئی تھی۔ اب واپسی کا کوئی راستہ نہیں بچا تھا۔

"ہا...... ہا......" وہ چہرہ اونچا کر کے ہنسا۔ "کر بھی دیں تو کیا؟ ابھی بھی بنا بینک بیلنس کے پھر رہا ہوں۔ فلیٹ بھی بیچ ڈالا تھا، صرف فیکٹری میں حصہ ہے یا گھر میں، تو وہ تو فی الحال ویسے بھی نہیں ملنا تھا تو مختصر یہ کہ مجھے اس عاق نامے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"فرق تو پڑے گا وقار...... وہ تمہیں فیکٹری سے بھی نکال دیں شاید......"

وہ زرد پڑ رہی تھی۔ وقار نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"تم مسلسل ایک پلڑے میں خود کو اور دوسرے میں زندگی کی ترجیحات کو رکھ رہی ہو۔"

"ان کے بنا زندگی ناممکن ہے وقار۔" زرنگار نے کہنا چاہا۔

"شش......" وقار نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ دی اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولا۔

"ایک پلڑے میں میری زندگی ہے اور دوسرے میں زندگی گزارنے کی ترجیحات...... میں ہر حال میں اپنی زندگی ہی کو چنوں گا۔ ترجیحات تو پھر سے بنائی جاسکتی ہیں، مگر زندگی نہیں۔"

آہستہ سے اس نے زرنگار کی صبیح پیشانی پر لب رکھ دیے تو اس نے آنکھیں موند لیں۔ تشکر کے موتی اس کی پلکوں پہ چمک رہے تھے۔

☆......☆......☆

ان کے قدم رکھتے ہیں "آفندی ہاؤس" میں گویا ایک بھونچال سا آ گیا تھا۔

سب ہی بڑے ہال میں اکٹھے ہوگئے۔

ایک طرف وہ سب تھے اور دوسری طرف وقار آفندی اور اس کی اوٹ میں کھڑی حسین زرنگار۔ صدیقہ بھابھی نے تو دل ہی تھام لیا۔ بھاگ کے آغا جان کو بلا لائیں۔

"یہ کون ہے وقار......؟" انہوں نے آتے ہی جس انداز میں پوچھا۔ وقار نے بڑی بھابھی کو غلط نگاہ سے دیکھا۔ فاران آفندی بے یقینی سے وقار کو دیکھ رہے تھے۔

http://kitaabghar.com

(شادی کرلی ہے میں نے......کل ولیمہ تھا میرا)

تو کیا یہ درست کہہ رہا تھا......مذاق ہی مذاق میں سچ بول رہا تھا؟ ان کا سر چکرانے لگا۔

''آغا جان......آرام سے بیٹھ کے بات کرتے ہیں۔'' مبین آفندی نے باپ کو ٹھنڈا کرنا چاہا۔

صدیقہ بھابھی نے بدمزہ ہوکر شوہر کو گھورا۔ جو کلائمکس پہ پہنچے سین کو خراب کرنے کی کوشش کررہے تھے۔

''یہ ہے وہ عورت جس پہ پیسہ لٹایا ہے تم نے اپنا......فلیٹ بیچا ہے اس کے لئے؟''

آغا جان دھاڑے تو زرنگار نے ڈر کر وقار کی شرٹ کو مضبوطی سے مٹھیوں میں جکڑ لیا۔ وہ اس کے وجود کی لرزش بہ آسانی محسوس کر سکتا تھا۔

''جی بابا جان......شادی کرلی ہے میں نے۔ بیوی ہے یہ میری، اس گھر کی بہو۔'' وہ بڑی ہمت سے بولا۔ ماں جی تیزی سے آگے بڑھیں۔

''بکواس مت کرو وقار۔ کیوں دل جلاتا ہے ماں باپ کا۔ جھوٹ نہ بول۔'' انہوں نے پیار سے راج دلارے کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اپنے مخصوص انداز میں اسے ڈانٹا۔

''سچ بول رہا ہوں ماں جی۔ بہو ہے یہ آپ کی۔''

''شرم تو نہیں آرہی بڑوں کے سامنے اپنی بے شرمی کا اعتراف کرتے۔ رابعہ سے بات طے ہوچکی ہے تمہاری۔'' صدیقہ بھابھی چیخیں۔

''کہاں سے لائے ہو اسے......؟ کسی شریف گھرانے کی تو نہیں ہوگی ورنہ تمہارے ساتھ یونہی نہ چل پڑتی۔'' آغا جان نے حقارت سے پر لہجے میں کہتے وقار آفندی کی برداشت کا گویا امتحان ہی تو لے ڈالا۔

''شریف ہی ہے، تب ہی بھاگ کے نہیں نکال کرکے آئی ہے۔''

''شریفوں کی اولاد ہوتی تو اس کے ماں باپ چوری چھپے تمہارے ساتھ رخصت نہ کردیتے۔ ہمیں بلاتے ہم سے ملتے اور نہ ہی تمہیں چوری چھپے شادی کرنے کی ضرورت پیش آتی......اتنا ہی نسب والا خاندان تھا تو ہمیں لے کے جاتے اس کے گھر۔''

صدیقہ بھابھی کا تو صدمہ ہی بہت بڑا تھا۔ بہن کو دیئے جانے والے لارے دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔

''وہ وقت گزر گیا بابا جان۔ اب یہ آپ کی بہو ہے۔'' وقار آفندی نے مصالحت آمیز انداز اپنایا۔

''ہرگز نہیں......'' آغا جان گرجے۔ ''جہاں سے اٹھا کے لائے ہو، وہیں پھینک کے آؤ اسے۔ تمہارا خالی بینک اکاؤنٹ اس کی شرافت کی ساری کہانی سنا رہا ہے۔'' وہ تلخی بھرے طنزیہ لہجے میں بولے۔

''مان جاؤ وقار۔ بچے غلطیاں کرتے رہتے ہیں۔ اگر تلافی کرنے کا موقع مل رہا ہے تو کرلو۔ واپس پلٹ آؤ۔'' ماں کی آنکھوں

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

میں آنسو دیکھ کر وقار کا دل تڑپ اٹھا۔اپنی بات مکمل کرتے ہی انہوں نے اپنا دوپٹا اتار کر وقار کے پیروں میں ڈال دیا تھا۔

''ماں جی......'' وقار ششدر تھا تو زرنگار کا دل بھی کہیں گہرائیوں میں ڈوب گیا۔

''تجھے اپنی ماں کی عزت کا واسطہ۔اگر شادی کر لی ہے تو طلاق دے دے اسے۔اس عمر میں تجھے کھونے کا حوصلہ نہیں ہے میرے اندر۔''

وقار آفندی کے قدم گویا زمین نے جکڑ لیے تھے۔اس نے بے بسی سے چہرہ موڑ کے زرنگار کی طرف دیکھا جو فق چہرہ اور پلکوں کی باڑ میں آنسو لئے اس کے فیصلے کی منتظر تھی......اور اس کے دعووں اور قول کے سچا ہونے کی منتظر بھی۔

وقار آفندی کا دل پیروں میں پڑے ماں کے دوپٹے میں اٹکنے لگا۔اس نے جھک کر دوپٹا اٹھایا اور نرمی سے ماں کے سر پہ ڈال کر انہیں گلے سے لگا لیا۔ماس کی شرٹ زرنگار کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔

(اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ماں اور بیوی میں سے کس کو چننا ہے)

اس نے پپڑی زدہ ہونٹوں پر زبان پھیر کے انہیں تر کرنے کی کوشش کی تھی۔

☆......☆......☆

طلال کی ماما نے فون کر کے منگنی کی تاریخ مانگی تو تائی جان نے مہر ماہ کے بابا سے پوچھ کے بانے کا کہہ دیا۔

''ابھی صبر کرو۔دن ہی کتنے گزرے ہیں فاران کی موت کو۔'' مبین آفندی نے انہیں ٹوک دیا۔

''اب بس بھی کریں مبین صاحب۔پورا گھر مستقل ایک سوگ کی کیفیت میں ہے۔اچھا ہے سب کا دھیان بٹے گا ذرا۔'' وہ اکتا کر بولیں۔

''آغا جان کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔'' انہوں نے پھر کہا۔

''وہ بھی اسی لیے......وہ فاران کا غم دل سے لگائے بیٹھے ہیں۔کچھ ماحول تبدیل کریں گے تو سب کی سوچ بھی بدلے گی۔'' وہ اپنی بات میں وزن پیدا کرتے ہوئے بولیں۔

''ہوں......بات کرتا ہوں میں آغا جان اور سہیل سے۔'' انہوں نے پرسوچ انداز میں کہا۔بیوی کی بات ان کے دل کو بھی لگی تھی۔وہ ننھی یوشیع کا تکیہ سیدھا کر کے کمبل ٹھیک کرنے لگیں۔اب وہ مطمئن تھیں۔شوہر کے ذہن کو جس طرح لگانا چاہتی تھی،لگا چکی تھیں۔

آغا جان بھی ذرا سی پس و پیش کے بعد مان گئے تو گھر میں خوشی کی لہر سی دوڑ اٹھی۔

''میں واپس دبئی جانا چاہتی ہوں۔'' رات کے کھانے کی میز پر ثمرہ نے کسی کو مخاطب کیے بغیر اونچی آواز میں کہا تو سب ہی ان کی طرف دیکھنے لگے۔ماسوائے موحد کے جو اطمینان سے کھانا کھا رہا تھا۔آغا جان بھی اب ان سب کے ساتھ مل کے کھانا کھاتے تھے۔وہ بھی

http://kitaabghar.com

حیران ہوئے۔ پھر بے چینی سے بولے۔

”مگر کیوں......؟ فاران نے تو کہا تھا کہ سب کچھ سمیٹ کر یہاں آ رہا ہے ہمیشہ کے لئے۔“ سارے ماحول پر ایک سوگوار سی کیفیت طاری ہونے لگی۔

”وہ تو نہیں رہا مگر اب تم اور میرا پوتا ہمیشہ اس گھر میں رہو گے۔“

آغا جان نے بشاشت سے کہتے ہوئے فیصلہ سنایا۔

”مگر موحد کی جاب ہے وہاں۔“ انہوں نے اپنا پلڑا بلند رکھنے کی سعی کی۔ کسی کو کیا پتا کہ وہ ریزائن کر کے آیا تھا۔

”ہماری تو پشتوں میں کسی نے نوکری نہیں کی۔ وارث ہے یہ ہمارے وسیع کاروبار کا۔“ آغا جان نے کھلے دل سے کہا تو ثمرہ کے ہونٹوں پر ہلکی سی پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

”دل نہیں لگ رہا یہاں آغا جان......“

”ماحول بدلے گا تو دل بھی لگ جائے گا۔ مہر ماہ کی منگنی کی تاریخ طے کر رہے ہیں ہم۔ ملے گلے اور رونق سے دل بہل جائے گا سب کا۔“ تائی جان نے بشاشت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ثمرہ کو خبر بھی سنا دی تو وہ ٹھٹکیں۔

”مہر ماہ......؟“ انہوں نے دھیرے سے دہرایا۔

تائی جان مسکرائیں۔

”یاد ہے تمہیں...... جب تم یہاں سے گئی تھیں تو آٹھ سال کی تھی مہر ماہ اور اب دیکھو...... منگنی ہونے والی ہے اس کی۔ طلال نام ہے لڑکے کا۔“ ہاتھ سے سامنے بیٹھی مہر ماہ کی طرف اشارہ بھی کیا۔ سیاہ بالوں والی وہ بڑی پیاری صورت کی لڑکی تھی۔

”مگر آپ بھول رہی ہیں کہ بچپن میں مہر ماہ اور موحد کا رشتہ طے کر دیا تھا آغا جان نے...... کا کیا ہوا؟“ ایک دھما کا سا ہوا تھا وہاں۔

سب تو رہے ایک طرف...... خود موحد بھی ششدر رہ گیا اور مہر ماہ...... اس کی نظروں میں تو زمین آسمان گھوم گئے تھے۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

http://kitaabghar.com

کھانے کی میز پر یکبارگی سناٹا پھیل گیا۔

ثمرہ کے چبھتے ہوئے سوال کے جواب میں آغا جان ساکت سے اسے دیکھ رہے تھے جبکہ صدیقہ بھابی بھی ہکا بکا سی تھیں مگر فوراً ہی ہڑ بڑا کر حواس میں لوٹیں۔

"ارے......واہ......"انہوں نے زبردستی کی ہنسی میں ان کی بات اڑانی چاہی۔"تمہیں یاد ہے وہ بچپنے کی بات۔"

"اللہ نے بڑی اچھی یادداشت دی ہے بھابی۔ماضی کی ساری ہی باتیں یاد ہیں الحمدللہ۔"نگاہ غلط انداز ان پر ڈالی۔

"اب تو بہت وقت گزر گیا ثمرہ۔بچے بڑے ہوگئے۔بچپن کی باتیں تو بچپن کے ساتھ ہی رہ جاتی ہیں۔"

مبین صاحب نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے موضوع کو لپیٹا۔جانتے تھے کہ طلال کے ساتھ رشتے میں بیٹی کی ضد بھی شامل تھی۔

موحد اول دھچکے کے بعد سر جھٹکتا اپنے کھانے میں مگن تھا البتہ لڑکیاں منہ اٹھائے کبھی ایک فریق اور کبھی دوسرے کا منہ دیکھ رہی تھیں۔کیسا دھما کا ہوا تھا اچانک......

مگر مہر ماہ ابھی تک سن کیفیت میں تھی۔ساکت وجامد۔

"صدیقہ دل ہی دل میں جتنا بھی تلملاتیں وہ کم تھا۔ماضی میں اس چھپکلی کی اتنی ہمت کہاں ہوتی تھی کہ آغا جان کے سامنے ذرا سی اونچی آواز میں بات کرتی۔کجا یوں طنزیہ گفتگو کرنا......؟انہوں نے شکایتی نظروں سے آغا جان کی طرف دیکھا۔

اور یہ دیکھ کر ان کا دل دھک سے رہ گیا کہ آغا جان اب اطمینان سے کھانا کھا رہے تھے۔یعنی ان کا ثمرہ کو گھر کنے کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔مہر ماہ کرسی گھسیٹ کر اٹھی تو ماحول میں ارتعاش سا پیدا ہوا۔

"کہاں......؟کھانا تو کھا لو......"صدیقہ نے جز بز ہو کر بیٹی کو تنبیہی نظروں سے دیکھا مگر لہجہ نرم ہی رکھا۔لیکن لہجے کی نرمی والی پابندی مہر ماہ پر تو نہیں تھی نا......

"کھا لیا امی......ضرورت سے زیادہ ہی پیٹ بھر گیا آج تو......"بہت تلخی اور طنزیہ سے کہتی وہ کھٹ کھٹ کرتی یہ جا، وہ جا۔

"جب پرانی سب باتوں اور رشتہ داریوں پر دھول پڑ چکی ہے تو اب ہمیں یہاں روک کے کون سا نیا سلسلہ شروع کر رہے ہیں آپ لوگ......؟"ڈونگا اٹھا کے اپنی پلیٹ میں سالن نکالتی ثمرہ کا لہجہ بہت تیکھا تھا۔

صدیقہ بھابی کی مانو کرسی پر جیسے کانٹے اگ آئے، یوں پہلو بدلتی تھیں۔کل کی دبی دبائی ثمرہ آج ایک جوان بیٹے کا مان لیے ہوئے سب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بول رہی تھیں۔

"تم جو چاہو گی وہی ہوگا ثمرہ۔مگر تم دونوں کہیں نہیں جاؤ گے۔"اچانک آغا جان بولے تو گویا مبین صاحب کی فیملی کے سر پر

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

چھت ہی آن گری تھی۔

ثمرہ نے بڑی جتاتی ہوئی تیکھی مسکراہٹ صدیقہ بھابی کی طرف اچھالی اور کھانا کھانے لگیں۔

''کیا مطلب ہے آغا جان۔ کیا ہوگا......؟'' صدیقہ بوکھلا کر متوحش سی پوچھنے لگیں۔

''ابھی کھانا کھاؤ سب لوگ خاموشی سے، مرنے والا نہیں ہوں ابھی میں۔ بعد میں بھی بات ہو سکتی ہے اس موضوع پر۔'' آغا جان نے جس طرح جھڑکنے والے انداز میں بات کی اس سے صدیقہ کے دل کو ٹھیس سی لگی۔

کتنی آسانی سے وہ باور کروا دیا کرتے تھے کہ وہ بیٹیوں کی ماں ہیں۔ چچی جان نے آنکھ کے ہلکے سے اشارے سے انہیں چپ رہنے کو کہا تو وہ بدقت خود پر ضبط کرتیں کھانا زہر مار کرنے لگیں۔ شکر بھی ادا کیا مہر ماہ اٹھ کے جا چکی تھی۔ سہیل آفندی کا کرداریوں بھی ہر موقع پر غیر جانب دارانہ ہوتا تھا۔ نہ تین میں نہ تیرہ میں۔ اس کے بعد ثمرہ اطمینان سے کھانا کھاتی رہیں۔ صدیقہ کو انتظار ہی رہا کہ اب وہ دوبارہ اپنی دوبئ واپسی کا مطالبہ دہرائیں گی مگر یہ انتظار، انتظار ہی رہا۔ وہ اندر ہی اندر کھولتی رہیں اور یہ کھولتا لاوا کمرے میں آکر شوہر کے سامنے نکلا۔

''دیکھ لیا...... بڑا شوق تھا آپ کو بھائی بھاوج کو واپس لانے کا۔ کیسی ناگن بن کے لوٹی ہے زہر سے بھری۔'' وہ خود بھی کسی ناگن ہی کی طرح پھنکاری تھیں۔

''اوفوہ۔ کیا ہو گیا صدیقہ......! ایسے ہی برسبیل تذکرہ بات کر دی ثمرہ نے۔ وہ کون سا رشتہ مانگ رہی ہے۔''

مبین صاحب کو آغا جان کے جواب نے اندر سے پریشان تو کر دیا تھا مگر صدیقہ کے سامنے اس بات کا اعتراف کرنے کا مطلب تھا ایک لمبی جنگ اور ان سے جیتنے کی طاقت مبین صاحب میں نہ تھی۔

''وہ گڑے مردے اکھاڑنے آئی ہے یہاں مبین صاحب! جانے دیں اسے دوبئ واپس۔ یہاں رہی تو بہت سی زندگیاں تباہ کرے گی۔'' صدیقہ تلملا کر بولیں۔

''ایک تو تم عورتوں کو بڑی بڑی بیماری ہوتی ہے۔ فوراً ہی انتہا پر اتر آتی ہو۔ مہر ماہ کی منگنی طے ہے اور خود آغا جان نے طے کی ہے، وہ ایسا کچھ نہیں کریں گے جس سے کسی کی دل آزادی ہو۔'' مبین صاحب کو آس تھی۔

''ابھی اور دل آزاری کرنی باقی ہے۔ دیکھا نہیں، کس طرح بولے ہیں میرے ساتھ بچوں کے سامنے۔'' ان کا غصہ کسی طور ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔

اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی تو وہ تھم سی گئیں۔

''آجاؤ......'' اونچی آواز میں کہا اور پھر دروازہ کھول کر مہر ماہ کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر انہوں نے زور سے ہاتھ میں

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

پکڑی سفید چادر جھاڑی اور جل کر شوہر سے بولیں۔

"اب جواب دیجیے گا اس کے سوالوں کا۔ جو فضولیات بکی ہیں آپ کی بھاوج نے۔"

"صدیقہ......" مبین صاحب سختی سے بولے۔ دھیما مگر غصیلا لہجہ۔ وہ "ہنہ" والے انداز میں سر جھٹک کر تکیے کا غلاف ٹھیک کرنے لگیں۔

"یہ کیا مسئلہ کھڑا کر رہی ہیں چچی۔ مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگا یوں سب کے درمیان مجھے ڈسکس کرنا۔" مہر ماہ اندر سے بے چین تھی، ناراضی سے بولی۔

"چودہ سالوں کے بعد بی رانی کو یاد آیا کہ بچپن میں بیٹے کا رشتہ طے ہوا تھا۔ ہنہ......" صدیقہ رہ نہ سکی تھیں۔ تنک کر بولیں۔

"میں آغا جان سے بات کروں گا مہرو۔ تم ٹینشن مت لو۔ وہ ثمرہ کو بھی سمجھائیں گے۔ ابھی یوں بھی وہ صدمے میں ہے۔"

"صدمے سے بہتر تھا وہ عدت میں ہوتی۔ کم از کم منہ پھاڑ کے جیٹھوں کے سامنے تو نہ بولتی پھرتی۔" صدیقہ تلملائیں۔

"ٹینشن کی مریضہ ہے وہ۔ ڈاکٹر نے کیس ہسٹری دیکھی ہے اس کی، دو بار کومے میں جا چکی ہے ماضی میں وہ۔ ابھی بھی اس کا علاج چل رہا ہے۔ عدت میں اسی لیے نہیں بیٹھ سکی۔" مبین صاحب نے انہیں یاد دلایا۔

"ہنہ بہانے سارے۔" انہوں نے متاثر نہ ہونے والے انداز میں سر جھٹکا تھا۔ مہر ماہ بور ہونے لگی۔ کمال ہے اسے کوئی سیریس ہی نہیں لے رہا تھا جس کا مسئلہ تھا۔

"بہرحال آپ اچھی طرح ان کے کھال کھول دیں۔ آئندہ سے میرا نام اپنے اس مغرور اور خود پسند بیٹے کے ساتھ ہرگز نہ لیں......ورنہ میں خود ان کو جواب دے دوں گی ٹیکسٹ ٹائم۔" مہر ماہ نے قطعیت سے کہا۔

وہ ایسی ہی تھی۔ قطعی اور دوٹوک......

"ڈونٹ وری بیٹا جی۔ سب ٹھیک ہو گا۔ وہ تو یونہی تمہاری چچی نے بر سبیل تذکرہ بات کر دی۔ ورنہ ان چودہ سالوں میں انہوں نے کون سا کبھی پلٹ کر دیکھا تھی تھا۔" مبین صاحب نے اسے مطمئن کر دیا۔

وہ اپنے کمرے میں آئی تو ملائکہ یوشع کو سلا چکی تھی۔ ملاحہ سونے کے لئے لیٹ چکی تھی۔

"اف......" مہر ماہ نے کچرا اتار کر بالوں میں دونوں ہاتھ چلا کر اے سی کی کولنگ کو محسوس کیا۔

"کیا ہوا......؟ کچھ بات بنی؟" ملائکہ نے پوچھا۔ وہ بھی شدید حیرت کی زد میں تھی۔ بھلا ایک اتنی اہم بات ان سب سے کیوں چھپائی گئی تھی۔

"بات کچھ تھی ہی نہیں۔ ابو کہہ رہے تھے بات کریں گے آغا جان سے۔ ایسے ہی کچھ لوگوں کو عادت ہوتی ہے سب کی نظروں

http://kitaabghar.com

میں آنے کی۔" وہ کہنی کے بل اس کے بیڈ پر یوشع کے پاس لیٹتے ہوئے اطمینان سے بولی۔ پھر نرمی سے سوئے ہوئے گپلو سے بھانجے کا گال چوما اور ہلکی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

"سیاسی بیان سمجھتی ہیں ناں آپ...... یہ وہی ہے۔"

ملائکہ نے پرسوچ انداز میں نفی میں سر ہلایا۔

"جب تک معاملہ کلیئر نہیں ہو جاتا تب تک اس معاملے کی سنجیدگی سے نظر نہیں چرائی جا سکتی مہرو۔ تمہیں پتا ہے آغا جان نے چچی سے کہا کہ جو وہ چاہیں گی وہیں ہو گا۔"

ملائکہ نے اسے وہ بات بتائی جو ابھی تک اس نے چھپا رکھی تھی۔ مہر ماہ سیدھی ہو بیٹھی۔ بے یقینی سے خود سے چار سال بڑی بہن کو دیکھا۔

"تم اٹھ کے چلی گئی تھیں تب......" ملائکہ نے گہری سانس بھری۔

"آپ دیکھنا آپی......ان چچی کا دماغ تو میں سیٹ کروں گی۔ وہ بھی بہت اچھے سے۔"

مہر ماہ نے دانت پیستے ہوئے ملائکہ سے نہیں خود سے بھی گویا عہد کیا تھا۔

☆......☆......☆

ثمرہ نے چودہ سال پرانا رشتہ یاد کروا کے سائرہ چچی کے بھی گویا کلیجے پر ہاتھ ڈال دیا۔

"دیکھ رہے ہیں صدیقہ بھابی کی قسمت، گھر بیٹھے رشتے پہ رشتہ مل رہا ہے بیٹیوں کو۔" وہ شوہر کے سامنے کلس رہی تھیں۔ سارا دن صدیقہ بھابی کی جی حضوری میں گزارتے کے بعد چچی کو سہیل آفندی ہی غنیمت لگتے جن کو سب کچھ سنا کر وہ دل کا بوجھ ہلکا کر لیا کرتیں۔

"بھئی۔ ان کی بیٹیوں کی قسمت۔" انہوں نے ہمیشہ کی طرح غیر جانب داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے عینک لگائی اور قصص القرآن اٹھا لی۔ چچی جان تلملائیں۔

"آپ ہی کی وجہ سے نا......ورنہ ایک ہی عمر کی تھی تزئین اور مہر ماہ۔ آغا جان نے بھی ان ہی کا سوچا۔"

"تب تو تم نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا تھا کہ اتنی چھوٹی عمر میں اس طرح کا کوئی بچگانہ فیصلہ تمہاری بچیوں کے لئے نہیں کیا آغا جان نے۔" سہیل آفندی نے سادگی سے انہیں یاد دلاتے ہوئے مطلوبہ بابا نکالا اور تکیے سے ٹیک لگا لی۔ چچی جان جز بز ہو کر شوہر کو دیکھنے لگیں۔

"بس......آپ تو ہر بات کا الزام مجھ پہ ڈال دیا کریں۔ کبھی کوئی فیصلہ اپنی عقل مندی سے بھی کر لیا کریں۔" جل کر بولیں۔

"بھئی، یہ فیصلے کرنے اور بچوں کے بارے میں سوچنے کا ڈیپارٹمنٹ تمہارا ہے۔" انہوں نے لاپروائی سے جان چھڑاتے ہوئے اپنی پوری توجہ کتاب کی طرف کر لی تو چچی جان بڑبڑا کر رہ گئیں۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

وقار نے ماں جی کا دوپٹہ اٹھا کر ان کے سر پر رکھا تو انہوں نے جوان جہان بیٹے کو اپنے ناتواں بازوؤں کی گرفت میں لے لیا اور رونے لگیں۔

بیٹا ان ہی کا تھا۔ان کا طریقہ کار کامیاب ہو گیا۔وہ انہیں چھوڑ کے کہیں نہیں جانے والا تھا۔

صدیقہ بھابی نے بڑی حقارت بھری نگاہ اس خوبصورت اور حسین جادوگرنی پر ڈالی اجو اس ''فیملی'' میں واحد پرائی تھی۔

اور زرنگار......اسے لگا اگلا لمحہ اس کی موت ہے ابھی کے ابھی وقار کے منہ سے کچھ نکلے گا اور وہ آر...... یا پار۔

''کیا کرتی ہیں ماں جی۔کیوں گناہ گار کرتی ہیں مجھے۔'' وہ ان کے سر کو چومتے ہوئے بڑی محبت سے کہہ رہا تھا۔

''تو پھر کیوں شادی کی مجھے بتائے بنا...... ماں مر گئی تھی کیا۔''

۔وہ اس کے گرد اپنی جذباتیت بھری محبت کا گھیرا تنگ کر دینا چاہتی تھیں۔وہ شرمندہ ہوا......اسے اپنی غلطی کا اس شدت سے احساس ہوا کہ وہ کھڑے کھڑے اس بے گانی عورت کو طلاق دے کر فارغ کرے اور پھر سے پہلے والا وقار آفندی بن جائے، آفندی ہاؤس کا لاڈلا اور چلبلا وقار آفندی۔جس کے دم سے یہاں کی ساری رونقیں تھیں۔

''اللہ نہ کرے ماں جی......کیسی باتیں کرتی ہیں۔'' وقار آفندی نے انہیں اپنے مضبوط بازوؤں میں بھینچ لیا۔

زرنگار کی سانسیں رکنے لگیں۔قدموں سے جان آہستہ آہستہ ختم ہو رہی تھی۔وقار آفندی اور وہ سب ایک مکمل تصویر تھے......اور وہ......؟؟؟

اس کا فیصلہ ہونے میں پل بھر ہی باقی تھا یا شاید فیصلہ ہو چکا تھا۔صرف سنانا باقی تھی۔

وہ ساکت کھڑی مجسمہ لگتی تھی۔بے چارگی کی تصویر۔

''تو اس عورت سے کہہ۔اپنے گھر چلی جائے۔اسے دیکھ کے میرا دل بہت دکھا ہے۔'' ماں جی نے پیچھے سے زرنگار کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وقار نے نرمی سے انہیں الگ کرتے ہوئے تسلی دی۔

''چلی جائے گی ماں جی......آپ فکر مت کریں۔'' آغا جان ہنکارا بھرتے ہوئے آگے بڑھے۔اندر سے بیوی کے معترف بھی ہوئے، یہ ماؤں کو بھی نا......بڑے طریقے آتے ہیں بچوں کو بہلانے اور ان سے اپنی بات منوانے کے۔

''بہت بڑی غلطی کی ہے تم نے وقار......سر جھکا دیا ہے تم نے میرا۔ نجانے کس کس کو پتا چل چکا ہوگا، وہ تو میرے آگے کسی کو بولنے کی ہمت نہیں، اس لئے جتایا نہیں کسی نے۔'' بڑے دبنگ لب و لہجے میں وہ اسے جتا رہے تھے۔

''جس طرح تم نے اپنا پیسہ اور زمین اس لڑکی کے لئے لٹائے ہیں اس سے اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے مجھے کہ اس کا تعلق کہاں سے ہے۔''

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

زرنگار وہیں کھڑے کھڑے مرنے لگی۔ اسے خود پر حیرت بھی ہوئی، چار دن عزت کی زندگی کیا جی تھی......ایک طوائف کی بیٹی کے دل کو بے عزتی کے چند حروف سے ٹھیس پہنچنے لگی؟؟؟

"جی بابا جان......" وقار آفندی نے گہری سانس اندر کھینچی اور سکستگی سے کہا۔ زرنگار کے حلق میں کانٹے سے اگنے لگے۔ گھر سے وہ کیا کیا وعدے نہیں کر کے لایا تھا۔

(تو اس کی ترجیحات والا پلڑا وزنی نکلا؟)

وقار پلٹ کر زرنگار کے پاس آیا۔

"بہت بڑی غلطی ہوگئی مجھ سے۔" اس نے زرنگار کے حسین مگر سفید پڑتے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے عجیب سے انداز میں کہا تو زرنگار کا دل چاہا دھاڑیں مار کے رونا شروع کر دے۔ مگر دفعتاً اس کا ہاتھ وقار کے مضبوط ہاتھ کی ملائم سی گرفت میں آ گیا۔ زرنگار نے آنسوؤں بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔ وہ آغا جان کی طرف متوجہ تھا۔ بڑے آرام سے بولا۔

"مگر اب تو ہوگئی نا......اب کیا کریں؟"

ماحول ایک دم سے رنگ بدل گیا۔ فاران آفندی نے کب کی رکی سانس بے اختیار خارج کی اور زرنگار پھر سے جی اٹھی۔

"وقار......" آغا جان گرجے، اپنی دھمکی کا اثر ختم ہوتا دیکھ کر ماں جی آگے بڑھیں۔

"وقار پتر......نہ مذاق کر بوڑھے ماں باپ کے ساتھ۔"

"ماں جی......مذاق تو آپ لوگ بنا رہے ہیں۔ میرے فیصلے کا۔ میں اپنی بیوی اور اس گھر کی بہو کو اس گھر میں لایا ہوں تو یقیناً کوئی قول دیا ہوگا اسے اور آپ لوگ کیا سلوک کر رہے ہیں اس کے ساتھ۔"

وہ ناراضی سے کہہ رہا تھا اور اس کا ہاتھ تھامے زرنگار تو جیسے سبک سی ہو کر ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔

"بکواس مت کرو وقار۔ ابھی فارغ کرواسے۔ چلتا کرو اس سے پہلے کہ یہ تمہیں چلتا کر دے۔" آغا جان تنفر اور حقارت سے بولے۔

"بابا جان پلیز۔ بیوی ہے میری۔ آپ اپنی بہو سمجھ کر عزت نہ کریں۔ مگر میں اپنی بیوی کی بے عزتی نہیں کرنے دوں گا کسی کو۔"

وہ اس قدر قطعی انداز میں بولا کہ غم و غصے سے بھرے آغا ذوالفقار آفندی کا ہاتھ اس پر اٹھتے اٹھتے رہ گیا۔ فاران آفندی بہت پھرتی سے ان کے بیچ آئے تھے۔

"آغا جان پلیز......موقع کی نزاکت کو سمجھ کے فیصلہ کریں۔ جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ خوش اسلوبی سے بھی نمٹ سکتا ہے۔ یہ معاملہ۔"

"چاہے خوش اسلوبی سے ہو یا بدتہذیبی سے......مگر اس گھر کو وقار آفندی اس عورت کے ساتھ قبول نہیں ہے، ہمارے ہاتھ

http://kitaabghar.com

وارث خاندانی عورتوں سے پیدا ہوتے ہیں فاران۔" آغا جان گرجے تھے۔

"یہ میری بیوی ہے بابا جان اور وہیں رہے گی جہاں میں رہوں گا۔" وقار کی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی۔

"اس غیر عورت کی خاطر ماں کو چھوڑ دے گا وقار۔" ماں جی رونے لگیں۔ تو وقار نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میں نہیں ماں جی۔ اس غیر عورت کی وجہ سے آج آپ لوگ مجھے چھوڑ دیں گے۔' وہ دکھ سے بولا۔

"اس گھر میں دوبارہ قدم تب رکھنا وقار۔ جب اس 'موذی مرض' سے پیچھا چھڑا لو"

آغا جان نے فیصلے پر گویا مہر ثبت کر دی تھی۔

"آغا جان......اس نے ایک غلط فیصلہ کیا ہے، آپ تو نہ کریں۔" فاران کو پریشانی نے گھیر لیا۔

گھر منٹوں میں بنا تو نہیں کرتے مگر، ٹوٹ ضرور جایا کرتے ہیں اور یہ بات فاران اچھی طرح جانتے تھے۔

"بکواس مت کرو اور جانے دو اسے، اگر اسے شوق ہے اس عورت کے ساتھ رہنے کا۔ دیکھتا ہوں غریبی میں کتنا ساتھ دیتی ہے اس کا۔ جس نے لاکھوں کا بینک اکاؤنٹ اڑا دیا۔ پلاٹ بکوا دیا۔ وہ اس سے بھی بھیک منگوائے گی۔"

آغا جان تو گویا نفرت کا طوفان بنے ہوئے تھے اور ادھر وقار آفندی بھی ان ہی کا خون تھا۔ تپنے پہ آتا تو ان سے بھی دو ہاتھ آگے نکل جاتا۔

اور پھر لاکھ ماں جی نے منتیں ترلے کیے، فاران پیچھے بھاگے مگر وہ زرنگار کا ہاتھ تھامے ہمیشہ کے لئے "آفندی ہاؤس" سے نکل گیا۔ جہاں واپسی کی قیمت زرنگار کی جدائی تھی۔

اور یہ قیمت وقار آفندی کی زندگی کے اکاؤنٹ میں موجود نہیں تھی۔

☆......☆......☆

وہ گھر آ کے اس سے لپٹ کے کتنی ہی دیر روتی رہی، لرزتی کپکپاتی، خوف زدہ۔

"اب بس کرو زری۔ بے وقوفوں کی طرح روئے جا رہی ہو۔" وقار نے تنگ آ کر اسے ڈپٹا تو آنسو پونچھتی زرنگار کی ہنسی نکل گئی۔

"اچھا......عقل مند کسی اور طرح سے روتے ہیں کیا؟" اور روتے میں ہنس دینے کا منظر دھوپ میں اچانک چھاؤں آ جانے کے احساس کا سا تھا۔ وقار آفندی مسحور ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ رونے سے پسیجا ہوا چہرہ......نم سرخ مرطوب ہونٹ اور ہموار دانتوں کی قطار۔

اس نے ہاتھ کھینچ کر زرنگار کو خود سے قریب کیا۔

"اب، کیوں رو رہی ہو؟"

اس نے اب پر زور دیتے ہوئے باری باری اس کی رونے سے تپتی آنکھوں پہ لب رکھے۔

http://kitaabghar.com

''یونہی......خیال آرہا ہے اگر تم مجھے چھوڑ دیتے تو......'' اس کی آواز میں پھر سے نمی اتر آئی، معصومیت سے بولی تو وقار نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔

''ایسی کی تیسی کر کے رکھ دی تم نے وقار آفندی کی۔ تمہیں تو اب تب ہی چھوڑے گا جب اس دنیا کو......''

''ہش......'' اس کی ادھوری بات ہی سے لرز کر زرنگار نے نرم ہتھیلی اس کے ہونٹوں پر جما دی۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دانت پیس کر بولی۔

''آئی ہیٹ یو وقار آفندی......''

''اینڈ آئی ہیٹ یو ٹو زرنگار آفندی۔''

وہ اس کے کان میں گنگنایا تو زرنگار اس کی بانہوں میں سمٹی مسکرا دی۔ انہوں نے محبت کے لئے ''دنیا'' ٹھکرا دی تھی اور اپنی دنیا بسانے جا رہے تھے۔ مگر ٹھکرائے جانے والی دنیا بہت ظالمانہ انداز میں بدلہ لیا کرتی ہے۔

بد نصیبی ان کی تاک میں تھی۔

☆......☆......☆

صدیقہ بھابی کے خدشات بے بنیاد نہیں تھے۔ اگلے روز جب لڑکیاں اپنے تعلیمی مراکز میں جا چکیں تب آغا جان نے صدیقہ بھابی کو اسٹڈی میں بلایا۔

''صاف لفظوں میں کہہ دیجئے گا مبین صاحب۔ مہر ماہ کی شادی طلال سے ہی ہو گی۔ ثمرہ میری بیٹی کا خیال اپنے دل سے نکال دے۔'' راستے میں وہ شوہر کو ''پکا'' کرتی آئی تھیں۔ اسٹڈی میں داخل ہوتے ہی وہ دونوں میاں بیوی ٹھٹکے۔ ثمرہ بھی وہاں پہلے سے موجود تھیں۔

''بیٹھو......'' آغا جان نے کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔ صدیقہ بھابی کے دل کو تو مانو پتنگے لگ گئے تھے۔ ایک کڑی نگاہ ثمرہ پر ڈالتے ہوئے وہ بیٹھی تھیں۔ مگر بڑی غیر آرام دہ کیفیت میں، ان کے برعکس ثمرہ بہت پر سکون تھیں۔ بس ان کی آنکھوں سے ایک عجیب سی بے چینی اور نا سمجھ میں آنے والی کیفیت جھلکتی رہتی تھی۔ جس سے بہت سرد مہری اور بیگانے پن کا تاثر ملتا تھا۔

''میں نے تم دونوں کو اس لئے اکٹھے بلایا ہے کہ باہمی سوچ بچار کے بعد کوئی فیصلہ کیا جا سکے۔'' کھنکارتے ہوئے آغا جان نے بات شروع کی تھی۔

''کیسا فیصلہ آغا جان......؟'' مبین صاحب نے بے ساختہ پوچھا۔ اندر سے بے کلی تو انہیں بھی تھی۔

''بچوں کی شادی کا مبین......'' آغا جان اتنے سکون سے بولے کہ تائی جان کا دل جیسے ڈوب سا گیا۔ فوراً شوہر کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ہوں...... ''دیکھا......''

http://kitaabghar.com

''جی آغا جان...... بس مہر ماہ کی منگنی نمٹ جائے، اس کے بعد باقی بچوں کی بھی بسم اللہ کریں۔'' مبین صاحب کا انداز بہت محتاط ساتھا۔ تائی جان کو شوہر کی پہلے سے پیش بندی کرنے والی بات پسند آئی۔

''ہوں......'' آغا جان کھنکھارے۔

''لیکن میں چاہ رہا تھا صدیقہ اور مبین۔ کہ اب ثمرہ آگئی ہے۔ تم تینوں مل کر بچوں کے مستقبل کا فیصلہ کرو۔'' آغا جان سنجیدہ تھے۔

''آغا جان آپ کا حکم سر آنکھوں پر...... لیکن مہر ماہ کی بات تو طے ہو چکی ہے۔ صرف منگنی کی تاریخ باقی ہے۔'' مبین صاحب ادب سے بولے۔

''غیروں کی خاطر اپنوں کے دل نہیں توڑا کرتے مبین۔'' آغا جان نے یوں کہا جیسے کوئی بہت عام سی بات ہو۔

صدیقہ نے ثمرہ کو کچا چبانے والے انداز میں گھورا۔ وہ مستقل ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لئے بیٹھی اپنے ہاتھوں میں تھامی خوبصورت سی کی چین سے کھیل رہی تھیں جیسے اس ماحول میں صرف مزا لینے کی خاطر بیٹھی ہوئی ہوں۔

''مگر ہم بچوں کا بھی دل نہیں توڑ سکتے آغا جان...... آپ موحد کے لئے کہہ رہے ہیں تو تزئین سے بھی اس کا رشتہ طے کیا جا سکتا ہے۔''

صدیقہ نے پہلو بدلتے ہوئے بظاہر ادب سے کہا ورنہ اندر سے ان کا دل تو چاہ رہا تھا کہ خوب ٹکا کے جواب دیں۔ وہ بھی ڈائریکٹ ثمرہ کو۔ مگر یہ آغا جان کا رعب و دبدبہ ہی تھا جو ان جیسی منہ پھٹ عورت کو بھی زبان بندی پر مجبور کر دیتا تھا۔

''ہوں......'' چند لمحے چپ رہنے کے بعد آغا جان نے ہنکارا بھرا اور ثمرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

''تم کیا کہتی ہو ثمرہ......؟''

اور ثمرہ نے یوں چونکنے کی اداکاری کی جیسے انہیں علم ہی نہ ہو کہ وہاں کیا باتیں ہو رہی ہیں۔

''ج...... مجھ سے کچھ کہا آپ نے......؟''

صدیقہ اندر ہی اندر تلملا کر رہ گئیں۔

''گھر میں اور بھی بچیاں ہیں ثمرہ! اگر تم کوئی فیصلہ کر لو تو مہر ماہ کی منگنی والے روز موحد کی منگنی بھی رکھ لیں گے۔''

آغا جان کی نرمی ثمرہ کے لئے بے مثال تھی۔ ان کی بات سن کر ثمرہ نے عجیب سی مسکراہٹ تائی جان کی طرف اچھالی اور ان ہی نگاہیں جمائے ہوئے مخاطب آغا جان سے ہوئیں۔

''ابھی تو میں کچھ نہیں کہہ سکتی آغا جان! یہ فیصلہ موحد خود کرے گا اور پھر آپ خوامخواہ کسی کو ہمارے لیے باؤنڈ نہ کریں۔ موحد اس گھر کا واحد جانشین ہے۔ آپ کا وارث ہے۔ اسے بھلا رشتوں کی کیا کمی ہوگی۔ جہاں وہ چاہے گا وہیں کر دیں گے۔''

تائی جان کی کرسی پر تو جیسے کیلیں اگ آئیں۔ چہرے سے آگ کی لپیٹیں نکلیں۔

http://kitaabghar.com

کتنے آرام سے وہ بیٹے کی ماں ہونے کا تفاخر جتارہی تھی۔ آغا جان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”یہ تو ٹھیک کہا تم نے...... میرا پوتا...... میرا وارث......“ وہ بھی تفاخر سے بولے تو تائی جان جھنجلا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

”میں پھر کل فون کر کے طلال کی ماما سے منگنی کی تاریخ طے کرلوں گی آغا جان۔ کیونکہ اس کے بعد ان کی فیملی میں ایک دو شادی کے فنکشنز آرہے ہیں۔ پھر مزید لیٹ ہوگی منگنی۔“

انہوں نے اکھڑے اکھڑے انداز میں پتا نہیں اجازت مانگی یا انہیں مطلع کیا۔ بہرحال آغا جان نے محض اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ وہ دونوں میاں بیوی خاموشی سے باہر نکل گئے۔

گہری سانس بھرتی ثمرہ بھی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ پھر گویا تاسف سے سر ہلاتے ہوئے بولیں۔

”بھابی کا موڈ کبھی بھی ٹھیک نہیں ہوسکتا۔ اب اللہ کی مرضی کہ اس نے آپ کو بیٹا نہیں دیا۔ مگر حد ہوتی ہے جیلسی کی بھی، صبح ہی موحد کا صدقہ دوں گی۔“

”میں خود کالا بکرا منگواؤں ثمرہ...... تم بے فکر رہو۔“ آغا جان نے انہیں تسلی دی، ان کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ بھی ان کی بات سے متفق ہیں۔

وہ ان سے جانے کی اجازت لے کر باہر جاتے جاتے مڑیں۔

”میں سوچ رہی تھی کہ موحد اب فیکٹری جایا کرے۔ فاران کا آفس تو تھا نا وہاں......“

وہ بڑے جتانے والے انداز میں پوچھ رہی تھیں۔

آغا جان کے سینے میں ٹیس سی اٹھی۔ انہوں نے آہستہ سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ثمرہ کے دل کی کیفیت بدلی تو وہ فوراً باہر نکل گئیں۔

”ہنہ...... یہ انوکھا پیار ہے۔ چودہ سال کا بن باس دے دیا بیٹے کو اور اس کا آفس ختم نہیں کیا۔“

☆......☆......☆

ثمرہ کے والدین چند سال ہوئے وفات پا چکے تھے۔ ان کا ایک ہی بھائی، جو شارجہ میں ہی مقیم تھا۔ ثمرہ کی بہت بڑی سپورٹ تھا۔

”گڑیا آگئی ہے پاکستان اور ابھی تک مجھ سے ملنے نہیں آئی۔“ انہوں نے شکوہ کیا تو روحیل ہنس دیے۔

”اس کے اپنے ہی مسئلے مسائل بڑے تھے۔ ہاسٹل میں رہنے کی ضد کر رہی تھی۔ بس اسی ایڈجسٹمنٹ میں بزی تھی۔“

”تو میرے پاس آ کے رہتی۔ پھپھو کا گھر ہے اس کی......“ ثمرہ نے خفگی سے کہا۔ موحد کمرے میں داخل ہوا تو انہوں نے اسے ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کو کہا۔

http://kitaabghar.com

"وہ تو ٹھیک ہے ثمرہ۔ مگر تمہارے اپنے مسائل ہیں، ابھی تم خود تو ٹھیک سے ایڈجسٹ ہو جاؤ۔ پھر اسے کہوں گا تمہارے پاس آ جائے گی۔ موحد سے تو ویسے بھی بہت دوستی ہے اس کی۔" وہ بشاشت سے کہہ رہے تھے۔ ثمرہ نے ادھر ادھر کی چند ایک باتوں کے بعد فون بند کر دیا۔

موحد بے چینی سے ان کی گفتگو ختم ہونے کے انتظار میں تھا، چھوٹتے ہی پوچھنے لگا۔

"یہ کیا شوشا چھوڑا ہے آپ نے ماما! وہ منہ پھٹ لڑکی اور موحد آفندی؟" اس نے بے یقینی سے اپنے سینے پر انگوٹھا رکھا تھا۔

"میں تو یونہی ان لوگوں کے مکر و فریب یاد دلا رہی تھی ان لوگوں کو۔ ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں تمہیں اس بیگار میں پھنسانے کا۔" ثمرہ نے اس کے بالوں کو پیار سے سنوارتے ہوئے توجیہہ پیش کی۔

"مہر ماہ سے رشتہ جوڑنے کا مطلب ہے صدیقہ بھابی سے پھر سے رشتہ جوڑنا جو کہ میں بالکل بھی نہیں چاہتی۔"

"آپ نے اس روز کی تقریر نہیں سنی محترمہ مہر ماہ آفندی کی کہ اس دنیا کا آخری بندہ بھی ہوا موحد آفندی تو اسے قبول نہیں ہوگا۔" موحد کو یاد آیا۔

ثمرہ کے چہرے پر تکلیف کے آثار ابھرے۔

وہ صدیقہ بھابی کی بیٹی ہے۔ ان ہی کی طرح دلوں کو توڑنے اور زبان سے خنجر چلانے میں ماہر ہوگی نا۔"

"پھر آپ نے آئندہ کے بارے میں کیا سوچا ہے؟ میرا مستقبل کیا ہوگا۔ اتنی اچھی جاب چھوڑ کے آیا ہوں میں۔" موحد نے سر جھٹکا۔ دو دفعہ مہر ماہ آفندی سے منہ ماری ہو چکی تھی اور دونوں بار اسی نے اپنی زبان کے جوہر دکھائے تھے۔

ثمرہ کے لبوں پر طمانیت بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کل سے فیکٹری جاؤ گے تم۔ تایا جان اور چچا جان کے ساتھ اور فاران کے آفس میں بیٹھو گے۔"

موحد کے چہرے پر پھیکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"بعض اوقات ایک لمبے عرصے تک زندگی انسان سے خراج وصول کرتی ہے اور جب صلہ ملنے کی باری آتی ہے تب بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔" اس کی بات سن کر ثمرہ زور دے کر بولیں۔

"اب یہ خراج تم وصول کرو گے موحد! اور صلہ بھی تم ہی نے لینا ہے۔ وہ سب جو ہمارا ہے اور ان لوگوں کے پاس ہے۔"

موحد نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔ ثمرہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس گھر میں سب سے اہم حیثیت تمہاری ہے۔ آغا جان کی نسل کے امین اور اس جائیداد کے وارث ہو تم اور تم یہاں اسی احساس کے ساتھ رہو موحد۔ کسی سے ڈرنے یا جھکنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔"

http://kitaabghar.com

موحد نے سینے پہ ہاتھ رکھ کے شرارت سے سر جھکایا تو وہ بھی ہنس دیں۔

☆......☆......☆

وہ مبین صاحب کے ساتھ فیکٹری پہنچا۔ لیدر گارمنٹس کی یہ شہر کی سب سے بڑی فیکٹری تھی۔

"اب تو کئی برسوں سے ہم بیرون ممالک مال ایکسپورٹ کر رہے ہیں۔" انہوں نے موحد کو فیکٹری کے معائنے کے دوران بتایا۔ تمام اسٹاف اور ورکرز سے موحد کا تعارف کرایا گیا۔ پھر وہ اسے لئے، اس کے لئے مختص آفس کی طرف بڑھے۔

"یہ آفس وقار کا تھا۔" دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ موحد کو بتایا تو وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگا تو وہ مزید بولے۔

"جب وقار یہاں سے گیا تب فاران اس کے آفس میں آ گیا۔ وہ بہت مس کرتا تھا وقار کو۔"

انہوں نے دروازہ دھکیلا اور اسے ساتھ اندر لے آئے۔ شاندار وال پینٹنگز، عمدہ فرنیچر اور دبیز کارپٹ۔

"اس کے بعد جب فاران بھی چلا گیا تو بھی یہ آفس بند نہیں کیا گیا، روزانہ اس کی صفائی ہوتی ہے اور دو چار سال بعد فرنیچر تبدیل ہوتا ہے۔" وہ مسلسل اسے بتا رہے تھے۔

موحد کچھ عجیب تکلیف دہ اور بے چین سے احساسات کے زیر اثر ہر چیز کو دیکھ رہا تھا۔ تایا جان نجانے کیا کیا تفصیلات بتا رہے تھے۔

"میں مکرم کو بھیجتا ہوں ادھر تمہارے ساتھ۔ وہ تمہیں چیدہ چیدہ معاملات سمجھا دے گا۔ باقی اب روزانہ آؤ گے تو دلچسپی بھی پیدا ہو گی اور سمجھ میں بھی آ جائے گا۔" وہ مسکرا کر بولے پھر اس کا شانہ تھپک کر اسے وسیع میز کے پار رکھی ریوالونگ چیئر کی طرف اشارہ کیا۔

وہ جیسے کسی خواب کی سی کیفیت میں چلتا اس کرسی تک آیا۔

"بس یہ کرسی کبھی نہیں بدلی گئی اور یہ میز...... یہ وقار کی پسندیدہ چیزیں تھیں......اور فاران نے اسے گفٹ کی تھیں۔" وہ میز کی سطح پر دونوں ہتھیلیاں جمائے کھڑے تھے۔ موحد اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

مبین صاحب کی آنکھوں میں خفیف سی نمی اتر آئی۔

"آج اس کرسی کو اس کا صحیح حق دار مل گیا ہے۔" مگر وہ ان کی طرف متوجہ نہ تھا۔ وہ میز پر پڑی فاران اور وقار آفندی کی فریم شدہ تصویر اٹھا کے دیکھ رہا تھا۔

اور آج بڑے عرصے کے بعد وہ شدید جذباتیت کا شکار ہونے لگا تھا۔ وہ تو صد شکر تایا جان اسے مستقبل کی دعاؤں سے نوازتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔ ورنہ شاید اس کے تاثرات سے وہ آنے والے وقت کا تھوڑا سا اندازہ لگا ہی لیتے۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

اس نے کرسی گھسیٹی، دھپ سے اپنا بیگ ٹیبل پر پھینکا اور کرسی میں دھنس گئی۔

سن گلاسز اور کی چین ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے سومیہ کو گھور کر دیکھا۔

"اسے کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔" وہ تبصرہ کرتے ہوئے اپنی کرسی پر بیٹھا تھا۔ سومیہ نے کھا جانے والے انداز میں اسے دیکھا۔

"شرم آنی چاہئے تمہیں نمیر آفندی۔ کسی خوبصورت لڑکی سے منتیں کروا کروا کے لنچ کے لئے راضی ہو جانا کوئی کارنامہ ہرگز نہیں ہے۔"

"خوبصورت......" اپنی آنکھوں کو خفیف سی جنبش دے کر اس نے ریسٹورنٹ میں ادھر ادھر گویا کسی خوبصورت لڑکی کو ڈھونڈا۔

"اف......" سومیہ کا جی چاہا اسے کچا چبا جائے۔

"تمہیں میں نظر آ رہی؟"

"آ رہی ہو......مگر تم نے تو۔ "خوبصورت" کہا نا۔" وہ سادگی سے بولا سومیہ نے ٹیبل پر پڑا کانٹا اٹھا کر اس پر تان لیا۔

"واجب القتل ہوتے ہیں ایسے بندے جو لڑکیوں کا دل توڑتے ہیں۔"

"اوکے۔ اوکے......" نمیر نے ہنستے ہوئے دونوں ہاتھ ہار ماننے والے انداز میں اٹھا دیئے۔

"تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔ خوب صورت لڑکی۔" سومیہ کے دلکش نقوش میں سرخی دوڑ گئی۔ مصنوعی غصے سے اسے گھور کر بولی۔

"ہاں۔ خود سے تو کبھی نہیں مانو گے۔"

"آرڈر کرو لنچ کا۔ پھر مجھے ایک میٹنگ میں بھی جانا ہے۔" نمیر نے جلدی مچاء۔ ویٹر کو اشارے سے بلایا تو سومیہ جلدی سے مینو کارڈ اٹھا کر ڈشز دیکھنے لگی۔

"اب بتاؤ جلدی سے۔ زندگی کیسی گزر رہی ہے؟"

کہنی میز کی سطح پر ٹکائے ہتھیلی پر چہرہ جماتے ہوئے وہ چہکتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"زندگی کا تو کام ہی ہے گزرنا، سو گزر رہی ہے۔"

کرسی سے ٹیک لگا کر ٹانگیں پھیلاتے ہوئے آرام دہ حالت میں نیم دراز......وہ ایسا ہی تھا۔ اوپر سے ٹھنڈا میٹھا چشمہ دکھائی دیتا اور اندر سے کھولتا ہوا لاوا۔

ہر اک دن اداس دن، تمام شب اداسیاں
کسی سے کیا بچھڑ گئے کہ جیسے کچھ بچا نہیں

وہ افسردہ سے انداز میں کہہ کر چپ ہو گیا تو سومیہ کو خلجان ہونے لگا۔

"خدا کے لئے نمیر۔ یہ اتنے ڈراؤنے ڈراؤنے شعر مت سنایا کرو مجھے۔ زندگی بہت حسین ہے۔ اسے اس کی خوب صورتی کے

http://kitaabghar.com

ساتھ محسوس کرو۔'' سومیہ یوں بولی جیسے محض ہاتھ جوڑنے کی کسر رہ گئی ہو۔اس میں بچپنا تھا۔کیونکہ اس نے زندگی کے تلخ حقائق کو ابھی تک نہیں چکھا تھا۔

''جن کو زندگی نے ہمیشہ ٹھوکروں پر رکھا ہو،انہیں یہ زندگی کیسے خوب صورت لگے سومیہ ڈیر۔'' گہری سانس بھرتے ہوئے گویا اندر کی کثافت کو کم کیا۔

''اگر بندے کی نظر ٹھیک ہو اور وہ اپنے آس پاس خوب صورت چیزوں کو آبزرو کرے تو زندگی واقعی حسین لگنے لگتی ہے۔'' سومیہ نے جتانے والے انداز میں کہا تو نمیر نے ادھر ادھر تانک جھانک کر کے کارنر والی ٹیبل پر بیٹھی ایک آنٹی نما میک اپ زدہ عورت دریافت کر ہی لی۔

''واقعی...... وہ دیکھو ذرا۔کافی خوب صورت ہیں آنٹی۔انہیں دیکھ کے تو واقعی زندگی حسین لگتی ہے۔''

''ہاں......'' سومیہ نے مایوس ہو کر کرسی سے پشت ٹکائی اور بازو سینے پر لپیٹ کر حسرت سے بولی۔

''کاش۔تمہاری نزدیک کی نظر بھی اتنی ہی اچھی ہوتی۔'' ویٹر کھانا سرو کرنے لگا تھا۔

''یہ تمہارے روز روز کے آرڈر نہیں مانا کروں گا میں۔ آج ملاقات ہو گئی اینڈ دیٹس آل۔ مجھے ڈسٹرب مت کیا کرو۔''

کھانے کے دوران وہ قطعی انداز میں اسے سمجھا رہا تھا۔سومیہ نے چکن کے پیس میں کانٹا پھنساتے ہوئے دانت نکوسے۔

''اف۔یعنی میں تمہیں ''ڈسٹرب'' کرنے لگی ہوں؟'' بڑے انداز سے پلکیں بھی جھپکائیں۔ہونٹوں کا پاؤچ بھی بنایا۔نمیر ضبط کرتے ہوئے بھی ہنس دیا۔

''بالکل ڈک (بطخ) لگ رہی ہو۔ڈفر۔'' وہ برا سا منہ بنا کر کھانا کھانے لگی پھر اسے جتایا۔

''میں تمہیں کبھی بھی ڈسٹرب کر سکتی ہوں نمیر آفندی۔کیونکہ ہم دونوں بہت اچھے دوست ہیں۔''

''بالکل۔لیکن میرے راستے اور منزل الگ ہے سومی۔یہ بات مجھ سے ملتے ہوئے یاد رکھا کرو۔'' نمیر نے فی الفور جواب دیا۔ بلکہ وارننگ۔

وہ مارے دکھ کے ہاتھ روکے اسے دیکھنے لگی۔

''کتنے بدتمیز لگتے ہو اس طرح میرا دل توڑتے ہوئے۔'' افسوس سے کہہ کر وہ پھر سے کھانا کھانے لگی۔اسے بھوک بہت لگتی تھی۔اب دکھ کی باتیں اپنی جگہ اور کھانا اپنی جگہ۔

''میرے دل پہ قفل پڑا ہے سومیہ۔جس پر سارے اسم بے کار ہیں تم اپنی توانائیاں غلط جگہ پر ضائع مت کرو۔'' وہ سنجیدہ تھا۔ بے حد سنجیدہ۔

''تو کیوں گھٹ رہے ہو اندر ہی اندر۔جاؤ اور اپنے دادا کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور بتاؤ کہ تم بھی ان کے وارث ہو۔نمیر آفندی

http://kitaabghar.com

سن آف وقار آفندی۔ مجھے ایک سائیڈ پہ رہنے دو میرے جذبوں سمیت۔ جب ان سے نمٹ کے آجاؤ گے تو میں تمہیں محوِ انتظار ملوں گی۔“

وہ ایسی ہی تھی۔ ہر بات کو اتنا ہلکا لیتی تھی کہ مخالف بھی اس کی طمانیت کی داد دیے بنا نہیں رہتا تھا۔ لحہ بھر کو نمیر بھی چپ رہ گیا۔ پھر نگاہ میں خفگی بھر کے اسے دیکھنے لگا۔

چند لمحے وہ یونہی مگن سی کھانا کھاتی رہی پھر چونکنے کی اداکاری کرتے ہوئے نمیر کو دیکھا۔

”ارے۔ تم بھی نا۔ مانا کہ آج میں کچھ زیادہ ہی پیاری لگ رہی ہوں مگر کھانا تو کھالو۔ مجھے بعد میں دیکھ لینا۔“

”بہت ڈھیٹ ہو تم سومی......“ وہ تھک کر کھانا کھانے لگا۔

کسی سے کوئی ناتا ہم بھی جوڑا نہیں کرتے
ملا لیں ہاتھ تو پھر عمر بھر چھوڑا نہیں کرتے
ہمیں معلوم ہے کہ جیت بالآخر ہماری ہے
سو ہم وقتی شکستوں پہ دل تھوڑا نہیں کرتے

وہ بڑے انداز سے بولی تھی۔ نمیر آفندی اس کی حالت پر جیسے تاسف سے سر ہلا کر رہ گیا۔

☆......☆......☆

ایف اے کر کے فیکٹری سنبھالنے والا وقار آفندی جب نوکری کی تلاش میں نکلا تو صحیح معنوں میں چکرا گیا۔ نہ ہاتھ میں کوئی ہنر نہ کوئی شاندار ڈگریاں۔ نوکری ملتی بھی کس بنیاد پر۔ فیکٹری میں تو آغا جان نے داخلہ بند کر دیا تھا۔

”فکر مت کرو وقار۔ میں خرچا بھیجا کروں گا۔“ فاران کا اس سے مسلسل رابطہ تھا۔

”اپنے پاس ہی رکھیں وہ اپنی کمائی......ایک دھیلے کا بھی روادار نہیں ہوں۔ میں۔“ ہٹیلا اور ضدی تو وہ بھی بہت تھا۔ زرنگار نے سمجھایا۔

”تمہارا حق ہے وقار۔“

”آفندی ہاؤس کی کسی بھی چیز پر میرا کوئی حق نہیں رہا زری۔ وہاں سے نکالا گیا ہوں میں خالی ہاتھ۔ کسی نے زبانی کلامی دعا تک دے کر نہیں بھیجا۔“ اس کی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی۔

”زندگی بہت مشکل ہو جائے گی وقار......“ وہ کچھ کہنے لگی تھی کہ وقار نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔

”پیسے کے بغیر......؟ اور میرے ساتھ؟“ بڑے سلگتے ہوئے انداز میں پوچھا تو وہ نرمی سے مسکرا دی۔

”تمہارے لئے ہی کہہ رہی ہوں وقار۔ میری تو زندگی ہی تم بن گئے ہو۔ میں تو اس طوفان میں اپنی ساری کشتیاں جلا کے اتری ہوں۔ واپسی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“

http://kitaabghar.com

"بس......تم اپنی ہی پیاری پیاری باتوں سے میرا حوصلہ بڑھاتی رہو۔ پھر دیکھنا، سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

مگر زرنگار نے اس سے زیادہ زندگی کی تلخیوں کو چکھا تھا۔ زندگی کی ہر ٹھوکر ایک سبق سکھایا کرتی ہے اور زرنگار کے پاس تو ان اسباق کی ایک پوری کتاب تھی۔

مگر فی الوقت وہ وقار آفندی کی آنکھوں میں اترے خوابوں کو برباد نہیں کرنا چاہتی تھی۔ سو اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور اگلے کئی دن محض بھاگم دوڑ تھی اور نوکری کی تلاش......ناکامی......فقط ناکامی۔

☆......☆......☆

بازار میں زرگل بائی نے بیٹی کو دیکھ لیا تو آب دیدہ سی گلے لگ گئی۔ بیٹی کا حلیہ ہی اس کے حالات کی داستان سنا رہا تھا۔ واپسی پر اس کے ساتھ ہی آ گئی۔ زرگل بائی۔

طوائف مردوں کے لیے طوائف ہوتی ہے......اپنی اولاد کے لیے وہ ایک ماں ہوتی ہے۔ زرگل بائی نے چاہے زرنگار کو بھی کمائی کا ذریعہ یہ سمجھا ہو مگر اس کے لیے وہ فقط ایک ماں کی صورت تھی۔ طوائفیں اپنی بیٹیوں کو بھی طوائف ہی بنایا کرتی ہیں۔ ان کے پاس اور کوئی "آپشن" نہیں ہوتا۔

"گھر تو اچھا ہے......کماتا نہیں ہے کیا؟ پہلے تو بڑی دولت لٹائی اس نے تیرے اوپر۔" وہ پورے فلیٹ کا جائزہ لیتے ہوئے تنقیدی انداز میں کہہ رہی تھی۔

"اللہ کا شکر ہے اماں! بس نوکری مل جائے تو جو مسئلے ہیں وہ بھی حل ہو جائیں گے۔" وہ جوس کا گلاس ماں کو تھماتے ہوئے بولی۔

"بڑی بے وقوف نکلی تو زری۔ لاکھوں کا وجود مٹی میں رول دیا تو نے۔ "اس" کی خاطر۔"

زرگل بائی نے تاسف اور تحقیر بھرے انداز میں سونے کی انگوٹھیوں بھرے ہاتھ سے فلیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ زرنگار کو ماں کی بات پر غصہ نہیں آیا۔

"عزت کی خاطر اماں۔ سودا برا میں نے بھی نہیں کیا۔" وہ مسکرائی تو چہرے پر ذرہ بھر بھی ندامت نہ تھی۔

"ہنہ......عزت کو کتنے دن چاٹے گی بیٹھ کر زری۔ اپنے میاں سے بات کر۔ کون سا دھندا کرتی تھی تو......گانا گا کے تو شریف گھرانوں کی لڑکیاں بھی کماتی ہیں۔"

"مگر طوائف کے گھر یہ سب "دھندا" کہلاتا ہے اماں۔" وہ آزردہ ہوئی۔

"اپنے شوہر سے کہہ۔ اگر مان جائے تو میں کام دلوا دوں گی تجھے۔ ٹی وی کا ایک ڈائریکٹر واقف ہے میرا۔"

شیطان کا ایک روپ نہیں ہوا کرتا۔ آج وہ زرگل بائی بن کے آیا تھا۔

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

زرنگار ہنسنے لگی۔

"جوس پیو اماں! ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

زرگل بائی برا مان گئی۔

"دل کٹ رہا ہے میرا تجھے ان برے حالوں میں دیکھ کر۔ فلیٹ بھی یقیناً کرائے کا ہوگا۔ کل کو فاقوں پہ نوبت آجائے گی۔"

"اماں۔ تم تو ایسے ہی جذباتی ہو رہی ہو۔ میں بہت خوش ہوں وقار کے ساتھ۔ عزت کے ساتھ محبت ملے تو لڑکی پھول کی طرح کھل اٹھتی ہے۔" زرنگار نے اسے یقین دلایا۔

"ہنہ......کل تو اسی عزت کی چٹنی کے ساتھ روٹی لگا کے کھانا۔" وہ سر جھٹکتے ہوئے جوس کے گھونٹ بھرنے لگی۔

دل ہی دل میں طے کر لیا تھا کہ وقار آفندی سے بھی باز پرس ضرور کرنی ہے۔ بھئی خرید لیا تو کیا ہوا۔ اچھے حالوں میں تو رکھے زرگل بائی کی بیٹی کو۔

"مائیں اپنی اولاد کو بددعائیں نہیں دیا کرتیں اماں! دعا کرو میرے لیے۔ اپنے داماد کے لیے۔" زرنگار نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"میں نے تو سمجھایا تھا زری! عیش کر رہی تھی کوٹھے پر...... یہ عشق و عاشقی طوائفوں کو راس نہیں آتی۔" وہ ابھی بھی متاسف تھی۔

زرنگار نے اسے ٹوکا۔ "میں طوائف نہیں تھی ماں! بس ایک طوائف کے گھر پیدا ہونا میرا گناہ بن گیا۔"

"تو میں نے بھی تیری لاج رکھی۔ کبھی کام دھندے کا نہیں کہا تجھے۔ پتا ہے لوگ...... کتنا دیتے تھے تیرا؟ مگر میں نے کہہ دیا۔ بچی صرف آواز بیچے گی اور بس......"

زرگل بائی اپنا احسان جتا رہی تھی۔ زرنگار نے گہری سانس بھری۔ وہ دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی کہ وقار کے آنے سے پہلے ہی ماں چلی جائے۔

مگر ہر دعا کی قسمت میں قبولیت نہیں لکھی ہوتی۔

تھکا ماندہ وقار اسی وقت گھر آیا تو زرگل بائی کو وہاں پا کر اسے جھٹکا سا لگا۔ فی الفور زرنگار کو دیکھا۔

"وہ......" وہ بھی گڑبڑا گئی۔

"اماں آج بازار میں مل گئی تھیں تو...... گھر دیکھنے چلی آئیں۔"

"ہوں...... دیکھ لیا گھر......؟" گھر آئے مہمان کو اب کیا کہتا...... پھر دلنواز بیوی کی ماں۔

"ہاں دیکھ لیا......" زرگل بائی گلاس رکھتے اٹھ کھڑی ہوئی اور وقار کے بالمقابل آکر چبھتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"پھٹا پرانا حال اپنی نازوں پلی بیٹی کا...... اس سے اچھے حالوں میں تو یہ طوائف کے کوٹھے پر تھی وقار آفندی! تم تو ایک طوائف

http://kitaabghar.com

جتنا بھی نہیں کما سکے۔"

"اف......" زرنگار کا دماغ چکرا سا گیا۔ادھر وقار آفندی ایک دم سے غیض وغضب کی لپیٹ میں آیا تھا۔

☆......☆......☆

مہرماہ سب سے پہلے آ کر گاڑی میں بیٹھی اور فائل کھول کر نوٹس چیک کرنے لگی۔باقی تینوں بھی بس آنے ہی لگی تھیں۔ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا تو مہرماہ نے بے دھیانی میں ڈرائیور کو دیکھا اور پھر اپنے نوٹس دیکھنے لگی مگر پھر ایک جھٹکا کھا کر اس نے دوبارہ سر اٹھا کر دیکھا۔

ڈرائیونگ سیٹ پر موحد آفندی پورے کروفر کے ساتھ براجمان تھا۔

"ایکسکیوزمی مسٹر۔اس گاڑی میں ہم جاتے ہیں۔" تیوری چڑھائے ہوئے اطلاع دی۔

"نہیں مرضی تو نہ جاؤ۔پتا تو ہوگا تمہیں، یہ بابا جان کی گاڑی ہوا کرتی تھی۔آج سے یہ میں استعمال کیا کروں گا۔"

موحد آفندی نے بے حد اطمینان سے کہتے ہوئے اس کا دماغ گھما دیا تھا۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

رنگارنگ کہانیوں سے سجا، خوبصورت اور دلکش

سوہنی ڈائجسٹ

SohniDigest.com

اگر آپ بھی لکھ رہے ہیں اور اُردو قارئین کی تلاش میں ہیں تو اپنی کہانیاں Inpage میں کمپوز (ٹائپ) کر کے پورے اعتماد کے ساتھ سوہنی ڈائجسٹ میں بھیجیے۔نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

ابھی sohnidigest@gmail.com پر ای میل کریں۔

http://kitaabghar.com

موحد کی بات سن کر مہر ماہ کا دماغ گھوم گیا۔

بدتمیز اور اکھڑ تو وہ پہلے بھی لگا تھا۔مگر اب تو اس نے حد ہی کر دی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ گاڑی واقعی کسی دور میں فاران صاحب کے زیر استعمال رہی تھی۔مگر اسے اس قدر بہترین کنڈیشن میں رکھا گیا تھا کہ چودہ سال پرانی لگتی ہی نہ تھی۔اب جب سے لڑکیوں نے کالج یونیورسٹی جانا شروع کیا تب سے یہ گاڑی گویا اسی کام کے لئے مختص ہو گئی تھی۔

مگر اب یہ نیا دعوے دار......؟

اس کے چہرے سے تپش کی لہریں لپٹیں۔سن گلاسز آنکھوں پہ لگائے اسٹیرنگ کو انگلیوں سے بجاتا وہ جیسے اپنی بات کی سنگینی سے واقف ہی نہ تھا۔

"تم۔۔۔تم یہاں قبضہ کرنے آئے ہو یا کوئی پرانا بدلہ لینے۔۔۔؟"

غصے کی شدید لہر نے مہر ماہ کو ساری اخلاقیات بھولنے پر مجبور کر دیا تھا۔پھر فوراً ہی اپنی چیزیں سمیٹتی گاڑی کا دروازہ کھول کر نیچے اتری اور زوردار طریقے سے دروازہ بند کیا۔

"بی ہیو یور سیلف۔۔۔" وہ ناگواری سے اونچی آواز میں بولا۔"پرانے بدلے ہی رہنے دو۔نئے کھاتے مت کھولو۔ورنہ پچھتاؤ گی۔"

"ہنہ۔۔۔" وہ تنفر سے اسے دیکھتی پاؤں پٹختی اندر کی طرف بڑھی۔

"کیا ہوا چھٹی ہے آج۔۔۔؟" تزئین نے اس کے پاس سے گزرتے ہوئے رک کر حیرت سے استفسار کیا۔فرزین اور ملاحہ باتیں کرتی نکل گئی تھیں۔مہر ماہ لمحہ بھر کو رکی۔

"وہاں گاڑی میں گاڑی کا اصل حق دار بیٹھا ہے۔" اس کے انداز میں برہمی تھی۔تزئین محظوظ ہو کر مسکرائی۔

"اوہو۔۔۔موحد آفندی۔۔۔؟" اس نے فوراً ہی بوجھ لیا تھا۔

"ہنہ۔۔۔بے چارے نے اپنی زندگی میں اتنی لگژریز (آسائشیں) دیکھی جو نہیں۔آتے ہی قبضے کی فکریں لگ گئیں۔"

اونچی آواز میں پلٹ کر کہا۔جس کو سنانا مقصود تھا،اس نے چہرہ موڑ کر دیکھا مگر سن گلاسز نے آنکھوں کے تاثرات مخفی رکھے۔

"کم آن مہرو۔۔۔" تزئین نے آواز ہلکی رکھی تھی۔"آجاؤ مزہ رہے گا۔ہم بھی تو دیکھیں،موحد فاران آفندی چیز کیا ہے؟" اس کے لہجے میں دبا دبا جوش تھا۔مہر ماہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"تم جاؤ۔مگر مجھے ایسے کام کرنے کا کوئی شوق نہیں،جس میں عزت نفس مجروح ہوتی ہو۔" وہ تیکھے انداز میں کہتی اندر چلی گئی۔یہ تو طے تھا کہ آج اس کی یونیورسٹی سے چھٹی تھی۔

"ہنہ۔۔۔پتا نہیں اکڑتی کس بات پہ ہے۔" تزئین بڑبڑاتے ہوئے، سر جھٹکتی گاڑی کی طرف بڑھی۔ جہاں پچھلی سیٹ پر بیٹھی ملاحہ اور فرزین بھی حیران سی تھیں۔ان کے برعکس تزئین نے بڑے اعتماد کے ساتھ جا کے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور بیٹھ گئی۔

"ویلکم کزن۔۔۔" تزئین کے انداز میں بہت خوش گواری تھی۔ ملاحہ اور فرزین ابھی تک مہر ماہ کے جملے سے مستفید ہو رہی تھیں جو وہ موحد آفندی کی شان میں بول کر گئی تھی۔ ان کی سانسیں تھمیں۔ مگر اگلا لمحہ حیران کن تھا۔ موحد آفندی کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تھینکس۔۔۔" اس نے یونہی مسکراتے ہوئے تزئین کی طرف دیکھا اور جملے میں اضافہ کیا۔ "تھینک گاڈ۔۔۔ یہاں سب بدتمیز نہیں ہیں اور سڑیل بھی۔۔۔" تزئین نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر گویا اس کے فقرے کی داد دی۔

"جی نہیں۔ میری آپی نہ تو بدتمیز ہیں اور نہ سڑیل۔" ملاحہ کو برا لگا تھا۔

"اوہ" وہ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے ہلکے سے ہنسا۔ "تمہاری آپی کا نام کس نے لیا؟ میں نے تو بدتمیز اور سڑیل کہا ہے۔"

فرزین نے ملاحہ کی پسلی میں کہنی چبھوئی۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ تزئین منٹوں میں اس سے فری ہوئی تھی۔

"راستہ بتاتی جانا۔۔۔" وہ کہہ رہا تھا۔

"اسی اسپیڈ میں چلتے رہے تو پھر دوسرے پریڈ کی بیل بھی بج چکی ہوگی۔" فرزین بڑبڑائی۔

"رائٹ ہینڈ اسٹیئرنگ ہے، بس دعا کرو کہیں گاڑی نہ ٹھوک دوں۔" وہ اونچی آواز میں بولا، تب ان تینوں کو حالات کی سنگینی کا احساس ہوا۔ اتنے سالوں تک بائیں طرف ڈرائیونگ کرنے والا آج سیدھے ہاتھ پہ جانے کیا کمال دکھانے والا تھا۔ تزئین نے دہل کر اسے دیکھا۔ فرزین اور ملاحہ نے تو دل ہی دل میں باقاعدہ قرآنی آیات کا ورد کرنا شروع کر دیا تھا۔

فرزین اور ملاحہ کو کالج اتارنے کے بعد اس کا رخ اب تزئین کی یونیورسٹی کی طرف تھا۔

"تمہیں برا لگا ہوگا مہر ماہ کا انداز۔۔۔؟" تزئین نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"کیا فرق پڑتا ہے۔ اسے کون سا اچھا لگتا ہے میرا انداز۔" وہ لاپروائی سے بولا تھا۔

"یہ بھی ایک طریقہ ہوتا ہے دوسروں کی نظر میں آنے کا۔ یو نو۔۔۔ بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہیں ہوگا۔ اسے عادت ہے اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی۔" وہ بظاہر مسکراتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں کہہ رہی تھی۔ موحد نے اس کی یونی کے گیٹ کے سامنے گاڑی روکی اور اس طرف دیکھ مسکراتے ہوئے بولا۔

"مگر اسے شاید معلوم نہیں کہ "دشمن" کے سامنے خود کو "نمایاں" کرنا کس قدر نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔" وہ کہہ کر گاڑی آگے بڑھا لے گیا مگر تزئین کئی ثانیوں تک اس کی بات کی "سنگینی" کو سمجھنے کی کوشش میں گاڑی کے پیچھے اڑتی دھول کو دیکھتی رہ گئی۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

زرگل بائی کی اس قدر اخلاق باختہ گفتگو نے زرنگار کے تو حواس اڑائے ہی تھے، وقار آفندی کا دماغ بھی گھما دیا۔

''کیا بکواس ہے یہ؟'' وہ تمام تر اخلاقیات بھول کر غرایا۔ پٹھان خون تپا تو چہرے پر سرخی چھلکنے لگی۔ حواس کو قابو میں کرتی زرنگار پھرتی سے ساس اور داماد کے بیچ آ کھڑی ہوئی۔

''آپ اندر کمرے میں چلیں وقار۔ میں بات کرتی ہوں اماں سے۔'' ملتجیانہ انداز، آنکھوں سے چھلکتی ندامت و بے چارگی۔ وقار نے لب بھینچ کر بہت کچھ اندر ہی روک لیا۔

''ارے تو کیا جھوٹ کہا ہے میں نے؟ طوائف کے کوٹھے پر تھی تب دو کے بجائے چار وقت کھانے کو ملتا تھا۔ یہ اچھی عزت اور شرافت ہے جو پہلے تو کرائے کے مکان میں لائی اب کھانے کے بھی لالے پڑنے والے ہیں۔'' زرگل بائی کو مردوں کے تیوروں سے ڈر نہیں لگتا تھا۔ ایک طوائف کو زندگی بھر ایک مرد کے تیوروں ہی سے تو واسطہ پڑتا ہے۔ وہ وقار کے انداز سے ڈری نہیں۔ تیز لہجے میں بولی تو زرنگار نے پلٹ کر دونوں ہاتھ اس کے آگے جوڑے۔

''اللہ کا واسطہ ہے اماں۔ گھر بسا نہیں سکتی میرا، تو اُجاڑو بھی نہ۔'' اس کے لب و لہجے میں محسوس کن سختی تھی۔ وقار غصے سے بھرا بیڈروم میں چلا آیا۔ فل اسپیڈ پر پنکھا چلایا اور نیم اندھیرے کمرے میں ہی جوتے ادھر ادھر پھینک کر بستر پر دراز ہو گیا۔ زرگل بائی نے صحیح معنوں میں اس کی رگوں میں شرارے دوڑا دیئے تھے۔ مگر آوازوں کا راستہ کون روک سکتا ہے بھلا؟

''یہ شریف مرد ایسے ہی ہوتے ہیں زرنگار۔۔۔ چار دن کی چاندنی والا حساب ہوتا ہے ان کا۔ ابھی تو عشق کے خمار میں ہے۔ ذرا سا نشہ ہلکا ہونے دے، پھر دیکھنا واپس نہ لوٹا اپنے محل میں تو کہنا۔ خرید کے لانے والا بھلا کیا عزت کرے گا تیری۔'' زرگل بائی کے لب و لہجے میں وقار آفندی کے لئے نفرت حقارت سبھی کچھ تھا۔ انداز وقار آفندی کو سنانے والا۔

''بس کرو اماں۔۔۔'' زرنگار کے ضبط کی حد یہیں تک تھی، پھٹی پھٹی آواز میں چیخ کر بولی۔

''اور تم۔۔۔ اپنی شرافت کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟ وہ تم سے تو اچھا ہے ماں، جو مجھے برے ہاتھوں میں جانے سے پہلے خرید لایا۔ مگر ''بیچنے والی'' کے بارے میں تم کیا کہو گی اماں؟ مائیں بھی کبھی اپنی اولاد کو بیچا کرتی ہیں اماں؟'' اس کا سوال بہت دکھ بھرا اور کرب ناک تھا۔

''طوائفوں کی اولادیں ہمیشہ سے بکتی آئی ہیں۔'' زرگل بائی نے ڈھٹائی سے کہا تو زرنگار کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

''طوائف تو ایک نام ہے اماں، محض ایک پیشہ۔۔۔ ماں تو ہر صورت ماں ہوتی ہے۔ ماؤں کی دعائیں تو اولاد کی قسمت بدل دیا کرتی ہیں۔ پھر تم نے کیوں میری قسمت میں ''بکنا'' ہی مانگا؟ نکاح کے چار بول پڑھا کے خالی ہاتھ دعاؤں کے سہارے ہی رخصت کر دیتیں تو کسی کی مجال نہ تھی جو مجھے آج خریدنے یا بیچنے کا طعنہ دیتا۔'' وہ رونے لگی تھی۔ زرگل بائی خاموشی سے اسے روتا دیکھتی رہی۔ پھر اکتا کر بولی۔

http://kitaabghar.com

"ٹھیک ہے بھئی۔ جیسے تو راضی۔ میرا کیا۔۔۔ نوراں ہے، ریشم اور مسکان ہیں۔ تھیلے بھر بھر کے نوٹ لاتی ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کسی شے کی کمی نہیں۔ بس تیری طرف سے گرم ہوائیں جاتی ہیں مجھے۔ (گویا بڑی محبت ہو زرنگار سے۔)

"عورت طوائف کے کوٹھے پہ پیدا ہو کر طوائف نہیں بنتی۔ آج یہ بات تو زرنگار نے ثابت کر دی ہے۔" وقار آفندی اندر سے سرد لہجے میں بولتا باہر نکلا تھا۔ پھر اس نے انگشت شہادت سے زرگل بائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حقارت اور تاسف سے کہا۔ "طوائف ہونا ایک سوچ اور احساس کا نام ہے۔ جو زری نے اپنے اندر پیدا ہی نہیں ہونے دیا اور جو تم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔"

"ہنہ۔۔۔" زرگل بائی نے اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور چلنے کو تیار ہوئی۔ زپ کھول کر بیگ میں سے اچھی خاصی رقم نکال کر بنا گنے بیٹی کی طرف بڑھائی۔

"یہ لے۔۔۔ پہلی بار تیرے گھر آئی ہوں۔"

"میرے کون سا باپ کی کمائی ہے جو خوش ہو کے لے لوں اماں۔ جاؤ اور آئندہ کبھی مت آنا۔" زرنگار نے اپنے شانے کے گرد وقار کے مضبوط بازو کا سہارا محسوس کرتے ہوئے قطعی لہجے میں کہا تو زرگل بائی نے خشونت بھری نگاہوں سے بیٹی کو گھورا۔

"اپنے شوہر کی زبان بولنے لگی ہے تو بھی۔۔۔"

"نکاح پڑھوایا ہے اس کے ساتھ اماں۔ پیسوں سے نہیں اپنے عمل سے خریدا ہے اس نے مجھے۔ ساری عمر غلامی کروں اس کی تو بھی کم ہو گی۔" زرنگار کی آواز بھرا گئی تھی۔

"ٹھیک ہے بھئی ختم تیری میری، مر گئی تو نہ آئیو ان گلیوں میں۔ سمجھوں گی جنا ہی نہیں تھا میں نے تجھے۔" وہ نوٹ بیگ میں ٹھونستی بڑبڑاتے ہوئے وقار اور زرنگار سے اعلان قطع تعلق کرتی چلی گئی۔ زرنگار نے آگے بڑھ کے جلدی سے دروازہ لاک کر دیا جیسے پھر سے زرگل بائی کے آنے کا اندیشہ ہو اور پھر پلٹ کر ڈرتے ڈرتے وقار کو دیکھا۔

وہ صوفے میں دھنس گیا تھا۔ چہرے پر سنجیدگی کی چھاپ تھی۔ زرنگار کا دل ڈوب سا گیا۔ وہ آہستہ روی سے چلتی ہوئی آ کر صوفے کے بازو پر بیٹھی اور جھک کر وقار کے گلے میں دونوں بازو ڈال دیئے۔ رخسار اس کے گال سے مس کیا۔

"سوری وقار۔ مجھے پتا ہوتا کہ اماں آپ سے اس برے طریقے سے بات کریں گی تو میں کبھی ان کے کہنے پر بھی انہیں اپنے گھر نہ لاتی۔" اس کی آواز بھرائی ہوئی اور انداز میں پشیمانی تھی اور وہ جو سنجیدگی سے زرنگار کی کلاس لینے کا سوچ کر یہاں بیٹھا تھا، اس کے معذرت کے اس قدر دلبرانہ انداز پر ہی ٹھنڈا پڑ گیا۔

"ہوں۔۔۔"

"ناراض تو نہیں ہیں مجھ سے؟" وہ اپنا شک دور کرنا چاہتی تھی۔

http://kitaabghar.com

''اتنے پیارے انداز میں مناؤ گی تو کون کافر ناراض رہ سکتا ہے۔'' اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے، وہ اس کے قریب آنے کے انداز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تو زرنگار نے مسکراتے ہوئے سر اس کے شانے پر رکھ دیا۔

''کل ایک جگہ جاب کے لئے جانا ہے، دعا کرنا کام بن جائے، تنخواہ بھی بہت اچھی دے رہے ہیں۔'' وقار نے مسکراتے ہوئے خوش خبری سنائی تو زرنگار کھل اٹھی۔ اس کے دل سے دعا نکلی تھی۔

''ان شاء اللہ ضرور ہو جائے گی نوکری۔۔۔''

☆......☆......☆

''ایک تو یہ آغا جان بھی نا۔۔۔ انہیں کوئی بتاتا کیوں نہیں، ہر انسان اصولوں کے لئے نہیں بنا بلکہ اصول انسانوں کے لئے بنائے جاتے ہیں۔''

ثمرہ کو وقار اور اس کی خوب صورت بیوی کو گھر سے بے گھر کرنے کا سخت دکھ اور افسوس تھا۔ مگر صرف دکھ اور افسوس سے بات نہیں بنا کرتی، اس لئے فاران خاموشی سے فیکٹری سے لائی فائل چیک کرتے رہے۔

''آپ ہی کچھ ہمت دکھا دیتے۔۔۔'' ثمرہ کو ان کی خاموشی سے بھی چڑ ہوئی۔

''سمجھانے کی کوشش تو کی تھی آغا جان کو۔ مگر۔۔۔ تم جانتی تو ہو۔ اب تو تمہیں بھی ان کی نیچر کا پتا چل چکا ہے۔'' وہ قلم سے ہندسوں کو درست کرتے ہوئے ساتھ ساتھ اس کی تشفی کے لئے بولے تو وہ مزید کڑھی۔

''ہنہ۔۔۔ بڑا اچھا سمجھایا۔۔۔ اور مجھے تو ماں جی پر حیرت ہو رہی ہے۔ مائیں تو بچوں کی نظر کا اشارہ تک سمجھ لیتی ہیں۔ مگر انہوں نے تو آغا جان کے ساتھ مل کے اپنے بیٹے کا دل ہی دکھا دیا۔''

فاران آفندی کو محسوس ہوا ثمرہ واقعی ڈسٹربنس کا شکار تھی مگر اس سے پہلے کہ اس کی تسلی کے لئے کچھ کہتے، دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پر چونک گئے۔

''آ جائیں۔۔۔'' ثمرہ نے اونچی آواز میں کہتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر کھلتے دروازے سے ماں جی کو اندر آتے دیکھ کر ثمرہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی۔ آگے بڑھ کر احتراماً ان کا ہاتھ تھام کر اپنے بستر پر لا بٹھایا۔ وہ آزردہ دکھائی دیتی تھیں۔ فاران نے بھی فائل سمیٹ دی اور اٹھ کر ماں جی کی طرف آ گئے۔ وہ پہلے بھی ان کے کمرے میں کبھی کبھار ہی آتی تھی اور ان چند ماہ میں تو وہ بھی بند کر دیا، جب سے فاران کی شادی ہو گئی تھی۔

''خیریت تو ہے ماں جی۔۔۔؟'' انہوں نے پر تشویش انداز میں استفسار کیا تو ماں جی کی آنکھیں بھر آئیں۔

''جس ماں کا لاڈلا، جگر کا ٹکڑا کاٹ کے بے دردی سے پھینک دیا گیا ہو، اس کی زندگی میں اب خیریت کہاں رہی۔'' وہ آہ بھر

http://kitaabghar.com

کے بولیں۔ پھر دوپٹے کے پلو سے بہتی آنکھیں پونچھنے لگیں۔ ثمرہ نے جتانے والے انداز میں شوہر کو دیکھا۔

''آپ آغا جان سے بات کریں نا۔ ہماری تو انہوں نے ایک نہیں سنی۔'' فاران آفندی بے بسی سے بولے۔

''تو وقار کو سمجھا۔ اس دو کوڑی کی عورت کی خاطر ہم سب کو چھوڑ گیا ہے وہ۔'' انہوں نے شکوہ کیا۔

''اگر وہ دو کوڑی کی عورت ہے تو پڑا رہنے دیتے اس گھر کے کسی کونے میں اس کی خاطر، کیوں گھر سے نکال دیا آغا جان نے اپنے بیٹے کو۔'' فاران کو ماں جی کے الفاظ پر سخت اعتراض ہوا تھا انہوں نے ناپسندیدگی سے کہا۔

''انسان کو اپنے جسم سے بہت محبت ہوتی ہے مگر کسی عضو کو جب کینسر ہو جائے تو اسے کاٹ کر الگ کرنا ہی پڑتا ہے۔۔۔ وہ بھی تو طوائف کو اٹھا کر گھر لے آیا تھا۔'' ماں جی کا اپنا فلسفہ تھا۔ آخر میں شکایتی انداز میں بولیں تو فاران کو تاسف ہوا۔

ثمرہ کا دل تو بہت چاہ رہا تھا تقریر جھاڑنے کو، مگر یہاں چھوٹوں اور خصوصاً بہوؤں کا بیچ میں بولنا سخت معیوب سمجھا جاتا تھا۔ (اور چند ماہ پرانی بہو تو واجب القتل قرار پاتی شاید)

''ہو گی وہ طوائف ماں جی۔ مگر وقار سے شادی کرنے سے پہلے تک نا۔۔۔ اس گھر میں تو وقار آفندی کی بیوی کی حیثیت سے آئی تھی وہ۔ آغا ذوالفقار آفندی کی بہو بن کر۔'' فاران جذباتی ہونے لگے اور ماں جی لاجواب۔ مگر آغا جان کے بنائے اصولوں میں زندگی گزار گزار کر اب تو غلط فیصلہ بھی غلط نہیں لگتا تھا۔ بس جو آغا جان نے کہا وہ ہو جانا چاہیے۔ آفندی ہاؤس میں۔ ورنہ کوئی چھوٹی موٹی قیامت تو آ ہی جائے گی۔

''تو اس سے بات کر فاران۔ میں خود بڑی اچھی اور اصیل ذات کی لڑکی سے کرواؤں گی اس کی شادی۔۔۔ سب سے خوب صورت لڑکی ڈھونڈوں گی اپنے لاڈلے کے لئے۔'' ماں جی نے فوراً ہی جوڑ توڑ کر لیا۔ بچے کو مہنگے سے مہنگا کھلونا لے کر دینے کا وعدہ۔ فاران اور ثمرہ نے تاسف سے انہیں دیکھا۔

''ماں جی۔۔۔ اس لڑکی کے لئے وہ ہم سب کو چھوڑ گیا ہے۔''

''ہم سب کو۔۔۔ اور آپ کا خیال ہے کہ اس نے ہماری خاطر اپنی بیوی کو نہیں چھوڑا تو کسی خوب صورت لڑکی کی خاطر تو ضرور ہی چھوڑ دے گا۔۔۔ واہ۔''

فاران کے لب و لہجے میں ناراضی اتر آئی تھی۔ ماں جی بات کو اس کی گہرائی کے ساتھ سمجھ گئیں تو آہ بھر کے رہ گئیں۔

☆......☆......☆

تھوڑی دیر تک تو وہ کمرے میں ٹہل ٹہل کر غصہ کم کرتی رہی پھر وہ تنتناتی ہوئی سیدھی آغا جان کے پاس آئی۔ وہ یقیناً اخبار کے مطالعے کے لئے اسٹڈی میں جانے ہی والے تھے۔ اسے دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ کلائی پہ بندھی گھڑی پہ نظر ڈالی۔

http://kitaabghar.com

"یونیورسٹی نہیں گئیں تم۔۔۔؟"

"جانا تو تھا مگر آپ کے پوتے نے ہماری گاڑی پر قبضہ کر لیا ہے۔" مہرماہ کو بڑی ہتک محسوس ہو رہی تھی سلگ کر گویا شکایت لگائی۔ آغا جان نے اس بات پر پوتی کو ہلکا سا گھور کے دیکھا اور جتاتے ہوئے کہا۔

"قبضہ کرنے کی کیا بات ہے۔ اس کے باپ کی گاڑی میں جاتی تھیں تم سب۔۔۔"

"وہ نئی گاڑی بھی لے سکتا تھا آغا جان۔ ضروری تھا کہ میری انسلٹ کرتا، یوں جتا کر کہ جس نے نہیں جانا وہ نہ جائے۔" بس پاؤں پٹخنے کی کسر باقی رہ گئی تھی۔ مہرماہ کی کنپٹیاں سلگ رہی تھیں۔

"ایک تو تم لوگوں کی "انسلٹ" بھی فوراً ہی ہو جاتی ہے۔ باقی سب یقیناً اسی گاڑی میں گئی ہوں گی؟" آغا جان نے تیقن سے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔" (ان سے اس کی دشمنی تھوڑی ہے) مہرماہ نے سر جھٹکا۔

"بس ایک تم ہی ڈھیٹ ہو۔ باقی کسی نے انسلٹ محسوس نہیں کی، بس تمہاری انا کے جھنڈے سب سے بلند ہیں۔ بڑا ہے تم سے۔ کچھ کہہ بھی دیا تو برداشت کرنا سیکھو۔" آغا جان نے اسے بری طرح جھاڑ دیا تھا۔ مہرماہ کی آنکھیں بھر آئی۔ غم و غصہ اس قدر شدید تھا کہ حد نہیں۔ یعنی اس گھر کا "اصل وارث" آچکا تھا۔

"تو وہ کیا تھیں۔۔۔ محض لڑکیاں۔۔۔؟ بلکہ ان چاہی اولاد۔۔۔ بیٹیاں۔۔۔؟" اس کے لب کچھ کہنے کو پھڑپھڑائے مگر پورا یقین تھا کہ ساتھ ہی آنسو بہہ نکلیں گے تو لب کاٹ کے رہ گئی۔

"دیکھو مہرو۔۔۔ اچھا ہوا، ابھی یہ بات ہو گئی۔۔۔ دو بیٹے کھوئے ہیں میں نے۔ تب جا کے اس گھر کا وارث ملا ہے مجھے اور میں نہیں چاہتا کہ تم کسی خرابی کا باعث بنو۔" ان کا لب و لہجہ دبنگ تھا۔ جتاتا ہوا۔ اس کی اوقات بتاتا ہوا۔ جب موحد نے شروع میں آغا جان کا دل دکھایا تھا تب مہرو نے فیصلہ کیا تھا کہ موحد کو آغا جان کے قریب لانے کی ہر ممکن کوشش کرے گی مگر یہاں تو کایا ہی پلٹ گئی تھی۔

وہ تیزی سے ان کے کمرے سے باہر نکلی اور باہر نکلتے ہی آنسو نکل آئے۔ (اب کون سا کوئی دیکھ رہا ہے) اس نے چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر دل کا بوجھ ہلکا کر لینا ہی مناسب سمجھا مگر ساتھ ہی کسی کے کھنکھارنے کی آواز پر وہ بے ساختہ ہی بدک اٹھی۔ فوراً ہی ہاتھوں سے چہرہ پونچھنے کی سعی کی مگر ہاتھ ہٹاتے ہی موحد کو سامنے دیکھ کر اس کے اندر تک کڑواہٹ اتر گئی۔ چہرے پر چھائے شکست و ریخت کے نشان اسی ایک دشمن سے تو مخفی رکھتے تھے اور وہی کمبخت سامنے آ گیا۔

"آغا جان سے شکایت کرنے گئی ہو گی میری۔۔۔؟" وہ پوچھ رہا تھا اور گویا بوجھ چکا تھا۔ انداز اس قدر لطف لینے والا تھا کہ مہرماہ کو وہ دنیا کا عیار اور بدتمیز ترین انسان لگا۔

"شٹ اپ۔۔۔" مہرماہ پھٹ پڑی۔ "وارث ہو گے۔ تم گاڑی اور اس گھر کے۔ میرے نہیں ہو۔ مجھ سے میری اجازت کے

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

بغیر کبھی بات بھی مت کرنا۔" وہ زہر خند لہجے میں کہتی ہوئی اس کے قریب سے طوفان کی طرح گزر گئی تھی۔ موحد نے ہونٹ سکیڑ کر اسے جاتے دیکھا۔ درحقیقت مہر ماہ کے الفاظ اسے اندر تک سلگا گئے تھے۔

"مگر دفعتاً اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے ہاتھ میں دبی گاڑی کی چابی کو دیکھا تو یہ مسکراہٹ اور بھی گہری ہو گئی۔

اس نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کی چین کو اچھال کر کیچ کیا تو وہ خود کو بڑا ہشاش بشاش محسوس کر رہا تھا۔

"ابھی تو یہ پہلی ضرب ہے مہر ماہ آفندی۔۔۔ آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا۔۔۔"

☆......☆......☆

لڑکیوں کے امتحانات کے فوراً بعد مہر ماہ اور طلال کی منگنی کی تقریب رکھ دی گئی تھی۔ ان دنوں تو سبھی امتحانات میں سنجیدگی سے مصروف تھیں۔ ہاں۔۔۔ مہر ماہ کا دل بہت ہلکا پھلکا تھا۔ من چاہے ساتھی کا ہو جانے کا خیال ہی پھول کی طرح مشکبار کر رہا تھا اسے۔ سو آغا جان نے جو کچھ کہا وہ بھی بھول بھال گئی تھی۔ البتہ یونیورسٹی وہ مبین آفندی کے ساتھ جا رہی تھی۔ گھر میں سب کی نظروں میں موحد اور مہر ماہ کی چپقلش آ چکی تھی، مگر مہر ماہ نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔ اس کے نزدیک موحد آفندی اس قابل ہی نہیں تھا کہ اسے کوئی اہمیت دی جاتی اور پھر وہ دن بھی آ ہی گیا۔ اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جب مہر ماہ آفندی نے طلال کے نام کی انگوٹھی پہن لی۔ ثمرہ سب سے کٹ کر ایک طرف ٹیبل پر بیٹھی تھیں۔ فنکشن اپنے عروج پر تھا۔ ہنسی مذاق قہقہے۔ ایسے میں دل ہواؤں میں اڑ رہا تھا تو مہر ماہ آفندی اور طلال کا۔ کسی کا دل جل کر سلگ رہا تھا تو تزئین آفندی کا اور کوئی اس شور ہنگامے اور رونق سے ٹینشن کا شکار ہو رہا تھا تو وہ موحد آفندی تھا۔ وہ ان سب کے ہنستے چہروں سے ہنسی نوچ لینا چاہتا تھا۔ وہ ثمرہ کو تلاشتا ہوا بالآخر ان تک پہنچ ہی گیا۔

"اکیلی کیوں بیٹھی ہیں ماما؟" وہ تشویش زدہ سا ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔

"دیکھ رہی ہوں۔ ہمیں اکیلا کر دینے والے اپنی خوشیوں میں مگن ہیں۔" انہوں نے آہ بھری تو موحد نے ان کی آزردگی کو پوری طرح محسوس کیا۔ تب ہی ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے تیقن سے بولا۔

"مگر یہ لوگ نہیں جانتے کہ اب ہم اکیلے نہیں ہیں۔"

ثمرہ نے نم آلود ہنسی کے ساتھ موحد کو دیکھا اور غم سے چور لہجے میں بولیں۔ "ہاں اب ہم اکیلے نہیں ہیں۔"

موحد نے چند لمحے ان کی آنکھوں میں دیکھا پھر لب بھینچ کر اسٹیج پر ہوتے ہنگامے پر نظریں گاڑ دیں۔

"ہمیں کبھی پوری خوشیاں نہیں ملیں۔ ان پر خدا بہت مہربان ہے موحد۔" ثمرہ کے لب و لہجے میں کسک سی تھی۔ ایک خلا تھا جو پر ہونے میں نہ آتا تھا۔۔۔ ایک کمی تھی جو کسی طور مکمل ہوتی ہی نہ تھی۔ مانو، پزل کا ایک ٹکڑا بیچ میں سے غائب ہو گیا اور سارے ٹکڑے جوڑ لینے پر بھی تصویر سمجھ میں نہ آتی ہو۔ محض اس ٹکڑے کی غیر موجودگی کی وجہ سے۔۔۔

http://kitaabghar.com

تو کیا ان کی پوری تصویر ہی اس ٹکڑے میں تھی؟

وہ گمشدہ ٹکڑا۔۔۔ان کے وجود کا حصہ۔۔۔

"ان میں سے بھی کوئی اپنی مکمل خوشی نہیں پا سکے گا ماما۔ تب ان کو اندازہ ہوگا کہ اللہ کیسے نامہربان ہوتا ہے۔"

موحد کی سلگتی نگاہیں آج محفل کی جان بنے طلال اور مہر ماہ کے مسکراتے چہروں پر تھیں اور ہاتھ ثمرہ کے ہاتھ پر۔

☆......☆......☆

زرنگار نے دروازہ کھولا تو اس کے وہم و گمان میں بھی وہ ہستی نہ تھی، جو اس کی چوکھٹ کے باہر کھڑی تھی۔

"آ۔۔۔آپ۔۔۔" وہ بحرِ حیرت و بے یقینی میں غوطہ کھا گئی۔

"بہت سے کام انسان کو اپنی دلی رضا کے بنا بھی کرنا پڑتے ہیں۔ وہ کام جو ان کے پیاروں کی محبت ان سے کرواتی ہے۔" ماں جی مدبرانہ مگر زخمی لہجے میں کہتیں، زرنگار کی تقلید میں فلیٹ میں داخل ہوئیں تو زرنگار نے ان کے پیچھے اضطراری نگاہ ڈالی۔

"اکیلی آئی ہوں۔ ڈرائیور کچھ دیر بعد لے جائے گا آ کر۔ کوئی طوائف کے گھر آنے کو تیار ہی نہ تھا۔" ماں جی نے بڑے رسان سے کہا اور پھر زرنگار کی اڑی رنگت دیکھی مگر اس کا حوصلہ بھی کمال تھا۔ ہلکے سے مسکرا کر بولی۔

"طوائف تو اپنا گھر چھوڑ آئی ماں جی۔۔۔میں تو خود آپ کے بیٹے کے گھر میں رہ رہی ہوں۔ آپ بے فکر ہو کر آئیں۔"

"ہنہ۔۔۔" وہ ہنکارا بھرتی صوفے پر بیٹھ گئیں۔ بہت تکلف سے۔ جیسے چھوٹتے ہی بھاگ نکلنے کا پروگرام ہو۔

"وقار کہاں ہے؟" وہ بڑے رعب و دبدبے سے بات کرتی تھیں۔ انداز ایسا تھا گویا زرنگار سے مخاطب ہونا ان کی شان کے خلاف ہو مگر بات کرنا مجبوری ٹھہری۔

"انہیں کہیں نوکری مل گئی ہے۔ وہیں جاتے ہیں اب۔ شام کو واپسی ہوگی۔"

زرنگار نے ہاتھ مسلے۔ شرمندگی، ندامت حد سے سوا، ایک ماں کا لاڈلا بیٹا، اس کے عشق میں رل گیا تھا۔ ماں جی بھی سن کر تڑپیں۔

"تیرا بیڑا غرق ہو۔۔۔اس نے تو ساری عمر کما کے نہ کھایا۔ کہاں رول رہی ہے میرے ہیرے کو۔" زرنگار کی پیشانی چمک اٹھی۔ "اتنا بڑا آفس بنا کے دیا ہوا ہے اس کے باپ نے اسے۔ وہاں بیٹھ کے گھر آ جاتا تھا بس وہ، ہر ماہ نوٹوں سے جیب بھری ہوتی تھیں میرے لاڈلے کی۔" ان کے تو کلیجے پر ہی ہاتھ پڑ گیا تھا۔

"اچھی نوکری ہے ماں جی۔ وہ خوش ہیں۔" زرنگار نے ہمت کی۔

"خاک اچھی ہوگی۔۔۔" انہوں نے حقارت بھری نگاہ اس پر ڈالی۔ "مہینے بعد پانچ چھ ہزار لاتا ہوگا۔ اتنا تو وہ یار دوستوں پر لٹا دیا کرتا تھا۔"

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

''میں آپ کے لئے ٹھنڈا لاتی ہوں۔۔۔'' زرنگاران کی تلخی سے گھبرا گئی۔

''رہنے دو۔۔۔ پی کر آئی ہوں میں۔'' انہوں نے ایسے منع کیا جیسے وہ زبردستی ہی پلا دے گی۔ ''پتا نہیں طوائف کے برتن میں کھانا حلال بھی ہے یا نہیں۔'' انہیں اپنے لاڈلے کی قسمت پر رونا آنے لگا۔ ''منہ مارا بھی تو گند پر۔'' گھبرائی ہوئی سی زرنگاران کے سامنے والے صوفے پر ٹک گئی۔ ''اگر میں ڈھیر سارا روپیہ دے کر تیری زندگی بنا دوں تو کیا تو میرے بیٹے کو چھوڑ دے گی؟'' ماں جی سودا کرنے آئی تھیں۔ زرنگار کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔

''ایک زندگی کو چھوڑ کر تو اسے پایا ہے ماں جی۔ اب پھر سے زندگی پانے کے لئے اسے چھوڑ دوں؟'' زرنگار نے بڑے حوصلے سے پوچھا۔

''میرے ساتھ کتابی باتیں مت کر۔۔۔'' انہیں غصہ آیا۔

''طوائف زادی ہے۔ کھلے ہاتھوں روپیہ خرچ کرتی ہوگی۔ وقار کو باپ نے عاق کر دیا۔ تجھے اللّے تللّے نہیں کروا سکتا اب۔ اس کی جان چھوڑ دے۔ بدلے میں جو مانگے گی دوں گی روپیہ، زمین۔۔۔''

''نہ ماں جی۔۔۔'' وہ تڑپی۔ ''بڑی مشکل سے طوائف کے کوٹھے کا لیبل اتارنے کا موقع ملا ہے۔ روپے پیسے کے بدلے شوہر دے دوں گی تو پھر سے طوائف ہی کہلواؤں گی۔''

''وقار کی آنکھوں پہ ایسی جذباتی باتوں کی پٹی باندھی ہوگی تم نے۔ مگر یہ دیکھو۔۔۔'' انہوں نے حقارت سے کہتے ہوئے اپنا بڑا سا پرس کھولا تو اس میں ہزار ہزار کے نوٹوں کی گڈیاں پڑی تھیں۔

''ایسی ہی کئی گڈیاں اور دوں گی۔۔۔ اور پھر دیتی رہوں گی۔۔۔ بس ایک بار میری وقار کو چھوڑ دے۔'' وہ اسے للچا رہی تھیں۔ زرنگار پھیکے انداز میں مسکرائی۔

''یوں کہیں نا کہ جینا چھوڑ دوں۔''

''بکواس بند کرو، یہ شکار پھانسنے والی باتیں میرے دل پر اثر نہیں کریں گی۔'' وہ آگ بگولہ ہونے لگیں، مگر پھر کچھ خیال آیا تو دھیمی پڑ گئیں۔ ''اس پہ رحم کر۔۔۔ وہ کہاں عادی ہے اس مزدوروں والی زندگی کا۔ اس سے محبت کے دعوے کرتی ہے تو اسے آرام و سکون کی زندگی جینے کیوں نہیں دیتی۔ تو اسے چھوڑے گی تو پھر میری طرف پلٹ آئے گا۔'' اب وہ اسے جذباتی طور پر کمزور کرنے کی کوشش کرنے لگیں۔

''ماں جی۔۔۔'' کھلے دروازے سے وقار اندر آیا تو لب و لہجے میں بے یقینی سی تھی۔ پتا نہیں ماں کی بات سن کر یہ بے یقینی لب و لہجے میں در آئی تھی یا ماں کو وہاں موجود پا کر۔ وہ بے قرار ہو کر اسے بانہوں میں بھرنے کو اٹھیں۔

''اسے کہہ، تجھے چھوڑ دے وقار۔۔۔ اسے روپوں میں تول دوں گی میں۔ بس یہ چھوڑ دے تجھے۔'' بچوں کی سی ضد۔۔۔ وقار

http://kitaabghar.com

نے تسلی آمیز ایک نگاہ زرنگار پر ڈالی جو زرد رنگت لئے کھڑی تھی۔

”یہ چھوڑ بھی دے ماں جی۔۔۔مگر میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔“ وقار مسکرایا تو اس مسکراہٹ میں طمانیت کے سارے رنگ تھے۔

”اور پتا ہے۔ایک خوشخبری بھی ہے۔۔۔“ وہ شوخ ہوا۔ماں کو ساتھ لئے صوفے میں دھنستے ہوئے بولا۔وہ چونکیں۔وقار آفندی نے اپنے مخصوص لاڈلے انداز میں ان کے شانے پر سر رکھا اور ان کے کان سے منہ لگایا۔”آپ دادی بننے والی ہیں۔۔۔“

ایک کرنٹ سا ماں جی کے پورے وجود میں دوڑ اٹھا تھا۔اف۔۔۔انہیں ناپا کی کا شدید احساس ہوا۔انہوں نے بے اختیار وقار کو زور سے پرے دھکیلا۔

”خبردار۔۔۔خبردار جو اس پلید عورت کی اولاد کو ہمارا وارث کہا ہو تو۔۔۔“ وہ غصے و نفرت سے چیخی تھیں۔وقار نے حیرت و بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

”وہ میری اولاد ہو گی ماں جی۔۔۔“

”ہنہ۔۔۔جیسی ماں ویسی اولاد۔“ ان کی تو بس تھوکنے کی کسر باقی رہ گئی تھی۔وقار آفندی بلند قامت اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں نے بھی تو ایک طوائف سے شادی کی ہے ماں جی۔میں کس پہ پڑا ہوں۔۔۔؟“ صدمے سے چور وقار آفندی کا سوال بہت کڑا تھا اور دکھ سے بھرا۔ماں جی لاجواب ہو گئیں۔

☆......☆......☆

یونیورسٹی لائف ختم ہو گئی تھی۔طلال سے ملنا باتیں کرنا ایک خواب سا لگنے لگا۔ملائکہ اس کی منگنی کے بعد واپس جا چکی تھی۔

”خوامخواہ ثمرہ چچی اور موحد سے مت الجھنا۔“ وہ جانے سے پہلے مہرماہ کو نصیحت کر کے گئی تھی۔

”مجھے کیا ضرورت ہے۔۔۔“ ان دنوں تو یوں بھی وہ نئی زندگی کے نئے سپنوں میں گم تھی۔بات کو یونہی اڑا دیا۔

طلال کئی روز سے ملنے کا کہہ رہا تھا۔

”منگنی والے دن اچھا موقع تھا لانگ ڈرائیو کا۔۔۔تم مانی ہی نہیں۔“ مہرماہ ہنسی۔

”واہ۔منگنی والے دن لانگ ڈرائیور...... پہلا کپل ہوتے ہم دونوں۔“

”اچھا۔آج تو آ جاؤ۔آئس کریم ہی کھا لیں۔“

وہ تو ہم اپنے اپنے گھروں میں بھی کھا سکتے ہیں۔“ مہرماہ نے ہنسی دبائی۔

”اوفو یار۔تم آئس کریم کھا لینا۔میں تمہیں دیکھ لوں گا بس۔“ وہ بے تاب و بے قرار تھا۔مہرماہ کا دل معصوم سے تفاخر سے بھرنے لگا۔چاہے جانے کا احساس ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔۔۔ہواؤں میں اڑانے والا۔

''بس پھر ڈن ہوگیا۔۔۔شاپنگ مال میں ہی مل لیں گے ہم اور وہیں آئس کریم بھی کھالیں گے۔''

''آغا جان یہ سب پسند نہیں کرتے طلال۔۔۔'' مہر ماہ نے اسے احساس دلایا۔

''اسی لئے تو انہیں انوائیٹ نہیں کیا۔'' وہ اس قدر اطمینان سے بولا تو مہر ماہ کو ہنسی آ گئی۔ جسے روکتے ہوئے وہ بولی۔

''چلو ٹھیک ہے۔مگر یہ پہلی اور آخری بار ہو گا طلال۔ میں خود بھی اس طرح پبلک پلیس پہ منگیتر سے ملنے کی قائل نہیں۔''

''اوکے۔۔۔اوکے ابھی تو شکل اچھی بنا کے آنا۔ بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔'' وہ جیسے ٹالنے کو بولا تھا۔ ہنستے ہوئے موبائل آف کرتی پلٹی تو اپنے پیچھے لان میں ٹہلتی تزئین کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ جانے وہ کب چہل قدمی کے لئے آئی تھی۔ مہر ماہ کو دیکھ کر مسکائی تو اسے بھی جواباً لب پھیلانے پڑے۔

''طلال کا فون تھا۔۔۔؟''

اس نے تیقن سے پوچھا تو مہر ماہ نے بے اختیار گہری سانس لی۔ وہ اس کی باتیں سن چکی تھی۔

''ہوں۔'' اس نے محض سر ہی ہلایا۔ وہ منتظر رہی کہ شاید تزئین اس بارے میں اس سے مزید پوچھے مگر وہ ٹہلتی ہوئی لان کے دوسرے سرے تک چلی گئی تو سر جھٹک کر مہر ماہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔

☆......☆......☆

وہ ابھی ابھی اسی خواب سے اٹھا تھا۔

پسینے میں شرابور۔۔۔تیز ہوتی دھڑکن لئے اور وحشت تھی کہ جاگ جانے کے بعد بھی کم نہ ہوئی تھی۔ طوائف کا بیٹا۔۔۔ناجائز اولاد کی اسٹیمپ اور برستی بارش والی طویل سیاہ رات جس نے نمیر آفندی کی قسمت کا سارا کھیل ہی بدل دیا تھا۔ اس نے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی پانی کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگالی اور غٹا غٹ پانی پی گیا۔

وہ اٹھ کر چلتا ہوا ننگے پاؤں ہی کھڑکی تک آیا اور پردے ہٹا کر کھڑکی کھول دی۔ سورج نکل رہا تھا۔ مگر نسیم سحر میں ابھی نرمی اور کیف باقی تھا۔ اس نے دو تین گہری سانسیں لے کر تازہ ہوا کو پھیپھڑوں میں بھرتے ہوئے گویا اندر کی کثافت کم کرنے کی کوشش کی۔ مگر اندر جلتا بھانبھڑ کسی طور سرد ہی نہ پڑتا تھا۔

ہاہ۔۔۔جو آگ چودہ سالوں سے نہ بجھی وہ اب کیا بجھے گی۔ وہ خود پہ استہزاء سے مسکرایا۔ اس کے ہر ہر انداز سے اذیت جھلکتی تھی۔ وہ زندگی جینے کی کوشش کرتا تھا مگر یہ خواب اور خود سے کیے گئے عہد اسے دوبارہ سے اسی دور میں پٹخ دیتے تھے۔

وہ چونکا۔ پلٹ کر دیکھا۔ تکیے کے پاس رکھا اس کا موبائل تھرتھرا رہا تھا۔ استعجاب سے بھنویں اچکا تا وہ بستر کی طرف بڑھا۔ اسے بھلا اتنی صبح فون کرنے والا کون تھا مگر پھر سومیہ کے نام پر نظر پڑتے ہی وہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ پہلے فون کاٹنے کا سوچا پھر ایسے ہی فون اٹھا لیا۔

http://kitaabghar.com

http://kitaabghar.com

''السلام وعلیکم نمیر وقار آفندی۔۔۔کیسے ہو؟'' دوسری طرف سے اس کا مخصوص ہشاش بشاش انداز تھا۔

''وعلیکم۔۔۔اور تمہیں میں نے کب کہا کہ فجر کے ٹائم اٹھانا مجھے؟'' تیوری چڑھا کر پوچھتے ہوئے وہ بستر پر ٹک گیا۔

''ہاہ۔۔۔'' وہ طنزیہ ہنسی۔ ''ذرا اپنی کھڑکی سے جھانکو مسٹر۔۔۔سورج چاچو سر پہ کھڑے ہیں آکر۔''

''پھر بھی یہ فرض تمہیں تفویض نہیں کیا تھا میں نے۔'' وہ اسی انداز میں بولا۔

''تم چپ رہو۔تم سے کسی نے مشورہ نہیں مانگا۔'' وہ اسے باقاعدہ ڈپٹ کر بولی تو وہ اکتایا۔

''صبح صبح یہی بکواس کرنے کے لئے فون کیا ہے؟''

''نہیں۔۔۔ایک اور خوشی کی خبر سنانے کے لئے۔'' وہ جیسے خود ہی محظوظ ہوئی۔اس کی خوشی ایسی ہی تھی۔بچوں جیسی بے ساختہ۔ مگر نمیر ذرا بھی متاثر نہیں ہوا۔

''سنائے بغیر تمہیں چین تو آئے گا نہیں، اس لئے جلدی سے بتا دو۔میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے۔'' بڑے اکھڑے اور بدتہذیب لہجے میں بولا تو دوسری طرف لحہ بھر کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''چلو ٹھیک ہے۔پھر سرپرائز ہی سہی۔'' قدرے توقف کے بعد وہ پھیکے لہجے میں بولی تو نمیر آفندی کو جی بھر کے غصہ آیا۔ایک تو پہلے ہی وہ اس خواب کے زیر اثر بھرا بیٹھا تھا۔اوپر سے سومیہ کے یہ ڈرامے۔وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔

''دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا۔۔۔صبح صبح یہ ڈرامے دکھانے کے لئے کال کی ہے تم نے؟ بے وقوف سمجھا ہوا ہے مجھے یا پھر بے وقوف بنانے کی کوشش کرتی ہو؟''

''نمیر۔۔۔'' وہ دنگ رہ گئی۔اس سے پہلے بھی وہ لڑتا الجھتا تھا مگر اس قدر بدتمیزی اور بدمزاجی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

''شٹ اپ سومیہ اور ایک بات لکھ کے رکھ لو، جو تم چاہتی ہو وہ میں کبھی نہیں بن سکتا۔۔۔کبھی بھی نہیں۔انڈر اسٹینڈ؟'' وہ بری طرح چلایا۔

دوسری طرف وہ آنکھوں میں آنسو لئے گنگ تھی۔لائن کاٹ دی گئی۔سومیہ کا گویا ''دنیا'' سے رابطہ منقطع ہوا تھا۔اس کا معصوم سا دل بہت بری طرح ٹوٹا تھا۔

☆......☆......☆

مبین آفندی کو قدرت نے شادی کے تین سال بعد بھی اولاد کی خوشی سے محروم رکھا تھا۔ایسے میں ثمرہ کے پاؤں بھاری ہونے کی خبر نے آفندی ہاؤس میں خوشی کی لہر دوڑا دی۔ماں جی روتی جاتیں اور ثمرہ پر سے صدقے کے روپے وار کے کام والیوں کو دیتیں۔ اپنا سر پھرا لاڈلا بیٹا یاد آتا۔۔۔اس نے بھی تو انہیں خوشخبری دی تھی۔سب ان آنسوؤں کو خوشی کے آنسو سمجھتے۔نادان دنیا

والے۔غم اور خوشی کے آنسو میں فرق کرنے کے لئے دل کی آنکھ کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ورنہ رنگ اور ذائقے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ دونوں میں ایک سی شفافیت اور ایک سی نمکینی ہوتی ہے۔

صدیقہ بھابی کے تو مانو سینے پر سانپ لوٹ گئے۔چند ماہ پہلے آئی ثمرہ ان سے بازی لے گئی تھی۔انہوں نے ڈاکٹروں کے علاوہ پیروں فقیروں کے آستانوں کے بھی چکر لگانے شروع کر دیئے۔

دوسروں کی خوشی سے حسد کرنے والے درحقیقت اللہ کی تقسیم کی نفی کر رہے ہوتے ہیں ورنہ جو چیز اللہ نے کسی کو دی ہو اس سے جلنا کیسا؟ جبکہ ہر کسی کو قسمت کے مطابق ملنے کا وعدہ ہے۔

صدیقہ بھابھی کو اندر ہی اندر ثمرہ سے حسد پیدا ہو گیا۔ان کے خیال میں ثمرہ نے یہ خوشخبری سنا کر ان کی حیثیت گھٹا دی تھی۔ اور اللہ بہتر جاننے اور فیصلے کرنے والا ہے۔تو ہے کسی کی مجال کہ اس کے کیے کے خلاف جائے؟ وہاں تو دم مارنے کی بھی جگہ نہیں۔

صدیقہ بھابی بھی جلتی، تڑپتی، سلگتی، ثمرہ سے نفرت کرتیں مگر وہ اس کا نصیب بدل نہیں سکتی تھیں۔صد شکر پروردگار کا کہ اس نے ''کچھ'' کا اختیار انسان کو دے کر ''کن'' کا اختیار اپنے پاس ہی رکھا ورنہ انسان نہ تو کسی کو روزی دیتا اور نہ ہی اچھی قسمت۔اور اللہ ہی بہترین جاننے اور سمجھنے والا ہے۔بے شک۔

☆......☆......☆

ملاحہ اور فرزین کے ساتھ وہ شاپنگ مال آئی تو چند ایک چیزیں ہی خریدی تھیں کہ طے شدہ پلان کے کے مطابق طلال صاحب تشریف لے آئے۔مسکراتی نظروں سے وہ بے نیاز نظر آنے کی کوشش کرتی مہرماہ کو دیکھتا، ملاحہ اور فرزین سے ہیلو ہائے کر رہا تھا۔

''واؤ۔کیا سرپرائز ہے۔۔۔'' وہ خوش ہو رہی تھیں۔

''ہو گئی شاپنگ تم لوگوں کی۔۔۔؟'' طلال کا روئے سخن ملاحہ اور فرزین کی طرف تھا۔

''ابھی تو صرف آپی نے اپنی چیزیں لی ہیں۔میں اور ملاحہ تو رہتے ہیں باقی۔'' فرزین نے منہ لٹکایا۔

''اف۔۔۔اتنی گرمی میں اپنی آپی کو لے کے پھر رہی ہو جبکہ یہ اپنی شاپنگ بھی کر چکی ہے۔اب تم لوگ اپنی شاپنگ مکمل کر کے آؤ، میں اتنی دیر میں فرسٹ فلور پر موجود آئسکریم پارلر کا چکر لگواتا ہوں تمہاری آپی کو۔''

''اور ہم۔۔۔؟'' وہ دونوں احتجاجاً چلائیں۔

''بھئی، ہم کون سا آئس کریم کھا کر وہاں سے بھاگ جائیں گے۔تم دونوں اپنی شاپنگ مکمل کر کے ہمیں وہیں جوائن کر لو۔ایک آئس کریم تم لوگوں کے ساتھ بھی ہو جائے گی۔'' طلال نے فوراً دوستانہ انداز میں حل پیش کیا تو پھر کہیں جا کے ان دونوں کو سکون آیا۔ان دونوں کے آگے بڑھ جانے کے بعد طلال نے مسکراتے ہوئے خود سے کترائی کھڑی مہرماہ کو دیکھا۔

http://kitaabghar.com

''ہاں جی۔چلیں پھر؟''

وہ بے ساختہ ہلکے سے ہنس دی۔

''جو کر۔۔۔'' وہ دونوں چلتے ہوئے خودکار سیڑھیوں تک آئے تو ادھرادھر کی باتوں میں مگن، خود سے کچھ فاصلے پر ان کے تعاقب میں آتے شخص پر ان دونوں میں سے کسی کا بھی دھیان نہ تھا۔ان دونوں نے خودکار سیڑھیوں پر نیچے جانے کے لئے قدم رکھے اور ان سے ٹھیک چار سیڑھیاں اوپر ان کے پیچھے آتے شخص نے بھی۔

☆......☆......☆

وہ نیند کے جھونکوں کی زد میں تھا۔

''وقار۔۔۔'' زرنگار نے اسے ہولے سے پکارا۔

''ہوں۔۔۔'' وہ چونکا۔نیند سے بوجھل ہوتی آنکھیں پل بھر کو گلابی جھلک دکھا کر پھر بند ہو گئیں۔زرنگار کو اس پر ترس بھی آیا اور پیار بھی اور سب سے زیادہ فخر محسوس ہوا۔یہ وہ مرد تھا جو اس کے لئے اپنی سلطنت ٹھکرا آیا تھا۔

''وقار۔۔۔بات تو سنیں۔'' اس نے احتجاج کیا۔ابھی اس نے کمرے کی لائٹ بند بھی نہیں کی تھی اور وہ نیند میں جھومنے لگا تھا۔

''سن رہا ہوں۔۔۔'' وہی غنودگی میں ڈوبا لہجہ۔

''آنکھیں تو بند ہیں آپ کی۔۔۔'' زرنگار نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

''تمہیں کس گدھے نے کہا کہ میں آنکھوں سے سنتا ہوں۔کان کھلے ہیں میرے، تم بات کرو۔'' بڑے ٹھنڈے طنز سے اب کی بار اس نے تفصیلی ''تسلی'' کرائی تو زرنگار اسے گھورنے لگی۔مگر ایک نیند میں جھومتے جھامتے شخص پر یہ گھوریاں، کلاشنکوف کے برسٹ سا تو اثر نہیں کر سکتیں ناں۔

''میں سوچ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کیا دے گا؟'' دھیمے لہجے میں پوچھا۔

''تم کو میں اور مجھے تم مل گئیں۔اب اور کیا چاہیے ہمیں؟'' وہ مطمئن تھا۔سرشار۔

''اونہوں۔۔۔اولاد کی بات کر رہی ہوں۔'' زرنگار نے ٹوکا۔

''وہ بھی اللہ بہتر ہی کرے گا۔'' وہ قانع تھا۔اللہ نے اسے زرنگار دے دی۔آگے بھی وہ بہترین ہی دے گا۔

''اور اگر۔۔۔'' وہ کہنے لگی مگر شدید جذبات نے کچھ ایسا غلبہ پایا کہ فی الفور گلا رندھ گیا۔وقار کی آنکھیں پٹ سے کھلیں۔

''اگر۔۔۔کیا؟'' حیرت سے اسے دیکھا۔

''اگر۔۔۔بیٹی۔۔۔دے دی تو؟'' وہ اٹکی۔وقار فی الفور اس کی بات کی گہرائی تک پہنچا۔خشمگیں انداز میں اسے دیکھا اور

http://kitaabghar.com

دانت پیس کر بولا۔

"تو پھر۔۔۔میں تمہیں ایک زوردار تھپڑ دے ماروں گا۔" وہ بے اختیار تھوڑا سا پیچھے ہٹی۔خوف زدہ ہوگئی۔وقار تھکاوٹ پرے دھکیلتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"بے وقوف۔یہ کیسا سوال ہے؟ زرگل بائی کی بیٹی کو سینے سے لگا کے لے آیا تو کیا اپنی بیٹی کو نہیں اپناؤں گا؟" وہ فوراً ہی بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا۔اس کے جواب نے زرنگار کو تشکر کے جذبات میں بھگو ڈالا۔

"اف۔۔۔"اس نے بے اختیار آگے بڑھ کے وقار کے شانے پر سر رکھا۔"ڈرا دیا تھا آپ نے مجھے۔۔۔"

"اپنی باتیں بھی تو دیکھو۔۔۔مجھے پتا چل گیا ہے جو تم پوچھنا چاہ رہی ہو زری......میں اللہ سے بیٹا مانگتا ہوں، اس کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔اس سے ہمیشہ بہترین چیز مانگنی چاہیے۔لیکن اگر وہ بیٹی دے گا تو شکر الحمدللہ۔وہ وقار آفندی کی بیٹی ہوگی۔بے نام و نشان نہیں۔" وہ بے حد سنجیدہ تھا۔زرنگار کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

☆......☆......☆

وہ دونوں خوش گپیوں میں مصروف یونیورسٹی کی شرارتوں اور یادوں کو دہراتے آئسکریم کے پیالے سامنے رکھے اس کے پگھلنے کی فکر کیے بنا باتوں میں مصروف تھے۔

"خبردار جو آئندہ سے تم نے اس طرح ملنے کی فرمائش کی تو، مجھے اتنا برا لگا۔" مہرماہ اسے آئندہ کے لئے تنبیہ کر رہی تھی۔

"اونہوں، جھوٹی۔۔۔" طلال اس کی شکل دیکھ کر شرارت سے ہنسا۔"اچھی بھلی خوش ہو اس ڈیٹ سے۔"

"افوہ۔ملتی تو یونیورسٹی میں بھی تھی تم سے۔مگر اب یوں پبلک پلیس پہ اسپیشلی آ کے۔۔۔وہ بھی آغا جان کے خطرے کی تلوار کے سائے میں۔۔۔سمجھا کرونا۔" وہ گھبرانے لگی۔

"حالانکہ اب تو پروموشن ہوگئی ہے۔فرینڈ سے منگیتر کے عہدے پر فائز ہوگیا ہوں میں۔اب تو اس طرح کی حدود و قیود مت لگاؤ۔" وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔مہرماہ کی کھلکھلاتی ہنسی بے ساختہ تھی۔اسی وقت کسی نے آکر ان کے ٹیبل کی سطح پر اپنے دونوں ہاتھ جمائے اور جھک کر مہرماہ کو دیکھا۔اس کی ہنسی کو ایک دم بریک لگا۔

"تم۔۔۔" وہ لحظہ بھر کو گڑبڑا سی گئی۔وہ موحد آفندی تھا۔

"ہاں۔۔۔میں۔" وہ چبا کر بولا۔"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ طلال کی موجودگی کو قطعی نظرانداز کیے ہوئے، مہرماہ سے پوچھ رہا تھا۔

"وہ۔۔۔میں۔۔۔" مہرماہ کی پیشانی چمکی۔

"ایکسکیوزمی۔یہ میرے ساتھ ہے۔۔۔" طلال نے گویا اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا چاہی۔موحد سیدھا ہوتے ہوئے

http://kitaabghar.com

اس کی طرف متوجہ ہوا تو پیشانی پر ناگواری بل پڑے ہوئے تھے۔

''کیوں، مسٹر کس رشتے سے؟'' مہر ماہ بھک سے اڑی طلال نے بھی بمشکل ضبط کیا۔

''منگیتر ہے یہ میری۔۔۔''

''منگیتر ہو، شوہر نہیں جو یوں کھلے عام لے کے پھر رہے ہو۔'' وہ بھگو کے مارتے ہوئے بولا تو مہر ماہ تلملا اٹھی۔

''موحد۔۔۔ بی ہیو یور سیلف۔۔۔'' دانت پیس کر بھرپور غصے سے کہا تو موحد نے اسے گھورا اور چبا چبا کر بولا۔

''یہ بات تم ذرا چل کے باہر آغا جان کو بتا دو۔ وہ باہر گاڑی میں بیٹھے ہیں۔'' مہر ماہ کے قدموں تلے سے صحیح معنوں میں زمین سر کی تھی۔

''ڈونٹ وری مہرو۔ میں بات کر لیتا ہوں ان سے۔'' طلال نے خوامخواہ کی سنسنی پھیلانے والے موحد آفندی پر ایک کڑی نظر ڈالتے ہوئے مہر ماہ کو تسلی دی تھی۔

''تم نے جتنی باتیں کرنی تھیں، کر لیں مسٹر طلال آگے ہمارا گھریلو معاملہ ہے۔۔۔ اٹھو تم۔'' موحد نے ٹھنڈے لہجے میں کہتے ہوئے طلال پر گویا اس کی حیثیت واضح کی تھی۔

''ملاحہ اور فرزین ساتھ ہیں میرے۔'' مہر ماہ کو ذرا حوصلہ ہوا۔

''ہاں۔ وہ تو مجھے نظر آ ہی رہی ہیں۔'' موحد کا طنز کمال کا تھا۔ مہر ماہ کو اس کا جتانے والا انداز سلگا گیا۔ مگر غلطی تو بہر حال اس کی اپنی تھی۔ وہ کرسی گھسیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنا شولڈر بیگ اٹھایا اور طلال کو دیکھا۔

''میں چلتی ہوں۔ فون پہ بات کروں گی۔'' اندر سے خوف زدہ سہی مگر وہ کم از کم طلال کے سامنے یہ کمزوری ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پھر موحد کو دیکھا۔

''فرزین اور ملاحہ اندر ہیں۔ مال میں۔''

''میں کال کر لیتا ہوں۔ موبائل تو ہو گا ان کے پاس۔'' وہ اسے آگے چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی چل پڑی۔ موحد نے چلتے ہوئے اچٹتی مگر ایک گہری جتاتی نگاہ طلال پر ڈالی تو وہ اس عجیب سی نگاہ کے معنوں میں الجھا، مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا اور ادھر ادھر باہر طرف قدم بڑھاتی مہر ماہ کے قدم من من کے ہو رہے تھے...... آغا جان۔

☆......☆......☆

دروازے پہ لگی گھنٹی کی آواز تو سب ہی نے سنی۔ مگر چونکہ چوکیدار ہر وقت گیٹ پہ موجود ہوتا تھا سو امید واثق تھی کہ مہمان ہوا تو سیدھا اندر ہی آئے گا۔

تائی جان اور سائرہ چچی ٹیبل پہ رکھی سبزی بنا رہی تھیں۔ ساتھ ساتھ کسی نہ کسی بات کا ذکر چل نکلتا۔ جبکہ ثمرہ نازک سے فریم کی، نظر کی عینک لگائے اخبار پڑھ رہی تھیں۔ جب ٹی وی لاؤنج میں کوئی داخل ہوا۔

"السلام علیکم پھپھو۔۔۔" جوشیلا نسوانی لب ولہجہ۔ ثمرہ نے جھٹکے سے گردن موڑ کر دیکھا۔ ان کے ہونٹ بے اختیار کھلے۔ اخبار رکھتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"گڑیا۔۔۔" وہ بھاگ کر نم آنکھوں کے ساتھ ان سے آلپٹی۔

تائی جان اور سائرہ چچی ہاتھ روکے ان دونوں پھوپھی، بھتیجی کو ملتے دیکھ رہی تھیں۔ اس نے ان دونوں کو بھی سلام کیا۔

بھولی سی صورت والی بڑی پیاری سی لڑکی تھی۔ جب پاکستان میں تھے یہ لوگ تو یہ بچی تقریباً ہر ہفتے ہی آفندی ہاؤس آتی تھی۔ موحد کی ماموں زاد تو تھی ہی۔ دوست بھی ٹھہری۔ سائرہ چچی کی یادداشت کمال کی تھی۔ ذہن میں ہی منٹوں میں جوڑ توڑ کر لیا۔

"کیا بھلا سا نام تھا بھلا اس کا۔" انہوں نے چودہ سال پرانی یادیں کھنگالیں۔

"ہاں۔۔۔ سومی۔۔۔ سومیہ نام تھا اس کا۔ جسے پیار سے سب گڑیا کہتے تھے۔"

وقت کس پل کیا چال چلنے والا ہے اور قسمت کیا کھیل دکھانے والی ہے۔۔۔ یہ کوئی نہیں جان سکتا۔ سومیہ اپنی پھپھو کے گلے میں بانہیں ڈال کے بیٹھی تھی۔

اور اب اسے انتظار تھا۔ اپنے بچپن کے دوست موحد آفندی کا۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

http://kitaabghar.com

مہر ماہ بظاہر بڑے اعتماد مگر در حقیقت لرزتے دل کے ساتھ گاڑی تک آئی تو اندر ملاحہ اور فرزین کو پہلے سے براجمان اپنے ہاتھوں میں تھامے کون سے لطف اندوز ہوتے دیکھ کر وہ گاڑی سے دو قدم دور ہی بری طرح ٹھٹک گئی۔ موحد اسے نظر انداز کرتا ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر بیٹھ گیا تھا۔

مہر ماہ نے اگلی نشست کی طرف دیکھا۔ وہ خالی تھی۔

وہ الجھی الجھی سی پچھلی سیٹ پر ڈھیر ہو گئی۔ کیا آغا جان کسی کام کی غرض سے گاڑی سے اترے تھے؟ اسے اتنی جلدی واپس آتا دیکھ کر ملاحہ نے حیرت سے سرگوشی کی۔

''طلال بھائی چلے گئے کیا؟'' مگر مہر ماہ کی ساری توجہ گاڑی اسٹارٹ کرتے موحد پر تھی۔

''آغا جان کہاں ہیں؟'' اس نے بھینچے ہوئے لہجے میں ملاحہ سے پوچھا تو آواز دھیمی ہی تھی۔

''آغا جان۔۔۔؟ مجھے کیا پتا۔۔ گھر پہ ہی ہوں گے۔'' ملاحہ گڑبڑائی، اسے مہر ماہ کے سوال کی تک سمجھ نہیں آئی تھی مگر مہر ماہ کی سیٹ پر تو جیسے کیلیں اگ آئیں۔ بے وقوف بنائے جانے کے احساس پر ذلت و اہانت کی شدید کیفیت حاوی ہوئی تو رگوں میں خون کی جگہ گویا شرارے دوڑ اٹھے۔

''تم نے جھوٹ بولا مجھ سے۔۔۔؟'' شرربار نگاہوں سے موحد کو دیکھتے ہوئے وہ اونچی آواز میں بولی تو غم و غصے کے مارے آواز پھٹ سی گئی۔

''آپی۔۔۔'' ملاحہ نے پریشان ہو کر اس کا ہاتھ دبایا۔ فرزین بھی گھبرا گئی تھی۔ موحد گاڑی مین روڈ پر لے آیا تھا۔ اطمینان سے بولا۔

''تو کیا تم چاہتی ہو کہ سچ میں یہاں آغا جان ہوتے؟''

''تم۔۔۔ تم ایک انتہائی بیہودہ اور اول درجے کے جھوٹے شخص ہو۔ تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ تم اس طرح کی فضول سچویشن کری ایٹ کرتے۔''

تذلیل کا گہرا احساس اس کے دل کو کچل رہا تھا۔ چہرے سے تپش کی لپیٹیں نکل رہی تھیں۔ جی تو چاہ رہا تھا تھپڑوں سے موحد آفندی کا چہرہ بگاڑ دے۔ کس قدر ذلیل کیا تھا آج اس کی بے ہودگی نے اور طلال۔۔۔ اف میرے اللہ۔۔۔ آفندی ہاؤس کے ہونے والے داماد کی کیا عزت افزائی کر کے آیا تھا وہ۔

فرزین اور ملاحہ بے چاری حواس باختہ سی تھیں۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس بپھری شیرنی کے بھڑکنے کی وجہ کیا ہے اور اسے قابو کیسے کیا جائے۔ فی الحال تو چپ رہنے میں ہی بھلائی تھی۔

http://kitaabghar.com

"یعنی تم ابھی بھی سمجھ رہی ہو کہ میں نے غلط کیا؟" وہ بیک ویو مرر میں، اس کا لال بھبوکا چہرہ اور نم آنکھیں دیکھ کر طمانیت محسوس کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ پھر گویا ہوا۔ "تو چلو ٹھیک ہے۔ چل کے آغا جان سے ہی فیصلہ کروا لیتے ہیں۔"

مہر ماہ نے سختی سے لب بھینچے۔ درحقیقت اس کا زور زور سے رونے کو جی چاہ رہا تھا۔ شاید اللہ تعالیٰ نے موحد آفندی نامی سزا دنیا میں ہی اس کے لئے تجویز کر دی تھی۔ گھر پہنچ کر پورچ میں گاڑی رکتے ہی وہ فوراً نیچے اتری اور دروازہ اس زور سے بند کیا کہ دونوں لڑکیوں نے کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے۔

"اسے ٹینشن کے دورے پڑتے ہیں کیا؟" موحد ملاحہ سے پوچھ رہا تھا اور وہ بے چاری شرمندہ سی ہو رہی تھی۔ اچھی بھلی خوش مزاج سی مہر ماہ کو نجانے کیا ہو گیا تھا۔ وہ تینوں مہر ماہ کے پیچھے ہی اندر داخل ہوئے تھے۔

"السلام علیکم۔۔۔" اندر داخل ہو کر موحد نے خواتین کو لاؤنج میں براجمان پا کر با آواز بلند سلامتی بھیجی تھی۔

"موحد۔۔۔ ادھر تو دیکھو۔ بھلا کون آیا ہے؟" ثمرہ کی آواز میں چہکار سی تھی۔ سومیہ مسکراتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی تو اسے دیکھ کر موحد بری طرح چونکا۔ پھر اس کے تاثرات میں خوشگواریت بھر آئی۔

"آہ مائی ڈیئرسٹ فرینڈ۔" موحد نے آگے بڑھ کر بڑی خوش دلی سے کہتے ہوئے بے تکلفی کے ساتھ مومنہ کا بڑھا ہوا ہاتھ تھاما۔

"کب سے آئی ہوئی ہو پاکستان؟ اب یاد آئی ہماری؟" وہ اس کے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دے کر جتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ سومیہ کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ چمکی۔ "کسی" کے رویے کی بدصورتی پردۂ ذہن پر لحہ بھر کو جھلملائی تھی۔

"ایسے ہی بس۔۔۔" اس نے اپنے مرجھائے ہوئے لب و لہجے پر جیسے بشاشت کا لبادہ فوراً ہی اوڑھ لیا۔ "مگر اب میں نے جان لیا ہے کہ دنیا میں ایک اچھے دوست سے بڑھ کے اور کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ اسے نبھانے میں ہمیشہ ترجیح دینی چاہیے۔" اس نے موحد کے مسکراتے چہرے پر نظر جما کر کہا۔

"بیٹھو۔۔۔" اس نے سومیہ کو اشارہ کیا اور فرزین اور ملاحہ سے اس کا تعارف کرانے لگا۔ اس کا موڈ بہت فریش لگ رہا تھا۔ تعارف کے مرحلے سے گزرتی، موحد کے رویے کی نرمی اور توجہ کو جانچتی سومیہ دل ہی دل میں نمیر آفندی اور موحد آفندی کا تقابلی جائزہ لینے میں مصروف تھی۔ ایک محبت کا رشتہ تھا تو دوسرا دوستی کا۔ قدرت ہی جانتی تھی کہ سومیہ کا دل کس راہ کا مسافر ہونے والا تھا۔

☆......☆......☆

وہ اپنی تذلیل کا جتنا بھی ماتم مناتی کم تھا۔ دل تھا کہ کسی طور چین ہی نہیں پا رہا تھا۔ بیٹھتی تو تڑپ کر اٹھ کھڑی ہوتی۔ ٹہل ٹہل کر ٹانگیں شل ہو رہی تھیں۔ رونا تھا کہ تھمنے میں ہی نہ آتا تھا۔

"سمجھا کیا ہے اس خبیث انسان نے مجھے۔۔۔ جب جی چاہا، جس کے سامنے چاہا ذلیل کر دیا اور پھر طلال کی بے

http://kitaabghar.com

عزتی۔۔۔اف۔۔۔" اس سوچ کے ساتھ ہی اس کے دل پہ ہاتھ پڑتا تھا۔

"کیا سوچ رہا ہوگا وہ۔کس طرح کی فیملی ہے ہماری۔تنگ دل،تنگ نظر۔۔۔اور یہ پہنچا کیسے وہاں؟ فرزین اور ملاحہ پر بھی نگاہ رکھی ہوئی تھی اور مجھ پر بھی۔۔۔یعنی باقاعدہ پلاننگ۔۔۔اچانک تو پہنچ نہیں سکتا تھا وہاں۔۔۔"

اس کا دماغ سوچ سوچ کر دکھنے لگا تھا۔رو رو کر آنکھیں سجا لیں۔واش روم میں پانی کا نل کھولے واش بیسن پہ جھکے اس نے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے تو ذہن میں جھماکا سا ہوا۔سوچ کا ایک نیا در، وا ہوا تھا گویا۔

"تزئین۔۔۔تزئین نے میری اور طلال کی باتیں سنی تھیں تو کیا اس نے۔۔۔؟" اسے اپنی ہی سوچ پر یقین نہیں آیا۔تولیے سے چہرہ تھپتھپاتے ہوئے اس کا ذہن سنسنا رہا تھا۔

☆......☆......☆

وقار آفندی اور زرنگار کی زندگی باہمی محبت اور اعتماد کے سہارے دھیرے دھیرے اپنی راہ پر گامزن تھی۔

فلیٹ کا کرایہ زیادہ نہ تھا،سو دوستوں کے ہر تعاون کو ٹھکراتے ہوئے وہ زرنگار کو دو کمروں کے کرائے کے گھر میں لے آیا تھا۔

"یار دوست کیا صرف بھلے وقتوں کے لیے ہوتے ہیں؟" مظہر اور کاشف سخت خفا تھے۔وقار کے ہونٹوں پر طمانیت بھری مسکراہٹ۔

"جب برا وقت آئے گا تب دیکھی جائے گی۔ابھی تو سب بھلا ہی ہے۔" اس کا اطمینان قابل دید تھا مگر خوشیوں کے دھیرے دھیرے جھولتے اس ہنڈولے کو شدید جھٹکا تب لگا جب وقار آفندی کو بنا کوئی توجیہہ پیش کیے نوکری سے جواب دے دیا گیا۔وہ سخت پریشان تھا۔

"اتنا اچھا چل رہا تھا سب۔کام بھی ٹھیک کر رہا تھا میں۔پھر پتا نہیں کیوں۔۔۔بنا نوٹس کے جواب دے دیا۔" اس سے کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا جا رہا تھا اور زرنگار کا بس نہیں چل رہا تھا اس کی ہر پریشانی خود میں سمو لے۔اس نے اپنے اندر کی بے چینی کو دباتے ہوئے لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ سجا کر لقمہ بنا کر اس کے منہ میں ڈالا۔

"اللہ کے رزق کو آگے رکھ کے انتظار نہیں کرواتے۔گناہ ملتا ہے۔رزق کی بے حرمتی ہوتی ہے۔" وہ مسکرا رہی تھی۔وقار نے اس کا ہاتھ تھاما۔لقمہ چباتے ہوئے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

ماں تا کا دلکش روپ لیے،شانوں تک پہلے ماڈرن انداز میں کٹے بالوں کو اب سیدھی چوٹی میں باندھے وہ سادگی کا پیکر تھی۔مگر بہت خوبصورت۔۔۔وہ مثل ماہتاب تھی۔ٹھنڈی روشنی دینے والا چاند۔وقار آفندی کی زمین کا روشن ماہتاب۔تھوڑے بھاری ہوتے وجود نے بھی اس کی خوبصورتی کو ماند نہ کیا تھا بلکہ ماں تا کا یہ روپ اسے مزید دلکشی عطا کر رہا تھا۔

http://kitaabghar.com

''کیا ہوا؟ کیا دیکھ رہے ہیں؟'' وہ اس کی نظروں کے جمود سے ناواقف نہیں تھی۔ مسکرا کر پوچھا تو وہ قدرے آزردہ نظر آیا۔

زرنگار نے دوسرا نوالہ آگے بڑھایا مگر اس نے منہ نہ کھولا۔

''کیا کیا نہیں سوچا تھا میں نے زری۔۔۔ ہمارے مستقبل کے لیے۔ تمہیں بڑی شان سے بیاہ کے آفندی ہاؤس لے جانے کا تہیہ کر رکھا تھا میں نے اور نصیب میں لکھا تھا یہ کرائے کا دو کمروں کا مکان'' زرنگار نے اس کی مایوسی اور آزردگی کو ہنسی میں اڑایا۔

''ہاہ۔۔۔ تو میں کہاں کی ملکہ تھی۔۔۔''

''میرے دل کی ملکہ تو تھیں نا۔۔۔'' وہ اب بھی سنجیدہ تھا۔

''وہ تو اب بھی ہوں۔۔۔ باقی حالات اور موسم تو آتے جاتے رہتے ہیں وقار۔ ان کی کیا ٹینشن لینا۔'' وہ بھی سنجیدہ ہوگئی تھی۔

''دل میں کوستی تو ہوگی مجھے۔۔۔ یہ تنگ دستی۔۔۔ یہ کم مائیگی۔۔۔ تمہارے تو خواب و خیال میں بھی نہ ہوگی۔''

''وقار۔۔۔'' اس کا دل واقعی تڑپ اٹھا تھا۔

''کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ میں خوش ہوں۔۔۔ بہت خوش۔'' وہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولی تو وہ اس کا نوالے والا ہاتھ پرے کرتا اٹھ گیا۔ زرنگار نے نوالہ پلیٹ میں واپس رکھتے ہوئے دسترخوان سے ہاتھ صاف کیا اور بعجلت اٹھی۔

''کسے یقین دلا رہی ہو زری۔ مجھے یا خود کو؟'' وہ جانے اس پر ہنسا تھا یا خود پر۔

صحن میں سامنے لگے بیسن پر جا کر کلی کرنے لگا۔ ہاتھ منہ دھو کر وہ واپس آیا تو زرنگار نے سفید تولیہ اس کے ہاتھ میں تھمایا اور پلٹ کر کمرے میں چلی گئی۔ وقار ٹھٹکا۔ وہ ناراض ہو گئی تھی۔ تولیہ ریک پر لٹکا کر وہ اس کے پیچھے کمرے میں گیا۔ وہ پلنگ کے کنارے بیٹھی سر جھکائے چادر کے ڈیزائن پر انگلی پھیر رہی تھی۔ وقار کو خود پر افسوس ہوا۔ ایسے ہی ٹینشن کا شکار ہو کر اس کا بھی موڈ خراب کیا تھا۔ اس کے سامنے کھڑے ہو کر وقار نے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام کر اوپر کیا تو نم آنکھیں اسے بے چین کر گئیں۔

''میں نے تو ایسے ہی۔۔۔ تم تو سیریس ہو جاتی ہو یار۔۔۔ پتا تو ہے فضول بولتا رہتا ہوں میں۔''

''آپ ان حالات میں گزارہ کریں گے تو کیا میں نہیں کروں گی وقار؟ لاکھوں کے لالچ میں نہیں، عزت کی روٹی کے لالچ میں آپ کے ساتھ نکاح کیا ہے۔ پھر کیوں میرا دل دکھاتے ہیں۔ مکمل بھروسہ نہیں بھی نہیں کرتے، آدھا بھروسا تو دل توڑ دیتا ہے وقار۔''

وہ بے حد آزردہ خاطر تھی۔ آنکھوں میں نمی اور لرزتے گلابی لب۔ وقار نے پشیمان ہو کر بے اختیار اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔

☆......☆......☆

آغا جان کا فون آیا تھا۔ سلام و دعا کے بعد انہوں نے ہنکارا ابھرا اور طنز سے پوچھا۔

''کیا حال ہے برخوردار۔ عشق کا بھوت اترا یا ابھی بھی کچھ اثر باقی ہے؟''

http://kitaabghar.com

"میں اس بھوت کے ساتھ بہت خوش ہوں۔ آپ کام کی بات کریں۔" وقار نے رسان سے جواب دیا تو وہ تحکمانہ رعونت سے بولے۔

"یہ ڈرامابازی چھوڑو۔۔۔ بہت جذباتیت دکھالی تم نے اور برداشت کرلی ہم نے۔ سیدھے گھر آؤاب۔"

"تو پھر آپ بھی اپنی بہو کے استقبال کی تیاریاں کرلیں باباجان۔" وہ بڑے اطمینان سے بولا۔

"بکواس بند کرو۔۔۔" وہ تپ اٹھے۔ گرج کر بولے۔ "خبردار جو اس نطفۂ ناتحقیق کو دوبارہ سے اس گھر میں لانے کی بات کی ہوتو۔۔۔" ان کی زبان سے زرنگار کے لیے گالی سن کر وقار کی رگوں میں شرارے دوڑ اٹھے۔

"باباجان۔۔۔" وہ انہیں سختی سے ٹوک گیا۔ "اس کا ماضی جو بھی رہا ہو۔ اس کی موجودہ پہچان یہی ہے کہ وہ وقار آفندی کی بیوی اور آغا ذوالفقار آفندی کی بہو ہے۔"

"الو کے پٹھے۔۔۔ خبردار جو ہمارا نام اس بےحمیت عورت کے ساتھ جوڑا۔۔۔" وہ غیض وغضب کا شکار ہونے لگے۔

"تو پھر وقار آفندی کو بھی بھلا دیں۔ اس کا نام بھی اس عورت کے نام کے ساتھ جڑ چکا ہے باباجان اور اب موت کے بعد ہی الگ ہوگا" اس کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی۔ بعض اوقات دل کے بہت قریب رہنے والے ہی دل دکھاتے ہیں۔ بس ہمیں پتا دیر سے چلتا ہے۔ اس کے اپنے بھی یہی کام کررہے تھے اور باربار کررہے تھے۔ ہر بار زرنگار اس کے دل میں مزید اتر جاتی تھی۔ وہ اس کے اور قریب ہوجاتا تھا۔

"بہت پچھتاؤ گے وقار۔۔۔ واپس لوٹ آؤ اس سے پہلے کہ میں بھول جاؤں تم سے ہمارا رشتہ کیا ہے۔"

"بھول تو آپ چکے ہیں باباجان۔۔۔" ان کے تندوتیز لہجے کو وقار آفندی کی ٹھہری ہوئی پرسکون آواز نے کاٹ دیا۔ "جب مجھے تین بار نوکریوں سے جواب ملا۔۔۔ بنا نوٹس کے نکالا گیا۔۔۔ تب ہی تھوڑی سی تحقیق کے بعد پتا چل گیا مجھے کہ آپ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔۔۔ اتنی کہ اپنے بیٹے کو ٹکے ٹکے کی نوکریاں کرنے ہی نہیں دے رہے۔ دیکھ ہی نہیں سکتے اتنی محبت کرتے ہوئے۔" دوسری طرف یک دم خاموشی چھا گئی تھی۔ شاید آغاجان کو توقع نہیں تھی کہ وہ معاملے کی تہہ تک پہنچ چکا ہوگا۔ پھر وہ کھنکھار کر تنفر سے بولے۔

"محسوس کرو گے تو اس میں بھی ہمارا پیار پاؤ گے وقار آفندی۔" وہ تلخی سے مسکرا دیا۔

"تمہارا آفس۔۔۔ تمہارا سونا کمرہ تمہارے انتظار میں ہے وقار! لوٹ آؤ گے تو سب بنا کچھ جتائے تمہیں گلے سے لگالیں گے وقار۔۔۔ مگر تنہا۔۔۔ فقط وقار آفندی۔"

"اور وہ جو وقار آفندی اندر سے مرجائے گا باباجان۔ اس کا کیا؟" وہ غم واندوہ سے چور لہجے میں بولا۔

"ڈراموں، فلموں والے ڈائیلاگ مت بولو مجھ سے وقار۔۔۔"

"قول دے کر پھرنے والے اندر سے مرہی جایا کرتے ہیں باباجان اور میں وعدہ کرکے مکرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اللہ

http://kitaabghar.com

حافظ۔'' اس نے قطعیت سے کہہ کر لائن کاٹی اور پھر موبائل ہی بند کر دیا۔ وہ ذہنی انتشار کا شکار ہو رہا تھا۔

زرنگار ایسی حالت میں تھی اور وہ نوکری سے فارغ۔ دوستوں سے مدد لینا گوارہ نہ تھا کہ ان کے گھر والے بھی وقار سے ان کا میل جول اب خاص پسند نہیں کرتے تھے۔ کچھ آغا جان کی مہربانی۔ ان کے دوستوں کے جو بیٹے ہوئے۔

تب اس نے زرنگار کو لے کر سب کی نظروں سے روپوش ہو جانے کا سوچ لیا۔ کسی چھوٹے دور دراز محلے یا گاؤں میں جہاں آغاز جان کی سوچ کی بھی رسائی نہ ہو مگر اب زندگی سے بدلے لینے کا وقت آن پہنچا تھا۔

زندگی سے بھی کوئی بچ سکا ہے بھلا؟

اور زندگی سے بچ کر صرف وہی بھاگ سکتا ہے۔۔۔ جس کی موت آ جائے۔

☆......☆......☆

دھاڑ کی آواز سے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تو آئینے کے سامنے کھڑی تزئین کے ہاتھ سے ہیئر برش گر گیا۔

''یا اللہ۔۔۔'' وہ لرز کے پلٹی اور پھر دروازے میں مہر ماہ کو دیکھ کر اسے شدید غصہ آیا۔ ''یہ کون سا طریقہ ہے کسی کے کمرے میں آنے کا؟''

''میں بھی تم سے یہی سوال کرنے آئی ہوں کہ یہ کون سا طریقہ ہے کسی کی زندگی، کسی کے پرسنلز میں آنے کا؟'' وہ سرد لہجے میں تلخی سے پوچھ رہی تھی۔

تزئین نے چند سیکنڈز لیے اس کی بات سمجھنے کے لئے اور پھر سر جھٹک کر وہ پلٹی اور نیچے گرا ہیئر برش اٹھانے لگی۔ مہر ماہ کا یقین اور پختہ ہوا۔ یہ آگ تزئین کی لگائی ہوئی ہی تھی۔

''مجھے کوئی شوق نہیں ہے کسی کے پرسنلز میں گھسنے کا۔ جس سے تمہیں مسئلہ ہے اس سے جا کے نمٹو۔ مجھے اپنے معاملات میں مت گھسیٹو۔'' جواب کچھ دیر بعد آیا اور ڈھٹائی سے بھرپور آیا۔

''گھسیٹ کے تو تم لائی ہو میرے پرسنل افیئر میں۔۔۔ موحد آفندی کو۔۔۔'' مہر ماہ نے دانت پیس کر کہا تو وہ بھی بگڑی۔

''میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ سمجھیں۔۔۔ تم جا کے طلال سے ملو یا کسی ایکس وائی زیڈ سے۔۔۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے میں موحد آفندی کو بتاتی پھروں۔''

''اوہ۔۔۔'' مہر ماہ کے تاثرات میں درحقیقت تاسف اتر آیا۔ بے حد و حساب تاسف۔

''جو بات میں نے کہی ہی نہیں ہے، وہ خود تم نے کر دی تزئین۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے اسے آئے ہوئے اور تمہیں وہ اپنا بیسٹ فرینڈ لگنے لگا؟''

http://kitaabghar.com

تزئین زبان پھسلنے پر ذرا گڑبڑائی مگر اب سنبھلنے اور بات سنبھالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔

''فضول باتیں کر کے میرا دماغ مت کھاؤ مہرو۔ جو موحد کی اہمیت ہے اس گھر میں وہ اب سب پر واضح ہے۔ مجھے نہیں پتا تمہیں اس سے کیا مسئلہ ہے۔ مگر میرے لیے وہ کزن ہے اور اس گھر کا ایک اہم ترین فرد۔ وہ گھر کے کسی بھی معاملے سے الگ نہیں ہے۔''

''کسی کے معاملے سے ہو یا نہ ہو مگر میرے ہر معاملے سے وہ شخص الگ ہے تزئین۔'' وہ غصے کے مارے اونچی آواز میں بولی۔ ''اور تمہیں اس کے ساتھ مجھے ڈسکس کرنے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر اتنا ہی عزیز کزن ہے تمہارا تو تم اپنے پرسنلز ڈسکس کر سکتی ہو اس کے ساتھ۔ وہ بھی بصد شوق۔۔۔ مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔'' تزئین کا چہرہ لال پڑا۔

''مجھے چیپ لڑکیوں کی طرح ''پرسنلز'' رکھنے کا کوئی شوق نہیں۔'' اس نے طنز کیا تھا۔ مہر ماہ نے لمحہ بھر کو تھم کر اسے دیکھا پھر ٹھنڈے لہجے میں بولی۔

''اور اگر۔۔۔ طلال تمہیں مل جاتا۔۔۔ تو تمہارے خیالات یقیناً کچھ اور ہی ہوتے۔۔۔ پھر تمہیں بھی کوئی اعتراض نہ ہوتا چیپ لڑکی بننے پر۔'' اس طنز پر تزئین کا رنگ ایکدم سے فق ہوا۔ اس نے اڑی رنگت کے ساتھ مہر ماہ کو دیکھا۔ وہ بات جو وہ آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر بھی نہیں کرتی تھی وہ مہر ماہ آفندی کے دل تک کیسے پہنچی؟ ''مگر ایک بات یاد رکھو تزئین۔۔۔ ملا وہی کرتا ہے جو قسمت میں لکھا ہو۔ دوسروں سے چھین کر اپنا نصیب نہیں بنایا جا سکتا۔'' بہت سرد مگر تلخ لب و لہجے میں کہہ کر رکی نہیں تھی۔

اور تزئین۔۔۔ اس کے جانے کے کئی لمحوں کے بعد اس کے پاؤں جنبش کر پائے۔ ''لعنت ہے تم پر مہر ماہ آفندی۔۔۔'' اس کی آنکھوں میں لالی سی اتر آئی۔ ''مگر تم جانتیں نہیں، تم نے کس کے دل پر ہاتھ ڈالا ہے۔ ابھی تو محض موحد آفندی کو تمہارے پیچھے لگایا ہے۔ جانتی نہیں ہو، اسی کے ہاتھوں تمہیں برباد بھی کروا سکتی ہوں۔''

بعض اوقات انسان خود کو خدا سمجھنے لگتا ہے مگر اللہ ''سمجھنے'' سے نہیں ''ہونے'' سے ہوا کرتا ہے اور یقیناً کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا۔

☆......☆......☆

پھپھو کے بے پناہ اصرار کے باوجود وہ ان کی طرف نہیں ٹھہری تھی۔

''ماما اتنا اصرار کر رہی ہیں، رک جاؤ چند ایک دن۔'' موحد نے بھی ثمرہ کا ساتھ دیا تھا۔ سومیہ مسکرا دی۔

''دوریاں محبت بڑھاتی ہیں موحد۔۔۔ دور رہوں گی تو پھپھو روز یاد کیا کریں گی اور جب یاد کریں گی تب میں آ جاؤں گی۔''

''ہاں۔۔۔ یہ تو ہے۔ قریب رہنے والے کو بندہ یاد نہیں کر سکتا۔'' وہ ہنسا تھا۔ گویا سومیہ کے فقرے کی داد دی۔ اور اب وہ ہاسٹل واپس آئی تو بستر پر بیٹھتے ہوئے جوتے اتارے اور بیگ ٹٹول کر اپنا موبائل نکالا۔ کال لاگ چیک کیا۔ نمیر آفندی کے نمبر سے ایک بھی کال نہ تھی۔ سومیہ کا دل عجیب سی کیفیت میں گھرنے لگا۔ تو کیا یہ طے تھا کہ جس اکھڑے بے نیاز شخص پہ اس کا دل آیا تھا وہ اس کے نصیب میں نہیں تھا؟

http://kitaabghar.com

اس نے بددلی سے موبائل بستر پر پھینکا اور آنسو پیتی وہیں دراز ہوگئی۔ نجانے اسے کتنی دیر ہوئی تھی ایسے لیٹے۔ وہ غنودگی کی کیفیت میں تھی جب اس کا موبائل بجنے لگا اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ پہلے تو اسے آواز کا منبع سمجھ میں ہی نہیں آیا تھا پھر موبائل کی جگمگاتی اسکرین نے حواس ذرا بحال کیے۔

نمیر وقار آفندی۔۔۔ اس نے بے یقینی سے اس جگمگاتے نام کو دیکھا، دل بے اختیار ہی خوش فہمی کا شکار ہونے لگا۔ وہ چاہے اس سے لڑتا جھگڑتا یا بدزبانی کرتا تھا مگر پھر بھی وہ اس سے تعلق نہیں توڑنا چاہتا تھا۔ یہ کال گواہ تھی اس بات کی۔ ہلکی سی مسکراہٹ لئے اس نے کال اٹینڈ کرتے ہوئے موبائل کان سے لگالیا۔

''ہیلو۔۔۔کیسے ہو۔۔۔؟'' پچھلی لڑائی کو ہمیشہ کی طرح بھلاتے ہوئے سومیہ نے بشاشت سے پوچھا۔

''میں تمہارے ہاسٹل کے باہر موجود ہوں۔۔۔ ویٹنگ فار یو۔۔۔'' وہ سنجیدگی سے بتا رہا تھا۔ سومیہ کے دل نے ایک دھڑکن مس کی۔

''ہاں۔۔۔تو؟'' دھڑکنوں کی بے ترتیبی کو سنبھالتے ہوئے وہ شوخی سے پوچھنے لگی۔

''تو یہ کہ مجھے تمہارا تھوڑا وقت چاہیے۔ ضروری بات کرنی ہے۔''

''اگر تو اپنے رویے کی معافی مانگنی ہے تو فون پہ ہی مانگ لو۔ میں معاف کردوں گی۔'' سومیہ اپنے مخصوص شوخ انداز میں بولی۔

''کم آن سومی۔۔۔ آرہی ہو یا میں جاؤں؟'' قطعیت سے بھرپور بے زار لہجہ۔

''اف۔۔۔'' سومیہ کا دل بے اعتنائی کے اس انداز پر سینے میں لوٹ کر رہ گیا۔

''اوکے۔ آئی ول ٹرائی۔ اگر وارڈن نے اجازت دی تو۔ دراصل ابھی باہر سے آئی ہوں میں۔'' اس نے مسکرا کر کہا تو اس نے بات کاٹی۔

''وارڈن سے بات کرچکا ہوں میں۔ تم بس اسے اپنی شکل دکھا کے باہر آجاؤ۔''

''اللہ رے۔۔۔ اتنا کانفیڈینس؟ میں تو جیسے انکار کر ہی نہیں سکتی نا آنے سے۔'' سومیہ نے طنز سے کہا مگر نمیر نے لائن کاٹ دی تھی۔ سومیہ نے جلدی سے جھک کر دیکھتے ہوئے جوتوں میں پاؤں پھنسائے، دوپٹہ کھینچ کر شانے پہ ڈالا اور موبائل شولڈر بیگ میں ڈالتی دروازے کی طرف لپکی اور ساتھ ہی بڑبڑائی۔ ''اور اس کا کانفیڈینس صحیح بھی ہے۔ کون کافر اس کے بلانے پہ جانے سے انکار کرسکتا ہے۔''

ہاسٹل کے گیٹ کے سامنے وہ گاڑی میں موجود تھا۔ وہ مسکراتی ہوئی اگلا دروازہ کھول کر اس کے برابر براجمان ہوگئی۔ وہ اسے لئے قریبی پارک میں چلا آیا۔ جہاں شام ہوتے ہی لوگوں کی آمدورفت اور بچوں کی چیخ وپکار کا سلسلہ شروع ہوچکا تھا۔ وہ قدرے ہٹ کر ایک طرف بینچ پر آبیٹھے اور اس دوران اس کے قدم سے قدم ملا کر چلتی سومیہ خوش فہمیوں کے نجانے کون کون سے محل تعمیر کرچکی تھی۔ وہ

http://kitaabghar.com

دونوں پارک میں کچھ دور کھیلتے بچوں اور خوش گپیاں لگاتی خواتین کو دیکھ رہے تھے۔ دونوں کے مابین اس محسوس کن خاموشی نے سومیہ کو تھوڑا سا نروس کیا۔

"میرا نہیں خیال کہ تم نے مجھے یہاں محض پارک کی رونق دکھانے کے لئے بلایا ہے۔" وہ اس کی خاموشی پر طنز کرتے ہوئے بولی۔ نمیر نے چہرہ گھما کر اس کی طرف دیکھا۔

"تم "آفندی ہاؤس" کیوں گئی تھیں؟" سومیہ لحہ بھر کو چپ رہ گئی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ نمیر آفندی اس سے، اس بارے میں بھی پوچھ سکتا ہے پھر اسے جتا کر بولی۔

"وہ میری پھپھو کا بھی گھر ہے نمیر۔۔۔"

"سو واٹ؟ میں نے تم سے کہا تھا کہ تم وہاں نہیں جاؤ گی اور نہ کبھی میرے متعلق کوئی بات کرو گی۔" وہ تیز لہجے میں بلا تو سومیہ کو بھی غصہ آ گیا۔

"تم کیا سمجھتے ہو؟ میں وہاں تمہارے خلاف کوئی پروپیگنڈہ کرنے گئی تھی؟"

"جو میں نے کہا ہے اس کا جواب دو سومیہ۔۔۔" وہ سرد لہجے میں بولا، سومیہ کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

"ہاں، ہے جواب میرے پاس نمیر وقار آفندی۔۔۔ اور وہ یہ کہ جیسے تم خود اکیلے ہو، اپنی ذات میں، ویسے مجھے بھی اس دنیا میں اکیلا کر دینا چاہتے ہو۔ اس گھر میں میری پھپھو ہیں، میرے بچپن کا دوست ہے۔ کس کے لئے انہیں چھوڑ دوں؟ تمہارے لئے؟ تو پھر میرے ہو کے رہو نمیر آفندی۔ پھر اپنی منواؤ مجھ سے۔" وہ پھٹ پڑی تھی۔

"اب یاد آیا ہے تمہیں اپنے بچپن کا دوست؟" وہ تلخ ہوا۔

"جب جب تم میرا دل توڑو گے تب تب مجھے وہ یاد آئے گا اور بھولا تو وہ کبھی بھی نہیں تھا نمیر مگر تمہارے رنگ اتنے گہرے آئے مجھ پر کہ اس کا عکس دھندلانے لگا۔۔۔" سومیہ کی آواز لرزی تھی۔ "اور اب جب تمہاری بے اعتنائی سے گھبرا کر میں اس کی طرف لوٹی ہوں تو تم سے وہ بھی برداشت نہیں ہو رہا۔"

"اس گھر سے دور رہو سومیہ۔۔۔" وہ بھینچے بھینچے لہجے میں سامنے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ لحہ بہ لحہ اس کی آواز کی تپش بڑھ رہی تھی۔

"اس گھر نے لوگوں کو دکھوں کے علاوہ کچھ دیا بھی ہے تو وہ ہے دربدری۔۔۔ یہ آفندی ہاؤس والوں کا شیوہ ہے۔۔۔ پہلے انہوں نے میرے باپ کو وہاں سے نکالا۔ پھر مجھے اور میری ماں کو۔۔۔ ذلیل کر کے، دھتکار کے۔۔۔ اس کے بعد موحد اور اس کی فیملی کو۔"

"مگر اب موحد اس گھر میں ہے نمیر۔۔۔" سومیہ نے احتجاج کیا تھا۔ نمیر نے چہرہ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ سومیہ کو اس کے تاثرات میں عجیب سی سختی دکھائی دی۔

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

"تمہیں کیا معلوم، وہ کیا پلان لے کر اس گھر میں واپس آیا ہے؟" سومیہ سناٹے میں آ گئی۔

"نمیر۔۔۔" بے یقینی سے بے آواز اسے پکارا۔

"اس گھر سے دور رہو سومیہ اور اگر پھپھو کی محبت اتنا ہی جوش مار رہی ہے تو فون پر بات کر لیا کرو مگر نو مور موحد آفندی۔" وہ آخر میں دانت پیس کر بولا تو پہلی بار سومیہ کو اس کی بات پر شدید غصہ آیا۔

"کیوں نمیر وقار آفندی۔ کس رشتے سے تم یہ رعب مجھ پر جما رہے ہو؟" وہ پھنکاری تھی۔

"میں کسی بھی رشتے سے تم پر رعب نہیں ڈال رہا۔ بس تمہیں وارن کر رہا ہوں۔ دوستی رہی ہے تم سے۔" وہ عام سے لہجے میں بولا تو سومیہ بھیگی سی ہنسی ہنس دی۔

"ہاں۔۔۔ دوستی۔۔۔؟" وہ دوستی جس کو نبھا صرف میں رہی ہوں نمیر۔۔۔ مگر اب میں وہی کروں گی جو میرا دل چاہے گا۔" وہ تلخی بھرے باغی انداز میں بولی۔

"ہونہہ۔۔۔ اور تمہارا دل چاہ رہا ہے موحد آفندی کی دوستی؟"

"ہاں۔۔۔" اس کے جتانے والے انداز پر وہ ضدی انداز میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ "کیونکہ موحد آفندی کے سینے میں جو دل ہے وہ نمیر وقار کا نہیں ہے۔" وہ کہہ کر رکی نہیں تھی۔ اس کا رخ گیٹ کی جانب تھا اور پیچھے نمیر آفندی بت بنا بیٹھا تھا۔

☆......☆......☆

آج وقار آفندی خوب گرج برس کر گیا تھا۔

آغا جان اسے دو کرائے کے گھروں سے نکلوا چکے تھے اور وہ اسی بات کا احتجاج کرنے آفندی ہاؤس آیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد ماں جی پہلی بار، دکھے دل سے، آغا جان کے سامنے رو پڑیں۔

"کیا کر رہے ہیں آپ اس کے ساتھ۔ اس کی زندگی کو اور مشکل مت بنائیں۔ در در کی ٹھوکریں تو پہلے ہی کھا رہا ہے وہ۔"

"ماؤں والے ٹسوئیں مت بہاؤ رابعہ خاتون۔" انہوں نے تحکم بھرے انداز میں کہتے ہوئے بے زاری دکھائی۔ "ماں کی گود میں کیسا سکون ہوتا ہے، یہ بچے کو زمین پر اترنے کے بعد ٹھوکریں کھا کے ہی پتا چلتا ہے۔ ہر ٹھوکر کھانے کے بعد وہ والدین کے پاس روتے ہوئے آتا ہے۔۔۔ اسے بھی ٹھوکریں کھلا رہا ہوں تا کہ اسے یہاں کی عیاشی کی قدر و قیمت معلوم ہو۔" ان کا اپنا ہی فلسفہ تھا۔ جس میں کوئی جذباتیت نہ تھی، بس سفاکی اور قطعیت۔

"مگر ماں کا کلیجہ تو کٹ گیا نا اپنے لاڈلے کو ٹھوکریں کھاتے دیکھ کر۔" وہ تڑپیں۔

"اب وہ وقت دور نہیں رابعہ خاتون جب وہ خود اس غلاظت کی پوٹ کو ٹھوکر مار کر واپس لوٹے گا۔"

http://kitaabghar.com

"وہ نہیں لوٹے گا۔۔۔آغا صاحب۔اس کے پیروں کی زنجیر بہت پکی ہے اب۔" وہ بلک اٹھیں۔

"جذباتی مت بنو۔آغا ذوالفقار خان کی بیوی کو تو شیرنی ہونا چاہیے۔میں خود ان زنجیروں کو توڑ دوں گا۔تم فکر مت کرو۔یہ سب عارضی کشش ہے اس کے لئے۔وہ بڑے غرور بھرے انداز میں بولے تو ماں جی نے سسکی بھری۔

"اب کی بار یہ زنجیر دائمی ہے آغا صاحب۔باپ بننے والا ہے وہ۔اولاد کی بیڑی پیروں میں ڈال کے پوری طرح سے اپنی قید میں کر لیا ہے اس جادوگرنی نے ہمارے بچے کو۔" ان کی آواز میں برسوں کے نوحے تھے۔اولاد سے بچھڑنے کا غم تھا اور دکھ کی آنچ۔مگر آغا جان پر تو گویا صدمے کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا اس خبر سے۔

"اس طوائف زادی سے بچہ جنوائے گا اور وراثت چلائے گا ہماری وہ۔" وہ کف اڑاتے اپنی اولاد کو بھی گالیوں سے نواز رہے تھے۔

"آغا ذولفقار خان کی وارثت ایک طوائف کا بیٹا چلائے گا۔۔۔" ان کے غیض وغضب سے آفندی ہاؤس کے در و دیوار لرز اٹھے تھے اور سب نے دلوں پر مہر لگا لی۔

"وقار آفندی کا بچہ اگر بیٹا بھی ہوا تو وہ وراثت کا حقدار نہیں ٹھہرایا جائے گا۔"

مگر قسمت۔۔۔بندے قسمت۔

یہ قسمت ہی ہے جو ذرے کو آفتاب بنا کر فقیروں کے سر پر تاج سجا دیا کرتی ہے۔وقار آفندی تو قسمت سے مار کھا گیا مگر اس کی نسل۔۔۔اس کا نمیر وقار آفندی۔۔۔قسمت کا سکندر بننے والا تھا۔لیکن تقدیر کے لکھے کو کون جان پایا ہے ماسوائے اللہ کے۔

☆......☆......☆

"آغا جان رحم کر دیں اس پر۔مانا کہ اس نے بہت سنگین غلطی کر دی ہے مگر اتنی کڑی سزا تو مت دیں اسے۔" فاران آفندی بڑی ہمت کر کے ان کے سامنے بڑی عاجزی سے التجا کر رہے تھے اور اسٹڈی کے دروازے کے باہر کان لگائے کھڑی ثمرہ کا دل بے ترتیبی سے دھڑک رہا تھا۔

"تم بھی کم بڑی غلطی نہیں کر رہے فاران اس کی حمایت میں کھڑے ہو کر۔اولاد نافرمان ہو جائے تو والدین سزا دے کر ہی سدھارا کرتے ہیں۔" وہ طنز سے گویا ہوئے۔ساتھ ہی جتا بھی دیا۔

"سزا تو مل گئی اسے آغا جان۔دربدر ہو گیا۔عیاشی کرنے والا، پتا نہیں تین وقت کا کھانا بھی کھا پاتا ہے ڈھنگ سے یا نہیں۔" وہ دکھ سے بوجھل لہجے میں بولے تو آغا جان کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"بچے کو کھانا نہ ملے تو وہ ماں کی طرف دوڑتا ہے فاران۔وہ بھی آئے گا۔"

"اس کی بیوی۔۔۔آغا جان، فیملی بننے والی ہے اس کی۔" وہ جھجکے۔

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

"بند کردو اس بات کو اب۔ جہاں اس غلاظت کو رکھا ہوا ہے وہیں اس گندگی کی پوٹ کو بھی رکھے۔" ان کا انداز حقارت و تنفر سے پر تھا۔ فاران کی نوک زبان تک بہت کچھ آیا مگر۔۔۔ حد ادب۔۔۔ وہ وہاں سے نکل آئے۔ جن کے دلوں پر مہریں ثابت ہو چکی ہوں انہیں کوئی دلیل متاثر نہیں کر سکتی۔ ثمرہ کے ساتھ کمرے کی طرف اٹھتے ان کے قدم بہت بوجھل تھے۔

☆......☆......☆

طلال کی فون کال آئی تو مہر ماہ کا دل سکڑ کر پھیلا۔ وہ دل ہی دل میں وہ باتیں یاد کرنے لگی جو کل سے وہ جوڑ رہی تھی طلال کو بتانے کے لئے۔

ہیلو ہائے کے بعد وہ سیدھا اسی بات پر آیا تھا۔

"کیا ہوا تھا مہر۔۔۔ آغا جان نے کچھ کہا تو نہیں تمہیں؟"

"ارے۔۔۔" وہ زبردستی ہنسی۔ "میں بڑی لاڈلی پوتی ہوں آغا جان کی۔ مجھے کچھ نہیں کہتے وہ۔"

"اوہ وہ تمہارا کزن۔۔۔" طلال کا حلق تک کڑوا ہوا تھا موحد کا ذکر کرتے ہوئے۔ "کس قدر مس بی ہیو کیا ہے اس نے۔ اسے تمیز نہیں گھر کے ہونے والے داماد سے کس طرح پیش آیا جاتا ہے۔" وہ غصے میں تھا۔

"کم آن طلال۔ دفع کرو اسے۔ اس کو بس اتنی ہی تمیز ہے۔" مہر ماہ نے اس کا موڈ ٹھیک کرنا چاہا۔

"میں اس طرح کے رویے کا عادی نہیں ہوں مہر۔ میں زندگی میں دوبارہ کبھی اس شخص کے منہ نہیں لگنا چاہتا ہوں۔"

"تو میں کہاں پسند کرتی ہوں اس کے منہ لگنا۔ یہ تو آغا جان نے اسے سر چڑھا رکھا ہے بس۔" مہر ماہ جلد از جلد بات کو ختم کرنا چاہتی تھی۔

"تم آغا جان کو بتاؤ مہر۔۔۔ کس طرح روڈلی بی ہیو کیا ہے اس نے مجھ سے۔ اسے مجھ سے سوری کرنا چاہیے۔" طلال کی سوئی ابھی تک وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"اف۔۔۔" مہر ماہ کراہ کر رہ گئی۔ (وہ تو مر کے بھی سوری نہ کرے۔)

"فارگیٹ اٹ طلال۔ کسی کی بکواس سے ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ ہمارا رشتہ ہے، وہیں رہے گا۔ وہ تو آیا ہی اس گھر میں فساد پھیلانے ہے اور مجھ سے تو کچھ خاص ہی دشمنی ہے اس کی۔" مہر ماہ نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"میں اپنی انسلٹ نہ تو بھولتا ہوں اور نہ ہی برداشت کرتا ہوں مہر۔ اور یہ بات اپنے اس دبئی پلٹ کزن کو بھی سمجھا دینا، ورنہ مجھے خود بھی بہت اچھی طرح سمجھانا آتا ہے۔"

"غلطی میری بھی ہے طلال۔۔۔ مجھے پتا تھا کہ ہمارے گھر کے مردوں کو یہ بات پسند نہیں آتی۔۔۔ یوں اکیلے ملنے کی۔ پھر بھی

http://kitaabghar.com

میں نے تمہاری بات مان لی۔" مہر ماہ نے آئندہ کے لئے گویا پیش بندی کی کوشش کی۔ موحد کا کیا اعتبار۔۔۔ کہاں کہاں ان کی زندگی میں دخل اندازی کرنے والا تھا۔ مگر طلال سن کر یوں بھڑکے گا یہ مہر ماہ کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔

"واٹ۔۔۔ یعنی وہ جو کر کے گیا وہ صحیح تھا۔ میری بات مان کے غلطی کی تھی تم نے؟"

"نن۔۔۔ نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ اس نے تو غلطی ہی کیا خیر۔ لیکن آغا جان کے اصولوں کے سامنے تو میں بغاوت نہیں کر سکتی نا۔" وہ ذرا دھیمی پڑی مگر جو غصہ رہ رہ کر موحد پر آ رہا تھا وہ اللہ ہی جانتا تھا۔

"مجھے تو لگتا ہے تمہیں اس انسلٹ سے کوئی فرق ہی نہیں پڑا۔ میرا تو اس بندے کو شوٹ کرنے کو دل کر رہا ہے۔"

کم آن طلال۔ بس کرو اب، ایک تو میں پہلے ہی پریشان ہوں۔ اوپر سے تم ٹینشن دیے جا رہے ہو۔ میری زندگی میں کون سا اس بندے نے آگے پھول کھلا دیئے ہیں۔ میرے لئے بھی راستے میں بچھے کانٹوں جیسا ہے وہ۔" وہ بھی بگڑی۔ تب کہیں جا کے طلال ذرا مدھم پڑا اور پھر اگلے پانچ منٹ اس نے مہر ماہ کو منانے میں لگائے۔ اس کے بعد کی گفتگو نارمل تھی مگر مہر ماہ کے دل میں موحد آفندی کے خلاف لاوا پکنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

سومیہ کو ہاسٹل ڈراپ کرنے کے بعد وہ کافی دیر تک منتشر ذہنی کیفیت لئے سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا۔

"پاگل۔۔۔ بے وقوف ہے یہ لڑکی۔ بھلا اتنے ستم اٹھا کر، دربدر پھر کر، اگر نمیر آفندی اپنا دامن خالی لئے پھر رہا ہے تو پھر موحد آفندی تمہیں کیا دے سکتا ہے بھلا۔۔۔ وہ بھی تو چودہ سالوں کا بن باس کاٹ کے اب لوٹا ہے۔ اس نے بھی تو وہی تکلیفیں سہی ہیں، کم یا زیادہ سہی، مانو نمیر وقار آفندی اور موحد آفندی ایک ہی آئینے کے دو رخ ہیں مگر یہ جذباتی لڑکی۔ جانے کیا کھوجنا چاہتی ہے۔ نمیر آفندی اور موحد آفندی کے دلوں میں مماثلت تلاشتی ہے۔ کہیں جذباتیت میں آ کر میرا کھیل نہ بگاڑ دے۔ تو پھر۔۔۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔۔۔ موحد آفندی جانے اور سومیہ۔" تھک ہار کر یہی سوچ اس کے ذہن میں ٹھہر سی گئی تو دماغ کی تنی ہوئی طنابیں جیسے ڈھیلی پڑ گئیں۔

"ہاں۔ جو نمیر وقار آفندی نہیں سنبھال سکا۔۔۔ اسے موحد فاران آفندی اپنے طریقے سے ہینڈل کر لے گا۔" وہ گاڑی کو گھر کے راستے پر ڈالتا قدرے پرسکون کیفیت میں تھا۔

☆......☆......☆

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اس کا دماغ لمحہ بھر کے لئے چکرا کر رہ گیا۔ اس کے آراستہ کمرے کی گویا اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی تھی۔ بیڈ شیٹ گھسیٹ کر زمین پر پھینک دی گئی تھی۔ دیواروں پہ لگی تین چھوٹی فریم شدہ تصویریں زمین بوس تھیں اور لینڈ اسکیپ کا کینوس گویا کسی نے چھری یا تیز دھار آلے سے چیر ڈالا تھا۔ وہ چوکس اعصاب لئے دروازے کے قریب کھڑا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

الماری کے دونوں پٹ وا تھے اور اس کے کپڑوں کا تیا پانچہ ہوا بھی صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے کام والی کو آواز دینی شروع کیں تو آفندی ہاؤس میں موحد آفندی کی بلند و بانگ آواز نے بھگدڑ سی مچادی۔

''کیا بات ہے؟ کیا مسئلہ ہو گیا؟ زبیدہ اپنے کوارٹر میں ہو گی اس وقت۔۔۔'' تائی جان کو اس کے انداز پر غصہ تو بہت آیا کہ انہیں اپنی نیند بہت عزیز تھی۔

''یہ۔۔۔یہ ہوا ہے۔'' اس نے ہاتھ مار کر پورا دروازہ وا کر دیا تا کہ وہ سارا منظر آسانی سے دیکھ سکیں۔ ایک بار تو وہ بھی تھرا کے رہ گئیں۔

''چور۔۔۔چور تو نہیں آیا تھا؟''

''کیا ہوا موحد۔۔۔؟'' ثمرہ گھبرائی ہوئی آئیں اور اس کا بازو تھام کر گویا یقین کرنا چاہا کہ وہ بالکل خیریت سے ہے۔

''میرے کمرے کا حشر دیکھیں۔ بھوت ناچ کے گئے ہیں یہاں کیا؟'' وہ تپ کر بولا۔ ثمرہ آگے بڑھیں تو ان کے قدم جیسے زمین نے جکڑ لیے۔ موحد نے اندر جا کے باتھ روم چیک کیا۔ کوئی بھی ذی نفس موجود نہ تھا۔ ماسوائے اس کے کارنامے کے۔۔۔ باتھ روم میں بھی اس کا سارا شیونگ باکس اوندھا پڑا تھا۔ آغا جان تک بات پہنچی تو رات کے اس پہر انہوں نے زبیدہ اور اس کی دونوں بیٹیوں کو لائن حاضر کر لیا۔ وہ تھر تھر کانپنے لگیں۔

''صاحب جی ہمارا کیا لینا دینا۔۔۔ ہم تو یہاں کام سنوارنے کو ہیں نہ کہ بگاڑنے کو۔''

''زبیدہ قابل اعتماد ملازمہ ہے آغا جان۔'' تائی جان نے دبے لفظوں میں کہنا چاہا تو وہ گرجے۔

''تو پھر ناقابل اعتماد کون ہے اس گھر میں۔ کس نے ادھم مچایا ہے موحد کے کمرے میں؟'' تائی جان اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں۔ ہاں تیز نظروں سے مبین آفندی کو ضرور دیکھا۔ بہرحال زبیدہ اور اس کی بچیوں کی ثمرہ نے ہی جان بخشی کرائی۔

''تم میرے کمرے میں آجاؤ موحد۔۔۔'' ثمرہ نے اس کا بازو دبوچا۔

''زبیدہ نے کمرہ ٹھیک کر دیا ہے ماما۔ ایوری تھنگ از فائن۔'' وہ نرمی سے مسکرایا۔

''نہیں موحد۔۔۔ پتا نہیں کیا چیز تھی جس نے کمروں کو یوں الٹ پلٹ دیا۔ میرا دل نہیں مان رہا بچے۔'' وہ خوف زدہ تھیں۔

''افوہ۔۔۔'' اس نے ان کے شانے پر ہاتھ پھیلایا اور ان کے کمرے کی طرف چل دیا۔ انہیں نیند کی گولی کھلائی۔ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ کر ادھر ادھر کی گپیں ہانکیں اور جب وہ غنودگی کی کیفیت میں گئیں تو لائٹ آف کر کے باہر نکل آیا۔ بستر پر لیٹا وہ اسی بارے میں جوڑ توڑ میں مصروف تھا۔ پھر ایک دم سے اٹھ بیٹھا۔

''مائی گڈنیس۔۔۔ میں نے مہر ماہ آفندی کے بارے میں کیوں نہ سوچا۔۔۔؟'' اس کے ذہن میں جھماکا ہوا تھا۔ تو یہ ہنگامہ کسی بھوت کا نہیں بلکہ ایک چڑیل کا مچایا ہوا تھا۔ موحد کو پکا یقین تھا۔

http://kitaabghar.com

اگلی صبح ایک اور سنگین واقعہ ہوا۔ سب ناشتے کی ٹیبل پر آ کر بیٹھے تو موحد نے آتے ہی آغا جان کی کرسی گھسیٹی اور اونچی آواز میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔

تائی جان نے بے اختیار اسے ٹوکنے کو لب کھولے مگر فوراً ہی مبین صاحب کو جوس کا گلاس تھمانے لگیں۔ ان کا خیال تھا کہ اب آغا جان خود ہی آ کر اس خودسر وارث سے نمٹیں گے مگر مہر ماہ نے اسے اونچی آواز میں ٹوکا۔

''یہ تمہاری جگہ نہیں ہے۔'' ڈرائنگ روم میں ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔ سب نے مہر ماہ کو دیکھا اور موحد آفندی یوں چونکنے کی اداکاری کرتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوا کہ اگر وہ اس کا دشمن اول نہ ہوتا تو وہ اس کی اداکاری کے لیے کسی ایوارڈ کے لئے اسے ضرور نامزد کرتی۔

''کون۔۔۔ میں؟ میری بات کر رہی ہو تم۔۔۔؟'' وہ جیسے بڑی حیرت سے پوچھ رہا تھا۔ وہ تپی۔

''جی ہاں۔۔۔ تم ہی سے کہہ رہی ہوں میں (بہرے) یہ جگہ آغا جان کی ہے۔''

''اچھا۔۔۔'' وہ اٹھا۔ آگے پیچھے سے کرسی کا جائزہ لیا اور پھر سے بیٹھتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں بولا ''مگر اس پہ نہ تو کسی کی نیم پلیٹ لگی ہے اور نہ ہی نمبر پلیٹ۔'' تزئین نے سلگتی نظروں سے مہر ماہ کو دیکھا تو اس کا خفت سے تپتا چہرہ دیکھ کر دل میں ٹھنڈک سی اتر گئی۔

''تم۔۔۔'' وہ جلبلا کر کچھ کہنے لگی کہ تائی جان نے سختی سے اس کا ہاتھ دبوچ کر اسے اس کی کرسی پر کھینچ کر بٹھا دیا۔

''چپ کر کے ناشتا کرو تم۔۔۔'' اسی وقت آغا جان چلے آئے تو باقی سب نے جہاں دم سادھ لیا وہیں مہر ماہ نے بھی منتظر نظروں سے آغا جان کو دیکھا۔ جیسے بچپن میں ان کی پوتیوں میں سے کوئی اگر ان کی جگہ پر بیٹھنے کی کوشش یا ضد کرتی تو اسے نہ صرف زبردست قسم کی ڈانٹ پڑتی بلکہ ان سب کو باور کرایا گیا تھا کہ یہ گھر کے سربراہ کی جگہ ہے اور آج وہاں موحد آفندی بیٹھا اتنے اطمینان سے ناشتہ کر رہا تھا کہ اس نے نظر اٹھا کر بھی آغا جان کو نہ دیکھا تھا۔

اور آغا جان۔۔۔ انہوں نے آتے ہی حسبِ عادت بہ آواز بلند سلام کیا اور پھر بنا کسی تاثر کے موحد کے دائیں طرف پڑی کرسی پر آ بیٹھے۔

''اور بھئی برخوردار۔۔۔ کام کیسا چل رہا ہے؟'' بشاشت سے پوچھا، وہ موحد آفندی پر بہت ناز بھری نگاہ ڈالتے تھے۔ مہر ماہ کا دل گویا کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔

''کام تو ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔۔۔ اور سوری۔۔۔ یہ شاید آپ کی جگہ ہے۔''

وہ بات کرتے یوں ٹھٹکا جیسے بالکل ابھی یہ بات پتا چلی ہو کہ وہ ان کی جگہ پر آ بیٹھا ہے۔ ساتھ ہی ذرا سی جنبش کی گویا ابھی اٹھنے کا ارادہ ہو۔ آغا جان نے ہنستے ہوئے اس کے شانے پر پیار بھری تھپکی دی۔

''دادا کی سیٹ پر پوتا نہیں بیٹھے گا تو اور کون بیٹھے گا۔'' موحد آفندی کی مہر ماہ پر اٹھنے والی نظر بہت محظوظ کن تاثر لیے ہوئے تھی اور

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

مسکراہٹ دباتے لب اور دوسری طرف خفت سے لال چہرہ لیے لب کچلتی مہرو۔۔۔

''لڑکیوں کو اتنا منہ پھٹ اور خود سر نہیں ہونا چاہیے بھابی۔ ورنہ سسرال میں رہنا بسنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔'' وہ کچن میں برتن دھو رہی تھی جب ثمرہ کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ یقیناً وہ تائی جان کو اپنے فرمودات سنا رہی تھی۔ اور سب سے حیران کن بات ثمرہ کا لب و لہجہ میٹھا، شہد ٹپکاتا کہ آگے سے کوئی جواب نہ دے پائے کوئی۔

''خیر۔۔۔ حق بات ہی کی تھی اس نے۔'' وہ رکھائی سے اتنا ہی کہہ پائیں مگر مہر ماہ آفندی کے دل میں لگی آگ نے شعلے پکڑ لیے۔ یہ ماں بیٹا یہاں فقط آگ لگانے اور ہاتھ سینکنے آئے ہیں اور بس۔ اس کا دل سلگ رہا تھا اور سلگنے والی شے مکمل طور پر بجھا نہیں کرتی۔ ایک دم سے کسی بھی وقت بھانبھڑ بن جاتی ہے۔

☆......☆......☆

زرنگار آفندی نے ایک سرکاری اسپتال کے گائنی وارڈ میں نمیر وقار جیسے پیارے بچے کو جنم دیا تو وقار نے ہنستے ہوئے اسے اٹھا کر سینے سے لگایا، پھر اس کا ماتھا چوما تو آنکھوں میں نمی اتر آئی اور اس کے دو ماہ بعد ثمرہ کے گھر موحد آفندی نے آنکھ کھولی تو آفندی ہاؤس گویا لائٹ ہاؤس بن گیا۔ آغا جان تو خوشی سے گل و گلزار ہو گئے۔ خزانوں کے منہ کھول دیے۔ سب کو جھولیاں بھر بھر دیا گیا۔ اناج بھی، روپیہ بھی۔ مگر قسمتیں ماتھوں پہ تو نہیں لکھی ہوا کرتیں۔ انہیں کاتب تقدیر نے ہاتھوں کی لکیروں میں چھپا دیا ہے۔

ایک غربت اور ایک امارت کے زیر سایہ پلنے لگا اور بے شک اللہ ہی تقدیریں بدلنے پر قادر ہے۔۔۔ بے شک۔

☆......☆......☆

وہ واش روم میں تھا جب اسے اپنے کمرے میں ہلکی سی اٹھا پٹخ سنائی دی۔ وہ آفس کے لئے نکل چکا تھا مگر پیٹ میں ہونے والی ہلکی سی گڑبڑ اسے واپس آنے پر مجبور کر گئی۔ پہلے تو اس نے دھیان نہیں دیا مگر پھر اس رات والا واقعہ پورے سیاق و سباق کے ساتھ ذہن میں دوڑ گیا۔ وہ جلدی سے دبے پاؤں باہر نکلا تو کمرہ اسی حالت میں تھا۔ ہر شے الٹ پلٹ۔

اور چور۔۔۔ وہ الماری میں گھسا ہوا تھا۔ موحد پھرتی سے آگے بڑھا اور اس کی نئی شرٹ کی آستین قینچی سے کترتے چور کا ہاتھ سختی سے دبوچ لیا۔ مہر ماہ کے لبوں سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ موحد آفندی اس وقت گھر میں ہو سکتا ہے۔ اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اسے الماری سے لگایا۔

''بہت خوب مہر ماہ آفندی۔۔۔ تو یہ تم ہو۔۔۔''

وہ دوسرے ہاتھ سے اس کے ماتھے کو انگشت شہادت سے اونچا کرتا تلخی سے بولا تو وہ دم سادھے سپید پڑتی رنگت لیے بے جان سی کھڑی رہ گئی۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

بے ہنگم انداز سے دروازہ دھڑ دھڑائے جانے کی آواز پر زرنگار کا دل دھڑک اٹھا۔ چار سالہ نمیر کو لقمہ کھلا کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی اور دروازہ کھول دیا۔ وقار آفندی چار آدمیوں کے سہارے آیا تھا۔

زرنگار کی چیخ نکل گئی۔ اس کے قدم بے جان ہو گئے تھے۔

✲ ✲

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

بطورِ خاص کتاب گھر قارئین کے لیے لکھا گیا
سعدیہ عابد کا بہت خوبصورت اور طویل ناول

جیتوں تو تجھے پاؤں

ہر ماہ کی 16 تاریخ کو کتاب گھر پر نئی اقساط پیش کی جائیں گی۔

kitaabghar.com

بطورِ خاص کتاب گھر قارئین کے لیے لکھا گیا
عشناء کوثر سردار کا بہت خوبصورت اور طویل ناول

عطارد جزیرے کے خواب

اب ایک ماہ میں 2 اقساط کتاب گھر پر پیش کی جائیں گی۔

kitaabghar.com

http://kitaabghar.com

مہر ماہ کی دھڑکنیں جیسے بند ہونے کو تھیں۔۔۔

ایک تو یہ خوف کہ اب موحد کیا کرے گا، دوسرے رنگے ہاتھوں پکڑے جانے کی ذلت۔ سپید پڑتی رنگت اس کی دلی و ذہنی کیفیت کی گواہ تھی۔

"بہت خوب مہر ماہ آفندی! تو یہ تم ہو۔" وہ تلخی بھری سرد مہری سے بولا اور انگشت شہادت سے اس کی پیشانی کو چھو کر اونچا کیا۔

مہر ماہ نے اپنی پوری ہمت مجتمع کر کے اس کی طرف دیکھا۔ "ہاں میں۔۔۔ اور تم اسی قابل ہو کہ تمہارے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جائے۔" وہ بھی اسی تلخی سے بولی جو موحد کے لب و لہجے کا حصہ تھی۔ موحد کی آنکھوں میں اس کی ہمت پر حیرت اتر آئی تو وہ اس کا ہاتھ جھٹکتی اس کے سامنے سے ہٹ گئی۔

بہت اچھے۔۔۔ یعنی میں اس سلوک کے قابل ہوں۔" دونوں بازو دائیں بائیں پھیلا کر موحد نے تحیر بھرے استہزاء سے کمرے کی حالت کی طرف اشارہ کیا پھر اسے گھور کر دیکھا۔ "اور تم۔۔۔؟ تمہارے اس بدتمیزی بھرے انداز پر کون سی دفعہ لگتی ہے؟"

"ہر ایکشن کا ری ایکشن ہوتا ہے موحد آفندی۔" وہ پھنکاری اور دروازے کی طرف بڑھی تو موحد پھرتی سے دروازے اور مہر ماہ کے بیچ میں آ گیا۔ مہر ماہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"ہٹو سامنے سے۔۔۔" غصے سے بولی۔

"آہاں۔۔۔ ایسے ہی؟" وہ بھنویں اچکا تا جیسے اب اس صورتحال سے لطف لینے لگا تھا۔ "ابھی تو میں شور مچا کر سب گھر والوں کو جمع کروں گا۔" مہر ماہ کی رنگ ایک دم سے بدلی۔

"فضول باتیں مت کرو۔ ورنہ تم کیا شور مچاؤ گے۔ میں خود چیخ چیخ کر سب کو بتاؤں گی کہ تم مجھے باہر نہیں جانے دے رہے۔" وہ اپنے بے ترتیبی سے دھڑکتے دل پر قابو پاتے ہوئے الٹا اسے ڈپٹتے ہوئے بولی۔

"بہت اچھی بات ہے۔۔۔ پھر یہ بھی سب کو تم ہی بتانا کہ تم میرے کمرے میں کر کیا رہی ہو؟" موحد اطمینان سے گویا ہوا۔

مہر ماہ بھک سے اڑی۔

"کیا بکواس ہے یہ؟" وہ غرائی۔ اپنی پوزیشن، شرمندگی، خوف، سب دور جا سویا تھا۔

"مگر ہاں۔۔۔ معافی مانگ لو مجھ سے تو پھر میں جانے دے سکتا ہوں اور آغا جان کو بھی کانوں کان خبر نہیں ہو گی اس بھتنی کی، جو اس کمرے میں ناچتی ہے۔" وہ دروازے سے پشت ٹکا کر سینے پر بازو لپیٹے فرمائشی انداز میں کہتا مہر ماہ کو زہر کا پتلا لگا۔

"معافی۔۔۔؟" مہر ماہ کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔ اُف۔۔۔

http://kitaabghar.com

''اور وہ جو تم نے کیا تھا طلال کے ساتھ، کیا وہ قابل معافی نہیں تھا۔۔۔؟'' وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔ موحد نے استفہامیہ انداز میں بھنویں اچکائیں۔

''طلا۔۔۔ل۔۔۔'' وہ اس کا نام کھینچ کر لیتے ہوئے طنزاً بولا۔

''وہ تو خود قابل معافی ہے۔۔۔ نا قابل ذکر۔۔۔'' مہر ماہ کا چہرہ مارے غصے واہانت کے تپ اٹھا۔

''اپنی حد میں رہو موحد۔۔۔'' انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کیا تو اس کا بدن مارے غصے کے ہلکا ہلکا کپکپا رہا تھا۔ بس نہ چلتا تھا کہ اپنے ناخنوں سے اس کا چہرہ کھرونچ لے۔

''میری حد میں تم آئی ہو۔ میں تو اپنی حد میں ہی تھا۔ مگر میں اپنی حد میں بنا اجازت آنے والوں کو معاف نہیں کیا کرتا۔'' وہ خوشگوار انداز میں کہتا ہوا اسے اشتعال دلا رہا تھا۔

''تم سے معافی مانگ ہی کون رہا ہے۔۔۔ ہٹو میرے راستے سے۔۔۔'' وہ حقارت سے پر سخت لہجے میں بولی۔ اندر سے اب دل پریشان بھی ہونے لگا تھا کہ وہ چٹان کی طرح دروازے کے آگے جم کے کھڑا تھا۔ سینے پہ بازو لپیٹے۔۔۔ بڑے اطمینان کے ساتھ گویا تمام بدلے آج ہی چکانے کا ارادہ ہو۔

''میں تمہیں یہاں سے ہٹنے کی قیمت بتا دی ہے۔ ایک نادم سی معافی اور بس۔۔۔ معاملہ اسی کمرے میں ختم۔۔۔'' وہ رسان سے بولا تو اتنا سنجیدہ تھا کہ مہر ماہ کا دماغ گھومنے لگا۔

''آگے سے ہٹتے ہو یا میں چیخنا شروع کروں؟'' مہر ماہ نے لہجہ سخت کرتے ہوئے اسے در پردہ دھمکایا۔

''بہت اچھی بات۔۔۔ ابھی سب جمع ہوں گے تو یہ سارا سین دیکھ کر خود ہی سمجھ جائیں گے کہ تم یہاں کر کیا رہی تھیں۔'' وہ رسان سے بولا تو مہر ماہ بے بس ہونے لگی۔ دل ہی دل میں اس گھڑی کو کوسنے لگی جب وہ موحد کو غیر موجود سمجھ کر اس کے کمرے میں گھسی تھی۔

''او کے۔۔۔ سوری۔۔۔'' اس نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔ تو وہ چونک کر سیدھا کھڑا ہوا۔

''ہوں۔۔۔ کیا کہا۔۔۔؟'' یوں ظاہر کیا جیسے واقعی اپنے دھیان میں تھا اور سن نہ پایا ہو۔ مگر مہر ماہ جانتی تھی وہ محض اسے ذلیل کرنا چاہ رہا ہے۔

''سوری موحد۔۔۔ ہٹو سامنے سے۔'' وہ بڑے ضبط سے بولی تو آنکھوں میں نمی سی اترنے لگی اور اسی وقت باہر گونجنے والی صدیقہ بیگم کی آواز۔ وہ مہر ماہ کو پکار رہی تھی۔

''ذرا اونچی اور صاف آواز میں بولو۔ اور کہو کہ تم اس حرکت پر شرمندہ ہو۔۔۔'' وہ اسی اطمینان کے ساتھ اپنے بکھرے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ مہر ماہ سن رہ گئی۔

☆......☆......☆

کام کے دوران وقار آفندی پر غشی طاری ہوئی تھی اور پھر بیہوشی طویل ہوگئی۔دفتری گاڑی سے اسے چار بندوں کے ہمراہ گھر بھیجا گیا تھا۔زرنگار تو بے اختیار سینہ پیٹ بیٹھی۔

''حوصلہ کریں بھابھی! ابھی ڈاکٹر کے پاس سے ہو کے آرہے ہیں۔مکمل آرام بتایا ہے اس نے۔'' زرنگار کی بگڑتی جذباتی کیفیت پر وقار کے دفتر کے کسی ساتھی نے جلدی سے اس کا حوصلہ بڑھایا تھا۔

اور وہ بیہوشی کا پہلا دورہ تھا۔

اس کے بعد تو کبھی ہلکا اور کبھی شدید سر درد۔۔۔کبھی بیٹھے بیٹھے ایک دم سے غنودگی کی کیفیت طاری ہو جانا۔کمبخت سر درد تو مستقل ہی اس کا ساتھی بن گیا تھا۔خرچے کم ہونے کے بجائے بڑھتے جا رہے تھے۔

نمیر اسکول جانے لگا تھا۔زرنگار کا حوصلہ نہ پڑتا کہ سر درد میں مبتلا وقار کو دفتر بھیجے۔۔۔کبھی کبھار کا درد اب بار بار ہونے لگا تھا۔

''وقار۔۔۔غصہ نہ کریں تو ایک بات کہوں؟'' آج پھر وہ اسی شدید تکلیف کا شکار، بنا ناشتہ کیے اوندھے منہ بستر پر پڑا تھا۔

''ہوں۔۔۔''

''نہیں۔۔۔پہلے وعدہ کریں ناراض نہیں ہوں گے۔'' مدہم مگر ہچکچایا ہوا سا لہجہ وقار کی سماعت سے ٹکرایا تو وہ بے اختیار اسے دیکھنے پر مجبور ہوگیا۔وہ اس سے نظریں چرائے ،نمیر کے بیگ میں کتابیں ڈالنے لگی۔

''تم مجھے اچھی طرح سے جانتی ہو زری! میری پسند ناپسند سے تم سے زیادہ اور کون واقف ہوگا۔''

''اسی لیے تو کہہ رہی ہوں وعدہ کرنے کا۔'' وہ پھیکا سا مسکرائی تو وقار نے اسے بغور دیکھا۔

''تم ایسی کوئی بات کیوں کرنا چاہتی ہو جو تمہیں پتا ہے کہ مجھے بری لگ سکتی؟'' وقار نے تحمل سے پوچھا۔

''حالات کو دیکھ کر لائحہ عمل طے کرنے پڑتے ہیں وقار۔'' وہ بے اختیار بولی پھر بے ساختہ وقار کی طرف دیکھا۔زرنگار کے الفاظ پر اس کی رنگ یکلخت بدلی تھی۔''فکر مت کریں۔۔۔مر کر ہی آپ کا پیچھا چھوڑوں گی۔جیتے جی تو کوئی الگ نہیں کر سکتا ہمیں۔'' وہ جلدی سے بشاشت بھرے لہجے میں بولی۔

''کیا مسئلہ ہے زری۔کھل کر بات کرو۔''

''میں سوچ رہی تھی کہ اب نمیر بھی اسکول جانے لگا ہے۔۔۔آپ کی طبیعت بھی خراب رہتی ہے۔حالات بگڑ رہے ہیں وقار۔۔۔اگر آپ اجازت دیں تو۔۔۔مطلب اگر آپ کو برا نہ لگے تو۔۔۔'' وہ لڑکھڑاتے لہجے میں کہتی ہوئی جانے الجھن کا شکار تھی یا خوف کا، وقار چڑ گیا۔

''کھل کر بات کرو زری! کیا پہیلیاں بجھوا رہی ہو۔''

''میں ٹی وی پہ گانا گانے کا پروگرام کرلو؟'' اس نے ایک دم ہی کہہ دیا تھا۔ ایک تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ وقار آفندی کے وجود پر سے ٹرین گزر گئی۔ ''بڑے اچھے گھروں کی لڑکیاں آرہی ہیں اب تو ٹی وی پر وقار اور عزت سے کام کر رہی ہیں۔۔۔ گانا گا کر اپنے پیسے لے کر گھر واپس۔۔۔ کیسا؟'' وہ اس کی خاموشی سے حوصلہ پا کر قدرے جوش سے بولی۔

''وہ تو تم زرگل بائی کے کوٹھے پر بھی کر رہی تھیں۔۔۔ پھر وہاں کیوں بے عزتی کی دہائی دے رہی تھیں۔''

سرد۔۔۔ بے حد سرد، منجمد کر دینے والے لہجے میں کہتا وہ اٹھ بیٹھا تو واقعتاً زرنگار ٹھٹھر سی گئی۔

''بڑے اچھے گھروں کی لڑکیاں گا رہی ہیں وقار۔۔۔ عزت سے کام کر رہی ہیں۔'' اس کی زبان لڑکھڑا گئی۔

''ہوں گی اچھے گھرانوں کی لڑکیاں مگر اسکرین کے پیچھے ان شریف زادیوں کو کیسی نظریں اور کیسی زبان برداشت کرنا پڑتی ہے، یہ تم نہیں جانتیں...ایک مرد میک اپ کرے آپ کا۔۔۔ دوسرا کیمرے کی آنکھ سے دور نزدیک کر کے ساری دلکشی کا جائزہ لے۔۔۔ تمہارے نزدیک یہ باعزت روزگار ہے؟؟؟'' اس کا لب ولہجہ برہم ہو گیا تھا۔ ''اور تم۔۔۔ تم نے سوچا بھی کیسے زرنگار۔۔۔ میں مر تو نہیں گیا ہوں جو تم دوبارہ سے اس ذلت کی زندگی میں جانے کا سوچ رہی ہو۔'' وہ شکوہ کناں ہوا تھا۔ زرنگار اس کے الفاظ پر تڑپ اٹھی۔

''اللہ کا واسطہ ہے وقار۔۔۔ میں تو یوں ہی ایک بات پوچھ رہی تھی۔''

''میں نے بھی تو ایک بات ہی پوچھی ہے زری۔۔۔ طوائف کے کوٹھے پر محض آواز ہی بیچ رہی تھیں تم۔ تب گا کر پیسہ کمانا بھی منظور نہ تھا تمہیں۔'' وہ طنزیہ بولا۔

''ماحول کا فرق ہے وقار۔ ٹی وی کے تماشائی اس طرح کے ذہن کے نہیں ہوتے جیسے طوائف کے کوٹھے پر آتے ہیں۔''

''تمہارے خیال میں۔۔۔'' وقار نے لقمہ دے کر اس کی بات مکمل کی۔ ''ہر مرد تماشائی کی ایک ہی سوچ ہوتی ہے زرنگار۔ یہ بات یاد رکھنا۔ سامنے بیٹھا مرد محض عورت کا گانا نہیں سن رہا ہوتا، اس کی ہر ادا، اس کی رعنائی اور دلکشی کو اپنی نظروں سے جانچ رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی لذت کو حاصل کرنے وہاں آیا ہے۔ اسی بات کے لیے پیسے دیے ہیں پروگرام کے ٹکٹ پر اس نے اور جس عورت کو دیکھنے پر ٹکٹ لگے۔۔۔ وہ بھی کوئی عورت ہوئی بھلا۔'' اس نے برہمی سے سر جھٹکا تھا۔ زرنگار نے کچھ کہنے کو لب کھولے مگر اس سے پہلے ہی وہ درشتی سے بولا۔ ''ابھی میں زندہ ہوں زرنگار۔۔۔ ابھی یہ راہیں مت کھوجو۔ جب مر جاؤ تو جو جی میں آئے کر لینا۔''

اور بس۔۔۔ زرنگار آفندی نے آنسوؤں بھری آنکھوں کے ساتھ یہ موضوع ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا۔

☆......☆......☆

تزئین نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے موحد کے کمرے سے نکلتے فرد کے لہراتے کاسنی دوپٹے کی جھلک سی دیکھی تھی۔ وہ اپنی رو میں کمرے میں چلی گئی۔ مگر پھر فوراً ہی ان ہی قدموں پر پلٹی، تیزی سے دروازہ کھول کر باہر آئی اور لاؤنج کی طرف بڑھی۔ وہاں

اس وقت کوئی نہیں تھا۔ کچن میں سے تائی جان کی اونچی آواز آ رہی تھی۔

"کب سے آوازیں دے رہی ہوں۔ کہاں سوئی پڑی تھیں؟"

"یہیں تھیں امی۔۔۔کام بتائیں آپ۔۔۔؟ مہرو کا مصالحانہ انداز۔

تزئین اپنا شک دور کرنے کو ذرا سا کچن کے دروازے کی طرف ہوئی۔ پستہ کلر کا تائی جان کا سوٹ اور۔۔۔ ہاہ۔۔۔ تزئین کا چٹخارہ بھرنے کو جی چاہا۔ کاسنی رنگ کا مہرماہ آفندی کا دوپٹہ تھا۔ تائی جان کوئی کام مہرماہ کے حوالے کر کے نکلیں تو تزئین جیسے اپنے دھیان میں کچن میں داخل ہوئی۔

مہرماہ کے ساتھ اس روز کی منہ ماری نے تزئین کو دن رات سلگتے کوئلوں پر لٹا رکھا تھا۔ (بھلا مجھے طلال سے اچھا نہیں مل سکتا کوئی) مہرماہ کوکنگ رینج پر ابل کر گرنے والے دودھ کو پہلے گیلے کپڑے سے صاف کرنے کے بعد اب وم اور انفج کے ساتھ رگڑ رہی تھی۔ تزئین نے فریج کھول کر یوں ہی چیزوں پر نظر دوڑائی۔

"تم ڈرتی ورتی تو نہیں کسی سے۔۔۔ پھر تم نے تائی جان کو بتایا کیوں نہیں کہ تم موحد آفندی کے کمرے میں تھیں؟" کھنکھار کر تزئین نے اس قدر اطمینان سے بم پھینکا کہ مہرماہ کو نہ تو سنبھلنے کا موقع مل سکا اور نہ اپنی اڑتی رنگت چھپانے کا۔ وہ معصومیت سے مہرماہ کو دیکھ رہی تھی جیسے اپنے الفاظ کی سنگینی سے ناواقف ہو۔

"کیا بکواس ہے یہ۔۔۔" بمشکل وہ اس کی بات رد کرنے کی ہمت اکٹھی کر پائی تھی۔

تزئین ہنسنے لگی۔ "چڑی اور وہ بھی دودو، مہرو! چہ۔۔۔ چہ۔۔۔ چہ۔۔۔" کیبن سے ٹیک لگا کر کھڑی وہ بڑی فرصت سے اظہار خیال کر رہی تھی۔ مہرماہ بھڑکی۔

"شپ اپ تزئین! جس بات کے متعلق پتا نہ ہو اس کو موضوع گفتگو نہیں بناتے۔"

"تو تم کون سا درس کی کلاس لینے گئی تھیں وہاں۔ ابھی آغا جان نے تمہیں اس کے کمرے سے نکلتے دیکھا ہوتا تو۔۔۔" وہ کہتے کہتے رکی پھر کچھ سوچ کر ڈرامائی انداز میں بولی۔

"بلکہ سوچو کہ میرے بجائے اگر طلال نے دیکھا ہوتا تو انگوٹھی اتار کر تمہارے منہ پر مارتا۔" مزہ لیتا ہوا انداز۔ مہرماہ کی رگوں میں شرارے دوڑ گئے۔

"اللہ کا شکر ہے تزئین! طلال کی ذہنیت اتنی گھٹیا نہیں اور نہ ہی وہ اتنا کم ظرف ہے کہ محض کسی گمان کو یقین سمجھ لے۔" بڑے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا تو تزئین منہ بنا کر سر جھٹکتی کچن سے نکل گئی۔

"او میرے اللہ۔۔۔" مہرماہ کی آنکھوں سے آنسو ابل پڑے۔ ایک تو موحد آفندی سے جھڑپ۔ اوپر سے اس کا اپنے کہے الفاظ

دہرانے پر مجبور کرنے اور کمرے کی حالت درست کرانے کے بعد کمرے سے نکلنے کی اجازت دینا اور وہ بھی یوں جیسے کوئی احسان عظیم کیا ہو۔۔۔اوپر سے تزئین کا دیکھ لینا۔اس نے آستین سے آنکھیں صاف کیں۔

درحقیقت اسے موحد آفندی سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی اور تزئین۔۔۔وہ کینہ پرور کچھ بھی کر سکتی تھی۔پہلے تو وہ شرما شرمی میں لحاظ کر جاتی تھی مگر اب جبکہ مہرو نے اس پر ظاہر کر دیا تھا کہ وہ طلال کے لیے اس کے دلی جذبات سے واقف ہے تو وہ اور کھل کر میدان میں اتر آئی تھی۔

☆......☆......☆

اس بار گھر میں کسی کو بھی خبر نہیں ہوئی تھی کہ موحد کے کمرے کا پھر سے حشر نشر کیا گیا ہے۔

مگر ایک مستقل اہانت کا احساس مہرماہ کو گھیرے ہوئے تھا۔موحد کا شاہانہ انداز میں آغا خان کی کرسی پر مستقل قبضہ اور ماسوائے مہرماہ کے باقی تینوں لڑکیوں سے دوستی اور ہنسی مذاق۔سائرہ چچی بھی ان میں شریک ہوتیں۔ثمرہ چچی مستقل مسکراتی رہتیں اور مہرماہ کا دل سلگتا رہا۔

اور تائی جان۔۔۔وہ حسد کے مارے آدھی رہ گئی تھیں۔موحد آفندی نے آتے ہی جیسے آغا جان کے حواس پر قبضہ کیا تھا، وہ ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔

پہلے مبین آفندی نے سمجھایا کہ گھر کی دولت دامادوں میں بٹ جائے گی تو انہیں تسلی ہوئی کہ آغا جان کا وارث آ رہا ہے۔دولت گھر میں ہی رہے گی۔لیکن اب احساس ہوا کہ موحد کا فقیری سے بادشاہی تک کا یہ سفر ان کے لیے بے چینی اور ناپسندیدگی کا باعث تھا۔

اور یہ ثمرہ۔۔۔زہر لگتی تھی انہیں۔۔۔ماضی میں بھی وقار آفندی کی ہر بار حمایت میں ثمرہ ان کے بالمقابل آتی رہی تھیں اور سب سے بڑی وجہ۔۔۔ایک بیٹے۔۔۔جائیداد کے وارث کی ماں ہونے کا عیب، وہ کبھی ان کے دل پر چڑھی ہی نہیں تھی۔

"موحد پر نظر رکھیں مبین صاحب۔آہستہ آہستہ وہ آغا جان کے حواس پر ہی نہیں بلکہ اس زمین و جائیداد پر بھی قبضہ کر لے گا۔" انہوں نے اپنی بے چینی میاں سے بانٹ ہی لی تھی۔انہوں نے بیوی کو قدرے گھور کر دیکھا۔

"ایک تو تم عورتوں کی نفسیات بڑی عجیب ہوتی ہے۔پہلے یہ دھڑکا تھا کہ اتنی بڑی جائیداد کا بنے گا کیا؟ اور اب جبکہ وارث آ چکا ہے تو وہ بھی برداشت نہیں تم سے۔"

"اوفوہ۔۔۔یہ مطلب تھوڑی تھا میرا۔۔۔" وہ کھسیائیں "وارث ہے تو اپنے حصے کا۔۔۔آپ اپنا حصہ اپنے ہاتھ میں ہی رکھیے گا۔" وہ پھر بھی کہے بنا رہ نہیں پائی تھی۔

"صدیقہ بیگم وہ کون سا کاغذات پہ انگوٹھے لگوا رہا ہے مجھ سے۔حد ہوتی ہے۔۔۔" وہ تاسف سے انہیں دیکھتے سر جھٹک کر رہ گئے۔

"سائرہ کا ارادہ لگ رہا ہے مجھے تزئین اور موحد کے رشتے کا۔۔۔" انہیں ایک اور فکر لگی۔

ہاں تو اچھی بات ہے نا۔تم تو دل سے چاہ رہی تھیں کہ وہ مہرو کے علاوہ جس سے مرضی رشتہ کر لے۔" انہوں نے یاد دلایا تو وہ فوراً بولیں۔

"اللہ کا شکر ہے۔ثمرہ سے لاکھ اچھے ہیں میرے سمدھی۔اس تنک مزاج کو تو دور سے ہی سلام ہے بھئی۔" دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر ماتھے سے لگایا۔

"تو پھر ہونے دو جو ہو رہا ہے۔۔۔سہیل نے بہتر ہی سوچا ہوگا۔اس کا داماد اس کاروبار کا وارث ہوگا۔"

وہ سہل انداز میں بولے تو صدیقہ کے دل میں حسد کی نئی آگ بھڑک اٹھی۔

☆......☆......☆

وہ لاؤنج میں آئی تو ملاحہ اور فرحین کو موحد کے ساتھ بیٹھے لڈو کھیلتے پایا۔

"اف۔۔۔چیٹر موحد بھائی۔۔۔" ملاحہ نے غالباً اس کی کوئی بے ایمانی پکڑی تھی۔اونچی آواز میں بولی۔"اس صدی کے سب سے بڑے چیٹر ہیں آپ۔"

"ارے واہ......جلنے والے کا منہ کالا۔اب جیت رہا ہوں تو سب ہی الزام لگائیں گے مجھ پر۔" وہ بڑی روانی سے بے تکلفانہ انداز میں گویا ہوا تھا۔ان کی ہنسی۔

"ملاحہ۔۔۔" مہرماہ خود کو پرسکون رکھنا چاہتی تھی مگر ملاحہ کو اس دشمن اول کے ساتھ ہنستے مسکراتے دیکھ کر بے اختیار اونچے لہجے میں اسے پکار گئی۔تینوں کی گردنیں ایک ساتھ مڑی تھیں۔

"یہ لو آ گیا ہٹلر کا زنانہ ایڈیشن۔۔۔" وہ بڑبڑایا تو فرزین اور ملاحہ سے ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہونے لگا۔سنا تو مہرو نے بھی بخوبی تھا۔

"تم کیا یہاں جاہلوں والا گیم کھیلنے بیٹھی ہوئی ہو،اور کوئی کام نہیں تمہیں؟" تپے چہرے کے ساتھ اس نے فی الحال موحد کو نظر انداز کرتے ہوئے فقط ملاحہ کو لتاڑا۔

"ارے۔۔۔ملاحہ جھوٹی! کیا یہ جاہلوں والا گیم ہے اور تم بتا رہی تھیں کہ تم اور تمہاری آپی روزانہ کھیلتی ہو اور یہ کہ یہ ان کا موسٹ فیورٹ گیم ہے۔" ملاحہ کا رنگ اڑا۔

"شٹ اپ یو۔۔۔" مہرماہ کا خود پر اتنا ہی کنٹرول تھا۔

"کیا بات ہے؟ اچھے بھلے ہم گیم کھیل رہے تھے۔بھارت بن کے تباہی مچانے آ گئی ہو۔" وہ اکتا کر بولا۔

"اٹھو ملاحہ......چل کے کالج کا پڑھو۔" اس نے سرد مہری سے کہا۔تو وہ بے دلی سے اٹھ گئی۔شرمندگی بھی حد سے سوا تھی۔فرزین بھی معذرت خواہانہ نظروں سے موحد کو دیکھتی چلی گئی۔

http://kitaabghar.com

"اپنی ان حرکتوں سے اگر تو تم میری نظروں میں آنا چاہتی ہو تو آئی ایم سوری۔۔۔آئم ناٹ انٹرسٹڈ۔۔۔" وہ اٹھ کر اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بےزاری سے بولا تو مہرماہ اس کا مطلب سمجھ کر سرتاپا جل اٹھی۔

"تمہیں میں جس قابل سمجھتی ہوں، وہ تم بھی جانتے ہو موحد آفندی! مجھے کوئی دبو یا ڈرپوک لڑکی مت سمجھنا۔۔۔وقتی صورتحال تھی جس نے مجھے سرنڈر کرنے پر مجبور کر دیا ورنہ میں۔۔۔" اس نے دانتوں پر دانت جمائے تو موحد کی تیوری پر بل پڑ گئے۔

"ورنہ کیا کر لیتیں تم۔۔۔؟؟" وہ جیسے دبی آواز میں غرایا۔ پھر ایک دم آگے بڑھا اور لال ہوتی آنکھیں اس کی بےخوف آنکھوں میں گاڑتے ہوئے تنفر سے پر لہجے میں بولا۔ "اس رات اگر تم سب کے سامنے میرے کمرے میں سے برآمد ہوتیں تب میں دیکھتا تمہارا غرور کیسے منہ کے بل گرتا ہے۔" مہرماہ کا وجود سنسنا اٹھا۔ "مگر اللہ کا شکر ہے کہ مجھ میں تم سے زیادہ انسانیت اور تہذیب باقی ہے۔ اسی لیے صرف سزا دے کر چھوڑ دیا تمہیں۔۔۔" وہ احسان جتا رہا تھا یا مذاق کر رہا تھا؟ مہرماہ کو شدید ہتک کا احساس ہوا۔

"ہنہ۔۔۔سزا۔۔۔تم تو خود سزا کے قابل ہو۔ دھوکے باز اور جھوٹے۔" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ موحد کا منہ نوچ لے۔

"آپی۔۔۔کال آ رہی ہے آپ کے موبائل پہ۔۔۔" ملاحہ کی آواز نے اسے مجبوراً لڑائی ادھوری چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ ورنہ تو شاید آج ہاتھا پائی بھی ہو ہی جاتی۔ موحد کی نگاہوں نے پرسوچ انداز میں گلابی رنگت اور سیاہ آنکھوں والی اس حد درجہ متنفر لڑکی کا پیچھا کیا تھا۔ طلال کی آواز سن کر مہرماہ کا دل بھر آنے لگا۔

"کیا ہوا مہر۔۔۔طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟" وہ اس کے نم لہجے سے اس کے اندر تک اترنے کی سعی کرنے لگا۔

"بس یوں ہی۔۔۔تم یاد آ رہے تھے۔" انگلی کی نوک سے آنسو کو اڑاتی وہ ہنس دی۔ کھنک دار، شفاف سی ہنسی۔

"تو پھر مل لیتے ہیں ایک بار۔۔۔" وہ بےاختیار بولا۔ مگر اس بار اس باڈی گارڈ کے بغیر۔"

"اونہوں۔۔۔" مہرماہ کے منہ میں کڑواہٹ گھل گئی۔ فوراً موضوع بدل دیا۔

رابیل اور جنید کی شادی میں جا رہے ہیں؟ انویٹیشن آ گیا ہے ہمارا تو۔" اس نے اپنے کلاس فیلوز کا تذکرہ کیا۔ جن کی لو میرج کامیاب ہو گئی تھی۔

"انوی ٹیشن تو مجھے بھی مل گیا ہے۔۔۔چلو اچھا ہے۔ ملاقات کا کوئی تو بہانہ بنا۔۔۔میں تو منگنی کر کے پچھتا رہا ہوں قسم سے۔" وہ بےبسی سے بولا۔

"کیا مطلب تمہارا؟" وہ غرائی۔

"مطلب یہ کہ جنید کی طرح سیدھے سبھاؤ شادی کر کے رخصت کرا کے لے جاتا تمہیں۔" وہ شرارت سے بولا تو مہرماہ کا موڈ بہتر ہونے لگا۔

''ایسے ہی آغا جان نہیں ماننے والے پہلے اپنے پیروں پہ تو کھڑے ہو جاؤ۔ابا کا بزنس سنبھالو بچو۔پھر ملے گی مہر ماہ آفندی۔'' وہ شوخی سے بولی۔تو طلال ہنس دیا۔

''تو میں پک کرلوں تمہیں پرسوں مہندی کا فنکشن ہے۔'' طلال اس کا پروگرام پوچھ رہا تھا۔

''جوتے پڑیں گے دونوں کو آغا جان سے۔۔۔'' وہ ہنسی۔

''تزئین بھی تو ہوگی ساتھ۔۔۔''

''اس کی رابیل سے بنی ہی کب ہے۔میرا نہیں خیال کہ وہ جائے گی،اس نے تو انوی ٹیشن بھی نہیں دیکھا۔''

''چلو۔۔۔ملنا تو طے ہوا نا۔۔۔اتنا ہی غنیمت ہے۔'' طلال نے قناعت پسندی کا مظاہرہ کیا تو وہ ہنستی ہی چلی گئی۔

☆......☆......☆

امی،ابو تورات گئے اس فنکشن کے لیے کسی طور پر رضامند نہیں تھے۔

''میں آغا جان سے اجازت لوں گی۔اگر وہ مانے تو پھر کسی کی بھی نہیں سنوں گی۔'' مہر ماہ نے اعلان کیا تھا۔

اور غیر متوقع طور پر آغا جان مان گئے۔شاید رابیل کے فیملی بیک گراؤنڈ سے واقف تھے اس لیے اور کچھ ویسے بھی ان دنوں آغا جان کا موڈ اچھا رہنے لگا تھا۔(چاہے وہ وجہ موحد آفندی ہی کیوں نہ تھا)۔

وہ مہندی کے خوب صورت جوڑے میں ملبوس،ایک ہاتھ میں ڈھیروں چوڑیاں پہنے،دوسری کلائی پہ پہنے کڑے کا لاک لگاتی، صدیقی بیگم کو خدا حافظ کہتی آغا جان کے کمرے کی طرف بڑھی۔

''اتنی رات کو واپسی ہے تمہاری ڈرائیور پہ بھروسا نہیں کرسکتا میں۔۔۔موحد پک اینڈ ڈراپ کرے گا تمہیں۔۔۔'' آغا جان نے گویا اس کے عین سر پہ بم پھوڑا تھا۔مہر ماہ چکرا گئی۔

''آغا جان۔۔۔آپ ابو سے کہیں۔۔۔وہ لے جائیں گے مجھے۔۔۔'' وہ بمشکل کہہ پائی۔

''تمہارا کیا خیال ہے میں نے صحیح بندہ نہیں چنا تمہارے لیے؟'' وہ گرجے تھے۔

''نہیں آغا جان۔۔۔میرا مطلب ہے کہ ٹھیک ہے۔جانا تو ہے ہی۔ڈرائیور چاہے کوئی بھی ہو۔'' وہ بمشکل مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی تو آغا جان تھوڑے ٹھنڈے پڑے۔

دروازہ کھلا۔خوشبوؤں کے ایک ریلے کے ساتھ سفید ٹراؤزر اور نیلی اور سفید ٹی شرٹ میں ملبوس موحد آفندی،آغا جان کے کمرے میں داخل ہوا۔تازہ تازہ شیو۔۔۔ہونٹوں پر پراطمینان بھری مسکراہٹ،اف۔۔۔مہر ماہ کا اگر وہ دشمن نہ ہوتا تو وہ اسے ہینڈسم اور ڈیشنگ کزن کا خطاب دیتی۔

''چلیں آغا جان۔۔۔''اس نے مہر ماہ کو یوں اگنور کیا جیسے وہ کمرے میں موجود ہی نہیں۔

''میں نہیں جارہا برخوردار۔۔۔'' آغا جان نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ اس کے شانوں پر جمائے اور مسکرا کر کہا۔ان کے ہر انداز سے موحد کے لیے محبت محسوس ہوتی تھی۔''مہرو کی سہیلی کی شادی ہے۔اب تم سا قابل اعتبار میرے لیے کوئی ہے نہیں۔اس لیے اس کے پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری تمہاری ہے۔''مہر ماہ نے دلچسپی سے موحد کو دیکھا۔ابھی وہ یہ فرمانبرداری کا ڈرامہ ختم کرتا اور مہر ماہ کی بھی جان چھوٹ جاتی۔

''اوکے آغا جان۔جیسے آپ کا حکم۔۔۔'' مہر ماہ کے ہاتھ سے کلچ چھوٹتے چھوٹے بچا۔اس نے بے یقینی سے موحد کو دیکھا۔۔۔وہ اب مسکراتے ہوئے مہرو کو ہی دیکھ رہا تھا۔

''چلیں۔۔۔؟''مہرو کو تو غش بھی آجاتا تو کم تھا۔وہ مرے مرے لہجے میں آغا جان کو خدا حافظ کہتی باہر نکلی تھی۔وہ گاڑی میں بیٹھے ہی تھے جب طلال کی کال آگئی۔

''ہوں۔۔۔ہاں۔۔۔آرہی ہوں بس۔۔۔''وہ جان بوجھ کر موحد کو سنانے والے انداز میں بولی۔

''ہاں۔۔۔ڈرائیور ساتھ ہی ہوں۔۔۔اتنی رات کو اکیلی تو نہیں آؤں گی نا۔ڈونٹ وری طلال۔''خوامخواہ کی ہنسی۔موحد نے ایک ترچھی نگاہ اس پر ڈالی اور گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

''ذرا جلدی کرو۔سب پہنچ چکے ہیں وہاں۔''مہر ماہ کا تحکمانہ انداز گویا ڈرائیور کے لیے تھا۔

''سب سے مراد یقیناً طلال ہوگا۔''وہ استہزائیہ بولا۔مہر و ماہ نے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ سیٹ سے ٹیک لگاتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

''ظاہر ہے۔۔۔''وہ اسے اپنی یادداشت کے سہارے راستے بتا رہی تھی۔اور ابھی وہ آدھے راستے میں ہی تھے کہ گھر گھر کی آوازیں نکال کر گاڑی بیچ سڑک میں ایک اندھیرے موڑ پر بند ہوگئی۔

''شٹ۔۔۔''

''اب کیا ہوا؟''مہر ماہ اکتا کر پوچھنے لگی۔

''ظاہر ہے گاڑی خراب ہوئی ہے۔''وہ گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کرتے ہوئے تحمل سے بولا۔مگر گاڑی کا انجن چند لایعنی آوازیں نکال کر بند ہوگیا۔

''جس رفتار سے تم گاڑی چلا رہے تھے اس میں تو ہم فنکشن ختم ہونے کے بعد ہی پہنچتے۔۔۔اتنا سلو چلا کر گاڑی کو بھی غصہ دلایا تم نے۔''مہر ماہ کو غصہ آنے لگا تھا۔

http://kitaabghar.com

"شپ اپ۔۔۔" موحد کو بھی غصہ آیا۔ایک تو سنسان راستے پر گاڑی خراب ہونا، دوسرے سجی سنوری مہر ماہ کا ساتھ۔

"یہ کون سی جگہ ہے۔۔۔؟" وہ موبائل نکالتے ہوئے مہر ماہ سے پوچھ رہا تھا۔

"مجھے کیا پتا۔۔۔کالونی ہوتی تو نام بتا دیتی۔۔۔سنسان راستے کا کیا نام ہوگا بھلا" وہ خفا ہونے لگی۔"اندھیرے راستے میں مجھے تو لگتا ہے موڑ بھی غلط کاٹا ہے تم نے۔"اس نے موحد کی پریشانی میں مزید اضافہ کیا۔

"اب بالفرض مدد کے لیے کسی کو بلائیں بھی تو کس جگہ کا ایڈریس دے کر؟" وہ پوچھ رہا تھا۔پھر گاڑی کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور بونٹ کھول کر موبائل ٹارچ سے انجن چیک کرنے لگا۔مہر ماہ کا دل بھی ہول سا گیا۔

"واقعی اگر وہ راستہ بھول کر اس سنسان سڑک پر آ نکلے تھے جس کے اطراف میں کھیتوں کا سلسلہ تھا تو پھر وہ کسی کو کیا نشانی بتا کر مدد کے لیے بلاتے؟" وہ بھی پریشانی سے نیچے اتر آئی۔

موحد نے موبائل اس کے ہاتھ میں پکڑایا اور خود اس کی روشنی میں مختلف تاروں کو چیک کرنے لگا۔

"تم نے مجھے راستہ ٹھیک نہیں بتایا۔پچھلے موڑ سے غلط راستے پر آئے ہیں ہم۔۔۔شہر چھوڑ کر کسی قصبے کی طرف۔۔۔" وہ اسے سنا رہا تھا۔وہ کنفیوز ہونے لگی۔

"میں پہلے بھی ایک بار آ چکی ہوں،اسی طرف ایک موڑ تھا۔۔۔شاید اگلا موڑ تھا وہ۔۔۔"

اسی وقت کسی موٹر سائیکل کی آواز اس ویرانے میں خوفناک طریقے سے گونجنے لگی۔کوئی مخالف سائیڈ سے ان کی طرف آ رہا تھا۔

"مہر ماہ۔۔۔گاڑی میں بیٹھو۔" وہ بعجلت بولا۔

"کوئی آ رہا ہے۔۔۔مدد ہی مانگ لو اس سے۔" وہ بحث کرنے کھڑی ہوگئی۔موحد نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔اسی وقت موٹر سائیکل ان کے پاس آ کے رکی۔دو آدمی تیزی سے نیچے اترے۔ایک کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر موحد نے مہر ماہ کو بے اختیار اپنی اوٹ میں کیا تھا۔

"ہم مسافر ہیں۔گاڑی خراب ہوگئی ہے ہماری۔" موحد نے مصالحت آمیز انداز اپنایا۔مہر ماہ کی رنگت اڑ گئی۔موحد کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے وہ لرز رہی تھی۔

"موبائل نکالو اپنے۔۔۔اور کیش بھی۔۔۔" دونوں شلوار قمیص میں ملبوس جوان لڑکے تھے۔بے خوف اتنے کہ دونوں نے نقاب کر کے چہرہ چھپانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔موحد نے فوراً اپنا موبائل اور جیبوں میں موجود رقم نکال کر دے دی۔ایک لڑکے نے گاڑی کا دروازہ کھول کر مہر ماہ کا کلچ پورے کا پورا ہی قبضے میں کر لیا اور یہ جا وہ جا۔

"او گاڈ۔۔۔" ان کے جانے کے بعد وہ بڑبڑایا اور پلٹ کر زرد پڑتی مہر ماہ کو دیکھا۔

"اب کیا ہوگا موحد۔۔۔گاڑی خراب ہے اور موبائل بھی نہیں رہا۔۔۔" اس کی آواز لرز رہی تھی۔

اور سیاہ آنکھوں میں موتیوں سے چمکتے آنسو۔۔۔آسمان کے چاند کی تمام تر روشنی جیسے ان دو آنکھوں میں اتر آئی تھی۔
موحد کے تاثرات میں عجیب سی تبدیلی دیکھ کر مہرماہ کے حواس چوکنے سے ہو گئے۔ وہ ذرا پیچھے ہٹی اور گاڑی سے جا لگی۔ موحد کی نگاہ اس کے چہرے سے پھسلتی گردن اور پھر۔۔۔اس نے مہرماہ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔
مارے خوف کے وہ گھگھیا کر رہ گئی۔ ویرانہ، تنہائی اور موحد کے بدلتے تاثرات نے اس کی آواز کو گلے میں ہی گھونٹ دیا تھا۔ وہ آگے بڑھ کے اس کے قریب آ گیا۔ مہرماہ کی سانس رک سی گئی۔ اس کا ہاتھ مہرماہ کے شانے کو چھو رہا تھا۔
''یہ دیکھو۔۔۔گراس ہوپر۔۔۔''
موحد کی آواز پر وہ ہول کر اسے دیکھنے لگی۔ جو کھیتوں میں اڑنے والے ٹڈے کو بڑی مہارت سے اس کے شانے سے پکڑ چکا تھا۔ آنسوؤں بھری آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ تیزی سے پلٹ کر گاڑی میں جا بیٹھی اور دروازہ لاک کر لیا۔
وہ شانے اچکا کر گراس ہوپر کو اڑانے کے بعد اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔ تاروں کو ہلانا جلانا شاید کام آ گیا تھا۔ ایک دوبار کی کوشش کے بعد گاڑی کا انجن غرا کر اسٹارٹ ہو گیا تھا۔
''اسی لیے اسلام میں عورت کو بلاضرورت یوں بن سنور کر رات کو گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔'' اس نے گاڑی واپسی واپسی کے راستے کی طرف موڑتے ہوئے پتا نہیں طنز کیا یا اس کی معلومات میں اضافہ۔۔۔وہ جو بھری بیٹھی تھی دونوں ہاتھوں میں منہ چھپائے روتی چلی گئی۔

☆......☆......☆

طلال نے مہرماہ کے نمبر پر ان گنت کالز کرنے کے بعد بالآخر اکتا کر تزئین کو کال کی تھی۔
''وہ تو کب کی جا چکی۔۔۔موحد کے ساتھ۔۔۔''
کب۔۔۔کو لمبا سا کھینچ کر اس نے طلال کا دل جلانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔
''مگر یہاں تو نہیں پہنچی۔ فنکشن اسٹارٹ ہو چکا ہے۔'' وہ پریشان تھا۔
''ہو سکتا ہے دونوں لانگ ڈرائیو پر نکل گئے ہوں۔'' تزئین نے شرارت سے کہا تو وہ چپ ہو گیا۔ اس پر وہ جلدی سے بولی۔
''اوکے سوری یار۔ جسٹ کڈنگ۔'' طلال نے لائن ہی ڈراپ کر دی تو تزئین کو غصہ آیا۔
''تمہارے ساتھ ہونا بھی یہی چاہیے تھا۔'' وہ موحد کا نمبر ملانے لگی مگر وہ بند تھا۔ یہی صورتحال مہرماہ کے موبائل کی تھی۔
''چلو جی۔۔۔خس کم جہاں پاک۔۔۔'' تزئین نے اپنا موبائل بستر پر پھینکتے ہوئے ہاتھ جھاڑے تھے۔
اسی وقت باہر گاڑی کے ہارن اور پھر گیٹ کھلنے کی آواز آئی تو اس نے جلدی سے دروازہ کھولا اور باہر نکل آئی۔ برآمدے کا

دروازہ کھول کر وہ پورچ میں آئی تو گاڑی میں صرف موحد تھا۔

''مہرو کہاں ہے؟'' موحد نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر دفعتاً اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

''کیوں۔۔۔؟''

''طلال کی بیسیوں کالز آ چکی ہیں۔'' تزئین نے اطمینان سے جھوٹ بولا۔

''چھوڑ آیا ہوں اسے۔۔۔ یہاں تو آٹھ بجے ہی آدھی رات ہو جاتی ہے۔۔۔'' موحد چابی اچھال کر کیچ کرتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔ تزئین پرسوچ نظروں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

☆......☆......☆

روئی آنکھوں اور دھلے دھلائے چہرے والی مہرماہ فنکشن میں پہنچی۔ موحد اسے باہر ہی اتار کے چلا گیا تھا۔

''اتنی لیٹ۔۔۔'' سب ہی کا شکوہ تھا۔ طلال کے ہاتھ وہ بہت دیر سے لگی۔

''کیا ہوا مہر۔۔۔ اتنی دیر سے نکلی ہوئی تھیں۔ اتنی لیٹ کیوں پہنچیں؟'' وہ رابیل کو تیل اور مہندی لگا کر تصویریں بنوا آئی تھی۔ ایک میز کے گرد رکھی کرسیوں پر طلال کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ''خیریت تو تھی نا۔۔۔ وہ خبیث آدمی تھا تمہارے ساتھ۔'' طلال کا لہجہ بدلا۔ مہرماہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر کھنکھاری۔

''وہ مجھے ڈراپ کرنے آیا تھا۔ آغا جان کے حکم کے مطابق۔''

''اتنا طویل فاصلہ تو نہیں تمہارے گھر سے رابیل کے گھر کا مہر۔۔۔''

''راستے میں غلط موڑ کاٹ لیا۔۔۔ پھر گاڑی خراب ہو گئی تھی طلال۔۔۔'' وہ صفائی پیش کرتے کرتے یکبارگی رکی۔ بے یقینی سے طلال کو دیکھا۔

''تم مجھ پر شک کر رہے ہو۔۔۔؟''

''تم نے کال اٹینڈ نہیں کی میری۔'' وہ شکوہ کناں تھا۔ عجیب بے مہر۔۔۔ بے التفات انداز۔

''حادثہ ہو گیا تھا راستے میں۔ موبائل اور پرس چھین لیے چوروں نے۔۔۔'' مہرماہ بے اختیار بولی۔ طلال نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔

''کیا ہو گیا ہے مہرماہ۔ کوئی مووی دیکھ کر آئی ہو؟'' مہرماہ نے لب بھینچے۔ دل تو چاہا کہے ''نہیں طلال۔۔۔ عزت بچا کر آئی ہوں۔''

''غلط موڑ کاٹ لیا، گاڑی خراب ہو گئی، موبائل چھن گئے۔ واٹ ربش؟'' وہ طنز و استہزاء سے بھرپور انداز میں بولا تھا۔ مہرماہ کی

سیاہ آنکھوں میں دکھ اور بے یقینی بھر گئی۔

"نہیں۔ہم دونوں لانگ ڈرائیو پر گئے۔وہاں گول گپے کھائے اور اچھا سا ٹائم گزار کر یہاں چلے آئے۔تمہاری کالز جان بوجھ کر اٹینڈ نہیں کیں میں نے۔۔۔اب خوش؟" وہ تلخی سے بھرپور لہجے میں بولی۔تو طلال کو بہت کچھ غلط ہونے کا فوری احساس ہوا۔

"او کے،سوری مہر۔۔۔میں پریشان تھا بہت۔"

"کیوں؟اب پریشانی دور نہیں ہوئی۔اپنی من کی مرضی کی کہانی سن کر۔" وہ طنز سے بولی تو آواز بھرا گئی۔"تمہیں وہ پہلا شخص ہونا چاہیے طلال جسے میں کوئی بات کہوں اور وہ آنکھیں بند کر کے یقین کر لے۔مگر تم نے مجھے ہی امتحان میں ڈال دیا۔"اس کا شکوہ کناں لب ولہجہ اور سیاہ آنکھوں میں چمکتے آنسو طلال کے لیے امتحان بننے لگے۔اس نے اپنی جذباتیت کو کوسا اور جلد بازی پر لعنت بھیجی۔

"سو،سوری مہرو،بس پریشانی میں اول فول بک گیا میں مگر تم اس شخص کے ساتھ آئی ہی کیوں؟"

"اف۔۔۔"مہر ماہ کا سر پھٹنے لگا۔

"پھر وہی۔۔۔"

"او کے۔۔۔چلو۔اس ٹاپک کو چھوڑ دو اور ان خوب صورت لمحوں کو محسوس کرو جن میں ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔" وہ مسکرا رہا تھا۔مہر ماہ بوجھل دل سے مسکرادی۔مگر درحقیقت طلال کی طرف سے اس کے دل میں ایک گرہ لگ گئی تھی۔واپسی پر،آغا جان کو اس نے رابیل کے پاپا سے فون کروادیا۔وہ خود رابیل کے ساتھ اسے گھر چھوڑنے آئے تھے۔

اندر اپنے اے سی سے خنک ہوتے بیڈروم میں موحد آفندی ایک بڑی بے چین نیند سو رہا تھا۔

☆......☆......☆

باٹل گرین اور اورنج کلر گاؤن میں ملبوس وہ اپنی تمام تر سج دھج سے تیار تھی۔مگر خاموش۔۔۔بالکل چپ۔۔۔

"تایا جان کو بتایا موبائل چھننے کے متعلق؟" وہ گاڑی میں آکر بیٹھی تھی جب موحد نے اس سے پوچھا۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔"بتادیتی تو آج گھر سے نکلنے ہی نہ دیتے۔"

"آج کدھر جانا ہے؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"اسکائی ویز میرج ہال۔۔۔"وہ ہال کا بتا کر اسے راستہ سمجھانے لگی۔

"مجھے اپنے نمبر دے دو تا کہ میں تمہاری سم بلاک کروادوں۔۔۔" وہ میرج ہال کی پارکنگ میں اترتے اترتے پلٹی اور تحیر سے موحد کو دیکھا۔اتنا نرم انداز!!وہ بھی مہر ماہ آفندی کے لیے؟پھر یونہی سر ہلا کر گاڑی سے اتر گئی۔پھر کچھ یاد آنے پر کھڑکی میں جھکی۔

"موبائل میں میری تصویریں بھی ہیں۔۔۔"

http://kitaabghar.com

''دوبارہ کھینچ لینا۔جب نیا لو گی تو۔'' وہ بے نیازی سے کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔مہرماہ اسے ہلکا سا گھور کر ایک ہاتھ سے دوپٹہ شانے پر سیٹ کرتی،گولڈن کلچ دوسرے ہاتھ میں تھامے سبک قدمی سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔اندر جاتے جاتے وہ بے خیالی میں اسی واقعہ کو سوچ رہی تھی۔جب وہ موٹر سائیکل سوار آئے تو موحد آفندی نے کیسے اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اسے اپنی اوٹ میں کر لیا تھا۔

صد شکر اسے اپنے گھر کی عزت کی پرواہ تھی اور یہ بھی غنیمت تھا کہ آج اس کا لب ولہجہ پہلے سے بہتر تھا۔

''اے۔۔۔ہیلو۔۔۔'' وہ چٹکی بجانے کی آواز پہ ٹھٹکی تھی پھر طلال کو دیکھ کر جھینپ سی گئی۔

''مانا کے میڈم آج صحیح معنوں میں ''مادام'' لگ رہی ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ''یور ہائی نیس'' کو توجہ ہی نہ دی جائے۔'' وہ اپنے سر کو ہلکا سا خم دیتے ہوئے بولا تو ضبط کے باوجود مہرماہ کو ہنسی آ گئی۔

وہ دونوں اکھٹے اندر بڑھے تو کئی ستائشی نگاہوں نے اس جوڑی کو دیکھا تھا۔آج کا فنکشن ہر لحاظ سے زبردست رہا تھا۔

''میں واپسی پر چھوڑ دوں گا تمہیں مہر۔۔۔'' طلال کو آج وہ ہمیشہ سے زیادہ اچھی لگ رہی تھی۔

''اونہہ۔۔۔'' اس نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔''ڈرائیور کو ٹائم دیا ہے۔۔۔''

''تو میں جو تاعمر تمہاری ڈرائیوری کا اعزاز لینے کو تیار ہوں،اس کا کیا؟'' وہ بڑی معصومیت بھری شرارت سے پوچھ رہا تھا۔اس کے ساتھ باہر کی طرف بڑھتی مہرماہ کھلکھلا دی۔

''وہ دیکھو۔۔۔گاڑی آ چکی ہے۔'' مہرماہ نے پارکنگ میں نگاہ دوڑا کر تھوڑی بہت تگ ودو کے بعد گاڑی تلاش کر ہی لی تھی۔

''اب تم جاؤ۔۔۔پھر میں جاؤں گی۔'' وہ مسکرائی۔اندر سے دل مضطرب بھی تھا۔وہ جانتی تھی موحد کو دیکھ کر طلال کو اچھا نہیں لگے گا۔

''کم آن مہر!میں تمہیں گاڑی تک چھوڑ آتا ہوں۔'' وہ مصر تھا۔اور ابھی وہ اسی پس وپیش میں مبتلا تھے کہ موحد کی آواز نے دونوں کو گڑبڑا دیا۔

''میں کب سے تمہارا ویٹ کر رہا ہوں مہرماہ۔۔۔'' وہ طلال کو قطعی طور پر نظر انداز کیے مہرماہ سے مخاطب تھا۔

''وہ۔۔۔میں آ ہی رہی تھی بس۔'' اس نے معذرتی نگاہ لب بھینچے کھڑے طلال پر ڈالتے ہوئے جلدی سے کہا۔''او کے طلال۔۔۔کل انشاءاللہ۔۔۔'' وہ ہونٹ پھیلا کر مسکراہٹ کا تاثر دیتی موحد کے ساتھ قدم آگے بڑھا گئی۔

''اتنی لیٹ۔۔۔میں تمہارے دیے ہوئے وقت سے پون گھنٹہ پہلے سے ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔'' موحد کی آواز طلال کی سماعت سے ٹکرا رہی تھی،اپنی گاڑی کی طرف بڑھتا وہ لب بھینچ گیا تھا۔وہ ونڈ اسکرین کے پار دیکھ رہی تھی،جب موحد نے اس کی گود میں کوئی چیز رکھی۔

''یہ کیا ہے؟'' اس نے ڈبہ اٹھایا۔ایپل کا آئی فون سکس۔لمبا،خوبصورت۔وہ استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

http://kitaabghar.com

''اپنے لیے نیا لیا تو تمہارے لیے بھی لے لیا...'' وہ بے نیازی سے سامنے دیکھتا کہہ رہا تھا۔ اب اس نے یکلخت اپنا انداز بدلا تو مہرماہ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ واقعی اندر سے ''بدلا'' تھا یا یہ بھی کوئی ''بدلہ'' تھا۔ وہ کنفیوز سی ہونے لگی۔

''اٹس اوکے۔ میں ابو سے کہہ کے لے لوں گی۔ یہ تم رکھ لو۔۔۔'' ڈبہ ڈیش بورڈ پہ رکھتے ہوئے وہ رسان سے بولی۔ ''یہ بھی اسی بزنس کے پیسوں سے آیا ہے ڈونٹ وری۔ اپنے پاس سے نہیں بنا کے دیا میں نے۔'' وہ مصروف انداز میں ڈرائیو کرتے ہوئے بولا۔

''میں پھر بھی نہیں لے سکتی۔ تھینکس فار یور گفٹ۔'' مہرماہ کا قطعاً کوئی ارادہ نہیں تھا اس ''راہ و رسم'' کو بڑھاوا دینے کا۔ دشمن اول تھا وہ، دوست اول کیسے بن سکتا تھا؟

''تو پھر اپنی طرف کی ونڈوں کھولو اور اسے باہر پھینک دو۔'' اب کی بار اس نے بڑی سرد مہری سے مشورہ دیا تھا۔ مہرماہ خاموش ہو گئی۔ قدرے توقف کے بعد خود ہی سنجیدگی سے بولا۔

''میرا تم سے نہ تو جائیداد کا جھگڑا ہے اور نہ ہی کوئی خاندانی دشمن ہے۔ اس لیے میرے خیال میں اس بے اعتباری کی فضا کو ختم ہونا چاہیے اب اور اس بے تکی دشمنی کو بھی۔۔۔'' وہ دل ہی دل میں جوڑ توڑ کر رہی تھی۔

بے اعتباری ختم ہوئی تو اعتبار شروع اور دشمنی ختم ہوئی تو دوستی کی شروعات۔۔۔ اسے درحقیقت موحد آفندی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ گھر پہنچ کر وہ گاڑی سے اترنے لگی تھی۔

''مہرو۔۔۔'' موحد نے اسے روکا تو مہرماہ کو جھٹکا سا لگا۔ مہرماہ سے مہرو۔

''یہ لے جاؤ۔ واپس تو میں لوں گا نہیں۔ چاہو تو کوڑے میں پھینک دینا۔'' وہ ڈیش بورڈ پر پڑے ڈبہ پیک موبائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

چند ثانیوں تک کچھ سوچنے کے بعد مہرماہ نے ہاتھ بڑھا کر وہ ڈبہ اٹھا لیا تھا۔

''تھینک یو۔۔۔'' وہ اندر چلی گئی۔ موحد کے ہونٹوں پر بہت آہستہ آہستہ ایک جانی پہچانی سی مسکراہٹ پھیلی تھی۔

☆......☆......☆

''نمیر! مجھے مل سکتے ہو ابھی؟'' سومیہ نے کال کرتے ہی سوال پوچھا تو اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

''کیوں؟''

''ضروری بات کرنی ہے تم سے۔ میں آ جاؤں تمہارے آفس یا تم مجھے ہاسٹل سے لے لو گے؟'' وہ سنجیدہ تھی۔ پچھلی بار کی لڑائی ان دونوں کے بیچ ایک دیوار سی کھڑی کر گئی تھی۔ جانے نمیر کو اس کا موحد آفندی کی طرف متوجہ ہونا اچھا نہیں لگا تھا یا پھر وہ ہی دل میں نمیر کی جگہ موحد آفندی کو دینا نہیں چاہتی تھی۔

''میں آتا ہوں۔۔۔'' چند لمحوں کے بعد اس نے کہہ کر کال ڈراپ کر دی تھی۔ سومیہ کے ہونٹوں پر زخمی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ ایک عجیب طرح کی بے چینی اور کرب نے اسے گھیر رکھا تھا۔ اور کسی پل سکون نہیں ملتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اسے لینے آ گیا تھا۔ وہ پژمردہ سی اس کے ساتھ قریبی ریسٹورنٹ میں چلی آئی۔

''کچھ کھاؤ گی؟'' وہ پوچھ رہا تھا۔

''آئس کریم منگوا لو۔'' دل نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے گویا ریسٹورنٹ میں بیٹھنے کا جواز تلاشا۔

''او کے۔۔۔''

وہ ویٹر کو بلا کر آرڈر لکھوانے لگا۔ اپنے لیے بھی اس نے اپنے پسندیدہ فلیور کی آئس کریم ہی آرڈر کی تھی۔

''اب بتاؤ۔۔۔ کیا مسئلہ ہے؟'' وہ اس کی طرف متوجہ تھا۔ اور جب وہ یوں اسے توجہ دیتا تو سومیہ ہواؤں میں اڑنے لگتی۔ اسے لگتا جیسے پوری کائنات اس کی طرف متوجہ ہے۔

''آئم سوری۔۔۔'' وہ مدھم لہجے میں بولی۔ نمیر نے استفہامیہ انداز میں ابرو اٹھائے۔

''وہ کس لیے؟''

''پچھلی بار کی لڑائی کے لیے۔ میں نے بہت فضول بکواس کی تھی۔'' وہ ایسی ہی تھی۔ اپنی غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی تسلیم کر لینے والی۔

''اٹس او کے۔۔۔ میں تو کب کا بھول بھی چکا۔'' وہ لاپروائی سے کہہ کر اپنا موبائل چیک کرنے لگا۔

''خوش قسمت ہو۔ جلدی بھول جاتے ہو۔۔۔ بندوں کو بھی اور باتوں کو بھی۔'' وہ پھیکا سا مسکرائی تھی۔ وہ توجہ دیے بنا اپنا موبائل دیکھتا رہا۔ ویٹر ان کے درمیان آس کریم کے بلوریں پیالے رکھ گیا تھا۔ خاموشی ان کے درمیان کسی راز کی طرح تھی۔ گویا ''فاش'' ہونے کی منتظر ہو۔

''ایک بات پوچھوں نمیر؟'' وہ بے دلی سے اپنی پیالے میں چمچہ ہلاتے ہوئے بولی۔

''ہوں۔۔۔؟'' وہ مکمل طور پر آئس کریم کی طرف متوجہ تھا۔ لحظہ بھر کو سومیہ کو آئس کریم پر رشک آیا پھر وہ خود ترسی کا شکار ہونے لگی۔

''تم اپنا لائف اسٹائل بدل نہیں سکتے؟'' اس نے جیسے ہار کر کہا۔

''کیا مطلب؟'' وہ اسے اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب ہو ہی گئی تھی۔

''مطلب یہ کہ سیدھے سادھے انداز میں اپنی لائف نہیں گزار سکتے۔۔۔ عام آدمی کی طرح۔۔۔'' وہ محتاط انداز میں بات کر رہی تھی۔

''تم جس بات کے لیے مجھے یہاں لائی ہو وہ کرو سومیہ۔۔۔'' نمیر نے اسے سپاٹ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پھپھو چاہتی ہیں کہ میری اور موحد کی شادی ہو جائے۔'' اس نے ایک دم سے کہہ دیا۔ وہ آئس کریم کھانا بھول گیا۔ بے یقینی

سے اسے دیکھنے لگا۔

”واٹ؟“ بڑی دیر بعد اس کے منہ سے نکلا تھا۔

”میں چاہتی ہوں کہ تم اس گھر کو تباہ کرنے کا فیصلہ بدل لو نمیر۔۔۔یقین کرو۔۔۔می۔۔۔میں دلاؤں گی تمہیں اس گھر میں تمہاری حیثیت۔۔۔“ وہ اسے یقین دلا رہی تھی۔

”یہ شادی والی بات کس نے کہی تم سے؟“ وہ متوحش سا تھا۔

”موحد تو کہہ نہیں سکتا۔ظاہر ہے پھپھو نے ہی اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے۔“ وہ قدرے شوخی سے بولی۔

”اور تم۔۔۔“ وہ سرسراتے ہوئے لہجے میں پوچھنے لگا۔”تمہیں جو میں نے سمجھایا تھا۔وہ سمجھ نہیں آیا تمہیں؟“

”کم آن نمیر۔۔۔یہ فضول کی ضد، بے کار کی دشمنی کیا دے رہی ہے تمہیں؟ میں تمہاری طرف سے بالکل ناامید ہوگئی ہوں۔اس لیے مجھے یہ پروپوزل قبول کرنے میں ہی بھلائی نظر آ رہی ہے۔“ وہ اب قدرے اطمینان سے کہہ رہی تھی۔

”شٹ اپ سومیہ۔۔۔“ وہ غصے میں آنے لگا۔”ان سب کے ساتھ برباد ہونے کا شوق سما گیا ہے تمہارے دل میں اور کچھ نہیں۔“

”اور تم مجھے برباد ہونے دو گے کیا؟“ وہ بڑی آس سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

”تب ہی تو اس گھر سے دور رہنے کا کہہ رہا ہوں۔“ نمیر نے زچ ہو کر کہا۔

”تو بس پھر ٹھیک ہے۔“ وہ موج میں آتے ہوئے بولی۔”میں موحد کا پروپوزل ایکسیپٹ کرلوں گی تاکہ میری وجہ سے وہاں کسی کی تو بچت ہو۔“

فضول باتیں مت کرو سومی۔۔۔“ اس نے جھڑکا۔

”تم آخری کرنا کیا چاہتے ہوئے نمیر۔اس فضول اور لایعنی دشمنی کو کوئی تو رخ دو۔“ وہ تھک کر بولی۔

”دے دیا ہے رخ مائی ڈیر...“ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھری۔سومیہ کا دل ہلکے سے خوف سے دھڑکا۔

”کیا مطلب؟“ وہ میز پر قدرے آگے جھکا۔

”مہرماہ آفندی۔۔۔“ اس کی سرگوشی نے سومیہ کو اندر تک ہلا دیا۔بے یقینی سے اس نے نمیر وقار آفندی کو دیکھا۔جیسے پوچھ رہی ہو۔تم اسے کیسے جانتے ہو۔

”کیا مطلب؟“ اس کا حلق خشک ہونے لگا۔نمیر کے ہونٹوں پر منتقمانہ مسکراہٹ پھیلنے لگی۔

”میں نے اس گھر میں اپنا ایک مہرہ چن لیا ہے سومیہ......اور وہ ہے مہرماہ مبین آفندی......آغا ذوالفقار علی خان کی منہ چڑھی پوتی۔۔۔اور اس منہ پھٹ اور زبان دراز عورت کی بیٹی جس نے میری ماں کی شرافت اور اس کے کردار پر رکیک جملے کسے۔اس کی شرافت

کو ایک سوالیہ نشان بنادیا سب کے سامنے۔'' وہ سرد مہری سے کہہ رہا تھا۔

''کیا کرو گے تم نمیر؟'' اس نے خوف زدہ ہو کر پوچھا۔ نمیر کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی۔

''ڈونٹ وری۔۔۔ تم سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں رہے گا۔''

''میں موحد سے شادی کرلوں گی نمیر۔۔۔'' اس کی آواز بھرانے لگی۔

''تم ایسا کچھ نہیں کرو گی سومیہ، وہاں صرف تباہی ہے اور بس۔'' وہ تحکمانہ انداز میں بولا۔ اشارے سے ویٹر کو بلایا اور بل منگوایا۔ سومیہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اس سنگ دل، بے مہر شخص کو دیکھ رہی تھی۔

☆......☆......☆

شیطان کا کوئی ایک روپ نہیں۔

وہ کوئی بہروپ بدل کر انسان کو ورغلانے کی کوشش کرتا ہے۔

اور اس بار وہ زرگل بائی کے روپ میں زرنگار کے ٹوٹے پھوٹے در پر آیا۔

''اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔'' اس نے اپنے کلے پیٹ لیے۔ ''آسمان کا ستارہ کہاں خاک ہوا پڑا ہے زرنگا۔۔۔ کیوں اپنے آپ کو مٹی میں مٹی کرلیا تو نے۔۔۔'' زرنگار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اپنی بے کسی پر نہیں۔۔۔

وقار آفندی کی بے بسی پر۔۔۔

وہ اپنی بیماری اور شدید سردرد کے ہاتھوں بے حال ہوا جاتا تھا۔ آج گھر میں موجود اناج کا آخری دانہ تک ختم ہو گیا تھا اور نمیر کو اسکول والوں کی مسلسل فیس جمع نہ کروانے کی بنا پر گھر بھیج دیا تھا۔

''بابا کو مت بتانا نمیر۔۔۔ میں کچھ کرتی ہوں۔'' اس نے دس سالہ پیارے سے نمیر کے ہونٹوں پر ششش کے انداز میں انگلی رکھی تو اس نے سمجھداری سے سر ہلا دیا۔ اور اب زرگل بائی اس کے دروازے پر صدا لگانے آ کھڑی ہوئی تھی۔

(اللہ نے فرشتہ بنا کے بھیج دیا اماں کو) مرتے مرتے حرام کو حلال کرنے والوں کی طرح زرنگار نے بھی سوچا۔ مگر اگلے ہی پل اس نے خود پر نفرین بھیجی۔

''اماں۔۔۔ کہا تھا نا میں نے، دوبارہ مت آنا میرے ہاں۔'' آنسو پیتے ہوئے اس نے یاد دلایا۔

''ارے کم بخت ماری۔۔۔ ابھی بھی وہی بات۔ اب تو سنبھل جا۔ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ستارہ ہے تو۔۔۔ نرا پتھر۔۔۔ سرد اور سیا، بے مول کردیا اپنا جوبن تو نے زرنگار۔'' وہ بین کرنے والے انداز میں بولی۔ بوسیدہ لباس میں ملبوس شہزادوں جیسے نواسے کو زبردستی

ساتھ لپٹا کر چٹاچٹ بوسے لیے۔

''لڑکی پیدا کر لیتی تو بھوکی نہ مرتی کبھی زری۔'' اس نے زبردستی دس کا نوٹ نمیر کی مٹھی میں تھما کر اسے باہر بھگاتے ہوئے تاسف سے کہا تو زرنگار لرز اٹھی۔

''کیا فضول باتیں کرتی ہو اماں۔ اور اللہ کے واسطے جاؤ یہاں سے۔ وقار آ گئے تو ناراض ہوں گے۔'' وہ اپنی عزت نفس ختم ہونے سے پہلے پہلے زرگل بائی کو وہاں سے رخصت کرنا چاہتی تھی۔

یہ نہ ہو شیطان بہکا لے۔۔ بھوکے بچے اور بیمار شوہر کی تکلیف کچھ غلط نہ کروا دے۔ زرگل بائی سے اس کی پسماندگی چھپی ہوئی نہ تھی۔ سوراخوں سے بھرا دوپٹا اوڑھے۔۔۔ یہ وہ خوش لباس زرنگار تو نہ تھی۔ اس نے نوٹوں کی ایک گڈی پرس میں سے نکال کر زرنگار کی گود میں پھینکی۔

''یہ لے علاج کروا لے اپنے خصم کا۔۔۔'' اس نے بے نیازی سے کہا جیسے دو چار روپے دیے ہوں۔ زرنگار کی نگاہوں میں درد سے بے حال ہوتا وقار آفندی گھوم گیا۔ ڈاکٹروں نے برین ٹیومر بتایا تھا۔ اسے اور اب تو آپریشن لازمی قرار دے دیا تھا سب نے۔ اس کے ہاتھ اس گڈی کو پکڑنے کو بے تاب ہونے لگے۔

''بس۔۔۔ اس کے بدلے ایک بات مان لے میری۔۔۔'' زرگل بائی نے پان چباتے ہوئے بیٹی کی بدلی نگاہ بھانپ لی تھی۔ اطمینان سے بولی تو زرنگار کا دل ڈوب سا گیا۔ اس نے یوں سختی سے رقم کو تھاما جیسے زرگل بائی کی ہر بات ماننے کا تہیہ کر لیا ہو۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

زرنگار کو وہ نوٹوں کی گڈی نہیں، ہفت اقلیم کی دولت لگ رہی تھی۔

''اپنے بیمار شوہر کو دیکھ، اپنے زرد پڑتے چہرے اور معصوم بچے کو دیکھ۔ حسرتیں جس کی آنکھوں میں منجمد ہو رہی ہیں۔ جو خواہش کرنے کی عادت ہی نہیں پال سکا اپنے دل میں۔۔۔ باپ کے ہوتے، یتیموں کی سی زندگی بسر کر رہا ہے جو۔۔۔'' زرگل بائی نشتر چلانے میں ماہر تھی۔ مگر یہ چرکا سیدھا زرنگار کے دل پر لگا۔ وہ تڑپ اٹھی۔

''اماں! کیسی منحوس باتیں کر رہی ہو۔ اللہ سلامت رکھے اس کے باپ کو۔۔۔''

''ہر ایک کو موت آنی ہی ہے زری! پر بندہ سسک سسک کر تڑپ تڑپ کر تو نہ مرے۔ جتنا لڑ سکتا ہے تقدیر کے ساتھ اتنا تو لڑنا ہی چاہیے اسے۔'' وہ صاف گوئی سے بولی۔ بھلا اسے کیا ہمدردی ہو سکتی تھی وقار آفندی سے جو اس کی بیٹی کو یوں مٹی میں رول رہا تھا۔ ''میں نے کہا بھی تھا تجھے۔ گانے کے دو چار پروگرام پکڑ لے۔ دنوں میں شہرت کی بلندیوں پر پہنچ جائے گی۔ اس عزت کا گھر بیٹھ کر تو نے جتنا اچار ڈالنا تھا، ڈال لیا۔''

''اماں! وقار نہیں مانتے۔۔۔''

''اب معاملہ فقط تمہاری عزت کا نہیں رہا زری! اپنے معصوم بچے کی زندگی کا سوال اٹھاؤ اس کے سامنے۔ اسے اس دنیا میں لانے کے اگر ذمہ دار تم دونوں ہو تو اس کی ہر خواہش پوری کرنے کی ذمہ داری بھی تم دونوں کی ہی ہے اور اگر تم چار پیسے کما کر اس کے خواب، اس کی حسرتیں پوری کر سکتی ہو تو کیوں نہ کرو؟'' زرنگار چپ رہی۔ مگر اس قدر دلگیر انداز میں نمیر کے تذکرے نے اس کی آنکھیں نم کر دی تھیں۔

''بھوک کے مارے خود مرنا اتنا مشکل نہیں ہوتا زری۔ جتنا اپنے بچے کو بھوکا مرتے دیکھنا۔'' زرگل کی بات سن کر آٹے کا خالی کنستر اور دالوں کے خالی ڈبے اس کی نظروں کے سامنے گھوم گھوم گئے۔ آج اگر وقار کو تنخواہ نہ ملتی تو گھر میں فاقے کے بھرپور امکانات موجود تھے۔

''دیکھ زری، تیری ماں ہوں، اس لیے تیرا درد اٹھتا ہے تو بار بار سمجھانے آ جاتی ہوں۔ مرتے ہوئے کے لیے جان بچانے کے لیے حرام کو بھی حلال قرار دے دیا گیا ہے۔ پھر تم لوگ کیوں خودکشی پر راضی ہو؟''

''تم وقار کو جانتی ہو نا اماں۔ بڑے عزت دار گھرانے سے تعلق ہے ان کا۔''

''آخ تھو۔۔۔'' زرگل بائی نے حقارت سے ایک طرف تھوک دیا۔ ''لعنت ہے ایسے عزت داروں پر جو کسی دوسرے کو عزت نہیں دے سکتے۔ ہنہ۔۔۔ بے چارے۔۔۔'' اس نے تاسف سے کہا پھر طنز سے بولی۔ ''اتنی بہت ساری عزت ہے ان کے پاس کہ اس میں سے ذرا سا حصہ اپنی بہو کے لیے نہیں نکال سکے۔۔۔ مردود۔'' زرنگار کے پاس اس طنز کا کوئی جواب نہ تھا۔

ہر طوائف ساری زندگی طوائف ہی بن کر رہنا نہیں چاہتی۔ مگر یہ ہمارے معاشرے کا رویہ ہے جو اسے شریفوں کے محلے میں آنے نہیں دیتا۔

"بے کار کی ضد اور انا کا شکار ہے تیرا گھر والا۔ بیماری ہے ان غریب شریفوں میں۔۔۔ بیوی ان سے ذرا چار پیسے زیادہ کمانے لگے تو ان کی انا پر حرف آجاتا ہے۔ خون ابال کھا جاتا ہے ان کا۔"

"اماں! تھیٹروں، ڈراموں اور فلموں میں بھی تو لڑکیاں روپے کے عوض ناچ ناچ کر کسی کی فرضی بیوی بن کر اور کسی کی بانہوں میں جھوم کر "عزت" کما لیتی ہیں۔ انہیں کوئی طوائف کیوں نہیں کہتا؟ مگر ایک طوائف عزت کی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے یہ کوئی نہیں چاہتا۔" وہ رو دی۔

"دہرے رویے ہیں اس معاشرے کے زری! شادیوں کے فنکشنز میں اپنی ناچتی ہوئی بچیوں پر پیسے لٹانے والے۔۔۔ ان شریفانہ مجروں کو برا نہیں سمجھتے۔" وہ مدبرانہ انداز میں بولی۔ زرنگار دوپٹے کے پلو سے اپنی آنکھیں صاف کرنے لگی۔

"اس زندگی میں اتنی ٹھوکریں کھالی ہیں اماں! اگر اللہ نے ہمارا دوسرا جنم رکھا ہوتا تو اس سے درخواست کرتی، اب کے جنم مجھے بیٹی نہ کیجیو۔" وہ بات کے آخر میں ہنسی تو ٹوٹے کانچ کی سی کھنک اس کے لہجے میں تھی۔ زرگل بائی کو لوہا گرم لگا۔

"تو پھر ذہن بنالے زری! بس ایک پاؤں گھر سے باہر نکالنا مشکل۔۔۔ اس کے بعد تو دیکھ۔۔۔ پھر کیاں لگ جاویں گی ان پیروں میں۔۔۔"

زرنگار نے احتیاط سے نوٹوں کی گڈی کو دوپٹے میں کسی متبرک شے کی طرح لپیٹ لیا تو زرگل بائی معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ اس کے بستر پر پاؤں پسار کے بیٹھی اور پرس میں سے پان کا لفافہ نکالنے لگی۔ اس نے دانہ ڈال کے نیچے جال بچھا رکھا تھا۔ اکثر تیز نگاہ پرندے بھی شکار ہو جایا کرتے ہیں نا...؟

☆......☆......☆

اور اب ایک ہفتہ ہو چلا تھا۔ زرنگار ان نوٹوں کو سنبھال سنبھال، چھپا چھپا کر تھک گئی۔ ناجائز کمائی کی طرح ناجائز بات کرنا بھی بہت مشکل ہوتا ہے۔ وہ عجیب مشکل میں گھری تھی۔ مگر پھر نمیر کا اسکول نہ جانا بات شروع کرنے کی وجہ بن گیا۔

"نمیر کے اسکول کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے وقار؟" وہ اس کی بیماری کو دیکھتی تو ایسا سوال کبھی نہ کرتی مگر نوٹوں کی گڈی اسے ہمت دے رہی تھی۔ وقار نے ایک نظر اپنی چارپائی پر اوندھے منہ سوئے نمیر پر ڈالی پھر زرنگار کو دیکھنے لگا۔ زخمی، دل میں اترتی، کاٹ کر رکھ دینے والی نگاہ۔۔۔ کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ گھر کے حالات کیسے ہیں۔

"ہو جائے گا کچھ نہ کچھ۔۔۔"

http://kitaabghar.com

”کیسے ہو جائے گا وقار۔اس کی پڑھائی کا سال ضائع ہو جائے گا۔“ زرنگار نے احتجاج کیا۔

”تو کیا کروں۔۔۔اپنا آپ بیچ دوں؟“ وہ چڑ کر بولا۔

”جا کر اپنا حصہ مانگیں جائیداد میں سے وقار۔کم از کم ہمارا بیٹا ہی ڈھنگ کی زندگی جی لے۔“ زرنگار کی آواز تیز ہوئی تو نمیر نے بے اختیار کروٹ لی۔

”فضول باتیں مت کرو زری۔تھوکا ہوا چاٹ لوں واپس جا کر۔سب کو ہنسنے کا موقع دوں؟“

”تو اب کون سا وہ لوگ رو رہے ہیں وقار؟ روتو صرف ہم رہے ہیں۔ان کے مقدر میں تو ہنسی ہی ہے بس۔“ وہ آبدیدہ ہوئی پھر دوپٹے کے پلو سے آنکھیں پونچھیں۔اس نے طے کر لیا تھا۔اس معاملے میں وقار کے آگے کمزور نہیں پڑے گی۔

”پچھتا رہی ہو وقار آفندی کے ساتھ شادی کر کے؟“ وقار ہنسا۔۔۔خود پر۔یہ خود اذیتی کی انتہا تھی۔

”پچھتاتی تو اب تک واپس لوٹ چکی ہوتی وقار۔۔۔“ بڑے حوصلے سے کہتے ہوئے بھی اس کی آواز بھرا گئی تھی۔وہ وقار کی چارپائی پر پائنتی پر بیٹھی تھی۔نرمی سے اس کے پیر کو تھام لیا۔خون کی کمی کے باعث اس کا پاؤں بالکل زرد لگتا تھا۔

”محبت کی ہے آپ سے وقار۔کبھی بھی ہار نہ مانتی مگر۔۔۔اولاد کا دکھ،اولاد کی محرومیاں دل چیر دیا کرتی ہیں۔وہ کام بھی کروا دیتی ہیں جو انسان کرنے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا۔“ اس کا بھرایا ہوا لہجہ بھاری تھا۔

دس سالہ نمیر کی پلکیں لرز رہی تھیں۔نہ سوتے ہوئے بھی سونے کی ایکٹنگ کرنا بہت مشکل تھا۔ماں کے سارے الفاظ چاہے سمجھ میں نہ اترتے ہوں مگر اس کا رونا، اس کے دکھ کا اظہار ہر بار نمیر کے معصوم سے دل کو عجیب سی کیفیت میں مبتلا کر دیتا تھا۔

باپ کی بیماری،گھر میں آئے دن مفلسی کے ڈیرے۔۔۔وہ وقت سے پہلے سمجھدار ہو جانے والے بچوں میں سے تھا۔

”میں نے آپ سے کہا کہ اپنا جائز حق لیں مگر آپ نہیں مانے۔اپنے محبت کرنے والے بھائی،اپنے دوستوں کی مدد تک آپ کو قبول نہیں ہے۔میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں وقار کہ ہمارے جرم کی سزا ہمارے بچے کو کیوں ملے؟“ وہ تڑپ رہی تھی۔

”دماغ خراب مت کرو زری۔۔۔“ وہ اکتاہٹ سے بولا۔

”وقار۔۔۔!“ اس کے آنسو تھم سے گئے۔”اتنی بے حسی۔۔۔اتنی لاتعلقی۔۔۔“

”تو کیا کروں۔۔۔مرتے جیتے جاتا تو ہوں کام پر۔۔۔اس لاشے کو گھسیٹ کر جتنا کام کر سکتا ہوں،کر رہا ہوں۔“ وہ پھٹ پڑا۔

”تم نے اپنی زندگی کو خود اپنے لیے سزا بنا لیا ہے وقار۔ورنہ زندگی اس سے کہیں بہتر بھی ہو سکتی تھی۔“ وہ بہت عرصے بعد آپ سے تم پر آئی تھی۔وقار نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔پھر اپنا پاؤں پیچھے کھینچ لیا اور اٹھ بیٹھا۔

”تم کیا سوچ کے بیٹھی ہو زرنگار۔وہ بتاؤ؟“

''مجھ سے اپنی اولاد کے فاقے نہیں دیکھے جاتے وقار۔ تم اس کے لیے آسائشوں کا بندوبست کرو ورنہ مجھے کرنے دو۔'' اس کی آواز میں لرزش نہیں تھی مگر اس کی بات کوڑے کی طرح وقار کو لگی۔ ایک مرد کے لیے نامردگی کا طعنہ۔۔۔ کہ وہ کما نہیں سکتا۔ وہ پھٹی آنکھوں سے زرنگار کو دیکھ رہا تھا۔

''تم۔۔۔ تم کیا کرو گی؟'' اس کی آواز غم کے مارے پھٹ سی گئی تھی۔ ''اپنا آپ بیچو گی؟'' وہ تلخ ہوا۔۔۔ زہر سے بھی کڑوا۔ زرنگار دکھ سے مسکرا دی۔

''اپنا آپ تو تب بھی نہ بیچا وقار جب ایک طوائف کے کوٹھے پر تھی۔ اب تو سند یافتہ عزت دار ہوں۔ زرنگار وقار آفندی۔''

''تم میرے نام کو طعنہ بنا رہی ہو۔'' مارے غصے اس کی رنگت لال پڑنے لگی۔

''میں تمہارا علاج کروانا چاہتی ہوں وقار۔ میں اتنی جلدی تم سے نہیں بچھڑنا چاہتی۔'' وہ گھگھیانے لگی۔ اپنی چارپائی پر لیٹے دس سالہ نمیر آفندی کو ہمیشہ کی طرح ماں باپ کی بے بسی اندر ہی اندر رلائے جاتی تھی۔

''تو کیا کروں؟ کھلا چھوڑ دوں تمہیں بھیڑیوں کے بھٹ میں۔۔۔'' اس کے سر میں ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں۔ اسے یاد آیا، رات اس کی دوائی ختم ہو گئی تھی اور انجکشن تو اتنے مہنگے تھے کہ دس میں محض دو ہی لگوا پایا تھا وہ۔

''تمہارے بعد بھی یہی ہونا ہے وقار۔'' وہ آنسو پیتے ہوئے بولی تو وقار آفندی ساکت سا اسے دیکھتا رہ گیا۔ ''کون سی جائیداد چھوڑ کے جاؤ گے میرے لیے جس کے بل پر میں اپنا بچہ گھر بیٹھے پالتی رہوں گی۔۔۔ میں تو وہ عورت ہوں جو شاید اپنے مرد کی عدت بھی گھر بیٹھ کے پوری نہ کر پاؤں۔۔۔'' بڑے حوصلے سے دل پر پاؤں رکھ کر اس نے وقار آفندی کے دل کو روندا۔ مگر یہ اس کی بے جا انا کو توڑنے کے لیے بے حد ضروری تھا۔

''اپنی زندگی میں ہی مجھے کسی قابل کر دو وقار۔۔۔ میں تمہارا درد سے تڑپتا وجود اور اپنے بچے کی آنکھوں میں پنپتی حسرتیں نہیں دیکھ سکتی اب۔'' وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔ وقار کی رنگت معمول سے زیادہ زرد پڑ گئی۔ اس کے لب سختی سے آپس میں بھنچے تھے جیسے کبھی نہ بولنے کی قسم کھا لی ہو۔ نمیر بے آواز سسکنے لگا۔

☆......☆......☆

آہاں۔۔۔ کول موبائل آپی۔''

سب سے پہلے ملاحہ نے اس کا آئی فون دیکھا تو اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

''ہوں۔۔۔ ہاں۔۔۔'' جلدی سے اسے ٹالنے والے انداز میں کہہ کر اس نے موبائل لینا چاہا مگر اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

''اوفوہ۔۔۔ چیک تو کرنے دیں ذرا۔۔۔ برتھ ڈے گفٹ ہے؟ یقیناً طلال بھائی نے ایڈوانس میں ہی دے دیا ہوگا۔'' وہ

http://kitaabghar.com

موبائل چیک کرتی مسکراتے ہوئے، خود ہی اندازے لگا رہی تھی۔ مہرماہ گہرا سانس بھرتی، بستر پر گرسی گئی؟

''بس کرو ملاحہ۔۔۔ کیا بچوں جیسا بی ہیو کر رہی ہو۔۔۔'' وہ اسے موبائل میں ''گھسے'' دیکھ کر ٹوکے بنا رہ نہیں پائی۔

''ہونہہ۔۔۔'' ملاحہ نے منہ بناتے ہوئے اسے موبائل لوٹایا تھا۔ ''آپی! کیا سارے منگیتر ایسے مہنگے گفٹس دیتے ہیں؟'' کچھ سوچ کر ملاحہ کی آنکھیں چمکیں۔

''مہرماہ نے اسے گھورا۔ کیا مطلب؟؟''

''مطلب یہ کہ پھر بندہ ایک آدھ منگنی تو کروا ہی لے۔'' ملاحہ نے دانت نکالے تو مہرماہ نے اسے ایک دھپ لگا دی۔

''چلو۔ بھاگو یہاں سے۔'' درحقیقت اس کا دل برا ہو رہا تھا۔ بار بار یہ الفاظ سننا۔۔۔

منگیتر کا گفٹ کسی گناہ سے کم تھا کیا؟ اور موحد آفندی کا یہ بدلا ہوا انداز۔۔۔ دشمن بدل کیسے گیا؟ اس کا ذہن سمجھنے سے قاصر تھا۔ ملاحہ کے جانے کے بعد وہ شاور لینے گھس گئی۔

وہ تزئین تھی جو کسی کام سے کمرے میں آئی تو نکلتے نکلتے ٹھٹک گئی۔ بیڈ پر لاپروائی سے اوندھے پڑے آئی فون نے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی تھی۔ پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھی۔ موبائل اٹھا کر دیکھا۔

ماڈل، کلر، حتیٰ کہ وال پیپر تک وہی تھا۔

''دو دن پیچھے جائیں تو۔۔۔'' تزئین نے لب بھینچے۔ وہ موحد کو چائے کے لیے بلانے گئی تھی تب وہ بہت خوبصورت موبائل چیک کر رہا تھا۔

''آہاں۔۔۔ ایپل کا آئی فون سکس۔۔۔'' وہ چونکا۔ پھر مسکرا دیا۔

''چوائس اچھی ہے تمہاری۔۔۔''

''یہ تو لیڈیز موبائل ہے۔ مرد اتنا بڑا موبائل ہاتھ میں یا جیب میں لیے گھومتے اچھے نہیں لگتے۔'' تزئین نے اس کے پاس بیٹھے ہوئے موبائل اس سے لیا اور معنی خیزی سے مسکرائی۔

''اوہو۔۔۔ تو اپنی فرسٹ لیڈی کو دینے والے ہو۔۔۔'' وہ مسکراتا رہا۔ لائیو وال پیپر پر چلتی پھرتی مچھلیاں، انگلی کے ایک ٹچ سے گھبرا کر یوں بکھرتیں جیسے زندہ سلامت ہوں۔

''ویری نائس۔۔۔''

''تھینکس۔۔۔'' وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔ طمانیت بھرا انداز اور پرسکون سی مسکراہٹ۔ تزئین نے گہری سانس بھری اور موبائل کو بستر پر اچھال دیا۔

http://kitaabghar.com

''تو یہ ہے تمہاری فرسٹ لیڈی۔۔۔ ہنہ۔۔۔کچھ تو دیکھ کر گرتے موحد آفندی۔۔۔وہ تو پہلے ہی کسی کی فرسٹ لیڈی بنی بیٹھی ہے۔'' جلتی کلستی وہ کمرے سے نکل گئی تھی۔

☆......☆......☆

وہ موبائل ہاتھ میں لیے موحد کے کمرے میں جانے والی تھی جب دروازہ کھلا اور پرفیوم کی تیز اور دلکش مہک کے ساتھ وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ مہر ماہ سٹپٹائی۔ اوپر سے اس کا مسکراتا انداز۔

''آہا۔۔۔میں تمہاری طرف ہی آرہا تھا۔'' (لو جی......ہم کون سا بچپن کے بیسٹ فرینڈ رہ چکے ہیں) مہر ماہ کھنکھاری۔

''ایکچوئلی میں، یہ موبائل کے سلسلے میں آئی تھی۔''

''اسے استعمال کرنا کون سا مشکل ہے۔ میں سکھا دوں گا۔ ابھی تو ایک فیور دو۔ مجھے اچھی سی، برانڈڈ کپڑوں کی شاپ بتاؤ۔ شاپنگ کرنی ہے مجھے۔''

وہ تو بتا دوں گی۔ مگر یہ گفٹ میں نہیں لے سکتی موحد۔۔۔'' مہر ماہ نے کہہ دیا تو گویا مشکل آسان ہوئی اور موحد نے اسے ایسے دیکھا جیسے سمجھ نہ پایا ہو۔

''کم آن۔۔۔کیا مذاق ہے مہر ماہ۔۔۔اچھا ابھی حساب کلیئر کر لیتے ہیں۔ تم نے جو میرے کپڑے برباد کیے ہیں، ان کی شاپنگ کروا دو مجھے۔' وہ بڑی پیاری مسکراہٹ کا مالک تھا۔ مہر ماہ سٹپٹائی۔

''اس وقت جتنی رقم میرے پاس ہے اس برانڈ کی تو ایک ہی پینٹ آئے گی اس میں۔۔۔'' وہ موحد کی پینٹ پر نظر ڈالتے ہوئے گھبرا کر بولی۔ تو اس کی مسکراہٹ ہلکے سے قہقہے میں بدلی۔ پھر وہ اس کا ہاتھ تھام کر زبردستی باہر کی طرف بڑھا۔

''چلو۔۔۔کوئی بات نہیں میں ادھار کر لوں گا تم سے۔۔۔اب موبائل کو بھی کسی کھاتے میں ایڈجسٹ کرنا ہے نا۔''

''اللہ اللہ۔۔۔وہ سڑیل بدتمیز اکھڑ سا موحد آفندی کہاں گیا؟'' مہر ماہ کو حیرت کا دورہ پڑنے لگا۔

یعنی پھٹا پوسٹر اور نکلا ہیرو۔۔۔کمال ہی تھا یہ تو۔ وہ اسے سیدھا آغا جان کے پاس لے گیا۔

''میں نے مہرو سے کہا ہے کہ مجھے اچھی سی برانڈڈ شاپنگ کروائے۔' آغا جان نے چشمے کے اوپر سے انہیں گھور کر دیکھا۔ مسکراتا ہوا ان کا جان جگر۔۔۔اور گھبرائی ہوئی مہر ماہ۔۔۔ان کے ہونٹوں پر ہلکی سے مسکراہٹ بکھر گئی۔

''بیوقوف۔۔۔یہ لڑکیوں کا کام تھوڑی ہیں۔ دو دن صبر کر لیتے، گاؤں سے کبیر لوٹنے والا ہے۔ وہ جاتا تمہارے ساتھ۔'' موحد کو پیار سے ڈانٹا۔

''مل لیں گے جی آپ کے کبیر صاحب سے بھی بڑے چرچے سنے ہیں اس کے مگر فی الوقت تو اس شاپنگ کی سخت ضرورت ہے

آغا جان۔اس بھوت نے سارے کپڑے برباد کر دیے میرے، کیوں مہرو۔۔۔؟" موحد نے اطمینان سے کہتے ہوئے آخر میں مہر ماہ سے بھی گواہی لی تو وہ گڑبڑا گئی۔مگر بات اپنی ذات پر آ رہی تھی، ساتھ دینا ہی پڑا۔

"جج۔۔۔جی آغا جان۔۔۔بہت ضروری شاپنگ ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے پھر۔۔۔جاؤ اور موحد گاڑی دھیان سے چلانا بچے۔" ان کے انداز میں پیار ہی پیار تھا۔

"اف۔۔۔" وہ گرنے کے سے انداز میں گاڑی کی اگلی سیٹ پر بیٹھی۔موبائل اس نے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔"کیا شے ہو تم موحد؟"

گاڑی اسٹارٹ کرتا وہ ہنسا۔"اسے میں تعریف سمجھوں نا؟" سن گلاسز آنکھوں پر فٹ کیے۔

"صحیح بات بتاؤ تو مجھے تمہارا یہ انداز ہضم نہیں ہو رہا۔" تھوڑی دیر خاموش سفر کے بعد مہر ماہ نے صاف بات کرنے کی ٹھانی۔

موحد نے چہرہ موڑ کر گہری نگاہ اس پر ڈالی۔

"تم اس بے وجہ دشمنی میں خوش تھیں؟"

"مائنڈ مت کرنا۔وہ دشمنی تم نے شروع کی تھی۔تم آئے ہی پھولا ہوا منہ لے کر تھے۔" مہر ماہ نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا تھا تو وہ بے ساختہ ہلکا سا قہقہہ لگا بیٹھا۔مگر مہر ماہ سنجیدہ بیٹھی ناک کی سیدھ میں دیکھتی رہی۔یعنی اسے باقاعدہ جواب چاہیے تھا۔

"میرے ہر موڈ کا ایک فیز ہوتا ہے۔اس غصے کا بھی ایک پیریڈ تھا۔۔۔اب گزر گیا۔"

"ہممم۔۔۔" مہر ماہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔شاپنگ کے بعد وہ اسے لنچ کے لیے لے گیا۔

"موحد پلیز۔۔۔آغا جان ناراض ہوں گے۔۔۔" مہر ماہ کا احتجاج ریسٹورنٹ میں داخل ہونے تک جاری رہا تھا اور سامنے گاڑی میں گزرتے طلال کو شک سا ہوا مہر ماہ کے وجود کا تو وہ بلا ارادہ ہی گاڑی پارکنگ میں لے آیا۔

"آغا جان بنا بتائے آنے پر ناراض ہوتے۔ابھی تمہارے سامنے ان کی اجازت سے لایا ہوں تمہیں۔" وہ اسے بہلاتے ہوئے ویٹر کو اشارہ کرنے لگا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے موحد۔۔۔" وہ بے چارگی سے کہتی اب کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے محض اسے ویٹر کو آرڈر لکھواتے دیکھ رہی تھی۔طلال اسے موحد کے ساتھ دیکھ کر بے حد بے یقینی کی کیفیت میں گھرا اور پھر اشتعال میں آیا اور غصے میں انسان کی عقل سب سے پہلے جواب جاتی ہے۔طلال نے بھی "موقع پر" مہر ماہ سے باز پرس ضروری سمجھی۔بڑی مشکل سے وہ موڈ ٹھیک کرتا ان کی ٹیبل تک پہنچا۔

"ویسے اچھی بیویوں والی سب سے بڑی کوالٹی تمہارے اندر یہ ہے کہ شاپنگ کے دوران تم بارگیننگ بہت اچھی کر لیتی ہو۔" موحد مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔اس پر مہر ماہ کی ہلکی سی ہنسی۔طلال کی رگوں میں انگارے دوڑے۔وہ ان کے پاس پہنچ چکا تھا۔

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

''ایکسکیوزمی۔۔۔'' بہت سرد مہر سا انداز۔ موحد اور مہرماہ کے تاثرات یک لخت مختلف تھے۔ مہرو کی رنگت اڑی۔ اس کے برعکس موحد نے کرسی سے ٹیک لگا کر اطمینان سے ٹانگیں پھیلا لیں۔ گویا اٹھ کر ''گھر کے داماد'' سے ملنے کا قطعاً کوئی ارادہ نہ تھا۔

''ایکسکیوزڈ (معاف کیا)۔۔۔'' بے نیازی سے کہا تو اندر ہی اندر اپنی تلملاہٹ پر قابو پاتا طلال بمشکل اس کے منہ پر گھونسا مارنے کی شدید خواہش کو ضبط کر پایا۔

''او۔۔۔ ہیلو! تم یہاں۔۔۔'' مہرماہ کی ساری توجہ طلال کے ماتھے کی تیوریوں پر تھی۔

''یہی سوال میں تم سے پوچھنے والا تھا مہر۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟'' اس نے بات کے دوران ایک قہر آلود نگاہ موحد پر ڈالی تو اس کا نہ پوچھا جانے والا سوال بھی مہرماہ کی سمجھ میں آ گیا۔

''وہ۔۔۔ میں شاپنگ کے لیے آئی تھی۔'' مہرماہ گڑبڑائی۔ وہ درحقیقت اس صورتحال سے پریشان تھی۔ موحد اور طلال کے جیسے کشیدہ تعلقات تھے، ان کو مدنظر رکھتے ہوئے اصولاً تو مہرماہ کو چاہیے تھا کہ وہ موحد کو لفٹ بھی نہ کراتی لیکن اگر گھریلو رشتہ داری دیکھتی تو اسے کچھ لچک دکھانا پڑتی تھی۔ مگر اب طلال کو یہ باریکی کون سمجھاتا۔

''اچھا۔۔۔! ریسٹورنٹس میں شاپنگ سینٹرز کب سے کھلنے شروع ہوئے؟ مجھے تو پتا نہیں چلا۔'' وہ زہرخند لہجے میں بولا تو مہرماہ کا حلق خشک ہوا۔

''ایکسکیوزمی۔۔۔'' وہ کرسی کھسکا کر اٹھی۔ ''میری بات سنو طلال۔۔۔'' اسے ایک طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ مگر وہ پھولتے پچکتے نتھنے لیے وہیں کھڑا رہا۔

''جو بات کرنی ہے یہیں کرو۔ ''مسٹر اصول پسند'' کے سامنے۔ جو لڑکی کو خود تو لے کر گھوم سکتے ہیں مگر اس کے منگیتر کے ساتھ اس کا کہیں جانا انہیں گناہ کے مترادف لگتا ہے۔'' بے حد تلخی سے اس نے موحد پر طنز کیا۔ اور خدا گاہ ہے جو موحد کے ماتھے پر ایک بھی شکن آئی ہو۔ وہ بڑے اطمینان کے ساتھ ویسے ہی ٹیک لگائے بیٹھا گویا من پسند ٹی وی شو دیکھ رہا تھا۔ مہرماہ کا دل ڈرا کہ ان الفاظ پر موحد کا جانے کیا ری ایکشن ہو۔ فوراً ہی طلال کو ٹوک دیا۔

''طلال پلیز۔ وہ بات ختم ہو گئی ہے۔۔۔''

''تمہارے لئے نا۔۔۔ میرے لئے نہیں ہوئی اور تم اس آدمی کے ساتھ کیا کر رہی ہو۔ گھر جاؤ فوراً۔۔۔''

اس کا تو جیسے دماغ ہی الٹ گیا تھا۔ موحد کا یوں اگنور کرنا بھی ہتک کا باعث بن رہا تھا۔ یوں جیسے وہ طلال کو کچھ سمجھتا ہی نہ ہو۔

''طلال۔۔۔'' مہرماہ نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔ کتنی شرمندگی ہو رہی تھی موحد کے سامنے۔

بھلا، برے اخلاق کا جواب بھی برا اخلاق ہی ہونا چاہیے؟ اور کچھ نہ سہی طلال، مہرماہ کی آنکھوں کی زبان تو اچھی طرح سمجھتا تھا۔

http://kitaabghar.com

دوسرے ہی پل ٹھنڈا پڑ گیا۔

''اوکے فائن۔۔۔جو جی میں آتا ہے کرو۔۔۔ٹو ہیل ود۔۔۔'' وہ جس طرح فوں فاں کرتا آیا تھا، اسی طرح دندناتا ہوا چلا گیا۔

لوگوں کی نظروں کا خیال کر کے مہر ماہ اپنی نشست پر ڈھے سی گئی۔ موحد گہری سانس بھرتا سیدھا ہو بیٹھا۔

''پانی پیو اور ریلیکس کرو۔۔۔'' نرمی سے مشورہ دیا۔ مگر مہر ماہ کا دل ہر شے سے یکلخت اکتا سا گیا۔ عجیب سی وحشت اسے گھیرنے لگی۔

''گھر چلیں اب بس۔'' اس نے اپنے شولڈر بیگ پر ہاتھ رکھا۔

''کم آن مہر ماہ۔۔۔کھانے کا آرڈر دیا ہوا ہے۔ ہر جگہ کے ایٹی کیٹس ہوتے ہیں کچھ۔'' وہ خفا ہوا۔ مگر مہر ماہ جھنجھلائی ہوئی تھی۔

''مجھے نہیں پتا۔۔۔میں تھکی ہوئی ہوں۔ آرام کرنا ہے گھر جا کر مجھے۔''

''ہر رشتے اور اس سے منسلک الجھنوں کو الگ رکھنا چاہیے مہر ماہ۔۔۔ورنہ زندگی زیادہ الجھی ہوئی لگنے لگتی ہے۔'' وہ پرسکون تھا۔

''وہ تمہاری وجہ سے اتنا تپا ہو رہا ہے۔ ورنہ وہ بہت ٹھنڈے مزاج کا بندہ ہے۔'' مہر ماہ نے اسے جتایا۔ اسے خود پر غصہ آ رہا تھا۔ کیوں منہ اٹھا کر چلی آئی موحد کے ساتھ۔

''ٹھنڈے مزاج کے بندے کا اس قدر آگ بگولہ ہونے کا منظر میں نے لائف میں پہلی بار دیکھا ہے ویسے۔'' وہ ویٹر کو آرڈر لاتے ہوئے دیکھ کر تبصرہ کر رہا تھا۔ مہر ماہ ضبط کر کے رہ گئی۔

مگر یہ تو طے تھا کہ آئندہ کم از کم موحد آفندی کے ساتھ کہیں جانے کا وہ رسک نہیں لے گی۔

☆☆☆☆

موبائل پر طلال کا نام جگمگاتا دیکھ کر تزئین نے جھپٹ کر موبائل اٹھایا۔ کب سے موبائل بج رہا تھا۔ تزئین کا دل آج اس قدر خراب ہو رہا تھا کہ کسی سے بھی بات کرنے کا موڈ نہیں ہو رہا تھا۔

''دنیا کی ساری خوشیاں اللہ نے اس مہر ماہ آفندی کے لئے ہی رکھی ہیں۔۔۔'' اسے اللہ سے بھی شکوہ تھا۔

وہ مہر ماہ اور موحد کو اکٹھے جاتے دیکھ کر جلتی کلستی رہ گئی۔ پہلے موحد کے موبائل گفٹ کرنے کی جلن کیا کم تھی جو اوپر سے یہ سین۔۔۔

مگر کال کرنے والا کوئی ڈھیٹ شخص تھا۔ وہ دانت پیستی ہوئی موبائل کی طرف آئی مگر طلال کا نام دیکھ کر ساری کوفت و بیزاری پل بھر میں اڑنچھو ہوئی تھی۔

''کیسے ہو۔۔۔؟'' سلام دعا کے بعد تزئین کا موڈ بہت اچھا تھا۔

مگر دوسری طرف طلال کا موڈ خراب تھا۔ ''مہرو کہاں گئی ہے تزئین؟'' لمحہ بھر کو وہ ٹھٹکی۔

http://kitaabghar.com

''کیا ہوا طلال۔ خیریت ہے نا؟''

''میری خیریت کو بھاڑ میں ڈالو۔ جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ۔'' وہ بگڑے ہوئے انداز میں بولا تو تزئین نے فوراً جوڑ توڑ کر لیا۔

''وہ موحد کے ساتھ شاپنگ کرنے گئی تھی۔۔۔ کیا تم نے اسے دیکھا ہے کہیں؟''

''کہاں تو تم لوگ اس کزن کی شکل دیکھنے کو بھی راضی نہیں تھے اور اب اسے اس قدر سر آنکھوں پہ بٹھایا جا رہا ہے۔'' وہ یقیناً حواس میں نہیں تھا ورنہ کم از کم یہ دیکھ لیتا کہ کہاں سر پھوڑ رہا ہے۔

''خیر۔۔۔ مائنڈ مت کرنا۔ مہرو کو ہی عادت ہے سب سے فرینک ہونے کی۔ اس گھر میں اور بھی لڑکیاں ہیں۔ وہ تو موحد کے ساتھ آؤٹنگ کے لیے نہیں نکلتیں۔'' وہ ناک چڑھا کر بولی۔

''اسے کہہ دینا۔۔۔ مجھ سے بات بھی مت کرے۔۔۔ اتنا غصہ ہے مجھے اس پر۔'' طلال کو تزئین کی بات نے اور متنفر کیا تھا۔

''نہ بھئی۔۔۔ تم خود بات کر لینا اس سے مجھ سے تو وہ ویسے بھی سیدھے منہ بات نہیں کرتی۔ جب سے چچی آئی ہیں۔ وہ ان ہی کے آگے بچھی جا رہی ہے۔'' اس نے ڈائریکٹ موحد کا نام نہ لیتے ہوئے بھی کام پورا ہی کیا تھا۔

''ذرا دیر بعد تم دونوں پھر سے ایک ہو جائے گے اور میں مزید بری بنوں گی اس کی نظر میں۔''

''ابھی آئی نہیں گھر؟'' ذرا توقف کے بعد طلال نے پوچھا۔

''تم کال کیوں نہیں کر لیتے اسے۔ تمہارا دیا ہوا موبائل استعمال کر رہی ہے وہ۔۔۔'' تزئین نے جیسے لطف لیتے ہوئے ایک اور ''سنگین باب'' کھولا۔

''میرا۔۔۔ کون سا موبائل۔۔۔؟'' وہ الجھا۔

''اب بنو مت۔۔۔ مہرو کی برتھ ڈے کا ایڈوانس گفٹ۔ وہ تو سب کو دکھاتی پھر رہی ہے آئی فون سکس۔'' تزئین مسکرائی۔ دوسری طرف سے اسی وقت لائن ڈراپ ہو گئی۔

''لو جی۔۔۔'' تزئین نے ہاتھ جھاڑے۔ ''اب آگے تمہاری قسمت مہر ماہ آفندی۔''

☆......☆......☆

زرنگار نے نمیر کی فیس ادا کر کے اسے اسکول بھیجنا شروع کیا۔ ایک اچھے ڈاکٹر سے وقار کے چیک اپ کے لیے بھی وقت لے لیا اور ابھی تک خاموشی سے سب تماشا دیکھتا وقار آفندی یوں بھوکے شیر کی طرح بپھرے گا، یہ اس نے سوچا بھی نہ تھا۔

''خبردار۔۔۔ خبردار جو حرام کا ایک بھی پیسہ مجھ پر لگانے کی کوشش کی تو۔''

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

''اماں نے مدد کے خیال سے دیے ہیں وقار۔ہم لوٹا دیں گے انہیں۔قرض سمجھ لیں۔'' زرنگار نے لہجہ نرم رکھا۔معذرت خواہانہ ۔وہ اسے مزید ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔

''ایک طوائف سے قرض لوں گا میں۔یہ حالات ہو گئے ہیں وقار آفندی کے۔'' وہ خود اذیتی کی انتہا پر تھا تو خود پر ہنسا۔زرنگار کو اس کی ہنسی نے رلا دیا۔کیسا ہیرے جیسا شخص اس کے پیچھے مٹی ہو گیا تھا۔

''وقت اور حالات کی مجبوری کو سمجھو وقار۔۔۔تمہارا دل نہیں کٹتا اپنے بچے کو دیکھ کر۔۔۔''

''بچوں کو بھوکا دیکھ کر مائیں طوائف نہیں بن جایا کرتیں زرنگار۔۔۔'' وہ اس بری طرح پھنکارا کہ زرنگار خوفزدہ ہو گئی۔

''مجبوری میں تو حرام کو بھی حلال کہا گیا ہے وقار۔''

''بکواس مت کرو۔۔۔زندہ ہوں ابھی میں۔۔۔کم کما رہا ہوں تو کیا ہوا۔۔۔مرا تو نہیں ہوں جو تم نے حرام کو خود پر حلال کر لیا ہے۔'' آنکھ خشک تھی تو کیا۔۔۔اس کے لفظوں سے لہو ٹپکتا تھا۔وہ رونے لگی۔

''بس کرو وقار۔کیوں اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں آزمائش بنا رہے ہو۔میری ماں کا دیا مانا کہ حرام ہے،مگر تمہارے باپ کا کمایا ہوا تو حلال ہے پھر وہاں سے کیوں نہیں مانگتے اپنا حصہ؟''

''جیتے جی مار ڈالا انہوں نے مجھے۔۔۔اور اب تم بھی یہی کام کر رہی ہو۔'' وہ آزردہ تھا۔''تم مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر رہی ہو کہ میں نے غلطی کی تم سے شادی کر کے۔''

''غلطی تو تم اب کر رہے ہو وقار۔زندگی کو بوجھ بنا رہے ہو تم۔اپنے لیے۔ہم سب کے لیے۔''

''ان سے حصہ مانگنے کے لیے مجھے اپنے وجود کے دو حصے کاٹنے پڑتے ہیں زرنگار۔۔۔ایک تم اور ایک میرا بچہ۔۔۔کہو پھر۔۔۔کب جاؤں آفندی ہاؤس؟'' وہ چلایا تھا۔ زرد رنگت لیے زرنگار خاموش ہو گئی۔

''میں مر جاؤں تو پھر وہاں جانا۔۔۔ان کے وارث کو لے کر اپنا حصہ مانگنے۔۔۔۔شاید پھر ترس کھا لیں اس پر کہ یتیم بچہ ہے۔۔۔'' کف اڑاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔زرنگار روتے ہوئے اس کے شانے سے جا لگی۔

''بس کر دو وقار۔۔۔کیوں بے موت مارتے ہو مجھے۔''

''آغا جان سب جانتے ہیں زری۔سب۔۔۔میری بیماری سے واقف نہ ہو مگر حالات سے تو اچھی طرح واقف ہیں نا۔پھر خود کو ہلکا کرنے کا فائدہ۔'' وہ قدرے ٹھنڈا پڑا تھا۔

''ہم اپنی زندگی آپ بنا سکتے ہیں وقار۔بس ایک بار مجھے گانے کی اجازت دے دو۔تمہارے صحت یاب ہوتے ہی میں سب چھوڑ دوں گی۔چاہو تو تب کال کوٹھڑی میں ڈال دینا مجھے وقار۔مجھے مجھ سے ''کوشش'' کا اختیار مت چھینو۔'' وہ اس کے سینے سے لگی سرگوشی

http://kitaabghar.com

میں کہہ رہی تھی اور وقار آفندی نے پرسکون لہجے میں جواب دیا تھا۔۔۔

"میرے مرنے کے بعد جو چاہے کرنا زری۔" وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے پھپھک کر رو دی۔ وقار آفندی کی آنکھوں میں ضبط کی لالی اترنے لگی۔

☆......☆......☆

واپسی پر انتہائی قریب سے ایک بندے نے گاڑی کو اوور ٹیک کیا تو بچاتے ہوئے موحد کی گاڑی دوسری گاڑی سے ہلکی سی رگڑ کھا گئی اور اس پر مستزاد ڈرائیور نے ذرا آگے جا کر گاڑی روک بھی دی۔

"ٹوہیل ود۔۔۔" موحد بھنایا ہوا گاڑی سے نکلا تھا۔

"موحد۔۔۔دفع کرو۔۔۔زیادہ نقصان نہیں ہوا۔" مہر ماہ اسے روکتی رہ گئی۔ اگلی گاڑی میں ایک لمبا تڑنگا خوش شکل آدمی باہر نکلا۔ موحد تیز انداز میں کچھ دیر اسے سناتا رہا۔ اس آدمی کا انداز معذرت خواہانہ تھا مگر اس کی موحد کی گاڑی اور اگلی نشست پر بیٹھی مہر ماہ پر بار بار پڑھنے والی نگاہ۔۔۔ مہر ماہ نے بے ساختہ اپنا کلچ اٹھا کر چہرے کے آگے رکھ لیا۔

اسے خیال آیا۔۔۔سائڈ مرر سے یہ گاڑی کافی دور سے ان کے پیچھے آتی دکھائی دے رہی تھی۔ موحد اسی غصے میں آ کر گاڑی میں بیٹھا۔

"ہو گئی گاڑی ٹھیک؟" مہر ماہ نے تحمل سے پہلا سوال کیا۔ موحد نے تیوری چڑھائی۔

"ابھی کرواؤں گا جا کر۔۔۔" پھر ٹھٹکا۔ "کیا مطلب؟"

"میں نے سوچا جا کر اتنی مغز ماری کر کے آئے ہو، اپنا غصہ نکالا ہے شاید اس سے گاڑی کا نقصان ٹھیک ہو گیا ہو۔" وہ کمال اطمینان سے بولی۔ موحد نے اسے گھورتے ہوئے سن گلاسز آنکھوں پر چڑھائے اور گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔ "ویسے کافی دیر سے یہ گاڑی ہمارے پیچھے تھی۔۔۔" مہر ماہ نے اسے بتایا تو وہ چونکا۔ "تم نے نوٹس نہیں کیا وہ بار بار ہماری گاڑی کو دیکھ رہا تھا۔" مہر ماہ نے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کی کوشش کی۔

"وہ گاڑی کے پچھلے دروازے پر پڑی خراشوں کو دیکھ رہا تھا۔" موحد نے اس کا دھیان بٹایا۔

"دیکھ تو رہا تھا نا۔۔۔" وہ تفاخر سے بولی۔

"ایک تو تم عورتیں بھی نا۔۔۔" موحد نے بڑبڑاتے ہوئے اسٹیئرنگ گھمایا تو وہ چیخ اٹھی۔

"کیا کہا۔۔۔عورتیں۔۔۔؟"

"ہاں تو۔۔۔چھوٹی سی بات کا بتنگڑ بنا لیتی ہو۔۔۔" وہ گاڑی بڑی سڑک پر لے آیا۔

"عورت کسے کہہ رہے ہو تم بار بار۔۔۔؟" مہر ماہ نے دانت کچکچائے۔

''تمہیں کہہ رہا ہوں بھئی۔۔۔اور کون ہے یہاں؟'' وہ حیران ہوا۔

''شرم تو نہیں آتی تمہیں۔۔۔لڑکی اور عورت کا فرق نہیں معلوم۔۔۔'' وہ اس پر برسی۔

''بس اتنا ہی پتا ہے لڑکی لام سے شروع ہوتا ہے اور عورت عین سے۔'' وہ کہتے ہوئے ہنس دیا تھا۔مہرماہ منہ پھلائے کھڑکی کے شیشے سے باہر دیکھنے لگی۔گاڑی چلاتے موحد آفندی کے ہونٹوں پر ابھی بھی ہلکی سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

☆......☆......☆

زرنگار نے پکا ارادہ کرلیا تھا۔اس دنیا نے وقار آفندی کا دل دکھایا تھا۔اس کے اپنوں نے دکھایا تھا۔مگر وہ وجہ نہیں بنے گی دل دکھانے کی۔مگر وقار آفندی نے اس کا دوبارہ اعتبار ہی نہیں کیا اور ایک روز چپ کر کے آنکھیں موند لیں۔

وہ روئی، بلکی، زمین آسمان ہلا ڈالے بین کر کر کے۔۔۔گلے میں خراشیں پڑیں، آواز بیٹھ گئی۔آنکھوں کے سوتے خشک پڑ گئے مگر دکھ ہلکا ہونے میں نہ آتا تھا۔

وہ پر جوش جذباتی محبت کرنے والا انسان آج منوں تلے مٹی میں جانے کی تیاری کر رہا تھا۔

تو حرارت سے پر یہ سینہ کبھی نہیں ملنے والا تھا اب۔۔۔یہ جذبوں سے پر آنکھیں، محبت سے پکارنے والی آواز۔۔۔یا اللہ۔۔۔ تو اب ساری عمر اس آواز کو ترسنے والی تھی وہ۔۔۔

''نمیر۔۔۔!اپنے بابا کو چھپا لو نمیر۔۔۔یہ لوگ لے جائیں گے انہیں اور پھر تم کبھی ان کو دیکھ نہیں پاؤ گے۔انہیں کہیں چھپا دو۔۔۔'' اس کی باتیں عورتوں کا دل چیر رہی تھیں۔''آج میری بادشاہت ختم ہوگئی وقار آفندی۔۔۔میرا کھیل ختم ہوگیا۔خود مر کے مجھے مٹی کر گئے ہو وقار اور اپنے بچے کو یتیم۔۔۔''

مگر جانے والے کبھی لوٹ کر آئے ہیں کیا؟ ہزاروں لاکھوں آوازیں دو، بین کرو۔۔۔سینہ پیٹو۔۔۔اب انہیں اگلی منزل کی فکر۔۔۔یہ دنیا تو تم لوگوں کے لیے چھوڑ دی اب انہوں نے۔۔۔

زرنگار نے مٹھی میں دبی پرچی کو دیکھا۔اس پر آفندی ہاؤس کا فون نمبر لکھا تھا۔مگر زرنگار نے کسی کو بھی اطلاع نہ دی تھی۔

''ایک قبر ہی کی نشانی تو رہ جائے گی وقار آفندی۔وہ لوگ تو مجھے تمہاری قبر پر بھی نہ جانے دیں گے۔'' اور ماں باپ کے سارے دکھوں، سارے آنسوؤں کا گواہ نمیر آفندی تڑپ تڑپ کر رو یا تھا۔

☆......☆......☆

انتہائی غیر متوقع طور پر طلال کی ماما اس سے ملنے آئیں تو ''اتفاقاً'' طلال بھی ساتھ تھا۔مہرماہ جو طلال کی ناراضی کا سوچ سوچ کر آدھی ہو رہی تھی ٹھنڈی پڑ گئی۔

''اچھا طریقہ سوچا ہے طلال بھائی نے ملنے کا آپی۔۔۔'' ملاحہ نے مہرماہ کو گدگدایا تو تزئین نے محفوظ کن نظروں سے مہرماہ کی اڑی رنگت دیکھی۔ وہ چائے لے کر ڈرائنگ روم میں گئی تو وہاں کا ماحول خوشگوار پایا۔ خواتین آپس میں باتوں میں مصروف تھیں اور تائی جان ساتھ ساتھ داماد سے بھی ایک آدھ بات کرلیتیں۔ ابھی طلال کی ماما اندر ہی تھیں جب وہ چائے پی کر باہر لان میں چلا آیا۔

''جائیں نا آپی۔ ابھی ابو لوگ آفس سے نہیں آئے۔ ایک ملاقات تو بنتی ہے نا۔ ان کی اتنی بہادری پر، گھر تک چلے آئے ہیں۔'' ملاحہ اور فرزین نے اس کا پیچھا لے لیا تھا۔

''آغا جان تو اپنے کمرے میں ہیں نا۔۔۔'' مہرماہ نے یاد دلایا۔ اس کے ہونٹوں پر بھی بڑی پیاری سی مسکراہٹ تھی۔ جیسے چاہنے والا جان، جوکھوں میں ڈال کے ملنے آیا ہوں۔ بس ویسا ہی تفاخر محسوس ہو رہا تھا۔

''اچھا۔۔۔ جا کے طلال بھائی کو اندر لے آئیں۔ آغا جان سے ملانے کے لیے۔۔۔ یہ تو کرسکتی ہیں نا؟''

''ہم مم۔۔۔ ہاں۔۔۔ یہ ہوسکتا ہے۔'' وہ کھلکھلا دی۔

''دو چار سیلفیاں بھی لے لینا اسی بہانے۔'' ملاحہ نے آئی فون زبردستی اس کے ہاتھ میں تھماتے باہر کی طرف دھکیلا تھا۔

وہ لان میں ٹہلتا ہوا دوسرے سرے پر گیا، پلٹا تو مہرماہ کو آہستہ روی سے آتے دیکھا۔ وہ تیز قدموں سے اس کے مقابل آیا تھا۔ مہرماہ نے برافروختہ ہوکر اسے دیکھا۔

''تمہارے آج کے انداز کو کیا سمجھوں مہر۔۔۔! یہ رشتہ نبھانے کا کون سا طریقہ ہے؟'' وہ لفظوں کو چبا کر بولا مہرماہ نے گہری سانس بھری۔

''تم اپنے انداز پر بھی غور کرتے طلال۔''

''میں۔۔۔؟'' وہ جیسے حیرت زدہ سا ہوگیا۔ ''مجھے غور کرنا چاہیے تھا؟'' پھر وہ غرا کر بولا۔

''اور اس شخص نے جو بیہودگی میرے ساتھ کی تھی وہ بھلا دی ہے تم نے۔ اسی لیے اس کے ساتھ پکنک منائی جا رہی تھی۔''

''آغا جان نے کہا تھا مجھے اس کے ساتھ جانے کے لیے طلال۔'' وہ تحمل سے بولی۔ ''تم نے جو بھی کچھ ریسٹورنٹ میں کہا وہ موحد کے کیے گئے عمل کا منہ توڑ جواب تھا۔ پھر اب یہ غصہ کیوں؟''

''میں برداشت نہیں کرسکتا مہر کہ تم اس شخص کے ساتھ نظر آؤ۔۔۔'' وہ جذباتی ہونے لگا۔

''اوکے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ بات ختم بس۔'' مہرماہ نے جیسے کچھ طے کرلیا تھا۔ طلال نے گہری نظروں سے اسے دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ میں تھامے آئی فون کو۔

''نیا موبائل لے لیا تم نے۔۔۔ میں نے سوچا تھا تمہیں برتھ ڈے گفٹ دوں گا۔'' طلال کی بات پر مہرماہ کا دل اچھل کر حلق تک

آیا۔ابھی ابھی اسے ٹھنڈا کیا تھا اور یہاں پھر سے گرما گرم ٹاپک کھلنے والا تھا۔

"ہوں۔۔۔ہاں۔۔۔" اس کا انداز مبہم تھا۔جھوٹ وہ بولنا نہیں چاہتی چاہتی تھی اور سچ سننا اور برداشت کرنا طلال کے بس سے باہر کی بات تھی۔

"بہت مہنگا ہے۔۔۔"

"ہوں۔۔۔بس کوئی اتنا خاص نہیں۔۔۔" وہ بمشکل مسکرائی۔"اندر چلیں۔آنٹی بور ہو رہی ہوں گی۔"

"تم نے خریدا ہے یا کسی نے گفٹ کیا ہے مہر؟" وہ بالکل سنجیدہ دکھائی دیتا تھا۔

"اوفوہ۔۔۔اب یہ کیا پوچھنے والی بات ہے طلال؟" وہ جھنجھلائی۔درحقیقت اسے طلال کا بدلا ہوا انداز بہت چبھ رہا تھا۔"اتنا مہنگا گفٹ کون دے گا بھلا۔" وہ اسے ٹالنا چاہ رہی تھی۔

"تمہاری بہن اور کزن بڑی متاثر ہو رہی تھیں کچھ دیر پہلے کہ میں نے ایڈوانس برتھ ڈے گفٹ دیا ہے تمہیں اور بھی اتنا قیمتی۔" وہ تلخ اور چبھتے ہوئے لہجے میں بولا تو مہرماہ سن رہ گئی۔

"میں نے کسی کو نہیں کہا کہ یہ تم نے مجھے دیا ہے۔" وہ بمشکل بولی۔

"یہ بھی نہیں کہا کہ یہ تمہیں موحد آفندی نے دیا ہے۔" طلال نے تلخی سے کہا۔

"ہم فیملی ہیں طلال، وہ کزن ہے میرا۔اگر مجھے کچھ گفٹ کرتا بھی ہے تو سو واٹ؟"

"پھر یہ کہ پرابلم چھپ کر دینے میں ہے مہرماہ تمہارے گھر میں کوئی نہیں جانتا کہ یہ موبائل تمہیں کس نے گفٹ کیا ہے۔مجھے بھی تم بتانے سے ہچکچا رہی ہو تو پھر اس تعلق کو میں کس کھاتے میں ڈالوں؟" وہ تلخی سے پوچھ رہا تھا۔اب بات کھل ہی گئی تھی تو مہرماہ صاف گوئی سے بولی۔

"اگر میں تمہیں بتاتی تو تمہیں اچھا نہ لگتا طلال۔۔۔اور جہاں تک گھر والوں کی بات ہے تو انہوں نے موبائل دیکھ کر خود ہی اندازہ لگانا شروع کر دیا کہ یہ تم ہی نے دیا ہوگا۔میں نے کسی سے کچھ نہیں کہا۔"

"یہی تمہاری غلطی ہے مہر۔تم نے چھپانا کیوں چاہا موحد آفندی کو طلال کے پردے میں؟" اس کی غلطی فہمی تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔مہرماہ کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔اسے اپنی فاش غلطی کا شدت سے احساس ہوا۔موحد اور طلال کے درمیان موجود خلیج کو پر کیے بنا اس نے موحد کا دوستی کا ہاتھ تھام لیا تھا۔غلط کیا تھا۔

"اس نے سوری کر لیا تھا مجھ سے طلال۔۔۔" اس کی آواز بھرا گئی۔

"یہ سوری اسے مجھ سے کہنا چاہیے تھا مہر۔۔۔اور تم جانتی تھیں کہ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگے گی پھر بھی تم نے اس کا تحفہ قبول

کرلیا۔ مجھے یقین نہیں ہو رہا۔"

آئم سوری طلال۔۔۔میں اسے واپس کردوں گی۔ یہ موبائل میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔" مہرماہ نے اسے یقین دلایا مگر وہ لب بھینچے تیز قدموں سے چلتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔ مہرماہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ جی چاہا ہاتھ میں پکڑا آئی فون کسی پتھر پہ کھینچ مارے۔

☆......☆......☆

زرگل بائی کا دل دکھ گیا۔ جوان بیٹی بیوہ ہوگئی تھی مگر اس کی عدت پوری ہونے تک اس کے جذبات ہی نہیں خیالات بھی بدل گئے۔

"بس کردے زری۔ اب ختم کر دو یہ سوگ اور نحوست گھر سے۔" زرگل بائی نے ناک چڑھاتے ہوئے پان کی بیڑی منہ میں ڈالی اور چباتے ہوئے بولی۔ "ڈائریکٹر، پروڈیوسر انتظار کر رہے ہیں تیرا۔"

"اماں۔۔۔!" زرنگار نے سوجی ہوئی آنکھوں سے خفگی سے ماں کو دیکھا۔

"ہیں۔۔۔کیا اماں؟ مارو ڈائریکٹر تو جان کھا لے گا میری، چار ماہ سے تیرے گھر کا خرچہ پانی اٹھا رکھا ہے اس نے۔" اس نے سر پیٹتے ہوئے کہا۔ کن اکھیوں سے زرنگار کی اڑتی رنگت دیکھی اور پھر واویلے میں مزید اضافہ کیا۔ "اب تک تو سود، بیاج بھی چڑھا لیا ہوگا اس حران خور نے۔۔۔ یہ لوگ بھلا کس کے سگے ہوتے ہیں۔"

"تم جانوں اور تمہارا کام اماں۔ مجھے نہیں پتہ تم کہاں سے لا لا کر پیسہ خرچ کرتی رہی ہو۔ میں نے تو نہیں منگوایا تم سے۔" زرنگار نے صاف گوئی سے کہا تو زرگل بائی اپنی رونے کی اداکاری بھول کر چمک کر بولی۔

"اوہو۔۔۔تو چار ماہ سے تجھے اور تیرے بیٹے کو کیا اپنی ران کی بوٹیاں کھلا رہی ہوں یا وہ تیرا فقطا میاں دمڑیا دبا گیا تھا صحن میں؟" زرنگار تڑپی۔

"اماں۔۔۔کوئی ایسے یاد کرتا ہے مرنے والوں کو۔"

"ایسے ویسے کو ایسے ہی یاد کیا جاتا ہے۔۔۔" وہ طنزاً بولیں تو زرنگار نے عزم سے کہا۔

"جو کام نے وقار کی زندگی میں نہیں کیا اماں وہ اس کے بعد بھی نہیں کروں گی۔ حرام کر گیا ہے وہ مجھ پر۔ اس بارے میں سوچنا بھی نہیں۔"

"اوئی مار۔۔۔" زرگل بائی نے تحیر کے ہونٹ پر انگلی رکھی۔ "اے میں کہوں۔۔۔کون سا خزانہ دبا پڑا ہے تیرے پاس۔۔۔جس کے بل پہ اتنا اکڑ رہی ہے کہ حلال، حرام کا فرق نظر آنے لگا تجھے۔"

"وہ تو اس کی زندگی میں ہی نظر آنے لگا تھا اماں۔ بس شیطان بہکاتا رہتا تھا۔ اب وہ نہیں ہے تو احساس ہونے لگا ہے کہ میں کتنی آسانی سے حرام کمانے کی راہ پر نکل سکتی ہوں۔۔۔ اس خیال نے ہی لرزا کے رکھا ہوا ہے مجھے۔۔۔"

"مرتے ہوئے کے لیے کیا حرام اور کیا حلال۔ تجھ پر سب واجب ہے زری۔ معصوم یتیم بچے کی پرورش کرنی ہے تو نے۔" زرگل نے مسکین اور ہمدردانہ شکل بنائی تو زرنگار نے جھرجھری سی لی۔

"مت بہکاؤ مجھے اماں! پہلے ہی اس شش و پنج میں پڑ کے بہت بڑا نقصان کر بیٹھی ہوں میں۔۔۔" وہ آزردہ تھی۔ مگر زرگل بائی کے ذہن میں کچھ اور ہی چل رہا تھا۔ اس کے بڑھاپے کا سہارا ایک بار پھر اس کی تحویل میں آ سکتا تھا اگر زرنگارا اپنے دماغ پر لگے زنگ کو اتار دیتی تو۔۔۔

"تو میں کون سا غلط کام کروانے لگی ہوں تم سے۔۔۔ گانے کے پیسے دے گا ڈائریکٹر بس اور تمہارے بھلے کی ہی بات ہے۔ اس یتیم کا مستقبل بھی سنور جائے گا۔" وہ براماں کر بولی تو زرنگار نے سنجیدگی سے ماں کو دیکھا۔

"اگر تم واقعی اس "یتیم بچے" کا مستقبل سنوارنا چاہتی ہو اماں تو مجھے خود پر لگا طوائف کا ٹھپہ اتار لینے دو۔ میں ایک بیٹے کی ماں ہوں، اماں۔ اسے کوٹھے پر نہیں بٹھانا میں نے بلکہ زندگی کی مشینری کا ایک کارآمد پرزہ بنانا ہے اور اس کے لیے حرام کی نہیں، حلال کی کمائی کام آئے گی۔"

"باتوں سے پیٹ نہیں بھرا کرتے زرنگار۔۔۔" وہ گہرے انداز میں بولی تو زرنگار افسردگی سے مسکرا دی۔

"جانتی ہوں اماں۔۔۔ مگر اب زرنگار پرانی راہوں کو بھول چکی ہے۔ تم بھی بار بار اس کی راہ کھوٹی کرنے مت آؤ۔"

"اری پاگل۔ سٹھیا گئی ہے کیا؟ کون سا من و سلویٰ اترے گا تیرے گھر میں، جو حلال کر کے تو اور تیرا بیٹا کھائیں گے۔ ذرا میں بھی تو سنوں؟" زرگل جھنجھلائی تھی۔

"میں وقار کے بھائی کو فون کروں گی اماں۔ انہیں سارے حالات بتاؤں گی۔ ان کا بڑا پیارا تھا وقار سے۔" زرنگار کی آواز بھرانے لگی۔ زرگل بائی نے نخوت سے سر جھٹکا۔

"درد سے تڑپ تڑپ کر مر گیا تیرا وقار آفندی۔۔۔ کوئی پیار کرنے والا نہ آیا اس کا علاج کروانے۔۔۔ ہونہہ بھائی۔"

"وہ الگ معاملہ تھا اماں۔۔۔ مرحوم جانے اور اس کے گھر والے۔۔۔ میں ایک کوشش ضرور کروں گی، اپنے بیٹے کو اس کا جائز حق دلوانے کی۔" اس نے مصمم ارادہ ظاہر کیا تھا۔ زرگل بائی نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا جن میں تاسف بھی تھا اور ترحم بھی۔

☆......☆......☆

آفندی ہاؤس میں محض وقار کی موت کی خبر کا فون آیا اور ایک کہرام مچ گیا۔ آغا جان جو ابھی تک انا کے اونچے تخت پر چڑھے بیٹھے تھے، ان کے سینے میں دراڑیں پڑ گئیں۔ ان کا لاڈلا۔۔۔ ماں کا سب سے پیارا بیٹا۔۔۔ جان سے چلا گیا تھا۔ ناراض ہو کر گھر سے گیا۔۔۔ اور پھر دنیا سے ہی چلا گیا۔ فاران آفندی نے فی الفور زرنگار سے رابطہ کیا۔ گھر کی حالت مکینوں کی کسمپرسی چیخ چیخ کر بیان کرتی

http://kitaabghar.com

تھی۔وہ بھتیجے کو گلے لگا کر اونچی آواز میں رو پڑے۔آغا جان کو بتایا تو وہ سن سے ہو گئے۔

''اس حرام خور۔۔کوٹھے والی نے ایسے کیسے دفنایا میرے بیٹے کو؟''

''بابا جان۔۔۔بہو ہے آپ کی۔۔۔بہت پیارا پوتا ہے آپ کا۔۔۔'' فاران نے بھاری ہوتی آواز میں ان کے ذہن کو دوسری طرف لگانے کی سعی کی مگر ان کی زرنگار سے نفرت اور بھی بڑھ گئی۔وقار آفندی کی موت کی خبر نہ دینا اس کا گناہ بن گیا تھا۔

''آپ مجھے ہی بتا دیتیں۔۔۔آخری ملاقات ہی کر لیتے۔شکل دیکھ لیتے اس کی۔'' فاران نے دکھی دل کے ساتھ زرنگار سے شکوہ کیا تھا۔

''ہونہہ۔۔۔زندہ کی شکل دیکھنا تو گوارہ نہ تھی کسی کو بھائی صاحب۔مجھے کیا خبر تھی اسے مرے ہوئے دیکھنے کی آپ لوگوں کو اتنی آرزو ہو گی۔'' دکھ سے بلبلاتی بین کرتی آواز۔فاران آفندی کو لگا ان کا سینہ چر گیا ہے۔''میرا کچھ غلط ارادہ نہ تھا بخدا۔میں جانتی تھی آغا جان کو ذرا سی بھی بھنک پڑی تو وہ میرے وقار کی میت اٹھوا کر لے جائیں گے اور مجھے وہاں داخل بھی نہیں ہونے دیا جائے گا۔'' وہ ایک لحاظ سے صحیح کہہ رہی تھی۔

اب زیادتی کس کے ساتھ ہوئی، یہ فیصلہ کون کرتا؟ اپنی اپنی جگہ دونوں فریق درست تھے۔

فاران آفندی نے اپنا پورا زور لگا لیا مگر آغا جان اپنی ضد سے ایک انچ نہیں ہٹے تھے۔

''اب اس گھر میں ناچنے گانے والیاں آکر بسیں گی؟''

صدیقہ بھابھی اس معاملے میں آغا جان کی گویا دست راست تھیں۔ماں جی بیمار ہوئیں اور وقار کا غم سینے میں لیے دنوں میں چٹ پٹ ہو گئیں۔

''آغا جان کی ضد لے گئی ماں جی کو۔۔۔'' ثمرہ نے دبے لفظوں کہا تھا مگر آغا جان کا دل مزید پتھر ہو گیا۔

''اس خبیث عورت کی وجہ سے میرے گھر کا شیرازہ بکھر گیا۔تباہی مچ گئی۔میری زندگی میں وہ کبھی بھی اس گھر میں قدم نہیں رکھ سکتی۔'' انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا۔فاران آفندی نے اپنا پورا زور لگا لیا۔دلائل کی ساری گٹھڑی ان کے سامنے کھول دی مگر ان کی نہ، ہاں میں نہیں بدل سکی۔

کچھ لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی جاتی ہے کیونکہ وہ حقیقت کو دلائل کے باوجود تسلیم نہیں کرتے۔نشانیاں ظاہر ہونے کے باوجود وہ منکر رہتے ہیں۔آغا جان کا شمار بھی ان ہی لوگوں میں ہوتا تھا۔بیٹے اور بیوی کی موت نے ان کا دل نرم کرنے کے بجائے مزید سخت کر دیا تھا اور وہ زرنگار سے اور متنفر ہو گئے تھے۔ان کے خیال میں وہی عورت ان کے گھر کی تباہی کا باعث تھی۔

ثمرہ سے مشورے کے بعد فاران آفندی نے زرنگار کو ماہانہ خرچ بھجوانا شروع کر دیا۔نمیر کے ساتھ ان کا لگاؤ فطری اور بے پناہ تھا۔

''زرنگار کو آغا جان کے سامنے آنا چاہیے فاران۔ ایسے ساری عمر بے نام تو نہیں رہ سکتی نا وہ۔۔اور نہ ہی اس کا بچہ۔۔۔خاندان انسان کی پہچان ہوا کرتا ہے۔'' ثمرہ نے فاران کو نئی راہ دکھائی۔

''آغا جان تو اسے دیکھنے کے بھی روادار نہیں۔ کہاں اس کا گھر میں دعوے سے آنا۔'' فاران مایوس تھے۔

''پوتے کو دیکھ کر بھی ان کا دل نہ پگھلے گا فاران؟ کتنا خوبصورت بچہ ہے وقار کا۔'' وہ جوش سے بولی مگر فاران کو آغا جان سے کسی نرمی کی امید نہ تھی۔ ابھی تک ایک بار بھی انہوں نے نمیر آفندی سے ملنے کا شوق ظاہر نہیں کیا تھا۔ بلکہ آفندی ہاؤس میں زرنگار کا تذکرہ کرنا ہی منع تھا۔

☆......☆......☆

''موحد۔۔۔کہاں ہوتے ہو تم؟ مجھے تو لگتا ہے جناب سے ملنے کے لیے مجھے بھی اپائنٹمنٹ لینی پڑے گی۔'' ثمرہ نے خفگی سے کہتے ہوئے اس کے تہہ کیے ہوئے کپڑے بستر پر پٹخے۔

''ارے۔۔۔رے۔'' وہ بوکھلا کر ان کی طرف آیا۔ فوراً ان کے شانے پر بازو پھیلا لیا۔ ''اتنی ی ی۔۔۔ناراضی؟''

''اس سے بھی زیادہ ہے۔'' وہ سنجیدہ تھیں۔ ''یہاں آ کر تو ہم ایک دوسرے سے دور ہو گئے ہیں۔''

''اچھا سوری۔۔۔بلکہ سو سوری۔۔۔'' اس نے ایک ہاتھ سے اپنا کان پکڑا تھا۔ پھر انہیں اپنے بستر پر بٹھایا۔ کرسی گھسیٹ کر ان کے سامنے بیٹھا۔ ''اب بولیں۔۔۔بلکہ جتنا ڈانٹنا ہے، ڈانٹ لیں۔''

''ڈانٹنا نہیں ہے شہزادے۔۔بات کرنی ہے ضروری ہے۔'' وہ پیار سے اس کا رخسار چھو کر بولیں۔ ''مگر تم دستیاب ہی نہیں ہو رہے۔''

''حکم کریں ماما۔۔۔'' وہ فرمانبردار بنا بیٹھا تھا اور ایسے موقع پر ثمرہ کی آنکھ کا کونا ہمیشہ نم ہو جایا کرتا تھا۔

''حکم نہیں۔۔۔ڈسکشن کرنی ہے۔'' وہ قصداً مسکرائیں۔

''جی۔۔۔میں ہمہ تن گوش ہوں۔۔۔'' اس نے خود کو مزید متوجہ ظاہر کیا۔ ثمرہ کو اس پر پیار آیا۔

''سومیہ کے بارے میں تمہارے کیا خیال ہے؟'' آگے جھک کر ان کی بات سنجیدگی سے سنتا موحد جیسے کراہ کر سیدھا ہوا۔ بے یقینی سے ماں کو دیکھا۔ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

''آر یو سیریس ماما؟'' وہ بے یقینی سے پوچھ رہا تھا۔ ثمرہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''آر یو شیور کہ آپ مجھ سے اسی ضروری ٹاپک پر بات کرنا چاہ رہی تھیں؟'' اس نے پھر پوچھا جیسے یقین نہ ہو کہ ثمرہ یہ سوال اس سے کر سکتی ہیں۔

''کیا بکواس ہے یہ موحد؟'' اب کی بار وہ ضبط کرتے ہوئے بھی ہنس دیں۔

”اتنی اچھی دوست ہے تمہاری۔ پسند بھی کرتی ہے تمہیں۔“

”اور آپ کیا چاہتی ہیں؟ وہ مجھے پسند کرنا بند کر دے؟“ وہ سنجیدہ تھا۔

”اچھی دوست اچھی بیوی ثابت ہوتی ہے موحد۔“ ثمرہ نے ناصحانہ انداز میں کہا تھا۔

”جبکہ میرا خیال آپ سے الٹ ہے ماما۔ بیوی بن کر وہ دوستی بھی جاتی رہتی ہے۔“ وہ لقمہ دیتے ہوئے بولا۔

”تم اپنے کڑوے کریلے جیسے لقمے دینا بند نہیں کر سکتے؟ ثمرہ نے تحمل سے پوچھا تو وہ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آپ بھی تو مذاق ختم نہیں کر رہی۔“

”میں سیریس ہوں موحد۔ مجھے تمہارے لیے سومیہ بہت پسند ہے۔“

”مگر میں اسے اس لحاظ سے پسند نہیں کرتا ماما۔“ اب کی بار موحد کا جواب بہت صاف اور کھرا تھا۔

”میں تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں موحد۔۔۔ مہر ماہ سے پہلے۔“ ثمرہ نے سنجیدگی سے کہا تو وہ بیساختہ بولا۔

”مہر ماہ سے پہلے؟ مہراہ کے ساتھ کیوں نہیں؟“ ثمرہ کے اردگرد کوئی دھماکا سا ہوا تھا۔ ان کی شکل دیکھ کر موحد قہقہہ لگا کر ہنسا۔

”میرے کہنے کا مطلب ہے کہ جب مہر ماہ کی ہوگی تب کیوں نہیں۔ ایک ساتھ۔ دو شادیاں ہو سکتی ہیں ایک ہی گھر میں۔“ ثمرہ کی سانس میں سانس آئی۔

”وہ صدیقہ بھابھی کی بیٹی ہے۔ ان ہی کی طرح زبان دراز اور بے حس۔“ موحد کو لڑاکا بلی یاد آئی۔ جس کی رنگت گلابی اور بال سیاہ تھے۔ ”سومیہ اچھی ہے موحد اس کے بارے میں سوچو۔“

”وہ واقعی اچھی ہے ماما۔ میں اس بارے میں سوچ چکا ہوں۔ مگر آئم سوری۔ مجھے ابھی شادی کرنی ہی نہیں ہے۔“

”تو جب تک شادی نہیں کر رہے سومیہ کے بارے میں سوچتے رہو۔ پھر تمہیں احساس ہوگا کہ وہ تمہیں کتنا پسند کرتی ہے۔“ ثمرہ نے مشورہ دیا۔

”اب میں بھی بیسیوں لوگوں کو پسند کرتا ہوں ماما۔ سب کے ساتھ شادی تو نہیں کر سکتا نا۔“ اس نے مسکرا کر کہا۔

”سنجیدہ ہو جاؤ موحد“

”او کے مام۔۔۔“ اس نے انہیں سیلوٹ کیا۔

”میں ایک ہفتہ دے رہی ہوں تمہیں، خوب سوچ بچار کر لو۔“ وہ جانے کے لیے اٹھیں۔

”اور جواب آپ کو یقیناً ہاں میں چاہیے ہوگا؟“ اس نے ہلکا پھلکا طنز کیا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی، ہنستی ہوئی چلی گئیں۔ موحد آفندی کی نگاہوں میں سوچ کی پرچھائیاں اترنے لگیں۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

سلور گرے لینڈ کروزر پورچ میں آکر رکی۔لمحہ بھر کے توقف کے بعد بڑا ڈیسنٹ سا بندہ نیچے اترا۔فرزین الٹے پیروں اندر کی طرف بھاگی۔

''الٰہی خیر۔۔۔کیوں زلزلہ لانے کے درپے ہو؟'' ملاحہ نے نوٹس سمیٹتے ہوئے، پھولی سانسیں لیے بھاگ کر آتی،فرزمین کو گھورا۔

''زلزلہ آنہیں رہا۔۔۔زلزلہ آچکا ہے۔ادھر۔۔۔لینڈ کروزر کھڑی ہے پورچ میں۔۔۔''اس نے سانس درست کرتے ہوئے شوخی سے بتایا تو ملاحہ کا ہاتھ بے اختیار اپنے دل پر گیا۔

اس نے بے یقینی سے فرزین کو دیکھا۔

''کبیر۔۔۔''فرزین نے اثبات میں سر ہلایا تو ملاحہ کی آنکھوں میں ستارے سے اتر آئے۔

☆......☆......☆

جہاں مہر ماہ کا رویہ طلال کے لیے امتحان بن گیا تھا،وہیں مہر ماہ کو بھی طلال کی تنگ ذہنیت نے آرزدہ کر رکھا تھا۔

''یا شاید میں ہی غلط ہوں۔۔۔'' وہ نروس سی داہنے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخن دانتوں سے چباتی، بے ساختہ تکیے کے پاس پڑے آئی فون کو دیکھنے لگی۔

''مجھے موحد کو انکار کر دینا چاہیے تھا یہ فون لینے سے۔۔۔کیا کرتا زیادہ سے زیادہ ناراض ہی ہو جاتا۔۔۔تو پہلے کون سا بڑی دوستی نبھا رہے ہیں ہم دونوں۔'' وہ مضطرب تھی۔موحد سے گھریلو سطح پر تعلقات صحیح کرتے کرتے وہ اپنا مستقبل کا رشتہ خراب کر رہی تھی اور اس کی چھٹی حس اسے خبردار کر رہی تھی کہ اسے موحد سے دور ہی رہنا چاہیے۔

☆......☆......☆

کبیر اسٹڈی روم میں داخل ہوا تو آغا جان نے کتاب بند کر کے رکھ دی۔ان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔کبیر نے آگے بڑھ کر احتراماً ان کے گھٹنوں کو چھوا۔

''السلام علیکم آغا جان۔۔۔کیسے ہیں آپ؟''

''ہم۔۔۔ہم ٹھیک ہیں۔۔۔بیٹھو۔۔۔''

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

کبیر اسٹڈی روم میں داخل ہوا تو آغا جان نے کتاب بند کر کے رکھ دی۔ ان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ کبیر نے آگے بڑھ کر احتراماً ان کے گھٹنوں کو چھوا۔

"السلام علیکم آغا جان۔۔۔ کیسے ہیں آپ؟"

"ہم۔۔۔ ہم ٹھیک ہیں۔۔۔ بیٹھو۔۔۔" مسکراتے ہوئے کھنکھار کر انہوں نے سامنے رکھی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ "تم سناؤ۔۔۔ کیا حال چال ہے؟" اس کے بیٹھنے کے بعد وہ پوچھ رہے تھے۔ "گاؤں میں سب لوگ کیسے ہیں۔ پشاور کیسا ہے؟"

کبیر کی سنجیدگی اور بڑھی۔ اس نے تھوڑا سا آگے جھک کر کہنیاں گھٹنوں پر ٹکائیں۔ وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم الجھائے ہوئے بیٹھا تھا۔

"پشاور بھی وہی ہے آغا جان اور گاؤں کے لوگ بھی ویسے ہی ہیں۔ اگر کچھ بدلا ہے تو وہ کبیر ہے۔۔۔ آغا جان! گاؤں کے سارے گھر ہنسی سے گونجتے ہیں، مگر میرے گھر میں میری بہنوں کے آنسو ہیں اور مرنے والی ماں کے لیے کراہٹیں۔" اس کا لب ولہجہ بے حد آزردہ اور دکھ سے بوجھل تھا۔ آغا جان کے چہرے پر بھی سنجیدگی در آئی۔

"مشیت ایزدی کو سمجھو کبیر۔ جلد صبر آ جائے گا۔"

"میں تو صبر کر گیا ہوں آغا جان، مگر سونا آنگن دیکھنے کی تاب نہیں ہے مجھ میں اور نہ بہنوں کے آنسو دیکھنے کی۔" اس کی آنکھیں شدت ضبط سے لال ہو رہی تھیں۔ وہ ماں کا اکلوتا، لاڈلا، نازوں پلا بیٹا تھا۔ آغا جان نے آگے بڑھ کر اس کے شانے کو تسلی آمیز انداز میں تھپکا تو وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"فاران صاحب کا بہت افسوس ہوا آغا جان۔۔۔ مگر میں آ نہیں سکا، بہت شرمندگی ہے مجھے۔" اس کے کندھے پر دھرا آغا جان کا ہاتھ لرزا۔

"میں جانتا ہوں۔ تم خود غم میں گھرے ہوئے تھے۔" انہوں نے اسے اس تاسف سے نکالنا چاہا۔ سہیل آفندی نے کبیر کو اطلاع تو کر دی تھی، مگر وہ خود اپنی ماں کے مرنے کی خبر سن کر پشاور گیا تھا۔ کیسے آتا۔ "مگر ایک خوشی کی خبر ہے کبیر۔۔۔!" وہ اس کے مقابل اپنی آرم چیئر پر بیٹھتے ہوئے خود کو گویا آزردگی سے نکالنے کی خاطر ذرا سا مسکرائے۔

"جی آغا جان۔۔۔" وہ مودب سا ہمہ تن گوش ہوا۔

"فاران کا بیٹا۔۔۔ میری اس ساری جاگیر کا وارث۔۔۔ میرا پوتا آ گیا ہے میرے پاس۔" وہ خوش تھے۔ بے حد خوش۔ کبیر کو ان کی آواز اور ان کے تاثرات ہی سے اندازہ ہو گیا۔ "موحد۔۔۔ تم ملو گے اس سے تو دل خوش ہو جائے گا تمہارا۔" وہ مزید بولے۔

کبیر مسکرایا تھا۔"بالکل آغا جان۔(مل لیں گے موحد آفندی سے بھی)" آغا جان اس سے پشاور میں موجود اپنی زمینوں کا حساب کتاب معلوم کرنے لگے۔

☆......☆......☆

وہ دروازہ کھٹکھٹا کر موحد کے کمرے میں داخل ہوئی۔اپنی "کم ان" کے جواب میں وہ مہر ماہ کی توقع نہیں رکھتا تھا۔تب ہی الماری کا دروازہ بند کرتا اس کی طرف آیا تو چہرے پر گرم جوشی کا سا تاثر تھا۔

"ویلکم۔۔۔ویلکم۔۔۔"اسے موحد کی طرف سے ایسے استقبال کی توقع نہیں تھی۔وہ ذرا سا گڑبڑائی۔

"وہ۔۔۔میں یہ واپس کرنے آئی تھی۔" وہ دروازہ بند کر کے چند قدم ہی آگے آئی تھی بس۔ہاتھ میں تھاما موبائل آگے کر دیا۔

"اوہ۔۔۔ناٹ اگین۔۔۔" گہری سانس بھرتا ہوا، وہ ایڑیوں پر گھوم کر پلٹ گیا۔

"موحد پلیز۔یہ بلاوجہ کا گفٹ میرے گلے پڑ رہا ہے۔" مہر ماہ نے قطعی انداز میں کہا تو وہ حیرت زدہ سا دوبارہ اس کی طرف مڑا۔

"کیا مطلب؟ میں کوئی چوری یا ڈاکے کا موبائل تو گفٹ نہیں کیا محترمہ۔۔۔" اس نے بھنویں اچکا کر تیکھے لہجے میں کہا تو مہر ماہ کلسی۔

"یہ میں نے کب کہا؟"

"تو پھر صاف اور سیدھی بات بتاؤ۔ایک ہفتے کے بعد کیسے تمہارے گلے پڑنے لگا یہ موبائل؟" موحد کا انداز چبھتا ہوا تھا۔نرمی تو محض دوستی میں جھلکتی تھی اس کی۔ورنہ تو نرا سڑا ہوا تربوز تھا۔(مہر ماہ نے دل میں لقب دیا)۔

"صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ۔۔۔" کہتے ہوئے زبان لڑکھڑا سی گئی۔"طلال کو یہ بات پسند نہیں کہ میں تم سے گفٹ لوں۔"

موحد نے جبڑے بھینچے پھر اسے گھورتے ہوئے بولا۔

"اور تمہیں۔۔۔؟ تم نے تو رکھ لیا تھا نا۔"

"ہاں۔۔۔مگر تم نے زبردستی دیا تھا، تم اسے پھینکنے والے تھے۔" مہر ماہ نے اپنی صفائی پیش کی۔

"اب اگر تم واپس کرو گی تو میں پھر پھینکوں گا اسے۔۔۔پھر تم لے لو گی نا؟" وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

"جی نہیں۔۔۔" وہ نروٹھے انداز میں بولی۔(مذاق اڑا رہا ہے بدتمیز)

"اب تم اسے پھینکو یا توڑ کر اچار ڈال لو۔مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں۔اس کی وجہ سے طلال اور میرے بیچ مس انڈراسٹینڈنگ کریئٹ ہو رہی ہے۔" مہر ماہ نے قطعیت سے کہتے ہوئے موبائل اس کے بستر پر تقریباً اچھال دیا۔

"اور تم۔۔۔تمہاری کوئی چوائس نہیں اپنی زندگی کے بارے میں؟" موحد نے حیرت سے پوچھا۔

"طلال میری اپنی چوائس ہے۔" وہ فخر سے بولی۔

''استغفار۔۔۔'' وہ بڑبڑایا، مگر مہر ماہ کے کان تیز تھے۔سن لیا۔ ناگواری سے موحد کو دیکھا تو وہ جلدی سے بولا۔''تو کیا غلط کہہ رہا ہوں؟ اسے حق نہیں پہنچتا کہ اس گھر میں تمہارے معاملات میں دخل اندازی کرے۔ ہاں، شادی کے بعد تم پابند ہو اس کی بات ماننے کی۔''

''وہ فیانسی ہے میرا۔'' مہر ماہ نے جتایا۔

''تو کہاں لکھا ہے کہ فیانسی کی بات ماننا فرض ہے یا فیانسی کے حقوق پر کوئی کتاب طلال صاحب کی اپنی ہی لکھی ہوئی ہے؟'' وہ تیکھے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

''وہ تمہارا درد سر نہیں ہے موحد، مگر بہر حال۔۔۔ تھینک یو فار دی گفٹ، لیکن میں اسے نہیں رکھ سکتی۔'' وہ اب کی بار قدرے رکھائی سے کہہ کر رکی نہیں۔ پلٹ کر دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔

''الو کا۔۔۔'' موحد نے دانت پیستے ہوئے طلال کو شاندار خراج تحسین پیش کیا اور بے زار نظروں سے بستر پر پڑے منہ چڑاتے آئی فون سکس کو دیکھنے لگا۔

☆......☆......☆

وہ آغا جان سے ملاقات کے بعد باہر نکلا تو کوریڈور خالی تھا۔ وہ ناک کی سیدھ میں نکلتا چلا گیا۔

''ہے۔۔۔ شش۔۔۔'' وہ داخلی دروازہ کھول کر باہر نکلا ہی تھا جب سرگوشی کی تیز آواز نے اسے بے ساختہ رکنے بلکہ مڑ کے دیکھنے پر مجبور کر دیا۔

گلابی آنچل کو سر پر ٹکاتی۔۔۔ سانسیں ہموار کرتی وہ بھاگتے قدموں سے دروازے تک آئی تھی۔ کبیر نے احتراماً نظر جھکالی۔

''تم آگئے؟'' (بے وقوفانہ سوال...) پتا نہیں اشتیاق زیادہ تھا سوال میں یا جوش۔ کبیر نے ادب سے جواب دیا۔

''جی بی بی۔۔۔''

''کیسے ہو؟'' ادھ کھلے دروازے سے وہ اس کا پژمردہ چہرہ دیکھ سکتی تھی۔ مسکراتا تو وہ پہلے بھی کم ہی تھا، مگر ماں کے غم نے اسے کمزور کر دیا تھا۔ یہ ملاحہ کا خیال تھا۔

''ٹھیک ہوں۔''

''اور۔۔۔ تمہاری بہنیں؟''

''وہ بھی ٹھیک ہیں۔''

''اور۔۔۔'' اگلا سوال نہ سوجھنے پر وہ گڑبڑا سی گئی۔

''اور۔۔۔ گاؤں میں خیریت تھی نا؟''

http://kitaabghar.com

''پورا پشاور ٹھیک ہے بی بی۔۔۔اب میں جاؤں؟'' بڑا ہی مؤدب اور نرم لہجہ۔۔۔اتنا پر تحمل طنز، ملاحہ نے اسے گھور کے دیکھا۔۔۔پھر دانت پیس کر بولی۔

''جاؤ۔۔۔اور جو ملز تمہاری غیر موجودگی میں بند ہو گئی تھی،انہیں چلاؤ جا کر۔'' وہ زور سے دروازہ بند کرتی چلی گئی۔

کبیر سر جھٹک کر سیڑھیاں اترتا پورچ کی طرف بڑھ گیا۔

☆......☆......☆

ثمرہ گہری سوچ کا شکار تھیں۔موحد کا ایک دم سے بدلتا رویہ اور خصوصاً مہر ماہ کی طرف جھکاؤ۔۔۔وہ عدم تحفظ کا شکار ہونے لگیں۔

''تو کیا آفندی ہاؤس والے ایک بار پھر مجھ سے میرا ''بیٹا'' چھین لیں گے...؟'' انہوں نے اپنی بے ساختہ سوچ پر جھرجھری سی لے کر نفی میں سر ہلایا۔

''نہیں۔۔۔وہ میرا بیٹا ہے۔میرا موحد فاران آفندی۔وہ مہر ماہ کی ماں کی اصلیت اچھی طرح جانتا ہے۔کس طرح اس بدزبان اور کینہ پرور عورت نے وقار کے ساتھ ہمیں بھی دربدر کرایا تھا۔اچھا ہوا میں نے وقت پر ہی سومیہ کا نام اس کے سامنے رکھ دیا۔'' انہیں سومیہ کے بارے میں سوچ کر کچھ تسلی ہوئی۔آخر کو وہ بھی موحد کے بچپن کی دوست تھی۔میں بار بار اس کے سامنے سومیہ کا تذکرہ کروں گی تو وہ بھی مان ہی جائے گا۔اب کی بار یہ سوچ انہیں اطمینان دے گئی تھی۔

☆......☆......☆

''طلال!میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔'' اس نے طلال کے خشک سلام ودعا کے بعد سیدھے سبھاؤ کہا تو وہ طنزیہ گویا ہوا۔

''اجازت دے دی تمہارے عزت مآب آغا جان نے؟''

''طلال پلیز...!'' وہ ضبط کرتے ہوئے اسے ٹوک گئی۔''میں بات کو سلجھانا چاہتی ہوں اور الجھنیں تب ہی ختم ہوں گی جب تم ملو گے۔''

''ہم مم۔۔۔'' اس نے ہنکارا بھرا۔''اس 'باڈی گارڈ' کزن کے ساتھ آؤ گی یقیناً؟'' پھر تلخی۔مہر ماہ کراہ کر رہ گئی۔

''کبیر آ گیا ہے گاؤں سے۔اسے کہوں گی وہ ڈراپ کر دے گا پبلک لائبریری تک۔تم پانچ بجے تک پہنچ جانا۔'' اس نے بڑے تحمل سے کہا۔جواباً وہ گہری سانس بھرتے ہوئے قدرے روکھے انداز میں بولا۔

''اوکے۔۔۔'' اور یہ ان دونوں کے مابین ہونے والی دوسری ٹیلیفونک گفتگو تھی جو اس قدر تلخ اور سرد تھی۔مہر ماہ کا دل وحشت کا شکار ہونے لگا۔

☆......☆......☆

آغا جان نے موحد کا تعارف کبیر سے کرایا تو اس نے گہری نگاہ اس ڈیسنٹ سے بندے پر ڈالتے ہوئے ہاتھ اس کی طرف

بڑھا دیا۔ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا ہاتھ تھامنے والے کبیر کے ہاتھ میں بھی جوشیلی سی گرماہٹ تھی۔

''اور یہ کبیر ہے،موحد۔میرے بہت اچھے دوست کا پوتا۔دوست تو نہیں رہا،مگر اس کا پوتا ہمارا دست راست بن گیا۔'' آغا جان نے اب کی بار اپنے مخصوص انداز میں کبیر کا تعارف کرانا شروع کیا۔تو وہ ہمیشہ کی طرح بے چینی سی محسوس کرنے لگا۔بمشکل ہونٹوں پر مسکراہٹ لا کر آغا جان کو دیکھا۔موحد کی زیرک نگاہ نے اس کی مسکراہٹ کے مصنوعی پن کو سرعت سے محسوس کیا تھا۔

''حالات اور گردش زمانہ نے میرے دوست کو بہت برے دن دکھائے تو میں نے اس کا ہاتھ تھاما۔اسے اپنی زمینوں کی نگرانی سونپی اور اسے اس کے قدموں پر کھڑا ہونے کا موقع دیا۔'' وہ اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے تفاخر سے بتا رہے تھے۔کبیر مودبانہ کھڑا تھا۔نظر جیسے زمین میں گڑی جاتی تھی۔

''پھر اس کا باپ بھی ہماری زمینوں پر کھیتی باڑی کرتا رہا اور اب یہ تیسری نسل چل رہی ہے ہمارے وفاداروں کی۔'' دوستی سے وہ ایک دم کہانی کو غلامی تک لے آئے تھے۔موحد کو عجیب سا احساس ہوا۔

''بہت خوشی ہوئی تم سے مل کر کبیر خانزادہ۔سب سے بڑی تعریف سنی تھی تمہاری اور مجھے خوشی ہے کہ تم ہماری خاندانی دوستوں میں سے ہو۔''اس نے ایک بار پھر گرم جوشی سے کبیر سے ہاتھ ملایا تو اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔آغا جان مسکراتے ہوئے اندر چلے گئے تھے۔

''مجھے بھی آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔اگر میں بچپن میں یہاں آتا تو آپ سے اچھی دوستی ہوتی۔''

''اچھا۔۔۔ہاں۔۔۔کتنے سال ہوگئے تمہیں یہاں آئے؟'' موحد نے دلچسپی سے پوچھا۔

''میٹرک کے بعد آیا تھا۔دس سال ہونے کو ہیں۔''

''ہم مم م۔۔۔آغا جان نے تمہاری مدر کی ڈیتھ کا بتایا تھا۔بہت افسوس ہوا سن کر۔'' موحد کو دھیان آیا۔کبیر کی آنکھوں میں آزردگی کی دھند چھانے لگی۔

''ہونہہ۔۔۔'' وہ جیسے خود پر ہنسا۔''لڑکیوں کا ڈائیلاگ ہوتا ہے یہ ماؤں کے مرنے پر مگر میں بھی یہی کہتا ہوں موحد! میرا میکہ ختم ہوگیا۔۔۔ماں کیا مری ہے گھر سنسان بیابان لگنے لگا ہے۔''

''اور تمہارے بہن بھائی؟''

''تین بہنیں بڑی ہیں۔شادی شدہ۔۔۔اپنے گھر بار والی۔'' وہ بتا رہا تھا۔

''اوہ۔۔۔'' موحد کو افسوس ہوا۔اب تو وہ صحیح معنوں میں یہاں غلامی میں آ گیا تھا۔

''کبیر۔۔۔'' مترنم نسوانی آواز نے پکارا تو کبیر ہی نہیں، پورے کا پورا موحد آفندی بھی گھوم گیا۔

''جی بی بی۔۔۔''مؤدب لہجہ، جھکی نظریں۔۔۔یہ کبیر خانزادہ کا اس گھر کی عورتوں کے لیے انداز تھا۔

''مجھے ذرا پبلک لائبریری تک جانا ہے۔گاڑی نکالو۔''وہ تحکمانہ انداز میں کہتی قصداً موحد کو نظرانداز کر رہی تھی۔موحد نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔کبیر گاڑی نکالنے چلا گیا۔

''آہا۔۔۔یہاں کوئی لائبریری بھی ہے کیا؟''وہ چہک کر پوچھ رہا تھا۔

''تو ہم کون سا چاند پر رہتے ہیں۔۔۔''وہ ذرا سا چڑی۔

''میں کئی روز سے سوچ رہا تھا کہ کسی لائبریری کا چکر لگا لوں۔ذرا ذہن کو ہوا لگے۔تمہاری بات سن کر تو میرا شوق مطالعہ بھی جاگنے لگا ہے۔''وہ خوشی سے مسکرا کر اسے بتا رہا تھا۔

''خدا کے لیے۔۔۔اپنے اس ذوق کو کچھ دنوں کے لیے مزید سویا رہنے دو۔میں اپنے ضروری کام سے جا رہی ہوں۔''وہ روکھی سی ہو کر بولی۔بس ہاتھ جوڑنے کی کسر باقی رہ گئی تھی گویا۔

موحد نے اچٹتی، مگر گہری نگاہ اس کے یکلخت بدلتے انداز پر ڈالی۔پچھلے دنوں والی بے تکلفی اس کے انداز سے غائب تھی۔وہ گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔موحد نے گردن موڑ کر گاڑی کو گیٹ سے باہر جاتے ہوئے دیکھا۔اس کے ہونٹوں پر تلخ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

اور مہرماہ نہیں جانتی تھی کہ ان کی گاڑی سے کچھ فاصلے پر ان کا تعاقب کرنے والی ایک دوسری گاڑی بھی اسی سڑک پر تھی اور اس میں بیٹھا اونچا لمبا بندہ بہت جانا پہچانا سا تھا۔جیسے کچھ دن پہلے اس سے ٹکراؤ ہوا ہو۔۔۔

☆......☆......☆

گیٹ سے گاڑی باہر نکلنے تک اسے موحد سے یوں رکھائی برتنے کا افسوس رہا، مگر یہ افسوس مین روڈ پر آتے ہی طلال کی ناراضگی کی فکر میں مبتلا ہو گیا۔

''میں یہیں پر رکوں مہر بی بی؟''وہ اپنا شولڈر بیگ سنبھالتی گاڑی سے اتر رہی تھی جب کبیر نے مودبانہ پوچھا۔

''نہیں۔۔۔تم جاؤ۔مجھے تھوڑا ٹائم لگے گا۔تمہارا نمبر ہے میرے پاس، میں کال کر لوں گی تمہیں۔''وہ بے نیازی سے بولی۔موبائل میں موجود سم میں وہ دوبارہ سے تمام کانٹیکٹس کو محفوظ کر چکی تھی۔کبیر سر ہلا کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ لائبریری کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔پانچ بجنے میں محض دس منٹ باقی تھے، مگر اسے پوری توقع تھی کہ طلال وہاں آ چکا ہو گا۔اس نے داخلی دروازے سے اندر آ کر لائبریری ہال میں طائرانہ نگاہ دوڑائی۔طلال تیز قدموں سے چلتا اس کی طرف آیا۔مہرماہ نے ہونٹوں پر خیر مقدمی مسکراہٹ پھیلائی۔

''کیسی ہو؟'' وہ پاس آکر رکا۔

''ٹھیک۔۔۔'' مہر ماہ کے دل کو اطمینان ہوا۔ وہ سکون سے اس کی بات سننے کے موڈ میں تھا۔

''ساتھ ہی کافی شاپ ہے۔ وہاں چلتے ہیں۔ لائبریری میں بات نہیں ہوسکتی۔'' طلال نے لائبریری میں چھائی خاموشی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ سر ہلا کر اس کی تقلید میں باہر نکل آئی۔

''کس کے ساتھ آئی ہو؟'' کافی شاپ میں کارنر کی ٹیبل سنبھالتے ہی طلال نے تیکھا سا سوال کیا تھا۔

''بتایا تھا نا۔ کبیر آگیا ہے گاؤں سے۔ وہی ڈراپ کر کے گیا ہے۔'' وہ اس کے تیکھے پن کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔

''اب بتاؤ مہرو۔۔۔ یہ موحد آفندی کہاں سے ہمارے رشتے اور اعتماد کے بیچ آگیا ہے؟'' وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جذباتی انداز میں پوچھنے لگا۔ مہر ماہ کو اس کے الفاظ نے شاک پہنچایا۔

''یہ تم نے محسوس کیا ہے طلال، اس کا مطلب ہے کہ تم لا رہے ہو اسے ہم دونوں کے درمیان۔''

''جو مجھے نظر آرہا ہے اس کی نفی نہیں کرسکتا میں۔'' وہ تلخی سے بولا۔

''تم مجھ پر شک کر رہے ہو طلال؟'' مہر ماہ بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

''ایک بندہ مجھ سے روڈلی بی ہیو کرتا ہے اور مسلسل کرتا ہی جاتا ہے۔ مہرو تم پر اس بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا؟'' وہ تیز لہجے میں بولا تو مہر ماہ خائف سی ہوگئی۔

''اس کے ساتھ میرا فیملی ریلیشن ہے طلال۔'' وہ بمشکل بولی۔

''اور میں۔۔۔؟ اس سارے فیملی فریم میں، میں کہاں فٹ ہوتا ہوں، وہ بھی بتا دو آج۔'' اس کے انداز سے کڑواہٹ چھلکتی تھی۔ ''کہاں گئی وہ موحد آفندی سے نفرت؟ فیملی ممبر تو وہ پہلے بھی تھا۔''

''فار گاڈ سیک طلال۔'' مہر ماہ کی آنکھوں میں بے اختیار نمی اتر آئی۔ وہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر سلگ کر بولا۔

''تو کیا نہیں ہے ایسا؟ کہو کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں، تمہیں تو چاہیے تھا ساری زندگی اس شخص کو منہ ہی نہ لگاتیں جس نے میرے ساتھ بدتمیزی کی اور یہاں تم اس سے گفٹ وصول کر رہی ہو۔ اب اسے میں کیا سمجھوں؟''

''اوکے۔۔۔ میرا موبائل چھن گیا۔ گھر میں، میں اس حادثے کا کسی سے ذکر نہیں کیا۔ مجھے ڈر تھا کہ آغا جان مجھے اگلے دن شادی میں شریک ہونے نہیں دیں گے۔ اس لیے اس نے مجھے موبائل دیا اور کچھ نہیں طلال۔۔۔'' صفائی پیش کرتے کرتے اس کی آنکھیں چھلک گئیں تو اس نے چہرہ جھکا کر آنکھوں پر ٹشو رکھ لیا۔ طلال نے لب بھینچے اور چند لمحے اس کے جھکے ہوئے سر کو گھورا۔ پھر دانت پیس کر بولا۔

''ایک تو تم لڑکیوں کے پاس یہ بہت بڑا ہتھیار ہے۔ ذرا سی بات ہوتی نہیں اور آنکھوں میں آنسو لے آتی ہو۔''

''تم بات بے بات ڈانٹو گے تو آنسو تو آئیں گے نا۔'' وہ اسے نم گلابی آنکھوں سے دیکھ کر منہ بسور کر بولی تو طلال کا دل پہلو میں لوٹ کر رہ گیا۔

''ہم کیا اور ہماری ڈانٹ کیا۔۔۔تمہارے دو آنسوؤں کی مار ہے بس۔'' وہ اب کی بار مسکرا دیا تھا تو مہر ماہ کی جان میں جان آئی۔

''اچھا سوری نا۔ غلطی ہوگئی۔ آئندہ سے میں محتاط رہوں گی۔'' وہ معصومیت سے بولی تو طلال نے گہری سانس لے کر کرسی سے پشت لگا لی اور بے بسی سے بولا۔

''اب کیا ہوسکتا ہے۔ قتل کرنے کے سارے داؤ پیچ آزما رہی ہو تم۔''

''طلال۔۔۔'' وہ ہلکے سے چلائی۔ ''یہ شوگر پاٹ اٹھا کر تمہارے سر پہ دے ماروں گی میں۔۔۔'' وہ ہنسنے لگا۔

''یہی دھمکی اپنے اس اسٹوپڈ کزن کو بھی دیتیں نا۔''

''اونہوں۔ دیکھا! اب تم اسے لائے ہمارے بات کے درمیان۔'' مہر ماہ نے فوراً کہا۔

''میں اپنے سے منسلک چیزوں کے بارے میں بہت پوزیسو بندہ ہوں مہرو۔ بلکہ شاید ہر کوئی ہوتا ہے، لیکن میں کچھ زیادہ ہی ہوں۔ وہ بندہ تم سے دس فٹ دور بھی نظر آئے مجھے گوارا نہیں ہے۔ جو ہو چکا ہے وہ میں بھولنے کی کوشش کروں گا، مگر یہ طے ہے کہ ہماری شادی کے بعد تمہارا یہ کزن ہمارے گھر کبھی نہیں گھسے گا۔'' وہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔

''اوکے۔۔۔ڈن۔'' مہر ماہ نے فوراً اس کے فیصلے پر اپنے اثبات کی مہر ثبت کر دی۔ اس کے کون سا موحد آفندی کے ساتھ اتنے گہرے روابط تھے کہ وہ اس کی شادی کے بعد بھی اس سے ملنے آتا رہتا۔ بمشکل ہی سہی طلال کا موڈ ٹھیک ہو ہی گیا اور کافی آنے تک وہ پہلے والا طلال تھا۔ خوش مزاج اور اس کا خیال رکھنے والا۔

اور ادھر مہر ماہ سوچ رہی تھی کہ موحد آفندی سے کنارہ کیسے کرنا ہے۔

مگر اے بندے! تقدیر۔۔۔صحرا میں بھٹکے کو اکثر ہریالی اور سمندر میں بھٹکے کو کنارا دکھائی دیتا ہے مگر وہ محض نظر کا دھوکا ہوتا ہے۔ ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

مہر ماہ آفندی کی تقدیر بھی بڑی انوکھی لکھی گئی تھی۔

طلال، نمیر اور موحد آفندی۔۔۔ان کا چوتھا کونا تھی مہر ماہ۔۔۔اور بے شک اللہ ہی بہترین علم رکھنے والا ہے۔

☆......☆......☆

زرنگار نے چار سال بڑے حوصلے اور صبر سے گزارے۔ نمیر اسکول جا رہا تھا اور گھر کا خرچا پانی فاران آفندی ہر ماہ بھجوا رہے تھے۔

زرگل بائی کا چھ ماہ پہلے ہارٹ اٹیک سے انتقال ہوا تو زرنگار کو دکھ کے ساتھ ساتھ ایک اور لیبل کے اپنے وجود پر سے اترنے کا

اطمینان بھی ملا۔وہ نہ صرف اسے کوٹھے پر واپسی کے لئے اکسایا کرتی تھی بلکہ ایک آدھ بار تو زرگل بائی نے اتنی سنجیدگی سے فاران آفندی کے ساتھ عقد ثانی کا مشورہ دیا کہ وہ چیخ اٹھی۔

''اماں۔۔۔اللہ کا واسطہ ہے اب بس بھی کردو۔''

''اے لو۔۔۔میں نے کیا غلط بات کہہ دی۔بھاگ بھاگ کے آتا ہے یہاں۔۔۔اور کچھ نہیں تیرا اور تیرے بچے کا حق ہی دلوادے گا۔'' وہ برا مان کر بولی۔

''بھائیوں کی طرح ہیں وہ میرے۔اماں کچھ تو سوچ سمجھ کے بولا کرو۔'' زرنگار نے تادیبی لہجے میں کہا تو اس نے ہاتھ ہلا کر گویا مکھی اڑائی۔

''اری ہٹ۔طوائفوں کے بھی بھلا بھائی ہوا کرتے ہیں؟ مرد اور طوائف کا ایک ہی رشتہ ہوا کرتا ہے۔۔۔عورت اور تماش بین کا۔'' زرگل بائی پان کلے میں دباتے ہوئے مدبرانہ انداز میں بولی تو زرنگار کو اس کی سوچ سے کراہیت محسوس ہوئی اور اس بحث کے تین روز بعد ہی زرگل بائی کے مرنے کا فون آگیا۔زرنگار کو دکھ بھی ہوا۔وہ روئی بھی تھی،مگر اس نے ماں کے جنازے میں شریک ہونے کے لئے بازار حسن کی ان گلیوں میں جانے کے متعلق بھول کر بھی نہ سوچا اور گھر ہی میں ماں کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کر لی۔

''اور اگر میں بھی ایسے ہی کسی روز مرگئی تو۔۔۔نمیر کا کیا ہوگا؟'' یہ سوچ ان دنوں زرنگار کے دل و دماغ میں گڑ کے رہ گئی تھی اور اس نے اچھی طرح سوچ بچار کرنے کے بعد فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ ایک بار نمیر کو لے کر آفندی ہاؤس ضرور جائے گی۔

''ہوسکتا ہے پوتے کو دیکھ کر ہی دادا کا دل پگھل جائے۔'' اس نے پاس سوئے چودہ سالہ نمیر کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

اچھی خوراک اور بے فکری نے دنوں میں اس کی صحت کو بہترین کر دیا تھا۔وہ اچھی اٹھان اور خوبصورت نقوش والا لڑکا تھا۔

فاران تو پھر کبھی کبھار چکر لگا لیتے،مگر ثمرہ ایک آدھ بار ہی زرنگار کے پاس آئی تھی۔زرنگار کو کوئی بندہ نہ ملتا تھا جس کے ساتھ وہ اپنے خیالات اور توہم پرستی کی حد تک آلودہ سوچیں بانٹ لیتی۔ان دنوں اپنی اچانک موت کا خوف اس کے دل و دماغ پر بری طرح حاوی تھا۔فاران آفندی ماہانہ خرچ باقاعدگی سے بھجوا رہے تھے مگر زرنگار کو مسلسل پیٹ کے درد اور بخار کے ساتھ الٹیوں نے نڈھال کر دیا۔چودہ سالہ بچے کا ساتھ بھی کوئی ساتھ تھا کیا۔۔۔یہ زرنگار کو ان دنوں صحیح معنوں میں محسوس ہوا۔

نمیر کا بھی کوئی ہونا چاہیے۔اگر میں مرگئی تو؟

دن کو پڑوسن منت سماجت اور سو نخرے دکھانے کے بعد آ کر ہانڈی روٹی کر دیتی،مگر بخار اور الٹیوں سے نڈھال پڑی زرنگار کو کھانا کون کھلاتا اور دوا کون وقت پر دیتا کہ خود میں تو اتنی ہمت ہی نہ رہی تھی۔وہ ہفتہ جیسے تیسے گزارنے کے بعد اپنی کمزوری اور موسم کی پروا کیے بغیر نمیر کا ہاتھ تھامے بس میں بیٹھ گئی۔

"امی کہاں جارہے ہیں ہم؟" نمیر ماں کی بیماری اور اب اس قدر متوحش انداز سے پریشان تھا۔

"تمہارا دادا کے پاس نمیر۔۔۔دعا کرو وہ تمہیں اپنا لیں۔۔۔" زرنگار کے اپنے دل کو قرار نہیں آ رہا تھا۔

جس شخص نے اپنے بیٹے کو قبول نہ کیا وہ پوتے کو۔۔۔

"ابو نے منع کیا تھا ان کے پاس جانے سے امی۔۔۔وہ ابو سے ناراض تھے۔" وہ بے چین ہوا تھا۔ کھڑکی والی سیٹ کی طرف بیٹھ کر بس سے باہر جھانکنے کی ساری خوشی ماند پڑ گئی۔

"وہ بہت اچھے ہیں نمیر۔ تم بس یہ سوچو۔ وہ تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔" اس نے خود کو تسلی دی یا نمیر کو۔۔۔وہ بے یقینی سے ماں کو دیکھنے لگا۔

"تو پھر ابو کیوں نہیں لے کر گئے ہمیں وہاں؟"

ماں باپ کے آنسوؤں، ان کی بے بسی۔۔۔اور پھر باپ کی بے بسی بھری موت کا گواہ تھا وہ، مگر نرم دل اتنا کہ ماں کو بھی جھٹلا نہیں پا رہا تھا۔

"مگر تم دیکھنا نمیر۔۔۔تمہیں دیکھتے ہی ان کا دل پگھل جائے گا۔"

وہ چند لمحوں تک ماں کا کمزور پڑتا چہرہ دیکھتا رہا۔۔۔وہاں آس و نراس بھری حسرتوں کی اتنی گہری داستان رقم تھی کہ وہ چودہ سالہ بچہ بھی اچھی طرح پڑھ سکتا تھا۔ وہ پچھلے چار سالوں سے تمام باتوں اور والدین کے جذبات و احساسات کو لب و لہجے کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ سمجھنے لگا تھا۔

"تم بس اللہ سے دعا کرو۔ وہ ہمارے گناہ معاف فرما دے تو یہ لوگ بھی ہمیں معاف کر دیں گے۔"

زرنگار نے تھک کر سیٹ سے پشت ٹکالی۔ نمیر کچھ بولے بنا سر گھما کر کھڑکی سے باہر بے فکرے ہجوم اور عجلت بھری زندگی کو دیکھنے لگا۔ ہر کوئی جلدی میں نظر آتا تھا۔ جیسے وقت کم ہو مگر اس کا دل آنے والے وقت کے قدموں کے ان سنی دھمک سے سہا جاتا تھا۔ اللہ تو تو معاف کر ہی دیتا ہے، مگر اس کے بندے معاف نہیں کرتے۔

☆......☆......☆

تند و تیز ہوائیں، کالی گھٹاؤں کو جانے کس دیس سے اڑا لائی تھیں، جب نومبر کے ابتدائی دنوں میں بادل زور سے گرجے اور بارش کا تیز چھینٹا پڑا تو موسم آپوں آپ سرد ہو گیا۔ اندر بستر پر موحد بخار تپ رہا تھا۔

"یا اللہ خیر۔۔۔" بادلوں کی گرج سن کر ثمرہ نے بے اختیار کہتے ہوئے جھک کر موحد کی پیشانی چومی۔ وہ تیز بخار کی وجہ سے بے سدھ پڑا تھا۔

http://kitaabghar.com

''دوائی سے کوئی خاص فرق نہیں پڑا بخار میں فاران۔۔۔'' وہ تشویش سے بولی۔

''فکر مت کرو۔ اللہ بہتر کرے گا۔ ابھی دوائی دیئے آدھا گھنٹہ ہی تو ہوا ہے۔ فوراً بخار اترنا بھی ٹھیک نہیں ہوتا۔ آہستہ آہستہ صحیح ہو جائے گا۔'' انہوں نے تسلی دی تھی۔

''مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے فاران۔ موسم بھی اتنا خراب ہے۔ دوبارہ ڈاکٹر کے پاس جانا بھی محال ہے۔'' ثمرہ نے متوحش انداز میں کہا تو انہوں نے تادیبی نظروں سے بیوی کو دیکھا۔

''اللہ سے بہتری کی امید رکھو اور آسانی کی دعا مانگو بس۔''

وہ نم آنکھوں سے بے سدھ پڑے موحد کو دیکھنے لگی۔ اللہ نے ایک ہی اولاد دی تھی۔ ہر وقت جان اسی میں اٹکی رہتی تھی اور کچھ صدیقہ بھابھی کی طرف سے اس کے دل کو دھڑکا لگا رہتا جو تین بیٹیوں کی ماں بننے کے بعد بھی اولادِ نرینہ کے لیے ترس رہی تھیں اور موحد کو عجیب ترسے ہوئے انداز میں دیکھتیں۔ البتہ جب آغا جان اپنے اکلوتے لاڈلے پوتے پر پیار نچھاور کرتے تب کبھی کبھار ثمرہ کو ان کی آنکھوں سے جھلکتا حسد صاف دکھائی دیتا تھا۔ وہ دل ہی دل میں قرآنی آیات پڑھ کر موحد پر پھونکتی رہتی۔

اگلے آدھے گھنٹے میں موحد کے بخار میں کافی کمی آئی تھی۔ ثمرہ مطمئن ہو کر اس کے پاس ہی بستر پر دراز ہو گئی۔ باہر ابھی بھی بادلوں کی ہلکی ہلکی گرج سنائی دیتی تھی۔ فجر کے ٹائم سے موحد کی پریشانی میں جاگتی ثمرہ اونگھنے لگی۔

اور اب جب سب موسم کی یکا یک تبدیلی کے باعث اپنے کمروں میں دبکے ہوئے تھے، ڈور بیل کا بجنا سب ہی کو متوجہ کر گیا۔

''اس وقت کون آ گیا۔۔۔ برستی بارش میں۔۔۔'' فاران کتاب رکھ کر اٹھے۔ ایک نظر نیند میں ڈوبی ثمرہ پر ڈالی اور کمرے سے باہر نکل آئے۔

اسی وقت لاؤنج میں سے آغا جان کے تیز لہجے میں بولنے کی آواز آئی تو جلدی سے اس طرف بڑھے مگر لاؤنج میں قدم رکھتے ہی جیسے چھت ان کے سر پر آن پڑی تھی۔

☆......☆......☆

''کبیر۔۔۔'' بڑی عجلت میں پکارا گیا تھا۔ وہ دل ہی دل میں کراہ کر رہ گیا۔ پلٹا تو نگاہ جھکی ہوئی تھی۔

''جی۔۔۔''

''مجھے کچھ بکس لینی ہیں بازار سے۔'' ملاحہ نے اسے بتایا۔

''جی ضرور لیں۔۔۔ میں آغا جان کو لے کر بینک جا رہا ہوں۔'' اس نے مؤدبانہ انداز میں کہا تو ملاحہ کو غصہ آیا۔

''تم سے اجازت لینے نہیں آئی ہوں میں کہ جاؤں یا نہ جاؤں۔ گاڑی ریڈی کرو۔'' غصہ دبا کر وہ بڑے مالکانہ تحکم سے بولی تھی۔

http://kitaabghar.com

''آدھا گھنٹہ باقی ہے صرف بی بی۔آغا جان نے بینک جانا ہے پھر۔''

''سن لیا ہے کبیر خان۔بہری نہیں ہوں میں۔اب چلیں؟'' تنگ کر کہتے ہوئے اس نے دونوں بازو سینے پر لپیٹے۔ماں سے اجازت لے کر آئی تھی، ڈر جھجک کس بات کا ہوتا بھلا۔کبیر نے بے بسی سے اس کو دیکھا۔وہ اسی کو گھور رہی تھی۔بھوری آنکھوں کا کانچ شربتی رنگ سے بھرا پڑا تھا۔جیسے ملاحہ کا دل بے ترتیبی سے دھڑکا۔(کم بخت کی آنکھوں کا رنگ دیکھو ذرا...اف)

''میں یہاں سے ہل بھی نہیں سکتا ملاحہ بی بی۔آغا جان کے غصے سے واقف ہیں آپ۔''

''اور تم میرے غصے سے بھی اچھی طرح واقف ہو۔۔۔بکس نہیں ہوں گی تو میں پڑھوں گی کیسے۔میرا فیل ہونا تمہارے سر ہوگا۔'' ملاحہ نے دانت پیسے (گویا فیل ہونا نہ ہوا قتل ہونا ہو گیا)

''وہ منظور ہے مجھے، لیکن آغا جان کو ٹھیک تین بجے گاڑی یہاں نہ ملی تو۔۔۔'' وہ جلدی سے بولا، مگر بات ادھوری چھوڑ کر لب بھینچ گیا۔(آگے صرف سوچ ہی ہے آپ کی)

''تم چاہتے ہو کہ میں باہر جاؤں اور رکشہ کرلوں؟'' ملاحہ نے دھمکایا۔

''آپ اپنا ٹائم آگے کیوں نہیں کرلیتیں۔'' وہ زچ آ گیا تھا۔

''تو ابھی پورا آدھا گھنٹہ تھا۔پانچ منٹ تم نے خوامخواہ کی بحث میں ضائع کر دیے۔چلو اب۔'' وہ جلدی جلدی کا شور مچاتی فٹافٹ آغا جان کی سیاہ کرولا میں بیٹھ گئی۔

''افففف۔۔۔'' کبیر نے دو انگلیوں سے ماتھے کو چھوا۔سمجھ میں نہ آتا تھا کہ سر کہاں پٹخے۔وہ پچھلی نشست پر براجمان اس کی بے بسی دیکھ رہی تھی۔اسے وہیں کھڑا دیکھ کر ہاتھ بڑھا کر ہارن بجایا تو وہ ہڑبڑا کر آگے بڑھا اور تیزی سے دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے خفگی سے بولا۔

''یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔آغا جان اپنی گاڑی کا ہارن پہچانتے ہیں۔''

''پتا ہے خان! تم مجھے مجبور کرتے ہوئے ان ظالمانہ کاروائیوں کے لیے۔'' وہ اطمینان سے بولی تو مارے باندھے وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

''اللہ جانے کیا دشمنی پال لی ہے آپ نے مجھ سے۔'' وہ سخت کبیدہ خاطر ہو رہا تھا۔ملاحہ نے بے ساختہ اسے دیکھا۔پٹھانوں کی مخصوص رنگت، بھوری آنکھیں اور شیو نہ کرنے کے باعث ہلکی شیو بڑھی ہوئی تھی۔

(دشمنی......؟) وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے ونڈ اسکرین کے پار دیکھنے لگی۔پھر اطمینان سے کہا۔''تم کام ہی دشمنوں والے کرتے ہو۔''

''جلدی سے بتائیں کس مارکیٹ جانا ہے۔۔۔مجھے پورے تین بجے گھر ہونا چاہیے۔''

http://kitaabghar.com

''افففف۔۔۔'' وہ ایک دم چیخی۔ کبیر کا پاؤں بے اختیار بریک پر پڑا۔ وہ پرجوش سی باہر اشارہ کررہی تھی۔

''کیا ہوا۔۔کون ہے؟'' وہ ایک دم سے الرٹ ہوا تھا۔

''وہ۔۔۔اوفوہ۔۔۔اس دوسری لین میں ہمارے کالج کے باہر جو گول گپے والا ہوتا ہے اس کی ریڑھی دیکھی میں نے۔'' چمکتی آنکھوں کے ساتھ منہ میں گویا پانی بھرے، وہ اسے بتا رہی تھی۔ کبیر نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

''تو۔۔۔؟''

''تو یہ کہ گول گپے کھانے ہیں بھئی اور کیا۔۔'' کہتے ہوئے وہ مزے سے دروازہ کھول کر گاڑی سے اتر گئی تھی۔

''یا اللہ۔۔۔'' اپنی بے بسی کو محسوس کرتا، کبیر گاڑی کا انجن بند کرتا مجبوراً نیچے اترا اور اس کی طرف آیا جو اَڑ کر سڑک کے اس پار جانے کو تیار تھی۔

''آپ گاڑی میں بیٹھیں۔ میں یہیں لا دیتا ہوں پیک کروا کر گھر جا کے تسلی سے کھا لیجئے گا۔'' ادب سے مسئلے کا حل پیش کیا۔

''نہ۔۔۔جو مزہ اس تھرل میں ہے وہ اس تسلی میں نہیں ہوگا۔'' اس کی رنگت تمتما رہی تھی۔ کبیر نگاہ پھیر گیا۔

''اچھا پھر آپ بیٹھیں گاڑی میں، آگے جا کر ٹرن لیتا ہوں۔ یہاں بہت ٹریفک ہے روڈ کراس کرنا بہت مشکل ہے۔'' ہار کر اس نے مشورہ دیا۔ ملاحہ نے مشکوک بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

''جھوٹ تو نہیں بول رہے؟''

''مرنا ہے مجھے آپ کے ہاتھوں۔'' وہ بڑے ضبط سے بولا پھر ہاتھ کے اشارے سے اسے گاڑی میں بیٹھنے کو کہا۔

''اگر تم نے مجھے یہاں سے دھوکے سے لے کر گئے تو میں شور مچا دوں گی میں۔۔۔'' اس کے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہی ملاحہ نے اسے دھمکایا تھا۔

''جانتا ہوں میں۔ کافی عرصے سے آپ کی کوالٹیز چیک کررہا ہوں۔'' وہ گہری سانس بھرتے ہوئے بولا تو ملاحہ نے اسے گھور کر کے دیکھا۔

''اچھا اب باہر کھڑے ہو کر نہیں کھائیں گی آپ۔۔۔یہیں گاڑی میں ٹرے لا دیتا ہوں۔۔۔اور ضد کریں گی تو سیدھا گھر لے جاؤں گا۔ بے شک چیختی چلاتی ہوئی جائیے گا۔'' وہ ریڑھی سے کچھ فاصلے پر گاڑی کھڑی کرتے ہوئے تنبیہی انداز میں بولا۔ اسے منہ کھولتے دیکھا تو ساتھ ہی اٹل لہجے میں دھمکا بھی ڈالا۔

''ہونہہ۔'' سر جھٹک کر سینے پہ بازو لپیٹتے ملاحہ نے خفگی سے منہ پھیر لیا تھا مگر کبیر مطمئن ہو کر گاڑی سے اتر گیا۔ اسے پتا تھا کہ اب وہ اندر ہی بیٹھی رہے گی۔

''ہم۔۔۔'' وہ اس قدر مزے اور انہماک کے ساتھ گول گپے کھا رہی تھی کہ حد نہیں۔ مگر کبیر کی نگاہ گھڑی پر تھی۔

''جلدی کریں۔ آدھا گھنٹہ تو یوں ہی نکل گیا۔ ابھی بکس لینی ہیں آپ نے۔۔۔'' وہ زچ آ گیا۔

''ہر چیز جلدی جلدی کھانے والی نہیں ہوتی مگر تمہیں کیا معلوم تم کوئی انسان تھوڑی ہو۔ باڈی گارڈ ہو باڈی گارڈ۔۔۔ گارڈ سے ہی بنے ہوئے۔'' وہ اس پر طنز کرتے ہوئے اب کھٹا پانی پی رہی تھی۔ کبیر اس کا مذاق اڑاتا انداز سہہ گیا۔

''اچھی بات ہے کہ آپ سمجھتی ہیں۔ میں نوکر ہوں اس گھر کا۔'' وہ سامنے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پر سادہ انداز میں بولا مگر ملاحہ کا تو دل ہی مٹھی میں بھینچ گیا ہو۔

''بس۔۔۔'' اس نے ٹرے اٹھا کر کبیر کو تھمائی۔ ابھی پلیٹ میں چاٹ سے بھرے گول گپے باقی تھے۔

''ختم تو کرلیں۔''

''تم جو ہو۔۔۔ ہر بات ختم کرنے کے لیے۔'' وہ اسے گھورتے ہوئے بولی تو وہ خاموشی سے ٹرے لے کر پلٹ گیا۔ ملاحہ کی آنکھیں نم سی ہو گئیں۔

دل کو اس راہ پہ چلنا ہی نہیں\
جو مجھے تجھ سے جدا کرتی ہے

''اب کہاں۔۔۔؟'' وہ گاڑی اسٹارٹ کرتا بعجلت پوچھ رہا تھا۔

''گھر چلو بس۔۔۔'' وہ بجھے ہوئے انداز میں بولی تو کبر کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔ بے یقینی سے پوچھا۔

''آپ صرف یہ گول گپے کھانے آئی تھیں؟''

''نہیں۔۔۔ تمہارا سر، اب گھر چلو سیدھے۔ کتنا بولتے ہو تم۔ سر میں درد کر دیا۔''

وہ تنک کر کہتی چہرہ موڑ گئی اور سر سیٹ سے ٹکا دیا۔ گہری سانس بھرتا کبیر خان خود کو اپنی برداشت پر داد دے کر رہ گیا۔

☆......☆......☆

مہر۔۔۔ تمہارا ایک فیور چاہیے تھا۔'' وہ بے تکلفی سے اس کے کمرے میں چلا آیا تھا۔ مہرماہ کو اندازہ نہیں تھا کہ دستک کے جواب میں یہ شکل دکھائی دے گی۔

''کیا۔۔۔؟'' اسے گھور کر دیکھا۔

''یہاں کی جو مشہور جگہیں ہیں۔ تم مجھے وہاں لے جاؤ گی؟'' وہ پوچھ نہیں رہا تھا، اسے بتا رہا تھا کہ تم ہی ہو جو مجھے وہاں لے کے جاؤ گی مگر مہرماہ کا مزید مروت نبھانے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔

''آئم سوری موحد۔ میں بہت بزی ہوں۔''اس نے فوری انکار کیا۔ پھر جتایا۔''کبیر آچکا ہے۔ وہ ساتھ جا سکتا ہے تمہارے اسے پتا ہے ہر جگہ کا۔۔۔''اس کا لہجہ روکھا سا تھا۔ موحد نے جانتی نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ پچھلے دنوں سے الگ وہی پرانی والی مہرماہ بن گئی تھی۔ اکھڑ اور بدتمیز۔

''تمہیں طلال نے منع کیا ہے میرے ساتھ کہیں جانے سے؟''اس کا سوال غیر متوقع تھا، مہرماہ کو امید نہیں تھی کہ وہ صاف گوئی سے پوچھ لے گا۔ وہ پہلے گڑبڑائی۔

''نہیں تو۔۔۔وہ کیوں منع کرے گا بھلا۔''خود کو سنبھالتے ہوئے اس کی تیوری پر بل ڈالے۔''وہ اتنا تنگ نظر نہیں ہے۔''

''اس کا مطلب ہے کہ تم خود میرے ساتھ کہیں جانا نہیں چاہتیں۔''موحد کی پیشانی پُرشکن ہوگئی۔

''یہی سمجھ لو۔ جو تمہارا نقصان کیا تھا اس کے لیے تم مجھ سے معافی منگوا چکے ہو۔ بلکہ پنالٹی کے طور پر تمہیں شاپنگ پر لے جانے کی کرٹسی بھی نبھادی میں نے۔۔۔معاملہ ختم۔۔۔''اس نے اطمینان سے کہتے ہوئے ہاتھ جھاڑے۔

''ویری روڈ۔۔۔''موحد نے تبصرہ کیا تھا۔ مہرماہ نے شانے اچکائے۔

''تم جو بھی کہو۔ کزن شپ اپنی جگہ مگر میں پبلک اسپائس پر تمہارے ساتھ گھوم پھر نہیں سکتی۔ سوری۔۔۔''اس کا جواب صفاچٹ تھا۔

''ہم مم۔۔۔''وہ مبہم سا بولا۔ پھر ہلکے سے مسکرایا۔۔۔وہی خوبصورت سی مسکراہٹ جو محض جھلک دکھاتی تھی اور اس کا چہرہ تروتازہ لگنے لگتا تھا۔''یعنی کہ آج سے ہم دونوں کا ایک دوسرے کو فیور دینا ختم۔''مہرماہ بازو لپیٹے خاموش کھڑی رہی۔ اس شخص کی خاطر وہ طلال کو خفا نہیں کرسکتی تھی۔

''اوکے۔۔۔''وہ بنا کچھ کہے واپس مڑ گیا تھا۔ پل بھر کو مہرماہ کو افسوس ہوا مگر وہ مجبور تھی۔ سو خاموشی سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔ پھر گہری سانس بھرتے ہوئے موبائل اٹھایا۔ جو اس نے ماں کے ساتھ جاکر خریدا تھا اور پہلے والا موبائل گم کرنے پر خوب ڈانٹ بھی کھائی تھی۔

''اوفوہ۔۔۔اپنی منگنی کی سلامیوں کے پیسوں میں سے خود لے لوں گی۔ آپ بس ساتھ چلیں۔''اس نے انہیں مناتے ہوئے کہا تو وہ سر جھٹک کر رہ گئیں مگر بہرحال وہ نیا موبائل لے ہی آئی تھی اور سارے نمبر دوبارہ محفوظ کرلیے تھے۔۔۔اس نے طلال کا نمبر نکالا، اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

''کیا ہوا۔۔۔مل گئی اجازت جانے کی؟''طلال نے چھوٹتے ہی پوچھا تھا۔

''ہاں۔۔۔مل گئی۔۔۔اب یہ پینٹنگز وغیرہ مجھے کچھ خاص سمجھ نہیں آتیں مگر صرف تمہارے لئے آغا جان سے اجازت لی ہے۔''وہ مسکرا رہی تھی۔

http://kitaabghar.com

"آہاں۔۔۔" طلال کے دل و دماغ پر ہلکی پھلکی سی کیفیت طاری ہونے لگی۔ "ہم بھی بہت کچھ آپ کے لیے ہی کیا کریں گے جناب۔۔۔آپ میسر تو ہو جائیں بس۔۔۔"

"اوہو۔۔۔زیادہ فری مت ہو۔ٹائم بتاؤ۔۔۔کب تک الحمراء پہنچو گے؟" گلابی پڑتے چہرے کے ساتھ وہ فوراً بات کا رخ بدل گئی تو وہ محظوظ ہوتے ہوئے اسے وقت بتانے لگا۔ پھر جیسے اسے خوش خبری سنائی۔

"ماما سے کہا ہے میں نے شادی کی ڈیٹ فکس کرنے کا مہرو۔۔۔" مہرماہ کا دل بے ترتیبی سے دھڑکا۔

"اچھا پھر۔۔۔؟"

"بس پاپا کا کہنا تھا کہ آفس جانا شروع کر دو۔ میں نے یونیورسٹی کے فوراً بعد جانا شروع کر دیا تھا تو اب وہ سمجھ جائیں گے کہ بیٹا اپنی فیملی بنانے کے قابل ہو گیا ہے۔" وہ ہنسا تھا۔

"بے وقوف۔۔۔" مہرماہ کے کان تپے۔

"کاش میں تمہارے سامنے ہوتا اور دیکھتا کہ کٹ کھنی بلی شرماتی ہوئی کیسی لگتی ہے۔۔۔" وہ بڑی حسرت سے شرارت میں کہہ رہا تھا۔ مہرماہ نے ہنستے ہوئے خدا حافظ کہا۔ آج دل کا موسم بہت خوبصورت ہو رہا تھا۔ وہ مسکرا دی۔

☆......☆......☆

فاران آفندی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ اس قدر غیر متوقع منظر اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

لاؤنج میں اس وقت زرنگار وقار آفندی، اپنے بیٹے نمیر کے ساتھ موجود تھیں اور دوسری طرف غیض و غضب کا شکار بنے آغا ذوالفقار علی اور صدیقہ بھابھی۔

"فاران! یہ۔۔۔یہ دیکھ رہے ہو جرات۔۔۔اس دو ٹکے کی عورت کی، کہاں ہے چوکیدار؟ آج ابھی اسے فارغ کرتا ہوں۔ کیسے اندر آنے دیا اس کو؟" آغا جان نے لاؤنج میں داخل ہوتے فاران کو دیکھا۔ اب وہ گرج رہے تھے۔

"آغا جان! ذرا برداشت سے کام لیں۔" فاران نے فوراً آگے بڑھ کر آغا جان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے دبایا۔ "آپ کا پوتا پہلی بار گھر آیا ہے۔" ان کا ذہن بدلنے کی سعی کی۔

"خبردار! خبردار جو اس رذیل عورت کے خون کو کسی نے میرا پوتا کہا تو۔۔۔" وہ مارے طیش کے لرزنے لگے۔ زرنگار تڑپی۔

"میں تو صرف اس کی ماں ہونے کی گناہ گار ہوں آغا جان۔ خون تو آپ کے بیٹے کا ہے یہ۔ آپ کی نسل ہے۔" صدیقہ بھابھی تو جلتے کوئلوں پر لوٹ گئیں۔ پہلے ثمرہ نے بیٹا پیدا کر کے ان کی پوزیشن ڈاؤن کی اور اب یہ طوائف زادی اپنا سیمپل لے کر آ گئی تھی۔

"اری ہٹ۔۔۔اب ہر کوئی دعوے دار بن کر آ جائے تو کیا ہم آنکھیں بند کر کے مان لیں گے۔"

http://kitaabghar.com

"یہ وقار آفندی کا بیٹا ہے آغا جان۔ کیا آپ کو اس میں اپنا بیٹا دکھائی نہیں دے رہا؟" زرنگار کرلائی۔ چودہ سالہ نمیر کی طرف اشارہ کیا۔

"ارے۔۔۔ بات کو سمجھتی نہیں ہو تم۔" صدیقہ بھابھی کو خوب ہی غصہ آیا اور غصے میں وہ سوچتی کم اور بولتی زیادہ تھیں۔ "خبردار جو وقار کا نام بھی لیا ہو تم نے۔ غلطی کر بیٹھا تھا وہ جو گند میں منہ مار لیا اور تم پتا نہیں کس کا گناہ اس کے سر منڈھنے چلی ہو۔"

"بھابھی۔۔۔!" فاران ناگواری سے اونچی آواز میں انہیں ٹوک گئے۔ سہیل نے بھی تنبیہی نظروں سے بیوی کو دیکھا۔ خوف زدہ سا نمیر ماں کے بالکل ساتھ چپکا کھڑا تھا۔ یہ سب لوگ اسے ظالم درندے لگ رہے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ کیسے اس کا باپ کسمپرسی کی حالت میں مرا۔ اتنے بڑے گھر میں رہنے والے لوگوں کا بیٹا افلاس کے ہاتھوں مارکھا گیا۔

"فاران۔۔۔ اگر تمہیں اس عورت سے زیادہ ہمدردی ہے تو اسے کھو چپ کر کے یہاں سے نکل جائے۔ میں اس سے کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا۔" آغا جان ان پر گرجے تھے۔

"یہ جذباتیت سے نہیں، ہوش وحواس سے حل کرنے والا مسئلہ ہے آغا جان۔"

"اب تمہارا بھائی مر چکا فاران، مت حمایت کرو اس ناپاک عورت کی یا پھر اب تمہاری باری ہے اس کے چنگل میں پھنسنے کی۔" آغا جان کا تنفر، کروفر اور لفظی بے احتیاطی عروج پر تھی۔ غصے میں وہ زبان وبیان پہ قابو کھو بیٹھتے تھے۔ فاران کا چہرہ مارے اہانت کے سرخ پڑ گیا۔

"آغا جان پلیز۔۔۔" وہ زرنگار سے نظر نہ ملا سکے۔

وہ چپ چاپ آنسو بہا رہی تھی۔ آج تو وہ جگر والا مرد بھی ساتھ نہ تھا جو اس کے آگے کھڑا ہو کر ان طعنوں تشنوں سے اسے بچایا کرتا تھا۔ ہاں نمیر آفندی تھا ساتھ، ازحد حساس اور عمر سے پہلے ہی ذہنی بلوغت حاصل کرنے والا بچہ۔۔۔ اب بھی یہ ماحول اور باتیں اس کے ذہن پر انمٹ نقوش چھوڑ رہی تھیں۔

"تم کیا جانو فاران۔۔۔ کس کی ناجائز اولاد اٹھا کر لے آئی ہے یہ ہمارے گھر۔ جائیداد کا وارث بنانے کے چکر میں۔۔۔" صدیقہ بھابھی نے حقارت سے زرنگار کو دیکھتے ہوئے کہا، بس تھوکنے کی کسر باقی رہ گئی تھی۔

"ہوش سے بات کریں آپ۔۔۔ خبردار جو کسی نے وقار آفندی کے خون، اس کی جائز اولاد پر انگلی اٹھائی تو۔۔۔" زرنگار شیرنی کی طرح غرائی تھی۔ سرخ وسپید رنگت اور مارے غم وغصے کے سپید پڑتے ہونٹ۔ وہ لرز رہی تھی۔ بیماری سے اندر ہی اندر کھوکھلا کر چکی تھی مگر ہمت تو لوگوں کے رویے توڑتے ہیں۔ بیماری تو صرف موت کا بہانہ بن کر آتی ہے۔

"بھابھی! آپ اتنی گری ہوئی بات کریں گی، یہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔" فاران کو بھی غصہ آیا تھا۔ "سب جانتے ہیں کہ وقار نے اس عورت سے شادی کی ہے اور آغا جان یہ۔۔۔ یہ دیکھیں۔ کوئی فرق نظر آتا ہے آپ کو اس بچے اور وقار میں؟" وہ نمیر کو شانوں سے

http://kitaabghar.com

تھام کر آگے کیے، آغا جان سے جذباتی ہو کر پوچھ رہے تھے۔

”دور کر دو ان دونوں کو یہاں سے فاران، ورنہ میں دھکے دے کر نکلواؤں گا“ وہ ایک نظر بھی دہشت سے کپکپاتے نمیر پر ڈالے بنا سفا کی سے بولے تھے۔

”اللہ سے ڈریں آغا جان! یہ آپ کا پوتا ہے۔ آپ کا وارث۔۔۔“ زرنگار بے بسی کے مارے رو پڑی۔

”اللہ نے دے رکھا ہے پوتا مجھے۔ تم اس گندگی سمیت یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ بہت کھا چکی ہو تم وقار کے ذریعے۔ اس کا سارا بینک بیلنس اس کے پلاٹ۔ اب یہاں کوئی حق نہیں تمہارا اور اس غلیظ کا، جسے تم میرا پوتا بنا کر لائی ہو۔“ وہ بڑی حقارت سے کہہ رہے تھے۔

”میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں آغا جان۔ وقار مر گیا۔ میں بھی مر گئی تو آپ کا خون گلیوں میں رل جائے گا۔“ رو رو کر اس نے تھک کر ان کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔ بے بس سے نمیر کی آنکھوں سے سیل رواں تھا مگر وہاں اس وقت انسان نہیں بستے تھے۔ پتھر کے بت تھے۔ نہ سنتے نہ دیکھتے۔

”فاران اسے تم باہر نکالو گے یا میں چوکیدار کو بلاؤں؟“ آغا جان کا لہجہ سرد ترین تھا۔ بادلوں کی گڑگڑاہٹ نے زور پکڑا۔ آج بارش میں بھی کسی بیوہ اور کسی یتیم کے آنسوؤں کی سی روانی تھی۔

”آغا جان رحم کریں ان پر...... یہ ظلم مت کریں۔“

ثمرہ ابھی جاگیں تو فاران کو کمرے میں نہ پا کر باہر نکلیں۔ لاؤنج سے آغا جان کی آنے والی آواز نے انہیں بعجلت ادھر آنے پر مجبور کر دیا اور زرنگار کے متعلق آغا جان کے ارشادات سن کر وہ گنگ سی کھڑی رہ گئی تھیں مگر اب جب بات حد سے بڑھتی دیکھی تو وہ احتجاجاً اونچی آواز میں بول اٹھیں۔

مگر یہ وہ گھر تھا جہاں بہوؤں کو ”اختلاف“ کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ آغا جان کے سامنے ثمرہ اور فاران کے بولنے کی جرات نے انہیں سیخ پا کر دیا تھا۔

انہوں نے اسی وقت زرنگار اور نمیر کو وہاں سے نکال دیا۔ صدیقہ بھابھی کے دل میں ٹھنڈک اتر گئی۔ ثمرہ آغا جان کے ہاتھ کے محض ایک اشارے پر ہی اندر چلی گئی تھیں۔ فاران بے بس کھڑے تھے۔ سہیل آفندی میں ہمت ہی نہ تھی کہ وہ آغا جان کے سامنے کسی بھی قسم کی آواز اٹھاتے۔

لاؤنج میں خاموشی چھائی ہوئی تھی جیسے ابھی کسی کی موت کی خبر سن کر سب گنگ رہ گئے ہوں۔

☆......☆......☆

موسلا دھار بارش تھم چکی تھی مگر موسم کے تیور نہیں بدلے تھے۔ وہ روتی ہوئی ماں کا ہاتھ تھامے اس عفریت خانے سے نکل

آیا۔اس کا وجود ابھی بھی خوف و دہشت سے لرز رہا تھا۔رات کے اس پہر سڑک پر اونچی آواز میں روتی اس کی ماں اور ماں کے دکھ میں کتنا دل لیے بے آواز آنسو بہاتا، چودہ سالہ معصوم نمیر وقار آفندی۔۔۔

''آہ۔۔۔''زرنگار کو ٹھوکر لگی اور وہ اوندھے منہ سڑک پر جا گری۔

''امی۔۔۔''وہ تڑپ اٹھا۔گھبرا کر، برافروختہ ہو کر انہیں سیدھا کرنے کی سعی کی تو ان کی پیشانی خون سے تر بتر تھی۔

''امی۔۔۔امی۔۔۔''وہ وہیں اونچی آواز میں رونے لگا۔

☆......☆......☆

وہ کبیر کے ساتھ وقت سے کچھ دیر پہلے ہی الحمرا ہال پہنچ گئی۔

''ایک گھنٹے تک آجانا کبیر۔میں باہر ہی ملوں گی۔''اس نے کبیر کو یاددہانی کرائی تھی۔

اوراب۔۔۔اس نے گردن اچکا اچکا کر پنجوں کے بل کھڑے ہو کر بھانت بھانت کے لوگوں میں طلال کو ڈھونڈنے کی کوشش کی۔مگر بے سود۔اس نے موبائل نکال کر اسے کال کی۔

''بس ابھی پانچ منٹ میں نکل رہا ہوں۔تم پہنچی تو نہیں؟''وہ آفس میں ہی تھا۔بعجلت بولا تو وہ جل کر رہ گئی۔

''نہیں ابھی راستے میں ہوں۔''اس نے منہ پھلا کر کہتے ہوئے موبائل بند کر کے بیگ میں ڈال لیا۔اب کچھ بھی ہو۔وقت گزاری کے لیے پینٹنگز ہی دیکھنا پڑیں گی۔اوکھلی میں سر دے لیا تو بھلا موسلوں سے ڈر کے کیا حاصل۔

وہ آگے بڑھی اور جا کر ایک تصویر کے سامنے کھڑی ہو گئی۔انہماک کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے تصویر کا دو منٹ تک جائزہ لیا اور پھر اثبات میں سر ہلایا (جیسے کہ سارا آرٹ سمجھ لیا ہو محترمہ نے) اور جا کر اگلی تصویر کے سامنے کھڑی ہو گئی مگر تین تصویروں کے بعد نیلے پیلے رنگوں سے اسے گویا یرقان ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو وہ پلٹ گئی۔

''توبہ۔۔۔بنانا تو دور کی بات۔۔۔انہیں تو دیکھنے کے لیے بھی اسٹیمنا چاہیے۔نہ آنکھ نہ کان نہ ہاتھ نہ پیر۔''وہ سخت بے زار ہوئی مگر پلٹتے ہی زمین آسمان نظروں کے سامنے یوں گھومیں گے، اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

''آہا،تم یہاں؟''وہ موحد آفندی تھا۔مہر ماہ چکرائی۔''تم یہاں کیا کر رہی ہوں؟''وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔مہر ماہ نے تو یہی سوچا تھا کہ وہ محض اسے ساتھ لے جانے کے لیے گھومنے پھرنے کی آفر کر رہا ہے۔یہ نہیں پتا تھا کہ وہ سب سے پہلے ''اس'' مشہور جگہ کو دیکھنے آجائے گا۔

''وہ۔۔۔میں پینٹنگز دیکھنے آئی ہوں۔''وہ گڑبڑائی۔

''اچھا۔۔۔تو بزی لائف میں سے ''اپنے'' لیے وقت نکال ہی لیا۔بہت اچھا کیا۔''وہ محفوظ ہوتے ہوئے مسکرایا۔مہر ماہ نے

نگاہ پھیری۔ کمبخت ہیرو لگتا تھا مگر اس کے ساتھ ستارے نہیں ملتے تھے کہ دوستی ہی کر لیتی۔ کسی بھی پل طلال پہنچنے والا تھا۔

''ہوں۔۔۔'' مبہم انداز میں کہہ کر یونہی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ جیسے اس سے بات نہ کرنا چاہتی ہو۔

''اکیلی کیوں آئی ہو؟ تزئین یا ملاحہ کے ساتھ آ جاتی۔'' وہ سنجیدگی سے بولا۔

''کبیر ڈراپ کر کے گیا ہے۔۔۔(دادا ابا نہ ہو تو)'' وہ چڑ کر بولی۔ ''اور یہ تم نمائش دیکھنے آئے ہو یا میری کلاس لینے؟ جاؤ اور جا کر پینٹنگز دیکھو۔''

''تم بھی چلو۔ ہر قسم کے لوگ موجود ہیں یہاں۔ اکیلی کھڑی رہو گی کیا؟'' وہ قطعیت سے بولا۔

''اوفو۔۔۔ٹھیک ہوں میں یہاں۔۔۔ مار کھانی ہے کسی نے مجھے کچھ کہہ کر۔'' وہ جھلائی۔ موحد نے اسے گھورا۔

''آغا جان کو فون کروں؟'' اس ی دھمکی نے مہر ماہ کو اندر تک سلگایا۔ تنک کر بولی۔

''جی نہیں۔۔۔ بہت شکریہ۔۔۔ ان کا نمبر ہے میرے پاس۔ میں خود کال کر لوں گی۔'' اب جو لوگ وہاں موجود تھے۔ وہ ایک نظر تو ضرور ہی اس خوبصورت کپل پر ڈالتے تھے۔ جھنجھلائی ہوئی، گلابی رنگت اور سیاہ بالوں والی لڑکی اور خوبصورت نقوش والا پیاری سی مسکراہٹ والا لڑکا۔ وہ اس کی بات پر بے ساختہ ہنس دیا۔

''ہیلو مہر۔۔۔'' طلال کی سرد سی آواز نے اسے ٹھہراسا دیا۔ وہ بمشکل مسکرائی۔

''ہیلو۔۔۔ اتنی دیر کر دی۔۔۔ کب سے اکیلی کھڑی تھی میں۔۔۔'' اسے باور کرایا کہ موحد کے ساتھ نہیں تھی۔ طلال نے ایک نظر ٹراؤزر کی جیبوں میں انگلیاں پھنسائے کھڑے موحد پر ڈالی۔ پھر مہر ماہ کو چلنے کا اشارہ کیا۔

''اففف۔۔۔۔'' مہر ماہ کی ٹانگیں من من بھر کی ہو گئیں۔ (کیا سوچتا ہو گا۔۔۔ موحد)

''اوکے موحد۔۔۔ انجوائے یور سیلف۔۔۔'' وہ بدقت مسکرا کر کہتی طلال کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

''پھر یہ شخص تمہارے ساتھ تھا مہر۔ میں نے کہا بھی تھا تم سے کہ اب یہ بندہ تمہارے آس پاس بھی نظر نہ آئے۔'' موحد کے کانوں میں دور جاتے طلال کی پرتپش آواز آئی تو وہ لب بھینچے پینٹنگز کی طرف بڑھ گیا۔

''اوفوہ۔۔۔ میرے کون سا دادا کا ہے الحمرا ہال۔ جس کی مرضی ہو وہ آ سکتا ہے یہاں۔'' مہر ماہ چڑ کر بولی۔ ''میں کبیر کے ساتھ آئی تھی۔ اب موحد کب آیا مجھے نہیں پتا۔''

''سارا مزہ خراب کر دیا اس بندے کے دیدار نے۔'' وہ تصویریں دیکھتے ہوئے بھی بڑبڑا تا رہا تھا۔ مہر ماہ الگ الگ ٹینشن کا شکار تھی۔

''میں یہاں ہر بات ختم کرنے آئی تھی طلال اور تم نئی ٹینشن لے کر بیٹھ گئے ہو۔'' وہ خفا ہونے لگی۔

''میں نے بھی سوچا تھا یہاں سے سیدھا پزا ہٹ اور پھر لانگ ڈرائیو۔ مجھے کیا پتا تھا تمہارا ''خاندانی'' باڈی گارڈ بھی منہ اٹھا کر

چلا آئے گا۔" وہ تپا ہوا تھا۔ منگنی کا پیریڈ "اس قدر" یادگار ہوگا یہ طلال نے سوچا بھی نہیں تھا۔ "سالا۔۔۔" وہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔

"وہ دوبارہ کہیں نظر نہیں آیا طلال۔۔۔ چلا گیا ہوگا۔" مہر ماہ نے اسے تسلی دی۔ "آئس کریم تو کھا ہی سکتے ہیں۔ موسم بھی بہت اچھا ہو گیا ہے اب تو۔۔۔" وہ مسکرائی۔ طلال کے تنے ہوئے اعصاب بھی کچھ ڈھلے پڑے۔

"ویسے طلال، مجھے پتا نہیں تھا کہ تم اتنے غصیلے اور پوزیسیو ہو۔" آئس کریم پارلر میں آئس کریم سے لطف اندوز ہوتے ہوئے مہر ماہ کا انداز اسے چھڑنے والا تھا۔

"شادی کے بعد تو میں باقاعدہ ایک گن رکھوں گا اپنے ساتھ۔ جو بھی تمہیں دیکھے گا وہ فائر۔۔۔" وہ کہہ رہا تھا۔ مہر ماہ نے اسے گھور کر دیکھا اور جتایا۔

"کوئی اور بھی یہی سوچ لے تو؟ کسی کی بیوی پر تمہاری نظر پڑ سکتی ہے۔"

"میری نظر تم سے ہٹے گی تو نا۔۔۔" وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تو وہ جھینپ گئی۔

"آئس کریم کھاؤ آئس کریم۔ میرے اتنے ہینڈسم کزن سے ہر وقت جیلس ہوتے رہتے ہو۔" مہر ماہ نے اسے چھیڑا تھا۔

"ہونہہ۔۔۔" طلال نے ناپسندیدگی سے سر جھٹکا اور اسے گھورا۔ "مجھ سے زیادہ ہینڈسم لگتا ہے وہ تمہیں؟" مہر ماہ نے مسکراہٹ دبائی۔

"تم سے تھوڑا سا کم۔۔۔" وہ لمبا کھینچ کر بولی۔ ساتھ چٹکی سے اشارہ بھی کیا۔

"بہت ماروں گا مہر ماہ۔۔۔!" اسے کچا چبانے والے انداز میں دیکھتے ہوئے بولا تو وہ ہنستے ہوئے کہنے لگی۔

"جلدی کرو۔۔۔ کبیر آنے والا ہوگا۔ مجھے الحمرا ڈراپ کرو۔ فٹافٹ۔"

"اف۔۔۔ ایک تو یہ خوامخواہ کی پابندیاں اور باڈی گارڈز۔" وہ سخت کوفت سے پیالے میں چمچہ پھینکتے ہوئے بولا۔

"شادی کے بعد دیکھنا۔۔۔ اتنی منتیں کروں گی، تب لے کر جایا کرو گے لانگ ڈرائیو پر۔" مہر ماہ نے اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے اسے چھیڑا۔

"وہ دن آنے تو دو مہرو۔ دیکھنا کیسی زمانے بھر کی خوشیاں تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دوں گا۔" وہ گہرے لہجے میں بولا تو مہر ماہ کے چہرے پر خوب صورت سی مسکان پھیل گئی۔ پلکیں اٹھا کر ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ اسی کی طرف متوجہ تھا۔

"مجھے پتا ہے۔۔۔"

"اعتراف محبت۔۔۔؟" وہ فوراً اٹھ گئی تھی۔ طلال خوش دلی سے مسکرایا۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

طلال کی ضد پر اسے نہ چاہتے ہوئے بھی لانگ ڈرائیو پر جانا ہی پڑا مگر سارے راستے وہ ٹائم دیکھتی رہی۔

''کال کر دو اسے ٹھہر کے آ جائے میں ڈراپ کر دوں گا۔'' طلال نے مزے سے حل پیش کیا۔

''شام ہونے والی ہے طلال۔ آفس سے ابو اور چچا جان کو پک کرنے کی ذمہ داری بھی اسی کی ہے۔ آغا جان کو پتا چلا تو۔۔۔'' وہ سخت پریشان تھی۔

''وہ آیا ہوتا تو کال کر لیتا نا۔۔۔اسے بھی کوئی کام پڑ گیا ہوگا۔'' طلال نے اسے تسلی دی۔

''ہاں۔۔۔یہ بھی ہے۔۔۔'' اسے خیال آیا۔ کبیر نے مس کال نہیں کی تھی۔ مطلب ابھی وہ نہیں آیا تھا۔ اور اگر محترمہ مہر ماہ صاحبہ اس وقت ذرا سی دانش مندی دکھاتے ہوئے ایک بار اپنا موبائل فون چیک کر لیتیں تو انہیں پتا چل جاتا کہ وہ لو بیٹری کی وجہ سے شٹ ڈاؤن ہو چکا ہے۔ جانے کبیر نے کتنی کالز کر ڈالی تھیں۔

''اب بس طلال، واپس چلو۔'' مہر ماہ نے دیئے ہوئے ٹائم سے آدھا گھنٹہ اوپر ہوتے دیکھ کر طلال کو سختی سے کہا تھا۔

''بڑی ظالم بیوی بنو گی۔'' وہ ہنسا تھا مگر بہر حال گاڑی واپس موڑ ہی لی۔ راستے میں زبردستی اسے ہاتھوں میں پہننے کے لیے گجرے لے کر دیے۔

''تم جان بوجھ کر دیر کر رہے ہو طلال۔'' اسے اب سخت بے چینی اور پریشانی ہو رہی تھی۔ طلال نے اسے الحمرا ہال ڈراپ کیا۔ وہاں کبیر کا نام و نشان تک نہ تھا۔

''لو......وہ ابھی پہنچا بھی نہیں اور تمہیں جلدی کی پڑی ہوئی تھی۔'' طلال خفا ہونے لگا۔ مہر ماہ نے اسے دھکیلا۔

''تم نکلو جلدی سے۔ ہو سکتا ہے وہ ابو اور چچا جان کو پک کرتے ہوئے مجھے لینے آئے۔ میں کال کر لیتی ہوں اسے۔''

''اوفوہ۔۔۔تو سسر صاحب سے ملنے میں کیا قباحت ہے بھلا۔ میں بھی ویٹ کر لیتا ہوں۔'' وہ شرارت سے بولا۔

''طلال۔۔۔'' مہر ماہ کو ہنسی آ گئی۔ طلال کو بمشکل وہاں سے دھکیل کر بھیجا اور موبائل نکالا، تاکہ کبیر کو کال کر کے صورتحال معلوم کرے مگر تاریک اسکرین پر نگاہ پڑتے ہی اس کے قدموں تلے سے صحیح معنوں میں زمین نکلی تھی۔

''شٹ۔۔۔'' موبائل آن کرنے کی کوشش میں ناکام ہو کر اسے احساس ہوا کہ بیٹری کی چارجنگ ختم تھی۔ اس نے پریشانی سے ماتھا سہلایا۔

''اب تک تو گھر میں طوفان مچ چکا ہوگا۔۔۔''

وہ ٹیکسی کی تلاش میں نظر دوڑانے لگی۔ اس بات سے بالکل بے خبر کہ اس سے کچھ فاصلے پر گاڑی میں موجود شخص اسی پر نظریں جمائے ہوئے ہے۔

☆......☆......☆

مہرماہ کا کافی دیر انتظار کرنے اور مسلسل اس کا فون بند ملنے کے بعد پریشان ہو کر کبیر واپس گھر پہنچا۔ سوچا شاید مہرماہ گھر پہنچ گئی ہو مگر چوکیدار ہی سے پتا چل گیا کہ وہ واپس نہیں آئی۔ اسی لمحے موحد کی گاڑی آکر اسکی گاڑی کے سامنے رکی۔ کچھ سوچ کر کبیر گاڑی سے نکل کر اس کی طرف بڑھا۔

"خیریت؟" کبیر نے پریشانی کے عالم میں ساری بات اسے بتا دی۔

"اب بتائیں۔۔۔ وہ گھر بھی نہیں آئیں اور موبائل بھی آف جا رہا ہے۔"

"ڈونٹ وری۔۔۔ مجھے پتا ہے وہ کہاں ہے؟" موحد نے اطمینان سے کہتے اسے تسلی دی۔ اسے تسلی تو کیا ہوتی وہ بے یقینی سے اس کی شکل دیکھنے لگا مگر وہاں مذاق کی کوئی رمق موجود نہ تھی۔

"سچ کہہ رہا ہوں یار، تم جاؤ، چچا جان اور تایا جان ویٹ کر رہے ہوں گے تمہارا میں اسے لے کر آتا ہوں۔ اپنی دوست کے ساتھ چلی گئی تھی۔ وہیں تھا میں الحمرا میں۔" موحد نے اسے تسلی دی تو الحمرا کا حوالہ سن کر کبیر نے گہری سانس بھری۔ اگر موحد کو پتا تھا کہ وہ مہرماہ کو الحمراہ چھوڑ کر آیا ہے تو پھر وہ جھوٹ نہیں بول رہا تھا۔ موحد نے وہیں سے گاڑی آگے نکال لی اور کبیر اطمینان کی سانس لیتا آفس کے راستے چل دیا۔

مگر اسے خیال نہیں آیا کہ ابھی کچھ دیر پہلے گھر فون کر کے مہرماہ کی واپسی کا جو پوچھا تھا اس کا کیا؟ تائی جان تو بھری بیٹھی تھیں۔ وہ رکشے میں گھر لوٹی تھی۔ جلدی سے پیسے پکڑا کر رکشے والے کو فارغ کرتی بیل بجانے لگی۔ جب وہ گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو وہی گاڑی گیٹ کے سامنے آکر رکی تھی۔

وہ جل تو جلال کا ورد کرتی اندر آئی تو لاؤنج میں تائی جان، چچی جان اور باقی سب کو پریشان شکلوں کے ساتھ آغا جان غیض و غضب سے لال ہوتا چہرہ لیے موجود تھے۔

"کہاں تھیں تم؟" تائی جان شدید غصے میں تھیں۔ اور مہرماہ جو سارے راستے بہانے سوچتی آئی تھی۔ خالی الذہن کی سی کیفیت میں کھڑی رہ گئی۔ اسی وقت کسی نے لاؤنج میں قدم رکھا۔

"السلام علیکم۔۔۔ میرے ساتھ تھی یہ۔۔۔"

سب نے بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھا اور تو اور مہرماہ کو بھی اس سفید جھوٹ پر کرنٹ سا لگا۔ جبکہ آنے والا مطمئن تھا۔

☆......☆......☆

میں نے بھی سوچ رکھا تھا کہ میں نمیر کو ایک نہ ایک دن وہاں ضرور لے جاؤں گا۔ جو اس کا حق ہے، وہ اسے دلواؤں گا بھابھی۔ آپ نے اس قدر جلد بازی کر کے کام بگاڑ دیا۔" فاران ماہانہ خرچ دینے آئے تو پژمردہ سی زرنگار پر خفا ہونے لگے۔

"ہونہہ۔۔۔ ہمارے کام سنورے ہی کب تھے بھائی صاحب۔۔۔ جواب بگڑیں گے۔۔۔" وہ استہزاء سے مسکرا کر بولی۔

"میں معذرت چاہتا ہوں آپ سے، بس دکھ کی کیفیت میں آغا جان کچھ زیادہ ہی بول گئے۔" فاران نے پردہ رکھنا چاہا۔

''دکھ نہیں۔۔۔ان لوگوں کو انا پسندی لے بیٹھی ہے بھائی صاحب، دکھ ہوتا تو اس یتیم کے سر پر ایک بار تو ضرور ہاتھ رکھتے۔'' وہ آنسو پیتے ہوئے صاف گوئی سے بولی۔

فاران آفندی نے پاس بیٹھے نمیر کے شانے پر بازو پھیلا کر اسے اپنے ساتھ لگالیا۔ وقار آفندی کا بیٹا بھی انہیں اسی کی طرح پیارا تھا۔ ان کا بس نہیں چلتا تھا، وہ شام سے پہلے اسے آفندی ہاؤس لے جاتے۔ مگر جانے آغا جان کا دل پتھر کیوں ہوگیا تھا۔ وہ کڑھ کر رہ گئے۔

☆......☆......☆

''آغا جان۔۔۔! ہم نے وقار کو کھو دیا۔۔۔اس کے غم میں ماں جی چلی گئیں۔ اب بس کردیں پلیز۔۔۔وقار کی آخری نشانی ہے اس کا بیٹا۔ اسے اپنا لیں۔ آپ کا اپنا خون ہے وہ۔۔۔'' وہ شام کو آغا جان کے پاس آئے تو پکا ارادہ تھا کہ ان کے خیالات اور اصولوں میں دراڑ ڈال کر ہی رہیں گے۔ مگر آغا جان کس غضب میں گھرے ہوئے ہیں یہ انہیں پتا ہی نہیں تھا۔ وہ فاران کی بات کے جواب میں پہلے تو خاموش رہے۔ پھر سردمہری سے بولے۔

تم اس طوائف پر پیسے لٹا رہے ہو آج کل۔۔۔؟'' فاران چکرا کر رہ گئے۔ خفگی سے پوچھا۔

''آغا جان۔۔۔کیا کہہ رہے ہیں آپ؟''

''کہو کہ یہ جھوٹ ہے۔ جب سے وقار مرا ہے تم باقاعدگی سے وہاں جاتے بھی ہو اور روپیہ بھی لٹاتے ہو اس پر۔۔۔'' تنفر کی حد تھی۔ فاران سناٹے میں آگئے۔

''تم مجھے دھوکا دیتے رہے ہو فاران۔۔۔مجھے۔۔۔غلطی ہوگئی مجھ سے جو تمہیں وقار سے الگ سمجھا میں نے۔۔۔تم بھی اسی غلاظت میں گر گئے جا کر۔۔۔'' ان کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہکنے لگیں۔

''خدا کیلئے آغا جان۔۔۔بس کردیں۔'' فاران پھٹ پڑے تھے۔ ''ان کا خرچ دے رہا ہوں بس۔۔۔ان کا حق ہے یہ۔۔۔''

''بس تو تم لوگوں نے کردی ہے میری فاران آفندی۔ اٹھاؤ اپنا بوریا بستر اور اسی خبیث عورت کے پاس شفٹ ہوجاؤ تم بھی۔'' وہ قطعیت سے بولے تھے۔ وقار کے بعد فاران کی دھوکا دہی نے ان کا دماغ گھما دیا تھا۔ بعد میں شاید غصہ ٹھنڈا ہوتا تو وہ اپنی باتوں پر نظر ثانی کر لیتے مگر فاران کا دل اس قدر بری طرح ٹوٹا کہ وہ اسی شام بیمار موحد اور ثمرہ کو لیے وہاں سے نکل گئے۔ صدیقہ بھابھی نے بظاہر روکا مگر دل میں اترتی ٹھنڈک تھی کہ بڑھتی ہی چلی جاتی تھی۔ سائرہ نے میاں کو فون کیا مگر سہیل کے آنے تک وہ لوگ آفندی ہاؤس سے ہمیشہ کے لئے جا چکے تھے۔

آغا جان کو پتا چلا تو وہ ساکت سے رہ گئے۔ بلندیوں پر رہنے والے اکثر تنہا ہوتے ہیں۔ مگر انہیں اس بات کا شعور بہت دیر سے آتا ہے۔ آغا ذوالفقار علی آفندی بھی ان ہی میں سے تھے۔ ان کے گھر کا شیرازہ بکھر گیا تھا۔ وہ شدید ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے مگر اسی تنہائی میں۔۔۔اسٹڈی کا دروازہ بند کر کے۔

اللہ نے منتوں، مرادوں کا پوتا دیا تھا۔ایک کو نا جائز کہہ کر مسترد کر دیا۔جو جائز تھا اسے نا جائز طریقے سے جدا کر دیا۔ہوگا کوئی آغا ذوالفقار علی آفندی جیسا بے مراد اور شقی القلب شخص۔۔۔

مگر اے بندے! اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔ہر زبردست کو ایک نہ ایک دن زیر دست آنا ہی ہے۔حق اللہ۔لاٹھی کھائے بغیر سمجھ میں کسی کسی کو ہی آتا ہے۔

☆......☆......☆

موحد آفندی نے اتنے آرام سے جھوٹ بول کر اسے آغا جان کے غضب سے بچالیا تھا کہ مہر ماہ چکرا کر ساری صورتحال دیکھتی رہ گئی۔اب کسی کو یقین آیا ہو یا نہیں مگر بات ختم ضرور ہو گئی تھی۔وہ اس کے پیچھے جانے کو تھی جب صدیقہ بھابھی اسے بازو سے پکڑ کر تقریباً گھسیٹتی ہوئی اپنے کمرے میں لے گئیں۔

"اب مجھے ٹھیک سے بتاؤ۔۔۔کہاں تھیں تم اور کس کے ساتھ؟" انہوں نے غرا کر پوچھا۔

"اوفوہ۔۔۔بتا کر گئی تھی۔۔۔امی' وہ جھنجلائی۔اس صورتحال نے ویسے ہی انجر پنجر ڈھیلے کر دیئے تھے۔اوپر سے اب یہ پوچھ گچھ۔

"تو وہ کیوں کہہ رہا ہے کہ تم اس کے ساتھ تھیں؟"

"دیر ہو گئی تھی مجھے طلال کے ساتھ امی۔موحد نے بس ذرا سی فیور دے دی مجھے۔" وہ نادم سی ہو کر بولی تو وہ اسے گھور کر رہ گئیں۔

☆......☆......☆

دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"یس۔۔۔کم آن۔۔۔" وہ مصروف سا بولا۔مہر ماہ اندر داخل ہوئی۔موحد آفندی کا شکریہ ادا کرنا تو بنتا ہی تھا نا۔

"تم۔۔۔تم کیا لینے آئی ہو یہاں؟ گیٹ لوسٹ۔" وہ سرد لہجے میں کہتا اس تک آیا۔وہ جو موحد کے اس قدر درشت انداز پر ششدر سی کھڑی تھی۔اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کمرے سے باہر کر کے دروازہ دھاڑ سے بند کر دیا۔

باہر حق دق کھڑی مہر ماہ کی آنکھیں اس قدر بے عزتی پر بھر آئیں۔اور اندر بستر پر بیٹھ کر جوتے اتارتے ہوئے موحد آفندی کے ہونٹوں پر محظوظ کن مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

http://kitaabghar.com

"سومیہ۔۔۔تم سے کوئی ملنے آیا ہے۔" اس کی روم میٹ ذرا سا دروازہ کھول کر اسے اطلاع پہنچا کر واپس گم ہوگئی تھی۔ وہ جو بہت بے زاری سی بستر پر نیم دراز سنجیدگی سے واپس شارجہ جانے کا سوچ رہی تھی، بری طرح چونکی۔

"مجھ سے ملنے؟" الجھن بھرے انداز میں اس نے دہرایا تھا پھر اٹھ کر چپلوں میں پاؤں ڈالے اور ہاتھوں سے ہی قمیص کی شکنیں دور کرتی کمرے سے نکل آئی۔ اس کی کلاس فیلو ہما، کتابوں کا انبار لیے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اسے دیکھ کر ذرا دیر کو رکی۔

"بڑا ڈیشنگ ملاقاتی ہے سومیہ تمہارا۔۔۔" وہ بڑے متاثر ہونے والے انداز میں بولی تو سومیہ کے ذہن میں کچھ کلک سا ہوا۔ رسمی سی مسکراہٹ ہما کی طرف اچھال کر وہ تیز قدموں سے ویٹنگ روم کی طرف بڑھی اور دروازہ کھولتے ہی دہلیز پر ٹھٹک گئی۔ دونوں ہاتھ اپنے پہلوؤں پر جمائے کھڑا، وہ سامنے دیوار پہ لگے کیلنڈر پر غور وخوض کر رہا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر پلٹا تو سومیہ کو سامنے پا کر مسکرا دیا۔ وہ دروازہ چھوڑ کر سنجیدہ سی اندر آئی۔

"السلام وعلیکم۔۔۔"

"وعلیکم السلام۔۔۔کیسی ہو؟" وہ ویسی ہی خوب صورت مسکراہٹ کے ساتھ پوچھ رہا تھا۔

"مجھ سے مت پوچھا کرو۔ مجھے تمہارا رویہ بتا دیتا ہے کہ میں کیسی ہوں۔" اس کی خودترسی عود کر آئی تھی۔ انداز حد درجہ تلخ تھا۔ موحد نے ٹھٹک کر اسے دیکھا۔ پھر نارمل سے انداز میں بولا۔

"ماما اداس ہو رہی ہیں تمہارے لیے۔ انہوں نے بھیجا ہے مجھے۔"

"وضاحتیں مت دو۔ تمہیں دیکھ کر میں کسی خوش فہمی کا شکار نہیں ہوئی۔" سومیہ کا انداز ہنوز ناراضی لیے ہوئے تھا۔

"کم آن یار۔ صبح اٹھتے ہی شیشے میں اپنی شکل تو نہیں دیکھ لی۔" موحد نے اسے خفیف سا گھور کر دیکھا۔ وہ سینے پر بازو لپیٹے ویسے ہی ہٹیلے انداز میں کھڑی رہی۔ جواب نہیں دیا۔

"یونیورسٹی میں اسٹرائیک چل رہی ہے۔ چھٹیاں ہوگئی ہیں تو گھر آجاؤ۔ تم تو ہاسٹل سے چٹ کر رہ گئی ہو۔" موحد نے اسے گھر کا تھا۔

"تین تو چھٹیاں ہیں۔ گزرتے ہوئے پتا بھی نہیں چلے گا۔ میں یہیں ٹھیک ہوں۔" سومیہ نے خفگی سے کہا تو وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"تو یہ سب جا کر ماما سے کہہ دو؟" اس نے اسے گھور کر پوچھا۔

سومیہ نے ذرا سی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ "اگر تم خود سے مجھے لینے آتے تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی کہ میرے دوست کو میری فکر ہے۔ پھپھو تو مجھے یاد کرتی ہی رہتی ہیں۔" اس نے نروٹھے پن سے کہا تو موحد کو ہنسی آگئی۔

"اللہ معاف کرے سومی۔کتنی مشکل سائیکی ہوتی ہے تم لڑکیوں کی۔اللہ کی بندی، فکر تھی تب ہی آیا ہوں لینے، ورنہ ماما سے کہتا ۔۔۔چھوڑیں اسے آنا ہوگا تو آجائے گی۔" وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔سومیہ نے منہ پھلایا اور پلٹ گئی۔

"پھر موحد آفندی کے لیے کیا حکم ہے؟" موحد نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

دروازہ سے نکلتے ہوئے چہرے موڑ کر وہ غرائی۔"بیٹھے رہو آرام سے خبردار یہاں سے ہلے بھی تو۔۔۔آرہی ہوں میں۔"

وہ سینے پہ داہنا ہاتھ رکھ کر احتراماً ذرا سا جھکا اور بڑی فرمانبرداری سے صوفے پر بیٹھ گیا۔سومیہ اپنی مسکراہٹ چھپاتی باہر نکل گئی۔

☆......☆......☆

وہ ثمرہ کے سینے سے لگی تو اندر تک ایک طمانیت اتر گئی۔

"اب تو بڑی محبت اور لاڈ آرہا ہے پھپھو پر اور وہاں سے محترمہ کا دل نہیں کر رہا تھا گھر آنے کو۔" موحد نے سامنے بیٹھتے ہوئے دلچسپ نظروں سے سومیہ کو دیکھ کر شکایت لگائی تو ثمرہ ہنسنے لگیں۔

"تمہارے پاس تو ٹائم ہوتا نہیں کسی کو لفٹ کروانے کا۔" سومیہ نے اسے گھورا تھا۔

"ارے، یہ کیا بات کہہ دی۔ماما سے پوچھو۔ادھر انہوں نے آرڈر کیا تمہیں لانے کا، ادھر میں نے تعمیل کر دی۔" وہ فی الفور بولا، ساتھ ہی ان کی گواہی بھی ڈال دی تو ثمرہ مسکرا دیں۔

ہنسی اور باتوں کی آواز سن کر کچن کی طرف جاتی مہرماہ تجسس کے مارے لاؤنج میں آئی تو پہلی نظر سامنے بیٹھے بڑے فریش موڈ میں کوئی قصہ سناتے موحد پر پڑی اور ثمرہ کے ساتھ جڑ کر بیٹھی سومیہ۔۔۔وہ فوراً پلٹنا چاہتی تھی مگر اسی اثناء میں وہ تینوں اسے دیکھ چکے تھے تو اسے سلام کرنا ہی پڑا۔

"جاؤ۔۔۔جا کر پہلے کولڈ ڈرنگ بھیجو اور پھر چائے کا انتظام کرو۔" مہرماہ کو جھٹکا سا لگا۔یہ آرڈر موحد کی طرف سے جاری ہوا تھا۔اس نے بے اختیار موحد کو دیکھا۔وہ سیریس تھا۔مہرماہ کو سبکی کا احساس ہوا۔ابھی دو دن پہلے ہی تو اس نے بازو سے پکڑ کر اسے کمرے سے باہر نکالا تھا۔اور آج یہ ملازمہ جیسا برتاؤ۔وہ لب بھینچے پلٹ گئی۔دل تو بے اختیار چاہا کہ اسے منہ توڑ جواب دے۔لیکن فی الحال وہ غصہ دبا گئی۔سومیہ نے موحد کے لبوں پر پھیلتی محفوظ کن مسکراہٹ کو غور سے دیکھا تھا۔

☆......☆......☆

مبین آفندی باادب سے آغا جان کے کمرے میں کرسی پر بیٹھے تھے۔تکیے سے ٹیک لگائے، سینے پر کتاب اوندھی رکھے، آغا جان اپنے بستر پر نیم دراز تھے۔

"آغا جان! آپ نے بہت بڑا فیصلہ کیا ہے اکاؤنٹس کا شعبہ موحد کے حوالے کر کے۔" وہ دبے لفظوں میں بولے تو آغا جان نے تادیبی نظروں سے انہیں دیکھا۔

"بیوقوف نہیں ہے وہ اور نہ ہی بچہ ہے۔ دیکھا نہیں کیسے باپ کی سیٹ سنبھال لی ہے اس نے بلکہ تم لوگوں کا آدھا بوجھ بھی بانٹ لیا ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے آغا جان، مگر اکاؤنٹس کا شعبہ تو ہمیشہ سے آپ کے زیرِ نگرانی رہا ہے۔" مبین آفندی مطمئن نہیں تھے۔ اب بھلا وہ اپنے سے دوگناہ چھوٹے، کل کے بچے کی میز پر چیک بھیج کر اپروول کا انتظار کیا کریں گے؟

"مجھے موحد پر پورا بھروسہ ہے مبین اور ویسے بھی اب میرے آرام کے دن ہیں۔ میرا پوتا، میرا ایک اور بازو، مل گیا ہے مجھے۔"

وہ تفاخر آمیز انداز میں بولے تو مبین آفندی نے مزید بحث بیکار جانی اور بات ہی بدل دی۔

"طلال کی والدہ شادی کی تاریخ لینے آنا چاہتی ہیں۔ طلال نے اب کاروبار میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ اپنا بزنس ہے، آہستہ آہستہ انشاءاللہ سیٹ ہو جائے گا۔"

"ہوں۔۔۔" آغا جان نے پرسوچ انداز میں ہنکارا ابھرا۔ "موحد گھر کا ہی بچہ ہے۔ اس کے بارے میں سوچ لیتے مبین۔"

وہ آغا جان کی بات بہت اچھی طرح سمجھے۔ "بالکل آغا جان، گھر میں دوسری بچیاں بھی ہیں۔ جو جس کے نصیب میں ہوا۔ پھر میں طلال کے گھر والوں کو آنے کا کہہ دوں؟ تاریخ آپ بتا دیں۔" انہیں نے بڑی خوبصورتی سے بات لپیٹی تھی۔ آغا جان سے تفصیلی بات چیت کے بعد وہ کمرے میں آئے تو صدیقہ منتظر تھیں۔

"اللہ رحم کرے۔" انہوں نے ساری بات سن کر آغا جان کا موحد اور مہرماہ کے متعلق موقف سنا تو بے ساختہ کہہ اٹھیں۔ "اللہ خیر خیریت کے ساتھ یہ وقت گزارے۔ سب نے نظر ہی رکھ لی ہے میری بچی پر۔۔۔" وہ ناگواری سے بولیں۔

"ایسی بات نہیں ہے صدیقہ، آغا جان نے موحد کو صحیح معنوں میں وارث مان لیا ہے۔ اس لیے ان کا خیال ہے کہ گھر کی کوئی بچی ہی اس سے بیاہی جائے تاکہ جائیداد کا مسئلہ نہ بنے۔"

"خیر، موحد سے کسی کی شادی ہو یا نہ ہو مگر میری بچیوں کا حصہ ہے اس زمین و جائیداد میں۔" انہوں نے تنگ کر کہا تھا۔ پھر انہیں ہلکا سا گھور کر دیکھا۔ "اور ثمرہ کے بیٹے کو تو میں مر کر بھی داماد نہ بناؤں۔ ہونہہ، پہلے ہی ان کے ماں بیٹے کے مزاج ساتویں آسمان پر پہنچے ہوئے ہیں۔ وہ تو ہمارے سروں پر چڑھ کے ناچیں گے پھر۔"

"اب ایسی بھی بات نہیں۔ موحد کے طور اطوار میں پہلے سے کافی تبدیلی آئی ہے۔ پہلے جیسا شدت آمیز رویہ نہیں ہے اب اس کا۔" مبین صاحب نے اعتراف کیا۔

"میٹھے نہیں بنیں گے ماں بیٹا تو میٹھا میٹھا ہپ ہپ کیسے کریں گے؟" وہ چمک کر بولیں۔ مبین صاحب نے تحیر سے انہیں دیکھا۔ پھر بات سمجھ کر بولے۔

http://kitaabghar.com

''سلام ہے تم عورتوں کی سوچ کی گہرائی کو۔ بھئی یہ سب تو ویسے بھی اسی کا ہے، اس کو حاصل کرنے کے لیے اسے اپنی شخصیت پر پردے ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ صدیقہ کسی پر اعتبار بھی کر لیا کرتے ہیں۔'' انہوں نے تادیبی انداز اپنایا تو وہ نخوت سے سر جھٹک کر رہ گئیں۔ ان کا ثمرہ سے روابط بڑھانے کا قطعاً ارادہ نہ تھا۔ بیشک وہ کتنی بھی اچھی بن جاتیں۔ بہرحال خوشی کی خبر یہ تھی کہ آغا جان نے مہرماہ اور طلال کی شادی کی تاریخ طے کرنے کا عندیہ دے دیا تھا۔ ان کے دل میں سکون کی لہر سی دوڑ گئی۔

☆......☆......☆

وہ ناشتا بنا رہی تھی جب موحد اور سومیہ کچن میں داخل ہوئے۔

''میں ناشتہ لا رہی تھی بس۔'' مہرو نے مسکرا کر سومیہ کو دیکھا۔

''کس کا ناشتا؟'' موحد نے بھنویں اچکا کر استفسار کیا۔

''تمہارے اور سومیہ کے لیے۔ باقی سب تو کر چکے۔'' مہرماہ کو مجبوراً اس سے بات کرنا پڑی ورنہ تو جس دن سے اس نے کمرے سے باہر نکالا تھا، وہ اپنی تمام تر وجاہت سمیت زہر لگنے لگا تھا۔

''مہربانی محترمہ، تم اپنے یہ تجربات طلال صاحب پر کرنا۔ مجھے لیبارٹری بننے کا شوق نہیں ہے۔ چلو سومی، میرا ناشتہ تم تیار کرو گی۔'' وہ اس قدر صاف گوئی بلکہ منہ پھٹ ہونے کا مظاہرہ کرے گا، مہرماہ کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ کل ہی طلال کے گھر والے ٹھیک ڈیڑھ ماہ بعد کی شادی کی تاریخ مقرر کر گئے تھے اور اسی وجہ سے تائی جان نے کچن کی آدھی ذمہ داری گویا مہرماہ پر ہی ڈال دی تھی مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ مہرو کو کچھ پکانا نہیں آتا تھا۔ دل چاہا، ہاتھ میں تھامی دو فرائی انڈو والی پلیٹ موحد کے سر پہ دے مارے۔ (ابھی کل تو کولڈ ڈرنکس لانے کا آرڈر دے رہا تھا۔)

''اوفو، میں نے تو خود ساری عمر ہاسٹلز میں گزاری ہے موحد! مجھے کیا پتا کیسے ناشتا کھانا بنتا ہے۔'' سومیہ ڈھٹائی سے ہنس کر بولی تو موحد نے اسے ہلکا سا گھورا پھر مہرماہ کے ہاتھ میں تھامی پلیٹ کو دیکھا۔

''اسی لیے کہتے ہیں بندہ منہ سے بات نکالنے سے پہلے ایک بار سوچ ضرور لے۔'' مہرماہ نے تلخی سے کہہ کر پلیٹ کاؤنٹر پر پٹخنے والے انداز میں رکھی تھی۔

''آئم سوری مہرماہ! اس کی تو عادت ہے فضول باتیں کرنے کی۔ میں تو یہی ناشتہ کروں گی، ڈونٹ وری۔'' سومیہ کا دل فوراً پسیج گیا۔

''ویری گڈ۔ کیونکہ جو بریڈ اور انڈے تھے میں نے بنا دیئے۔ اب کھانا ہے تو یہی کھانا ہے اور اگر نہیں کھانا تو بھی یہی کھانا ہے۔'' وہ جتانے والے انداز میں کہتی سلگ کر باہر نکل گئی۔

''اُف۔۔۔'' سومیہ نے حیرت سے موحد کو دیکھا۔ ''میں تو سمجھ رہی تھی کہ صرف تم ہی ہو جو جانے کس پر پڑے ہو مگر تمہارا تو

سارا دودھیال ہی ماشاءاللہ سے۔۔۔" موحد نے بے اختیار قہقہہ لگایا تھا۔ پھر وہ ناشتے کا جائزہ لینے لگا۔

"چلو جلدی سے لے کر باہر۔ شکل سے تو مزیدار لگ رہا ہے۔"

"بہت بدتمیز ہو موحد۔ اس بیچاری کا خون کیوں جلایا پھر؟"

"اچھا ہے شادی ہے کچھ دنوں میں اس کی۔ اتنا خون بنا کر موٹاپا لانے کی ضرورت ہے۔" وہ ڈھٹائی سے بولا۔ سومیہ ہنستے ہوئے ناشتا ٹرے میں رکھنے لگی۔

☆......☆......☆

گلنار کا فون تھا۔ واش روم سے نکلتے کبیر نے لپک کر موبائل اٹھایا۔

"السلام وعلیکم لالہ، کیسے ہو؟"

"ٹھیک ٹھاک، تم سناؤ، پلوشہ اور بی بی گل کیسی ہیں؟" اس نے مسکراتے ہوئے باقی دونوں بہنوں کا پوچھا تھا۔

"ہم سب تو ٹھیک ٹھاک ہیں۔ لالہ۔ تم ہی شہر جا کر بھولے ہوئے ہو ہم کو۔۔۔" گلنار اس سے ایک سال بڑی تھی، پھر پلوشہ تھی اور ان سب سے بڑی گل افشاں جسے وہ سب بی بی گل کہتے تھے۔ گلناز بڑی ہونے کے باوجود اکلوتے بھائی کو پیار سے لالہ کہہ کر بلاتی تھی۔

"کیسے بھول سکتا ہوں پگلی اور ہے ہی کون اب دنیا میں میرا؟" وہ آرزدہ ہونے لگا۔

"آغا جان سے بات کی تم نے لالہ؟"

"بات کرنے سے کچھ نہیں بننے والا گلناز۔ یہاں ہر کسی کو اپنا حق چھیننا پڑتا ہے۔" اس کے چہرے سے سرخی جھلکنے لگی۔ انداز سلگتا ہوا سا تھا۔

"تم ایک بار بات کر کے دیکھو۔" گلناز نے اصرار کیا۔

"کہہ کہ دیکھ چکا ہوں گلناز مگر تین نسلوں سے انہوں نے غلامی کی جن زنجیروں میں ہمیں جکڑا ہوا ہے نا، ان زنجیروں پہ لگے تالوں کی چابی تو جیسے یہ گم ہی کر چکے ہیں۔" وہ عجیب سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"تو پھر لالہ! مجیب کے گھر والے تو میرا جینا مشکل کر دیں گے۔ میں تو انہیں یہی آس دلا رہی ہوں کہ جلد ہی لالہ کوئی حل نکال لے گا۔" وہ بے بسی سے روہانسی ہونے لگی۔

"ہو جائے گا کچھ نہ کچھ۔ تم پریشان مت ہو۔" کبیر نے اسے تسلی دلائی تھی۔ فون بند کر کے وہ کھڑکی میں کھڑا ہوا تو سخت کبیدہ خاطر تھا۔ آغا جان نے تین نسلوں کی وفاداری کو بھی کسی کھاتے میں نہیں رکھا تھا۔ اور اگرچہ کبیر کو انہوں نے اپنا دست راست بنا رکھا تھا مگر غلاموں کو آزاد کرنا ان کی سرشت میں شامل نہ تھا۔

وہ نسوانی قہقہوں کی آواز سے چونکا۔اس کے کمرے کی کھڑکی سے لان کا ایک حصہ دکھائی دیتا تھا۔لان میں ملاحہ اور فرزین محلے کے بچوں کو جمع کیے کرکٹ کھیل رہی تھیں اور یہ لڑکی،اس نے بیٹ ہاتھ میں تھامے بارے کے لیے فرزین سے لڑتی ملاحہ کو نگاہ بھر کے بھی نہ دیکھا اور پلٹ گیا۔

یہ شہزادیوں کی سی آن بان والی،اس سے خفا اور لڑتی جھگڑتی،کیا اسی قابل تھی کہ اسے مہرہ بنایا جاتا؟

وہ نفی میں سر ہلاتا،دل سے اٹھتی آوازوں کو سختی سے رد کر رہا تھا۔

☆......☆......☆

گھر میں شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری و ساری تھیں۔تائی جان اور چچی جان کا ارادہ نہ صرف بازار جانے کا تھا بلکہ راستے میں طلال کے گھر بھی چکر لگانے کا تھا۔

''میں بھی ساتھ چلوں گی۔میری تو ابھی ساری ہی شاپنگ رہتی ہے۔'' تزئین جو اتنی دنوں سے مردہ دل سی پڑی تھی،ساتھ جانے کو تیار ہوگئی۔

''شکر ہے تمہیں بھی ہوش آیا۔'' سائرہ چچی نے اسے گھورا۔پھر تائی جان کو یاد دلایا۔''بھابھی! لگے ہاتھوں طلال سے شیروانی بھی چیک کرالیں۔کالر کا تھوڑا سا فرق تھا ناپ میں۔''

''ہاں اسی لیے راستے میں ادھر سے ہوتے جائیں گے۔'' وہ بولیں۔طلال کو ان لوگوں کے آنے کی خبر تھی۔اسی لیے وہ گھر پر ہی تھا۔

''میں بلاتی ہوں اسے۔کسی دوست کا فون آیا تھا۔وہی سنتے ہوئے کمرے میں چلا گیا۔'' طلال کی بھابھی نے کہا۔تائی جان تو طلال کی ماما سے محوِ گفتگو تھیں۔

''میں جاتی ہوں۔ذرا سرپرائز دوں محترم کو۔'' تزئین مسکراتے ہوئے اٹھی تو بھابھی وہیں خواتین کے ساتھ بیٹھ گئیں۔

وہ دروازہ کھٹکھٹا کر لمحہ بھر طلال کی اجازت کے انتظار میں کھڑی رہی۔

''کم ان۔۔۔'' اجازت ملتے ہی وہ مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔وہ جیکٹ پہنتا شاید باہر آنے کے لیے ہی تیار ہو رہا تھا۔غیر متوقع طور پر تزئین کو سامنے دیکھ کر حیران ہوا۔

''واٹ آ سرپرائز۔۔۔''

''ہاں میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ آج آ کر تمہیں سرپرائز ہی کردوں۔'' تزئین مسکرائی۔وہ پلٹ کر بال برش کرنے لگا۔

''ویسے اگر ساتھ مہرو کو بھی لے آتیں تو سرپرائز کا مزہ دوبالا ہو جاتا۔'' وہ آئینے میں تزئین کو دیکھتا شرارت سے بولا تو تزئین مسکرا بھی نہ سکی۔خود پر فیوم چھڑکتا وہ تزئین کی خاموشی پر بھی غور کر رہا تھا پھر اس کی طرف پلٹا۔

''کیا بات ہے۔تم کیوں اداس ہورہی ہو؟'' وہ قدرے حیران تھا۔

تزئین کا دل بھر آنے لگا۔''تم نے مہرو کو کیوں پسند کیا طلال؟'' اس کا انداز عجیب تھا تو سوال عجیب تر، مگر طلال بنا سمجھے مسکرا دیا۔

''پہلی بار اسے میں نے کیمسٹری لیب کے باہر دیکھا تھا۔'' اس کی خوشی کے لیے آج کل محض مہرماہ کا نام ہی کافی تھا۔''تم بتاؤ؟ کیا وہ اس قابل ہے کہ اسے پسند نہ کیا جائے؟'' وہ بہت دل پسند مسکراہٹ کے ساتھ پوچھ رہا تھا۔

تزئین کے دل میں بہت کچھ جلا اور بہت کچھ ٹوٹا اور یہ جلن اور ٹوٹ پھوٹ ہی تھی جو اسے اس بے اختیاری پر مجبور کر رہی تھی۔

''کیوں طلال۔۔۔تمہیں کیمسٹری لیب کے باہر کھڑی مہرماہ آفندی دکھائی دی تو ساتھ کھڑی تزئین آفندی کیوں نظر نہ آئی؟'' وہ سلگتے ہوئے لہجے میں بولی تو اب کی بار طلال اس کی بات اور کیفیت کو نظرانداز نہیں کر پایا۔

کیا ہو گیا ہے تزئین۔ہم اچھے دوست ہیں۔'' وہ کہے بنا رہ نہ سکا تھا۔

وہ ''اچھی'' ہے اور میں صرف دوست؟'' تزئین کے منہ سے لفظ نکلے تھے یا اس نے پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیلا تھا۔وہ سناٹے میں رہ گیا۔

''تزئین۔۔۔'' وہ حد درجہ بے یقینی میں گھرا محض اتنا ہی کہہ سکا۔

ضبط سے گلابی پڑتی آنکھوں میں، نمی کی چمک اسے وہ سب بتا گئی جو وہ تزئین کے لفظوں سے بھی نہیں سمجھ پایا تھا۔

''مہرماہ بہت لکی ہے۔اسے ہمیشہ سے سب کی توجہ ملی یا شاید اسے طریقہ آتا ہے سب کی توجہ حاصل کرنے کا۔وہ آغا جان ہو تم ہو یا موحد آفندی۔۔۔'' وہ دلگرفتی سے کہہ رہی تھی۔

طلال نے ناگواری سے اسے ٹوکا۔''فضول باتیں مت کرو۔''

''ہونہہ۔۔۔'' وہ پلک کی نوک پہ اٹکے آنسو کو انگلی اور انگوٹھے سے جھٹکتے ہوئے تلخی سے ہنسی۔پھر طلال کی طرف دیکھا اور چیلنجنگ انداز میں بولی۔''یہ فضول باتیں نہیں تلخ حقیقت ہے اور تم بھی جانتے ہو۔یہ الگ بات ہے تم اس حقیقت کو اپنا وہم سمجھ کر ٹالنے پر مجبور ہو۔''

''وہ میرا وہم ہی تھا تزئین۔تم مجھے بہکانے کی کوشش مت کرو۔'' طلال نے قطعی مگر سرد لہجے میں کہا۔

''تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا طلال۔۔۔'' تزئین نے حیرت اور قدرے دکھ سے اسے دیکھا۔ابھی چند لمحوں پہلے ہی جذباتیت میں گھر کر وہ اپنے جذبات طلال پر آشکار کر چکی تھی۔ایسے میں وہ اب جو بھی کہتی وہ طلال کو جھوٹ اور من گھڑت ہی لگتا۔

''تم زیادہ ہی جذباتی ہو رہی ہو تزئین۔مجھے واقعی ان سب فضول باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اب چلیں۔میرے خیال میں سب باہر انتظار کر رہے ہوں گے۔'' وہ سنجیدگی سے کہتے کہتے دروازے کی طرف بڑھا۔

''طلال۔۔۔'' تزئین نے بے چین ہو کر اسے آواز دی۔

"آنٹی میری بارات کی شیروانی لے کر آئی ہیں تزئین۔ اگلے ماہ میری شادی ہو رہی ہے مہرو کے ساتھ۔ میرے خیال میں اتنا سب تمہاری یادداشت واپس لانے کے لیے کافی ہونا چاہیے۔" وہ چبھتے اور تلخ لہجے میں کہہ کر بنا رکے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔

تزئین وہیں کھڑی اپنا ضبط آزما کر رہ گئی۔ درحقیقت اس کا کھل کر اپنے عظیم نقصان پر رونے کو جی چاہ رہا تھا۔

☆......☆......☆

اس کی ماں ٹھوکر کھا کر سڑک پر گری، اس کی پیشانی خون آلود تھی۔

"امی۔۔۔" اس سرد رات میں سڑک پر چودہ سالہ نمیر وقار آفندی بلک بلک کر رو دیا تھا مگر سیاہ خاموش رات اور گہرے بادلوں کے سوا اس کی آواز سننے والا کوئی نہ تھا۔ وہ کسمسا کر ایک دم سے جاگا تو تنفس تیز تر تھا۔ چند ثانیے چت لیٹا وہ اس خواب کو دہراتا رہا۔ پچھلے کئی سالوں سے یہ خواب پہلے مسلسل اور اب وقفے وقفے سے اسے دکھائی دیتا تھا اور نمیر کو پوری جزئیات سمیت یاد تھا۔ وہ اٹھ بیٹھا۔

یہ صدیقہ ہی تھیں جنہوں نے اسے "گناہوں کی پوٹلی" اور "نجانے کس کی اولاد" کہا تھا۔ انہوں نے آغا جان کا دھیان ایک بار بھی نمیر آفندی کے معصوم چہرے کی طرف نہیں کرایا تھا۔ ایک ماں ہو کر دوسری ماں کا ساتھ دینے کے بجائے مخالف کیمپ میں کھڑی زرنگار پر تابڑ توڑ حملے کرتی رہیں۔

بعض اوقات ہم انسان کو اپنے رویے، اپنے الفاظ سے ہی مار دیتے ہیں اور یہ موت عموماً روحانی ہوا کرتی ہے۔ ان کے غلیظ الفاظ نمیر آفندی کے کانوں ہی نہیں دماغ میں بھی اترے اور نقش ہو گئے تھے۔ وہ پانی کا گلاس حلق میں انڈیل کر اٹھا اور کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

باہر چلتی سرد ہوا سے درختوں کے پتے لہرا رہے تھے۔

انسان کے بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی صورت اس کی راہ میں آ کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر ان سے پہلو تہی ممکن نہیں ہوتی۔ مجبوراً ان گناہوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا ہی پڑتا ہے۔ تب اپنی بہت بھیانک شکل نظر آتی ہے انسان کو۔ وہ ایک ٹک اندھیرے میں گھور رہا تھا اور ذہن میں بہت سی گڈمڈ آوازیں اور چہرے گھومتے تھے۔

ظالم اور متنفر آغا جان اور صدیقہ بیگم۔۔۔ جو شاید اپنے علاوہ کسی اور کو انسان سمجھتے ہی نہ تھے۔ سچ تو یہ تھا کہ اس گھر میں سوائے فاران آفندی کے کسی نے ان کا ساتھ دیا ہی نہیں تھا اور اب وہ سب لوٹانے کا وقت آ گیا ہے۔ وہ سب جو ان ہی لوگوں نے مجھے دیا ہے۔

وہ خود سے کیا عہد دہرا رہا تھا۔

☆......☆......☆

وہ ابھی سومیہ کو چھوڑ کر آیا تھا اور آ کر بیٹھا ہی تھا کہ دندناتی ہوئی مہر ماہ اس کے سر پر پہنچ گئی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے موحد! تم اس طرح کا رویہ اختیار کر کے مجھ پر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو؟" وہ جو صوفے کی پشت پر سر ٹکائے

آنکھیں موند کر ڈرائیونگ کی تھکاوٹ اتارنے کا سوچ ہی رہا تھا۔ بے اختیار سیدھا ہوا۔ وہ غصے میں تھی۔ ''یہی کہ میں نے تمہارا موبائل واپس کر کے غلطی کی ہے اور اس کی سزا اب تم مجھے ایسے دو گے۔'' اس نے اضافہ کیا۔

''میرے اس رویے کا سمپل سا مطلب ہے مہرماہ اور وہ یہ کہ میں ایسا ہی ہوں۔'' وہ بالکل سنجیدہ تھا۔

مہرماہ تلملائی۔ ''مائی فٹ۔ تم جیسے بھی ہو مگر ہر کسی کے سامنے تمہیں میری انسلٹ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔''

''اکیلے میں اجازت ہے کیا؟'' وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔ مہرماہ تپ اٹھی۔ ''ذرا سی فیور کیا دے دی۔ تم تو سر پہ چڑھتے جا رہے ہو۔ معذرت کر لی تھی میں نے، صاف لفظوں میں بتا دیا کہ طلال ان باتوں کو پسند نہیں کرتا اور آئم سوری ٹو سے۔ تمہیں بھی وہ کوئی خاص پسند نہیں کرتا ہے۔'' وہ بڑی صاف گوئی سے کہہ رہی تھی۔

''کبھی اسے بھی بتا دینا کہ میں اسے کیا سمجھتا ہوں۔'' موحد نے عام سے انداز میں کہا تو اس کے تلووں لگی سر پہ جا بجھی۔

''شٹ اپ۔ تمہارے سمجھنے نہ سمجھنے سے کیا فرق پڑتا ہے اسے، وہ جانتا ہے کہ میں اسے کیا سمجھتی ہوں۔'' اسے جھاڑتے ہوئے وہ ''میں'' پر زور دے کر بولی تھی۔

اللہ رے...... یہ اندازِ شعلہ بیان۔ گویا مہرماہ آفندی کا کسی کو خاص سمجھ لینا کوئی کمال ہی ہے۔ جو طلال نے حاصل کر لیا ہو۔

''تم چاہو تو میں تمہاری اس بات کی تالیاں بجا کر داد دے سکتا ہوں۔'' وہ تحمل سے کہہ رہا تھا مگر مذاق اڑاتا تو مہرماہ نے محسوس کیا تھا۔

''تم برائے مہربانی صرف اتنا کرو کہ دوستی نہیں نبھا سکے تو دشمنی بھی مت نبھاؤ۔ اس قدر انسلٹنگ رویہ رکھو گے تو میں بھی کم نہیں کروں گی۔'' وہ دانت پیس کر بولی تھی۔ انداز ایسا تھا جیسے اس سے پتا نہیں کتنی عاجز آ چکی ہو۔

''دوستی تم نے ختم کی ہے مہرماہ آفندی۔۔۔'' وہ کہتے ہوئے اٹھا اور اس کے مدمقابل آیا تھا۔ ''اور جہاں دوستی نہ ہو وہاں پھر دشمنی ہی ہوا کرتی ہے۔''

''مگر میں دشمن بھی دیکھ بھال کر بنانا پسند کرتی ہوں۔ رشتے دار تو اللہ کی دین ہوتے ہیں کم از کم دشمن تو بندہ چن کر بنائے۔'' وہ تڑخ کر بولی۔

لاؤنج میں داخل ہوتے ثمرہ بری طرح ٹھٹکیں۔ ''مہرماہ۔۔۔ ذرا اپنی زبان کو لگام دینا بھی سیکھو۔ بہت تھوڑی دن رہ گئے ہیں تمہاری شادی میں۔ سسرال میں لڑکیوں کی اتنی تیز زبان برداشت نہیں کی جاتی۔'' ثمرہ نے لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے چبھتے لہجے میں کہا تو وہ جہاں کی تہاں رہ گئی مگر جواب نہ دینے کی پابندی تو مہرماہ پر تھی۔ صدیقہ تو اس پابندی سے مستثنٰی تھیں۔ کچن سے گویا اڑتی ہوئی باہر آئی۔

''واقعی اپنی چچی کی مثال اس کے سامنے ہے۔ تمہارا بھی تو یہی قصور تھا۔ اونچی آواز میں بولنا اور زبان چلانا۔ یونہی تو چودہ سال کا بن باس نہیں کاٹا تم لوگوں نے۔۔۔'' موحد نے آگے بڑھ کر غصے سے لال پڑتی ثمرہ کے شانوں پر فوراً بازو پھیلایا اور انہیں لیے ان کے

کمرے کی طرف چل پڑا مگر یوں کہ اس کی آواز صدیقہ بیگم اور مہر ماہ کی سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی۔

''کول ڈاؤن ماما! آپ جانتی ہیں آفندی ہاؤس والوں کی زبانیں کیسے زہر اگلا کرتی تھیں۔ چودہ سالوں میں ہمارا بن باس ختم ہوا ہے تو ضروری نہیں ان کا زہر بھی ختم ہوا ہو۔ سو ریلیکس ہو جائیں۔''

''اف۔۔۔'' مہر ماہ تلملائی۔

''دیکھ لیا۔ اسی دن کے لیے منع کرتی تھی اسے منہ لگانے کو۔ جیسی ماں منہ پھٹ، ویسا ہی بیٹا بھی۔'' صدیقہ بیگم تنفر سے بولی تھیں۔

''اب سوچ لیا ہے امی! زندگی بھر اس شخص کو منہ نہیں لگاؤں گی۔'' مہر ماہ تنک کر بولی۔

بہت سی باتیں ہم یوں ہی منہ سے نکال دیا کرتے ہیں مگر یہی باتیں کبھی کبھار قسمت سے میل کھا جاتی ہیں۔ اسی لیے پہلے سوچو، سمجھو اور پھر بولو۔

☆......☆......☆

''مہر ماہ کی شادی ہو رہی ہے نمیر۔۔۔'' سومیہ نے جھجکتے ہوئے اطلاع دی تھی۔

لحہ بھر کو وہ خاموش ہوا پھر سرد مہری سے بولا۔ ''جانتا ہوں میں۔ تم نے کیا یہی خبر دینے کے لیے کال کی تھی؟''

''میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اب تم بھی اپنا دل اور ذہن بدل لو۔ کیا موحد آفندی کے ساتھ بھی یہی سب نہیں ہوا۔ اگر وہ اپنا آپ، اپنا انداز بدل سکتا ہے تو نمیر آفندی کیوں نہیں؟'' وہ جذباتی ہونے لگی۔

''موحد آفندی کا بدلنا بنتا ہے سومیہ۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ ان کی جھوٹی محبتوں سے ہی پگھل جائے، مگر نمیر وقار آفندی، اسے ان لوگوں نے میڈل سے نواز رکھا ہے ناجائز اولاد کے میڈل سے۔۔۔ گندگی کی پوٹ۔۔۔ پتا نہیں کس کا گناہ۔'' وہ تلخ تھا۔ زہریلا ہونے کی حد تک تلخ۔

''اللہ کا واسطہ بس کرو نمیر۔۔۔!'' سومیہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔

''یہ تو کچھ نہیں ہے سومیہ۔ اس رات جو کچھ میں نے اور میری ماں نے ان بھیڑیے نما انسانوں کے سامنے کھڑے ہو کر سنا، وہ سب کسی پتھر سے کہا جاتا تو ان کی سخت دلی کے آگے وہ پاش پاش ہو جاتا، کسی جنگل میں آگ لگتی تو سارا جنگل جل کر راکھ ہو جاتا۔ سومیہ! انہوں نے تو وہ سارا زہر وہ ساری سنگ دلی اور وہ ساری آگ ایک بے بس بیوہ، مجبور و مسکین ماں اور اس کے معصوم چودہ سال کے بچے پر انڈیل دی۔ وہ جل کر راکھ ہو گیا۔ مگر اس کا دل پتھر بن گیا ہے۔''

''ہمارا دین معاف کرنا سکھاتا ہے نمیر۔''

''آنکھ کے بدلے آنکھ اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ بھی ہمارے دین ہی کا سبق ہے۔'' وہ مطمئن تھا۔ مگر لہجہ سلگتا ہوا تھا۔

''معاف کرنے والے کا درجہ اس سے بھی بلند ہوتا ہے نمیر۔'' وہ یوں ہی کبھی نرمی سے، کبھی پسپا ہو کر اور کبھی بے بسی سے اس کا ذہن صاف کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھی۔

''تو وہ لوگ حاصل کر لیتے یہ بلند درجہ، میں تو بس اب یہ سارے القابات ان لوگوں کو لوٹانا چاہتا ہوں۔'' وہ عجیب سے سرخوشی بھرے انداز میں بولا، جیسے سب کچھ طے کر لیا ہو۔ سومیہ تھرا کر رہ گئی۔

''نمیر پلیز مت کرو ایسا کچھ۔ اگر موحد اپنا دل صاف کر سکتا ہے تو تم کیوں نہیں؟''

''اس کے اپنے مفادات ہیں سومیہ۔ موحد آفندی کا بدلنا اس کی مجبوری ہے اس کی ماں ہے اس کے ساتھ اور نمیر وقار آفندی، یتیم، مسکین، اپنوں کا ٹھکرایا ہوا۔ اپنے وجود کی نفی لے کر پھرنے والا انسان اور اس دنیا میں سب سے بڑی تکلیف یہی ہے سومیہ! کسی جیتے جاگتے انسان کے وجود کی نفی کرنا۔ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اسے کچھ نہ سمجھنا۔''

''تم آغا جان سے رابطہ کرو نمیر۔ ہو سکتا ہے ان کا دل پلٹ جائے۔'' وہ بڑی آس سے کہہ رہی تھی۔

''ان کا دل موحد آفندی کے لیے بدل سکتا تھا، کیونکہ وہ فاران آفندی کا بیٹا ہے۔ مگر مجھے وہ میری ماں کے نام سے جانتے ہیں سومیہ۔ اس قدر ظالم لوگ ہیں یہ لوگ ایک چودہ سال کے بچے کے کانوں میں یہ پگھلا ہوا سیسہ ڈالنے والے، یہی لوگ ہیں کہ اس کی ماں ایک طوائف ہے۔ میں ان سب کو کبھی معاف نہیں کر سکتا، کبھی بھی نہیں۔'' اس کے لب و لہجے میں شعلے بھڑک رہے تھے۔ ''ان کے دیے گئے زخموں کے نشان بہت گہرے ہیں سومیہ۔ تم نہیں جان سکتیں۔ چودہ سال ہو گئے۔ ان زخموں سے ابھی بھی خون رستا ہے اور ٹیسیں اٹھتی ہیں۔ میں پوری نیند سو نہیں پاتا کبھی کبھی۔'' وہ دکھ کے گہرے غار میں اترا بول رہا تھا اور سومیہ پگھلتا دل لیے یہ سب بڑے حوصلے سے سن رہی تھی۔ ہمیشہ کی طرح۔

☆......☆......☆

تزئین کا دل تو جیسے مر ہی گیا تھا۔ اس نے قسم کھالی تھی گویا مہر ماہ کی شادی کی شاپنگ نہیں کرے گی۔

''تم جیسی ہوتی ہیں بے وقوف لڑکیاں۔۔۔ جن کے ہاتھ آخر میں کچھ بھی نہیں آتا۔ اس مہرو کو دیکھو، شکل سے کیسی بے وقوف لگتی ہے۔ مگر اتنا اچھا رشتہ ڈھونڈ لیا اپنے لیے اس نے۔'' سائرہ چچی نے دانت پیس پیس کر سارا غصہ تزئین پر نکال رہی تھیں۔ ''اور ایک تم ہو۔ اللہ نے جیسے آنکھیں ہی نہیں دی تمہیں۔ اس طلال سے لاکھ درجہ اچھا ہے اپنا موحد مگر تمہاری تو دور نزدیک دونوں نظریں کمزور ہیں گویا۔''

''افوہ۔۔۔'' تزئین نے بے قرار ہو کر تکیے سے منہ نکالا۔ ''آج کی تقریر میں موحد کہاں سے آ گیا درمیان میں؟''

''آغا جان نے سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا ہے اسے۔'' وہ پرجوش سی ہو کر اس کے قریب کھسکیں اور رازدارانہ سرگوشی میں بولیں۔

''ذرا سی ہمت کرو تو یہ بازی ہم جیت سکتے ہیں تزئین! مہرو سے ہزار گنا اچھی قسمت ہو سکتی ہے تمہاری۔'' انا چہرہ تمتما رہا تھا۔

http://kitaabghar.com

تزئین کی آنکھیں بجھ سے گئیں۔ (اور جسے قسمت ہی مہرو جیسی چاہیے ہو، وہ کیا کرے؟)

''مجھے نہیں اچھا لگتا موحد آفندی۔'' وہ بے زار لہجے میں بولی تو چچی کی آنکھیں ابل پڑیں گویا۔

''خدا کی مار۔۔۔ تو واقعی اندھی ہوگئی ہے تزئین۔۔۔ اپنے چچا وقار پہ پڑا ہے وہ ہو بہو اور وقار آفندی میری ساس کا سب سے خوب صورت بیٹا تھا۔'' سائرہ چچی جلبلا کر بولیں۔ دل تو چاہا بیٹی کو دو ہنٹر بھی لگا دیں (سر پر) تاکہ ذرا یادداشت کے ساتھ نظر بھی آئے۔

''اوفوہ امی۔۔۔ اتنا خوبصورت شوہر کیا کرنا ہے میں نے طلال جیسا بھی چلے گا۔'' وہ جھنجلا کے حسرت سے بولی۔ وہ گہری سانس لے کر رہ گئیں۔ اب اللہ نے اولاد ہی بے وقوف دی تھی تو جتنا مرضی سر کھپا لیتیں۔ آہ بھر کے اٹھ گئیں۔

''اٹھو۔۔۔ شاپنگ تو کر آؤ شادی کے لیے یا یہی سڑی بسی صورت لے کر شریک ہوگی۔''

''کونسا میری شادی ہے جو میں لاکھوں لٹاتی پھروں شاپنگ پر۔'' وہ نروٹھے لہجے میں بولی تو سائرہ چچی بے اختیار بولیں۔

''ہوسکتا ہے ہو ہی جائے۔'' مگر وہ پھر سے تکیے میں منہ چھپا کر لیٹ گئی۔ فی الحال تو وہ ماتم منانے میں مصروف تھی۔ ابھی تو سیاہ کے علاوہ اور کوئی رنگ ہی ذہن میں نہ آتا تھا۔ سو فی الحال اس کا شاپنگ کرنے کا قطعاً کوئی ارادہ نہ تھا۔

''جلدی کرو۔ آغا جان نے کہا ہے اسی پھیرے اپنی شاپنگ ختم کرو سب۔ کبیر بے چارہ بھی گھن چکر بنا ہوا ہے، گھر اور مارکیٹ کے چکروں میں۔''

''ابھی تو کافی ٹائم ہے۔ میں آخر میں اطمینان سے شاپنگ کرلوں گی۔ ابھی میرا بالکل بھی موڈ نہیں۔'' وہ تکیے میں منہ دیے بولی تو وہ اسے گھورتی بڑبڑاتی چلی گئیں۔ تزئین کی آنکھوں کے کونے خوامخواہ ہی بھیگنے لگے۔

☆......☆......☆

گھر میں ڈھولک رکھ لی گئی تھی، ایویں شوق ہی شوق میں۔۔۔ بجانی چاہے کسی کو نہ آتی ہوں مگر ملاحہ اور فرزین اپنی دوستوں کو سر شام ہی جمع کر لیتیں اور پہلی شادی کے گیت اور اس کے بعد الٹے سیدھے اور اوٹ پٹانگ گانے بنا کر ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہوا جاتا۔

مہر ماہ کے دل کی بستی تو ان دنوں گلاب اگا رہی تھی اور وہ خود بھی گویا ایک کھلتا ہوا گلاب ہی بنی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں نیند بھرا خمار اور ہونٹوں پر کلیوں جیسی چٹکتی مسکراہٹ۔۔۔ اور یہ مسکراہٹ تو ان دنوں اس کے چہرے کا مستقل حصہ بن گئی تھی۔

من چاہے ہم سفر کا ساتھ ملنا تو نصیب کی بات ہوا کرتی ہے۔

ان دنوں موحد کو دیکھ کر تو وہ ''ہونہہ'' کہہ کر منہ پھیر لیا کرتی تھی۔ شکر کرتی یہاں سے جا کر۔ اس لڑاکا بدتمیز سے تو پیچھا چھوٹتا۔

''کیا شور مچا رکھا ہے گھر میں۔ ہر وقت کی دھما چوکڑی اور یہ فضول سا ڈھول۔ ہر وقت پیٹتی رہتی ہیں اس کو۔ سر میں درد رہنے لگا ہے میرے۔'' وہ اونچی آواز میں بڑبڑاتا ہوا کچن میں داخل ہوا۔ سب کے لیے چائے بناتی مہر ماہ کو بڑا مزا آیا۔

”دوسروں کی خوشیوں میں خوش ہونے والوں کے سر میں درد نہیں ہوا کرتا۔“

وہ مگ میں چائے انڈیلتے ہوئے اسی کے انداز میں گویا بڑبڑائی، تو وہ ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگا۔

”مہمان ہو چار دنوں کی اس گھر میں۔ اس لیے اتنی عزت کر رہا ہوں۔ چائے دو مجھے۔ تمہاری ڈھولک نے ہی سر میں درد کیا ہے۔“

”مگر میں پھر بھی تمہاری اتنی عزت نہیں کروں گی۔ یہ چائے مہمانوں کے لیے ہے۔ جن کے سر میں درد ہے وہ خود سے بنالیں۔“ وہ صفاچٹ کہہ کر دوسرے مگ میں چائے ڈالنے لگی۔

”ماما ٹھیک کہہ رہی تھیں۔ سسرال والوں کو بہت تنگ کرے گی تمہاری زبان۔“ اسے گھورتے ہوئے موحد نے کہا تو وہ اپنا کام کرتے ہوئے پرسکون انداز میں بولی۔

”اللہ کا شکر ہے، نہ تم میرے سسرالیوں میں شامل ہو اور نہ ہی چچی جان۔ تم لوگ بچ جاؤ گے میری زبان سے۔“ موحد کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

”کیا پتا۔“ وہ ہلکے سے کہہ کر چائے کا مگ اٹھانے لگا۔ مہرماہ نے اسے مگ اٹھانے سے روکا نہیں تھا۔ ٹرے اٹھا کر لاؤنج میں جانے کو تیار ہوئی تو ایک نظر کاؤنٹر سے ٹیک لگائے کھڑے موحد کو چائے کا گھونٹ بھرتے دیکھا۔ اس کی بڑبڑاہٹ اچھے سے سنی تھی۔

”مگر مجھے پتا ہے موحد آفندی! اس دنیا میں آخری شخص ہوتے تم جسے میں اپنے لیے پسند کرتی، ہونہہ۔“ وہ سلگ کر کہتی، ٹھک ٹھک کرتی کچن سے نکل گئی تھی۔ موحد کی مسکراہٹ سمٹ گئی اور آنکھوں میں سرد مہری سی اترنے لگی۔ اس نے آگے بڑھ کر مہرماہ کی بنائی چائے سنک میں انڈیلی اور پانی کا نل کھول دیا۔

اور مہرماہ آفندی نہیں جانتی تھی کہ بڑے بول بولنے والے کیسے اپنے ہی لفظوں کے جال میں پھنس جایا کرتے ہیں اسی لیے تو خاموشی کو کلام سے بہتر کہا گیا ہے۔ تو کوئی ہے جو سوچے سمجھے؟

☆......☆......☆

”خان۔۔۔ تمہارے ہاں شادیاں کیسے ہوتی ہیں؟“

وہ شاپنگ کر کے ابھی گاڑی میں بیٹھی تھی۔ پاؤں دکھنے لگے تھے چل چل کر تو باقی کی شاپنگ اگلے چکر کے لیے چھوڑ دی مگر صدیقہ بیگم زیوارت کی دکان پر تھیں اور فرزین اور سائرہ چچی اپنے جوتے دیکھ رہی تھیں۔ ایسے میں ملاحہ نے کبیر کا انٹرویو لینا شروع کر دیا۔

”انسانوں کی ہی طرح ہوتی ہیں بی بی۔۔۔“

ملاحہ نے اسے اچھا سا گھور کے دیکھا اور چڑ کر بولی۔ ”تو میں نے کب چڑیا اور کوؤں کی شادی کے بارے میں پوچھا ہے۔ انسانوں کی ہی شادی کا کہہ رہی ہوں کہ کیسے ہوتی ہیں؟“

"آپ لوگوں کی جیسے ہی ہوتی ہیں۔" وہ گردن گھما کر اس طرف دیکھ رہا تھا جدھر سے تائی جان اور چچی جان کی واپسی کی توقع تھی۔ انداز ملاحہ کو ٹرخانے والا تھا۔ وہ خوب سمجھی۔

"ویسے کبیر۔۔۔ تمہارے ہاں سارے مرد تمہاری طرح سڑیل اور چپ گھنے سے ہوتے ہیں، یا کچھ بہتر بھی ہیں؟" تپ کر پوچھا تو کبیر نے ساختہ ہنس کر بیک ویو مرر میں خفا خفا سی ملاحہ کو ایک نظر دیکھا۔

"زیادہ تر تو آپ کی طرح ہی ہیں باتونی۔"

چلو شکر ہے۔ تم ہنستے تو ہو۔ ورنہ تو بالکل مشینی آدمی لگتے ہو۔ جی بی بی، جی بی بی کرتے ہوئے۔"

ملاحہ کا مزاج تھوڑا بہتر ہوا تھا۔ "ویسے مجھے بہت شوق ہے تمہارا گھر، تمہارا گاؤں دیکھنے کا۔"

لو جی۔۔۔ کبیر کے ہونٹ سکڑے۔ (ہنسنے کا اتنا بڑا تاوان؟)

"آپ آغا جان کے ساتھ آئیے نا۔ آپ لوگوں کی تو بہت ساری زمینیں ہیں وہاں۔ فارم ہاؤس ہے۔"

"میں تمہارے گاؤں اور تمہارے گھر کی بات کر رہی ہوں۔" ملاحہ نے زور دے کر اس پر گویا اس کی اہمیت واضح کی تھی۔ وہ چپ سا ہو کر ونڈ اسکرین کے پار دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں یاسیت اور آزردگی کے سارے ہی رنگ اترنے لگے تو سامنے شیشے میں اس کو دیکھتی ملاحہ آزردہ ہو گئی۔

"ہم غریبوں کے گھر کہاں ہوا کرتے ہیں ملاحہ بی بی۔ بس چار دیواری ہے اور چند مرلہ زمین، وہ بھی۔۔۔" وہ آزردگی سے کہتے کہتے لب بھینچ گیا تھا۔ جیسے اگلی بات کہنے سے خود کو سختی سے روکا ہو۔

"وہ بھی کیا؟" وہ بے چینی سے پوچھنے لگی۔ اتنی لاابالی نہیں تھی جتنی کہ لگتی تھی۔

"کچھ نہیں۔۔۔ یوں ہی کہا۔۔۔" وہ فی الفور حواس میں لوٹا۔

"بے وقوف مت بنایا کرو کبیر خان۔" وہ بگڑی۔

"مجھے بنانے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔" وہ سادگی سے بولا تو ملاحہ بل کھا کر رہ گئی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں بنی بنائی بے وقوف ہوں؟" غرا کر پوچھا۔ تو وہ گھبرا سا گیا۔

"میں نے کب کہا؟"

"اس سے کم بھی نہیں کہا کچھ۔ بے وقوف نہیں ہوں میں۔ فائنل ائیر ہے گریجویشن کا۔۔۔" وہ بگڑ کر بولی تو کبیر کا دل چاہا کانوں کو ہاتھ لگا ہی لے۔ مگر پھر مزید بات بگڑنے کا اندیشہ تھا۔ سو اس "چاہت" کو کسی اور وقت کے لیے ٹال ہی دیا۔

کبیر نے بہ آواز بلند شکر ادا کیا جب فرزین، تائی جان اور چچی جان شاپنگ بیگز سے لدی ہوئی آتی دکھائی دیں تو وہ جلدی سے

سامان ان کے ہاتھوں سے لے کر گاڑی میں رکھنے لگا۔ملاحہ اپنی جگہ تلملا کر رہ گئی۔

''اف توبہ،تھک گئے آج تو۔'' تائی جان اور چچی جان کا مشترکہ تبصرہ تھا۔جس سے فرزین کو سخت اختلاف ہوا۔

''لو۔۔۔شاپنگ سے بندا تھکتا ہے یا خوش ہوتا ہے، افففف۔۔۔۔مجھے اپنی سی گرین سوٹ کے ساتھ جوتا مل گیا۔آئم سو ہیپی۔تمہیں کیا ہوا؟'' اس نے بے زار بیٹھی ملاحہ کی پسلی میں ٹہوکا دیا تو وہ اسے گھور کر رہ گئی۔

''اس کو سوٹ کے میچنگ بندے جو پسند نہیں آئے اسی لیے منہ بنا ہوگا۔'' اگلی سیٹ پر سے تائی جان کا تبصرہ نشر ہوا تھا۔

''تو یہ کون سی چھوٹی بات ہے۔'' ملاحہ آزردہ سی باہر دیکھنے لگی۔اس کے دل کا موسم ایسے ہی تھا۔خزاں زدہ، اداس سا، اندر ہی اندر کڑھتے ہوئے سوچا۔اکثر دل ان ہی کے پیچھے بھاگتا ہے جو آپ کی ذرا بھی قدر نہیں جانتے۔

''لڑکیوں کو تو عادت ہوتی ہے۔ذرا ذرا سی بات پر دل ٹوٹ جاتا ہے ان کا۔'' چچی جان مسکرائیں۔

''نازک دل ذرا ذرا سی بات پر ہی ٹوٹا کرتے ہیں امی حضور۔بڑی بڑی باتیں تو حوصلے سے برداشت ہو جاتی ہیں۔'' رزمین نے بڑے پتے کی بات کی تھی۔ملاحہ نے بے اختیار نظریں اٹھا کر سامنے شیشے میں دیکھا تو کبیر سے نگاہ مل گئی۔وہ نظر چرا کر ونڈ اسکرین کے پار دیکھنے لگا۔

ان کے مابین ''ان کہی'' کا جو ''حجاب'' تھا وہ اسے برقرار ہی رکھنا چاہتا تھا۔تب ہی وہ ملاحہ کی بے ساختگی اور کچھ کہتی بولتی آنکھوں سے نظریں چرائے رہتا تھا۔

☆......☆......☆

''پارلر سے اپائنٹمنٹ لے لی ہے میں نے۔دو ہفتے پہلے سیشن شروع ہوگا۔'' مہر ماہ انہیں مطلع کر رہی تھی۔

تزئین نے پورا منہ رسالے میں گھسیڑ لیا جیسے اس کا کسی بھی بات سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

''دو ہفتے ہی تو رہ گئے ہیں آپی۔'' ملاحہ نے بے ساختہ کہا۔

''وہی تو۔۔۔کل سے جانا شروع کروں گی۔تب ہی شادی کے دن تک کچھ رونق آئے گی چہرے پر۔۔۔'' مہر ماہ شرارت سے مسکرائی۔

''او ہو ابھی طلال بھائی کا نام لے لو آپ کے سامنے تو اچھی خاصی رونق آ جاتی ہے آپ کے منہ پر۔۔۔'' فرزمین نے اسے چھیڑا تو واقعی وہ سرخ ہو گئی۔

''ماشاءاللہ۔۔۔ویسے ہی بڑی رونق ہے میری بیٹی کے چہرے پر۔'' تائی جان آج کل مہر ماہ پر خصوصی لاڈ لٹا رہی تھیں۔تزئین نے ایک جھٹکے سے رسالہ بند کر کے میز پہ رکھا اور اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔سب نے فطری حیرت سے ایک پل کے لیے رک کر اسے دیکھا۔

''ہونہہ۔۔'' تائی جان نے سر جھٹک کر مہر ماہ کو دیکھا جیسے نظروں سے اشارہ کیا تھا اور مہر ماہ تو کافی عرصے سے طلال کے لیے تزئین کی پسندیدگی سے واقف تھی۔ محض افسردہ ہو کر رہ گئی۔

☆......☆......☆

''کیا بات ہے؟ تم کیوں صبح سے منہ بنا کر پھر رہی ہو؟'' رات لان میں ٹہلتے ہوئے فرزین نے ملاحہ کو پکڑ ہی لیا تھا۔

''کیا وجہ ہو سکتی ہے بھلا؟'' وہ افسردہ تھی۔

فرزین سنجیدگی سے بولی۔ ''تم بے وقوف ہو۔ تم نے دل لگایا ہی غلط جگہ پر ہے۔''

''محبت سوچ سمجھ کر کرنے والی چیز نہیں ہے فرزین۔ یہ تو خود بخود ہو جانے والا کام ہے۔'' ملاحہ نے آہ بھری تھی۔

''آغا جان کے بارے میں سوچا ہوتا تو یہ کام خود بخود نہ ہوتا۔'' فرزین نے چڑ کر کہا۔

''مانا کہ بندہ بہت ہینڈسم ہے مگر ہے تو ملازم ہی نا۔''

''وہ ملازم نہیں ہے فری۔ آغا جان کے دوست کا پوتا ہے۔ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ ان کے پاس بھی ایکڑوں زمین تھی۔ حالات انہیں اس نہج پر لے آئے کہ انہیں آغا جان کے پاس نوکری کرنا پڑی اور کبیر کو آغا جان بڑی اہمیت دیتے ہیں۔'' پتا نہیں وہ خود کو تسلی دے رہی تھی یا اسے۔

''صرف اہمیت ہی دیتے ہیں۔ داماد والا مقام تو نہیں دے سکتے نا۔'' فرزین حقیقت پسند تھی۔

محبت نہ کرنے والے حقیقت پسند ہی ہوا کرتے ہیں۔ پردہ تو ان کی عقل پر پڑتا ہے جو بحرِ محبت میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔

''تم نے سوچا نہیں کہ آگے کیا ہوگا؟'' فرزین کو اس کی بے بسی سی کیفیت پر ترس آتا۔ ''کبیر تک تو جانتا نہیں ہے کہ تم کس راستے پر تنہا چلتی جا رہی ہو۔''

''جانتا ہے فری۔۔۔ سب جانتا ہے۔ تب ہی تو میری آنکھوں میں دیکھتا نہیں۔'' ملاحہ نے تیقن سے کہا۔

''ہاں۔۔۔ شریف تو بہت ہے۔'' فرزین مسکرائی۔

''کیا فائدہ ایسی شرافت کا جو آپ کو محبت کا اعتراف نہ کرنے دے۔'' ملاحہ سلگی۔ فرزین نے سوچتی نظروں سے اسے دیکھا۔

''پھر بھی ملاحہ کچھ تو سوچا ہی ہوگا۔ بالفرض کبیر کو بھی تم سے محبت ہو جاتی ہے تو پھر کیا کرو گے تم لوگ۔ آغا جان کو کیسے مناؤ گے؟''

''اف۔۔۔'' ملاحہ نے جیسے فرض کر کے ہی مزا لیا۔ بچوں کی طرح مٹھیاں بھینچیں۔ ''پہلے مجھے اس بات کی خوشی تو محسوس کر لینے دو کہ اسے بھی مجھ سے محبت ہو گئی ہے۔''

فرزین نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔ ''پاگل ہو بالکل۔۔۔ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کے سائڈ افیکٹ دیکھے جاتے ہیں۔''

"مگر محبت میں صرف پازیٹو افیکٹس دیکھے جاتے ہیں۔" وہ مطمئن تھی۔

"کبیر بے وقوف نہیں ہے۔ وہ جانتا ہے تم جن راہوں پر چل رہی ہو۔ مگر وہ اپنے مقام سے بھی واقف ہے۔ اچھی طرح۔۔۔" فرزین نے حقیقت بتائی۔ جو واقعی سچ تھی۔

"وہ کمی کمین نہیں ہے فری۔ آغا جان کے دوست کا پوتا ہے۔" وہ زور دے کر بولی۔

"مگر آغا جان اسے ملازم ہی سمجھتے ہیں ملاحہ۔۔۔ تم آغا جان کی نیچر سے اچھی طرح واقف ہو۔"

"کوئی نہیں۔ پورے گھر میں دس سال سے دندناتا پھر رہا ہے۔ آغا جان نے کبھی اعتراض نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہی ہے کہ انہیں کبیر پر مکمل بھروسا ہے۔" فرزین چلتی ہوئی اس کے آگے کھڑی ہوئی تو ملاحہ کو رکنا پڑا۔

"تمہارا نہیں خیال کہ کبیر اس بھروسے کو ٹوٹنے نہیں دے گا؟"

"جب محبت ہو جائے تو سود و زیاں نہیں دیکھا کرتے فری۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

وہ مطمئن تھی۔ فرزین گہری سانس بھرتی پھر سے اس کے ساتھ چلنے لگی۔ دونوں ہم قدم تھیں، مگر دونوں کی سوچیں الگ الگ سمتوں میں محو پرواز تھیں۔

☆......☆......☆

اس نے پارلر کے سامنے اتر کر کبیر کو واپسی کا ٹائم دیا اور پارلر میں چلی گئی۔ کبیر گاڑی ریورس کر رہا تھا جب اس کا موبائل بجنے لگا۔ اس نے دیکھا، موحد کی کال تھی۔ وہ گاڑی روک کر کال اٹینڈ کرنے لگا۔

"کہاں ہو تم؟"

"میں ابھی مہر بی بی کو پارلر لے کر آیا تھا۔"

"چھوڑ دیا اسے تو ذرا آفس کا چکر لگا لو۔ آج سامان کی لوڈنگ ہو رہی ہے۔ میں آؤٹ آف سٹی ہوں تو تم ذرا جہاں زیب صاحب کے ساتھ مل کر دیکھ لینا اور بکنگ نوٹ کر لینا۔" موحد نے کہا وہ کچھ عرصے سے یہ کام کبیر سے لے رہا تھا۔

"ایک گھنٹے بعد مہر بی بی کو پارلر سے لینا بھی ہے مجھے۔" کبیر نے اسے بتایا۔

"بس اتنی ہی دیر کا کام ہے تم بہ آسانی پہنچ جاؤ گے۔" موحد نے اسے تسلی دی۔

"چلیں ٹھیک ہے۔ میں فیکٹری پہنچتا ہوں۔" کبیر نے آمادگی ظاہر کرتے ہوئے ریورس کر کے گاڑی پارکنگ سے نکالی اور فیکٹری کے راستے پر ڈال دی۔ عین اس وقت جب کبیر کی گاڑی سڑک کا موڑ مڑی، اسی میک و ماڈل کی گاڑی پارلر کے سامنے آ کر پارکنگ میں رک گئی۔ مگر اس میں ڈرائیور کبیر نہیں تھا۔ وہ لمبا تڑنگا سا شخص خوش شکل بھی تھا اور خوش لباس بھی۔ وہ موبائل کی اسکرین پر ٹائم دیکھنے کے بعد سیٹ پر مطمئن ہو کر بیٹھ گیا۔ جیسے کسی کے انتظار میں ہو۔

http://kitaabghar.com

پارلر کے باہر انتظار؟

کبیر جیسی گاڑی کے ڈرائیور کے ہر انداز سے بہت سکون اور طمانیت جھلکتی تھی جیسے وہ اپنے ہر منصوبے کے بارے میں پر یقین ہو۔

مہر ماہ دیئے ہوئے ٹائم پر پارلر سے باہر نکلی تو سامنے ہی پارکنگ میں گاڑی دکھائی دے گئی۔شام کے سائے ڈھلنے لگے تھے۔اس نے موبائل واپس بیگ میں ڈالا جو کبیر کو کال کرنے کے لیے نکالا تھا۔وہ دس پندرہ منٹ پہلے ہی فارغ ہوگئی تھی۔خیال یہی تھا کہ شاید کبیر ابھی نہ پہنچا ہو۔

بعض اوقات انسان کو کیسے صحیح خیال آتے ہیں۔جیسے کوئی الہامی کیفیت۔

مگر شام کے گہرے پڑتے سائے میں بھی اس نے پہلی ہی نظر میں گاڑی کو دیکھ لیا تھا۔اور تیز تیز قدموں سے گاڑی کی طرف بڑھی، چہرہ ہلکے سے نقاب کی زد میں کر لیا تھا۔وہ دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔گاڑی کی اندرونی لائٹ وقتی طور پر جل کر دروازہ بند کرتے ہی بجھ گئی۔گاری مین روڈ پر آ گئی تھی۔مہر ماہ نے سیٹ سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔تو چھم سے طلال کا سراپا بند پلکوں سے پیچھے اتر آیا۔

دو ہفتے۔۔۔محض دو ہفتے رہ گئے تھے اسے طلال کی زندگی میں شامل ہونے کے لیے۔۔۔اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی کہ چانک گاڑی کو لگنے والے جھٹکوں نے اسے ڈسٹرب کیا۔

”گاڑی دھیان سے چلاؤ کبیر۔۔۔روڈ خراب ہے شاید۔“اس نے اونچی آواز میں کہا۔

کبیر کچھ نہیں بولا تھا مگر جھٹکے بدستور جاری رہے۔مہر ماہ کو خیال آیا۔آتے ہوئے تو کوئی سڑک ایسی نہیں تھی جہاں سے وہ گزرے ہوں اور ایسے جھٹکے لگے ہوں۔اس کی آنکھیں پٹ سے کھلیں۔اسی وقت گاڑی رک گئی تھی۔

”کیا ہوا کبیر؟“مہر ماہ نے ہاتھ بڑھا کر گاڑی کی اندرونی لائٹ آن کی اسی وقت پچھلا دروازہ کھول کر کوئی اندر بیٹھا تو مہر ماہ کی بے اختیار چیخ نکل گئی۔وہ مضبوط تن و توش کی کوئی عورت تھی۔جس نے اسے کچھ سمجھنے کا موقع دیے بغیر ہاتھ میں پکڑا بے ہوشی کی دوا میں ڈوبا رومال اس کے منہ پر رکھ دیا تو ذرا سی مزاحمت کے بعد ہی مہر ماہ کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا۔

”کام ہو گیا صاحب۔۔۔“اس عورت نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے آدمی کو بتایا تو اس کے ہونٹوں پر مطمئن سی مسکراہٹ پھیل گئی۔اس نے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کرتے ہوئے گاڑی کی اندرونی لائٹ پھر سے آف کر دی۔

مہر ماہ آفندی اپنی زندگی، اپنے محور سے نکل گئی تھی۔

☆......☆......☆

اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور وہ دونوں ہاتھوں کو کمر کے پیچھے مضبوطی سے ٹیپ کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ہوش میں آتے ہی وہ خوف زدہ سی چیخنے لگی اور تب خاموشی ہوئی جب دروازہ کھلنے اور چٹ کی آواز کے ساتھ لائٹ جلائے جانے کا احساس ہوا۔

http://kitaabghar.com

"کون ہے؟" اس کے اعصاب جاگے۔

کسی نے اس کی آنکھوں پر بندھی پٹی کھولی اور پھر اتار دی۔ تیز روشنی اس کی آنکھوں پر پڑی تو اس نے آنکھیں میچ لیں۔ پھر ایک دم سے آنکھیں کھول کر دیکھا تو لرز سی گئی۔ بے اختیار سمٹ کر پیچھے کو ہٹی اور دیوار کے ساتھ لگ گئی۔

لمبا تڑنگا، خوش شکل سا آدمی، مہر ماہ کو دیکھا بھالا سا لگا۔ مگر فوری طور پر یاد نہیں آیا کہ اسے کہاں دیکھا ہے۔ فی الحال تو یہی دہشت سوار تھی کہ وہ اغواء کر لی گئی ہے۔

"تم۔۔۔کون ہو۔۔۔ مجھے کون لایا ہے یہاں۔۔۔؟" اس نے سوکھے حلق کے ساتھ پوچھا۔

وہ اس کی طرف تھوڑا سا جھکا تو مہر ماہ کے منہ سے بے اختیار ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ وہ عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"نمیر وقار آفندی۔۔۔ نام تو سنا ہی ہوگا؟"

مہر ماہ کے سر پر جیسے کسی نے پہاڑ توڑ دیا ہو۔ وہ پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ دماغ یکلخت ہی گھوم کر رہ گیا تھا۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

رنگا رنگ کہانیوں سے سجا، خوبصورت اور دلکش

سوہنی ڈائجسٹ

SohniDigest.com

اگر آپ بھی لکھ رہے ہیں اور اردو قارئین کی تلاش میں ہیں تو اپنی کہانیاں Inpage میں کمپوز (ٹائپ) کر کے پورے اعتماد کے ساتھ سوہنی ڈائجسٹ میں بھیجیے۔ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

ابھی sohnidigest@gmail.com پر ای میل کریں۔

مہرماہ کے اعصاب ٹھٹھر سے گئے۔

"یہ نام۔۔۔؟"

اس نام سے آفندی ہاؤس والے ناواقف نہیں تھے اور صدیقہ بیگم نے تو بطور خاص سب بچوں کو وقار آفندی اور زرنگار کی رنگین کہانی کئی بار سنائی تھی۔اس نے سنسناتے دماغ کے ساتھ ایک دبیز دھند کو اپنے اردگرد پھیلتے محسوس کیا اور دوبارہ سے حواس کھو بیٹھی۔

☆......☆......☆

موحد وقت پر لوٹ آیا تھا۔کبیر سامان لوڈ کروا کر نکل ہی رہا تھا اس لیے موحد کی گاڑی اس کے پاس سے گزری تو وہ رکا نہیں،بس اسے دیکھ کر ہاتھ ہلا دیا اور ساتھ ہی اوکے کا اشارہ کیا۔

وقت دیکھتا وہ تیزی سے گاڑی بھگاتا ہوا پارلر کے باہر پہنچا۔مہرماہ کو دیے گئے وقت سے دس منٹ ہی اوپر ہوئے تھے۔پارکنگ میں گاڑی لگا کر اس نے مہرماہ کو کال کی۔

دور۔۔۔کہیں بہت دور گھنٹی بج بھی رہی تھی مگر اس کال کو اٹینڈ کرنے والی ہوش و حواس سے بے گانہ تھی۔

ایک بار،دوبار،تیسری بار۔۔۔

اس کے بعد موبائل سوئچڈ آف (بند) آنے لگا۔کبیر الجھن کا شکار ہوا۔اگر مہرماہ پارلر میں ہی تھی تو کال اٹینڈ نہ کرنے کی وجہ؟(کہیں گھر تو نہیں پہنچ گئیں؟)

اسے پہلے کا واقعہ یاد آیا۔جب وہ موحد کے ساتھ تھی اور گھر میں اس کی ڈھنڈیا مچی ہوئی تھی۔گہری سانس بھر کے اس نے سوچا کہ کس کو فون کرے۔۔۔جہاں سے اسے اصل صورتحال پتا بھی چلے جائے اور پورے گھر میں ہلچل بھی نہ مچے اور ایسا بندہ۔۔۔اس کے ذہن میں ملاحہ کی شبیہہ لہرائی۔

"اونہوں۔۔۔"اس نے نفی میں سر ہلایا اور پھر فون انڈیکس میں سے تزئین کا نمبر سامنے کیا۔

"انفارمیشن تو ان سے بھی وہی ملے گی۔"وہ مطمئن ہو کر دوسری طرف جاتی فون کی گھنٹی سننے لگا۔

دوسری طرف تزئین نے بھی بہت حیران ہوتے ہوئے کبیر کی کال اٹینڈ کی کہ کبھی انہیں پک کرنے کے سلسلے میں پڑنے والی ضرورت کے علاوہ کبیر نے کسی کو کال نہیں کی تھی۔

"ہیلو۔۔۔!"

السلام وعلیکم تزئین بی بی!میں مہر بی بی کو پارلر سے پک کرنے آیا ہوں۔مگر وہ میری کال اٹینڈ نہیں کر رہیں۔"کبیر نے محتاط لفظوں میں بتایا۔

”تو۔۔۔؟“ مہر ماہ کا تو نام ہی ان دنوں زہر لگ رہا تھا۔ تزئین نے کاٹ کھانے والے انداز میں پوچھا تو وہ گڑبڑایا۔

”میں نے سوچا شاید وہ گھر واپس آگئی ہوں۔“

”گھر تو نہیں آئی۔ ابھی تائی جان کہہ رہی تھیں کہ مہر ماہ آجائے تو چائے اس کے ساتھ ہی پئیں گی۔“ انداز دھیما مگر تیکھا ہی تھا۔ تزئین کو ویسے تو مہر ماہ کے آنے جانے کی خبر رکھنے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ مگر یہ بات اسے تائی جان کے حوالے سے یاد آگئی۔

”ہوں۔۔۔ لیکن اب ان کا موبائل آف آرہا ہے۔ مجھے یہاں دس پندرہ منٹ ہوگئے ہیں۔ ان کے دیئے ٹائم سے آدھا گھنٹہ اوپر ہو چکا۔۔۔ بس دس منٹ ہی لیٹ تھا میں۔۔۔“ وہ بے چارگی سے بولا۔ اب بھلا خان زادہ پارلر سے مہر ماہ کو کیسے برآمد کرتا۔

”تم کہاں تھے؟ اب وہ چاہے رکشہ لے کر گھر آرہی ہو۔ پتا تو ہے اس کی جلد بازیوں کا۔“ وہ تنگ کر بولی۔

مجبوراً کبیر کو وضاحت کرنی پڑی۔ ”مجھے موحد صاحب نے فیکٹری بھیجا ہوا تھا کام کے سلسلے میں، وہ خود شہر سے باہر تھے۔“

”تو عقل مند شخص پارلر کے باہر ڈور بیل بھی ہوتی ہے۔ وہ بجاؤ یا واچ مین سے کہو کہ وہ اندر سے مہر ماہ آفندی کو بلا دے۔“ تزئین نے ضبط کرتے ہوئے کہا اور فون بند کر دیا۔ کبیر نے ذرا آگے کو جھک کر دیکھا۔ واقعی پارلر کے باہر گن مین موجود تھا۔ وہ گاڑی سے نیچے اترا اور اس سے اگلے لمحات کبیر کے لیے شدید تشویش اور پریشانی کے تھے۔

”مہر ماہ آفندی کی آج اپائنمنٹ تھی مگر وہ اپنے کام سے پانچ دس منٹ پہلے ہی فارغ ہو کر چلی گئی تھیں۔“ گارڈ نے آکر وہ اطلاع دی جو اسے پارلر کے اندر سے موصول ہوئی تھی۔ کبیر کی پیشانی چمک اٹھی۔

اگر وہ یہ بھی فرض کر لیتا کہ مہر ماہ پارلر کے باہر سے اسے موجود نہ پا کر خود گھر چلی گئی ہوگی۔۔۔ تو بھی اس گزرے آدھے گھنٹے میں اسے آفندی ہاؤس میں موجود ہونا چاہیے تھا۔ بمشکل پانچ منٹ لگتے تھے رکشے میں گھر پہنچنے میں، اب اس نے تائی جان کو کال کی۔۔۔ ملاحہ کے نمبر پر اس کے ہاتھوں میں خفیف سی لرزش تھی۔

☆......☆......☆

”دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا۔ وہ تمہارے ساتھ گئی تھی اور تمہارے ساتھ ہی آنا طے تھا۔ بے وقوف ہے جو نکل آتی اکیلے ہی۔“ تائی جان اس پر برس پڑی تھیں۔ تزئین نے معنی خیز نظروں سے ماں کو دیکھا۔ ”پارلر کے اندر جا کر پتا کرو۔ وہیں ہوگی۔“ انہوں نے کبیر کو اچھی خاصی سنا کر لائن ڈراپ کی تھی۔

”کیا پتا کسی اور کے ساتھ چلی گئی ہو تائی جان! اس روز الحمرا سے بھی تو ویسے ہی گئی تھیں محترمہ۔۔۔“ تزئین نے بظاہر بڑی سادگی سے کہا مگر اس کا طنز تائی جان کو اچھی طرح محسوس ہوا۔

”اپنے داماد کو فون کریں۔ کیا پتا دونوں لانگ ڈرائیو پر نکل گئے ہوں۔“ سائرہ چچی بظاہر بڑی ہمدردی سے بولتی تھیں اور تائی

http://kitaabghar.com

جان کا خون تھا کہ ابال کھاتا تھا۔مگر سچویشن ایسی تھی کہ کسی کا منہ نہیں توڑ سکتی تھیں جب تک کہ مہر ماہ کا پتا نہ چلا جاتا کہ کہاں ہے۔

''اتنی لاپرواہ ہے تو نہیں۔میں پوچھتی ہوں طلال سے۔۔۔ملاحہ فون تو ملا کر دو ذرا۔''ان کے اعصاب تنے ہوئے تھے اور یہ تزئین اور سائرہ چچی کے طنز واستہزا کا ہی اعجاز تھا کہ انہوں نے دو ہفتے بعد باقاعدہ داماد بننے والے شخص سے نرمی اور احتیاط سے بات کرنے کے بجائے اس کے سلام کا جواب ہی بڑے تیکھے انداز میں دیا پھر بڑے لٹھ مار انداز میں بولیں۔

''مہر ماہ کہاں ہے؟''

''جی۔۔۔کیا مطلب آنٹی؟''وہ گڑبڑایا۔

''وہ پارلر گئی تھی۔ابھی تک گھر نہیں پہنچی۔''وہ بمشکل تحمل سے بول سکی تھیں۔

''آتہ ہی ہوگی آنٹی!ایسی جگہوں پر دیر سویر ہو ہی جایا کرتی ہے۔''وہ ان کی پریشانی کو محسوس کرتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں بولا۔مگر الحمرا والے واقعہ کو یاد کرتے ہوئے تائی جان کو یہی شک تھا کہ کہیں آج بھی وہ ضد کر کے مہر ماہ کو ساتھ نہ لے گیا ہو۔

''دیکھو بیٹا!یہ مذاق کی بات نہیں ہے۔اس روز بھی اس کا موبائل آف آرہا تھا۔آج بھی آف ہے۔اگر وہ تمہارے ساتھ ہے تو صاف بتاؤ۔''وہ قدرے سائیڈ پر چلی آئیں اور درشت لہجے میں بولیں۔اب کی بار طلال کو بھی ہتک کا احساس ہوا۔

''کیسی باتیں کر رہی ہیں آنٹی!اگر وہ میرے ساتھ ہوتی تو مجھے بھلا آپ سے جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔اس دن بھی وہ آپ کو بتا کر ہی لانگ ڈرائیو پر گئی تھی۔''اس کی بات سن کر تائی جان کا ذہن سائیں سائیں کرنے لگا۔(تو پھر مہر ماہ کہاں تھی؟اور جس سے یہ بات چھپانی چاہیے تھی نادانستگی میں اسی کو سب سے پہلے بتا دی)''میں پتہ کرتا ہوں۔کون سا پارلر ہے؟''ان کی ایک دم سے چپ والی کیفیت نے طلال کو متفکر کر دیا۔تو وہ جلدی سے بولا۔انہوں نے مرے مرے انداز میں پارلر کا نام بتایا۔ان کا دل جیو سے اتھا گہرائی میں اتر رہا تھا۔آہستہ آہستہ۔۔۔

''اوکے میں پتا کر کے بتاتا ہوں آپ کو۔''طلال نے فون بند کر دیا تھا۔

انہیں ڈائننگ کے پاس ساکت کھڑے دیکھ کر ملاحہ ان کے پاس آئی۔

''کیا ہوا امی۔۔۔طلال بھائی کے ساتھ ہیں آپی؟''اس نے امید بھرے دل کے ساتھ پوچھا مگر ان کا نفی میں ہلتا سر دیکھ کر دل ڈوب سا گیا۔

''ابو کو بتاؤ۔۔۔؟کبیر نے بھی کال نہیں کی۔۔۔اس کا مطلب کہ اسے بھی کچھ پتا نہیں چلا۔''وہ بے دم سی ڈائننگ چیئر پر ڈھیر ہو گئیں۔

سونامی کی پہلی لہر آفندی ہاؤس کی دیواروں سے آن ٹکرائی تھی۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

کہاں دیکھتے، کہاں پتا کرتے؟ ملاحہ نے بہانے سے اس کی دوستوں کو بھی فون کر کے مہرماہ کی بابت پوچھ لیا۔ مگر وہ کہیں نہیں تھی۔ تائی جان تو رو رو کر بے حال ہونے لگیں۔ گھر میں یک لخت ہی صف ماتم بچھ گئی۔

ہر سڑک ہر گلی۔۔۔ ملاحہ اور تزئین پارلر کے اندر تک جا کر دیکھ آئیں۔ پارلر اونر نے سی سی ٹی وی فوٹیج تک دکھا دی پارلر کی۔ جس میں مہرماہ باقاعدہ طور پر چادر اوڑھ کر پارلر کے دروازے سے باہر جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ کبیر چھ بج کر دس منٹ پر باہر آیا ہوگا اور وہ چھ بجنے میں ابھی دس منٹ تھے جب پارلر سے باہر نکلی۔

"یہ تو اس کا قصور ہے۔ اس سے کوئی کیوں نہیں پوچھتا۔ یہی لے کر گیا تھا میری بچی کو۔" کبیر کو دیکھتے ہی تائی جان چیخنے لگیں تو وہ بے بسی آغا جان اور مبین صاحب کو دیکھنے لگا۔

"میں تو وقت پر پہنچ گیا تھا۔ اب وہی وقت سے پہلے پارلر سے نکل گئیں تو میرا کیا قصور اس میں۔"

"میرے خیال میں پولیس کو رپورٹ کر دینی چاہیے آغا جان۔" سہیل آفندی نے کہا۔

"نہیں۔۔۔" آغا جان قطعی انداز میں بولے تو آواز کی گرج برقرار تھی مگر پیشانی پر چمکتا پسینہ اور چھڑی پر ٹکے ہاتھوں کی کپکپاہٹ اس بات کی گواہ تھی کہ آفندی ہاؤس میں نقب لگ چکی تھی۔ "کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ گھر کی عزت کو اب تھانوں میں اچھالیں گے ہم۔"

"میری بیٹی کون سا خدانخواستہ بھاگ گئی ہے کسی کے ساتھ آغا جان رپورٹ درج نہیں کرائیں گے تو ملے گی کیسے؟؟؟" تائی جان بلبلا اٹھیں۔

ثمرہ نے تاسف سے انہیں دیکھا۔ (اس عورت کو ساری عمر بات کرنے کی تمیز نہیں آئی)

"بکواس مت کرو صدیقہ۔" آغا جان طیش میں آئے تو وہ دبک سی گئیں۔ مگر پھر بھی اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو ابل پڑے اور وہ با آواز بلند رونے لگیں۔

"ایسے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے تو مہرماہ نہیں ملے گی آغا جان!" موحد ضرورت سے زیادہ سنجیدہ اور قدرے مضطرب نظر آ رہا تھا۔ کبیر کے ساتھ گھنٹوں بھاگ دوڑ اسی نے کی تھی مگر مہرماہ کی خاک تک نہ ملی تھی۔

"دھیان رکھنا۔۔۔ ابھی لڑکے والوں تک یہ بات نہ پہنچنے پائے۔ اللہ خیر کرے تو مہر آ جائے گی واپس۔" آغا جان بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے تنبیہی انداز میں بولے تو تائی جان کا رونا ایک دم سے تھم گیا۔ انہیں فی الفور ہی اس خوفناک حقیقت کا ادراک ہوا تھا جو آغا جان کے لفظوں کی تہہ میں پوشیدہ تھی۔ وہ دوپٹے میں منہ دیے بلک اٹھیں۔ اور اب جہاں تمام عورتوں کی آنکھوں میں آنسو تھے، وہیں مردوں کے کندھے جھکے ہوئے تھے۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

وہ ہوش میں آئی تو چیخ چیخ کر، رو رو کر اپنی آواز خراب کر لی۔ مگر کوئی کمرے میں نہ آیا۔ وہ یونہی پیچھے بندھے ہاتھوں کے ساتھ زمین پر بچھے گدے پر گر سی گئی۔

اور تب کلک کی آواز کے ساتھ دروازے کا لاک کھلا تو اس نے بجلی کی تیزی سے سر اٹھایا۔ وہاں عام سے نقوش والی مضبوط ہاتھ پیر کی عورت تھی جس کے اندر داخل ہوتے ہی دوبارہ سے دروازہ باہر سے لاک کرنے کی آواز آئی تھی۔

"کون ہو تم؟ اور مجھے کیوں لائی ہو یہاں؟" مہر ماہ دکھ، بے یقینی اور صدمے کی کیفیت سے گزر کر اب خوف کی زد میں تھی۔

اسے یاد آ گیا۔۔۔ یہ وہی عورت تھی جس نے گاڑی میں بیٹھ کر اسے بے ہوشی کی دوا سنگھائی تھی۔ وہ عورت اس سے تھوڑے سے فاصلے پر کھڑی ناقدانہ نظروں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ مہر ماہ پر وحشت طاری ہونے لگی۔

"نم۔۔۔ نمیر کہاں ہے؟" اسے یک لخت خیال آیا۔ کچھ بھی ہو وہ اس کا چچا زاد تھا۔ کچھ تو خیال کرتا اس کا۔

"کھانا لانے لگی ہوں تمہارے لیے ابھی۔ آرام سے کھا لینا۔" اس عورت نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پلیز۔۔۔ پلیز مجھے بھوک نہیں ہے مجھے میرے گھر جانا ہے پلیز۔۔۔ میرے گھر میں سب پریشان ہو رہے ہوں گے۔" وہ جلدی سے اٹھی۔

"چلو میں تمہارے ہاتھ کھول دوں۔ ہاتھ منہ دھو لو۔ پھر آرام سے کھانا کھا لینا۔" وہ عورت جیسے اس کی زبان سمجھتی ہی نہ ہو۔ اپنی ہی کہے گئی۔ مہر ماہ نے شکریہ ادا کیا۔ اتنے گھنٹوں سے بندھے ہاتھ اور کندھے ٹوٹنے والے ہو رہے تھے اب تو۔

"سنو۔۔۔ نمیر کہاں ہے؟ اس سے کہو میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں۔" مہر ماہ کا حوصلہ اور اعتماد کچھ بحال ہوا۔ ان لوگوں کا رویہ زیادہ برا نہیں تھا۔

"یہ باتھ روم ہے۔ جاؤ اور منہ ہاتھ دھو لوں اور ہاں۔۔۔ اندر کنڈی نہیں ہے۔ صرف لاک ہے جو باہر سے بھی کھل جاتا ہے چابی کے ساتھ۔" اس عورت نے اب اپنی ہی کہی۔

"میں ایسی ہی ٹھیک ہوں اور مجھے کھانا نہیں چاہیے۔ آزادی چاہیے۔ کیوں لائے ہو تم لوگ مجھے یہاں؟" وہ یک لخت ساری برداشت کھو کر چلا اٹھی۔

"یہ تو صاب ہی بتائے گا۔" اب کی بار وہ لاپرائی سے بولی تھی۔ مہر ماہ کو غصہ آیا۔

"تو بلاؤ اپنے صاحب کو۔۔۔ میں بات کرنا چاہتی ہوں اس سے وہ، وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے میرے ساتھ۔"

ابھی تو صاب نہیں ہے۔ تم کھانا کھا کر سو جاؤ۔ صبح بات کرے گا وہ تم سے۔"

"صبح۔۔۔؟" اس نے بے یقینی سے پھٹی نظروں سے عورت کو دیکھا۔ "میں رات بھر یہیں رہوں گی کیا؟"

''ہاں۔۔۔'' یک لفظی قیامت ٹوٹی تھی مہر ماہ کے اعصاب پر۔

''شٹ اپ۔۔۔'' وہ خود پر سے قابو کھو کر زخمی شیرنی کی طرح اس عورت پر جھپٹی۔

''ہوتے کون ہو تم لوگ میرے ساتھ ایسا سلوک کرنے والے۔ جانے دو مجھے یہاں سے۔''

اس مضبوط جثّے والی عورت کے سامنے مہر ماہ تو نازک سی گڑیا تھی۔ ایک ہاتھ سے مہر ماہ کا بازو مروڑ کر کمر کے پیچھے کرتے ہوئے اس عورت نے اس کا دوسرا بازو بھی جکڑ لیا تھا۔ مہر ماہ تکلیف سے کراہ اٹھی۔

''بی بی۔۔۔عزت کرو اور عزت کرواؤ۔۔۔ مجھے حکم نہیں ہے سوائے اپنی حفاظت کے تم پر سختی کرنے کا۔ تم بھی ذرا دھیان رکھو۔'' وہ کرختگی سے بولی۔ تو مہر ماہ کو رونا آ گیا۔

''یا اللہ۔۔۔'' وہ آنکھیں میچ میچ کر کھولتی تھی۔ شاید یہ خواب ہو اور ٹوٹ جائے۔''میرے گھر والے۔۔۔؟ آغا جان۔۔۔؟؟'' اسے یاد آیا کہ اس کی شادی میں محض دو ہفتے باقی تھے۔ وہ ہچکیوں کیساتھ باقاعدہ رونے لگی۔

اس عورت نے اسی اپنی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے زمین پر پڑے اسی گدے پر دھکیل دیا۔''اچھی طرح رو لے۔ میں کھانا لاتی ہوں۔ پھر سکون سے کھانا۔'' وہ مشورہ دیتی ہوئی دروازے تک گئی اور ایک دو بار ناب کو گھمایا تو باہر سے دروازے کا لاک کھول دیا گیا۔ وہ باہر چلی گئی دروازہ پھر بند ہو گیا۔ مہر ماہ آفندی کا رونا دیکھنے والا وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

☆......☆......☆

تائی جان اور ملاحہ کا رو رو کر حشر ہو رہا تھا۔

''مبین صاحب! کچھ کریں۔ ایسے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ ہائے میری مسکین بچی۔'' وہ بار بار مبین آفندی سے کہتیں۔

''حوصلہ کرو صدیقہ! اللہ بہتر ہی کرے گا۔'' ان کے اپنے کندھے جھکے ہوئے تھے۔ گھر کی عزت جانے کہاں رل رہی تھی۔ مرد تھے۔ رونے میں انا آڑے آتی تھی۔ سب کے سامنے نہ سہی مگر گزری رات وہ اللہ کے حضور سجدہ ریز کتنی ہی دیر آنسو بہاتے رہے۔

''ہم نے کسی کا کیا بگاڑا تھا مبین صاحب۔ نہ کسی کے نفع میں نہ نقصان میں۔۔۔ یا اللہ۔'' تائی جان کی بے بسی، بے چارگی بن گئی تھی۔ انہیں اپنا ایسا کوئی گناہ یاد نہ تھا جس کی سزا اتنی سنگین ہو۔ لیکن آگے کے بجائے آدمی کو ہمیشہ پیچھے مڑ کر دیکھنا چاہیے۔ اپنی بہت سی کوتاہیاں نظر آ جاتی ہیں۔ مگر کوئی دیکھنا چاہے تب۔

آغا جان نے پولیس کو مطلع کرنے سے سختی سے منع کر دیا تھا اور گھر کے مرد اس بات سے متفق بھی تھے۔ اس شہر میں جتنی عزت وہ کما چکے تھے، بات پھیلتی تو وہ عزت سڑکوں پر آ جاتی۔ سب ہی غم سے چور تھے اور آغا جان کو اس بات کا صدمہ بھی لگ گیا تھا کہ تائی جان اپنی

بے وقوفی کے ہاتھوں طلال کو بھی مہر ماہ کی گمشدگی کی اطلاع دے چکی تھیں۔ طلال اور اس کے گھر والے رات گئے تک بیٹھے رہے۔ کوئی فون کوئی اطلاع۔

''انکل آپ غلطی کر رہے ہیں۔ جو جوں ٹائم گزرے گا۔ مشکل ہوتی جائے گی۔ پولیس کی مدد لے لینی چاہیے۔'' طلال کا بھی یہی مشورہ تھا۔ اس کی پریشانی، دل کی بے چینی اور اضطراب اس کے چہرے، اس کے ہر انداز سے جھلک رہا تھا۔

''برخوردار۔۔۔ ہم بہتر سمجھتے ہیں کہ کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں۔ پولیس کے پاس جا کر کس دشمن کے خلاف پرچہ کٹوائیں ہم؟ کل تک دیکھیں گے کیا بنتا ہے۔ پھر جو اللہ کو منظور۔'' آغا جان نے بات ہی ختم کر دی تھی۔ وہ لوگ بھی چپ ہو گئے مگر رات گئے تک کہیں سے کوئی خبر نہیں ملی۔ کبیر اور موحد تمام سڑکیں پھر آئے۔ طلال کے ساتھ جا کر دارالامان تک دیکھ آئے۔ مگر آج تائی جان کی ایک ہی ضد تھی کہ پولیس میں رپورٹ درج کروا دی جائے۔ بھاڑ میں جائے ایسی عزت جسے بچاتے بچاتے واقعی عزت چلی جائے۔

''میں آغا جان سے بات کرتا ہوں۔ تم اپنے آپ کو سنبھالو صدیقہ۔ صبر کرو۔'' مبین صاحب خود بھی اندر سے ٹوٹ چکے تھے۔ تحمل سے کہہ کر اٹھ گئے۔ ملاحہ نے ماں کے گلے لگی چپکے سے آنسو بہانے لگی۔ اس کی نازک سی پیاری سی بہن نجانے کن حالوں میں تھی۔

☆......☆......☆

وہ کل سے بھوکی پیاسی تھی۔ رونا رونا اور صرف رونا۔ اب تو اس کی آنکھیں بھی خشک ہونے کو تھیں۔ پوری رات گھر سے باہر گزارنے کا مطلب ایک لڑکی کے لیے کیا ہوا کرتا ہے؟؟ اس کا دل اس سوچ کے ساتھ پھٹتا تھا۔ ابھی بھی محض اس نے ناشتے کی ٹرے میں صرف چائے کا کپ اٹھایا تھا۔ وہ عورت اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی۔

''کچھ کھا لو۔ رات سے بھوکی ہو۔''

''تم بھی ایک عورت ہو، تمہیں رحم نہیں آتا۔ اگر تمہاری بیٹی کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرے تو تمہارے دل پر کیا بیتے گی؟'' آنکھوں میں آنسو بھرے وہ اس عورت سے دل پسیج دینے والے انداز میں کہہ رہی تھی مگر بڑے بڑے نوٹوں کا لالچ فی الحال اسے قبر کے سانپ بچھو بھلائے ہوئے تھا۔

''یہ چائے ختم کرو۔ پھر میں بات کرتی ہوں تم سے۔'' عورت نے اکھڑ انداز میں کہا اور سچ تو یہ تھا کہ کل سے لے کر اب تک مہر ماہ کی ساری ہمت اور اعتماد دم توڑ چکا تھا۔ ''اب کیا ہوگا؟'' کی تلوار سر پر لٹکتی محسوس ہو رہی تھی۔

اس کے اتنی بات کو ہی بہت جان کر مہر ماہ نے دو تین بڑے گھونٹوں میں چائے ختم کر دی۔ اس عورت نے برتن اٹھا کر سائڈ رکھ دیے۔ اب وہ اور مہر ماہ آمنے سامنے بیٹھی ہوئی تھیں۔

''دیکھو میں نہیں جانتی کہ تمہاری اور صاب کی کیا دشمنی ہے۔ میں نوکری پیشہ ہوں۔ مجھے اس کام کی تنخواہ مل رہی ہے، میں وہی

کروں گی اور بس۔۔۔'' وہ ذرا تھمی تو مہرماہ نے جلدی سے کہا۔

''تم اس سے کہو۔۔۔وہ مجھ سے بات کرے، کیا چاہتا ہے وہ؟ دشمن ہی سہی مگر خون کا رشتہ تو ہے نا ہمارے درمیان۔''

''یہاں سارا انتظام ہے۔تم جو بول رہی ہو، وہ صاب سن رہا ہے۔'' وہ عورت آرام سے بولی تو مہرماہ چپ سی ہوگئی۔

''اتنا ہی بزدل ہے کہ سامنے آ کر بات نہیں کرسکتا تو یہ سارا ڈراما کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی اسے۔'' اس نے لمحہ بھر کے توقف کے بعد تلخی سے کہا تھا۔

''جب پرندے کے پر کاٹ دیے جائیں تو اس کے پاس ماسوائے پنجرے کے ساتھ سمجھوتا کرنے کے اور کوئی راستہ نہیں بچتا لڑکی! تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم اپنے آپ کو صاب کی ہر شرط ماننے کے لیے راضی کرلو۔اگر اس قید سے رہائی چاہتی ہو تو۔'' وہ بڑے سیانے پن سے کہہ رہی تھی۔مہرماہ اندر ہی اندر تلملائی۔

''نمیر وقار آفندی! یوں بزدلوں کی طرح کیوں چھپ کر بیٹھ گئے ہو اب بتاؤ کتنا حصہ چاہیے تمہیں آغا جان کی جائیداد میں سے؟'' اس نے چہرہ اٹھاتے ہوئے اونچی اور تلخ آواز میں پوچھا تھا۔جواباً کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔مہرماہ کے اندر جیسے غضب کا طوفان کروٹیں لینے لگا۔''افسوس ہے، مجھے بے حد افسوس ہے تم بھی اپنی ''ماں'' ہی کا بیٹا ہونے کا ثبوت دے رہے ہو۔کاش کہ تم ثابت کرتے اپنے عمل سے کہ تم وقار آفندی کے بیٹے ہو۔'' یہ مہذبانہ انداز میں طوائف کا بیٹا ہونے کی گالی تھی جو مہرماہ نے نمیر آفندی کو دے ڈالی تھی مگر اس وقت وہ شل ہوتے دماغ کے ساتھ غم و غصے کی جس کیفیت میں تھی، جانے کیا کچھ کہہ دیتی۔

''وہ اس گھر میں اپنا مقام چاہتا ہے تو اس سے کہو میں بات کروں گی آغا جان سے مگر اس قدر گراوٹ کا مظاہرہ نہ کرے۔'' مہرماہ نے بے بسی سے اس عورت سے کہا۔

''وہ تم سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔'' اس عورت نے اس قدر اطمینان سے کہا جیسے کوئی ادھار کی چیز مانگ رہی ہو۔مہرماہ نے ناسمجھی والے انداز میں اسے دیکھا۔ابتدائی جھٹکا یہی تھا۔اس کے ذہن میں اس بات کو جیسے سمجھا ہی نہ تھا۔

''واٹ؟'' پھر وہ بھک سے اڑی۔''دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا۔۔۔'' وہ غرائی تھی۔

''یہاں سے اگر آزادی چاہتی ہو تو تمہاری آزادی کی قیمت یہی ہے۔'' وہ پرسکون انداز میں بولی تھی۔

''اس کا دماغ خراب ہے۔۔۔میں۔۔۔دو ہفتوں بعد میری شادی ہے۔وہ میرے ساتھ ایسی بکواس کیسے کرسکتا ہے؟'' وہ غم و غصے سے جیسے پاگل ہونے لگی۔

''جتنی جلدی فیصلہ کروگی۔اتنی ہی جلدی یہاں سے آزاد ہوگی۔اب یہ تم پر ہے کہ تم کتنا وقت لیتی ہو۔'' وہ جیسے مہرماہ کی بات تو سنتی ہی نہ تھی۔اپنی ہی بات کرتی تھی۔

''کبھی نہیں۔'' وہ زور سے چیخی۔ ''پاگل ہو گیا ہے وہ۔ میری شادی طے ہے اور نہ بھی ہوتی تب بھی میں نے لعنت بھیجتی اس آفر پر۔''

اس عورت نے ناگواری سے اسے دیکھا۔ ''عزت دے رہا ہے تمہیں پھر بھی تمہارے مزاج نہیں مل رہے۔''

''عزت چھین کے عزت دینے والے واہ واہ کے مستحق نہیں ہوتے۔'' وہ تلخی سے بولی تو انداز تند و تیز تھا۔

''خوش قسمت ہو، عزت کے بدلے عزت ہی دے رہا ہے۔ ورنہ یہاں اس کی قید میں ہو۔ جو چاہے سلوک کر لے، کیا کر سکتی ہو تم؟''

اب کی بار اس عورت نے چبھتے لہجے میں اسے گویا اس کی موجودہ 'اوقات' یاد دلائی تو مہر ماہ کا دل کسی کھائی میں جیسے ڈوب کر ابھرا۔

''اس سے کہو آ کر مجھ سے بات کرے۔ پلیز بات کرنے سے ہی مسئلے حل ہوا کرتے ہیں۔ ایسی فضول حرکت سے نہ تو اسے جائیداد میں حصہ ملے گا اور نہ ہی خاندانی حیثیت۔۔۔ آغا جان کو پتا چلے گا تو وہ اسے گولی سے اڑا دیں گے۔'' وہ ذرا دھیمی پڑی۔ پہلے ملتجیانہ انداز میں کہا پھر ساتھ ہی دھمکا بھی دیا۔

''وہ جو چاہتا ہے میں نے تمہیں بتا دیا ہے بی بی۔ تم اپنا زیادہ دماغ مت لڑاؤ۔ بس یہ سوچو کہ تمہاری یہاں سے آزادی کی ایک ہی قیمت ہے۔''

''مسلمان ہو تم اور وہ بھی۔ اتنا ہی جانتے ہو کہ اس طرح کے زبردستی کے نکاح کی اسلام میں کوئی وقعت، کوئی حیثیت نہیں۔ ایک کام شرعاً ہی ٹھیک نہیں تو اس سے کیا فائدہ حاصل۔'' مہر ماہ نے اب دوسری طرح سے اسے سمجھانا چاہا۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ اپنے بال ہی نوچ لیتی۔ تب ہی وہ عورت اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ مہر ماہ نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

''جو کام عزت سے ہوتا ہو وہ عزت سے ہی کر لینا چاہیئے بی بی۔ صاب جی کی قید میں ہو۔ وہ بنا نکاح کے تمہارے پاس آئیں گے تو تمہیں بھی یہ بات پسند نہیں آئے گی۔'' وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی تو مہر ماہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

'' بکواس بند کرو تم بھی اور اس آدمی کو بھی کہہ دینا۔ میں مر جاؤں گی مگر یہ کام کبھی نہیں کروں گی۔ کر لے وہ جو کر سکتا ہے۔'' غصے سے لال بھبھوکا چہرہ لیے وہ درشتی سے بولی تھی۔

اس عورت نے گہری سانس بھری پھر تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ ''آگے تمہاری مرضی ہے۔ اگر دل کو منا لو گی تو باعزت رہو گی ورنہ جو تمہیں اغواء کر سکتا ہے اسے تم کچھ بھی کرنے سے روک نہیں سکتیں۔'' وہ کہہ کر چلی گئی تھی۔

اور مہر ماہ۔۔۔ وہ لمحہ بھر تو اس کی بات سمجھ کر سناٹے میں رہی پھر یک لخت ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

''یا اللہ۔۔۔ رحم۔۔۔'' اسے حقیقی معنوں میں اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کس مصیبت کا شکار ہو چکی تھی۔

آفندی ہاؤس کے مکینوں میں سے کسی کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ نمیر وقار آفندی اس کے اغواء میں ملوث ہو سکتا ہے۔ برسوں پہلے وقار آفندی اور زرنگار کے ساتھ ان سب نے نمیر آفندی نامی بچے کو بھی مردہ تصور کر لیا تھا۔ اور یہ سب سوچیں اتنی خوفناک

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

تھیں کہ مہرماہ کے آنسو اور ہچکیاں نہ رکتی تھیں۔

☆......☆......☆

وہ تھکا ماندہ گھر لوٹا تو سب کو سلام کر کے سیدھا اپنے کمرے کا رخ کیا۔

"طلال۔۔۔!" پاپا نے اسے آواز دی تو وہ گہری سانس بھرتے ہوئے پلٹا۔ شام کی چائے پر ماما، پاپا اور بھابھی بھی موجود تھیں۔ بھابھی کی نگاہوں سے استہزا جھلکتا تھا۔ "کچھ پتا چلا مہرماہ کا؟" اس کی ماما نے پوچھا تو انداز میں پہلے والی گرم جوشی نہیں تھی۔ اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں اور نفی میں سر ہلایا۔ ایک رات اور آج کا پورا دن گزر چکا تھا۔ پولیس میں رپورٹ درج کرائی جا چکی تھی۔ مگر مہرماہ آفندی کا کہیں کوئی سراغ نہیں ملتا تھا۔

"ادھر آؤ طلال! یہاں بیٹھو آ کر۔" پاپا نے اپنے سامنے والی خالی کرسی کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"پھر سہی پاپا۔ ابھی تھکا ہوا ہوں۔"

وہ معترض تھا۔۔۔ فی الحال وہ مہرماہ کے بارے میں کسی سے کوئی بات نہ سننا چاہتا تھا اور نہ اس بارے کچھ کہنا چاہتا تھا۔

"ہمارے پاس اتنا وقت نہیں طلال کہ ہم ایک دوسرے سے نظریں چرائے حقیقت سے آنکھ بچا کر گزار دیں۔ بیٹھو یہاں، کچھ باتیں طے کرنی ہیں۔ آج ہی ہو جائیں تو بہتر ہوگا۔" پاپا نے قطعی لہجے میں کہا تو اسے بیٹھتے ہی بنی۔

"پھر کیا سوچا ہے تم نے نیکسٹ؟" وہ سیدھے سبھاؤ پوچھ رہے تھے۔

"میرا دل کہتا ہے مہرماہ مل جائے گی پاپا۔۔۔" وہ نروٹھے انداز میں بولا۔ نظروں میں احتجاج کی کیفیت تھی۔

"پھر۔۔۔؟" ان کی پیشانی پر بل پڑے۔ استفہامیہ انداز میں بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"پھر؟ ہماری شادی کی ڈیٹ فکس ہے پاپا۔" طلال نے گویا انہیں یاد دلایا۔

"شادی تو تب ہوگی جب وہ واپس آئے گی۔ دو دن ہو گئے اس کا کچھ پتا نہیں۔ اللہ رحم کرے اس بچی پر۔" ماما نے آزردگی سے کہا۔

"پولیس میں رپورٹ کرادی ہے۔۔۔ ماما۔۔۔ ان شاءاللہ مل جائے گی۔" وہ پر یقین تھا۔

"اور تم اسی لڑکی سے شادی کرو گے۔ جسے جانے کس نے اغواء کیا ہے اور نجانے وہ کن حالات میں ہے۔" پاپا نے تیکھے انداز میں کہا تو وہ چپ سا ہو گیا۔

"وہ ایک اچھی فیملی کی لڑکی ہے پاپا۔ اس میں اس کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔" توقف کے بعد وہ بولا۔

"اچھی فیملی کی تھی تب ہی شادی طے کی تھی اس سے مگر اب حالات کچھ اور ہیں طلال۔ بیوقوفی مت کرو۔ نجانے کیسے ہاتھوں میں گئی ہے اور کس کنڈیشن میں واپس آئے۔ تم اپنا فیصلہ پہلے سے سوچ کر رکھو۔" وہ قطعیت بھرے مخصوص انداز میں بولے تو وہ تلخ سوچ

http://kitaabghar.com

ایک کڑوی حقیقت بن کر طلال کے سامنے آن کھڑی ہوئی جس سے وہ کل سے نظریں چرا رہا تھا۔بار بار اسے ذہن سے جھٹک رہا تھا۔

''ہم بھی خاندان والے ہیں طلال۔دس بارہ دن بعد شادی کی تاریخ ہے اللہ جانے کب مہر کا پتا چلے گا اور اگر عین وقت تک وہ نہ آئی تو ہم کیا بتائیں گے سب کو؟'' ماما بھی آرزدہ تھیں۔مگر بہرحال اپنی عزت انہیں زیادہ پیاری تھی۔

''تو آپ ہی بتائیں۔میں کیا کروں؟؟'' وہ بے بس سا کرسی پر گر پڑا۔سرنیہوڑائے وہ بے بس لگتا تھا۔دھول سے اٹے بال اور نیند کی کمی کی وجہ سے لال ہوتی آنکھیں۔۔۔ماں باپ کا دل دکھا گئیں۔مہر ماہ آفندی اس کا پیار تھی۔بڑی ضد اور مان کے ساتھ اس نے مہر ماہ کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا فیصلہ منوایا تھا اور اس سلسلے میں وہ اپنی بہو کی ناراضگی مول لے چکے تھے جس کا ارادہ اپنی بہن کو دیورانی بنانے کا تھا۔

''حقیقت پسند بنو طلال اور حقیقت یہی ہے کہ ایسی لڑکی کو تم اپنی بیوی نہیں بنا سکتے۔'' ماما نے محتاط انداز میں کہا تو وہ بے ساختہ شکوہ کناں نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

''صحیح کہہ رہی ہیں یہ کس کس کو جواب دے گے سوالوں کا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کا کہیں اتا پتا ہی نہیں۔شادی کی بات تو بعد کی ہے۔'' پاپا نے بھی صاف گوئی سے کہا تو سر گرائے بیٹھا جانے کیا کیا سوچ گیا۔

''آج رات کا وقت ہے تمہارے پاس طلال۔اچھی طرح سوچ لو۔کیا ایسی لڑکی کا ساتھ تم ساری زندگی کے لیے لوگوں کے سوالات اور طنزیہ نظروں کے ساتھ برداشت کرلو گے؟ پھر کل پرسوں تک میں ان لوگوں کو جواب دے دوں گا'' پاپا نے قطعی انداز میں کہا تھا۔

''پاپا پلیز۔۔۔اسے واپس تو آلینے دیں۔۔۔پتا نہیں وہ کن حالات میں ہے۔'' وہ ضبط کی انتہا پر تھا۔ہنستی مسکراتی خوب صورت خوابوں سے سجی زندگی ایک دم سے اتنا خوفناک موڑ لے بیٹھی تھی کہ سب کے ساتھ وہ بھی دنگ رہ گیا تھا۔

''یہی تو میں تمہیں سمجھانے کی کوشش کررہا ہوں بیٹا۔نجانے کن حالات سے گزر کر آئے وہ۔بہتر یہی ہوگا کہ جگ ہنسائی سے پہلے ہی ہم کوئی فیصلہ کرلیں۔۔۔اور ہاں۔۔۔میں اسی تاریخ کو تمہاری شادی کرنا چاہتا ہوں مگر لڑکی مہر ماہ نہیں ہوگی۔مجھے یقین ہے کہ اچھی طرح سوچنے کے بعد تم مجھے حق پر پاؤ گے۔'' انہوں نے بات ہی ختم کردی تھی۔طلال سے مزید کچھ سنا ہی نہیں گیا۔وہ تیزی سے اٹھ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔ماما کی آنکھیں نم ہوگئیں۔جبکہ بھابھی کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دبی ہوئی تھی اور آنکھوں میں وہی مزہ لیتی تمسخرانہ کیفیت۔

☆......☆......☆

''نکاح خواں آئیں گے۔تم ان کے سامنے ہاں کے علاوہ ایک لفظ بھی مزید نہیں بولو گی۔ورنہ نتائج کی ذمہ داری تم پر ہوگی۔'' پہلے دن کے بعد وہ آج تیسرے روز اس کے سامنے آیا تھا۔

''خدا کے لیے۔۔۔بس کردو یہ کھیل۔۔۔'' مہر ماہ نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے اور سسک اٹھی۔

''تم نے سنا میں نے کیا کہا؟ ورنہ ساری عمر اسی کمرے میں گزار دوں گی، تب بھی تمہارے گھر والے تمہیں ڈھونڈ نہیں پائیں گے۔'' وہ سختی سے بولتا اسے بے حد ظالم لگا۔

''تم نے بدلہ لینا ہے تو آغا جان سے لو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ پلیز مجھے جانے دو۔'' وہ تڑپ رہی تھی۔

میں نے کہا نا۔ نکاح نامے پر تین عدد سائن اور ہاں۔۔۔ بس اس کے علاوہ کوئی بحث نہیں۔'' وہ محض اتنا کہہ کر چلا گیا تھا۔ وہ عورت مہرماہ کے پاس ہی تھی۔

''کیوں اپنی جان کو مشکل میں ڈال رہی ہو بی بی۔ غلط کاری تو نہیں کر رہا تمہارے ساتھ۔ نکاح پڑھوا رہا ہے۔'' وہ منہ بنا کر بولی تو مہرماہ کا دل چاہا اس کا منہ نوچ لے۔

''تو تم کیوں نہیں پڑھوا لیتیں نکاح، اتنا ہی ثواب کمانے کا شوق آ رہا ہے تو۔'' وہ اس پر چلائی تھی۔

میں تو بس ایک ہی بات جانتی ہوں۔ نیت کر کے دل سے مان کر نکاح کرو گی تو یہ نکاح جائز ہو گا۔ لیکن اب بھی اگر تم زبردستی مجبور کرنے پر ہامی بھرو گی اور وہ بیوی مان کر تمہارے پاس آ گیا تو۔۔۔ سوچ لو پھر۔۔۔ ناجائز تعلق نبھانے آسان نہیں ہوا کرتے بی بی۔ دل سے مان کر نکاح کر لو۔ جب بھی موقع ملا نکلنے کا تو جو دل چاہے فیصلہ کر لینا۔''

اس نے ایک اور سوچ، پتا نہیں صحیح تھی یا غلط، مہرماہ کے منتشر اور تھکے ہوئے ذہن کو تھما دی۔

اور وہ واقعی۔۔۔ جب تک مہرماہ کی دلی رضامندی نہ ہوتی، یہ نکاح جائز ہی کہا تھا۔ نہ اس کے ولی پاس تھے نہ گواہان اور ایسے میں اگر واقعی وہ حق جتانے اس کے پاس آ جاتا تو۔۔۔ وہ لرز اٹھی گھٹنوں میں منہ چھپائے وہ زور زور سے رونے لگی۔

اسے یاد آیا۔۔۔ دس دنوں بعد وہ طلال کی دلہن بننے والی تھی۔ مگر نہیں ہارنا اس کا مقدر تھا۔

☆......☆......☆

آفندی ہاؤس میں تو گویا صفِ ماتم بچھ چکی تھی۔ ملاحہ اور فرزین کی سہیلیوں کو ڈھولک کے لیے منع کر دیا گیا تھا۔ آغا جان کی خرابی طبع کا بہانہ کر کے، تائی جان تو بستر پر ہی پڑ گئی تھیں۔ ہر وقت مہرماہ مہرماہ پھر ہائے ہائے کی پکار۔ ملاحہ نے کالج جانا چھوڑ رکھا تھا۔ وہ بھی مہرماہ کو یاد کر کے روتی رہتی تھی۔ یقین ہی نہ آتا تھا کہ مہرماہ اب کہیں نہیں ہے۔

مرے ہوئے پر تو صبر آ جاتا ہے۔ زندہ بچھڑے ہوؤں پر نہیں۔

''مجھے تو موحد اور اس کی ماں پر شک پڑتا ہے مبین صاحب۔ انہوں نے ہی غائب کرایا ہو گا میری مہرو کو۔'' وہ آج روتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''کیا بچوں کی سی باتیں کر رہی ہو صدیقہ۔'' وہ ان کی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے نرمی سے ٹوک کر بولے۔

''اسی نے کبیر کو بلایا تھا فیکٹری۔ وہ دس منٹ لیٹ ہوا ادھر میری بیٹی غائب ہوگئی۔''

''وہ آفس کے کام سے شہر سے باہر تھا صدیقہ! آفس ریکارڈ موجود ہے۔ میں نے وہاں سے بھی پتا کروایا ہے جہاں موحد موجود تھا۔''انہوں نے رسان سے کہا۔

''آپ نہ مانیں۔ مگر ان دونوں کے علاوہ پوری دنیا میں ہمارا کوئی دشمن نہیں ہے مبین صاحب۔'' وہ بضد تھیں۔

''مہرو کو اغوا کر کے انہیں کیا حاصل صدیقہ۔'' وہ تھکے تھکے انداز میں بولے تو وہ رونے لگیں۔

''مجھے نہیں پتا مبین۔ میری بیٹی مجھے لا کر دیں۔ ہائے میری بچی۔ نجانے کس حال میں ہوگی۔ میری نازوں پلی۔ یا اللہ کن ظالموں کے ہتھے چڑھ گئی۔ تو اپنا رحم کرنا الٰہی۔''

''آمین۔۔۔!'' مبین صاحب نے آنکھوں کی نمی صاف کرتے ہوئے صدق دل سے کہا تھا۔

☆......☆......☆

''نمیر۔۔۔ یہ تمہاری حرکت ہے نا؟'' کال ملتے ہی تیز لب و لہجے میں وہ اتنے یقین سے بولی کہ اپنی کرسی پر آرام دہ کیفیت میں بیٹھا نمیر آفندی بے اختیار سیدھا ہوا بیٹھا۔ پھر اس کے الفاظ کا مطلب سمجھ میں آتے ہی ڈھٹائی سے ہنستے ہوئے بولا۔

''کس حرکت کی طرف اشارہ ہے تمہارا؟''

''مہر ماہ دو تین روز سے گھر سے غائب ہے نمیر۔'' وہ دانت پیس کر بولی۔ درحقیقت وہ شاکڈ تھی اور اب غصے میں بھی۔

''اچھا تو تمہارا زریں خیال یہ ہے کہ محترمہ میرے ساتھ بھاگ گئی ہیں؟'' نمیر نے تیکھے لہجے میں پوچھا تو وہ لمحہ بھر کو چپ ہوگئی۔

''تو۔۔۔؟ کیا وہ تمہارے ساتھ نہیں ہے؟''

''میری سمجھ میں نہیں آتا سومی! تمہارا اس سارے معاملے سے کیا لینا دینا ہے۔ فضول میں اپنا خون جلا رہی ہو۔'' وہ اسے ٹال رہا تھا۔ سومیہ کو صاف محسوس ہو رہا تھا۔

''اگر تم نے ایسی حرکت کی ہے تو تمہیں شرم آنی چاہیے نمیر۔ بدلہ لینے کے لیے تم نے ایک کمزور لڑکی کو نشانہ بنایا۔'' وہ تاسف سے بولی۔

''بدلہ لینے کے لیے وار ہمیشہ کمزور جگہ پر ہی کیا جاتا ہے۔'' وہ مطمئن تھا۔

''ہاں جیسے آفندی ہاؤس والوں نے کیا تھا۔ تمہاری ماں پر۔۔۔ کیونکہ وہ وقار آفندی کی کمزوری تھیں اور اب تم بھی اسی انداز سے ان سے بدلہ لے رہے ہو۔۔۔ ہوں تو ایک ہی خون نا۔'' وہ سلگ کر بولی۔ تو نمیر آفندی کے دل کو کسی نے کند چھری سے ذبح کیا۔

''برے کے ساتھ برا نہ ہو تو اسے سمجھ کیسے آئے سومیہ جی۔۔۔'' وہ خود کو سنبھالتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں بولا۔

''بس کرو نمیر، خدا کے لیے۔ تم ہی بارش کا پہلا قطرہ بن جاؤ۔ ختم کر دو اس دشمنی کو۔'' وہ زچ آ گئی تھی۔ سالوں ہو گئے تھے اس

آتش مزاج کو سمجھاتے مگر وہ آج بھی دشمنی کے اسی درجے پر فائز تھا۔ مر جاؤ یا مار ڈالو والا اصول اپنائے۔

''کر دیا بس۔۔۔ختم کر دی دشمنی۔اب خوش؟'' وہ ایک دم سے بولا تو سومیہ چپ رہ گئی۔

''تو پھر۔۔۔مہر ماہ کہاں ہے؟

''میرے پاس نہیں ہے۔'' وہ سکون سے پُر لہجے میں بولا۔

''اب نہیں ہے یا پہلے بھی نہیں تھی؟'' سومیہ اس سے اگلوانا چاہ رہی تھی۔

''تم کیا مجھ پر انویسٹی گیشن (تفتیشی) آفیسر لگی ہوئی ہو؟'' وہ ناگواری سے بولا تھا۔

''تمہارے اندر آفندی ہاؤس والا کا نچ ہے نمیر۔۔۔!وہ بھی تمہاری طرح ظالم ہیں۔انسان کی قدر نہ کرنے والے۔'' وہ تپی۔

جواباً نمیر نے ہنس کر اسے اور تپایا۔ ''مگر انا اور ضد کے کھیل میں بدلہ تو شاید جیت جائے ،مگر ہار صرف مہر ماہ کا مقدر بنے گی نمیر۔۔۔! جو بالکل بے قصور ہے۔زرنگار و وقار آفندی کی طرح۔'' سرسراتے لہجے میں اس نے کہا تو وہ ڈھٹائی سے بولا۔ ''یہ دنیا کا قانون ہے۔سزا ہمیشہ بے گناہ کو ہی ملتی ہے ڈیئر۔''

''تم ہی کچھ تبدیلی لے آتے۔ہاتھی کے پاؤں میں پاؤں رکھنا ضروری تھا کیا؟''

''اچھا اب بس کرو۔بور ہو رہا ہوں میں۔دوست تم میری ہو اور فیور مہر ماہ آفندی کی کر رہی ہو۔'' وہ فوراً ہی بد مزاج سا نمیر بن گیا تھا۔

''سچ بتاؤ نمیر خیریت سے ہے نا مہر ماہ؟'' سومیہ نے ملتجیانہ پوچھا تو قدرے توقف کے بعد وہ بولا۔

''خیریت سے ہی ہو گی۔۔۔مگر میرے پاس نہیں ہے۔''

''سچ کہہ رہے ہو؟'' سومیہ کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

''نہیں۔۔۔ریڈ کرا دو پولیس کی۔۔۔شاید نکل ہی آئے تمہاری مہر ماہ آفندی یہاں سے۔'' وہ غصے سے بولا اور لائن ہی کاٹ دی۔اس کے ہونٹوں پر محفوظ سی مسکراہٹ تھی۔ ''مہر ماہ آفندی۔۔۔ہوں۔۔۔صدیقہ بیگم۔۔۔اب پتا چلے گا تمہیں کہ ایک طوائف کا بیٹا بطور داماد کیسا محسوس ہوتا ہے اور ایک طوائف زادے کی ساس ہونا کیسا لگتا ہے۔''

آج بہت عرصے بعد اس کا کھل کر قہقہہ لگانے کا دل چاہ رہا تھا۔

☆......☆......☆

پولیس میں رپورٹ درج کرانے سے بھی کچھ حاصل نہ ہوا تھا۔تین روز یوں ہی گزر گئے اور آج چوتھے روز کی شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے جب آفندی ہاؤس میں لینڈ لائن پر کال آئی۔جو اتفاق موحد نے ریسیو کی۔دوسری جانب سے جانے کیا کہا گیا۔

''جی ہاں۔۔۔جی جی۔۔۔بالکل۔۔۔یہی گھر ہے۔'' فطری طور پر سب ہی اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"جی۔۔۔ٹھیک ہے او کے میں دو منٹ میں آتا ہوں۔آپ ذرا دھیان رکھیے گا۔" وہ بہ عجلت بولا اور فون رکھ دیا۔

"کیا ہوا۔۔۔کون تھا؟ کس کا فون تھا۔موحد۔۔۔!" مبین صاحب اور سہیل آفندی اس کے پاس آ گئے تھے۔

"کسی نے ایک اشارہ دیا ہے مہر ماہ کے لیے۔۔۔میں پتا کر کے آتا ہوں۔" وہ تیزی میں تھا۔

"میں ساتھ چلتا ہوں۔۔۔" مبین صاحب کی شفقت پدری نے جوش مارا۔

"پکی اطلاع نکلی تو آپ کو بتاؤں گا تایا جان۔ابھی فی الحال مجھے جانے دیں پلیز۔" وہ بے حد سنجیدہ تھا۔ثمرہ ناراض نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔وہ ان سے نظر چراتا باہر نکل گیا۔باہر نکلتے ہی اس نے کبیر کو آواز لگائی تھی۔

☆......☆......☆

وہ دونوں اسپتال کے استقبالیہ پر پہنچے۔موحد نے اسپتال سے آنے والی کال اور مریضہ کے متعلق بتایا تو نرس ان کے ساتھ چل پڑی اور انہیں کمرہ دکھا کر لوٹ گئی۔موحد نے بے ساختہ کبیر کی طرف دیکھا۔"تم یہیں ٹھہرو۔"

وہ دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔"جی بہتر۔۔۔"

اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور اندر سے لیڈی ڈاکٹر باہر نکلی۔موحد تھم سا گیا۔

"آپ؟" ڈاکٹر نے ان دونوں پر نظر ڈالی۔

"جی۔میں مریضہ کا کزن ہوں۔آفندی ہاؤس سے۔" موحد نے تعارف کرایا۔

"ہوں۔" ڈاکٹر نے گہری سانس لی۔

"تین روز پہلے کوئی اس لڑکی کو زخمی حالت میں یہاں چھوڑ گیا تھا۔سر پر چوٹ آئی تھی اندرونی۔جس کی وجہ سے وقتی طور پر اس کی یادداشت چلی گئی تھی۔آج اللہ کا شکر ہے طبیعت سنبھلی تو سب یاد آ گیا۔اسی نے نمبر دیا تھا گھر کا۔میں نے ہی اطلاع دی ہے آپ لوگوں کو۔" ڈاکٹر نے تفصیل بتائی تھی۔

"میں مل سکتا ہوں اس سے؟" موحد نے محتاط انداز میں پوچھا۔کبیر کو بھی شک ہی تھا کہ کوئی اور نہ ہو۔

"جی ضرور۔۔۔مہر ماہ آفندی ہی نام ہے نا آپ کی کزن کا؟" وہ مسکرائی۔تو ایک نظر اسے دیکھ کر موحد فوراً دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا تھا۔اور سامنے ہی بستر پر تکیے سے ٹیک لگائے مہر ماہ موجود تھی۔موحد کو دیکھ کر بے اختیار سیدھی ہو بیٹھی۔

"مہر۔۔۔!" موحد نے بے ساختہ اسے پکارا تو وہ رو دی اور پھر روتی ہی چلی گئی۔بہ آواز بلند۔خود پر سے قابو کھو کر۔موحد کا ہاتھ تھام کر۔جیسے اپنی تمام پونجی لٹا آئی ہو۔۔۔کیا خبر۔۔۔؟

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

تائی جان نے جب سے سنا کہ موحد کو مہر ماہ کے بارے کسی نے کوئی اطلاع دی تھی تب سے ان کے دل کو پر لگے ہوئے تھے۔

”کمال کرتے ہیں آپ بھی۔خود جانے کے بجائے اسے بھیج دیا۔وہ کہاں کا سگا ہے ہمارا۔“

”جو بھی بات ہوگی وہ اطلاع دے گا صدیقہ۔اللہ سے رحم مانگو۔“ وہ خود بھی دل ہی دل میں محوِ مناجات تھے، انہیں جھڑک دیا۔

مگر ماں کے دل کو سکون کہاں؟

کبھی اٹھتیں، کبھی بیٹھتیں۔ ”یا اللہ۔۔۔مہر ماہ خیریت سے ہو۔میری بیٹی پر اپنا رحم کرنا۔مولا۔“ ان کا دل بہت بری طرح سے دکھا ہوا تھا۔گاڑی پورچ میں آ کر کھڑی ہوئی تو مہر ماہ کو لگا اس کی جان نکلنے والی ہے۔آنے والی قیامت کا وہ صرف اندازہ ہی کر سکتی تھی۔

وہ موحد کی کہنی دبوچے، خوف زدہ سی کیفیت میں اندر کی طرف بڑھی اور موحد آفندی خاموش تھا۔بے حد خاموش۔اس نے تمام راستے ایک بھی لفظ مہر ماہ سے نہ پوچھا تھا۔تائی جان مہر ماہ کو دیکھتے ہی چیخ مار کر اس کی طرف لپکی تھیں۔سر پر بندھی پٹی اور ایک پٹی کلائی پر لپٹی ہوئی تھی۔مہر ماہ، ماں سے لپٹ کر جو روئی تو پھر جیسے آسمان بھی اشک بار ہو گیا تھا۔وہ اگلے ہی پل حواس سے بیگانی، زمین پر پھسلتی ان کے بازوؤں کے گھیرے سے نکلتی چلی گئی۔مبین صاحب نے بے قراری سے اپنی راج دلاری کو سنبھالا تھا۔موحد اچٹتی نگاہ ہوش و حواس سے عاری، صوفے پر لیٹی مہر ماہ پر ڈالنے کے بعد اب آغا جان سمیت ان سب کو مہر ماہ کے شدید ایکسیڈنٹ اور اس کے بعد وقتی طور پر یادداشت گم ہو جانے کی تفصیل بتا رہا تھا۔آغا جان سمیت مہر ماہ کے والدین کا اعتماد پھر سے لوٹنے لگا کہ ان کی عزت سلامت رہی تھی۔

”یا اللہ۔۔۔تیرا شکر۔۔۔۔“

☆......☆......☆

طلال کو خبر ملی تو وہ اڑتا ہوا آفندی ہاؤس پہنچا۔

”کہاں سے، کب، کیسے؟“ وہ ملاحہ سے مارے تحیر اور بے یقینی کے سوال پر سوال پوچھتا تھا۔وہ گڑبڑا گئی۔پھر اسے ساری تفصیل بتائی تو سکون کی لہر طلال کے تن من کو بھگو گئی۔مہر ماہ آفندی بالکل خیریت سے تھی۔

”کہاں ہے وہ ملاحہ؟ مجھے ملنا ہے اس سے۔“ وہ بے قرار ہوا۔

”ایک منٹ ٹھہریں میں ذرا دیکھ کر آتی ہوں۔آپی سو نہ رہی ہوں۔۔۔آپ دیکھیں، ایک ہی خاموشی طاری ہے ان پر۔“ ملاحہ کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔مہر ماہ کے لوٹنے کا سکون تو جو تھا سو تھا مگر گزرے چار دن ان سب کے چین و آرام اور اعتماد کو بری طرح مجروح کر گئے تھے۔اس کا اثر ابھی تک باقی تھا۔

”تم پتا کر کے آؤ۔میں ویٹ کر رہا ہوں۔“ وہ ہلکے سے مسکرا دیا۔ملاحہ سر ہلاتی ڈرائنگ روم سے نکل گئی۔وہ ابھی فوری طور پر اس عروس جان سے مل کر اسے تسلی دینا چاہتا تھا۔اسے بتانا چاہتا تھا کہ اگر وہ ان چار دنوں میں برے حالات سے گزری تھی تو وہ بھی کانٹوں کے بستر پر سویا تھا۔

اوپر سے گھر والوں کا رویہ۔ جو کسی بھی صورت ایک اغواء شدہ لڑکی کو بہو بنانے کو تیار نہ تھے۔ وہ بے اختیار مسکرا رہا تھا۔

☆......☆......☆

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو تائی جان مہر ماہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ ابھی زبردستی اسے دلیے کا پیالہ کھلا کر فارغ ہوئی تھیں۔ ملاحہ ہلکے سے جوش کے ساتھ مسکراتی ہوئی مہر ماہ کے بالکل پاس جا کر ٹک گئی۔ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ہلکے سے دبایا اور مسکرا کر بولی۔

''آپی! طلال بھائی آئے ہیں۔''

تائی جان نے تشکر بھری سانس لی۔ ان حالات میں داماد کا ساتھ دینا اور بھرپور اعتماد رکھنا شکر گزاری کے زمرے میں ہی آتا تھا۔ مہر ماہ کی پوری جان جیسے اس کی آنکھوں میں سمٹ آئی۔ چہرے پر ایک خوفزدہ سی کیفیت۔ سپید پڑتا رنگ اور ایک جھٹکے سے ملاحہ سے اپنا ہاتھ چھڑانا۔

''کون طلال۔۔۔؟'' اس نے بڑی بیگانگی سے پوچھا تھا۔ ملاحہ کی آنکھوں ہی نہیں چہرے پر بھی تحیر اتر آیا۔

''طلال بھائی۔۔۔ان سے آپ کی شادی ہونے والی ہے آپی۔'' اس نے بے ساختہ یاد دلایا۔

''مل لو مہرو۔۔۔ بہت پریشان رہا ہے وہ بھی۔ بڑی بھاگ دوڑ کی ہے اس نے۔'' تائی جان نے پیار سے کہا مگر وہ تکیہ سیدھا کرتی لیٹ گئی۔

''مجھے کسی سے نہیں ملنا ملاحہ۔۔۔!'' وہ سپاٹ لہجے میں بولی تو ملاحہ پریشان سی ماں کا منہ دیکھنے لگی۔

''ایسے مت کہو مہر ماہ۔ وہ برا محسوس کرے گا۔ تمہاری فکر میں ہی بھاگا چلا آیا ہے نا۔'' تائی جان نے نرمی سے اسے سمجھایا۔

''وہ ملنے آئے گا تو مجھے برا محسوس ہوگا امی۔ اسے واپس بھیج دیں۔'' وہ درشتی سے بولی تو ملاحہ خائف سی ہو کر اٹھ گئی۔

''چلیں۔ کوئی بات نہیں۔ میں کہہ دیتی ہوں آپی سو چکی ہیں۔''

''اس سے جھوٹ مت بولو۔ وہ پھر آئے گا۔ اسے صاف کہہ دو کہ میں اس سے ملنا نہیں چاہتی۔'' مہر ماہ نے اسے ٹوک دیا۔ صاف آواز میں۔ سارے آنسو جیسے وہ قید خانے میں ہی بہا آئی تھی۔ اب تو صرف فیصلے ہی کرنے تھے اور جو فیصلے کرنا ہی نصیب ٹھہرے ہوں ان پر رونا بے سود ہوتا ہے کہ ان پر مہریں ''اوپر'' سے ثبت ہو چکی ہوتی ہیں۔ ملاحہ آزردہ سی کمرے سے نکل گئی۔

تائی جان نے خفگی سے مہر ماہ کو دیکھا۔ ''ایسے مت کرو مہرو۔ اس کے دل میں خیال آئے گا۔''

''خیال ہی تو نکالنا چاہ رہی ہوں امی۔'' وہ اسی بے تاثر انداز میں چھت کو دیکھتے ہوئے بولی تو وہ الجھ سے گئیں۔

سر پر تھوڑی کے نیچے سے گزر کر باندھی گئی سفید پٹی کے بیچ اس کا چہرہ زرد۔۔۔ بہت زرد لگتا تھا۔

''دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔ ہفتہ بھر رہ گیا ہے شادی میں اور تم اس طرح کی باتیں کر رہی ہو۔''

''ہاں امی۔۔۔ کیوں کہ میں اس حقیقت کو سمجھ چکی ہوں کہ ہر زمین پر ایڑیاں رگڑنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیوں کہ ہر زمین سے آب

زم زم نہیں نکلتا۔میں نے بھی قسمت سے ضد لگانا چھوڑ دی ہے۔'' وہ عجیب بہکی بہکی باتیں کر رہی تھی۔تائی جان کو خوف محسوس ہوا۔اس کے سر میں چوٹ کی وجہ سے تین دن تک اس کی یادداشت متاثر رہی تھی۔کہیں اس چوٹ کا اثر دوبارہ سے تو نہیں ہو رہا۔

''مبین سے کہتی ہوں اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر جائیں۔'' انہوں نے دل ہی دل میں تہیہ کر لیا تھا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ابھی تم آرام کرو۔'' وہ اٹھ گئی تھیں۔

''لائٹ بند کر جائیں امی۔(میں اندھیرے میں رونا چاہتی ہوں)۔'' مہر ماہ نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ اس کی ہدایت پر عمل کرتی باہر نکل گئیں۔اور ان کے باہر نکلتے ہی مہر ماہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔اپنے تمام خساروں۔

☆......☆......☆

''موحد۔۔۔میں تمہیں ایک ٹائم پیریڈ دیا ہوا تھا۔اگر تمہیں یاد ہو تو۔۔۔'' ثمرہ نے اسے گھیرنا چاہا جو عجلت میں آفس جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔وہ ٹائی کی ناٹ صحیح کرتا آئینے کے سامنے کھڑا بال بناتے ہوئے آئینے میں انہیں دیکھتے ہوئے مسکرایا۔

''کون سا ٹائم پیریڈ ماما؟ اور کس کام کے لیے؟''

''شاباش۔۔۔'' انہوں نے گہری سانس بھری۔''یعنی تمہارے لیے اس معاملے کی کوئی اہمیت ہی نہیں، جس طرف میرا سارا دھیان رہتا ہے۔'' وہ خفگی سے بولیں وہ خود پر پرفیوم چھڑک کر ان کی طرف آیا۔

''میری پیاری ماما جان۔ایسا کون سا معاملہ ہے۔ذرا میری یادداشت پر بھی تو دستک دیں۔'' انہیں شانوں سے تھام کر مسکراتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا۔

''تمہاری اور سومیہ کی شادی کا۔۔۔'' وہ مسکرا کر بولیں، مگر ساتھ ہی اپنے شانوں پر اس کے ہاتھوں کی ہلکی پڑتی گرفت کو بھی انہوں نے فوراً محسوس کر لیا تھا۔

''تم نے وعدہ کیا تھا موحد۔کہ تم سوچو گے اس بارے میں۔'' انہوں نے جلدی سے اسے یاد دلایا۔

''بس ماما۔۔۔ٹائم ہی نہیں ملا۔'' ہاتھ ہٹا کر پلٹتے ہوئے وہ ان کی بات ہنسی میں اڑا کر ہینگر پر سے کوٹ تار کر پہننے لگا۔

''تو ٹائم نکالوں موحد۔بلکہ میں تو کہتی ہوں، سوچنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔تم بس فیصلہ کر لو۔'' انہوں نے گویا۔چٹکی بجا کر حل نکال لیا تھا۔

''واہ۔۔۔'' وہ پھر سے ہنسا۔''یعنی شادی جیسے اہم معاملے کے بارے میں کچھ سوچنے کی ضرورت ہی نہیں۔واہ واہ۔'' وہ گویا سر دھن رہا تھا۔

''خیر یوں لٹکانے کی بھی ضرورت نہیں۔'' انہوں نے ناک بھوں چڑھائی۔

''آپ بے فکر رہیں۔نہیں لٹکاؤں گا اور جلدی ہی پار لگا دوں گا۔'' وہ انہیں یقین دلا رہا تھا۔اپنا موبائل اور چابیاں اٹھائیں۔

”مجھے تو تمہارے ارادے مشکوک لگ رہے ہیں موحد۔“ انہوں نے اسے گھورا تھا۔

”ارے واہ۔۔۔ نجومی ہو گئی ہیں آپ تو۔“

”بکومت۔۔۔ اور جلدی کرو کوئی فیصلہ۔ میں نہیں چاہتی اس گھر پر چھائی نحوست ہمیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لے۔“ انہوں نے اسے جھڑکا۔ ان کے لب و لہجے میں اوہام بول رہے تھے۔

”کم آن ماما۔ آپ کب سے اتنی وہمی ہو گئی ہیں۔“ وہ انہیں بہلا رہا تھا مگر وہ آزردہ ہونے لگیں۔

”پتا نہیں موحد! اس گھر سے مجھے کبھی بھی سکھ نہیں ملا۔ ان سے کٹ کر ان لوگوں سے دور رہے تو دل کو سکون تھا۔ ان سے رابطہ ہوتے ہی جیسے دوبارہ آندھیوں کی زد میں آ گئے ہیں ہم لوگ۔“

”اب ان کی باری ہے ماما۔“ وہ بے ساختہ بولا تھا۔ ثمرہ نے اسے دیکھا۔ آفس جانے کے لیے مکمل تیار حالت میں وہ بے حد ”مکمل“ لگ رہا تھا۔ انہوں نے بے اختیار ماشاءاللہ کہا۔ پھر اسے ٹوک دیا۔

”اگر تو تم مہر ماہ والے واقعہ کا ذکر اتنے طنزیہ انداز میں کر رہے ہو تو بہت بری بات ہے موحد۔“

”میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ان کے ساتھ اچھا ہو رہا ہے، مگر بعض اوقات بددعا دینے کی نہیں محض صبر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور دوسرے بندے پر وہ صبر بہت بھاری پڑ جاتا ہے۔“ اس نے لاپرواہی سے کہہ کر شانے اُچکائے۔

”اللہ سب پر رحم کرے اور سب کو ہدایت دے۔“ ثمرہ نے دعا کی تھی۔ پھر کچھ پڑھ کر موحد پر پھونک ماری اور بولیں۔ ”میں سومیہ کے معاملے میں بالکل سنجیدہ ہوں موحد۔“

”تو یہ اس کے لیے جادو بھری پھونکیں مار رہی ہیں مجھ پر؟“ وہ مصنوعی تحیر سے بولا تو انہیں ہنسی آ گئی۔

”شٹ اپ۔۔۔“

”آئم سوری ماما۔۔۔“ وہ سنجیدہ ہوا۔ ”میں سومیہ کے معاملے میں بالکل بھی سنجیدہ نہیں ہوں۔ آپ اس کے لیے کوئی اور اچھا سا لڑکا دیکھ لیں۔“ آج اس نے کہہ ہی دیا تھا۔ ثمرہ نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔

”پلیز ماما۔۔۔ آپ جانتی ہیں میں کیوں کہہ رہا ہوں۔ میرے تمام پرابلمز سے آپ اچھی طرح واقف ہیں۔ میری زندگی بہت آسان نہیں ہے۔ اور میں سومیہ کو اس ماحول کا حصہ نہیں بنانا چاہتا۔“ اس نے صاف گوئی سے کہا اور جھک کر ان سے پیار لیتے ہوئے ان کے ساتھ ہی کمرے سے باہر کی طرف چل پڑا۔

☆......☆......☆

طلال کی فیملی مہر ماہ سے ملنے آئی تو اب کی بار ان کا موڈ بہتر تھا۔ مہر ماہ کے اغواء کی بجائے ایکسڈنٹ کی خبر نے سب ہی کے خیالات کا دھارا بدل دیا تھا۔

''کہہ دو میں میڈیسن لے کر سو رہی ہوں۔'' مہرماہ پر ایک عجیب سی وحشت طاری ہونے لگی۔

''کم آن آپی۔ایسی کون سی میڈیسن ہے جو کھا کر اتنی گہری نیند آ گئی۔وہ بے وقوف نہیں ہیں۔'' ملاحہ خاصا برا مان کر بولی۔پھر اسے جتایا۔''آج پھر طلال بھائی ساتھ آئے ہیں۔''

''کہہ دو، زہر کی گولی کھا کے سو گئی ہے۔'' اس کی آواز یک لخت بھرا گئی تھی۔اس نے منہ تک کمبل اوڑھ لیا۔ملاحہ اندر تک دہل کر رہ گئی مگر ہوا وہی جو مہرماہ نے چاہا تھا۔وہ لوگ ایک گھنٹہ بیٹھے۔آنٹی بھابھی کمرے میں آئیں، مگر مہرماہ کی خود ساختہ نیند نہ ٹوٹی۔ان لوگوں کے جانے کے بعد اس بار تو تائی جان کو بھی غصہ آیا۔

''دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا۔سسرال والے ہیں تمہارے۔کوئی اہل محلہ نہیں جنہیں تم اپنی مرضی سے شرف ملاقات بخشو گی۔'' وہ تکیہ اونچا کرتی اٹھ بیٹھی۔

''میری کوئی سسرال نہیں ہے امی۔'' اس کا لب و لہجہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔

''اور طلال۔۔۔؟ اس کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟'' انہوں نے طنزیہ پوچھا تھا۔مہرماہ کی آنکھوں میں اضطرابی کیفیت ابھری۔دل میں بھی قیامت خیز بھونچال آیا، مگر لبوں پر اگلنے کو فقط زہر تھا۔

''کون طلال۔۔۔؟ میں کسی طلال کو نہیں جانتی۔'' وہ بڑے حوصلے کے ساتھ آنسو پی کر بولی تھی۔تائی جان تو ایک طرف رہیں۔کمرے میں داخل ہوتے آغا جان اور مبین صاحب بھی ٹھٹک گئے۔

''ہوں......'' آغا جان کھنکھارے تو دونوں ماں بیٹی سنبھل گئیں۔''کیا بات ہے مہرو! کیا رویہ ہے تمہارا ان لوگوں کے ساتھ۔کیوں نہیں مل رہی تم کسی سے؟'' آغا جان نے اکھڑے ہوئے انداز میں پوچھا۔اور ان کے سامنے فراٹے سے زبان چلانے والی مہرماہ کی زبان کی نوک پر جیسے کانٹے اگ آئے۔

''تمہارا رویہ اس رشتے کو خراب بھی کر سکتا ہے۔وہ رشتہ توڑ بھی سکتے ہیں۔'' وہ اسے سمجھانے آئے تھے۔مبین صاحب نے انہیں مہرماہ کا رویہ بتا دیا تھا جو وہ طلال اور اس کی فیملی سے روا رکھے ہوئے تھی۔اب جب کہ شادی میں محض چند دن باقی تھے۔آغا جان کوئی رسک نہیں لینا چاہتے تھے۔

''رشتہ تو خراب ہو چکا ہے آغا جان۔'' وہ آنسو پیتے ہوئے عجیب سے انداز میں بولی تو کمرے میں داخلہ ہوتا موحد آفندی دروازے میں ہی رک گیا۔

''کچھ بھی نہیں ہوا۔اللہ کا شکر ہے اس ذات نے بہت کرم کیا ہے ہم پر۔'' وہ تفاخر سے کہہ رہے تھے۔پھر انہوں نے عجیب سا منظر دیکھا۔مہرماہ اپنے سر اور تھوڑی پہ بندھی پٹی کھول رہی تھی۔تائی جان نے اسے روکنا چاہا ابھی پرسوں اسی اسپتال سے اسی لیڈی ڈاکٹر سے دوبارہ پٹیاں کروا کر اور دوا لے کر آئے تھے وہ لوگ۔مہرماہ نے ہاتھ سے انہیں پیچھے کر دیا۔اب وہ اپنی کلائی کی پٹی کھول رہی تھی۔

''یہ دیکھیں۔۔۔کوئی زخم نہیں ہے۔نہ میرے سر پر نہ کلائی پر۔'' وہ اپنا سر اور کلائی دکھا رہی تھی۔آنکھوں میں آنسو،لرزتے کپکپاتے ہاتھوں اور وجود کے ساتھ اس کا انداز ہیجانی تھا۔اس کے سر اور کلائی کی جلد واقعی بے داغ تھی۔وہ سب گنگ رہ گئے۔کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

''اور یہ دیکھیں۔۔۔'' اس نے جھک کر ڈسٹ بن میں سے گرہ لگا شاپر نکال کر کھولا۔اس میں رنگ برنگی گولیاں تھیں۔لرزتے ہاتھوں سے ان کے سامنے کیں۔''یہ ساری میڈیسن میں نے ایک بھی ٹیبلٹ نہیں کھائی۔''

''مگر کیوں مہرو۔۔۔میری بچی۔۔۔'' تائی جان کو لگا جیسے مہر ماہ پر کوئی دورہ پھر سے پڑنے لگا ہو۔وہ تڑپ کر آگے بڑھیں اور موحد سانس روکے جیسے یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا۔

''کیوں کہ نہ تو میرا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور نہ ہی میں کوما میں گئی تھی امی۔'' وہ رونے لگی۔

''کیا بات ہے مہرو۔جلدی سے بتا دو۔میرا دل پھٹ جائے گا ورنہ۔'' مبین صاحب کپکپا اٹھے تھے۔

''مجھے کڈنیپ کیا گیا تھا۔'' وہ بھینچے ہوئے لہجے میں بولی۔

''کون۔۔۔کس نے؟'' آغا جان کا اونچا شملہ پھر سے تھرتھرانے لگا۔ان کی آواز سرسراتی ہوئی تھی۔

''نمیر وقار آفندی نے آغا جان۔۔۔آپ کے وقار آفندی کا بیٹا۔'' وہ پھپھک کر رو دی تھی۔ان تمام نفوس کے وجود پر سے گویا ٹرین گزر گئی تھی۔تائی جان تو لڑکھڑا کر اس کے بستر پر گر سی گئیں۔

''میرے اللہ!!'' مگر مہر ماہ کی کہانی ابھی ختم کہاں ہوئی تھی۔وہ ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔

''اس نے۔۔۔زبردستی۔۔۔نکاح کر لیا مجھ سے آغا جان۔۔۔'' کیا ہی وقار آفندی کے زرنگار سے نکاح نے اس گھر پر قیامت ڈھائی ہو گی جو پرخچے آج آفندی ہاؤس کے اڑے تھے۔مہر ماہ اور نمیر وقار آفندی کے نکاح سے۔

موحد آہستہ سے دروازہ بند کر کے باہر چلا گیا۔

آغا جان لڑکھڑائے،سینے میں درد کی شدید لہر اٹھی تھی۔مبین صاحب نے بے اختیار انہیں تھام کر کرسی پر بٹھایا اور یہ پہلا موقع جب کسی نے آغا ذوالفقار علی خان کی آنکھوں میں چمکتی نمی دیکھی۔

کمرے میں مہر ماہ کی ہچکیاں گونج رہی تھیں اور آفندی ہاؤس والوں کی زندگیاں ایک سوالیہ نشان بن گئی تھیں۔

❀ ❀

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

http://kitaabghar.com

کمرے میں اعصاب شکن خاموشی پھیلی۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس تباہ کن خبر پر فوری ردعمل کیا ہونا چاہیے۔ سب سے پہلے تائی جان نے سینے پر دوہتڑ مارتے ہوئے آواز نکالی۔

''ہائے۔۔۔ قیامت آگئی ہمارے گھر پر۔۔۔ وہ کمینہ۔۔۔ بے غیرت کہاں ٹکرا گیا تمہیں۔'' تائی جان کا واویلا آغا جان اور مبین صاحب کو حواس میں لے آئی۔

''کچھ فائدہ نہیں، بے کار ہے سب۔۔۔ اور بکواس بھی۔۔۔'' چھڑی پر ان کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

''ارے میں کہتی ہوں رپورٹ کراؤ۔ اس بے غیرت، بے حمیت کے خلاف۔ زندہ در گور کروا دو اسے۔۔۔'' تائی جان کے کوسنے اور بین جاری تھے۔

مبین صاحب اور آغا جان کے سامنے بھی حقیقت واضح تھی۔ مہر ماہ کا ہاسپٹلائزڈ ہونا فراڈ تھا یعنی کہ یہ کھیل نمیر آفندی کا تھا۔

''ڈاکٹر اور عملے کو رشوت دی گئی تھی۔ تب ہی تو یہ ڈراما کھیلا انہوں نے۔'' مہر ماہ سسکی۔ ملاحہ گویا سکتے کے عالم میں ساری کتھا سن رہی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ بہن کی بربادی پر کیا ردعمل ظاہر ے۔

''بھول جاؤ۔ بھول جاؤ اس سارے قصے کو مہر ماہ، اور آگے دیکھو، شادی طے ہے تمہاری اسی ہفتے میں۔'' آغا جان نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو مہر ماہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ ہمارے بڑے بزرگ جب کسی کے ساتھ برا کرتے ہیں تو در حقیقت وہ اپنی اگلی نسل کے لیے گڑھے کھود رہے ہوتے ہیں۔ مال اور اولاد کو انسان کی آزمائش کہا گیا ہے۔ قصوروار نہ ہوتے ہوئے بھی اولاد سزا کاٹتی ہے تو دل ان ہی بڑوں کا کٹتا ہے۔

''اس نے واقعی نکاح کیا ہے آغا جان۔۔۔'' مہر ماہ نے سرخ ہوتی آنکھوں سے انہیں دیکھا اور بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

''کوئی حیثیت نہیں ہے اس نکاح کی مہر ماہ! تم بس خاموش رہو۔ چند دنوں بعد تمہاری شادی ہے۔'' تائی جان متوحش زدہ سی بولی۔ بس نہ چلتا تھا کہ مہر ماہ کے ذہن سے یہ واقعہ ہی کھرچ ڈالتیں۔

''بھول جاؤ اس منحوس واقعہ کو مہر ماہ! سمجھو ایک ڈراؤنا خواب دیکھا تھا۔'' آغا جان نے دبنگ لہجے میں کہا تو وہ بے یقینی سے باری باری اماں اور دادا کو دیکھتے ہوئے بولی۔

''آپ لوگ مذاق سمجھ رہے ہیں اس بات کو؟''

''مذاق ہی تو ہے یہ سب۔۔۔ نہ ولی، نہ گواہان۔۔۔ نہ تمہاری مرضی شامل تھی اس نکاح میں۔۔۔ باطل ہے نکاح۔۔۔'' آغا جان نے درشتی سے کہا۔

مہر ماہ کی آنکھیں ابل پڑیں وہ روتے ہوئے بولی۔''جو بھی ہے آغا جان۔۔۔مگر جب تک اس مسئلے کا حل نہیں نکلتا، میں شادی نہیں کروں گی۔نکاح پر نکاح۔۔۔''مبین صاحب کرسی پر ساکت وجامد بیٹھے تھے۔

بازی ہاتھ سے نکل چکی تھی۔پیادے نے خاموشی سے کونے سے اٹھ کر جانے کیسے شہ مات دے دی تھی۔وہ پیادہ جو اس بساط پر جو بالکل بے وقعت اور حقیر تھا، جس کی طرف کسی کا دھیان ہی نہ تھا۔جسے بنا چال چلے سب پٹا ہوا سمجھ کر مطمئن تھے۔

''اسے سمجھاؤ صدیقہ! مزید دماغ خراب مت کرے ہمارا۔بہت کچھ سہہ لیا آفندی ہاؤس نے۔تھانے کا منہ بھی دیکھ لیا۔اب برادری میں جو عزت بچی ہے، وہ بچی رہنے دو۔'' آغا جان بڑے ضبط سے بولے اور مہر ماہ پر ایک نظر ڈال کر کمرے سے چلے گئے۔

مہر ماہ ماں سے لپٹ کر اونچی آواز میں رونے لگی۔''آپ لوگ تو میری بات کو سمجھیں امی۔۔۔''

''میں کسی مفتی عالم سے پوچھتا ہوں۔بنا مرضی کے زبردستی نکاح کی واقعی کوئی اہمیت نہیں ہوتی بیٹا۔''مبین صاحب بڑی ہمت کا مظاہرہ کر رہے تھے۔دل تو چاہ رہا تھا کہ دھاڑیں مار کر روئیں۔مہر ماہ کے آنسو تھم سے گئے۔باپ سے تو نظر ملانا بھی مشکل تھا۔

''امی۔۔۔''اس نے ملتجیانہ انداز میں کہتے ماں کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے۔

''آپ لوگ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔میں اب یہ شادی نہیں کر سکتی۔آپ ان لوگوں کو ابھی انکار کر دیں امی۔''

کہتے کہتے دل بری طرح کانپا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔دن گن گن کر اس دن کا انتظار کیا تھا۔

مگر کیا ''اس دن کا'' انتظار کیا تھا اس نے؟

اس کی تقدیر پلٹنے والے دن؟

طلال کے نام کو اس کی تقدیر کے کاغذ سے مٹا دینے والا دن؟

''دفع دور۔۔۔''تائی جان نے اپنے ہاتھوں سے مہر ماہ کے ہاتھ یوں جھٹکے جیسے کوئی بچھو تھام لیا ہو غلطی سے۔۔۔''پھر درشت لہجے میں بولیں۔''کیا بکواس کر رہی ہو مہر ماہ۔۔۔پہلے کیا کم ذلت دیکھی ہے ہم لوگوں نے جواب تم بھی ہماری جگ ہنسائی کا انتظام کرنے لگی ہو۔''

اور مبین صاحب تو سر تھامے بیٹھے تھے۔کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ زندگی اچانک کس موڑ پر لے آئی ہے۔ملاحہ نے باپ کی بے بسی کو شدت سے محسوس کیا۔اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

''چھوڑ دو آپی۔۔۔ڈراؤنا خواب سمجھ کر بھول جاؤ۔نکاح نامہ تک تو ہے نہیں تمہارے پاس۔۔۔کون سا نکاح، کیسا نکاح۔۔۔''
وہ ملتجیانہ انداز میں مہر ماہ کو سمجھانے لگی۔

''مگر میں۔۔۔میرا اللہ تو جانتا ہے نا کہ وہ نکاح ہوا تھا۔''وہ اذیت میں تھی۔ہر ہر لفظ پر دل کٹتا تھا۔وہ کیوں مانی؟ مر کیوں نہیں گئی ہاں کہتے اور نکاح نامے پر دستخط کرتے ہوئے؟ مگر وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔انسان تب نہیں مرتا جب وہ مرنا چاہتا ہے۔وہ تب مرتا ہے

جب اس کے دل میں کبھی نہ مرنے کی چاہ پیدا ہو جاتی ہے۔

"زبردستی کے نکاح کو باطل کہا گیا ہے مہرو! میں فتویٰ بھی لے لیتا ہوں آج۔" مبین صاحب اس سے زیادہ خود کو حوصلہ دے رہے تھے شاید۔ مہر ماہ کے لب کچھ کہنے کو پھڑ پھڑائے۔ تائی جان اس کی بدلتی رنگت اور تاثرات دیکھ رہی تھیں۔ جی میں آتا تھا کہ مہر ماہ کے لبوں پر سختی سے ہاتھ رکھ دیں تاکہ وہ کوئی اور صور نہ پھونک پائے مگر اس نے بڑی زخمی اور ٹوٹے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ سر جھکائے۔۔۔ باپ سے نظریں ملائے۔۔۔ ان کی طرف دیکھے بنا۔

"لیکن اگر میں نے دلی رضامندی سے ہاں کی ہو تب اس نکاح کی کیا اہمیت ہوگی؟ ابو! یہ پتا کیجیۓ گا۔" کمرے میں ایک دھماکا سا ہوا تھا۔ مبین صاحب پھٹی نظروں سے بیٹی کو دیکھنے لگے۔ تائی جان تو گویا غش ہی کھا گئیں۔ ملاحہ نے لپک کر ان کو سنبھالا تھا۔ مہر ماہ پھر سے رونے لگی۔

☆......☆......☆

آغا جان کو ایک پل چین نہ پڑتا تھا۔ ان میں پہلے کا سا دم خم چاہے نہ رہا ہو، مگر ان کا غصہ، تنفر اور زرنگار سے نفرت کی شدت کم نہیں ہوئی تھی۔ ابھی بھی انہوں نے موحد کو اسٹڈی میں بلوایا تھا۔

"دیکھا تم نے موحد آفندی۔۔۔ خون کیسے اپنی اصلیت دکھاتا ہے۔ غلط کار ماں کا بیٹا بھی غلط کار ہی نکلا۔۔۔" ان کا دماغ ابل رہا تھا۔ موحد سینے پر ہاتھ لپیٹے کھڑا خاموشی اور بے تاثر چہرے کے ساتھ انہیں سن رہا تھا۔ وہ تھمے تو اس نے لب کھولے۔

"خون تو وہ آپ کے بیٹے کا ہے آغا جان۔۔۔ اور رہی اس کی ماں۔۔۔ تو وہ بھی شادی کے بعد آفندیز میں شامل ہو چکی تھی۔" پرسکون انداز میں کہتے ہوئے اس نے لاپرواہی سے شانے اچکائے تو آغا جان کا دماغ گھوم گیا۔ گھور کر اپنے منظورِ نظر پوتے کو ناگواری سے دیکھا۔

"کوئی بھی کوڑے کے ڈھیر سے کسی کو اٹھا لائے اور آفندی ہاؤس والوں سے رشتہ داری گانٹھنے کی کوشش کرے تو ہم اسے اپنا خون مان لیں؟"

"خیر۔۔۔" اس نے سر جھٹکا۔ "اس بات کی سچائی کے گواہ تو ماما اور پاپا بھی ہیں۔ وہ جب اپنے بھائی کی ڈیتھ کا سن کر گئے تو وہاں ان کا بیٹا بھی موجود تھا۔" وہ آزاد ماحول کا پروردہ تھا۔ ڈرے جھجکے بنا بات کرتا تھا۔

"مگر اس کی ہمت کیسے ہوئی اس قدر بے غیرتی دکھانے کی۔ ہمارے گھر کی عزت سے کھیلا ہے وہ۔ میں اسے زندہ گاڑ دوں گا۔" ان کے نتھنے پھول پچک رہے تھے۔ غصہ، طیش، رگوں میں خون کی جگہ گویا لاوا دوڑ تا تھا۔ "اب یہ سوچو کہ اس معاملے سے نپٹنا کیسے ہے۔ شادی طے ہے مہر کی اور وہ کسی صورت شادی پر راضی نہیں ہو رہی۔" وہ بے بسی سے بولے۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ کہیں سے نمیر آفندی ان

کے سامنے آجائے اور وہ اسے گولیوں سے بھون ڈالیں۔

”ایک بندہ، جسے ہم میں سے کوئی جانتا ہے، نہ اسے کبھی دیکھا ہے، اسے ہم کیسے ڈھونڈ سکتے ہیں؟“ اس نے شانے اچکا کر بے چارگی ظاہر کی تھی۔

”مہروں سے پوچھو۔ اس نے تو دیکھا ہوگا نا۔ مجھے تو شرم آتی ہے اس بچی کا سامنا کرتے ہوئے۔۔۔اس بے شرم نے کہیں کا نہیں چھوڑا ہمیں۔ پہلے اس کی ماں ہماری رسوائی کا سامان بنی اب اس بے حمیت نے شب خون مارا ہے۔“

”جب تک اس کا پتا نہیں چل جاتا تب تک تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ شادی تو روکنی ہی پڑے گی۔ یہ بھی شکر ہے کہ نمیر آفندی نے اتنی عزت رکھ لی لڑکے والوں کے سامنے کہ مہر ماہ کو ایکسیڈنٹ کے بہانے سے واپس بھیجا۔ ورنہ وہ اتنی خوش دلی سے اسے قبول نہ کرتے۔“ آغا جان نے سخت نظروں سے پوتے کو دیکھا تو ان کی نظروں میں ہلکی سی ناپسندیدگی بھی تھی۔

”یعنی تمہیں اس قدر بے ہودگی میں بھی اس نا ہنجار کی ”کچھ“ اچھائی نظر آرہی ہے؟“

”جو دکھائی دے رہا ہے، اسی پر تبصرہ کر رہا ہوں میں۔ تین دنوں بعد تو اپنے گھر والے بھی لڑکی کو قبول نہیں کرتے، کجا سسرال والے۔“ وہ صاف گوئی سے بولا۔

”وہ کمینہ جانتا تھا کہ آپ اس شادی کی راہ میں روڑے اٹک جائیں گے۔ کبیر کو ساتھ لو اور پتا لگاؤ اس شخص کا موحد۔۔۔ مجھے وہ کسی بھی حال میں چاہیے۔“ وہ سرد لہجے میں بولے تو موحد کو ان کے ارادوں کا اچھی طرح اندازہ ہوا۔ اس نے گہری سانس بھری۔

”اوکے۔۔۔ میں مہر سے بھی انفارمیشن لیتا ہوں۔ کبیر کو تب ہی انوالو کروں گا جب مجھے خود سارے معاملے کا پتا ہوگا۔“ وہ سنجیدگی سے بولا تو آغا جی گہری سانس لے کر رہ گئے۔ چوٹ اس بار سیدھی ان کے کلیجے پر لگی تھی جو بنا اجازت کسی کو اپنے ہاتھ بھی چھونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

☆......☆......☆

مہر ماہ خوب روئی، چیخی چلائی مگر یہاں کون سا مہر ماہ آفندی کے پیارے بیٹھے تھے جو اس کی تکلیف پر تڑپ اٹھتے اور اب وہ سکتے کی کیفیت میں تھی۔ تو کیا اس کی اپنی ”مرضی“ ختم کر دی گئی تھی؟ یعنی اپنی ہی زندگی کے کسی فیصلے کو کرنے کا اختیار کھو بیٹھی تھی وہ؟ ایسے میں اغوا کار عورت نے اسے سمجھایا۔

”کچھ عقل سے کام لے۔ کیوں مرد سے مقابلے پر اتری ہوئی ہے؟“ مہر ماہ نے نفرت سے اسے دیکھا اور کڑوے لہجے میں بولی۔

”ایک کمزور لڑکی سے مقابلے پر تو وہ نامرد اترا ہے۔ اتنا ہی بدلہ لینے کا شوق تھا تو آفندی ہاؤس کے کسی مرد کو چنتا۔ پھر پتا چلتا اسے۔“ وہ جانتی تھی کہ کہیں نہ کہیں نمیر آفندی بیٹھا اس کی تمام باتیں سن رہا تھا۔ اس لیے جب تک ہمت رہی وہ یوں ہی للکار کر بولتی رہی۔

http://kitaabghar.com

مگر اب۔۔۔الٹی گنتی شروع ہوگئی تھی۔اسے نکاح کا الٹی میٹم مل گیا تھا تو ذہن سنسنا اٹھا۔ساری بہادری ختم ہوگئی۔تب ہی موقع دیکھ کر اس نے نے اس عورت پر نفسیاتی دباؤ ڈالنا شروع کیا۔

''اللہ کا شکر ادا کرو کہ صاحب تم سے نکاح کر رہا ہے۔بدلے کے لیے سہی۔یہ سوچوں کہ وہ بنا نکاح کیے تمہارے پاس چلا آتا تو تم کیا کرسکتی تھیں؟'' وہ مدہم مگر پر یقین انداز میں بول رہی تھی۔''اب زبردستی کے نکاح کی واقع کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور اس ناجائز نکاح کے بعد اگر وہ شوہر کی حیثیت سے تمہارے پاس آ گیا تو؟'' وہ بات ادھوری چھوڑ کر ذومعنی انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔مہر ماہ متوحش سی ہوگئی۔اس نے پر اسرار انداز میں مسکراتے ہوئے مہر ماہ کی آنکھوں میں دیکھا اور رازدارانہ انداز میں بولی۔''تم اچھی لڑکی ہو۔میرا دل کررہا ہے کہ تمہیں کچھ عقل کی بات سمجھاؤں، اس نکاح کو تم ہی حلال شکل دے دے سکتی ہو۔۔۔دلی رضامندی سے یہ نکاح کرکے۔۔۔'' مہر ماہ کا دماغ سن کیفیت میں تھا۔''اللہ جانے تمہیں یہاں کب تک رہنا پڑے۔واپس جانا نصیب ہو بھی یا نہیں۔کہاں ناجائز رشتے کا بار اٹھاتی پھروگی۔'' ذہنی و جذباتی شکست وریخت کے بعد مہر ماہ کو اس عورت کی کہی گئی باتیں تو سمجھ میں آئیں، مگر جو اس نے نہیں کہا وہ زیادہ اچھی طرح سمجھ میں آیا۔

''یا اللہ! تو گواہ رہنا۔میں زبردست کے اس ناجائز رشتے کی متحمل نہیں ہوسکتی۔میرے اللہ میں اس نکاح پر دل سے راضی ہوں۔میں اپنی دلی رضا سے اس شخص کو قبول کرتی ہوں جس کا نام نمیر وقار آفندی ہے۔'' اس نے اپنی مرضی ورضا سے ایجاب وقبول کیا۔

اسے کرنا ہی تھا کہ صیاد نے آزادی کے سارے روزن بند کردیے تھے۔پنچھی ہتھیار نہ ڈالتا تو اور کیا کرتا؟ مہر ماہ بے دم ہوگئی۔

تائی جان کے بین اور کوسنے اونچے ہوگئے تو سہیل آفندی کی فیملی بھی افتاں وخیزاں مہر ماہ آفندی کے کمرے میں آ گئی۔سب کو اس گھر پر ٹوٹنے والی قیامت کا پتا چل گیا تھا۔تزئین نے بے ساختہ حیرت وبے یقینی سے اپنے کھلے منہ پر ہاتھ رکھا۔''تو کیا مہر ماہ اور طلال کو میری نظر لگ گئی؟''

☆......☆......☆

طلال سکتے میں تھا۔بے یقینی سے ماں کو دیکھا۔وہ خود بھی پریشان اور الجھی ہوئی تھیں۔

''آفندی ہاؤس'' سے فون آیا تھا۔مہر کی چچی کا۔وہ شادی سے معذرت کررہی تھیں۔مہر ماہ نے انکار کردیا ہے شادی سے۔۔۔'' ماما نے اسے بتایا مگر ایسے انداز میں جیسے خود اپنے منہ سے نکلنے والے لفظوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''آئی کانٹ بلیو ماما۔'' (میں یقین نہیں کرسکتا) طلال نے بے یقینی سے انہیں دیکھتے ہوئے گویا خود کلامی کی۔اس کی جگہ کوئی بھی ہوتا وہ بھی یقین نہ کرتا۔اب جبکہ وہ واپس آ چکی تھی اور طلال کو ہی کیا دونوں گھرانوں کو یقین ہوگیا تھا کہ سب ٹھیک ہوگیا ہے۔اور شادی میں محض تین روز باقی تھے۔وہ جب سے آئی تھی طلال اور اس کی فیملی سے نہ جاگتے ہوئے ملی اور نہ کوئی بات کی تھی۔پھر بھی طلال نے سب

کو سمجھا لیا کہ وہ صدمے کی کیفیت میں ہے، شادی تک سب ٹھیک ہو جائے گا۔ مگر یہاں تو سارا معاملہ ہی الٹ ہو گیا تھا۔

"تم یقین مت کرو۔ کبھی مت کرنا۔ یہاں تمہارے باپ کی پگڑی اچھل رہی ہے۔ اور تم اپنے یقین کو لے کر بیٹھے ہوئے ہو۔" ماما ذہنی خلفشار لیے اس پر برس پڑیں۔ وہ اب موبائل ہاتھ میں لیے تیزی سے مہر ماہ کو کال ملا رہا تھا۔

"میں نے کہا بھی تھا تم سے، اپنی بھابھی کی بات مان لو۔ اس کی بہن اچھی خاصی تھی۔ مگر تم۔۔۔ اف۔۔۔ میرے اللہ سارے خاندان کو کارڈز بانٹ دیے۔ دور کے مہمان کل سے آنا شروع ہو جائیں گے۔۔۔" وہ شدید پریشانی کے عالم میں ہیجانی انداز میں مسلسل کبھی ایک تو کبھی دوسری فکر میں مبتلا ہو رہی تھیں۔

"شٹ۔۔۔" طلال شدید طیش کے عالم میں موبائل دیوار پر مارتے مارتے رہ گیا۔ دو بار کال کاٹی گئی اور اس کے بعد موبائل آف آنے لگا تھا۔

"کس کو فون کر رہے ہو؟" ماما نے وحشت زدہ ہو کر پوچھا۔

"مہر ماہ کو۔۔۔"

"یو ایڈیٹ۔۔۔ اپنے باپ کو فون کرو اور انہیں بتاؤ کہ کیسے پورے خاندان میں ہماری انسلٹ ہونے والی ہے۔۔۔" وہ غصے سے چلائیں تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"ماما پلیز مجھے کنفرم تو کرنے دیں۔ تین دن رہ گئے ہیں شادی میں، ایسے میں ایک فون کال آتی ہے معذرت کی، تو کیا ہم شادی ملتوی کر دیں گے؟" وہ ابھی تک بے یقین تھا۔ اسے یقین آنا بھی نہیں چاہیے تھا۔ مگر وہ یونہی سر تھامے صوفے پر گر سی گئیں۔ سائرہ چچی نے کوئی بھی لگی لپٹی رکھے بغیر صاف لفظوں میں ان تک معذرت اور مہر ماہ کی شادی سے انکار پہنچایا تھا اور یہ بھی کہ وہ ان تین دنوں میں طلال کے لیے کوئی بہتر فیصلہ کر لیں۔

"میں خود جا کر پتا کرتا ہوں۔" وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھا تھا۔ ماما ہمت کر کے اٹھیں۔ یہ سب طلال کے پاپا کو سب سے پہلے بتانا ضروری تھا۔

"یا اللہ رحم۔۔۔ کس کی نظر لگ گئی ہمارے گھر کی خوشیوں کو۔" وہ شوہر کو فون کرتے ہوئے صدمے کی کیفیت میں تھیں۔

کچن میں کھڑی، کان ادھر ہی لگائے، سب سنتی بھابھی کا دل بلیوں اچھلا۔۔۔ اپنی بہن کا روشن مستقبل بالکل سامنے دکھائی دیا تھا۔ وہ موبائل پر ان کو کال ملا کر خوش خبری سنانے لگیں۔

☆......☆......☆

وہ آفندی ہاؤس پہنچا تو کھلبلی مچ گئی۔ مہر ماہ نے ملاحہ سے خبر ملتے ہی کمرہ مقفل کر لیا۔

"اسے کہو منہ چھپا کر مت بیٹھے۔ خود بتائے طلال کو انکار کی وجہ۔" تائی جان کا تو دل خراب ہو رہا تھا۔ رو رو کر سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔

انہیں پتا تھا خاندان بھر میں جو بے عزتی ہونے والی تھی۔ جو قہقہے ابھی لگے ہی نہیں تھے، وہ ان کی آواز بھی اپنی سماعت میں محسوس کر رہی تھیں۔ جس نکاح کو سب کھیل کہہ رہے تھے۔ باطل کہہ رہے تھے۔ مہرماہ آفندی اسے حلال نکاح کا نام دے رہی تھی۔

"میرا دل مطمئن نہیں امی۔ میں خود کو گناہ گار محسوس کروں گی طلال سے نکاح کر کے۔"

آغا جان کا دماغ خود اس ساری صورتحال پر شل ہو گیا تھا۔ وہ سب جو مطمئن تھے کہ بس فتویٰ لے کر اس نکاح کو باطل قرار دے کر تین روز بعد طلال کے ساتھ مہرماہ کو رخصت کر دیں گے۔ اب پھر سے پہلی سیڑھی پر آ کھڑے ہوئے۔

"اسے چائے پلا کر ڈرائنگ روم سے ہی رخصت کر دو کبیر۔"

آغا جان نے اسٹڈی روم سے حکم جاری کیا تھا۔ کبیر مودبانہ سر جھکا تا ڈرائنگ روم میں آیا تو پردے پر نظریں جمائے بیٹھا طلال بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر مہرماہ کے بجائے کبیر کو دیکھ کر امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ کبیر نے اس کا تاریک پڑتا چہرہ واضح طور پر محسوس کیا تھا۔ مصافحہ کر کے اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھتے وہ دونوں ہی بے چینی کی کیفیت میں تھے۔

"میں مہرماہ سے ملنے آیا تھا۔ ضروری بات کرنی ہے اس سے۔" طلال نے سیدھے سبھاؤ کبیر ہی سے مدعا بیان کر دیا۔ جو عام حالات میں تو ہرگز نہ کرتا مگر آفندی ہاؤس والوں نے تو حد ہی کر دی تھی۔ کوئی بھی طلال سے ملنے نہیں آیا تھا۔ الٹا کبیر کو "سفیر" بنا کر بھیج دیا۔ (تو ٹھیک ہے پھر سفیر ہی سہی)

"مجھے دیکھ کر بھی آپ کو حالات کی سمجھ نہیں آئی طلال صاحب۔۔۔" کبیر نے سادگی سے کہا تو طلال بھڑک گیا۔

"میں وجہ ہی تو جاننے آیا ہوں ان حالات کی جو "ایک دم" سے بدلے ہیں۔"

"آپ کے گھر فون کر دیا گیا تھا۔ آپ کو علم تو ہی گیا ہو گا سر۔۔۔" وہ مودب ہو کر بولا۔ پھر لمحہ بھر کے توقف کے بعد اضافہ کیا۔ "ابھی چائے آ رہی ہے، اس کے بعد ہی آپ جا سکتے ہیں۔" صاف لفظوں میں "گیٹ آؤٹ کال"۔۔۔ کبیر کے انداز کو سمجھتے ہوئے طلال کے اندر طیش کروٹیں لینے لگا۔

"او۔۔۔ آئی سی۔۔۔" وہ تلخی سے مسکرایا۔ "یعنی ان لوگوں میں سے کوئی مجھ سے ملنا نہیں چاہتا۔"

"یہ لیں۔۔۔ چائے بھی آ گئی۔"

ملازمہ چائے کی ٹرالی اندر لائی تو کبیر نے طلال کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔ طلال اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے تاثرات میں سرد مہری تھی۔

"چائے تو اس گھر میں، میں کسی "حیثیت" ہی سے پیوں گا۔ بتا دینا ان سب کو۔" وہ سرد لہجے میں کہتا، ڈرائنگ روم سے نکل گیا تھا اور اس کے دکھ کو شدت سے محسوس کرتا، کبیر کئی ثانیوں تک ملتے ہوئے پردے کو دیکھتا رہا۔ وہ آغا جان کو "رپورٹ" دینے جا رہا تھا کہ راستے میں مہرماہ کے کمرے کا دروازہ ایک دم سے کھلا۔ وہ عادتاً سیدھا چلتا گیا۔

"کبیر۔۔۔" آنسوؤں میں ڈوبی نمکین سی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تو وہ رک گیا۔ پاؤں جیسے زمین نے جکڑ لیے۔ اسے لگا وہ اس چہرے کو اس قدر دکھی کیفیت میں کبھی دیکھنا نہیں چاہے گا۔ "کیا کہا اس نے؟" جانے ضبط و برداشت کی کن بلندیوں پر کھڑی وہ پوچھ رہی تھی۔

"آپ سے بات کرنے آئے تھے بی بی۔ آغا جان نے کہا چائے پلا کر رخصت کر دو۔" وہ یونہی رخ موڑے آہستہ آواز میں بولا۔ کبیر کا تو احساس جرم ہی نہ جاتا تھا۔ نہ وہ وہاں سے فیکٹری جاتا اور نہ مہرماہ کے ساتھ یہ حادثہ پیش آتا۔ وہ تو اس سے آنکھ ملانے کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔

"ہم۔۔۔ اچھا کیا۔۔۔" آنسوؤں میں ڈوبے لہجے میں کہہ کر اس نے دروازہ بند کر لیا تھا۔ لب بھینچے سر جھکائے آگے بڑھتے کبیر نے گھٹی گھٹی سی رونے کی آواز واضح سنی تو دل نئے سرے سے تاسف کا شکار ہونے لگا۔

☆......☆......☆

"شکر کرو طلال، ان لوگوں میں تھوڑی سی انسانیت باقی تھی جو انہوں نے تین روز پہلے بتا دیا۔ اگر شادی کے روز انکار کرتے تو سوچو ہم کہاں کھڑے ہوتے۔" گھر میں کچہری بچی تھی۔ پاپا اسے سمجھا رہے تھے اور وہ کسی صورت سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔

"آپ ان لوگوں سے وجہ تو پوچھیں۔" وہ پاگل نظر آ رہا تھا۔ دیوانہ۔۔۔ جیسے زندگی ہاتھوں سے نکلی جا رہی ہو۔

"دماغ صحیح ہے تمہارا۔۔۔؟ وہ لوگ صاف لفظوں میں کہہ رہے ہیں کہ لڑکی ہی اس شادی پر راضی نہیں ہے تو اور کیا وجہ جاننا باقی رہ جاتی ہے۔" پاپا نے غصے سے کہا۔

"کر چکا ہوں اس کے باپ کو فون۔ اس نے بھی یہی کہا کہ اس حادثے نے لڑکی کے ذہن پر برا اثر ڈالا ہے اور وہ کسی طور بھی شادی کے لیے راضی نہیں ہو رہی ہے۔"

"تو ہم شادی کی تاریخ آگے کر دیتے ہیں پاپا۔ اس میں کیا مسئلہ ہے؟" اسے امید کی کرن نظر آئی تھی۔

"سب حل پیش کر چکا ہوں میں مگر انہوں نے معذرت کر لی ہے کہ وہ یہ شادی کرنا ہی نہیں چاہتے۔ نہ اب نہ آئندہ کبھی۔" وہ تلخی سے بولے۔ لاڈلے بیٹے کا خود سے بیگانہ انداز دیکھتے تھے تو دل نہیں کرتا تھا کہ اس کا دل توڑنے والی بات کریں۔ مگر فی الوقت تو اس کی ہر آس اور امید کو توڑنے میں ہی اس کی بہتری تھی۔

http://kitaabghar.com

"آپ میری کنڈیشن نہیں سمجھ رہے پاپا۔۔۔وہ لڑکی میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش۔میں اس طرح اپنے خوابوں کو اجڑتے نہیں دیکھ سکتا۔" وہ اپنے بال نوچنے کو تھا۔کوئی ایسے شخص سے پوچھے جسے بینائی دے کر واپس لے لی گئی ہو۔طلال اس وقت ایسا ہی شخص تھا۔

"میں جانتا ہوں طلال اور اسی لیے تمہاری زندگی کے اس اہم فیصلے پر ہم دونوں میں سے کسی نے کوئی اعتراض نہیں اٹھایا۔مگر اب بات عزت پر بن آئی ہے مائی سن۔تم وہاں گئے اور ان لوگوں کا رویہ اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے ہو۔اب اور کیا پوچھنا باقی رہ گیا ہے ؟" پاپا نے رسان سے سمجھایا تو وہ خالی نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

"یہاں بیٹھوں۔اطمینان سے سوچو اپنی آئندہ زندگی کے بارے میں اور ہمارے ساتھ مل کر فیصلہ کرو۔مہرماہ کے علاوہ کسی بھی لڑکی کا نام لو۔ہم اس بار بھی تمہاری پسند کو خوش دلی سے قبول کریں گے۔" وہ بہت آرام سے کہتے طلال کو وہ دنیا کے ظالم ترین انسان لگے۔اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے پاس بٹھا کر وہ یقیناً اس کی برین واشنگ شروع کرنے والے تھے۔مگر جو بھی اسے مہرماہ کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچنے کو کہتا وہ ظالم ہی تو تھا۔طلال اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے سوچنے دیں پاپا۔۔۔اپنی اس غیر یقینی بربادی کے بارے میں۔اس ذلت کے بارے میں جو بنا کسی قصور کے میرے ماتھے پر مل دی گئی ہے اور اس انسلٹ کے بارے میں،جو آفندی ہاؤس والوں نے کی۔مجھے وقت دیں سوچنے کا میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا۔" وہ بے بسی سے۔ہارے ہوئے انداز میں بولا تو انہوں نے اٹھ کر اسے شانوں سے تھام کر ہلکا سا جھٹکا دیا اور درشتی سے بولے۔

"بی اے مین (مرد بنو) شان دار ماضی پر رونے کے بجائے مستقبل کو شان دار بنانے کا سوچو۔۔۔تم اب مہرماہ آفندی سے آگے کا سوچو گے۔اینڈ اٹس مائی آرڈر۔(اور یہ میرا حکم ہے)" طلال نے زخمی نظروں سے انہیں دیکھا۔تو وہ دھیمے پڑ گئے۔"انہوں نے ہمارے لیے اور کوئی راستہ نہیں چھوڑا طلال۔اب اپنے باپ کی برسوں کی بنائی عزت تم ہی بچا سکتے ہو۔"

اب کی بار اس کے کندھوں پر ان کی گرفت دوستانہ تھی۔مگر ان کے لب و لہجے اور الفاظ سے جھلکتی قطعیت طلال اچھی طرح محسوس کر رہا تھا۔وہ ان کا ہاتھ ہٹا تا وہاں سے تیز قدموں کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف بڑھا تو بھی اپنے شانوں پر اپنے گھرانے کی عزت کا بار محسوس کر رہا تھا۔اسے اپنی زندگی کا حتمی فیصلہ کر کے اپنے والدین کو بتانا تھا۔بھابھی کی بہن؟

طلال نے اس وقت مہرماہ سے سخت نفرت محسوس کی۔اس کی زندگی کو اس دوراہے پر لا کر چھوڑ دینے والی وہی تھی۔

رات دھیرے دھیرے اپنی منزل کی جانب رواں تھی۔نجانے کتنے گھنٹے گزر گئے۔وہ شل ہوتے دماغ کے ساتھ اپنی اگلی زندگی کے بارے میں سوچنے کی کوشش کر رہا تھا۔کل تک اپنی زندگی میں وہ ہر بات مہرماہ کے ساتھ،اس کے حوالے سے سوچ رہا تھا۔آج اس خانے میں کسی خیالی پیکر کو رکھ کر سوچنا اسے موت لگ رہا تھا۔

(تو میں وہ فیصلہ کیوں نہ کروں جس سے چوٹ مہرماہ آفندی کے دل کو بھی لگے) اس کا ذہن ہی نہیں،چوٹ کھائی انا بھی انگڑائی

لے کر بے دار ہوئی تو وہ بے اختیار اٹھ بیٹھا۔اس کی آنکھوں میں چھائی صدمے اور بے یقینی کی کیفیت کی جگہ اب وحشت نے لے لی تھی۔ وحشت۔۔۔جو سکون قلب حاصل کرنے کے لیے آدمی سے کچھ بھی کروالیتی ہے۔طلال بھی اب اس مقام پر تھا کہ ''کچھ بھی'' کرنے کو تیار تھا۔اس نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ہاتھ مار کر تکیے کے پاس رکھا موبائل اٹھا کر کسی کو کال ملائی۔آنکھوں میں پھیلتی سرخی اس کی بدترین ذہنی کیفیت کی غماز تھی۔دوسری طرف سے فوراً ہی کال اٹینڈ کرلی گئی۔

''طلال بول رہا ہوں۔سارا معاملہ تم تک بھی پہنچ چکا ہوگا۔مہرماہ سے میری شادی نہیں ہورہی۔کیا تم اب بھی مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو؟'' وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھ رہا تھا اور طوفان ٹھہرے ہوئے سمندروں کی تہ میں ہی ہوا کرتے ہیں۔۔۔دوسری طرف وہ اس قدر غیر متوقع پروپوزل پر دنگ رہ گئی۔

☆......☆......☆

دروازے پر ہلکی سی دستک نے مہرماہ کو بے زار کیا تھا۔وہ الماری کا پٹ بند کرتی پلٹی۔

''آجاؤ۔۔۔'' وہ اسی بے زاری سے بولی۔آہستہ سے دروازہ کھول کر موحد اندر داخل ہوا تھا۔مہرماہ نے لب بھینچے اور سینے پر بازو لپیٹ کر کھڑی ہوئی۔انداز ایسا ہی تھا جیسے بزبان خاموشی پوچھ رہی ہو۔جی فرمایئے۔؟ مگر آنے والے تو گویا فرصت میں تھا۔ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے،پنجوں کے بل خفیف سا اچکتا،وہ ناقدانہ نظروں سے اس کے کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔

''ہم۔۔۔نائس روم۔۔۔''

مہرماہ نے کوفت محسوس کی۔''میرے کمرے کی انٹیریر(آرائش) پر تو سیر حاصل گفتگو کرنے نہیں آئے ہوگے تم۔۔۔'' مہرماہ نے تلخی سے کہا تھا۔

موحد نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔''آیا نہیں۔۔۔بھیجا گیا ہوں محترمہ۔۔۔'' جتا کر بولا۔

''آغا جان سے کہہ دو کہ یہ چند دن گزر جانے دیں۔پھر جو طوفان اٹھانا ہے اٹھالیں۔'' وہ غصے سے بولی مگر بھرا ہوا اس آواز کا جو باوجود ضبط کے عین موقع پر بھرا گئی۔مہرماہ تھک کر بستر کے کنارے پر ٹک گئی تو وہ کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے آبیٹھا۔''اب کیا فائدہ اس ساری بھاگ دوڑ کا موحد۔جب میں زندگی کے کھیل سے ہی باہر کردی گئی ہوں۔'' وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی تو ایک آنسو پلک سے ٹوٹ کر رخسار پر ستارے کی مانند آن اٹکا۔موحد نے نگاہ چرائی۔

''مجھے شروع سے بتاؤ مہرماہ!تم ان میں سے کسی کو پہچانتی ہو؟نمیر کو دیکھا تو ہوگا تم نے؟'' کیا کہتا ہے وہ۔۔۔محض نکاح کر کے تمہیں واپس چھوڑ جانا؟کچھ تو ڈیمانڈ ہوں گی اس کی؟'' وہ تابڑ توڑ سوال کررہا تھا۔مہرماہ شکستہ دلی سے بولی۔

''وہ اب کہاں ملے گا موحد۔۔۔؟بلکہ وہ اب کبھی نہیں ملے گا۔'' پھر اس نے خوف زدہ ہوکر جھرجھری سی لی۔''اور اگر وہ نہ ملا تو

۔۔۔" اس نے نم آنکھوں سے موحد کو دیکھا۔" کیا میں ساری عمر اس قید میں جکڑی رہوں گی موحد؟" وہ امید بھری نظروں سے پوچھ رہی تھی۔موحد نے گہری سانس بھری۔

"وہ۔۔۔ایک جانا پہچانا سا شخص تھا موحد جیسے اسے کہیں دیکھا ہو میں نے۔" نمیر آفندی کی شکل ذہن میں لاتے ہوئے مہرماہ الجھے ہوئے انداز میں بولی۔تو موحد نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا مطلب۔۔۔یعنی ملنے جلنے والوں میں سے کوئی ہے؟"

"نہیں۔۔۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔"بس یونہی۔۔۔کچھ دیکھا ہوا چہرہ۔۔۔"

وہ مزید الجھی پھر یک لخت ہی جیسے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔کوئی دھند تھی جو ایک دم سے چھٹی تھی۔

"ہاں۔۔۔میرے خیال میں مجھے یاد آ گیا کہ وہ کون تھا۔۔۔" وہ بے اختیار سنسنی خیز انداز میں کہتی اٹھ کھڑی ہوء۔موحد نے ایک ٹھہری ہوئی نگاہ اس پر ڈالی۔وہ بغور اسی کو دیکھ رہی تھی۔چبھتے ہوئے لہجے میں بولی۔"اور میرے خیال میں تو تم بھی اس شخص کو جانتے موحد آفندی۔" چند لحوں تک اسے دیکھنے کے بعد وہ ہلکا سا کھنکارتے ہوئے اٹھ کر مہرماہ کے بالمقابل کھڑا ہو گیا۔کمرے میں دو نفوس کے ہوتے ہوئے بھی بے حد خاموشی تھی۔بامعنی خاموشی۔

☆......☆......☆

طلال فریش ہو کر ناشتے کی میز پر آیا تو رات بھر کی بے خوابی اس کی سرخ آنکھوں اور مضمحل انداز سے ظاہر تھی۔

"میں تمہاری پسند کا ناشتا تیار کرنے ہی لگی تھی طلال۔" بھابھی آج ضرورت سے زیادہ ہی خوش تھیں۔

ابھی چند لحوں بعد ہی ان کی دیرینہ خواہش پوری ہونے والی تھی۔اتنی افراتفری میں تو ان ہی کی بہن ملتی طلال کو شادی کے لیے۔

"ابھی بھوک نہیں ہے بھابھی۔رہنے دیں۔" اس نے انہیں وہیں روک دیا۔وہ اٹھتے اٹھتے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئیں۔ماما کا دل مضطرب ہوا۔کرسی کی پشت پر دونوں ہاتھ جمائے کھڑا وہ کچھ کہنے یا نہ کہنے کی کشمکش میں گھرا تھا۔

"تھوڑا سا ہی کچھ کھا لو طلال۔رات کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا تم نے۔" ماما نے تشویش سے کہا۔مگر وہ باپ کی طرف متوجہ تھا۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے پاپا۔" وہ بہت ہارے ہوئے انداز میں بولا تو اس کی دلی تکلیف کا احساس کر کے ماما کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔وہ تینوں منتظر نظروں سے طلال کو دیکھنے لگے۔

"میں تزئین آفندی سے شادی کروں گا پاپا۔" اس نے گہری سانس لے کر کہتے ہوئے گویا بم ہی پھوڑ دیا تھا۔وہ تینوں نفوس ہی بدکے۔پاپا کے تاثرات فوراً ہی بدلے۔درشت لہجے میں کہا۔

"دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا؟" ماما نے بے اختیار ان کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر انہیں ٹھنڈا رہنے کا اشارہ کیا تو وہ چپ

http://kitaabghar.com

ہو گئے۔ بھابھی نے بے یقینی کے سمندر سے بمشکل نکلتے ہوئے تلخی بھرا طنز کیا۔

"تم نے تو شاید منت ہی مان لی ہے کہ اسی گھر کا داماد بنو گے۔" طلال نے سلگتی نظروں سے انہیں دیکھا اور چیخ کر بولا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے گھر کی نہیں مانی تھی منت۔" بھابھی نے غصے سے سر جھٹکا تھا۔

ماما نے خفگی سے اسے دیکھا۔ "ہوش کے ناخن لو طلال۔ وہ لوگ ایک بیٹی کے رشتے سے انکاری ہیں۔ دوسری کے لیے کیسے مانیں گے۔"

"آپ نے ایک نام پوچھا تھا۔ وہ میں نے بتا دیا ہے ماما! آپ ان سے بات کریں۔ وہاں سے انکار نہیں ہوگا۔" وہ ضبط سے کہہ کر پلٹ گیا۔

"طلال۔۔۔ بات سنو میری۔" پاپا نے غصے سے آواز دی تھی۔ وہ ٹھہرا ضرور مگر پلٹا نہیں، محض چہرہ موڑ کر انہیں دیکھا۔

"اگر آپ کو اعتراض ہے تو پھر یہ شادی نہیں ہوگی پاپا۔" اس نے لحہ بھر کا توقف کیا اور پھر قطعیت سے بولا۔ "کبھی بھی نہیں۔" وہ کہہ کر چلا گیا تھا۔ پاپا کو مزید غصہ آیا۔

"اس کا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔" وہ ماما سے بولے۔

"پتا کرلیں پاپا۔ ہوسکتا ہے طلال کی تزئین کے ساتھ بھی سیٹنگ ہو۔ یونہی تو اتنے کانفیڈنس سے نہیں کہہ رہا نا۔" بھابھی کی مسکراہٹ طنزیہ اور لہجہ آگ لگانے والا تھا۔ طلال نے تو ان کا دماغ ہی گھما دیا تھا۔ بھابھی کو افسوس ہوا۔ ایسے ہی ماں بہن کو پھر سے آس دلا دی۔ ماما پاپا کو بہو کا انداز برداشت کرنا پڑا۔ طلال نے انہیں کوئی جواب دینے لائق چھوڑا ہی کب تھا۔

"میرا دل گھبرا رہا ہے۔ پتا نہیں کیا کرنا چاہتا ہے یہ لڑکا۔" ماما نے شدید پریشانی کے عالم میں دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا۔

"میں بات کرتا ہوں آغا جان سے۔ مہرماہ تو ذہنی ڈسٹربنس کی وجہ سے شادی سے انکار کر رہی ہے۔ ویسے تو انہیں طلال پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہے۔" پاپا اب ٹھنڈے دل و دماغ کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ باوجود اس کے کہ آفندی ہاؤس والوں کے رویے نے انہیں بددل کر دیا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کی خوشی کی خاطر ایک بار پھر ان کے دروازے پر جانے کے لیے راضی ہو گئے تھے۔

☆......☆......☆

تزئین پر تو شادیٔ مرگ کی سی کیفیت طاری تھی۔ جب سے طلال کی کال آئی تھی، وہ بے یقینی کا شکار تھی۔ اف۔۔۔ جس چاند کو چھونے کی اس کے دل میں محض حسرت تھی، وہ اس کے آنگن میں جگمگانے کو تھا۔ واہ اللہ۔۔۔ تو بھی بڑا بے نیاز ہے۔ قدرت والا ہے جب چاہے جو چاہے سو کرے۔ اس نے فوری طور پر ماں کو جا کر اپنے تئیں خوش خبری سنائی۔ انہوں نے پھٹی نگاہوں سے بیٹی کا مسکراتا چہرہ دیکھا۔

"پاگل تو نہیں ہوگئی ہو تم۔ کل میں نے خود فون کر کے اس کی ماں تک مہرماہ کے رشتے سے انکار پہنچایا ہے۔"

http://kitaabghar.com

''تو کیا ہوا امی۔۔۔وہ مہر ماہ کا مسئلہ تھا اسے نہیں کرنی شادی تو نہ کرے۔ہم نے تھوڑی کہا ہے اسے انکار کرنے کو۔'' وہ لاپرواہی سے بولی۔پھر دبے دبے جوش سے بولی۔''طلال نے خود کہا ہے کہ اس کی بابا اب میرے لیے بات کرنے والے ہیں اور وہ اسی دن نکاح چاہتے ہیں جس روز طلال اور مہر ماہ کا طے تھا۔'' وہ خوش تھی۔بے حد خوش۔سائرہ چچی جو بیٹی کو صلواتیں سنانے لگی تھیں،اس کے چہرے سے چھلکتے رنگوں کو دیکھ کر دنگ رہ گئیں۔''آپ کو بڑا شوق تھا کہ میں بھی کوئی لڑکا پسند کرلو۔دیکھ لیں،خود اللہ نے بھیج دیا میرے لیے۔۔۔بس آپ ابو سے کہہ دیں کہ طلال کی ماما کو انکار نہیں کرنا۔'' وہ زیروزبر ہوتی سانسوں کے ساتھ شرمگیں انداز میں کہہ رہی تھی۔سائرہ چچی چپ تھیں۔انہیں فی الفوراس حقیقت کا ادراک ہوا تھا کہ طلال کو تزئین بھی ویسے ہی پسند کرتی تھی جیسے کہ مہر ماہ۔مہر ماہ کی شادی کے لیے بد دلی اور بد دماغی کا مظاہرہ کرنے والی تزئین اب پورے دل سے خوش دکھائی دے رہی تھی۔

وہ ماں سے لپٹ گئی۔

''آپ لوگ آغا جان کو بھی منا لیجیئے گا امی۔۔۔پلیز۔بس طلال۔'' وہ گہری سانس لے کر رہ گئیں۔جانے قدرت کیا رنگ دکھانے والی تھی۔

☆......☆......☆

وہ اولین جھٹکے سے جلد ہی سنبھل گیا تھا۔

''میں۔۔۔میں جانتا ہوں اسے؟ کون ہے وہ؟'' وہ بے حد حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

''وہ شخص...جو اس روز ہماری گاڑی کا پیچھا کر رہا تھا اور گاڑی سے اپنی گاڑی بھی ٹکرائی اس نے۔تم نے اسے جھاڑا بھی تھا۔'' وہ تیز تیز بتا رہی تھی۔تنفس بے ترتیب اور نمی سے گلابی ہوتیں آنکھیں۔

''ہاں۔۔۔یاد ہے وہ واقعہ مگر وہ بندہ۔۔۔؟'' وہ الجھا۔''گاڑی تو کسی کی بھی ٹکرا سکتی ہے کسی کی گاڑی سے۔''

''نہیں وہ وہی تھا۔میں پورے یقین سے کہہ سکتی ہوں۔وہ کسی سائے کی طرح ہمارے پیچھے لگا ہوا تھا۔جانے کب سے وہ ہماری مصروفیات پر نظر رکھے ہوئے تھا۔موقع کی تلاش میں تھا۔۔۔'' وہ ہذیانی انداز میں کہتی ہوئی آخر میں چیخ کر بولی اور خود پر سے قابو کھو کر رو پڑی۔موحد کی آنکھوں میں تاسف ابھرا۔

اس لڑکی کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا مگر قسمت،جس نے آزمائش کے لیے مہر ماہ آفندی کو چنا،اب کیا ہو سکتا تھا۔

''ریلیکس مہر۔۔۔ایزی،سب ٹھیک ہو جائے گا۔''اس نے نرمی سے اسے تسلی دی۔

''اب کچھ بھی،کبھی بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا موحد! میرے لئے تو کبھی بھی نہیں۔'' وہ خود ترسی کے سے انداز میں بولی تھی۔پھر دوپٹے سے رگڑ کر آنکھیں اور چہرہ صاف کیا۔''جو یاد تھا وہ بتا دیا تمہیں۔آغا جان کو بتا دینا اب اگر کچھ ہوگا تو بس یہی کہ وہ نمیر آفندی کو ڈھونڈ

نکالیں۔۔۔اور گولی ماردیں اسے میرے سامنے لا کر۔‘‘ وہ بے حد تلخی سے بولی تو موحد نے تیز نظروں سے اسے دیکھا۔ پھر تاسف سے کہا۔

’’یہی نسل در نسل دشمنی لے ڈوبی ہے تم لوگوں کو۔ نمیر آفندی بھی تو پھر تم لوگوں کا خون ہے نا۔ اس کے عمل پر پھر اعتراض کیسا؟‘‘

’’تمہارا خیال ہے کہ اس نے صحیح کیا جو بھی کیا؟‘‘ مہر ماہ نے صدمے سے پوچھا۔

’’میں صرف حقیقت بتا رہا ہوں۔‘‘ وہ مختصراً بولا۔

’’وہ صرف ہم لوگوں کو اذیت دینا چاہتا ہے اور بس۔‘‘ مہر ماہ تھک کر بولی۔ موحد چند ثانیوں تک اسے دیکھنے کے بعد کمرے سے نکل گیا تھا۔

’’آہ۔۔۔طلال۔۔۔کیسے لمحوں میں میری زندگی، میرے ہاتھ کی لکیروں سے نکلے ہو تم۔‘‘ وہ پھر سے رونے لگی تھی۔

☆......☆......☆

طلال کے گھر سے آنے والا فون آغا جان کے موبائل پر آیا تھا۔ طلال کے والد کا مدعا جان کر آغا جان کو خفیف سا جھٹکا لگا۔

’’مہر ماہ کا مسئلہ ہم سمجھتے ہیں آغا جان۔ وہ بچی واقعی ذہنی طور پر ڈسٹرب ہے۔ مگر ہمیں تو آپ کی سب ہی بچیاں ایک سی پیاری ہیں۔ تقدیر میں نہیں لکھا تھا کہ مہر ماہ ہماری بہو بنے۔ لیکن آپ کے گھرانے سے رشتہ جوڑنا ہمارے لیے باعث عزت ہے۔ سو آپ مہربانی کریں تو ہم اسی تاریخ کو طلال اور تزئین بیٹی کا نکاح کیے لیتے ہیں۔ خاندان میں آپ کی عزت بھی رہ جائے گی اور ہمارا پردہ بھی۔‘‘ انہوں نے بہترین طریقے سے طلال کا مقدمہ آغا جان کے سامنے پیش کیا تھا۔

آغا جان نے ابتدائی جھٹکے سے سنبھلتے ہوئے کھنکار کر گفتگو کا آغاز کیا تو وہ ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے۔

☆......☆......☆

’’ملائکہ تو تڑپ رہی ہے وہاں۔ پاکستان آنے کے لیے۔ میں نے ہی منع کیا۔ جب شادی ہی نہیں ہو رہی تو کیا فائدہ آنے کا۔ خوامخواہ اس کی سسرال تک باتیں جائیں گی۔ ابھی تو کہہ دیا کہ فی الحال شادی کینسل ہو گئی۔‘‘ تائی جان افسردگی سے مہر ماہ کو بتا رہی تھیں جو تھکی تھکی سی تکیے سے ٹیک لگائے سوگوار بیٹھی تھی۔ اس کا ماتم تو ختم ہی نہ ہوتا تھا۔ آنکھ خشک بھی ہوتی تو دل روتا رہتا۔ اسی وقت ملاحہ ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر آئی تو ماں کی آخری بات سن لی۔ اس کی رنگت فق تھی۔ وہ آ کر مہر ماہ کے پاس ڈھے سی گئی۔

تائی جان متوحش سی ہو گئیں۔ ’’تمہیں کیا ہوا۔۔۔سب خیر تو ہے نا؟‘‘

اب تو ہر آہٹ پر دل ڈر سا جاتا تھا۔ ملاحہ نے حسرت اور بے بسی کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ مہر ماہ کو دیکھا اور اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا لیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

’’کیا ہوا ملاحہ۔۔۔بتا دو پلیز۔‘‘ مہر ماہ کا دل جیسے مٹھی میں آ گیا تھا۔ سراسیمہ ہو کر بولی۔

''ملائکہ آپی کو آنے دیں امی۔ آغا جان نے نہ تو شادی کینسل کی ہے اور نہ ہی طلال بھائی کو جواب دیا ہے۔'' وہ بھیگے لہجے میں بولی تو نظریں مہر ماہ کی اڑی رنگت پر تھیں۔

''مگر میں اعتراض کا حق رکھتی ہوں۔ میں نے انکار کر دیا ہے اس شادی سے۔''

مہر ماہ کی گردن میں کوئی پھندا سا سخت ہونے لگا۔ وہی جانتی تھی کہ کس دل سے وہ یہ الفاظ کہتی تھی۔

''ہاں آپی۔۔۔ تمہیں اعتراض تھا۔ مگر تزئین آپی کو تو کوئی اعتراض نہیں نا طلال بھائی سے شادی پر۔۔۔'' ملاحہ ضبط کھو کر بچوں کی طرح رو دی تھی۔

اور مہر ماہ۔۔۔ اسے لگا اس کے بدن سے روح پرواز کرنے لگی ہو۔

''اللہ کی مار ان آستین کے سانپوں پر۔۔۔'' تائی جان کے دل پہ ہاتھ پڑا۔ تو وہ تزئین اور سائرہ چچی کو کوسنے لگیں۔ ملاحہ ابھی بھی مہرو کا ہاتھ تھامے رو رہی تھی اور مہر ماہ سپید پڑتی رنگت کے ساتھ ساکت و جامد تھی۔۔۔ جیسے کوئی بے روح جسم۔

☆......☆......☆

''آغا جان! کیا واقعی آپ نے طلال کا پروپوزل تزئین کے لیے قبول کر لیا ہے؟'' مبین آفندی کو شدید دھچکا لگا تھا۔ جبکہ سہیل آفندی بیوی کی سکھائی پٹی کے نتیجے میں چپکے ہو رہے۔ ''بھئی آغا جان کے سامنے کون دم مار سکتا ہے۔ کس کی مجال۔'' انہوں نے بھائی کے سامنے سارا ملبہ آغا جان پر ڈال دیا۔

''تو۔۔۔ کیا مسئلہ ہے اس میں؟'' آغا جان نے مونچھوں کو بل دیتے ہوئے انہیں سخت نظروں سے دیکھا۔

''مہر ماہ اس شادی سے انکار کر چکی ہے، ایسے میں پھر سے اس کا اسی گھر کا داماد بننا۔۔۔'' بات کرتے کرتے ان کی پیشانی چمک اٹھی تھی۔ آغا جان تند و تیز لہجے میں ان کی بات ہی کاٹ گئے۔

''انکار مہر ماہ نے کیا تھا۔ ہم نے نہیں مبین میاں! اور انکار کی وجہ مہر ماہ تھی طلال تو بے قصور تھا۔ پھر ہم کیوں اعتراض کریں اس سے رشتہ داری جوڑنے پر۔'' انہوں نے اپنے روایتی دبنگ لہجے میں کہا تو مبین آفندی بہت کچھ زبان پر لاتے لاتے رہ گئے کہ وہ ایک بیٹی کے باپ تھے۔ کیسے کہتے کہ مہر ماہ کی پسند تھا طلال۔ اس نے کون سا اپنی مرضی سے طلال کو چھوڑا تھا۔ اب بہنوئی کی صورت اسے قبول کرنا اور اسی گھر میں ہوتے ہوئے طلال سے سامنا کرنا مہر ماہ کے لیے ایک قیامت ہوگا۔ آغا جان اس جذباتیت سے کوسوں دور تھے۔ ''بس اب مزید کوئی فضول اور نکما اعتراض اٹھا کر دنیا میں مزید تماشا مت بنانا۔۔۔ خاندان والوں کو یہی پتا ہے کہ مہر ماہ کی ذہنی کیفیت ٹھیک نہیں۔ ایسے میں تزئین سے طلال کی شادی ہو جانا کوئی ایسی عجیب بات نہیں سب کے لیے۔'' ہاتھ اٹھا کر تحکمانہ انداز میں بولے۔

''مہر ماہ کا بھی تو اس سارے قصے میں کوئی قصور نہیں آغا جان! وہ تو ناکردہ گناہ کی سزا بھگت رہی ہے۔'' مبین بے چارگی سے

بولے تھے۔

''نافرمان اولاد ہے تمہاری مبین آفندی۔ میں نے کہا تھا اسے اپنی زبان بند رکھے اور چپ کر کے طلال کے ساتھ شادی کرا کے رخصت ہو جائے۔ مگر سارا اسلام تو جیسے ان لوگوں نے ہی پڑھا ہوا ہے۔ ہم تو گویا مسلمان ہیں ہی نہیں۔'' آغا جان گرجے۔

''نکاح پر نکاح کیسے کر لیتی آغا جان۔ ایجاب و قبول کر لیا تو نکاح ہو گیا۔ چاہے کنڈیشن کیسی بھی تھی۔'' وہ مدہم پڑ گئے۔ بیٹی کے ساتھ ہونے والے سانحے نے تو ان کی کمر ہی توڑ ڈالی تھی۔

''تو ٹھیک ہے پھر۔ جس کے نصیب میں جو تھا وہ اسے مل گیا۔ اب میں زبان دے چکا ہوں طلال کے باپ کو۔ جس کو اعتراض ہے، وہ بے شک اس نکاح میں نہ بیٹھے۔'' وہ بڑی رکھائی اور کرختگی سے کہہ رہے تھے۔ مبین آفندی دل مسوس کر اٹھ گئے۔

☆......☆......☆

''دیکھ لیا آپ نے ۔۔۔ ساری عمر میرا بھائی، میری بھتیجیاں کرتے رہے آپ! آستین کے سانپ نکلے سب۔'' تائی جان کو کسی پل چین نہ آتا تھا۔

مہرماہ کو تو چپ سی لگ گئی تھی یہ خبر سن کر۔ نہ بولی نہ آنسو بہائے۔ بس ساکت بیٹھی رہ گئی تھی وہ۔ تائی جان کی آنکھوں کے سامنے سے بیٹی کی شکل اوجھل نہ ہوتی تھی۔ انہیں تو قدرت سے بھی شکوہ تھا۔ (ہم نے ایسے کون سے گناہ کیے تھے بھلا جن کی ایسی سزا مل رہی ہے؟) انہیں یاد نہیں پڑتا تھا۔ جن کے دلوں پر مہر لگ جائے انہیں یاد کرنے پر بھی اپنے گناہ یاد نہیں آتے۔

''ان کا کیا قصور بھلا آغا جان کا فیصلہ ہے یہ۔'' وہ خود بہت مضطرب تھے۔ آغا جان کے اس فیصلے نے انہیں ذہنی طور پر منتشر کر دیا تھا۔

''تو وہ کون سا ننھی کاکیاں ہیں۔ اگر تزئین کو اعتراض ہوتا تو صاف کہتی۔ میں نہیں جانتی۔ کتنی منہ پھٹ ہے وہ اور اس کے پھاپھا کٹنی سائرہ کو دیکھو۔ ذرا جو دید لحاظ رکھا ہو۔ وہ نہیں جانتی کہ مہرماہ اور طلال ۔۔۔'' غصے سے تیز لہجے میں کہتے آخر میں ان کی آواز بھرا گئی تھی۔ چند لمحوں تک وہ خاموش رہے۔ پھر خود پر قابو پا کر تلخی سے بولیں۔ ''ذرا سی شرم کر لیتے سائرہ اور سہیل۔ میری بچی کے جذبات کا خیال نہیں ہے انہیں۔ ایک ہی گھر میں رہتے اس طرح کی رشتہ داری گانٹھنا انہیں زیب دیتا تھا بھلا۔''

''اب کیا کیا جا سکتا ہے۔'' وہ تھکے ہوئے انداز میں بولے۔ ''میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ مہرو کو کچھ دنوں کے لئے ننھیال بھیج دیں۔''

صدیقہ بیگم کا دل چاہا اونچی آواز میں بین ڈالنا شروع کر دیں۔ کتنا ظلم ہو رہا تھا مہرماہ کے ساتھ۔ مگر یہی بات جب مہرماہ کے سامنے دہرائی گئی تو اس کی چپ کی مہر ٹوٹ گئی۔

''نہیں امی ۔۔۔ میں کہیں نہیں جاؤں گی۔'' اس نے اونچی آواز میں قطعیت سے کہا تھا۔

”یہاں رہ کے دل جلاؤ گی اپنا۔ کیسے دیکھوگی سارا تماشا۔۔۔اس طلال کی اصلیت بھی دیکھ لی تم نے۔ اسے شرم نہ آئی یہ فیصلہ کرتے ہوئے۔“ تائی جان نے واویلا کیا تھا۔

”جس نے جو بھی کیا امی! جب میری قسمت ہی ایسی لکھی تھی تو میں کسی کو کیا الزام دوں۔ وہ میرے لیے جوگ تو نہیں لے سکتا تھا نا۔“ اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

”اسی لیے تو کہتی ہوں۔ یہاں رہ کر سب اپنی آنکھوں سے دیکھوگی تو تکلیف ہوگی۔۔۔ جوگ نہ لیتا مگر کچھ شرم کر لیتا۔ اسی گھر میں داماد بن کر آنا ضروری تھا کیا۔۔۔وہ نہیں جانتا تمہیں کتنی تکلیف ہوگی۔“ تائی جان اس وقت صرف ماں بن کر سوچتی تھیں جب اپنے بچوں پر تکلیف آئی تھی۔

”اسے بھی تو میرے انکار سے تکلیف ہوئی نا امی۔ وہ کون سا میرے انکار کے پیچھے کی وجہ جانتا ہے جو احساس کر کے کوئی فیصلہ کرتا۔ اسے تو کسی نے اصلیت بتائی ہی نہیں۔“ مہر ماہ آنکھیں پونچھتے ہوئے پھیکے انداز میں مسکرائی تھی۔ تائی جان گہری آہ بھر کے رہ گئیں۔

☆......☆......☆

ملائکہ کو سارے حالات کی خبر تھی۔ مگر اب اس نئی ”خوش خبری“ نے تو اسے صدمے میں دھکیل دیا۔

”حد ہوتی ہے بے حسی کی امی۔ طلال تو چلو مہر ماہ کے ساتھ ہوئے واقعہ کا علم نہیں۔ مگر ہمارے گھر میں تو سب جانتے ہیں کہ طلال اور مہر ماہ کی پسند سے یہ شادی ہو رہی تھی۔“ وہ رو دی۔

”یہاں کوئی کسی کا دل دکھنے کی پرواہ نہیں کرتا میری بچی۔ پتھر دل لوگ ہیں یہاں۔“ انہوں نے آہ بھری۔ جب انسان پر خود پر بن آئے تو وہ فوراً نفع و نقصان چیک کرنے لگتا ہے۔ یہی بندہ خدا لوگوں کے ساتھ ہر حد تک ظلم روا رکھتا ہے تب اسے اپنی پتھر دلی کا احساس نہیں ہوتا۔

”میں نہیں آ رہی امی۔ دفع کریں ان لوگوں کو۔۔۔ آغا جان کے فیصلوں نے کبھی بھی ہمارے خاندان کو خوش نہیں رہنے دیا۔ ان ہی کا کیا مہر ماہ بھگت رہی ہے۔۔۔انہی کا پوتا ہم سے بدلہ لے رہا ہے ان کی کرنی کا۔“ وہ صاف گوئی سے کہہ رہی تھی۔ تائی جان کا فون تھاما ہاتھ لرزا۔ ایک دم سے زرنگار کی بھولی بسری خوب صورت شکل ان کی آنکھوں کے آگے آ گئی تھی۔

اور وہ آخری ملاقات۔۔۔ بارش کی وہ رات۔۔۔ بات مکمل کر کے فون رکھنے تک وہ اسی عجیب سی کیفیت کے حصار میں تھیں۔

انہیں وہ ڈرا سہما اور ماں کے پیچھے چھپا لڑکا یاد آیا۔ مگر یاد کرنے پر بھی وہ اس کے نقوش یاد نہیں کر پائی تھیں۔

اس روز اس گھر کے مکینوں نے نمیر وقار آفندی پر ترس یا رحم کی نگاہ ڈالی ہی کب تھی۔ جو اسے کوئی یاد رکھتا۔

اور اب تو اس نے اپنا ایسا تعارف کرایا تھا کہ تا عمر وہ آفندی ہاؤس والوں کو بھولنے والا نہیں تھا۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

''مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا طلال۔۔۔تھینک یو۔۔۔تھینک یو سو مچ۔۔۔''

کل نکاح تھا اور رات گہری تھی جب غیر متوقع طور پر طلال نے تزئین کو کال کی۔ وہ تو ساتویں آسمان پر جا بیٹھی۔ اس کی آواز میں خمار سا اترنے لگا۔

''مہرو نے انکار کیوں کیا تھا شادی سے تزئین؟'' تزئین کے رومانوی خیالات میں ڈوبے ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ طلال نے بڑی سرد لہجے میں پوچھا تھا۔

''یہ تو تم اس سے پوچھتے جس نے انکار کیا۔'' سنبھلتے ہوئے تزئین نے تیکھے انداز میں ناگواری سے کہا۔

''تم کیا چاہتی ہے، اب میں اسے کال کر کے اس سے پوچھوں؟'' قدرے توقف کے بعد اس نے بڑے سکون سے پوچھا تو تزئین گڑبڑائی۔ تمام ناگواری ایک سیکنڈ میں ہرن ہوگئی۔

''میں نے یہ تو نہیں کہا۔'' فی الفور بولی۔

''تو پھر بتاؤ۔ مہرو نے انکار کیوں کیا۔ کیا وجہ ہے اس انکار کے پیچھے۔ اس کی ذہنی کنڈیشن؟'' تزئین کی جان پر بن آئی۔

اب اگر وہ مہر ماہ کو طلال کی نظروں میں یونہی مظلوم بنی رہنے دیتی تو امید واثق تھی کہ وہ آئندہ بھی اسے بے چاری ہی سمجھے والا تھا۔ اس نے تیزی سے دماغ دوڑایا۔ اسے یہ لمحے قسمت سے تحفتاً ملے تھے۔ تزئین کو اچانک احساس ہوا۔ یہی وہ لمحے تھے جب وہ مہر ماہ کو طلال کے دماغ سے بھی نکال سکتی تھی۔ زندگی سے تو وہ خود بخود ہی نکل گئی۔

''جو لڑکی شادی سے محض تین دن پہلے انکار کر دے اس کا محض دماغ تو خراب نہیں ہو سکتا طلال۔۔۔'' وہ محتاط انداز میں بولی تو اگلے چند لمحوں تک دوسری طرف سے محض سانسوں کی آواز آتی رہی۔ اتنی دیر تزئین کا دل دھک دھک کرتا رہا۔ ''مجھے نہیں پتا طلال مگر جب مہر ماہ لاپتا تھی، تب موحد بھی یہاں نہیں تھا۔'' خوف سے تیزی کے ساتھ دھڑکتے دل سے تزئین نے جو منہ میں آیا، وہ روانی سے کہہ ہی دیا۔ طلال سے بولنا مشکل ہونے لگا۔

''وہ محبت کرتی تھی مجھ سے۔۔۔'' چند ثانیوں کے بعد وہ تیقن سے بولا۔ جیسے اسے تزئین کی بات کا یقین نہ آیا ہو۔

''کرتی ہوگی مگر تب موحد نہیں آیا تھا تم دونوں کے درمیان طلال۔۔۔'' تزئین نے ڈھٹائی سے اپنی بنائی کہانی کو آگے بڑھایا تھا۔

''آئی ڈونٹ بلیو۔۔۔میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے وہ؟'' وہ دکھ کے حصار میں تھا۔ بلکہ شاید بے یقینی زیادہ تھی۔

''اس نے کر دیا ہے ایسا طلال۔۔۔'' وہ زور دے کر بولی۔ پھر ذرا سی خفگی دکھائی۔

''کل ہمارا اسپیشل ڈے ہے طلال اور تم مجھ سے ہم دونوں کی باتیں کرنے کی بجائے کسی تیسرے فرد کو ڈسکس کر رہے ہو۔''

''میرا حق بنتا ہے یہ جاننا کہ کس وجہ سے مہر ماہ آفندی نے مجھے ریجیکٹ کیا ہے۔'' وہ تلخ لہجے میں بولا۔ وہ یک لخت مہرو سے مہر ماہ

آفندی بن گئی تو تزئین کا دل پر سکون ہونے لگا۔

"اس نے تمہیں نہیں اپنی قسمت کو ریجیکٹ کیا ہے طلال۔ مجھ سے پوچھو کہ تم کیا ہو میرے لیے۔۔۔ کتنی اہمیت ہے تمہاری۔ کتنی اسپیشل فیلنگز ہیں تمہارے لیے میری۔" وہ مخمور انداز میں کہہ رہی تھی۔ اسے یقین دلا رہی تھی۔ مگر طلال کا دل تو تب خوش ہوتا جب اس نے تزئین سے رومانس جھاڑنے کی خاطر کال کی ہوتی۔ اب تو جو حقیقت اسے پتا چلی تھی اس نے ذہن بالکل ہی ماؤس کر دیا تھا۔

"اوکے۔۔۔ پھر بات کروں گا۔" اسی ذہنی انتشار کے باعث اس نے مزید کچھ کہے بنا کال ڈسکنٹ کر دی تھی۔

اب وہ تو جس بھی ذہنی کیفیت کا شکار تھا مگر تزئین سرتاپا جل کر رہ گئی۔ مہرماہ آفندی سے منہ کی کھانے کے بعد بھی وہ اسی کے سوگ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے شکر ادا کیا۔ ابھی طلال کو نمیر آفندی کے مہر سے زبردستی نکاح والے قصے کا علم نہیں ہوا تھا۔ ورنہ تو اسے مظلوم جان کر نمیر سے طلاق لینے تک مہرماہ کے انتظار میں ہی بیٹھا رہتا۔ وہ جلتی کڑھتی سیدھی ماں کے کمرے میں آئی۔

"طلال کا فون تھا۔" بگڑے موڈ میں انہیں اطلاع دی۔ تو وہ فکرمند ہوئیں۔

"خیریت تو تھی؟"

"پوچھ رہا تھا مہرو نے شادی سے انکار کیوں کیا۔" وہ کڑوے لہجے میں بولی۔

"تو بتا دیتیں نا۔۔۔ نکاح پر نکاح تو نہیں ہو سکتا نا۔" سائرہ چچی نے اطمینان سے کہا۔

"ہاں۔۔۔ بتا دیتی۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولی۔ "تاکہ وہ ساری ہمدردیاں مہرماہ کے نام لگا دیتا اور نکل پڑتا نمیر آفندی کو ڈھونڈنے۔"

"اب وہ اس گھر کا داماد بننے والا ہے۔ کب تک اس سے یہ بات چھپائیں گے ہم۔" انہوں نے تفکر سے کہا۔ تو وہ جھلا کر بولی۔

"اب گھر کی ہر بات داماد کو پتا ہو یہ ضروری تو نہیں۔" پھر انہیں تاکید کی۔

"آپ سب سے کہہ دیں۔ کوئی بھی طلال کو یہ حقیقت نہیں بتائے گا کہ اغواء کے بعد نمیر نے زبردستی مہرماہ سے نکاح کر لیا تھا۔"

"وہ تو اب ظاہر ہے، کہنا ہی پڑے گا۔ پہلے تو اپنی عزت رکھنے کے لئے چھپایا تھا۔ اب اس رشتے کے لیے چھپانا پڑ رہا ہے۔" وہ گہری سانس لے کر رہ گئیں۔

☆......☆......☆

طلال کی فیملی مختصر سے لوگوں کے ساتھ نکاح کے لیے آفندی ہاؤس ہی آئی تھی۔ اس طرف سے بھی خاندان کے محض خاص لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا۔

"میرے کپڑے بھی نکال دینا ملاحہ۔۔۔" مہرماہ نے ناشتا کرتے ہوئے کہا تو ملاحہ چائے میں چینی ملانا بھول کر اسے دیکھنے

لگی۔تائی جان نے تڑپ کر اس کی زرد پڑتی رنگت کو دیکھا۔

''کیوں خود کو امتحان میں ڈالتی ہو مہرو۔۔۔؟''

''اچھا ہے نا۔عادت ہو جائے گی۔ابھی دنیا سے چھپنے کی کوشش کروں گی تو پھر کبھی سامنا نہیں کر پاؤں گی۔''

''لوگ طرح طرح کی باتیں کریں گے مہرو۔''

''کر لینے دو امی! اندر کی بات تو کوئی بھی نہیں جانتا سب کو پتا ہے میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔جس کی وجہ سے شادی نہیں ہو سکی۔'' وہ اندر سے چاہے مطمئن تھی یا نہیں۔مگر ظاہر یہی کر رہی تھی کہ وہ پرسکون ہے۔

یہ تو مہر ماہ آفندی کا دل ہی جانتا تھا۔قیامت تو طلال کے ساتھ شادی سے انکار کرتے ہی آ گئی تھی، مگر اب طلال کا تزئین کے ساتھ شادی کرنا۔۔۔پوری رات نہ اس کی آنکھ لگتی اور نہ خشک ہوتی تھی۔کبھی کبھی تو اسے یہ سب ایک ڈراؤنا خواب لگتا۔اس نے اپنے مستقبل کو ہمیشہ طلال کے ساتھ سوچا تھا۔اب تو آئندہ آنے والی زندگی ہی ایک سوالیہ نشان بن گئی تھی۔

اور اب وہ نکاح سے کچھ دیر پہلے ہی تیار ہو کر کمرے سے نکلی تھی۔اللہ جانتا تھا، ہر ہر لمحے اس نے کیسے آنسو بہائے تھے۔

''میرے اللہ۔۔۔مجھے ہمت عطا کر۔میرے دل سے طلال کا خیال نکال دے۔یا اللہ۔'' چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر سوجی آنکھوں کو تولیے سے تھپتھپا کر خشک کرنے تک وہ دل ہی دل میں محو مناجات رہی تھی اسے کوریڈور میں ہی چچی نے روک لیا۔اسے سر سے پاؤں تک ناقدانہ نظروں سے دیکھا تو وہ گھبرا سی گئی۔

''تم کہاں جا رہی ہو؟'' انہوں نے کچھ ایسے انداز سے پوچھا کہ مہرو سناٹے میں آ گئی۔''برا مت ماننا مہرو۔مگر باہر تزئین کے سارے سسرال والے بیٹھے ہیں۔وہی جن سے تم نے ملنا اور بات کرنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔ابھی تم جاؤ گی تو نکاح کے موقع پر پرانے کھاتے کھل جائیں گے اور میرا خیال ہے کہ تم اس موقع کو خیریت سے گزر جانے دو۔'' وہ صاف لفظوں میں جو بات نہیں کہہ سکتی تھیں وہی گھما پھرا کر کہہ دی۔یعنی وہ مہربانی فرما کر اپنے کمرے میں رہے۔

''چچی جان۔۔۔میں اسی لیے وہاں جا رہی ہوں، تاکہ کسی کو باتوں کا موقع نہ ملے۔'' وہ خفت کے مارے رونے والی ہو گئی۔بھلا شوق سے تھوڑی وہاں جا رہی تھی۔

''اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے کمرے میں ہی رہو۔اللہ ہی جانے بیٹا۔تمہیں پتا تو ہے ہمارے گھر کو کسی کی نظر لگ چکی ہے پہلے ہی۔اب بس خیریت سے میری بیٹی کا نکاح نپٹ جائے۔'' پہلے اسے رکھائی سے کہہ کر پھر انہوں نے یوں دلگرفتی کا مظاہرہ کیا کہ مہر ماہ کو پہلی بار چپ رہنے کم بولنے اور بظاہر بے وقوف دکھائی دینے والی سائرہ چچی کے اندر کی خود غرض عورت دکھائی دی۔

تیزی سے کوریڈور میں داخل ہوتے موحد نے چچی جان کی آخری بات سنی تھی اور خفت کے مارے (یا شاید تکلیف کے؟) مہر ماہ کا

http://kitaabghar.com

سپید پڑتا چہرہ بھی دیکھا۔

''مہر ماہ اندر نہیں بیٹھے گی۔ بالکل ٹھیک فیصلہ کیا ہے اس نے۔'' وہ تیز لہجے میں بولتا آگے آیا تو چچی جان سٹپٹا گئیں۔

''میں تو بس اسی کی فکر میں کہہ رہی تھی۔ بے عزتی ہو گی سب میں۔۔۔''

''ہاہ۔۔۔ فار گیٹ اٹ چچی جان۔ کس میں اتنی ہمت ہے کہ ہمارے گھر میں ہماری ہی انسلٹ کرے۔ تم چلو مہر واور جیسے چاہو فنکشن اٹینڈ کرو۔'' وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

''چچی جان شاید ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ میری زندگی تو برباد ہو ہی گئی۔ کہیں میری نحوست تزئین پر بھی نہ پڑ جائے۔'' وہ بڑے ضبط سے بولی تو آنکھیں شدت ضبط سے گلابی ہونے لگیں۔

''کم آن مہر۔۔۔'' وہ جھنجلایا۔

''ہونہہ۔۔۔'' چچی جان سر جھٹکتی چلی گئیں۔ انہیں موحد کی بے جا مداخلت بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی۔ مگر اس کے سامنے چلتی کس کی تھی بھلا۔

''میں تو صرف یہ سوچ کر نکاح میں شریک ہو رہی تھی کہ مجھ میں سب کا سامنا کرنے کا اعتماد پیدا ہو۔ میں کب تک چھپ چھپ کر لوگوں سے کٹ کر رہوں گی۔ طلال آخری بار نہیں پہلی بار داماد کی حیثیت سے یہاں آیا ہے اور آئندہ بھی آتا رہے گا۔ تو کیا میں تمام عمر اس سے چھپتی رہوں؟'' اس نے انگلی سے آنکھ کے آنسو کو جھٹکا تھا۔ موحد کو اس پر ترس آیا۔

''چلو آؤ تم۔۔۔'' اس نے کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے مہر ماہ کا ہاتھ تھاما اور باہر نکلا تھا۔

''موحد۔۔۔'' وہ اس کی اچانک حرکت پر افتاں و خیزاں تھی۔

''چپ رہو۔ یوں ڈرو گی تو ساری دنیا ڈرائے گی تمہیں۔'' وہ تقریباً اسے کھینچتے ہوئے ہال میں لایا جہاں نکاح کی سنت ادا کی جا رہی تھی۔

دل پہ جبر کیے ذہنی انتشار پر بمشکل قابو پائے طلال نے پاپا کے ہاتھ کے دباؤ کو اپنے شانے پر محسوس کرتے ہوئے نکاح نامے پر جھک کر دستخط کرنے چاہے۔ ایک نظر۔۔۔ بس ایک نظر ہی بلا ارادہ سامنے اٹھی تھی اور طلال کے دل کی دنیا زیر وزبر ہو گئی۔ وہ کچھ گھبرائی اور ہراساں سی موحد کے ہاتھ میں ہاتھ دیے اندر داخل ہوئی تھی۔ اسے لگا ارد گرد بالکل سناٹا چھا گیا ہو۔ وہ بنا اختیار کوشش کے اسے دیکھنے لگا تھا۔ وہ دونوں ایک ساتھ تھے۔ (تو تزئین نے سچ کہا۔)

''جی۔۔۔ یہاں سائن کریں۔'' رجسٹرار نے ایک بار پھر اس کی توجہ نکاح نامے کی طرف مبذول کرائی تو ایک چھناکے سے جیسے وہ ساکت منظر ٹوٹا۔

http://kitaabghar.com

وہ ہارے ہوئے انداز میں نکاح نامے پر جھکا اور لگاتار جتنے سائن کہے گئے وہ کر دیے۔ درحقیقت اس کی دماغی نسیں تن گئی تھیں۔ خوشی تو اس شادی کی پہلے بھی نہ تھی، مگر مہرماہ کو موحد کے ساتھ دیکھ کر تو اندر ایک آگ سی بھڑک اٹھی تھی۔ اسے بار بار خیال آرہا تھا۔ مہرماہ نے اس کے ساتھ دھوکا کیا تھا۔ اس کی محض ذہنی حالت نہیں بلکہ نیت بھی خراب تھی۔

مہرماہ تائی جان کے پاس بالکل ایک کونے میں جا بیٹھی۔ جو کچھ چچی جان نے کہہ دیا تھا اس کے بعد اس کے اعتماد کا گراف بری طرح کم ہوا تھا۔ اب وہ کسی کی بھی گفتگو کا موضوع بننے سے گھبرا رہی تھی۔ مہرماہ اور اس کے گھر والوں نے تناؤ کے ماحول میں ہی اس تقریب میں شرکت کی تھی۔ نکاح کے بعد اٹھنے والا مبارکباد کا شور۔۔۔ سب کا اٹھ کر طلال کو گلے ملنا، مبارک دینا۔ مہرماہ سر جھکائے ضبط کیے اپنا دھیان ملاحہ اور فرزین کی بے سروپا باتوں میں لگانے کی سرتوڑ کوشش کر رہی تھی مگر اپنے دل پہ پاؤں رکھ کر چلنا آسان نہیں ہوا کرتا، ہاں دوسروں کا دل ہو تو انسان یہ کام بہت آسانی سے کر لیتا ہے۔ تزئین کو طلال کے ساتھ لا کر بٹھایا گیا تو جیسے جوڑی مکمل ہوگئی مگر یہ مہرماہ کے حوصلے اس کی برداشت کی حد تھی۔ وہ ایک نظر ہی ان دونوں کو دیکھ پائی۔ اس کے بعد اس کی توانائی ختم ہوگئی تو وہ تیزی سے اٹھ کر ہال سے باہر نکل گئی۔ موحد آفندی نے اسے آنسو پونچھتے اپنے کمرے کی طرف تیزی سے جاتے دیکھا تو اس نے اپنے دل میں مہرماہ آفندی کے لیے کچھ عجیب سے احساس کو ابھرتے محسوس کیا۔

طلال کے موڈ کو دیکھتے ہوئے اس کے پاپا نے جلدی رخصتی کا مطالبہ کیا تھا اور طلال ۔۔۔ وہ شاید مزید برداشت کا مظاہرہ بھی کر لیتا، اگر مہرو کو سامنے نہ دیکھ لیتا۔

وہ اس کی پہلی محبت تھی۔۔۔ پیار کا پہلا خواب۔۔۔ وہ خواب جو شیشے کا ثابت ہوا تھا۔ یوں ٹوٹا کہ وہ کرچیاں بھی نہ سمیٹ پایا تھا۔ مگر تزئین آفندی کے تو دل کی دنیا عالم ہی بدلا ہوا تھا۔ اس کا دل بے حد سکون اور مسرت سے بھرا ہوا تھا۔

ساتھ بیٹھا شخص۔۔۔ جو اس کا خواب تھا، مگر جو کسی اور کے خواب دیکھا کرتا تھا۔ آج قدرت نے بن مانگی دعا کی طرح اس کا نصیب بنا دیا تھا۔ اس کی دھڑکنیں بہت متوازن تھیں اور لبوں پر حسین مسکراہٹ۔۔۔ وہ آج دلہن بنی واقعی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

مہرماہ نے اندھیرے کمرے کی کھڑکی سے بارات کو رخصت ہوتے دیکھا۔ اور طلال کی گاڑی میں بیٹھتی تزئین کو تو وہ تیزی سے پلٹ کر اپنے بستر پر جا بیٹھی۔ آج قیامت آ ہی گئی تھی اور گزر بھی گئی۔ مہرماہ نے تمام ماتم اندر دباتے ہوئے اس قیامت کا سامنا کر لیا۔ جسے آج سب نے شادی کا نام دیا تھا۔

آج مہرماہ آفندی کے سارے خواب چکنا چور ہوئے تھے۔ وہ ہاتھوں میں منہ چھپائے بے طرح رودی۔

☆......☆......☆

”طلال۔۔۔“ وہ ابھی تک لاؤنج میں ٹی وی کے آگے براجمان تھا۔ ماما نے آکر اسے گھر کا۔

http://kitaabghar.com

’’سب سو گئے ہیں اور تم ابھی تک یہاں بیٹھے ہو۔ کمرے میں کیوں نہیں گئے؟‘‘ اس نے ایک نظر اٹھا کر ماں کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں کی سرخی ان کا دل کاٹ گئیں۔ وہ بے اختیار اس کے پاس بیٹھ گئیں۔ ’’اب فیصلہ کیا ہے تو اس پر قائم بھی رہو طلال! مجھے یقین ہے کہ تزئین بھی تمہارے حق میں بہت اچھی ثابت ہو گی۔ اٹھو، جاؤ، وہ تمہارا انتظار کر رہی ہو گی۔‘‘

’’مجھے ابھی نیند نہیں آ رہی ماما!‘‘ وہ پھر سے ٹی وی دیکھنے لگا۔

’’طلال۔۔۔‘‘ وہ سناٹے میں رہ گئیں۔ ’’پہلے مہرماہ نے تمہاری زندگی خراب کی۔ اب تم خود اپنی زندگی خراب کر رہے ہو؟‘‘ وہ اسے جھڑک کر بولیں۔ اس ایک نام ہی کا تو سارا فساد تھا۔ مہرماہ کے نام نے اس کی رگوں میں شرارے دوڑا دیے۔ اس نے ریموٹ اٹھا کر مارا تھا۔

’’جہنم میں گئی مہرماہ۔۔۔ میں کسی مہرماہ کو نہیں جانتا۔‘‘ وہ غصے سے بولا تھا۔ ماما نے اس کے بازو پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔

’’میرے بچے۔۔۔ میری جان یہی تو سمجھا رہی ہوں تمہیں۔ اب اگر اللہ نے نئے سرے سے تمہیں زندگی کا سیٹ اپ بنانے کا موقع دیا ہے تو اسے خوشیوں سے بھر لو۔ ماضی کا ماتم کرنا دانش مندی نہیں ہے۔‘‘ وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگیں۔ انہیں لگا کہ ان کی باتوں کا طلال پر تھوڑا بہت اثر ہوا ہے، تو وہ دوبارہ نصیحت کرنے لگیں۔

’’اگر تزئین نے تمہارے پرپوزل پر ہامی بھری ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ اس کے دل میں تمہارے لیے سافٹ کارنر موجود ہے طلال۔ اس کی قدر کرو اور باہمی اعتماد اور خوشیوں سے اپنی زندگی کو آباد کرو۔‘‘ وہ ان کی کسی بھی بات کا جواب دیے بنا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹکا۔

صبح جب وہ لوگ نکاح کے لیے گئے تو کمرہ بالکل سادہ تھا اور اب اس کی حالت ہی بدلی ہوئی تھی۔ گلاب کے تازہ پھولوں سے کمرے کو بھر دیا گیا تھا۔ دیواروں پر بھی گلابوں سے دل بنائے گئے تھے اور بیٹ کے وسط میں لٹکتی لڑیوں کو بیڈ کے چاروں طرف پھیلا دیا گیا تھا اور بیڈ کے وسط میں چہرے جھکائے بیٹھی تزئین۔

اس قدر غیر متوقع ماحول و منظر نے لمحہ بھر کو طلال کے حواس شل کر دیے۔ اسے اس شادی کی قطعاً کوئی خوشی نہیں تھی۔ تو پھر یہ سب، اس نے وحشت سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اسے لگا جیسے سب نے مل کر اس کی بربادی کا مذاق اڑایا ہو۔ مہرماہ کے انکار کا مذاق۔۔۔ ان دونوں کے بچھڑنے کا مذاق۔۔۔ اشتعال کی تند و تیز لہر دل سے اٹھی اور دماغ تک گئی تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر بیڈ کے اطراف لٹکتی گلابوں کی لڑیاں نوچ ڈالیں۔

’’واٹ از دس ربش۔۔۔‘‘ وہ دیواروں پر بنے گلابوں کے دل کھرچ رہا تھا۔ ہاتھ مار کر بستر پر پڑے گلابوں کی پتیاں قالین پر بکھیر دیں۔

’’طلال۔۔۔‘‘ تزئین حق دق رہ گئی۔ تمام شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر وہ جلدی سے اٹھی تھی۔

''کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو؟'' وہ اس کا بازو زبردستی تھامتی متحیر سی پوچھ رہی تھی۔وہ بے اختیار ٹھٹکا۔رک کر اس پور پور سجی دلہن کو دیکھا۔جس کی خوبصورتی میں کوئی شک نہ تھا۔مگر وہ مہر ماہ نہ تھی۔طلال کی ذہنی رو پلٹی۔

''تم۔۔۔تم نے نظر لگائی ہے۔تم نے بددعا کی ہو گی ہمارے لیے۔'' اس نے تزئین کی حیرت سے کھلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دانت پیس کر کہا اور اپنے بازو پر سے اس کا ہاتھ درشتی سے جھٹکا۔تزئین کا دل جیسے اتھاہ گہرائی میں ڈوبا۔

''طلال۔۔۔''

''شٹ اپ۔۔۔جاؤ جا کر سو جاؤ اور دماغ خراب مت کرو میرا۔۔۔'' وہ دبی آواز میں چیخا تھا۔یوں مضطرب و حواس باختہ وہ پاگل لگ رہا تھا۔

''میرا کیا قصور ہے اس سب میں طلال۔۔۔'' تزئین کے تو مارے خوف اور پریشانی کے آنسو بہہ نکلے۔اس نے ایسی صورتحال کے متعلق تو سوچا ہی نہ تھا۔

''تم پسند کرتی تھیں مجھے۔تم شادی کرنا چاہتی تھیں مجھ سے۔تم ہی نے منتیں مانی ہوں گی۔ہمیں بددعا ہو گی۔'' وہ حقارت سے کہہ رہا تھا۔تزئین کی آنکھیں پھٹ سی گئیں۔وہ انگلی اٹھاتے ہوئے بولا۔''مگر یاد رکھو۔وہ مجھے نہیں ملی تو میں تمہیں نہیں ملوں گا۔'' وہ درشتی سے کہتا کمرے سے ملحقہ دروازہ کھولتا بالکونی میں نکل گیا تھا۔سرد ہوا لمحہ بھر کو اندر آئی،پھر دروازہ بند ہو گیا۔

تزئین آفندی ساکت سی بے یقین نظروں سے بند دروازے کو دیکھتی بیڈ پر ڈھے سی گئی۔محض ایک منظر نے اسے پوری زندگی کی فلم کی کہانی بتا دی تھی۔اور وہ رات جس کے وہ دونوں سے سہانے خواب بن رہی تھی۔وہ آئی بھی تو یوں کہ تزئین آفندی تہی داماں پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔اور طلال سرد ترین موسم میں چھائی دھند سے بے پروا گہرے سانس بھرتا اپنے اندر کی تپش اور کھولتے لاوے کو سرد کرنے کی سعی کر رہا تھا۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

http://kitaabghar.com

وہ اس کی سماعتوں میں زہر اتار کر کمرے سے ملحق بالکنی میں نکل گیا تھا۔تزئین گنگ سی بیٹھی رہ گئی۔لحہ بھر کو دروازہ کھل کر بند ہوا تو سرد ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکرایا۔۔۔وہ جھرجھری لے کر حواس میں آئی۔تب اسے احساس ہوا کہ یہ سب کیا ہو رہا تھا۔۔۔وہ بے یقین ہوئی۔

یعنی جو"اس کا" تھا وہ ابھی بھی اسی کا تھا؟؟؟تو میں۔۔۔میرا کیا رول ہے اس کھیل میں۔اسے شدید غصے نے اپنی لپیٹ میں لیا۔وہ ایک جھٹکے سے اٹھی۔نیچے وال ٹو وال کارپٹ تھا۔پنسل ہیل سینڈل کو نظر انداز کرتی وہ ننگے پاؤں ہی بالکنی میں نکل آئی تو ٹھنڈے فرش نے اس کے پیروں میں کرنٹ سی دوڑا دی۔باہر وہ ایک پاؤں زمین پر رکھے دوسرا ریلنگ پر ٹکائے دور سڑک پر نظر جمائے موسم کی انتہا سے بے خبر کھڑا تھا۔تزئین کا سر گھوما۔سرد ہوا نے اس کے وجود میں پھریری سی دوڑا دی۔ٹھنڈ ہڈیوں میں گھسنے لگی تھی۔

"طلال۔۔۔"اس نے بے اختیار پکارا تو انداز میں ایک گِلے اور احتجاج کی سی کیفیت تھی۔وہ چونک کر پلٹا۔غیر متوقع طور پر تزئین کو وہاں دیکھ کر اس کی آنکھوں میں ناگواری سی اتر آئی۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو۔۔۔؟"

"میں بھی تم سے یہی سوال پوچھنے آئی ہوں طلال۔"اس نے دونوں بازو سینے پر لپیٹ کر سردی سے کپکپاتے جسم کو گرم رکھنے کی کوشش کی۔

"اس وقت میرا دماغ خراب ہو رہا ہے تزئین۔میں نہیں چاہتا کہ میرے منہ سے کچھ غلط بات نکلے۔تم جاؤ اندر۔"وہ بہت ضبط سے بولا۔مگر تزئین کا کم از کم اس وقت تو ہتھیار ڈالنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔

"پہلے تم کون سا اچھا سلوک کر رہے ہو۔میں اندر تبھی جاؤں گی طلال جب تم اپنے اس رویئے کی وضاحت کرو گے۔"طلال کی آنکھوں میں ضبط کی لالی اترنے لگی۔اس نے آگے بڑھ کر تزئین کا بازو تھاما تو گرفت بے رحمانہ تھی۔

"مجھ سے اس قدر حق سے بات مت کرنا کبھی۔سمجھیں۔۔۔"اس کے بازو کو جھٹکا دیا۔تو درد کی شدت سے وہ کراہ اٹھی۔ایک جھٹکے سے طلال کا ہاتھ اپنے بازو پر سے ہٹایا۔

"بی ہیو طلال۔۔۔میں ایسے رویئے کی عادی نہیں ہوں۔"تزئین کون سا غصے میں اس سے کم تھی۔چیخ کر بولی۔وہ پلٹ کر پھر سے ریلنگ کی طرف چلا گیا۔"تو اب ہو جاؤ عادی۔کیونکہ میں ایسا ہی ہوں۔"اس کا لہجہ سرد تھا۔

تزئین نے خالی نظروں سے اسکی پشت کو دیکھا اور تاسف سے بولی۔

"اس دوستی کا خیال کرو جو ہمارے بیچ تھی طلال۔۔۔اور اپنا رویہ دیکھو۔مجھ سے شادی کرنا تمہارا فیصلہ تھا۔میرا نہیں۔۔۔"

http://kitaabghar.com

"مرتو تم بھی رہی تھیں۔اس شادی کے لیئے۔" طلال کا وار کاری تھا۔تزئین بلبلا اٹھی۔

"پروپوزل تم نے بھیجا تھا طلال۔۔۔ان فیکٹ ریکویسٹ کی تھی تم نے۔اگر تمہیں یاد ہو تو"

"اندر چلی جاؤ تزئین۔۔۔"وہ سرد مہری کی آخری حد پر تھا۔

"چلی جاؤں۔۔۔؟اور تم اس گھٹیا لڑکی کی یادوں میں سلگ سلگ کر رات بتا دو۔وہ لڑکی جس نے نہ اپنے گھر والوں کی عزت کا خیال کیا اور نہ تمہاری۔"وہ پھٹ پڑی۔طلال کرنٹ کھا کر پلٹا۔وہ نئی نویلی دلہن ہونے کے احساس سے ماورا ہتک اور ذلت کے حصار میں گھری اس کے مقابل تھی۔

"مجھے بے زبان جانور سمجھ کر ٹریٹ مت کرنا طلال۔۔۔"وہ انگشتِ شہادت اٹھا کر بولی تو اسکی آنکھوں میں آنسو تھے۔مگر لہجہ قطعی۔پھر وہ پلٹی اور جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔طلال بے بسی کے احساس میں گھرا وہیں کھڑا رہ گیا۔۔۔اس کی آنکھوں کے سامنے سے مہر ماہ اور مہر ماہ کا ہاتھ تھامے ہوئے موحد کے چہرے ہٹتے تو اسے پور پور اپنے لیئے سجی تزئین دکھائی دیتی نا۔آج کی رات کئی دلوں کے لیئے بوجھل اور قاتل تھی۔۔۔لمحہ بہ لمحہ جان نکالنے والی۔

☆......☆......☆

مہر ماہ نے تزئین کی رخصتی سے پہلے ہی خود کو کمرے میں بند کر لیا۔جان تھی جو آہستہ آہستہ بدن سے نکلی تھی آج۔طلال پر اپنی طمانیت جتانے کے لیئے وہ اپنی ہمت سے بڑھ کر ہمت دکھا آئی تھی۔اس کی ہر خوش فہمی کو ختم کرنے کے لیے اپنے دل پر آج پیر رکھ دیا تھا مہر ماہ نے۔اور دل پر پاؤں رکھنے کی تکلیف وہی جانتے ہیں جو اس قیامت خیز کرب سے گزرتے ہیں۔اپنی خواہش کے آگے خود دیوار بننا ہر کسی کو نہیں آتا۔

مہر ماہ اسی کرب سے گزری۔۔۔اپنے دل کی خواہش کے آگے دیوار بنی تو اب نڈھال ہو گئی تھی۔وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔مگر آنسو رکتے ہی نہ تھے۔۔۔ پچھلے تین دنوں سے وہ "بس آخری" آنسو بہا رہی تھی۔۔۔مگر ان کمبختوں کی اخیر تھی نہ انت۔

بھلا محبت کی راہ سے پلٹنے والے کی آنکھ کبھی سوکھتی ہے؟اور اگر زبردستی اس راہ سے پلٹایا گیا ہو تو پھر یہ آنکھیں ساون رویا کرتی ہیں۔ مہر ماہ بھی اسی کیفیت میں تھی۔اسے طلال کی آخری نگاہ یاد تھی۔اسے موحد کے ہمراہ دیکھ کر بے یقینی کے کرب و بلا سے بھری نگاہ۔۔ آہ۔۔۔وہ نگاہ جو مہر ماہ کی طرف اٹھتی تو اس میں محبتوں کے گلاب کھلتے مہکتے دکھائی دیتے تھے۔آج وہ نظر پرائی ہوئی۔۔۔مہر ماہ کیسے خود کو گھسیٹ کر تائی جان کی نشست تک گئی یہ اس کا اللہ ہی جانتا تھا۔

وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔وہ جانتی تھی۔۔۔برے حالات ہی میں سہی مگر اس نے خود کو کسی کے نکاح میں سونپ دیا تھا۔کسی بددیانتی سے بچنے کے لیئے اللہ کو گواہ بنا کر اس نے دل سے نمیر آفندی کے لیئے ہامی بھری تھی۔تو اب طلال کی یاد میں رونا کیا تھا؟مگر وہ کیا کرتی۔۔۔

http://kitaabghar.com

آنسوؤں کو پونچھتی تو یاد آتا کہ طلال تو اب ہر وقت نظر آیا کرے گا۔ تزئین کے شوہر کے روپ میں۔ اور یہ بات مہر ماہ کو مارڈالتی تھی۔ وہ چار شادیاں کر لیتا مگر مہر ماہ کی نظروں سے دور رہتا تو وہ حالات سے سمجھوتا کر لیتی۔ مگر طلال نے تو فیصلہ ہی عجیب کیا تھا اور مہر ماہ سمجھ سکتی تھی کہ طلال کا یہ غلط فیصلہ آفندی ہاؤس میں کیسے طوفان اٹھانے والا تھا۔ دکھتے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ نڈھال سی تکیے پر اوندھی گر کر سسکنے لگی۔

☆......☆......☆

سومیہ کی بے یقینی کی کوئی حد نہ تھی۔ وہ اس کے لبوں سے اس کا اعتراف جرم سن کر بھی بے یقین نظروں سے سامنے بیٹھے نمیر کو دیکھ رہی تھی۔ کافی کے مگ کو اس کے سامنے کھسکا تا وہ جیسے روزمرہ کے مطمئن انداز میں تھا۔

''آج بہت سردی ہے کافی پیو ٹھنڈی ہو رہی ہے۔''

سومیہ نے آہستہ سے پلکیں جھپکائیں۔ گویا اس خواب کو توڑنے کی سعی کی۔ مگر یہ خواب نہیں تھا۔ اور ویسے بھی خواب ہمیشہ وہی ٹوٹا کرتے ہیں جن کو انسان سینت سینت کر رکھتا ہے۔ جنہیں وہ پورا کرنا چاہتا ہے۔

''یہ تم نے کیا کیا نمیر؟ اس کی تو شادی ہونے والی تھی۔''

''ہاں۔۔۔تو؟ ہو گئی نا۔۔۔نکاح بھی تو شادی ہی ہوتا ہے۔'' وہ مطمئن تھا۔ سومیہ کا دل کسی نے مٹھی میں کر لیا۔ اسکی آنکھیں ضبط کی کوشش میں گلابی ہونے لگیں۔

''بہت ظالم انسان ہو نمیر۔۔۔آفندیز جیسے ہی نکلے تم بھی۔''

''آفندیز کو آفندی بن کر ہی ملنا پڑا۔ اور کوئی آپشن نہیں تھا میرے پاس۔'' وہ پرسکون انداز میں بولا۔ تو سومیہ سلگ کر بولی۔

''اور وہ۔۔۔ایک کمزور اور بے بس لڑکی کے خواب توڑنا۔ اس کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟''

''اور اس کمزور شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جو سچائی کا پتا لگانے کے لیئے چند دن اسٹینڈ نہیں لے سکا مہر ماہ کے لیے۔ اسی طے شدہ تاریخ پر اسی کی کزن کے لیئے دولہا بن کے آ گیا الوکا۔۔۔'' طنز سے کہتا آخر میں وہ بڑبڑایا۔ پھر اسے گھور کر دیکھا۔ ''ایک میں ہی نہیں یہاں اور بھی بہت ہیں دوسروں کا دل اور خواب توڑنے والے۔ تمہیں صرف میں ہی نظر آتا ہوں۔''

ہاااااں۔۔۔'' سومیہ نے متاسفانہ گہری سانس لی۔ ''مجھے تو ہمیشہ تم ہی نظر آئے۔ مگر تمہیں کبھی میں نظر نہیں آئی۔''

''تم میری سب سے اچھی دوست ہو سومی۔'' وہ سنجیدہ ہو گیا۔ سومیہ نے لب کچلے۔

''بس کرو نمیر۔۔۔مت دو جھوٹی دوستی کا فریب مجھے۔''

''ایک تو تم لڑکیاں جذباتی بہت ہوتی ہو۔''

''تم نے انتقام لینے کے لیئے ایک لڑکی کا سہارا لیا نمیر۔'' وہ اسے شرم دلانے والے انداز میں بولی۔

''تو کون سا جرم کر دیا میں نے۔آرام سے نکاح پڑھوا کر بخیر و عافیت گھر چھوڑا ہے آنسہ مہرماہ کو۔'' وہ تنک کر بولا۔سومیہ نے بمشکل ضبط کر کے اسے دیکھا۔

''تمہیں ذرا بھی خیال نہیں کہ تم کسی بے گناہ لڑکی کے ساتھ کیا کر چکے ہو؟''

''بے گناہ بے گناہ۔۔کیا رٹ لگا رکھی ہے تم نے؟ میں۔میری ماں میرا باپ۔۔۔ہم میں سے کون قصوروار تھا؟ مگر سزا ہم سب نے بھگتی۔اب انکی باری ہے۔جو بھی مجھے صحیح لگے گا میں وہی کروں گا۔'' وہ خشک و تیز لب و لہجے میں بولا تو سومیہ لب کچلتی چہرہ موڑ کر ریستوران میں دیکھنے لگی۔اس کا رونے کو دل چاہ رہا تھا۔کتنی آسانی سے نمیر نے اسے اپنی زندگی سے الگ کر دیا تھا۔اس کی اچانک خاموشی نے شاید نمیر کو احساس دلایا تو معذرت خواہانہ انداز میں بولا۔

''آئی ایم سوری سومیہ۔اگر تمہارا دل دکھا ہے تو۔۔۔مگر میں کیا کروں۔۔۔مجھے اپنی پہچان چاہیے۔اور وہ میں کسی بھی صورت حاصل کر کے رہوں گا۔میں موحد آفندی جیسا خوش قسمت نہیں ہوں۔چودہ سال بعد اس گھر میں واپسی پر جس کا والہانہ استقبال کیا گیا ہے۔مجھے تو وقار آفندی کا بیٹا بھی نہیں سمجھا جاتا۔۔۔میری پہچان صرف زرنگار ہے اور تمہیں پتا ہے۔۔۔مہرماہ آفندی نے بھی مجھے میری ماں کے نام کا طعنہ دیا۔۔۔یعنی ان سب کے دل ایک ہی ہیں۔'' اسکی آنکھیں لال ہونے لگیں۔وہ ضبط کی انتہا پر تھا۔

''مگر یہ نکاح تمہارے مسئلے کا حل تو نہیں ہے نمیر۔۔۔'' سومیہ نے اسے ٹوکا۔

''نہ ہو۔۔۔مگر مجھے ان کی تڑپ دیکھ کر خوش ہو لینے دو سومیہ۔ان لوگوں کو بھی پتا چلے کہ دل کیسے چھلنی ہوتا ہے۔''

''تمہیں سمجھانا بے سود ہے۔'' سومیہ نے سر جھٹکا۔درحقیقت وہ اندر سے ملول تھی۔طلال اور مہرماہ کے ساتھ نمیر آفندی جانتے بوجھتے سومیہ کا دل بھی توڑ گیا تھا۔

☆......☆......☆

تزئین نے رات جیسے تیسے کر کے آدھی سوئی آدھی جاگی کیفیت میں گذاری۔رات طلال کمرے میں آیا بھی تو نامحرموں کی طرح بستر کے کونے پر پڑ کر کمبل لپیٹے سو گیا۔تزئین کا جی چاہا اس سنگدل شخص کو پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالے۔جو مہرماہ کے کیے کا بدلہ اس سے لے رہا تھا۔دروازہ کھٹکھٹانے کی تیز آواز پر وہ جاگی تو آنکھیں کھل جانے پر بھی نئے ماحول سے واقف ہونے میں اسے چند لمحے لگے۔پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی۔طلال شاید باتھ روم میں تھا۔اس نے دکھتے سر کو ہاتھ سے دبایا۔رات کی فلم پھر سے آنکھوں کے سامنے چلنے لگی تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔وہ کیا بددعا دیتی طلال اور مہرماہ کو۔۔۔بددعا تو اسے لگ گئی تھی کسی کی۔من کی مراد پا کر بھی جو نامراد رہی تھی۔کوئی دروازہ کھٹکھٹا کر مایوس ہو کر لوٹ گیا تھا یا شاید انہیں جگانا ہی مقصود تھا۔باتھ روم کا دروازہ کھلا اور باتھ گاؤن میں ملبوس طلال باہر نکلا۔تولیئے سے رگڑ کر بال خشک کرتا وہ جیسے کمرے میں بالکل اکیلا تھا۔تزئین کا دل غصے سے بھرنے لگا۔

http://kitaabghar.com

''تمہیں احساس ہے طلال کہ تم کیا کر رہے ہو؟'' بستر سے اتر کر چپلوں میں مہندی کے نقش و نگار سے سجے پاؤں ڈالتی وہ تلخی سے مخاطب ہوئی۔ کرسی کی پشت پر تولیا ڈالتا وہ ایک نظر اس پر ڈال کر وارڈ روب کی طرف بڑھا اور اپنے کپڑے نکالنے لگا۔ خفت کے مارے تزئین کی پیشانی تپ اٹھی۔

''بڑے افسوس کی بات ہے طلال۔۔۔ تم نے اپنی زندگی کے خوب صورت پل اس لڑکی کے لیے برباد کر رہے ہو جسے تمہاری بربادی سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔'' تزئین کی بات سن کر طلال کے ہاتھ لمحہ بھر کو ٹھٹکے۔ پھر وہ تیز لہجے میں بولا۔

''تیار ہو کر باہر جاؤ۔ دوبارہ ناشتے کے لیئے بلاوہ آچکا ہے۔۔۔'' مگر تزئین اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتی تھی۔ آج ولیمہ کی تقریب تھی۔ رات تک وہ دوبارہ ہاتھ آنیوالا نہیں تھا۔

''تم نے مجھے خود پرو پوز کیا تھا طلال۔۔۔'' وہ اس کے سامنے آکر احتجاجاً بولنا شروع ہوئی۔ ''میں یا میرے گھر والے منتیں تو نہیں کر رہے تھے تمہاری اس شادی کے لیے۔ پھر تم یہ سلوک کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ؟''

''ایسے تو نہیں چھوڑوں گا میں بھی اسے۔ میری دنیا تباہ و برباد کر کے وہ خود رنگ رلیاں مناتی پھرے۔ ہونہہ۔۔۔ ابھی اس نے جانا ہی نہیں مجھے۔'' وہ تنفر سے بولا تو بے یقینی سے تزئین کی آنکھیں پھیلیں۔

''تم نے مہر ماہ سے بدلہ لینے کے لیے مجھ سے شادی کی ہے یا مجھ سے بدلہ لینے کے لیے۔'' وہ چیخ کر بولی۔

''میں ایک بار۔۔۔ بس ایک بار اس کے منہ سے ساری حقیقت سننا چاہتا ہوں۔۔۔'' طلال کے دل میں تو بھانبھڑ جل رہے تھے۔ جو کسی پل چین نہ آنے دیتے تھے۔ مگر تزئین کو شدید جھٹکا لگا۔ وہ تو سمجھی تھی کہ طلال کی مہر ماہ کے ساتھ شادی نہیں ہوئی۔۔۔ بات ختم۔ مگر یہاں تو وہ گڑھے مردے اکھاڑنے کا پورا انتظام کیے ہوئے تھا۔

''اس نے تمہیں چھوڑ دیا ہے طلال۔۔۔ اور کیا حقیقت جاننا باقی رہ گئی ہے؟'' وہ بے بسی سے دبی آواز میں چلا کر بولی۔

''تم اس بحث میں مت پڑو۔ تمہیں مجھ سے شادی کرنے کا شوق تھا نا۔۔۔ تو کر لی نا۔۔۔ اب جان چھوڑو۔'' حد درجہ اکتا کر کہے الفاظ نے تزئین کو ساکت کر دیا تھا۔

☆......☆......☆

''آپی۔۔۔ اللہ کا واسطہ ہے اب بس کر دیں۔ کیوں اپنی برداشت آزما رہی ہیں۔'' بخار میں پھنکتی مہر ماہ کو نڈھال سا اٹھ کر ولیمے کے فنکشن کے کپڑے اٹھاتے دیکھ کر ملاحہ کو رونا آ گیا تھا۔ اور وہ رو بھی پڑی۔ مہر ماہ نے اسے دیکھ کر حوصلے سے کہا۔

''اگر اب دنیا کا سامنا کرنے کی ہمت نہ کی تو آئندہ بھی نہیں کر پاؤں گی ملاحہ۔۔۔ طلال نے کیا کیا میرے ساتھ؟ اس نے بھی اتنا ہی دکھ دیا جتنا نمیرہ آفندی نے۔ جلی تو میں، راکھ تو میں ہوئی نا۔'' وہ آنسو ضبط کر رہی تھی۔ مگر آواز بھرا گئی۔

http://kitaabghar.com

''میں کہہ دوں گی آپی کی طبیعت خراب ہے۔'' ملاحہ سے بہن کا دکھ برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ مہرماہ نے گہری سانس بھرتے ہوئے اپنے شکستہ اعصاب کو سمیٹا اور نرمی سے بولی۔ ''مشکل وقت تو کل گزر گیا ملاحہ۔۔۔ اب مجھے اس ٹوٹنے، بکھرنے اور خود کو سمیٹنے کی عادت ہونے دو پلیز۔ مجھے حوصلہ دو۔ میری ہمت مت توڑو۔'' اس کی آنکھیں شدتِ ضبط سے گلابی ہو رہی تھیں۔ ملاحہ کا جی چاہا بہن کے گلے لگ کر دھاڑیں مار کر رو دے۔ اپنا دکھ تو انسان برداشت کر لیتا ہے مگر اپنے پیارے کا دکھ لحہ بہ لحہ مارتا ہے۔ وہ کپڑے لیے چینج کرنے چلی گئی۔ تائی جان تو کل سے لوگوں کے سوالات کے جواب دیتی ادھ موئی ہو رہی تھیں۔ سائرہ چچی اندر ہی اندر اس صورت حال پر تلملا رہی تھیں۔ مگر وہی۔۔۔ سب کو فرضی ایکسیڈنٹ اور دماغی ڈسٹربنس کا بہانہ۔۔۔

''بھابی۔۔۔؟'' تیار ہو کر اپنے کمرے سے نکلتی مہرو کو دیکھ کر سائرہ چچی صدیقہ بیگم کی طرف لپکیں۔ ''حد ہے بھابی۔۔۔ اب یہ مہرو ولیمہ میں بھی جائے گی؟'' تائی جان کا سر گھوما۔ ناگواری سے سائرہ چچی کو دیکھا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' ان کا انداز دیکھ کر چچی جان فوراً سنبھلیں۔

''میرا مطلب تھا بھابی۔۔۔ کل سے بے سدھ پڑی بخار میں پھنک رہی تھی بچی۔ اور اب اٹھ کر چل دی۔ اسی کے بھلے کو کہہ رہی ہوں یہاں کون سا کسی نے اعتراض کرنا ہے اس کے نہ جانے پر۔'' انہوں نے لب و لہجے کو شیرے میں ڈبویا۔ مگر تائی جان بیوقوف نہیں تھیں اچھی طرح ان کا مطلب سمجھیں۔ اور انہوں نے بہتر سمجھا کہ آج ہی سائرہ چچی کے کان کھول دیں۔

''طبیعت ٹھیک ہے تو ہی جا رہی ہے نا۔ اور ایک بات یاد رکھ لو سائرہ۔ تم لوگوں نے طلال اور تزئین کا رشتہ کر کے مہرو کے لیے اس گھر میں مستقل آزمائش کھڑی کر دی ہے اب مہرو جس طرح اپنی زندگی کو لے کر چلنا چاہتی ہے اسے چلنے دو۔ تم سب اپنے حالات پر دھیان دو۔ اگر اس نے دنیا کا سامنا کرنے کی ہمت کر ہی لی ہے تو اسے کوئی مت ٹوکے۔ طلال سے رشتہ مہرو نے اپنی مرضی سے ختم کیا تھا یہ بات سب یاد رکھیں۔'' اس قدر صاف جواب پر چچی جان اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں۔ مگر یہ ضرور ہوا کہ اس گھر میں اب مہرماہ کے لیے اپنی مرضی سے زندگی گذارنے کا ایک اصول وضع ہو گیا تھا۔ اس پر اعتراض کا حق کسی کو نہیں تھا۔

☆......☆......☆

''مہرو نہ آئے ہمارے ولیمے میں امی۔ کل بھی بے شرموں کی طرح بارات اٹینڈ کرنے چلی آئی تھی۔'' سائرہ چچی نے ناشتا بھیجنے کے بعد یونہی تزئین کا حال بھی پوچھ لیا فون پر۔ مگر ادھر سے تو بہت کڑے انداز میں فیصلہ صادر کر دیا گیا۔ تزئین کو امید تھی کہ آج مہرماہ کی شکل نظر نہیں آئے گی۔ اپنی بے قدری کا دکھ اپنی جگہ مگر طلال کو مہرماہ دکھائی نہ دے۔ کہیں وہ طلال کو اپنی مظلومیت کی کہانی سنانے نہ بیٹھ جائے۔ اسی لیے اس نے مہرو کو ساتھ لانے سے منع کر دیا تھا۔ پنک کلر کی بھاری نفیس کامدانی پشواز اور میچنگ گولڈ جیولری میں آج بھی تزئین کا روپ کمال تھا۔ مگر دیکھنے والی آنکھ طلال کی ہو تو بات بنے نا۔۔۔ تزئین کا دل طلال کی ایک بے اختیار نظر کے لیے ہمکتا

رہا۔مگر میرج ہال تک گاڑی ڈرائیو کرتا وہ سپاٹ تاثرات لیئے ونڈ اسکرین کے پار دیکھتا رہا۔حالانکہ گاڑی میں صرف وہی دونوں تھے۔مگر طلال کے دل پر تو مہرو نامی چڑیل کا سایہ پڑ چکا تھا۔تزئین کی زبان تک آ آ کر کئی الفاظ،کئی شکوے لوٹے مگر عزت نفس نے زبان پر تالا لگا دیا۔میرج ہال کے قریب پہنچتے ہی طلال کا موبائل بج اٹھا۔اس نے پارکنگ میں گاڑی روک کر کال اٹینڈ کی۔دوسری طرف اس کی ماما لڑکی والوں کے پہنچ جانے کی اطلاع دے رہی تھیں۔

''پہنچ گئے ہیں ماما۔پارکنگ میں ہیں۔آ کر لے جائیں اسے۔''وہ بڑے اکتائے ہوئے انداز میں بولا تو تزئین اپنی جگہ تلملا کر رہ گئی۔صاف ظاہر ہے کہ اسی کی بات ہو رہی تھی۔پھر شاید اس کی ماما نے سمجھایا بجھایا تب وہ موبائل آف کر کے جیب میں ڈالتا اچٹتی نگاہ تزئین پر ڈال کر بولا۔

''اترو نیچے۔۔۔ فوج تو نہیں آئے گی اب تمہیں لینے۔''

''میرے ساتھ ایسا سلوک کرو گے تو اکیلے ہی ولیمے کا فنکشن اٹینڈ کرو گے طلال۔۔۔ برے رویے محبت میں برداشت ہوتے ہیں نفرت میں نہیں۔''تزئین کی برداشت جواب دے گئی تو وہ غصے سے بولی۔طلال منٹوں میں ٹھنڈا پڑا۔اندر اس کی بھی فیملی کی عزت کا سوال بنا ہوا تھا وہ کیسے بھول گیا۔وہ اس کے ساتھ خاموشی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔تو آگے سے اسکی کزنز اور ماما آ گئیں۔لڑکیاں شوق سے تزئین کی تعریفیں کرتی اسے لے کر اندر کی طرف بڑھیں اور پیچھے طلال کو سرزنش کرتی ماما۔

''ایک تو تزئین کو اتنی لیٹ پارلر چھوڑا۔سارے مہمان آ چکے اور دولہا دلہن ابھی پہنچ رہے۔اوپر سے تم نے موڈ بھی بنایا ہوا ہے۔بس کرو اب یہ جذباتیت۔تزئین بے قصور ہے طلال۔جس کا قصور ہے وہ تو مزے سے پورا فنکشن اٹینڈ کر رہی ہے۔اللہ جانے کیا بات تھی۔ہمیں تو یہی کہا کہ لڑکی مینٹلی ڈسٹربڈ (ذہنی طور پر پریشان) ہے۔''انہوں نے تو اپنی طرف سے اس کا دل تزئین کے لیے صاف کرنے کی کوشش کی مگر اس کا ذہن ایک ہی نقطے پر اٹک گیا۔

''مہرو بھی آئی ہے۔۔۔''ایک پل میں وہ ساری باتیں بھولا تھا۔چند قدم آگے بڑھ کر وہ تزئین کا ہم قدم ہوا۔دنیاداری بھی کوئی چیز تھی۔مووی میکرز روشنیاں اور پر اشتیاق ہجوم۔۔۔ بارات کے ساتھ کسی کو نہیں لے جایا گیا تھا اسی لیئے دلہن دیکھنے کا سب کا شوق اور تجسس فطری تھا۔طلال نے اچٹتی نگاہ اس ہجوم پر ڈال کر گویا کسی کو ڈھونڈنے کی سعی کی۔(مگر مرضی سے بچھڑ جانے۔۔۔ جان بوجھ کر چھپ جانے والے یونہی تھوڑی مل جایا کرتے ہیں۔)اس کی نظر بھی ناکام لوٹی تھی۔

اور وہاں سے بہت دور ایک کونے میں تائی جان اور ملاحہ کے ساتھ جڑ کر بیٹھی مہر ماہ نے ''دلہن آ گئی'' کا جملہ سنتے ہی دل رکتا محسوس کیا۔اس نے زرد پڑتے چہرے کے ساتھ ملاحہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبوچ لیا۔ان کی فیملی جس دل کے ساتھ اس فنکشن میں شریک تھی یہ ان کا اللہ ہی جانتا تھا یا وہ خود۔ملاحہ نے نم آنکھوں سے بہن کو دیکھتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھپتھپا کر گویا اسے حوصلہ

دیا۔وہ یونہی چہرہ موڑے بیٹھی رہی۔یہاں تک کہ نیا شادی شدہ جوڑا جا کر اسٹیج پر بیٹھ گیا۔فوٹو سیشن شروع ہو گیا تھا۔تائی جان اور ملاحہ میں سے کوئی بھی اسٹیج پر جانے کے لیے نہ اٹھا تھا اور نہ ہی کسی نے انہیں بلانے کی زحمت کی۔ماحول پر ایک عجیب سی مردنی چھائی ہوئی تھی اور جاننے والے جانتے تھے کہ طلال کی ہال میں پھرتی متلاشی آنکھیں کس کو ڈھونڈ رہی ہیں۔مگر طلال کی زرتاشہ بھابی کو بھی ایسے ہی موقع کی تلاش تھی۔انہوں نے عقابی نگاہوں سے ایک طرف ٹیبل پر بیٹھی مہر ماہ کو ڈھونڈ ہی لیا۔اور تیزی سے اسکی طرف آئیں۔

''ارے واہ۔۔۔واٹ اے سرپرائز۔۔۔نائیس ٹو سی یو مہر ماہ۔'' وہ یوں زبردستی مہر ماہ کو لپٹ لپٹ کر ملیں جیسے پتا نہیں اس سے کتنے اچھے تعلقات رہے ہوں حالانکہ انہوں نے طلال سے مہر ماہ کی منگنی کے دوران کبھی اس سے ہنس کر بات بھی نہ کی تھی۔مہر ماہ زبردستی مسکرائی۔تائی جان کا رنگ بھی بدلا۔یہ ان کا سمدھیانہ تھا جو سائرہ چچی کی قسمت میں چلا گیا۔زرتاشہ بھی وہیں ایک کرسی پر براجمان ہو گئیں۔

''کیسی ہو اب؟'' ان کی پوری توجہ مہر ماہ کی طرف تھی۔صاف لگ رہا تھا کہ وہ اس پوٹلی میں سے کچھ نا کچھ نکال کر ہی رہیں گی۔مہر ماہ نے ہلکا سا کھنکھار کر گلا صاف کیا اور بہت ہمت سے ان کی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی۔

''اب ٹھیک ہوں۔۔۔''

''تو پھر اتنا غلط فیصلہ کیوں کیا مہرو۔۔۔طلال کا بھی نہیں سوچا تم نے۔ہم تو اس گھر میں تمہارے منتظر تھے۔'' وہ یقیناً بڑی اداکارہ تھیں۔مہر ماہ نے بڑی سرعت سے محسوس کیا۔اور امید واثق تھی کہ اتنی ہمدردی پا کر تائی جان ان کے سامنے جذباتی ہو کر طلال کے کیے کو غلط قرار دیتیں مہر ماہ نے ہلکے پھلکے انداز میں جواب دیا۔

''ساری قسمت کی بات ہے بھابی۔اس گھر میں تزئین کا آنا لکھا تھا۔''

''پھر بھی۔۔۔چلو تمہاری تو مانا کہ ذہنی کیفیت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔مگر طلال کو کیا ہوا۔اسی گھر کی لڑکی کو شادی کے لیے چن لیا۔کچھ تو خیال کرتا۔'' وہ بدستور کچھ کھوجنے کی کوشش میں تھیں۔

''اررررے۔۔۔تم یہاں ہو اور وہاں اسٹیج پر دولہے کی بھابی کی ڈھنڈیا مچی ہوئی ہے۔'' سائرہ چچی نے اپنی دانست میں تو چھاپا ہی مارا اور مصنوعی حیرت سے زرتاشہ کو دیکھا۔وہ منہ بنا کر وہاں سے اٹھی تھیں۔سائرہ چچی ان ماں بیٹی پر بڑی جتاتی ہوئی نظر ڈال کر گئیں۔ان کے جاتے ہی مہر ماہ کے جیسے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔وہ اپنا پرس سنبھالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''مجھے گھر جانا ہے امی۔۔۔'' اس کا انداز سراسیمہ سا تھا۔تائی جان نے دکھ سے اسے دیکھا۔وہ اس کی حالت سمجھ رہی تھیں۔ایک تو بدترین ذہنی کیفیت، اوپر سے بخار کی حالت۔میں وہ محض لوگوں کا سامنا کرنے کی خاطر آ گئی تھی۔مگر سوال کرنے والے کہاں رکتے ہیں۔

''اپنے ابو سے بات کرو۔۔۔ابھی تو فنکشن شروع ہوا ہے وہ کہاں مانیں گے۔''

''آپ لوگ فنکشن اٹینڈ کریں امی۔ میں نہیں چاہتی کہ چچی جان کو مزید باتیں بنانے کا موقع ملے۔ میں کبیر کے ساتھ چلی جاؤں گی۔ ویسے بھی گھر نوکروں سے بھرا پڑا ہے۔'' وہ مبین صاحب کو کال ملاتے ہوئے تحمل سے بولی۔

''اچھا۔۔۔ میں بھیجتا ہوں کبیر کو۔۔۔'' اسکی طبیعت کی خرابی کا سن کر فوراً انہوں نے کہا تھا۔ مہر ماہ مطمئن ہوگئی۔۔۔ کھانا شروع ہو گیا تب طلال کی نظر سرو قد اپنی نشست پر کھڑی مہر ماہ پر پڑی تو وہ گویا اڑتا ہوا اسٹیج پر سے اترا اور لوگوں سے ٹکراتا، ان کو ہٹاتا اس کی طرف بڑھا۔ تزئین کی بے یقین نگاہ نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔ دولہا دلہن کے سامنے کھانے کی ٹیبل سیٹ ہو چکی تھی۔ مگر وہ حواس میں ہی کہاں تھا۔ وہ چند قدموں کے فاصلے پر تھا۔۔۔ تبھی موحد کو اس نے مہر ماہ کے پاس آ کر رکتے دیکھا تو طلال کے قدم زمین پر جکڑے گئے۔ وہ مہر ماہ سے کچھ کہہ رہا تھا، تائی جان اس سے کچھ پوچھ رہی تھیں پھر طلال نے اسے موحد کے ساتھ آگے بڑھتے دیکھا۔۔۔ دور بہت دور۔۔۔ وہ ہال سے باہر نکل گئے تھے۔ طلال خالی سینہ اور ضبط سے لال ہوتی آنکھیں لیئے مٹّھیاں بھینچے وہیں کھڑا رہ گیا۔ پھر اس کے نام کی پکار پڑی تو وہ بجھے دل سے اسٹیج کی طرف بڑھا۔ جہاں اس کے لیے قسمت نے نیا کھیل شروع کر رکھا تھا۔

☆......☆......☆

وہ سیٹ سے سر ٹکائے نڈھال سی تھی۔ گاڑی روڈ پر ڈالتے ہوئے موحد نے فکر مندی سے اسے دیکھا۔

''آر یو اوکے۔۔۔؟''

''ہمم۔۔۔'' مہر ماہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

''کبیر تھا نہیں یہاں۔ اس لیے آغا جان نے مجھے بھیجا۔۔۔'' وہ وضاحت دیتے ہوئے بولا۔

''مجھے گھر جانا تھا۔ کسی کے ساتھ بھی سہی۔'' مہر ماہ نے بات ختم کی۔ درحقیقت وہ گھر جا کر تنہائی میں خوب رونا چاہتی تھی۔ آنکھوں کے سامنے دنیا لٹنا کسے کہتے ہیں یہ مہر ماہ نے صحیح معنوں میں آج محسوس کیا تھا۔

''تمہیں کس نے کہا تھا یہاں آنے کو۔۔۔ طبیعت خراب تھی تو گھر ہی رہتیں۔'' وہ میرج ہال میں مہر ماہ سے چند قدم پیچھے کھڑے طلال کو دیکھ چکا تھا۔ تبھی خفگی سے بولا۔ مہر ماہ نے تپ کر سر اٹھایا۔

''میں کون سا اپنی خوشی سے آئی ہوں یہاں۔۔۔ لیکن چھپ کر بیٹھ رہنا بھی تو حل نہیں ہے۔''

''اتنی ہمت کر ہی لی تھی تو پورا فنکشن اٹینڈ کر لیتیں۔'' وہ پرسکون انداز میں بولا۔ اور ایک نظر بخار سے تمتمائے مہر ماہ کے چہرے کو دیکھا۔ مہر ماہ نے اسے غصے سے دیکھا۔ مگر غصے سے بولتے بھی اسکی آواز بھرا گئی۔

''پکے دشمن ہو تم تو میرے۔۔۔ جب تک ہمت تھی سامنا کیا نا حقیقت کا۔۔۔ طبیعت خراب ہے میری۔''

''اچھا۔۔۔'' وہ بے یقینی سے بولا۔ ''میں بھی کہوں۔۔۔ طلال سے بھاگنے والی تو نہیں لگتیں تم۔'' اسکی غیر متوقع بات پر مہر ماہ ساکت سی ہوئی۔ پھر تیزی سے خود کو سنبھال کر بولی۔

''طلال سے مجھے کیا مطلب۔۔۔میں اپنے فیصلوں کی خود مالک ہوں۔''

''ہوں۔۔۔ویسے میں بنا معذرت کے کہوں گا کہ طلال نے تمہارے انکار کے باوجود اسی گھر میں شادی کرنے کا گھٹیا ترین فیصلہ کیا۔اب اس کے پیچھے کیا پلاننگ کارفرما ہے وہ نہیں پتا۔'' وہ بڑے آرام سے اپنا نظریہ شیئر کر رہا تھا۔مہر ماہ کا دل کسی نے گویا مٹھی میں کر لیا۔قسمت کیا سے کیا کھیل کھیل گئی تھی۔اور وہ اپنی زندگی کے لیئے کچھ بھی نہ کر سکی۔''چلو یہ بھی بہتر ہی ہوا۔اکیلی تم تو سزاوار نہیں غلط فیصلہ کرنے کی۔'' وہ پھر سے اسی دوستانہ انداز میں بولا۔تو مہر ماہ نے بیزاری سے اسے دیکھا۔

''تم خاموشی سے گاڑی نہیں چلا سکتے؟''

''بڑی بدتمیز ہو ویسے۔میں تو تمہاری ہمدردی میں کہہ رہا تھا۔۔۔'' موحد جیسے اس کی خوبی سے بڑا متاثر ہوا تھا۔مہر ماہ نے سر سیٹ سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔یہ اشارہ تھا کہ اسے اس فضول بک بک میں کوئی دلچسپی نہیں۔موحد نے ایک سرسری نگاہ پلکیں موندے بیٹھی مہر ماہ پر ڈالی تو اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔مہر ماہ گھر میں داخل ہوتے ہی سیدھی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔موحد نے ابھی واپس جانا تھا۔کوریڈور کے سرے سے مڑتے ہوئے اس نے آغا جان کے اسٹڈی روم سے کسی چیز کے واضح طور پر گرنے کی آواز سنی تو بری طرح ٹھٹک گیا۔آغا جان کی غیر موجودگی میں ان کی اسٹڈی میں کسی نوکر کو جانے کی اجازت نہ تھی۔وہ دبے پاؤں چلتا اسٹڈی کے دروازے تک آیا۔اور ناب پر ہاتھ جما کر گھمایا۔۔۔خفیف سی کلک کی آواز اندر موجود، سیاہ ٹراؤزر شرٹ اور نقاب میں چہرہ چھپائے ہوئے، شخص کے کان کھڑے کر گئی۔ادھر دروازہ کھول کر موحد اسٹڈی میں داخل ہوا۔نیم تاریک کمرے میں اس نے ٹارچ کی روشنی کو بند ہوتے اور ایک سیاہ پوش کو بہ سرعت بھاگ کر کھڑکی سے لان میں کودتے دیکھا۔تو بے اختیار اس کے پیچھے بھاگا۔

''کون ہے۔۔۔کون ہے یہاں؟'' وہ اونچی آواز میں پوچھ رہا تھا۔کھڑکی کے پار لان میں کوئی ذی نفس موجود نہیں تھا۔موحد نے پلٹ کر جلدی سے لائٹ آن کی۔اور کمرے پر طائرانہ نگاہ ڈالی۔آغا جان کی الماری چوپٹ کھلی تھی۔اور اندر موجود لاکر بھی۔۔۔ایک کھلی فائل کے بے ترتیب صفحات زمین پر بکھرے ہوئے تھے۔لب بھینچتے ہوئے وہ باہر لپکا اور اونچی آواز میں ملازموں کو پکارنے لگا۔اللہ جانے گھر سے کیا کچھ لٹ چکا تھا۔سب ملازم منٹوں میں جمع ہوئے۔اور آغا جان کی اسٹڈی میں چور کا سن کر سب کے رنگ پیلے پڑ گئے۔ملازمہ سارے دروازے چیک کر آئی ماسوائے اسٹڈی کے سب کے تالے محفوظ تھے۔تو گویا چور کو محض آغا جان کے لاکر سے دلچسپی تھی۔۔۔مگر صرف فائلز سے؟؟؟ موحد کا ذہن الجھ گیا۔وہ ملازمین کو سختی سے چوکیداری کی تلقین کرنے کے بعد آغا جان کو کال ملانے لگا۔

اللہ کا شکر تھا کہ گھر کی کوئی بھی چیز ادھر سے ادھر نہ ہوئی تھی۔البتہ آغا جان نے ملازمین کو خوب جھاڑا۔مگر چونکہ کوئی نقصان نہیں ہوا تھا اس لیئے بات رفع دفع کر دی گئی۔مگر رات کو آفندی ہاؤس کی سیکیورٹی ضرور سخت کر دی گئی تھی۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

آج تزئین اور طلال مکلاوے کے لیے آرہے تھے تو کچن کھانوں کی خوشبوؤں سے مہک رہا تھا۔مہر ماہ اپنے کمرے میں مقید ہو گئی۔اب اور کتنی ہمت کا مظاہرہ کرتی۔

''داماد ہوگا تو سائرہ اور سہیل کا۔۔۔وہی چونچلے اٹھائیں اس کے۔مجھے کوئی نا کہے۔'' تائی جان نے میاں سے صاف کہہ دیا۔ شادی میں شرکت تو دنیا کا منہ بند کرنے کے لیے کرنا پڑی مگر اب اپنے گھر میں تو وہ طلال پر اس کی اہمیت واضح کرسکتی تھیں۔تزئین سے رشتہ جوڑ کر اس نے صحیح معنوں میں کمینگی کا مظاہرہ کیا تھا۔اور ابھی وہ ٹھیک سے کمر ٹکا کر بیٹھی بھی نہ تھیں کہ ملاحہ چلی آئی۔

''امی فون ہے آپ کا۔۔۔''اس نے موبائل ان کی طرف بڑھایا۔

''کون ہے؟''انہوں نے اشارے سے پوچھا۔

''کوئی آدمی ہے۔اپنا نام نہیں بتایا اس نے۔آپ سے بات کرانے کا کہا ہے۔''وہ دبی آواز میں بولی تو انہوں نے موبائل کان سے لگا لیا۔

''ہیلو۔۔۔؟''ان کی تیوری چڑھی ہوئی اور انداز میں ناگواری تھی۔مگر ان کے برعکس دوسری طرف سے بہت شگفتہ لہجہ ابھرا۔

''اسلام وعلیکم ساس صاحبہ۔۔۔کیسی ہیں آپ؟ آپ کا داماد عرض کررہا ہوں۔نمیر وقار آفندی۔''تائی جان کے اوپر گویا کسی نے سرد برفیلا پانی انڈیل دیا ہو۔ان کی رنگت زرد پڑ گئی تھی۔ملاحہ ان کی حالت دیکھ گھبرا کر انکی طرف بڑھی۔ان کے ہاتھ سے موبائل پھسل کر بستر پر گر گیا تھا۔

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

اس کی دھیمی مگر بے یقین سی پکار پر بیساختہ مڑکر دیکھتے ہوئے مہرماہ کے وجود سے جیسے جان نکل گئی ہو۔وہ طلال نوید تھا۔بیساختگی کی کیفیت میں اس کا نام دہرا کر اسے بے یقینی سے دیکھتا ہوا۔

''ایکسکیوزمی۔۔۔یہیں ٹھہرنا۔میں ابھی آرہا ہوں۔۔۔''وہ کچھ خیال آنے پر بعجلت کہتا پلٹ گیا۔مہرماہ نے بے جان نظروں سے طلال کو اپنے ساتھیوں کی طرف جاتے دیکھا۔وہ یقیناً ان سے کچھ دیر کی مہلت لینے گیا ہوگا۔مہرماہ کی نظر دھندلانے لگی۔تبھی اسکا سیل فون تھرتھرانے لگا۔اس نے چونک کر موبائل اٹھایا۔اوپر نمیر آفندی کا وہی نمبر جگمگا رہا تھا۔جو شاید ابھی آن کیا گیا ہوگا۔مہرماہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ کال اٹینڈ کی اور ساتھ ہی دھیمی آواز میں پھٹ پڑی۔

''کہاں ہو تم۔اتنی دیر سے میں تمہارا ویٹ کررہی ہوں۔نوکر ہوں کیا تمہاری؟''

''مسز۔۔۔مسز نمیر آفندی ہیں آپ۔''دوسری طرف سے بہت رسان سے اسے یاد دلایا گیا۔مہرماہ کا دماغ الٹا۔دانت پیستے ہوئے بولی۔

''شٹ اپ۔۔۔سامنے آؤ اور اس ڈرامے کو ختم کرو۔کیوں بزدلوں کی طرح چھپ کر وار کررہے ہو۔''

''ایک بار پہلے سامنے آیا تھا تو نکاح ہوگیا تھا تمہارا میرا۔۔۔اب حکم کرو دوبارہ آجاتا ہوں۔''وہی مسکراتا لہجہ۔۔۔مہرماہ کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی اسکی ذومعنی بات سن کر۔بامشکل تحمل سے بولی۔

''دیکھو۔۔ میں یہاں تمہاری بتائی جگہ پر موجود ہوں۔۔۔''

''ہاں۔۔۔دیکھ لیا ہے میں نے۔اپنے سابقہ منگیتر کے ساتھ ہو۔''وہ اس کی بات کاٹ کر طنزیہ بولا تو مہرماہ نے بے اختیار ہال میں نظر گھمائی۔اس کا مطلب تھا کہ وہ یہیں کہیں تھا۔تبھی تو طلال کو اسکے پاس کھڑے دیکھ چکا تھا۔

''وہ میرے ساتھ نہیں ہے نمیر۔اور میرا دماغ خراب تھا کہ ساتھ اسے لے کر آتی جس سے تم نے مجھے نظر ملانے کے قابل نہیں چھوڑا۔یہ ڈرامہ چھوڑو سامنے آؤ مجھے بات کرنی ہے تم سے۔''وہ بہ عجلت بولی۔مبادا وہ فون کاٹ دے۔

''میں نے کہا تھا نا کہ مجھے دھوکا دینے والی عورتیں پسند نہیں ہیں۔''وہ سرد مہری سے جتا کر بولا۔تو مہرماہ کو دھیما ہونا پڑا۔

''وہ میرے ساتھ نہیں ہے نمیر۔۔۔اور میں روز روز اس طرح بہانے سے تمہارے بلانے پر نہیں آسکتی۔جو طے ہونا ہے وہ آج ہی کرلو آکر۔۔۔''وہ طلال کو یکسر بھولی ہوئی تھی۔اس وقت تو اہم ترین مسئلہ نمیر کے ساتھ معاملہ حل کرنے کا تھا۔

''ہاہ۔۔۔بھول ہے تمہاری مسز نمیر آفندی۔۔۔''وہ جیسے محظوظ ہوکر بولا۔

''اب تو ایسے بندھن میں باندھ لیا ہے کہ جب بھی بلاؤں گا کچے دھاگے سے بندھے سرکار چلے آئیں گے۔''وہ جیسے اپنے کیے

کارنامے سے بہت محظوظ ہو رہا تھا۔مسکراتے لہجے میں بولا تو اس کی کمینگی سمجھ کر مہرماہ کی کنپٹیاں تپ اٹھیں۔رگوں میں شرارے دوڑ گئے۔وہ سامنے ہوتا تو گولیوں سے اڑا دیتی اسے۔

''تمہارا مسئلہ جائیداد ہے نمیر۔۔۔''

''میرا مسئلہ اب مہرماہ آفندی بھی ہے ڈیئر۔'' وہ برجستہ بولتا اسے گم سم کر گیا۔(کمینہ نہ ہو تو)

''اس بندے کو دفع کرو یہاں سے۔مجھے یہ تمہارے دس فٹ کے فاصلے پر بھی نظر نہیں آنا چاہیے۔ورنہ ساری عمر نمیر آفندی کو ڈھونڈتی ہی رہو گی۔اسی پنجرے میں قید مگر تمہیں آزادی کا پروانہ دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔'' وہ لہجہ بدل کر سفاکی سے بولا۔اور لائن بے جان ہو گئی۔

''ہیلو۔۔۔ہیلو۔۔۔'' وہ بے چینی سے بولے گئی۔

''مہر۔۔۔'' طلال کی آواز پر اس نے چونک کر موبائل کان سے ہٹایا تھا۔وہ اس کے بالمقابل کرسی گھسیٹ کر بیٹھ رہا تھا۔مہرماہ نے لب بھینچتے ہوئے اپنا موبائل بیگ میں ڈالا اور اٹھ گئی۔

''مہرو۔۔۔کیا ہوا؟ بیٹھو نا۔'' طلال نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا۔مہرماہ کا گلا رندھنے لگا۔مگر اس وقت کمزوری دکھانے کا مطلب تھا طلال کو کوئی خوش فہمی دلا کر تزئین اور طلال کا رشتہ خراب کرنا۔اس نے سرد نظروں سے طلال کی طرف دیکھا۔

''میں یہاں تم سے ملنے یا تمہارے بلاوے پر نہیں آئی تھی۔ایکسکیوزمی۔مجھے دیر ہو رہی ہے۔'' اس نے بیگ شانے پر ڈالا۔ہال میں ادھر ادھر دیکھا۔یہیں کہیں نمیر آفندی بیٹھا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

''تم ایسا کیوں کر رہی ہو میرے ساتھ مہرو۔۔۔میری اور تمہاری زندگی برباد کر دی تمہارے ایک غلط فیصلے نے۔'' وہ بے بسی سے پوچھ رہا تھا۔مہرماہ نے ٹھہر کر اس کی طرف دیکھا۔تو اسے اپنے دل کو ٹٹول کر ذرا سی حیرت بھی ہوئی۔اسے اب طلال کو سامنے دیکھ کر دکھ تو بہت تھا مگر زیاں اور کچھ کھو دینے کا ''وہ'' احساس نہیں ہو رہا تھا جو کچھ روز پہلے تھا۔یقیناً طلال کے تزئین سے شادی کے فیصلے نے اس کے دل میں بھی طلال کی پہلے والی جگہ نہیں رہنے دی تھی۔وہ آہستہ سے دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''میں نے اگر غلط فیصلہ کیا تھا تو اللہ گواہ ہے کہ اس کا ایک مضبوط جواز تھا میرے پاس۔اب تم بتاؤ تم نے تزئین سے شادی کر کے کون سی محبت کا ثبوت دیا تھا؟'' اس نے تلخ لہجے میں پوچھا تو آنکھوں میں مرچیں سی اپنے آپ گھل گئیں۔

''انکار تمہاری طرف سے ہوا تھا مہرو۔۔۔شادی سے محض تین روز پہلے تمہارے انکار نے کیا میری ذہنی حالت تباہ نہیں کی ہو گی۔'' وہ گھٹے ہوئے لہجے میں بولا۔تو مہرماہ کے لبوں پر تلخ سی مسکراہٹ آ گئی۔

''چہ۔۔۔خوب۔۔۔تو یہ شادی میرے اس انکار کی خوشی میں کر لی تم نے؟''

"میری فیملی کی عزت کا سوال تھا مہرو۔۔۔" وہ تڑپ ہی تو اٹھا اس طعنے پر۔

"اور میری عزت۔۔۔؟ تم نے یہ نہیں سوچا طلال۔۔ایک بار بھی نہیں سوچا کہ میری ذہنی کیفیت کیا ہو گی تمہیں تزئین کے ساتھ اس رشتے میں منسلک دیکھ کر۔" مہرماہ کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔(اس شخص کو چاہتی رہی میں)

"اتنا ہی دکھ ہے تمہیں میری شادی کا اور تم مجھے کسی اور کے ساتھ دیکھنا پسند نہیں کرتیں تو کیوں انکار کیا تھا شادی سے مہر۔۔بولو بتاؤ مجھے۔" وہ لہجے میں تلخی سمو کر بولا۔اس دشمن جان کو سامنے پاتے ہی زندگی کا سب سے بڑا نقصان یاد آ کر جان کا عذاب بن گیا تھا۔

"تم اپنے لیے میرے اس انکار کا مداوہ بہت اچھے سے کر چکے ہو مسٹر طلال نوید۔میرا نہیں خیال کہ اب میں تمہیں کسی بھی قسم کی صفائیاں پیش کرنے کی پابند ہوں۔" مہرماہ نے طنزیہ کہا تو وہ لب کچلتا اضطرابی نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔پھر ضبط سے لال ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"جب سب لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ تم اغوا ہو چکی ہو تب میرے گھر والوں کی بھی سوچ تمہارے بارے میں بدل چکی تھی مہر۔کوئی بھی نہیں چاہتا تھا کہ اغوا شدہ لڑکی سے شادی کروں۔ایک میں تھا جس کی محبت تمہارے اغوا ہونے کے باوجود بھی کم نہیں پڑی تھی۔" وہ بے بسی سے پر لہجے میں بولتا مہرماہ کے دل میں دراڑیں ڈالنے لگا۔مگر آج طلال نوید کو یہاں سے نامراد بھیجنے کا مطلب تھا طلال اور تزئین کے بہتر مستقبل کی بنیاد رکھنا۔

"مان لیا طلال۔۔کہ میرا فیصلہ غلط تھا۔۔۔مگر میں صرف یہ پوچھتی ہوں کہ تزئین آفندی ہی کیوں؟" اس نے سینے پر بازو لپیٹتے ہوئے سرد نظروں سے طلال کو دیکھا۔تو چند لمحے مہرماہ کی آنکھوں میں براہ راست دیکھنے کے بعد وہ ہارے ہوئے انداز میں بولا۔

"تمہارے پاس رہنے کے لیئے مہرو۔۔۔فقط تمہیں دیکھتے رہنے کی چاہ میں یہ غلط فیصلہ کیا ہے میں نے۔"

مہرماہ کا وجود سنسنا اٹھا۔وہ بامشکل بول پائی تھی۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔۔۔؟"

"وہی تو ٹھیک نہیں رہنے دیا تم نے مہر۔۔۔" وہ استہزاء سے ہنسا۔جانے مہرماہ پر یا خود پر۔

"انسان کی اصل شخصیت ناموافق حالات میں ہی سامنے آتی ہے طلال۔اور مجھے افسوس ہے تمہارے اس عمل پر۔تمہاری کوئی اچھی سوچ میرے سامنے نہیں آئی۔"

"یعنی تم شادی سے محض چند روز پہلے انکار کر دو تو وہ حق ہے۔اور میں تمہارے اس انکار کی سزا بھگتنے اور اپنی فیملی کی عزت بچانے کے لیے اگر کوئی قدم اٹھاؤں تو وہ غلط۔۔ہاہ۔۔۔" اس نے میز کی سطح پر ہاتھ مارا۔

"تم دس شادیاں کرتے طلال۔۔۔مگر تزئین ان میں سے ایک بھی نا ہوتی۔تم مجھے کبھی دکھائی نہ دیتے۔" وہ لہجے کو بھیگنے سے با

مشکل بچا پائی۔طلال دم بخود تھا۔

''اتنی نفرت۔۔۔؟''اس نے مدھم سا بڑبڑا کر جیسے خود کلامی کی تھی۔پھر اس نے بے یقینی سے پوچھا۔

''تم نفرت کرتی تھیں مجھ سے۔تم چاہتی تھیں کہ میں تمہیں دکھائی نہ دوں۔۔۔اور تم۔۔ تم اس موحد آفندی کے ساتھ عیاشی کرتی پھرو؟؟؟''بات کرتے کرتے اس کا گویا دماغ الٹ گیا تھا۔اور اس کا یہ آخری اہانت بھرا جملہ اس قدر غیر متوقع تھا کہ مہرماہ کے اعصاب ٹھٹھر سے گئے۔

''بالکل صحیح کہا تھا تزئین نے تمہارے بارے میں۔تم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھیں کیونکہ تمہاری زندگی میں موحد آفندی آ چکا تھا۔''وہ شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔''میں ہی بیوقوف تھا جو سمجھ نہیں پایا تمہارے اس ذہنی خرابی والے ڈرامے کو۔۔۔وہ خرابی جو میرے شادی کرتے ہی ٹھیک ہوگئی۔''

''یہ سب تم سے تزئین نے کہا؟''مہرماہ کو اپنی آواز کسی کنویں سے آتی محسوس ہوئی۔

''تو کیا غلط ہے اس میں؟''وہ نتھنے پھلائے تنفر سے اسے دیکھ رہا تھا۔اسکی پیشانی کے بل گننے نہ جاتے تھے۔مہرماہ ایک دم سے اپنا بیگ اٹھاتی کھڑی ہوگئی۔اس کا موبائل بج رہا تھا۔یقیناً کبیر اسے پک کرنے آ پہنچا تھا۔طلال نے اب کی بار اسے جانے سے نہیں روکا۔مگر اس سے دو قدم دور جا کر کچھ خیال آنے پر وہ ہمت مجتمع کرتی پلٹی۔اور اسے دیکھ کر مضبوطی سے بولی۔

''تزئین نے بالکل سچ کہا تھا تم سے۔۔۔''اور پھر تیز قدموں سے چلتی اس سے دور ہوتی ریسٹورنٹ سے باہر نکل گئی۔طلال نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی کو اپنی آنکھوں سے اپنی زندگی سے نکلتے دیکھا تھا مگر بے جان بیٹھا رہا۔مہرماہ کے اعتراف نے اس کے وجود سے جیسے آدھی جان نکال لی تھی۔کبیر کو اس نے اسی ریسٹورنٹ کے باہر بلا لیا۔ اب جبکہ وہ اسے پک کرنے آ ہی چکا تھا تو رکشہ کر کے لائبریری جانے کا کیا فائدہ تھا۔وہ چند منٹوں میں وہاں موجود تھا۔مہرماہ تیزی سے آگے بڑھ کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی۔

''آپ تو لائبریری میں تھیں مہر بی بی۔۔؟میں تو پریشان ہی ہوگیا تھا آپ کی کال سن کر کہ آپ یہاں کیسے پہنچ گئیں۔''کبیر خان واقعی پریشان تھا۔

''ایسے ہی۔۔کسی سے ملنا تھا۔تو یہاں چلی آئی خان۔''وہ سر سیٹ پر ٹکائے تکان زدہ لہجے میں بولی تھی۔کبیر چپ چاپ گاڑی چلانے لگا۔

''کبیر۔۔۔اس روز تم مجھے ٹائم پر پک کرنے کیوں نہیں آئے تھے؟''وہ یونہی آنکھیں موندے تھکے ہوئے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔کبیر نے بیساختہ لب بھینچے۔اس کی شہد رنگ آنکھوں میں ہلکی سی سرخی دوڑ گئی۔ یہ وہ موضوع تھا جس پر وہ کبھی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔بالخصوص مہرماہ سے تو کبھی بھی نہیں۔اس کا بس چلتا تو وہ وقت کا رخ واپس موڑ دیتا۔۔۔اسی شام کی طرف جب اس نے مہرماہ کو پارلر ڈراپ

http://kitaabghar.com

کیا تھا اور وہ موحد کی نافرمانی کی پروا کیے بنا کبھی بھی فیکٹری نہ جاتا اور وہیں پارلر کے باہر کھڑا رہتا۔جب تک کہ مہر ماہ نہ واپس آ جاتی۔۔۔کاااش۔

''میں معذرت چاہتا ہوں مہر بی بی۔آپ دیئے ہوئے وقت سے دس منٹ پہلے پارلر سے باہر آ گئی تھیں۔اگر میں سارا وقت باہر کھڑا انتظار کرتا رہتا تو شاید کچھ بھی غلط نہ ہوتا۔''اس کا لہجہ دکھ سے بوجھل تھا۔مہر ماہ کی بند آنکھوں کے کونے نم ہونے لگے۔اس کی زندگی میں آنے والے وہ دس منٹ اس کی پوری زندگی کا رخ بدل گئے تھے۔ان دس منٹوں نے اس کی زندگی سے طلال نوید کو باہر پھینک دیا تھا۔نمیر آفندی کچھ بھی نہ ہوتے ہوئے اس کا سب کچھ بن کرنا گہانی آفت کی طرح اس کی زندگی میں گھس آیا اور وہ طلال نوید سے چند روز کے فاصلے پر کھڑی اسے کسی اور کا ہوتا دیکھنے پر مجبور ہوگئی۔کبیر کی بات کا کوئی جواب دیئے بنا وہ یونہی خاموشی سے آنکھیں بند کیے سیٹ سے سر ٹکائے بیٹھی رہی۔حتیٰ کہ وہ آفندی ہاؤس پہنچ گئے۔مہر ماہ گاڑی سے اتر کر اندر چلی گئی کبیر اسٹیئرنگ تھامے کسی نقصان کے حصار میں وہیں بیٹھا رہ گیا۔

☆......☆......☆

طلال کے انتظار میں وہ جلے پاؤں کی بلی بنی گھوم رہی تھی۔سب کھانا کھانے بیٹھ گئے۔تزئین نے پہلے تو اس کا انتظار کرنا چاہا مگر بار بار کال کرنے پر جب طلال نے اس کی کال ڈسکنیکٹ کر کے موبائل ہی آف کر دیا تو اس نے تلملاتے ہوئے مجبوراً گھر والوں کے ساتھ ہی کھانا کھا لیا مگر اندر ہی اندر ایک آگ اسے سلگا رہی تھی طلال کا رویہ بہت تذلیل آمیز تھا۔اپنی نفی کون برداشت کر پاتا ہے بھلا۔تزئین بھی اب پھٹ پڑنے کے اسی مقام پر تھی۔

''دیکھ رہی ہیں آنٹی آپ طلال کا رویہ۔۔۔اب تو آدھی رات کو گھر آنے لگا ہے۔''تزئین نے ماما سے شکایت کی تھی۔رمشہ بھابی اپنا چائے کا مگ سنبھالتے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھیں۔تو ان کے چہرے پر بہت محظوظ کن مسکراہٹ تھی۔مگر بظاہر بڑی ہمدردی سے بولیں۔

''میں نے بھی نوٹس کیا ہے۔طلال حد سے گزر رہا ہے۔اگر اس نے مہر ماہ کی یاد ہی میں زندگی گذارنی تھی تو تمہاری زندگی کیوں کانٹوں پر گھسیٹی بھلا۔بلکہ اسے تو قدر کرنی چاہیے۔جس نے اتنے مشکل وقت میں ہمارا اتنا ساتھ دیا ہے۔''

''جن حالات میں یہ شادی ہوئی ہے تزئین وہ تم بھی جانتی ہو۔''ماما نے رمشہ بھابی کے مزہ لیتے انداز کو اچھی طرح سمجھا تھا۔اس لیئے قدرے تحمل سے بولیں''طلال نے مہر ماہ کے علاوہ کسی کا نہیں سوچا تھا۔اب اسے اپنا دل بدلنے اور موڑنے کے لیے وقت تو دو''

''تو یہ وقت آپ لوگ دیتے نا اسے آنٹی۔شادی ملتوی کر کے۔۔۔ہتھیلی پر سرسوں جمانے کا تو یہی نتیجہ نکلنا تھا۔''وہ بدلحاظی سے بولی تو اب کی بار انہیں بھی غصہ آیا۔

''تو بیٹا تم ہی سوچ کر فیصلہ کر لیتیں۔تمہارے سامنے تھے سارے حالات۔پھر بھی تم نے اسے گرین سگنل دیا۔حالانکہ تم جانتی

تھیں کہ طلال کے لیے فی الوقت مہرماہ کو بھلانا بہت مشکل ہے۔" ان کا لب ولہجہ خشک تھا۔تزئین پہلو بدل کر رہ گئی۔پھر وہاں سے اٹھ کر ہی چلی گئی۔رمشہ بھابی کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بہت لمبی زبان ہے دیورانی جی کی ماما۔ذرا دھیان سے بات کریئے گا۔"

"اچھی بہوویں قسمت والوں کو ہی ملا کرتی ہیں۔" وہ سنجیدگی سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔تو وہ منہ بنا کر چائے پینے لگیں۔

طلال گھر آیا تو ماما اس کا انتظار کر رہی تھیں۔وہ انہیں ابھی تک جاگتا دیکھ کر حیران ہوا۔گیارہ بجنے والے تھے۔

"آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟"

"جن ماں باپ کی اولاد آدھی رات کو گھر آئے وہ جاگا ہی کرتے ہیں بیٹا۔۔۔" وہ رسان بھرے طنز سے بولیں۔

"تو چلیں اب جا کر سو جائیں۔اب تو آ گئی ہے آپ کی اولاد۔" وہ انہیں قدرے ٹینس سا نظر آیا۔

"خیریت تھی طلال۔۔۔تمہارا موبائل کیوں آف آ رہا تھا؟اور کہاں تھے تم اب تک۔" انہوں نے یکے بعد دیگرے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔

"موبائل کی چارجنگ ختم ہو گئی تھی ماما۔اور آج ایک میٹنگ تھی۔" وہ جان چھڑانے کو تھا۔

"پتا ہے مجھے۔۔۔تمہارے پاپا نے بتایا ہے جیسی میٹنگ تم نے اٹینڈ کی ہے آج۔ڈیلی گیشن کے لوگوں سے بات ہوئی تھی ان کی۔وہ بھی کہہ رہے تھے کہ تم وہاں میٹنگ میں بھی غیر حاضر دماغی کا مظاہرہ کرتے رہے ہو۔" انہوں نے تفکر سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ آگے بڑھ کر بے اختیار ان کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا۔

"وہاں ریسٹورنٹ میں مجھے مہرماہ مل گئی تھی ماما۔۔۔" اس نے گویا دھماکا کیا تھا۔تزئین کے قدم لاؤنج کے باہر ہی ٹھٹکے۔وہ ہارے ہوئے انداز میں بول رہا تھا۔

"مجھے آج صحیح معنوں میں احساس ہوا ہے کہ میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی کھو دی ہے۔" (وہ مجھ سے محبت ہی نہیں کرتی ماما) وہ اندر ہی اندر کرلایا۔ماما کا دل کسی نے مٹھی میں کر لیا۔انہوں نے کب سوچا تھا کہ ان کا اتنا لاڈلا بیٹا زندگی کے اس مقام پر نامراد رہے گا مگر جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔اب لکیر پیٹنا دانشمندی نہیں تھی سو انہوں نے مصنوعی خفگی سے اسے دیکھا۔

"تم بھول رہے ہو کہ مہرماہ بھی اسی دنیا میں رہتی ہے۔اب کہیں نا کہیں اس سے سامنا ہونا ایک معمولی سی بات ہے۔تم اپنی زندگی کی طرف دھیان کرو تمہاری بیوی ہے،گھر بار ہے۔ان کو تمہاری توجہ کی ضرورت ہے۔" وہ یونہی سر جھکائے بیٹھا رہا۔تو ان کے دل کو کچھ ہونے لگا۔" بھول جاؤ طلال۔جو ہوا اللہ کو ایسے ہی ہونا منظور تھا۔میں نے شادی کے فنکشن میں اسے دیکھا تھا۔وہ واقعی بیمار لگی مجھے۔۔۔ہو سکتا ہے کل کو دماغی بیماری بڑھ جاتی اس کی۔کوما پیشنٹ کے ساتھ کبھی بھی یہی حادثہ دوبارہ پیش آ سکتا ہے۔" وہ گہری سانس

بھرتا اٹھ کھڑا ہوا۔ ماما نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

”تزئین اس گھر میں تمہاری مرضی سے آئی ہے طلال۔ اور تم پر اس کی ذمہ داری ہے بیٹا۔ یہ مت بھولو کہ مشکل وقت میں اس نے تمہارا ساتھ دیا ہے۔“ تزئین کو اپنے لیے ماما کا بھیک مانگنے والا انداز پسند نہیں آیا تھا۔ وہ فوں فاں کرتی وہیں سے واپس اپنے کمرے میں لوٹ گئی۔

”چلیں اب آپ بھی جا کر سو جائیں۔ کافی ٹائم ہو گیا ہے۔“ وہ ان کی التجا نظر انداز کرتے ہوئے لاؤنج سے نکل گیا۔ کمرے میں داخل ہوا تو لائٹ آن تھی اور تزئین سامنے ہی نائٹ گاؤن میں ملبوس بیڈ پر نیم دراز اپنے موبائل پر بزی دکھائی دی۔ سلام کرتے ہوئے وہ اپنا موبائل اور کی چین سائیڈ ٹیبل پر ڈال کر بستر کے کنارے بیٹھ کر بوٹ اور جرابیں اتارنے لگا۔

”بالآخر تمہیں یاد آ ہی گیا کہ تمہارا ایک گھر بھی ہے۔“ تزئین کے طنز نے لمحہ بھر کو اس کے ہاتھ روکے۔ پھر وہ اسے قطعی نظر انداز کرتے ہوئے سلیپر پہنتا اٹھ کر وارڈروب سے اپنا سلیپنگ سوٹ نکال کر واش روم میں گھس گیا۔ اتنی سی دیر میں تزئین کا دماغ ابلنے لگا۔ وہ جان بوجھ کر واش روم سے دیر لگا کر نکلا۔ تو تزئین کا بس نہ چلا بھوکی شیرنی کی طرح اس پر جھپٹ ہی پڑتی۔

”تو مل آئے آج اپنی پرانی محبوبہ سے؟“ اس کا حملہ بہت اچانک تھا طلال کو سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر۔

”واٹ دا ہیل۔۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا؟“ شرٹ کے بٹن بند کرتا وہ اسے گھورنے لگا۔

”ہوش کے ناخن لو طلال۔۔۔ اگر تم مہر ماہ کے دوست تھے تو میرے بھی تھے۔ اس نے کس طرح تمہیں اپنی زندگی سے نکال کر باہر پھینکا ہے وہ تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟ میرا نہیں تو اپنی سیلف ریسپیکٹ (عزت نفس) کا ہی خیال کرلو۔“ وہ تلخ و ترش لہجے میں بولتی طلال کی کنپٹیاں دہکا گئی۔

”شٹ اپ۔۔۔“ وہ غرایا۔ مگر تزئین ڈرنے کی بجائے اس کے پاس چلی آئی۔ نرمی سے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔ اور پرانی والی تزئین بن گئی جو یونیورسٹی میں اس کی دوست ہوا کرتی تھی۔ ”اس نے تمہارے ساتھ بہت برا کیا ہے طلال۔ تم حق رکھتے ہو کہ اس سے بازپرس کرو۔ مگر اپنی اور میری زندگی تو خراب مت کرو ایک کرپٹ انسان کے پیچھے۔“ طلال چند لمحوں تک اسے دیکھتا رہا۔۔۔ پھر اسے احساس ہوا کہ تزئین کچھ غلط نہیں کہہ رہی تھی۔ آج ریسٹورنٹ میں بھی مہر ماہ کا رویہ دل دکھانے والا ہی انداز تھا اور موحد آفندی سے اپنے تعلق کو قبول کرنا۔۔۔؟ یعنی بیماری کو بہانہ بنا کر واقعی اس نے جان بوجھ کر طلال کو اپنی زندگی سے نکال پھینکا تھا۔ تزئین نے اس کے انداز سے حوصلہ پا کر اس کے شانے پر دوسرا ہاتھ رکھا اور اس کے سینے پر سر رکھتی تمام فاصلے سمیٹ گئی۔

”میں نے سچے دل سے تمہیں چاہا تھا طلال۔ تبھی تو شادی کے لیے ہاں کرتے ہوئے ایک پل کو بھی نہیں سوچا کہ تمہارے دل میں کسی اور کا بسیرا تھا۔“ وہ بڑی ہوشیاری سے اس کے قریب آ رہی تھی اور کچھ بھی ہو وہ اس کے جائز رشتے میں بندھی عورت تھی۔ طلال کب

تک اس حقیقت سے پہلو تہی کر سکتا تھا۔اس نے جیسے ہار کر دونوں بازو اس کے گرد لپیٹ لیے۔تزئین کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کھیل گئی۔جو اس کا تھا۔۔۔وہ اسی کا رہنے والا تھا۔

☆......☆......☆

وہ ایک گہرے دکھ اور صدمے کی سی کیفیت میں تھی۔وہ کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ تزئین اسے طلال کی نظروں میں گرانے کے لیے اس کی ذات پر کیچڑ بھی اچھال سکتی ہے۔کوریڈور سے مڑتے موحد سے اس کا ٹکراؤ ہوتے ہوتے بچا تھا اور وہ تو پہلے ہی ذہنی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی۔اس پر ہی الٹ پڑی۔

"دکھائی نہیں دیتا کیا۔۔۔سامنے سے چپ چاپ چلے آ رہے ہو۔کسی سے ٹکرا کر چاہے کتنا ہی نقصان کر دو اس کا۔۔۔"

"اوہ۔۔۔سوری مادام۔۔۔یاد نہیں رہا۔۔۔" وہ جیسے فوراً ہی اپنی غلطی پر پشیمان ہو گیا۔

"میں بھول گیا تھا کہ میں کون سا انسان ہوں۔میں تو ایک کار یا موٹر سائیکل ہوں۔موڑ کاٹتے ہوئے ہارن بجانا چاہیے تھا مجھے۔۔۔چچ چچ۔۔۔یا کم از کم گھر میں چلتے پھرتے ہر وقت سیٹی تو ضرور ہی بجانی چاہیے مجھے تا کہ کسی سے بھی ٹکرانے والا حادثہ نہ ہو جائے۔"اس کا انداز طنز و استہزاء سے بھرپور تھا۔تو ادھر مہرو بھی تپتی سلگتی سوچوں میں گھرا بکھرا ہوا دماغ لیے آئی تھی۔

"حادثات تو اسی دن سے ہماری قسمتوں میں لکھ دیئے گئے جب تم نے پاکستان میں قدم رکھا ہو گا۔" وہ کلس کر بولی۔(منحوس) موحد نے اسے گھورا۔

"کہاں تھیں تم۔۔۔ایک گھنٹے کا کہہ کر گئی تھیں اور اب آ رہی ہو۔۔۔پورے پندرہ منٹ اوپر کر کے۔۔۔"اس کا انداز مہرماہ کو آگ لگا گیا۔

"میرے دادا بننے کی کوشش مت کرو تم۔۔۔ہٹو میرے راستے سے۔میں پہلے ہی بہت غصے میں ہوں۔"

"تو نئی بات کیا ہے اس میں؟" وہ آہستہ سے کہتے ہوئے راستے سے ہٹ گیا تھا۔وہ بمشکل اپنے غصے پر قابو پا کر اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"تم جیسوں کو کیا پتا کسی کا دل ٹوٹنا اور اس کی تکلیف سہنا کیا ہوتا ہے۔تم تو اپنی عیاشیوں میں ہو نا۔۔۔"موحد نے ذرا سی آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"ہاں۔۔۔"اس نے گہری سانس بھری۔"مجھے کیا پتا۔۔۔دربدری کا دکھ جھیلا ہو میں نے تو پتا ہو مجھے۔۔۔بنا قصور کے کبھی مجھے سزا ملی ہو تو پتا ہو کہ دل کیسے ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔۔۔"مہرماہ کا غصہ ٹھنڈا پڑنے لگا۔وہ بھی تو چودہ سال کا بن باس کاٹ کر آیا تھا اور پھر اس کا کیا قصور اس قصے میں جو یوں اس کو رگیدا جائے۔وہ بے بسی سے بولی۔

''نمیر سے ملنے گئی تھی میں۔۔۔'' موحد نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔''اوفوہ۔۔۔سچ کہہ رہی ہوں۔اب یہ وکیلوں جیسی نظروں سے مت دیکھو مجھے۔'' وہ چڑ کر بولی۔

''مطلب۔۔۔تم سیریسلی اس کے ساتھ رخصت ہونے کا سوچ چکی ہو۔۔؟'' وہ متحیر تھا۔مہر ماہ کا دل چاہا ایک تھپڑ کھینچ کر اسے دے مارے۔

''تم اس قابل ہو ہی نہیں کہ کبھی میری مدد کر سکو۔میں ہی بیوقوف ہوں جو تم سے اپنی پرابلم شیئر کر لیتی ہوں۔'' وہ غصے سے بولی تو ضبط کرتے ہوئے بھی آواز بھرا ہی گئی۔

''تم بھی تو پہیلیاں بوجھوا رہی ہو۔اور تم۔۔۔تمہارا واقعی رابطہ ہے نمیر سے؟'' وہ جیسے پہلے اس کی بات کو مذاق سمجھ رہا تھا۔اب بے یقینی سے پوچھنے لگا۔مہر ماہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

''اوہ گاڈ۔۔۔'' موحد شاکڈ تھا۔

''اس نے مجھے ملنے کے لیے کہا تھا۔'' وہ اضطرابی انداز میں اپنے شولڈر بیگ کا اسٹریپ مسل رہی تھی۔

''تمہارے پاس اس کا رابطہ نمبر ہے تو تم نے آغا جان کو کیوں نہیں بتایا۔۔؟'' وہ جانچتی نظروں سے مہر ماہ کو دیکھ رہا تھا۔جیسے اس کے چہرے سے اس کے عزائم کا اندازہ لگانا چاہ رہا ہو۔مہر ماہ نے تھک کر دیوار سے ٹیک لگا لی۔

''مجھے ثمرہ چچی نے کہا تھا۔۔۔'' موحد بڑے زور کا چونکا۔

''ماما نے۔۔۔؟ان کو پتا تھا کہ تم نمیر سے ملنے جا رہی ہو؟''

''نہیں۔۔۔لیکن انہوں نے ہی کہا کہ مجھے نمیر سے بات کرنی چاہیے۔پھر اس کی کال آگئی تو میں نے سوچا جا کر اس سے خود بات کروں۔اسی چکر میں گھر والوں کو بھی نہیں بتایا۔مگر کر نہیں سکی۔وہاں اچانک ہی طلال سے ملاقات ہو گئی۔'' مہر ماہ بیچارگی سے بولی۔

''یہ کون سی الف لیلیٰ سنا رہی ہو۔اتفاقات سے بھری۔'' موحد نے اسے گھورا تو وہ خشمگیں نظروں سے اسے دیکھتی ٹیک چھوڑ کر سیدھی ہوئی۔

''تم۔۔۔اسی لیے میں تمہیں کچھ بتانا نہیں چاہ رہی تھی۔تم نے آج تک میری بات سمجھی ہے جو آج سمجھو گے۔'' وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔مہر ماہ سر جھٹکتی چلی گئی تھی۔

☆......☆......☆

موحد سیدھا ثمرہ کے پاس آیا۔وہ ابھی اپنی وارڈروب ٹھیک کر کے فارغ ہوئی تھیں۔اسے دیکھ کر مسکرائیں۔

''تم گئے نہیں ابھی۔۔۔فیکٹری کا چکر لگانا تھا نا تم نے۔''

http://kitaabghar.com

"جا ہی رہا تھا۔ مگر یونہی ایک بات پوچھنے آ گیا واپس۔۔۔" وہ بالکل سنجیدہ تھا۔ ثمرہ چونکیں۔

"خیریت۔۔۔؟"

"مہر ماہ کو آپ گائیڈ کر رہی ہیں نمیر کے بارے میں؟" اس نے سیدھے سبھاؤ پوچھ لیا۔ انہوں نے گہری سانس بھری اور اپنے بستر پر آ بیٹھیں۔

"تو اس میں اعتراض والی بات کیا ہے؟" وہ پرسکون تھیں۔

"میں نہیں چاہتا کہ آپ کچھ غلط کریں ماما۔" موحد کے احساسات عجیب سے ہونے لگے۔

"اگر وہ نمیر کو سیدھے راستے پر لا سکتی ہے تو وائے ناٹ موحد؟" انہوں نے زور دے کر کہا تھا۔

"جو کچھ یہ لوگ اس کے ساتھ کر چکے ہیں اس کے بعد بھی آپ کا خیال ہے کہ وہ مہر ماہ کی باتوں میں آ جائے گا۔" وہ عجیب سے انداز میں بولا۔

"محبت بڑے بڑوں کو بدل دیتی ہے موحد۔ اگر مہر ماہ نے دل سے چاہا تو ضرور۔" وہ پریقین تھیں۔

"فار گاڈ سیک ماما۔۔۔ ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ آپ کا خیال ہے کہ زبردستی کے نکاح کے بعد ڈرامائی انداز میں مہر ماہ نمیر کے لیے اچھا اچھا سوچنے لگے گی۔۔۔" اسے ناچاہتے بھی ہنسی آ گئی۔

"تو ڈرامے بھی حقیقت سے بنتے ہیں۔ ان کی کہانیاں کون سا آسمان سے اترتی ہیں۔" وہ برا مان گئیں۔

"تم یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ مہر ماہ اگر چاہے کہ اس کے اور نمیر کے درمیان یہ رشتہ برقرار رہے تو میں یا تم کون ہوتے ہیں اعتراض کرنے والے۔" وہ مسکرا دیں۔ موحد کو ان کی خوش فہمی (بلکہ غلط فہمی) پر ہنسی آئی۔

"آپ کے کہنے میں آ کر وہ جال بچھا کر نمیر آفندی کو پکڑنے کے چکروں میں ہے میری معصوم ماما۔ اور یہ نکاح اس نے بدلہ لینے کے لیے کیا ہے نہ کہ مہر ماہ کو باعزت رخصت کروانے کے لیے۔۔۔"

"بدلہ تو وہ آغا جان سے لے گا نا۔۔۔ مہر ماہ بیچاری بے قصور تو بس ایک مہرہ بنی تھی اس کا۔" ثمرہ نے اسے جتایا تو چند لمحے انہیں دیکھنے کے بعد وہ جیسے مایوس ہو کر کمرے سے نکل گیا۔

☆......☆......☆

مہر ماہ کا دل چاہ رہا تھا ساری دنیا کو آگ لگا دے۔ اس کا ذہن شدید صدمے کی گرفت میں تھا۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ تزئین اپنی خوشحال زندگی کے لیے اس کی کردار کشی کرنے سے بھی نہیں چوکے گی۔

"کیا ہوا آپی۔۔۔" ملاحہ اس کی شکل دیکھتے ہی ٹھٹک گئی۔ (اف یہ ماں جائیوں کی نظر)

http://kitaabghar.com

''کچھ نہیں ہوا بس تھکاوٹ سی ہے۔۔۔پکا کیا ہے آج؟''اس نے بات بدل دی۔

''قیمہ مٹر ہیں اور ساتھ ماش کی دال چکن۔''وہ کہتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھوں کے زیریں کنارے سرخ ہو رہے تھے اور ناک کی نوک بھی۔بیگ رکھتی وہ بستر پر گر سی گئی۔''کیا ہوا ہے آپی۔۔۔؟ مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔''مہرماہ نے لیٹ کر آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔''آپی تمہاری آنکھوں سے لگ رہا ہے۔جیسے رو کر آئی ہو۔''

''ان آنکھوں کو کچھ تو سزا ملنی چاہیے شیشے کے خواب دیکھنے کی۔جو ہوتے ہی ٹوٹنے کے لیے ہیں۔''وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی تو ملاحہ کا دل دھک سے رہ گیا۔

''ہر انسان کو خواب دیکھنے کا حق ہے آپی۔''اس کی آواز گلے میں گھٹ سی گئی۔اپنے خواب ذہن میں گھوم گئے تھے۔مہرماہ نے بازو ہٹایا تو اس کی آنکھیں نم تھیں۔

''خواب دیکھنے والوں کو ان کا تاوان بھرنے کا حوصلہ بھی رکھنا چاہیے ملی۔۔۔تم نے دیکھا۔۔ میں نے کتنا عظیم تاوان بھرا ہے ان خوابوں کا جن کی تعبیر میرے حصے آئی ہی نہیں۔شیشے کے خواب۔۔۔جو ٹوٹیں تو کرچیاں تا عمر آنکھوں میں کھبی رہیں۔''اس کے حد درجہ دلگرفتہ انداز پر ملاحہ کا دل گداز ہونے لگا۔آنسو مہرماہ کی آنکھوں کے کونوں سے بہہ نکلے۔وہ چھت پر کھلی آنکھیں جمائے ہوئے تھی۔ملاحہ کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔

''سائرہ چچی نے بھی اچھا نہیں کیا ہمارے ساتھ۔۔۔''

''ان کا کوئی قصور نہیں۔بس قسمت نے ہی اچھا نہیں کیا۔''مہرماہ نے تھک کر آنکھیں موندیں تو آنسو اس کی کنپٹیوں میں جذب ہونے لگے۔

''لائٹ آف کر دو ملی۔۔۔میں سونا چاہتی ہوں۔بہت تھک گئی ہوں۔''

ملاحہ بھیگتی آنکھوں کے ساتھ لائٹ آف کرتی باہر نکل آئی۔آغا جان کے اسٹڈی روم سے نکلتے کبیر کی نظر آنکھیں رگڑتی ملاحہ پر پڑی تو لحظہ بھر کو وہ عجیب سی کیفیت میں گھرا۔آج بہت سارے دنوں کے بعد وہ سر پھری دکھائی دی تھی تو ہمیشہ کی طرح نظر بچا کر اس کے پاس سے گزر جانے کو دل نہ چاہا۔مگر آج جب اس سے ایک نگاہ ملنے کے باوجود ملاحہ سپاٹ چہرہ لیے اس کے قریب سے گزر گئی۔تو وہ متحیر سا گردن موڑے اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

''تو کیا محبت کے پرندے نے اپنے خوشنما پر سمیٹ لیئے تھے؟''کبیر خان کو تو ہاتھ جھاڑنے چاہیے تھے۔۔۔خس کم جہاں پاک۔مگر دل تھا کہ دور جاتی موڑ مڑتی ملاحہ آفندی کے قدموں سے لپٹا جاتا تھا۔وہ دل کی اس بے ایمانی پر ششدر رہ گیا۔

☆......☆......☆

وہ تنے تنے تاثرات لیے شرٹ کے بٹن بند کرتا آئینے کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ گیلے بال بے ترتیبی سے پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔ تزئین کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے آگے بڑھ کر ہیئر برش اٹھایا اور طلال کے بالوں کو سنوارنے لگی۔ وہ لمحہ بھر کو ساکت ہوا پھر اس نے جھپٹ کر تزئین کے ہاتھ سے برش چھینا۔

''جاؤ جا کر اپنا کام کرو۔۔۔ ہر وقت کمرے میں گھسی رہتی ہو۔ کبھی گھر کے معاملات بھی دیکھ لیا کرو۔'' اس کا انداز اس قدر حقارت آمیز تھا کہ تزئین سن رہ گئی۔

ابھی تو گزری رات کے جگنو مٹھی میں بند زندہ تھے۔۔۔ ابھی تو وہ قرب کے اسی فسوں کے حصار میں تھی تو طلال نے وہ حصار اتنی جلدی کیسے توڑ دیا؟

''طلال۔۔۔ کیا ہوا ہے؟'' وہ پریشان ہونے لگی۔ وہ تو سمجھی تھی کہ مہر ماہ کو طلال کی نظر سے گرا کر وہ اپنا راستہ صاف کر چکی ہے۔ مگر وہ تو پھر سے اسی سیڑھی پر جا کھڑا ہوا تھا۔

''کچھ نہیں ہوا تزئین۔۔۔ پلیز ابھی میں کچھ دیر تک تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔'' وہ صفا چٹ انداز میں کہتا اسے اس کی نگاہوں میں گرا رہا تھا۔

''ہاہ۔۔۔ صحیح۔۔۔'' وہ سلگ کر تمسخرانہ ہنسی۔ ''تو مسٹر طلال نوید۔۔۔ تمہارا شمار بھی انہی اصیل مردوں میں ہوتا ہے جنہیں بیوی صرف رات کے اندھیرے میں اچھی لگتی ہے۔'' اس کے الفاظ نے طلال کے تن بدن میں آگ لگا دی۔

''شٹ اپ۔۔۔ گیٹ لاسٹ فرام مائے آئیز۔۔۔'' اس کی آنکھوں میں غصے کی لالی اترنے لگی تھی۔

''تو کیا غلط کہا ہے میں نے۔۔۔ تمہارا ابھی کا رویہ بتا رہا ہے کہ حقیقت کیا ہے۔'' وہ ڈرے بغیر بولی تھی۔

''جب تمہیں پتا ہے سب کچھ۔ تو پھر کیوں بحث کر رہی ہو۔ جاؤ اور دماغ خراب مت کرو میرا۔'' وہ بے رخی سے بولا تو تزئین لب بھینچتی پیچھے ہٹ گئی۔ اسے احساس ہوا تھا کہ اس کی جلد بازی کام خراب بھی کر سکتی تھی۔

ناشتے کی ٹیبل پر وہ دونوں اکٹھے پہنچے۔ طلال کم از کم رمشہ بھابی کو اپنے ''اندرون خانہ'' حالات کی بھنک بھی پڑنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ پاپا نے رات دیر سے گھر آنے پر اس کی باز پرس کی مگر وہ سر جھکائے توس کے ساتھ فرائی انڈہ ختم کر رہا تھا۔

''کوئی بات نہیں انکل۔۔۔ کبھی کبھار دوستوں میں دیر سویر ہو ہی جاتی ہے۔'' تزئین نے مسکرا کر کہا۔ چائے کا کپ خالی کرتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تزئین اچھی بیویوں کی طرح گاڑی تک اس کے ساتھ گئی۔

''شام کو جلدی آنا۔ امی کی طرف چلیں گے۔'' تزئین نے نکلتے ہوئے اسے یاد دہانی کروائی۔ طلال کا دماغ جھنجھنایا۔

''بیوقوف عورت۔۔۔ زخموں کو بھرنے ہی نہیں دیتی تھی۔۔۔''

☆......☆......☆

"مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ آغا جان نے کیا سوچ کر اکاؤنٹس کا شعبہ اس کل کے بچے کے حوالے کیا ہے۔دو دو تین تین روز چیک اس کی ٹیبل پر پڑا رہتا ہے اپروول کے انتظار میں۔" سدا کے ٹھنڈے مزاج کے سہیل آفندی اس وقت تپے ہوئے تھے۔

"میں اس سلسلے میں آغا جان سے بات کر چکا ہوں سہیل۔کوئی فائدہ نہیں۔آغا جان کے دماغ میں جو بات سما جائے وہ بدلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔" مبین صاحب نے لب کشائی کی۔

"ساری عمر لگائی ہے اس کاروبار میں ہم نے۔محنت سے یہ بزنس ایمپائر کھڑا کیا ہے۔سر توڑ محنت سے اس مقام تک پہنچے ہیں۔اور وہ آ کر پکی پکائی پر بیٹھ گیا ہے۔" ان کے منہ میں بیوی کی زبان بول رہی تھی۔پیون کے ذریعے بلائے جانے والا موحدان کے آفس میں داخل ہوا تو اس کے کان بخوبی ان کا آخری جملہ سن چکے تھے۔

"اگر آپ نے محنت کی تو ہمارے جانے کے بعد چودہ سال تک اس کا صلہ بھی تو اکیلے ہی وصول کرتے رہے ہیں آپ۔۔۔ اگر میں اسی میں سے حساب مانگوں اپنے حصے کا تو کوئی ریکارڈ نہیں ملے گا مجھے۔۔۔" وہ خوشدلی سے کہتا انہیں جتاتے ہوئے کرسی میں دھنس گیا کہ وہ ان کی بات سن چکا ہے۔"جی فرمائیے۔۔۔" وہ اسی مسکراہٹ کے ساتھ پوری طرح سہیل آفندی کی طرف متوجہ تھا۔انہوں نے گڑبڑا کر بڑے بھائی کی طرف دیکھا۔انداز یہی تھا کہ اب وہ بات شروع کریں۔مگر وہ خاموشی سے بیٹھے رہے۔جانتے تھے کہ موحد کے پیچھے آغا جان کی شہہ ہے۔مجبوراً سہیل صاحب کو ہی بات شروع کرنی پڑی۔

"دیکھو برخوردار۔۔۔ہم نے اس بزنس کو ساری عمر دی ہے اپنی اور اسے بڑے اصولوں کے ساتھ چلایا ہے۔" انہوں نے تمہید باندھی۔تو وہ آنکھوں کو خفیف سی جنبش دے کر لاپرواہی سے بولا۔

"وہ دن تو لد گئے اب۔۔۔نیا زمانہ نئے اصول ہیں چچا جان۔۔۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ ہمارے دن گزر گئے اب؟اور یہ جو بزنس ایمپائر کھڑی کی ہے ہم نے اس کے والی وارث صرف تم ہی ہو۔۔۔" انہیں غصہ آنے لگا۔

"الحمدللہ۔۔۔" وہ بشاشت بھرے لہجے میں بولا۔آرام سے سیٹ پر نیم دراز کیفیت میں بیٹھا ہلکے ہلکے آگے پیچھے کرسی جھلاتا وہ اس وقت سکون کی سب سے بلند سطح پر تھا۔

"گھر کا بیٹا ہی تمام پراپرٹی کا وارث ہوا کرتا ہے۔"

"تم بیٹے بنتے تو ہم اف بھی نہ کرتے موحد۔۔۔مگر تم نے آفس مینجمنٹ میں جو تبدیلیاں کی ہیں ان کے لیے ہم دونوں میں سے کسی کو پوچھنا بھی گوارہ نہیں کیا۔" وہ اندر ہی اندر تلملا رہے تھے۔

"ایسا کیا کر دیا میں نے؟پیسہ کہاں جا رہا ہے اور کہاں خرچ ہو رہا ہے اگر چیک کے ساتھ اس کی ڈیٹیلز مانگ لیں تو کیا کوئی جرم

ہو گیا ہے؟" وہ اسی پرسکون انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"اب ہم تمہیں حساب کتاب دیا کریں گے؟" مبین آفندی کو بالآخر لب کشائی کرنا ہی پڑی۔ ناگواری سے پوچھا۔

"میں کون سا کسی کو لائن حاضر کر رہا ہوں۔ بس چیک کے ساتھ ڈیٹیلز بھی ٹائپ کروا کر بھیج دیا کریں۔ تاکہ اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ کلیئر رہے۔ ماہانہ یا سالانہ جمع خرچ کے رجسٹرز نہ بنانے پڑیں۔" وہ کہہ رہا تھا۔ اور دونوں بھائی اس کی باتوں پر بل کھا رہے تھے۔

"پھر بھی اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو آغا جان سے بات کر لیں۔ میں تو انہی کی اجازت سے یہ چینجز لایا ہوں۔" وہ اٹھنے کو پر تول رہا تھا۔

"چلو ڈیٹیلز بھی بندہ بتا دے مگر چیک کو دو دو تین تین روز روکے رکھنا۔۔۔ یہ کہاں کا بزنس ہے۔" سہیل آفندی تلملائے۔ مگر اب کی بار کوئی وضاحت پیش کیے بنا وہ کرسی پیچھے دھکیلتا اٹھ گیا۔

"امید ہے کہ ساری بات آپ کو سمجھ آ گئی ہو گی۔ اب میں چلتا ہوں ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے میری۔" وہ مسکرا کر کہتا دروازہ کھول کر نکل گیا۔

"یا اللہ۔۔۔ کیا مصیبت ڈال دی ہے آغا جان نے ہمارے سر پر۔۔۔" سہیل آفندی نے سر ہاتھوں میں تھاما۔

"میرے خیال میں تو یہ سارا بزنس برباد کر کے ہی چھوڑے گا۔۔۔ یا پھر قبضہ کر کے۔۔۔" مبین آفندی کو بھی آنے والے وقت کی آہٹ سنائی دے رہی تھی۔ موحد اب ان میں جتنا بھی گھل مل گیا ہو اس کی آنکھوں کا سرد سا تاثر اس کی شخصیت کے پوشیدہ اسرار کو ظاہر کرتا تھا۔

"آغا جان سے بات کرنی پڑے گی کھل کر بھائی صاحب۔ ورنہ حالات کا رخ تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔" سہیل آفندی متفکر تھے۔ اور مبین صاحب سوچوں میں گم۔ "اوپر سے وقار کے بیٹے والا مسئلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ اگر کل کلاں کو وہ بھی اپنا حصہ مانگنے آ گیا تو ہم دونوں بھائی تو ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔" انہوں نے بروقت ایک تلخ و تاریک حقیقت ان کے سامنے لا رکھی تھی۔ وہ سن سے بیٹھے رہ گئے تھے۔

☆......☆......☆

طلال اور تزئین آئے ہوئے تھے۔

وہ کمرے میں اندھیرا کیے بیٹھی نروس سی ناخن چبا رہی تھی۔ جو کچھ طلال اسے کہہ چکا تھا اور تزئین نے جو کیچڑ اس پر اچھال دیا تھا اس کے بعد کیا اسے یونہی منہ چھپائے بیٹھے رہنا چاہیے یا سب کا سامنا کرنا چاہیے؟

کھانے کا وقت ہو رہا تھا۔ یقیناً ملاحہ اس کا کھانا کمرے میں ہی دے جاتی۔ لیکن درحقیقت مہر ماہ کو خود اپنا اس طرح بزدلوں کی طرح منہ چھپا کر بیٹھنا پسند نہیں آ رہا تھا۔ وہ کسی نتیجے پر پہنچ کر جوتوں میں پیر ڈالتی اٹھی اور شانوں پر دوپٹہ درست کرتی کمرے سے باہر نکلی۔ اس کا رخ کوریڈور کی طرف تھا۔ ایک دروازہ ناک کرتے ہی اندر سے "یس" کی آواز نے اسے اطمینان کا احساس دلایا۔ وہ بلا جھجک

http://kitaabghar.com

دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو موحد بھی شاید باہر آنے کی تیاری میں ہی تھا۔ آئینے میں اس کا عکس دیکھ کر پلٹا۔

''جی فرمایئے۔۔۔طنز کے جو تیر رہ گئے تھے وہ تو نہیں چلانے آئیں؟'' وہ اس کے گزشتہ رویئے پر چوٹ کر رہا تھا۔ مہرماہ نے سینے پر بازو لپیٹتے ہوئے اسے یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہو۔ بول لو جو بولنا ہے میں سن رہی ہوں۔ اس کا یہ انداز موحد نے بہت دلچسپی سے دیکھا۔ بالوں کو کیچر میں جکڑ کر ایک شانے پر دوپٹے کے اوپر ڈالے تیور دکھانے والی وہ کچھ کچھ پرانی والی مہرماہ لگ رہی تھی۔

''تم کھانا کھانے جا رہے ہو؟'' وہ خاموش ہوا تو مہرماہ نے پوچھا۔

''جا تو رہا تھا۔۔۔کیوں۔۔۔کوئی مسئلہ ہے کھانے میں۔۔۔ٹھیک نہیں پکا؟'' وہ تو گویا فکرمند ہی ہو گیا۔ مہرماہ نے دانت دل ہی دل میں کچکچا لیے مگر بظاہر نرمی سے مسکرا کر بولی۔

''بس یونہی۔۔۔میں چاہ رہی تھی کہ تمہارے ساتھ جاؤں۔'' موحد ٹھٹکا۔

''تزئین آئی ہوئی ہے۔۔۔'' وہ زیرک تھا۔ فوراً معاملے کی تہ تک پہنچا۔ مہرماہ نے سینے میں کب سے دبی سانس نکالی اور اثبات میں سر ہلایا۔

''اب تم نے ڈرنا شروع کر دیا ہے اس سے۔۔۔؟'' وہ شرم دلانے والے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

''میں کسی سے نہیں ڈرتی۔۔۔بس تزئین کا گھر میری وجہ سے خراب نہ ہو۔۔۔'' مہرماہ نے بات کرنے کے لیے مناسب الفاظ چنے۔

''تمہاری وجہ سے خراب ہونا ہوتا تو بستا ہی نا مہر۔۔۔طلال نے اپنی مرضی سے پروپوزل دیا تھا تزئین کے لیے اور اس نے بھی مکمل رضامندی سے ایکسپٹ کیا تھا۔''

''تم نہیں جانتے وہ کیا کر رہی ہے اس گھر کو بسائے رکھنے کے لیے۔۔۔'' ٹینشن کے مارے مہرماہ کی زبان پھسل ہی گئی۔ موحد نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔ جیسے کچھ اندازہ لگایا ہو۔

''تمہیں طلال نے کچھ بتایا ہو گا۔۔۔؟'' وہ فوراً بولا۔ تو مہرماہ گڑبڑائی۔ پھر جلدی مچا دی۔

''اوفوہ۔۔۔میں بھی کہاں باتوں میں لگ گئی۔ چلو جلدی بھوک لگ رہی ہے۔''

''کیا بتایا ہے تمہیں طلال نے؟'' وہ سنجیدہ تھا۔ ''بلکہ تم نے کیا کیا بتایا اسے؟''

''میں تمہیں بے وقوف نظر آتی ہوں۔'' وہ سخت برا مان کر بولی۔

''نہیں۔۔۔خیر۔ دیکھنے میں تو بالکل بھی نہیں لگتی ہو۔'' موحد نے جیسے اس کا دل رکھا تھا۔ مگر اس کے الفاظ۔۔۔اففف۔ مہرماہ نے اسے گھورا۔

''تم چل رہے ہو یا میں جاؤں؟''

''تم بتا رہی تھیں جو طلال نے تم سے کہا تھا؟'اس کا انداز سراسر بلیک میلرز والا تھا۔

''میں نے کب کہا کہ میں بتا رہی ہوں؟''

''تو پھر جاؤ۔ میں نے بھی کب کہا کہ میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں؟''وہ شانے اچکا کر بڑی بے مروتی سے بولا۔ تو مہرماہ نے دانت کچکچائے۔

''مائینڈ مت کرنا۔۔ ویسے بہت ڈھیٹ ہو تم۔ بنا بات جانے بھی تو تم میرے ساتھ چل سکتے ہو۔''اس کے انداز پر موحد نے بمشکل مسکراہٹ دبائی اور منتظر نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا یعنی وہ منتظر تھا اور بات جانے بغیر ٹلنے والا نہیں تھا۔ مہرماہ کھنکھاری۔

''دراصل۔۔۔ تزئین نے تمہیں میرے انکار کی وجہ بنا کر پیش کیا ہے طلال کے سامنے۔۔۔''وہ مدہم مگر مجرمانہ انداز میں بولی۔ تو اسے جھٹکا لگا۔

''کیا مطلب؟''فوری طور پر وہ سمجھا نہیں تھا۔

''مطلب یہ کہ۔۔۔ طلال سمجھ رہا ہے کہ شادی سے انکار کی وجہ تم ہو۔۔۔''وہ مجرمانہ انداز میں بولی۔

''اور یہ اسے تزئین نے کہا ہوگا۔۔۔''وہ دانت پیس کر بولا۔ مہرماہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

''یعنی اب میں تمہارے ساتھ وہاں جاؤں۔۔۔ تزئین کے کہے پر مہر ثبت کرنے؟''وہ طنزیہ بولا۔

''کیا فرق پڑتا ہے موحد۔۔۔ میں اگر تھوڑی سی اور بری بن کر تزئین کی زندگی کو بہتر بنا دوں۔''مہرماہ نے اپنی بات پر زور دیا۔

''اب بات تمہارے کریکٹر پر آ رہی ہے مہر۔۔۔''

''سو واٹ۔۔۔؟ تمہارے خیال میں جو کچھ نمیر آفندی نے میرے ساتھ کیا ہے وہ معاشرے کی نظروں میں میرا کردار خراب کرنے کو کافی نہیں؟''تلخی سے کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔''مکان گر جائے تو ہر کوئی اسے گزرگاہ بنا لیتا ہے موحد۔ اب تو جو کوئی کچھ بھی کہے۔ اتنا دکھ نہیں ہوتا۔ جتنا برا اس شخص نے کیا ہے میرے ساتھ۔''

''اچھا۔۔۔ کیا کرنا ہے وہ بتاؤ مجھے۔۔۔''لمحہ بھر گنگ رہنے کے بعد وہ بمشکل بات بدل پایا۔ مہرماہ نے دوپٹے کے پلو سے آنکھیں صاف کیں اور بولی۔

''بس تم اور میں اکٹھے جائیں گے ڈائننگ ٹیبل پر۔ طلال کو تزئین کی بات سچ لگنی چاہیے۔''وہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔ موحد نے گہری سانس لی۔''لیکن تم کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جانا۔۔۔ زبردستی ہی سہی مگر نکاح ہو چکا ہے میرا۔۔۔''دروازے سے نکلتے ہوئے وہ مسکرا کر کہتی شاید اپنے آپ کو نارمل کر رہی تھی۔ موحد لب بھینچ کر رہ گیا۔

ان دونوں کو اکٹھے اندر آتے دیکھ کر تزئین اور طلال کے تاثرات الگ تھے۔ تزئین کے دل میں تو ٹھنڈی سی اتری مگر طلال کی رگوں

میں تو کھولتا لاوا دوڑا اٹھا۔موحد با آواز بلند سلام کر کے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔طلال کو لفٹ تو اس نے تب بھی نہیں کروائی تھی جب وہ مہرماہ کا منگیتر تھا۔اب بھی دور ہی سے سلام۔۔۔مہرماہ آگے بڑھ کر تزئین سے گلے ملی اس کا احوال پوچھا اور پھر موحد کے ساتھ والی کرسی پر ہی بیٹھ گئی۔مہرماہ کے اس قدر کھلے دل کے مظاہرے نے ٹیبل پر ماحول اچھا رکھا۔مگر طلال۔۔۔تزئین کو اس کا ٹینس چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔(اتنا کچھ مہرماہ کے خلاف بتایا پھر بھی منہ بنا کر بیٹھا ہوا ہے)

تزئین کھانے کے لوازمات اٹھا اٹھا کر طلال کے آگے کر رہی تھی مگر طلال کا سارا دھیان موحد کی پلیٹ میں بریانی پر فورک کے ساتھ شامی کباب رکھتی مہرماہ کی طرف تھا۔موحد کا مسکراتا ہوا تھینکس اور مہرماہ کا مدہم سا ویلکم کہنا۔طلال کا پورا وجود ہی کان بن چکا تھا۔اس نے اس پل سامنے بیٹھی اس پیاری اور نفیس سی لڑکی سے سخت نفرت محسوس کی تھی۔جو اس کی زندگی کو اجاڑ کر کسی اور کے باغ میں کھل رہی تھی۔مہک رہی تھی۔اس سے ڈھنگ کا کھانا بھی نہ کھایا گیا۔

اور مہرماہ۔۔۔وہ اپنا دل مضبوط بنائے بہت لاپروائی کا تاثر دے رہی تھی۔۔۔اسے یہ تاثر دینا ہی تھا۔

''بھئی ہمارے لیے چائے تو مہرو ہی بنائے گی۔'' کھانے کے بعد تزئین نے اونچی آواز میں کہا۔تائی جان نے سرد نگاہ اس پر ڈالی۔طلال کے ساتھ خوش دکھائی دینے کی کوشش میں نڈھال ہوتی یہ لڑکی ان کی بیٹی کا دل دکھانے کی کوشش کر رہی تھی۔اسے جتا رہی تھی کہ جو تم نہ پا سکیں وہ میں نے حاصل کر لیا ہے۔ان کا تو دل تھا کہ مہرماہ اپنے کمرے میں ہی کھانا کھا لیتی مگر پھر خیال آیا کہ کتنا عرصہ وہ یونہی چھپ چھپ کر زندگی گزارے گی۔مہرماہ مسکراتے ہوئے چائے بنانے اٹھ گئی۔

''میں بھی آتا ہوں۔تمہاری ہیلپ ہو جائے گی۔'' موحد جس طرح اچانک اس کی تقلید میں اٹھا تھا۔اس نے مہرماہ کو جز بز کیا۔شکر خدا مرد حضرات طلال سے باتوں میں مصروف تھے۔البتہ طلال کے حواس اسی طرف متوجہ تھے وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔

''دماغ تو خراب نہیں تمہارا۔۔۔'' کچن میں آتے ہی مہرماہ نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔موحد نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

''کیا ہوا۔۔۔ایکٹنگ اچھی نہیں لگی میری؟'' معصومیت سے پوچھا۔''خود ہی تو کہہ رہی تھیں کہ طلال کو یقین دلانا ہے ہمارے چکر کا۔۔۔''

''طلال کو کہا تھا۔۔۔سارے گھر والوں کو نہیں۔'' اس نے ساس پین برنر پر پٹخا۔

''تمہیں نہیں لگتا کہ تم طلال کو کچھ زیادہ ہی اہمیت دے رہی ہو؟'' وہ سنجیدہ ہوا۔مہرماہ پر خود ترسی کی کیفیت طاری ہونے لگی۔

''اب تو دکھ والی وہ کیفیت ختم ہی ہو گئی ہے موحد۔کچھ میرے ساتھ ہونے والا حادثہ اور کچھ طلال کا اٹھایا ہوا قدم۔۔۔'' وہ خاموشی سے چائے کے ابلتے ہوئے پانی کو دیکھنے لگی۔موحد چپ چاپ پلٹ کر کچن سے باہر نکل گیا۔

وہ چائے لے کر آئی تو سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔مہرماہ نے ہی سب کے لیے چائے بنائی۔موحد نا جانے کہاں تھا۔

http://kitaabghar.com

''یہ موحد کی چائے ہے۔۔۔'' مہرماہ نے اس کا کپ بھر کر الگ رکھ دیا۔ آغا جان چائے پی کر اسٹڈی روم میں جانے کے لیئے اٹھے تو سہیل آفندی اور مبین صاحب بھی ان کے ساتھ ہو لیے کہ آج وہ ہر صورت موحد کی شکایت ان کے کانوں تک پہنچانا چاہتے تھے۔ طلال اور تزئین کا رات گئے تک رکنے کا ارادہ تھا۔ تائی جان تو مروت نبھا کر بس کھانے تک ہی ساتھ بیٹھیں اور چائے اپنے کمرے ہی میں پی۔ اب وہاں صرف ینگ جنریشن ہی موجود تھی۔ مہرماہ دل مضبوط کرتی تزئین کے پاس بیٹھ گئی۔

''کیسی گزر رہی ہے۔۔۔؟'' مہرماہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔ انداز دوستانہ تھا۔

''جس کے پاس طلال ہو۔۔۔ اس کی لائف کیسی گزر سکتی ہے؟'' تزئین نے جواباً بڑے تفاخر بھرے انداز میں سوال کیا تھا۔ مہرماہ کے چہرے پر سایہ سا لہرا گیا۔ طلال کے سامنے تو وہ خوش ہونے کی اداکاری کر سکتی تھی مگر تزئین تو اس کے ساتھ گزرا سارا احوال جانتی تھی۔ اس کے سامنے اب کیا اداکاری کرتی جو دل کے سارے زخموں سے واقف تھی؟ مہرماہ خود کو سنبھال کر بمشکل مسکرائی۔

''دل کی چور خواہشیں غیر یقینی طور پر پوری ہو جائیں تو ایسی ہی حالت ہوتی ہے انسان کی۔'' اس نے رسان سے کہتے ہوئے ادھار نہیں رکھا تھا۔ تزئین نے تلملا کر پہلو بدلا۔

''اللہ جسے جس قابل سمجھتا ہے اسے اسی طرح نوازتا ہے۔۔۔'' وہ بہت سلگ کر بولی۔ ملاحہ اور فرزین طلال کو کمپنی دے رہی تھیں۔ طلال نے مہرماہ کا سوال بھی سنا اور تزئین کا جواب بھی۔ اس نے چہرہ موڑ کر مہرماہ کی طرف دیکھا۔ اور تزئین ہی کیا نداز میں لفظوں کو چبا کر بولا۔

''اور بعض اوقات اللہ آپ کو بچا لیتا ہے مصنوعی جذبوں اور کھوٹے اعترافات کرنے والوں سے۔۔۔'' ڈرائنگ روم میں ایک دم سے خاموشی پھیلی۔

''جب انسان کو بہتر کے بدلے بہترین مل جائے تو واقعی اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔'' مہرماہ نے بڑے حوصلے سے جواب دیا تھا۔

''چلو بھئی۔۔۔ میری چائے کہاں ہے؟'' موحد ہاتھ آپس میں رگڑتا اندر داخل ہوا اور آ کر مہرماہ کے ساتھ ٹوسیٹر پر بیٹھ گیا۔ کوئی اور وقت ہوتا تو اس قدر بے تکلفی کے مظاہرے پر مہرماہ اس کی خوب خبر لیتی مگر اس وقت تو جیسے مہرماہ کی سانس آسان ہوئی تھی۔

''مجھے پتا تھا۔ تم آتے ہی شور مچاؤ گے۔ اسی لیے تمہارے لیے الگ نکال دی تھی۔۔۔ ملی جاؤ ذرا چائے گرم کر کے لاؤ اپنے بھائی کے لیے۔۔۔'' اس نے مسکرا کر موحد کو دیکھا تو ملاحہ فوراً اٹھ گئی۔

''واہ۔۔۔ دل خوش کر دیتی ہو مہر۔۔۔ کتنا خیال رہتا ہے تمہیں۔'' موحد تو فدا ہی ہو گیا تھا اتنی ''خبر گیری'' پر۔ طلال بدمزہ ہو کر رہ گیا۔ اب موحد تزئین سے باتیں کر رہا تھا۔ اور مہرماہ بس مسکراتے ہوئے سن رہی تھی۔ وقت کی چاپ نہیں ہوتی مگر وہ بنا چاپ کے بھی گزرتا چلا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

"یعنی تم دونوں اب مل کر مجھے اس بات پر آمادہ کرنا چاہتے ہو کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور غلط فیصلے کرنے لگا ہوں؟" آغا جان کو سہیل آفندی کی بات سنتے ہی غصہ آ گیا تھا۔

"آغا جان آپ تحمل سے بات پر غور کریں۔ سہیل غلط نہیں کہہ رہا۔ آپ سب کچھ موحد کے حوالے کرتے جا رہے ہیں۔ اسے یہ سب سنبھالے وقت ہی کتنا ہوا ہے۔ اتنی بڑی ذمہ داریاں ہیں یہ۔۔۔" مبین صاحب چونکہ پہلے بھی اس موضوع پر آغا جان سے بات کر کے مایوس ہو چکے تھے اس لیے سوچ سمجھ کر گفتگو میں شامل ہوئے۔ آغا جان نے سرد نظروں سے انہیں دیکھا۔

"اور اگر موحد کی جگہ تم میں سے کسی کا بیٹا ہوتا۔۔۔ تب بھی تمہیں یہی اعتراض ہوتا؟"

لمحہ بھر کو وہ چپ رہ گئے۔ پھر مبین صاحب نے ہی ہمت کی۔ "اس کے کام کا طریقہ ہم سے الگ ہے آغا جان۔ چیک تک اس کی اپروول کے بعد کیش ہوتا ہے۔ ساری عمر اس کاروبار پر لگانے کے بعد آج حال یہ ہے کہ ایک ایک روپے کا حساب دینا پڑتا ہے۔ کس لیے لینا ہے؟ کہاں خرچ ہونا ہے؟"

"مجھ سے اجازت لے کر ہی اس نے یہ طریقہ لاگو کیا ہے۔ اور دو ماہ ہو گئے ایک ایک روپے کا حساب کلیئر ہے۔" وہ موحد کی طرف سے سو فیصد مطمئن تھے۔ مبین صاحب لب بھینچ کر رہ گئے۔ دونوں بھائی ان کے جواب سے بالکل بھی مطمئن نہ تھے مگر موحد کے پیچھے چونکہ آغا جان کا ہاتھ تھا تو وہ مزید کچھ کہہ کر صرف آغا جان کی نظروں میں اور برے ہی بن سکتے تھے اور بس۔ سو عافیت اسی میں تھی کہ بات یہیں ختم کر دی جائے۔

☆......☆......☆

تزئین اور طلال کی واپسی رات گئے ہوئی تھی۔ مہر ماہ تو اندر ہی رہی۔ جبکہ باقی سب انہیں پورچ تک سی آف کرنے گئے۔

"ایسے ہی دن کے دن چکر لگا لیا کرو تزئین کے ساتھ بیٹا۔ ہمارا بھی دل خوش ہو جاتا ہے۔" سائرہ چچی نے طلال کے سر پر ہاتھ پھیر کر محبت سے کہا۔ وہ مسکرا دیا۔ پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک دم چونکا۔

"اوہ۔۔۔ میرا موبائل وہیں رہ گیا۔ میں لے کر آتا ہوں۔۔۔" وہ واپس پلٹ آیا تھا۔ چچی جان اب لپٹا لپٹا کر تزئین کو پیار کر رہی تھیں۔ مہر ماہ ڈرائنگ روم سے نکل رہی تھی جب طلال کی غیر متوقع واپسی ہو گئی۔ وہ کترا کر ایک طرف ہوئی مگر طلال کے سر میں نجانے کیا سمائی تھی۔ مہر ماہ کا ہاتھ تھام کر زبردستی اسے واپس اندر گھسیٹ لایا۔

"طل۔۔۔ لال۔۔۔" مہر ماہ کے اعصاب ٹھٹھر گئے۔

"کیوں۔۔۔ کیوں کر رہی ہو تم میرے ساتھ ایسے۔۔۔ کب کہاں کیسے راہ بدل لی تم نے اپنی مہرو۔۔۔ میں اندھا بنا صرف تم پر اعتماد کے سہارے۔۔۔ مجھے پتا ہی نہیں چلا اور تم نے راستے میں ہی کوئی موڑ بدل لیا۔۔۔" اسے شانوں سے تھام کر جھنجوڑ ڈالا تو وہ دفعتاً

ہوش میں آئی اور مچھلی کی طرح تڑپ کر اس کی گرفت میں سے نکلنے کی کوشش کی۔مگر اس کی گرفت سخت اور بہیمانہ تھی۔''روپیہ پیسہ۔جائیداد۔۔یہ ہے تمہارا ایمان؟''

اسی وقت موحد نے اندر آیا تو بے یقین سا منظر اس کا منتظر تھا۔مہر ماہ کے وحشت زدہ سے چہرے نے پل بھر میں اسے ساری کہانی بتادی۔اس نے مشتعل ہو کر طلال کے شانے پر ایک ہاتھ رکھ کر اسے مہر ماہ سے دور دھکیل دیا تھا۔

''اِٹس نن آف یور بزنس موحد۔۔(یہ تمہارا معاملہ نہیں ہے)۔''طلال کی آنکھیں لال ہوگئیں۔انگشت شہادت اٹھا کر وہ غصے سے بولا۔

''شٹ اپ۔۔۔اینڈ گیٹ لاسٹ۔''موحد غرایا تھا۔''میرے گھر میں کھڑے۔ہو کر مجھے یہ بات کہنے کا حق نہیں رکھتے تم۔''

''تم کون ہوتے ہو اس کے جو۔۔۔''وہ تنفر سے کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ موحد اس کی بات کاٹ کر درشت لہجے میں بولا۔

''سب کچھ۔۔۔سب کچھ ہوتا ہوں میں اس کا۔۔۔اور تم اس پر ایک میلی نظر بھی ڈالو میں برداشت نہیں کروں گا۔۔۔''وہ بات ختم کرتا تھر تھر کانپتی مہر ماہ کا ہاتھ تھام کر باہر نکل گیا تھا۔طلال جیسے کسی ٹرانس سے باہر آیا۔تو وہاں اکیلا کھڑا تھا۔۔۔اس نے اپنے پسینے سے تر ہوتے ماتھے پر ہاتھ پھیرا۔فرزین اس کے پیچھے آئی۔

''طلال بھائی موبائل ملا؟''

''اوہ۔۔۔ہاں۔۔۔وہ۔۔۔یہ رہا۔۔۔''اس نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔صوفے کے پاس تپائی پر اس کا سیل فون پڑا تھا۔وہ جلدی سے اٹھا کر باہر نکلا تو اس کی پیشانی چمک رہی تھی۔واپسی پر تزئین شروع ہوگئی۔

''دیکھ لیا تم نے۔۔۔میں غلط نہیں کہہ رہی تھی۔مہر و تمہارے ساتھ کبھی مخلص تھی ہی نہیں اور بالفرض اگر کبھی تھی بھی تو اب موحد کے پاس پراپرٹی اور بزنس دیکھ کر اسکی رال موحد پر ٹپک پڑی ہے۔''وہ حقارت سے مہر ماہ کا ذکر کر رہی تھی۔طلال کے سر میں درد شروع ہوگیا۔

''شٹ اپ یو۔۔۔اب بس بھی کرو مہر ماہ نامہ۔۔۔دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے تم نے۔۔۔''وہ جھلا کر بولا۔تزئین کو ایک دم سے اسٹاپ لگا تھا۔

''بی ہیو یو طلال۔۔''وہ برا مان گئی۔''تم سے بات نہیں کروں گی تو اور کس سے کروں گی۔۔۔''

''تو کیا ضروری ہے کہ بات مہر ماہ ہی کی ہوگی؟''وہ زچ آ کر بولا۔ابھی تو مہر ماہ زہر اور موحد آفندی سب سے بڑا دشمن لگ رہا تھا۔اس کا نام بھی کان میں نہ پڑے۔

''تو ہماری بات ہوتی ہی کب ہے آپس میں۔۔۔جو میں اپنی یا تمہاری بات کروں۔''تزئین آزردہ ہوئی۔

''تو پھر بس چپ کر جاؤ۔مجھے سکون سے ڈرائیونگ کرنے دو۔۔۔''وہ تند لہجے میں بولا تھا۔تزئین نے کچھ کہنے کے لیے منہ

کھولا۔مگر پھر مناسب موقع کے آنے کا خیال کر کے لب بھینچ لیے۔

☆......☆......☆

"مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ تم طلال پر ثابت کیا کرنا چاہتی ہو؟ ایک بار اسے پتا چل گیا کہ تم اسے پسند نہیں کرتیں بس کافی ہے۔ بار بار اس پر یہ بات جتانے کا کیا مطلب ہے؟" وہ سر جھکائے ٹیرس کی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی اور موحد پشت پر ہاتھ باندھے تپتا سلگتا ادھر ادھر ٹہلتا اس پر برس رہا تھا۔

"تو کیا کروں۔۔۔ کمرے میں بند ہو کر بیٹھ جاؤں۔ تزئین کی تمسخرانہ نظروں کو برداشت کروں۔ وہ تو یہی سمجھتی رہے گی کہ میں ابھی تک طلال کو کھونے کے غم میں ہوں۔" وہ برداشت کھو کر پھٹ پڑی۔ پھر اس کی آواز بھرا گئی۔ "اسے کیسے بتاؤں کہ مجھے تو نمیر آفندی نے ایسا دکھ دیا ہے کہ طلال کی جدائی کا غم محسوس ہی نہیں ہو رہا۔۔۔ میری تو پوری زندگی سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہے۔"

"اب بس کرو مہر۔۔۔ بہت ہو گئیں یہ وضاحتیں۔ تمہاری اسی پالیسی کی وجہ سے اس شخص کا حوصلہ بلند ہوا ہے۔" وہ مٹھیاں بھینچتے ہوئے بولا۔ طلال کا انداز یاد آتا تو خون کنپٹیوں میں ٹھوکریں مارنے لگتا۔

"تم مجھے ایک فیور دو موحد۔۔۔ پلیز۔۔۔" وہ رونے لگی اور یونہی روتے ہوئے بولی۔ "کہیں سے نمیر کا پتا کرو۔۔۔ میرے پاس اس کا نمبر ہے۔ اس کے ذریعے ٹریس کراؤ اسے۔ وہ شخص میری زندگی برباد کر رہا ہے۔" موحد نے غصے سے اسے دیکھا۔

"تم لوگوں کو بس اپنی ہی بربادی پہ دکھ ہوتا ہے۔۔۔ کبھی آغا جان نے سوچا ہے کہ اس سے رابطہ کر کے اس سے بات کی جائے۔ اس کے کیا دکھ ہیں وہ سنے جائیں۔ مگر یہاں تو سب اسے اس کے ماں باپ کے ساتھ ہی مار چکے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ نجانے کس گناہ کی سزا مل رہی ہے۔" وہ شعلہ بار لہجے میں بولتا مہر ماہ کو بے اوسان کرنے لگا۔

"مگر میرا کیا قصور تھا موحد۔۔۔ وہ شخص مجھے ملے تو میں اس سے پوچھوں۔ اسے کیا حق تھا مجھے اپنی من پسند زندگی گزارنے سے محروم کرتا۔" وہ بے بسی سے بولی تو وہ اس کے بالمقابل آ کر پنجوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔

"انسان دکھ میں مبتلا ہو تو اسے دوسروں کے دکھوں کا زیادہ احساس ہوتا ہے۔ مگر میں نے یہاں نمیر کے نام کے ساتھ ہمیشہ گالی ہی سنی ہے۔ چلو مان لیا کہ اس کی ماں غلط تھی اس کا باپ غلط تھا۔۔۔ مگر نمیر کو غلط بنانے والے آفندی ہاؤس والے ہیں۔"

"مگر میرا قصور کیا تھا موحد۔۔۔ کیا مل گیا اسے یہ قدم اٹھا کر۔" وہ نم آلود گلابی ہوتی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"سکون۔۔۔" لمحہ بھر مہر ماہ کو دیکھ کر اس نے یک لفظی جواب دیا۔ پھر توقف سے پوچھا۔ "تم سب کو بے سکونی دے کر کیا اسے خوشی نہیں ملتی ہو گی؟" وہ گھٹنوں پر ماتھا ٹکا کر بیٹھ گئی۔ موحد اٹھ کھڑا ہوا۔ اور قطعی انداز میں بولا۔

"بہرحال۔۔۔ آئندہ طلال کے سامنے تمہیں اس قدر مجبور اور بے بس بننے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ تمہاری طرف سے ایک تھپڑ تو وہ

آج بھی ڈیز رو کرتا تھا۔"

"تمہارے لیے یہ کہنا بہت آسان ہے۔ مجھ سے پوچھو۔ مجھے اپنی زندگی کس قدر قابل رحم لگتی ہے۔ ہر ارادہ ہر گول ختم ہو گیا ہے میری زندگی سے۔ بس اٹھتے بیٹھتے ایک ہی سوچ۔۔۔ نمیر آفندی مل جائے کہیں سے۔۔۔" وہ دلگرفتی سے کہہ رہی تھی۔

"مل جائے گا تو کون سا اسے تخت پر بٹھانا ہے تم لوگوں نے۔۔۔" وہ طنز سے کہہ کر مسکرایا تو مہر ماہ کو دھیان آیا۔

"تم اور چچی جان بہت حمایت کرتے ہو نمیر کی۔" اس کا انداز مشکوک تھا۔ موحد کھل کر مسکرایا۔

"کیونکہ اتفاق سے ہم لوگ صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہنے کی عادت میں مبتلا ہیں۔۔۔" مہر ماہ سر جھٹکتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ اب پہلے سے کچھ بہتر محسوس کر رہی تھی۔

"کتنا بولتے ہو تم موحد۔۔۔ سر میں درد کر دیا۔ اب بس کرو اور سو جاؤ جا کر۔۔۔"

اس کے انداز پر وہ ہنسا۔ "ہاں چھاپہ بھی پڑ سکتا ہے ٹیرس پر۔۔۔" مہر ماہ نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔ اور جتانے والے انداز میں بولی۔

"اپنی بہن کو بتا کر آئی ہوں میں ہونہہ۔۔۔" وہ سر جھٹکتی سیڑھیوں کی طرف چل پڑی۔ جبکہ موحد جنگلے کی طرف آ گیا۔ اندھیرے کو کھوجتی اس کی آنکھیں کسی گہری سوچ کا پتا دیتی تھیں۔

"مجھے تو پہلے ہی پتا تھا کہ آغا جان کو اپنی چہیتی بہو اور پوتے سے آگے کچھ نظر نہیں آتا" تائی جان سلگ کر بولیں۔ "ساری عمر ہم نے اس گھر کی چاکری کرتے گزار دی اور وہ دونوں پکی پکائی پر آ کر بیٹھ گئے۔" جب سے مبین صاحب آغا جان کو مل کر نا مید لوٹے تھے تب سے صدیقہ بیگم سلگ رہی تھیں۔ کبھی اٹھتیں کبھی بیٹھتیں مگر کسی پہلو چین نہ آ رہا تھا۔ کبھی چپ کرتیں اور کبھی پھر کوئی بات یاد آ جاتی تو شروع ہو جاتیں۔

"بس کرو نیک بخت۔ اس طرح ٹینشن لینے سے صرف تمہارا بی پی ہی ہائی ہو گا اور کچھ نہیں۔ تمہیں پتا ہے کہ آغا جان کو دنیا کی کوئی طاقت ان کے ارادوں سے ہٹا نہیں سکتی۔" اور واقعی وہ جانتی تھیں اس لیئے خاموش ہو گئیں۔ وہ چپ چاپ لیٹے ہوئے تھے۔ تائی جان نے ان کی طرف دیکھا۔

"اور مہر ماہ کا کیا سوچا ہے آپ نے؟" دھیمی آواز میں پوچھا۔ انہوں نے بے اختیار گہری سانس بھری. اس لمحے وہ صدیقہ بیگم کو بہت بوڑھے محسوس ہوئے۔

"اس صدمے سے تو میری ساری ہمت اور عقل جواب دے گئی ہے۔۔۔"

"اس بیوقوف لڑکی نے تو اپنے لیے خود مسئلے کھڑے کر لیے ہیں۔ کیا ضرورت تھی آ کر سب کو بتانے کی کہ اس بے غیرت انسان نے کیا کرتوت گھولا ہے اس کی زندگی میں۔" وہ مہر ماہ سے برگشتہ تھیں۔

''نہ بتانا بھی تو مسئلے کا حل نہیں تھا۔ نکاح پر نکاح واقعی حرام ہوتا ہے۔۔۔'' انہوں نے تھکے ہوئے انداز میں کہا۔

''مگر وہ کیا ساری عمر اسی قید میں گزار دے گی؟'' ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ مبین صاحب اٹھ بیٹھے اور ان کا ہاتھ تھام کر حوصلہ دیا۔

''میں اس انتظار میں ہوں کہ نمیر رابطہ کرے تو میں تسلی سے اس سے بات کروں۔۔۔ پہلے اگر تم اس کے ساتھ اتنے اکھڑ لہجے میں بات نہ کرتیں تو اسے مذاکرات پر آمادہ کر سکتے تھے ہم۔۔۔''

''میرا تو دل کرتا ہے زندہ جلا ڈالوں اس کمینے کو۔ بے غیرتی کا خون دوڑ رہا ہے اس کی رگوں میں۔'' وہ نفرت سے بولیں۔

''اپنے رویے میں تھوڑی لچک لاؤ صدیقہ۔ وہ صرف زرنگار کا ہی نہیں وقار کا بھی خون ہے۔ اسی وجہ سے پہلے بھی معاملہ خراب ہوا ہے کہ تم نے ٹھنڈے دل و دماغ سے بات نہیں کی۔'' مبین صاحب نے تادیبی انداز میں کہا۔ تو انہوں نے تنفر سے سر جھٹکا اور منہ میں کچھ بڑبڑا کر رہ گئیں۔ اس لڑکے سے تو ان کو بن دیکھے نفرت ہو چکی تھی۔ اگلے روز مبین آفندی اسی سلسلے میں آفس سے پہلے آغا جان کے پاس گئے تو وہاں ثمرہ بھی موجود تھیں۔ مجبوراً انہیں ان کے سامنے ہی بات کرنی پڑی۔

''میں مہرماہ کی طرف سے بہت پریشان ہوں آغا جان۔'' آغا جان نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے پریشان ہونے کی۔۔۔''

''بات تو پریشانی ہی کی ہے آغا جان۔۔۔ ساری عمر تو وہ اسی گھر میں نمیر کے نام پر بیٹھ کر نہیں گزار سکتی نا۔۔ وہ سامنے آئے تو کچھ فیصلہ ہو۔۔۔'' وہ آزردہ ہوئے۔

''اس رذیل شخص کے نام پر کیوں بیٹھنا۔۔۔ پاگل ہو گئی ہے وہ۔۔۔'' آغا جان گرجے۔ پھر ذرا دھیمے لہجے میں بولے۔ ''بات کو یہیں دبا دو گے تو بات بڑھنے سے پہلے مر جائے گی مبین۔۔۔ لڑکی کا رشتہ ڈھونڈو اور اسے دو بول پڑھا کر رخصت کرو۔'' ان کا مشورہ سن کر مبین صاحب تو جزبز ہوئے ہی تھے غیر جانبداری سے ان کی گفتگو سنتی ثمرہ بھی چونکیں اور انہیں لب کشائی کرنا پڑی۔

''ایسا ہو سکتا تو وہ طلال کو انکار نہ کرتی آغا جان۔''

''ہونہہ۔۔۔'' انہوں نے سر جھٹکا۔ ''وہ بھی اس کی اپنی بیوقوفی ہے۔ نہ کوئی نکاح نامہ نہ گواہ نہ ثبوت۔۔۔ اسے تو پتا بھی نہیں کہ وہ نکاح تھا یا ڈرامہ۔۔۔''

''کچھ بھی ہو آغا جان یہ تو اب نمیر کے سامنے آنے پر ہی پتا چلے گا۔'' مبین صاحب دلگرفتہ تھے۔

''میرے گھر میں ڈرامے مت کرو مبین۔ ایک بار جو بات میں نے کہہ دی وہ سمجھو پتھر پر لکیر ہو گئی۔ مہرماہ کو بھی اچھے سے سمجھا دو۔ اب وہی ہو گا جو میں چاہوں گا۔ اس نے جو کرنا تھا وہ طلال سے شادی سے انکار کر کے کر چکی ہے بس۔۔۔'' آغا جان سخت الرجک

انداز میں بولے تو مبین صاحب کا دل چاہا کسی دیوار میں ہی سر مار لیں۔ ثمرہ کے چہرے پر بھی تاسف بھرے تاثرات تھے۔ آغا جان اس گھر کے بزرگ تو تھے مگر انہوں نے کبھی سب کی رضا کے ساتھ کوئی فیصلہ نہ کیا تھا۔ مبین صاحب چپ کر کے اٹھ گئے۔

☆......☆......☆

وہ ملاحہ کے ساتھ بہت عرصے کے بعد بازار جانے کا پروگرام بنا رہی تھی۔ موسم بدل رہا تھا۔ لان کے کپڑے خریدنے تھے۔ سہ پہر ہونے کو تھی۔ ملاحہ برآمدے میں نکلی۔ ملازمہ کے ہاتھ کبیر کو پیغام بھیجا تھا۔ وہ ابھی سو یا اٹھ کر آیا تھا۔ ملاحہ کو دیکھ کر رک گیا۔

''اوہ۔۔۔ سوری۔۔۔ تم سو رہے تھے؟'' اس کی آنکھوں میں کچی نیند سے بیداری کا گلابی پن دیکھ کر وہ خفیف ہوئی۔

''اب تو اٹھ گیا۔۔۔ حکم کریں۔۔۔'' وہ ہلکا سا مسکرایا۔

''ہم۔۔۔ گاڑی تیار کرو شاپنگ کے لیے جانا ہے۔ مجھے اور آپی کو۔۔۔'' ابھی اس بیچاری کے دل میں وہ سختی نا آئی تھی ورنہ ملازمہ کے ذریعے اسے بلانے کا پیغام بھیجا تھا تو گاڑی نکالنے کا بھی کہلوا دیتی مگر پھر بھی اس کا لیا دیا سا انداز کبیر کو بہت بدلا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ ورنہ تو وہ ہر وقت ملتفت محسوس ہوتی تھی اور بجائے نظر انداز کر دینے کے کبیر کی شامت اعمال کہ بلا ارادہ وہ بے ساختہ پوچھ بھی لیا۔

''آپ خفا ہیں کسی بات پر؟'' ملاحہ کا دل غوطہ کھا کر ابھرا۔ اللہ اللہ... یہ کبیر بھی انسان تھا۔۔۔ مشین نہیں۔ مگر بظاہر بڑی بے رخی سے بولی۔

''میری تم سے کون سا بہت دوستی تھی جو اب ناراضی ہو گی۔''

''میں معافی مانگ لیتا ہوں۔'' وہ پریشان سا دکھائی دیا۔ ملاحہ کے دل میں گدگدی سی ہوئی۔

''مانگو۔۔۔'' سینے پر بازو لپیٹے راج ہنس کی طرح گردن اٹھا کر فراخ دلی سے کہتے ہوئے وہ دیکھنے کی چیز لگی۔ اور یہی۔۔۔ یہی وہ ایک پل تھا جب کبیر خان کا دل کسی زخمی پرندے کی طرح سینے میں پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔ وہ نظر جو آفندیز کی عورتوں کے چہروں کی طرف اٹھتی ہی نہ تھی۔ ملاحہ آفندی کے چہرے پر سے پہلی بار ہٹنے کو تیار نہ ہوئی۔

''معاف کر دیں ملاحہ بی بی۔۔۔'' وہ بے اختیار بولا۔ (اپنی ہر بے رخی پر شرمسار ہوں میں) نظر نے باقی بات مکمل کی۔

''ہم۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ سوچوں گی معاف کرنا چاہیے یا نہیں۔ ابھی تو گاڑی نکالو'' وہ بے نیازی سے کہتی چلی گئی تھی۔۔۔ اور کبیر خان کا دل اس کے پیروں سے لپٹا جاتا تھا۔۔۔ مگر شاید زلیخا کا دل بدل دیا گیا تھا۔ کبیر خان متحیر سا دل کی جگہ کے خالی پن پر غور کرتا رہ گیا۔

☆......☆......☆

وہ آدھی شاپنگ کر کے ہی تھک گئی۔ شاپنگ بیگز اٹھانا ہی دو بھر ہو رہا تھا۔

''تم اپنے لیے جوتے پسند کرو میں یہ بیگز گاڑی میں رکھ آؤ۔۔'' مہر ماہ نے اسے جوتوں والی شاپ میں گھستے دیکھ کر کہا تو وہ سر ہلاتی اندر چلی گئی۔ مہر ماہ سارے ہی شاپنگ بیگز تھام کر شاپنگ مال سے باہر نکلی۔۔۔ اسے ایک دھکا سا لگا تو وہ لڑکھڑائی اور بمشکل گرنے سے بچی۔ مگر سارے شاپنگ بیگز ہاتھیں سے پھسلتے چلے گئے۔

''اوہ سوری۔۔۔'' کوئی شرمسار سا ہوا اور وہیں پنجوں کے بل بیٹھ کر اس کے بیگز اٹھانے لگا۔ مہر ماہ نے ایک سخت سی نگاہ اس ٹکرانے والے پر ڈالی۔۔۔ اور وہیں سن رہ گئی۔۔ وہ نمیر آفندی تھا۔ یہ شکل۔۔۔ یہ شکل تو وہ اب زندگی بھر نہیں بھول سکتی تھی۔

''نمیر۔۔۔'' وہ بے یقینی سے اونچی آواز میں بول گئی۔ تو وہ بری طرح چونکا۔ اور اس کو پہلی بار دیکھا۔

''اوشٹ۔۔۔'' وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ مہر ماہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھی۔ وہ پلٹ رہا تھا۔۔

''نمیر۔۔۔'' مہر ماہ نے دوبارہ سے اسے پکارا۔ اب کی بار غصے سے۔ اب اگر وہ دنیا کی بھیڑ میں کھو جاتا تو شاید کبھی نہ ملتا۔ اور وہ انتظار اور کرب کی سولی پر لٹکتی رہتی۔ مگر وہ رکنے کے ارادے میں نہیں تھا۔ مہر ماہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر پیچھے سے اس کا کالر پکڑ کر کھینچا۔ تو وہ لڑکھڑا کر رکا۔۔ ایک تماشا سا لگنے لگا۔

''ایکسکیوز می۔۔۔'' وہ مڑ کر دھیمے مگر غرانے والے تادیبی انداز میں بولا۔ مگر مہر ماہ کا دماغ اس وقت تک اتنا خراب ہو چکا تھا کہ نفرت کی آگ میں سلگتا ایک زوردار تھپڑ اس نے نمیر کے منہ پر دے مارا۔

❁ ❁

خوبصورت ناول خواب شیشے کا ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

http://kitaabghar.com

میں بتاؤں کیا مجھے کیا ملے

مجھے صبر ہی کا صلہ ملے

کسی یاد ہی کی ردا ملے

کسی درد ہی کا صلہ ملے

کسی غم کی دل میں جگہ ملے

جو میرا ہے وہ مجھے آ ملے

رہے شاد یونہی میرا جہاں

کہ یقین میں بدلے میرا گماں

میری ذات ذرّہ بے نشان

☆......☆......☆

شدید غصے اور ٹینشن نے اس کے ذہن کی طنابیں گویا کھینچ دی تھیں۔ آس پاس جمع ہوتے لوگ اور چہ مگوئیاں۔ مہر ماہ نے پرطیش انداز میں ضبط کھو کر نمیر کے منہ پر تھپڑ مار دیا تو وہ مہر ماہ کے اس قدر غیر یقینی اقدام پر ششدر رہ گیا پھر اس نے ایک جھٹکے سے مہر ماہ کے ہاتھ سے اپنی شرٹ چھڑائی۔

''دماغ ٹھیک ہے آپ کا محترمہ؟'' وہ دھیمے لہجے میں غرایا۔ ملاحہ جو یونہی کسی وہم میں گھری پیچھے اسے دیکھنے کے لیے شاپ کے دروازے تک آئی تھی مہر ماہ کے ہاتھ سے سارے شاپرز گرتے دیکھ کر بھاگی مگر اس کے قریب پہنچنے تک سارا معاملہ ہی تبدیل ہو چکا تھا۔

''یا اللہ۔۔'' اس نے کسی شخص سے الجھتی مہر ماہ کو اپنی طرف گھسیٹ لیا۔ غصے سے سرخ چہرہ لیے غم و غصے سے کپکپاتی مہر ماہ اپنے حواس میں نہیں لگ رہی تھی۔ آنسو اس کی آنکھوں سے بہے چلے جا رہے تھے۔

''کیا ہوا ہے آپی۔۔؟'' اس نے بے اختیار مہر ماہ کو ساتھ لگا لیا۔

''وہ۔۔۔نمیر۔۔۔'' سسک کر سرگوشی کی تو ملاحہ تڑپ کر پیچھے پلٹی۔ مگر وہاں اب کوئی نہ تھا۔ وہ چھلاوے کی طرح وہاں سے غائب ہوا تھا۔ مہر ماہ نے بھی آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ مگر ان کی توجہ بٹتے ہی وہ اڑن چھو ہو چکا تھا۔ لوگ جو تجسس کے مارے وہاں جمگھٹا لگائے کھڑے تھے۔ چند لمحے معاملے کی سنگینی کا اندازہ لگانے کے بعد اپنی راہ چل دیئے۔

''وہ ابھی یہاں تھا۔'' مہر ماہ نے پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھا۔ ملاحہ شاپنگ بیگ سمیٹنے لگی۔ پھر مہر ماہ کا ہاتھ تھاما۔ ''آپی چلو

http://kitaabghar.com

گاڑی میں چل کر بیٹھو پھر بات کرتے ہیں۔" مہر ماہ بامشکل آنسو روکتی گاڑی تک آئی۔ مگر پھر گاڑی میں بیٹھتے ہی رونا شروع ہوگئی۔" وہ وہی تھا ملاحہ۔۔۔"

"وہ ہوتا تو بھاگتا کیوں آپی۔۔۔" ملاحہ بے بسی سے بولی۔ اس نے مہر ماہ کو اس آدمی کو تھپڑ مارتے دیکھا تھا۔

اُفف۔۔۔ کچھ غلط ہو جاتا تو۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟" کبیر پریشان ہوا۔

"بس ایسے ہی۔ آپی کی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ تم گاڑی چلاؤ خان۔" ملاحہ نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔ تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مگر مہر ماہ کا رویا رویا چہرہ اسے کوئی اور ہی کہانی سنا رہا تھا۔

گھر آ کر بھی مہر ماہ کی آنکھیں خشک نہیں ہو رہی تھیں۔ تائی جان کے تو کلیجے کو ہاتھ پڑا۔" ارے وہ موا پورے شہر میں دندناتا پھر رہا ہے۔ کوئی نہیں ہے اسے انجام تک پہنچانے والا۔" وہ دہائیاں دے رہی تھیں۔ سائرہ چچی نے اکتاہٹ بھری نظروں سے انہیں دیکھا۔

"اللہ ہی جانے۔۔۔ یہ تو جب وہ سامنے آئے گا تب پتا چلے گا کہ کوئی ضمیر وقار بھی ہے اس دنیا میں۔" وہ انہیں سنانے والے انداز میں بولیں۔

"میں نے خود دیکھا ہے اسے۔ میں اس کا چہرہ بھلا کیسے بھول سکتی ہوں۔" مہر ماہ نے رندھے لہجے میں کہا۔

"ارے تو لوگوں کو اکٹھا کرتیں۔ اسے پکڑوا دیتیں کسی طرح۔" تائی جان کا اپنا ہی کلیہ اور اپنی ہی جمع تفریق تھی۔

"لوگ تو جمع تھے وہاں مگر بے حس زمانہ ہے امی۔ کوئی کسی کے معاملے میں نہیں پڑتا اب۔" ملاحہ نے آزردگی سے کہا۔ پھر وہ بات بھی بتا دی جو اب تک نہ بتائی تھی۔

"آپی نے تو اسے تھپڑ بھی لگا دیا۔ میں تو ڈر ہی گئی تھی۔" وہاں ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔

"تم نے بھی آفندیز کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے وہی کیا جو تم سے پہلے سب کرتے آئے ہیں۔" ثمرہ سب سے پہلے بولیں۔

"میری زندگی برباد کرنے والا ایک تھپڑ بھی ڈیزرو نہیں کرتا تھا چچی جان؟" مہر ماہ نے دکھی ہوتے ہوئے احتجاج بھرے لہجے میں پوچھا تو ان کی نظروں میں سرد مہری اتر آئی۔

"روایتیں بدلنے کے لیے پہلے خود کو بدلنا پڑتا ہے مہر۔"

"ان سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں مہرو۔۔۔ یہ تو اس طوائف کی بھی حمایت پر اتر آئی تھیں۔ اس کے بیٹے کو بھی جا کر گلے لگایا۔ رکھتا ناوہ لاج اس ہمدردی کی۔ مگر وہ تو سنپولیا ہی رہا۔ موقع ملتے ہی زہر گھول دیا ہماری زندگی میں۔" تائی جان نے غصیلی نظروں سے ثمرہ چچی کو دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں جتایا۔ تو انہوں نے گہری سانس بھری اور وہاں سے اٹھ گئیں۔ مگر جاتے جاتے بھی وہ مہرو کو تادیب

کرنے سے رہ نہ سکیں۔

''جو جھکتے نہیں وہ ٹوٹ جایا کرتے ہیں مہر ماہ۔ بھلائی ہمیشہ جھک جانے اور نرم پڑنے میں ہی ہوتی ہے۔''

''اللہ اسے بیٹی دیتا۔۔۔ارے میں کہتی ہوں اس کی بیٹی کے ساتھ یہ واقعہ ہوتا پھر میں پوچھتی کہ کتنا جھکنا چاہیے۔'' ثمرہ کے جاتے ہی تائی جان نے بددعائیہ انداز میں کہتے اوپر دیکھا۔ اور وہ بھول گئیں کہ ہم تو کبھی کبھار ہی اوپر دیکھتے ہیں مگر اوپر والا تو ہمیشہ ہی ہمیں دیکھ رہا ہوتا ہے۔

مہر ماہ کا سر درد سے پھٹنے لگا تو وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ نمیر کو سامنے پا کر کھو دینا، اس کی تو جیسے ہر آس امید توڑ رہا تھا۔ اس کا یہی خیال تھا کہ نمیر سے سامنا ہوتے ہی وہ اس سے طلاق کا مطالبہ کرے گی۔ مگر۔۔۔

اس نے اپنے دائیں ہاتھ کو پھیلا کر دیکھا۔ اسے جھرجھری سی آئی۔ (اگر وہ جوابی تھپڑ مار دیتا تو کیا عزت رہ جاتی) تو کیا ثمرہ چچی صحیح کہہ رہی ہیں۔ مجھے برداشت سے کام لینا چاہیے تھا؟ نمیر آفندی تو اب جو کرے وہ کم ہوگا۔ طیش بھری بہادری کا وہ لمحہ گزر جانے کے بعد اب اسے مستقبل کے خدشات ستانے لگے۔ تو وہ سر تھام کر بستر پر گر سی گئی۔

☆......☆......☆

وہ مٹھیاں بھینچے طیش کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ سامنے بینچ پر بیٹھی سومیہ سینے پر بازو لپیٹے اسی کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی پریڈ سے تنگ آ گئی۔

''اب بس بھی کر دو نمیر۔ تم نے کیا مئی کے مہینے میں ''مارچ پاسٹ'' شروع کر رکھی ہے۔'' وہ اس کی بات سن کر عین اس کے سامنے رک گیا اور خشونت بھری نظروں سے اسے گھورا۔

''اس نے میرے منہ پر تھپڑ مارا ہے۔۔۔نمیر آفندی کے منہ پر۔'' وہ اپنی بات پر زور دے کر بولا۔

''یو ڈیز رو اٹ۔۔۔'' سومیہ نے اس قدر رسان سے کہا کہ وہ دانتوں پر دانت جما کر رہ گیا۔ پھر اس کے پاس ہی ماربل کے بنے بینچ پر ٹک گیا۔ پارک میں شام ہوتے ہی لوگوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ وہ یونہی بلا ارادہ سامنے نظریں جمائے دیکھے گیا۔ ''ہر عمل کا کوئی نا کوئی ردعمل ہوا کرتا ہے نمیر۔'' سومیہ کا انداز تادیبی تھا۔

''یہ بات اس کو بھی تو پتا ہوگی نا۔'' وہ لمحہ بھر کے توقف کے بعد سرد لہجے میں بولا۔ تو سومیہ کو بے طرح غصہ آیا۔

''اب اور کیا برا کرنا رہ گیا ہے اس کے ساتھ؟ تم چاہتے ہو انتقام کے اس کھیل میں اسے بنا قصور کے توڑ مروڑ دو اور اف بھی نہ کرے۔''

''بھرے بازار میں کسی مرد کے چہرے پر تھپڑ مارنے کا مطلب جانتی ہو؟'' وہ اسی سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا جس کی تہہ میں شعلے

http://kitaabghar.com

چھپے تھے۔

"اس کا مطلب ہوتا ہے ہر جوابی ردعمل کے لیے تیار ہونا۔۔۔نمیر آفندی کے منہ پر تھپڑ مارنے سے پہلے اس نے نتیجہ کیوں نہیں سوچا اس حرکت کا۔"

"فار گاڈ سیک نمیر۔" وہ کراہی۔ "چھوڑ دو یہ بدلے اور انتقام کا راستہ۔نکاح کر لیا ہے مہرماہ سے چاہے جیسے بھی سہی۔جا کر آغا جان کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔اب کیا کر لیں گے وہ تمہارا۔"

"میرا کیا کر سکتے ہیں وہ بھلا۔۔۔بس اپنی پوتی کو بیوہ کر دیں شاید۔" وہ شدید طنزیہ انداز میں گویا ہوا تو سومیہ دہلی۔

"کیا فضول باتیں کر رہے ہو۔۔۔"

"تم دیکھنا۔۔۔اب میں ان سب کے ساتھ کرتا کیا ہوں۔" وہ انتقام کی آگ میں بھڑ بھڑ جلتا دکھائی دیتا تھا۔سومیہ نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔وجیہہ چہرہ اور آنکھوں سے جھلکتی سرد مہری۔۔۔مگر ایک اضطراب تھا جو مہرماہ کی اس غیر متوقع حرکت کے بعد اس کے وجود کو لپیٹ میں لے گیا تھا۔وہ یقیناً سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مہرماہ کبھی اسے بیچ بازار پکڑ کر تھپڑ مارنے والی جرات بھی کرے گی۔مگر اس نے کر دکھایا تھا۔

"جو انہوں نے کیا اس سے الگ کچھ کرتے تو میں داد بھی دیتی۔" سومیہ نے تکان بھرے انداز میں کہا۔"بدلہ لینا بہادری نہیں ہوتی نمیر۔دل پر پتھر رکھ کر کسی کو معاف کرنا بہادری ہے۔"

"ظلم کیا ہے انہوں نے ہم پر۔"

"ظالموں کو ہی تو معاف کیا جاتا ہے۔" سومیہ برجستہ بولی تو نمیر نے اسے گھور کر دیکھا۔اور سلگ کر بولا۔

"مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ میں تمہارے اس قدر "دشمنانہ" رویے کے بعد بھی ہر بات تم ہی سے شیئر کرنے کیوں آ جاتا ہوں۔" سومیہ کے ہونٹوں پر ہلکی مگر بیساختہ مسکراہٹ پھیل گئی۔وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"شام ہو رہی ہے چلو ہوسٹل چھوڑ دوں۔" گہری سانس بھرتی وہ اپنا شولڈر بیگ لیے اٹھی تو اس کے ساتھ پارک کے گیٹ کی طرف چلتے ہوئے نصیحتیں کرنا بھی گویا فرض خیال کیا۔

"ایسے ہی تھپڑ کھاتے رہو گے تو دشمنی کا یہ کھاتہ بڑھتا ہی چلا جائے گا نمیر۔۔۔"

"تم فکر مت کرو یہ دشمنی پایہ تکمیل تک میں پہنچاؤں گا۔اور مہرماہ آفندی سے تو میں بہت اچھے سے نمٹوں گا۔"

"ہونہہ۔۔۔موحد آفندی اس کا دوست ہے نمیر صاحب۔۔۔اور مجھے تو صاف لگتا ہے کہ وہ سافٹ کارنر بھی رکھتا ہے مہرماہ کے لیئے اپنے دل میں۔" سومیہ نے اسے تنبیہی انداز میں کہا۔تو وہ ناگواری سے بولا۔

''شٹ اپ۔۔۔میرے خیال میں میں یہیں سے تمہیں ٹیکسی کروا دوں۔ہوسٹل تک جاتے تو تم میرا دماغ خراب کر دو گی۔''سومیہ ہنسی۔

''اتنا ہی دل جلتا ہے اور دماغ خراب ہوتا ہے اس کی موحد کے ساتھ دوستی سے تو جاؤ اس کے پاس اور استحقاق سے تعارف کراؤ اپنا۔''وہ ابھی بھی باز نہ آئی تھی۔مگر نمیر نے بھی قسم ہی کھالی کہ اس کی کسی بھی بات کا جواب نہ دے گا۔اسے ہوسٹل کے گیٹ کے سامنے اتار کر وہ گاڑی بیک کر رہا تھا جب وہ کھلی کھڑکی میں آ کر جھکی۔

''موحد تم سے بہت الگ ہے نمیر۔۔۔وہ سچ میں مہر ماہ کا خیال کرتا ہے کیونکہ واقعی اس کے سینے میں نمیر وقار آفندی کا دل نہیں ہے۔''

نمیر نے دانت بھینچتے ہوئے گاڑی تیزی سے بڑھا دی۔سومیہ تاسف سے سر ہلاتی چند لمحے گاڑی کی اڑتی دھول کو دیکھنے کے بعد گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

☆......☆......☆

''محمود اینڈ سنز نے جو پے منٹ کی تھی وہ تو اس کھاتے میں کہیں نظر نہیں آ رہی۔''سہیل آفندی نے کمپیوٹر اسکرین پر سے نظر ہٹا کر مبین آفندی اور موحد پر نظر ڈالی۔

سہیل آفندی کے اعتراض کے بعد آغا جان نے موحد کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ نفع و نقصان کا سارا حساب چچا اور تایا کے ساتھ بھی شیئر کیا کرے تاکہ بزنس کے اپس اینڈ ڈاؤن (نفع و نقصان) کا ان کو بھی اندازہ رہے۔تو اب اس ماہ کے کھاتے نے انہیں پیشانی پر بل ڈالنے پر مجبور کر دیا۔

''پورا حساب موجود ہے بس وہی دس لاکھ مسنگ ہیں۔''وہ مطمئن تھا۔کوئی گھبراہٹ اس کے چہرے سے نہیں جھلکتی تھی۔

''دس لاکھ کا حساب کتاب غائب ہے کھاتے میں سے اور تمہیں یہ ''بس'' لگ رہا ہے۔''مبین آفندی کو بھی موحد پر غصہ آیا۔

''وہ میں نے چیریٹی (خیرات) میں دے دیئے ہیں۔''وہ کرسی میں دھنسا اسی پر سکون انداز میں بولا تو ان دونوں بھائیوں کو لگا کمرے کی پوری چھت ان کے سروں پر آ گری ہو۔مبین صاحب کرسی کی ٹیک چھوڑ کر ایک دم سیدھے ہوئے۔

''دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔ دس روپے نہیں دس لاکھ تھے وہ۔ایسے کیسے چیریٹی میں دے دیئے؟''انہوں نے صدمے بھری ناگواری سے کہا۔

''الحمدللہ۔اللہ نے اس معاملے میں بہت وسیع دل عطا کر رکھا ہے مجھے۔''وہ مطمئن تھا۔

''پرائی دمڑی پہ ساہوکار مت بنو موحد۔''سہیل آفندی کا لب و لہجہ سخت تھا۔وہ ایک دم سیدھا ہو بیٹھا۔

''پرائی دمڑی نہیں ہے صاحب۔۔۔اپنے باپ کا کھا رہا ہوں۔کسی کا دیا ہوا نہیں۔''

''پیسہ بہت مشکل سے کمایا جاتا ہے اسے خرچ کرنے کے بھی کچھ آداب ہوا کرتے ہیں موحد میاں۔'' مبین صاحب ابتدائی جھٹکے سے نکلتے ہوئے تادیبی انداز میں بولے۔تو وہ مسکرا دیا۔

''اچھا جی آئندہ خیال رکھوں گا۔'' پھر کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''امید ہے ماہانہ حساب دیکھ کر آپ لوگوں کی تسلی ہوگئی ہوگی۔باقی اگلے ماہ سہی۔'' وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا اور پیچھے تپنے سلگنے کو رہ گئے دونوں بھائی۔

''میں تو آغا جان سے کہتا ہوں کہ مجھے میرا کاروبار الگ کر دیں۔اس نے تو اجاڑ ڈالنا ہے بھائی صاحب۔۔۔'' سہیل خوب گرم ہو رہے تھے۔مبین صاحب نے انہیں ٹوکا۔

''آرام سے سوچ سمجھ کر سہیل۔یہ نہ ہو جو کچھ پاس ہے اس سے بھی جاتے رہیں۔اچھی طرح سوچ کر اس مسئلے کا حل نکالنا پڑے گا۔'' وہ ان کی بات کا مطلب سمجھ کر ٹھنڈے ہو کر بیٹھ گئے۔

☆......☆......☆

وہ بالکنی میں کھڑا اندھیرے میں جانے کیا کھوج رہا تھا۔تزئین نے مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے جا کر نرمی سے اس کے گرد بازو لپیٹے اور سر اس کی پشت سے ٹکا دیا۔وہ جانے کتنی گہری سوچ میں تھا۔بے تحاشا چونک کر پلٹا تو آنکھوں اور چہرے سے سخت بے یقینی جھلکتی تھی۔اس کے پلٹنے سے تزئین اب اس کے سامنے آگئی تھی اس نے اپنا سر طلال کے سینے پر رکھ دیا۔بے یقین سے طلال کا ہاتھ اٹھا اور نرمی سے اس کے مشکبو بالوں پر آٹھہرا۔

''مہرو۔۔۔'' مدھم مگر جذبات سے پر سرگوشی سے ذرا اونچی بے یقینی کے لبادے میں لپٹی پکار نے نرم گرم جذبات میں ڈوبی تزئین کی روح کو گویا چابک رسید کیا تھا۔اس کے ساتھ ہی طلال کا اس کے گرد بانہیں لپیٹ لینا۔غیض وغضب کی تند و تیز لہر نے اسے اپنی لپیٹ میں کچھ اس طرح لیا کہ سارے نرم گرم جذبات ہوا میں تحلیل ہو گئے۔اس نے ایک جھٹکے سے طلال کے بازوؤں کا حصار توڑا اور پیچھے ہٹی۔ملگجے اندھیرے میں طلال حواس میں لوٹا تو تزئین کو جیسے ابھی پہچانا ہو۔اس کی آنکھوں میں ناگواری سی اتر آئی۔

''تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔میں فرار تو نہیں ہو رہا تھا بالکنی کے راستے۔۔۔'' وہ بدلحاظ ہوا۔

''معافی چاہتی ہوں۔مجھے نہیں پتا تھا کہ یہاں تم اپنی سابقہ منگیتر کی یادوں میں ڈوبے کھڑے ہو۔'' بہت کڑا مگر سلگتا ہوا وار تھا۔طلال کے دل پر آبلے پڑے۔

''جسٹ گو ٹو ہیل۔۔۔'' وہ تپا۔

''طلال نوید! آج تو تم نے سنگ دلی کی حد ہی کر دی ہے۔'' وہ ضبط کھو کر چلا اٹھی۔''میں مہر ماہ آفندی نہیں ہوں طلال۔میرے

وجود میں اسے تلاش مت کیا کرو۔"

"خدا کے لیے جاؤ یہاں سے۔ دماغ مت خراب کرو میرا۔" بس ہاتھ جوڑنے کی کسر باقی رہ گئی تھی طلال اس قدر عاجزی سے گویا ہوا تھا۔

"وہ کسی اور ہی چکر میں ہے طلال۔ تم یہ بات سمجھ کیوں نہیں جاتے۔" وہ زچ آئی۔

"میں سمجھ بھی جاؤں تو تم سے محبت نہیں کر سکتا تزئین۔" وہ پھٹ پڑا۔ بعض حقیقتوں پر پردہ پڑا رہنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ آگہی ہمیشہ رحمت نہیں بلکہ کئی بار تو عذاب بن جاتی ہے۔ تزئین نے بے اختیار سوچا مگر اس نے یہ ایک بار بھی نہیں سوچا تھا کہ جو دوسروں کے پیروں تلے سے زمین کھینچتے ہیں بعض اوقات خود ان کو کہیں پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ملا کرتی۔ تزئین کی رگ رگ میں شرارے دوڑ اٹھے۔

"ہاں۔۔۔تم بس ناکام عاشقوں کی طرح اس محبوبہ کی محبت کا دم بھرتے رہنا۔ جو کسی اور کے عشق میں گرفتار ہے ان دنوں۔" پھنکار کر کہتی زہر اگلنے سے وہ ابھی بھی باز نہ آئی تھی۔ دروازہ کھول کر دھڑام سے مارتی وہ کمرے میں چلی گئی۔

"اُفف۔۔۔" سر میں شدید قسم کی ٹیس اٹھتی محسوس کرتا طلال نوید اپنی اس جلد بازی پر شدت سے پچھتایا جو اس نے تزئین سے شادی کر کے کی تھی۔ بعض پچھتاوے انسان خود اپنی من مرضی سے مول بلکہ مفت لیا کرتا ہے۔ تزئین آفندی بھی اس کے لیے ایک ایسا ہی پچھتاوا تھی۔

"خیر معاف تو میں تمہیں بھی کسی صورت نہیں کروں گا مہرماہ آفندی۔ تم نے تو میری محبت کا ہی روپ دیکھا ہے آج تک۔ دیکھنا کیسے ذلیل کروں گا تمہیں بھی۔ جیسے تم نے مجھے کیا میری فیملی کے سامنے۔" اس نے روز کی طرح خود سے ایک اور عہد باندھا۔

☆......☆......☆

موبائل کی مسلسل ہونے والی وائبریشن نے مہرماہ کو گہری نیند سے بیدار کیا تھا۔ چند لمحوں تک تو اسے سمجھ ہی نہیں آئی کہ کون سی چیز اس کی نیند کے کھلنے کی وجہ بنی ہے۔ مگر پھر تکیے کے پاس تھرتھراتے موبائل کو دیکھ کر اس نے بلا ارادہ ہی موبائل اٹھا لیا۔ اوپر جگمگاتا نمیر آفندی کا نام۔۔۔ مہرماہ کا حلق کڑوا ہو گیا۔ مگر ساتھ ہی یاد آیا کہ وہ کل اس کے ساتھ کیا سلوک کر چکی تھی تو دل گہرائی میں ڈوب کر ابھرا۔ وہ سوئی ہوئی ملاحہ پر ایک نظر ڈالتی فوراً بستر سے اتری اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ رات کے دو بجے تمام گھر سکوت میں ڈوبا ہوا تھا۔

"ہیلو۔۔۔" اس نے آہستہ آواز میں کہا۔

"بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے۔۔۔" وہ جیسے گنگنایا تھا۔ مہرماہ متحیر رہ گئی۔ اس کا یہی خیال تھا کہ وہ کال اٹینڈ ہوتے ہی اس پر برسنا اور اسے دھمکانا شروع کر دیگا مگر یہاں تو سین ہی کچھ اور تھا۔

"ایک تھپڑ کھا کر شاید تمہارا دماغ سیٹ نہیں ہوا نمیر آفندی۔۔۔" وہ سلگی۔ جواباً وہ آہستہ سے ہنسا۔

"ہم گالیاں کھا کر بے مزہ نہ ہونے والوں میں سے ہیں مسز نمیر آفندی۔۔۔" مہر ماہ کے تو تلووں لگی سر پر جا بجھی۔ دل تو چاہا جتنی گالیاں یاد ہیں وہ اسے دے۔ تاکہ اس کا دعویٰ جھوٹا پڑ سکے۔۔۔ مگر اگلے ہی پل اسے احساس ہو گیا کہ وہ اس تھپڑ کے بدلے مہر ماہ کو اس طرح کی باتوں سے زچ کر کے بدلہ لے رہا تھا۔

"تو آؤ نا آفندی ہاؤس۔۔۔ پھر پتا چلے تمہیں کتنا مزہ آتا ہے گالیوں کا۔" تلخی سے کہا۔

"ہاہاہا۔۔۔" وہ گویا اس دعوت سے محظوظ ہوا۔

"وہ کیا کہتے ہیں چشم ماہ روشن دل ماشاد۔۔۔ تم بلاؤ ہم نہ آئیں ایسے تو حالات نہیں۔" وہ جس ذومعنی انداز میں بات کر رہا تھا وہ مہر ماہ کا خون تپانے کے لیے کافی تھا۔

" بکواس مت کرو۔ اور ختم کرو اس کھیل کو نمیر۔ تمہیں اپنا اور اپنی ماں کا بدلہ آغا جان سے لینا ہے نا۔۔۔ گو آن۔ مگر مجھے ڈائیورس پیپرز بھجوا دو۔۔۔ بلکہ نکاح نامہ بھیجو مجھے۔ میں تنسیخِ نکاح کا مقدمہ کروں گی تم پر۔" وہ جو منہ میں آیا کہے گئی۔ دوسری طرف وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"اوہو۔۔۔ اتنا غصہ۔۔۔ اسی لیے تو نکاح نامے کی کاپی تک نہیں تمہارے حوالے کی مسز۔۔۔ اتنی مشکلوں اور پلاننگ سے کیے جانے والے نکاح کو توڑ کر کتنا گناہ ملتا تمہیں۔" اس کا لہجہ مسکراتا ہوا تھا۔ مہر ماہ کو رونا آنے لگا۔ کس طرح وہ اس شخص سے اپنی جان چھڑوا سکتی تھی۔

"خدا کے لیے نمیر۔۔۔ تمہیں تمہاری ماں کا واسطہ۔۔۔ جن کے اپنے دل دکھے ہوں۔ وہ دوسروں کا دل نہیں دکھایا کرتے۔ تمہیں ذرا سا بھی احساس نہیں کہ آج تم بھی اسی جگہ پر آن کھڑے ہوئے ہو جس جگہ کل آفندی ہاؤس والے کھڑے تھے؟" وہ جذباتیت سے پر لہجے میں بولی تو اپنی بے بسی کے خیال سے آنکھیں نم ہونے لگیں۔

"یو نو مہر ماہ۔۔۔ مجھے اس طرح کی باتیں قطعاً جذباتی نہیں کر سکتیں۔ بلکہ مجھے تسکین ملتی ہے۔۔۔ میرے زخموں پر جیسے کوئی پھاہے رکھتا ہے۔" وہ سفاکی سے کہہ رہا تھا۔ اب ایسے بندے کے آگے وہ اور کیا فریاد کرتی۔ ایک دم سے رو دی۔

"اللہ تو دیکھ رہا ہے نا۔ جو تم میرے ساتھ کر رہے ہو۔ میں نے تو تمہارے ساتھ کچھ برا نہیں کیا۔"

"میں نے بھی کسی کے ساتھ برا نہیں کیا تھا۔۔۔" وہ تحمل سے بولا۔

"تم یہاں آؤ نمیر۔ میں خود تمہیں تمہارا حق دلواؤں گی۔۔۔ آغا جان سے بات کروں گی۔" اس کی آفر پر وہ بے اختیار ہنسا۔

"ہاہاہا۔۔۔ پوتی ہی اتنی ہلاکو خان ہے آغا جان تو مجھے الٹا لٹکا دیں تو بھی ان کا دل نہیں بھرے گا۔"

"نمیر پلیز۔۔۔ زندگی مذاق نہیں ہوتی۔ کسی دوسرے کی ہو پھر تو بالکل بھی نہیں۔" وہ ملتجیانہ انداز میں بولی۔ تو اس نے پرسکون انداز میں جواب دیا۔

http://kitaabghar.com

''جتنی منتیں کروگی اتنا ہی میرے دل کو سکون ملے گا مہر ماہ۔۔۔کیری آن۔''

افف۔۔اس قدر سفاکی؟؟ مہر ماہ کے آنسو ٹھہر گئے۔

''جسٹ گو ٹو ہیل۔۔۔'' مہر ماہ نے موبائل بند کر دیا تھا۔ پھر ضبط کھو کر صوفے پر گر کر رونے لگی۔

☆......☆......☆

مہر ماہ نے وہ موبائل نمبر آغا جان کو دے دیا جس سے نمیرا سے دو تین بار کال کر چکا تھا۔ انہوں نے فوراً موحد کو بلوایا تو وہ کراہ کر رہ گئی۔

''آغا جان! اس طرح کے کام تو پہلے کبیر کیا کرتا تھا۔'' وہ موحد کے آنے سے پہلے قدرے بے آرامی سے کہتی انہیں یاد دلا رہی تھی۔

''ہاں۔۔۔مگر تب موحد نہیں تھا یہاں مہرو۔۔۔تمہیں کیا مسئلہ ہے؟'' وہ ابھی ابھی تائی جان کی زبانی موحد کی بزنس کے حوالے سے ابو اور چچا جان کے ساتھ چپقلش سن کر آئی تو جی ہی نہ چاہا کہ یہ مسئلہ لے کر موحد کے پاس جائے۔ مگر جب موحد خود ہی مسئلے کے پاس آ جائے تو وہ کیا کر سکتی تھی ماسوائے گہری سانس بھرنے کے۔

''مجھے کیا مسئلہ ہونا ہے آغا جان۔ آپ جو مناسب سمجھیں۔'' اس نے دل ہی دل میں ان سے خفا ہوتے ہوئے سینے پر بازو لپیٹ لیے۔ منہ بھی پھلایا مگر آغا جان پوتیوں کے تاثرات کو اہمیت دینے کے قائل نہ تھے۔ موحد اسٹڈی میں داخل ہوا تو آغا جان کو سلام کرتے ہوئے مہر ماہ کو وہاں پا کر بھنویں اچکا کر رہ گیا۔

''یہ نمبر ہے اس خبیث انسان کا موحد۔ جو ہمارے گھر کی تباہی کا باعث بن رہا ہے۔ پتا لگاؤ کہ یہ سم کس کے نام پر ہے۔'' انہوں نے چٹ موحد کے ہاتھ میں دی۔ جس پر مہر ماہ نے ایک موبائل نمبر کے ساتھ نمیرا آفندی کا نام لکھ دیا تھا۔

''ہوں۔۔۔'' اس نے سر ہلایا۔ ''میں پتا کرتا ہوں۔''

''بہت سخت سزا دوں گا میں اسے۔ اس نے آفندی ہاؤس میں نقب لگانے کی جرات کی ہے۔'' آغا جان نے نفرت سے پر لہجے میں کہا۔ تو وہ بیساختہ بولا۔

''ہر کوئی اپنی جگہ یہی سوچ کر بدلہ لیتا ہے۔ کہ فلاں نے اتنا برا کیا میں اس کے ساتھ اس سے بھی برا کروں گا۔''

''کیا مطلب۔۔۔؟'' وہ چونکے۔ موحد اٹھ کھڑا ہوا۔

''کچھ نہیں۔ یونہی کہہ رہا تھا۔۔۔ میں کل پتا کرتا ہوں اس نمبر کی ڈیٹیل۔۔۔'' اس نے بات بدل دی تھی۔ آغا جان مطمئن سے ہو گئے۔ مہر ماہ عجلت میں اس کے پیچھے ہی اسٹڈی سے باہر نکلی۔

''سنو۔۔۔سنو موحد!'' وہ رکا اور اس کی طرف مڑ گیا۔

''تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔''

''وہ بھی ''تھرو پراپر چینل'' ہی کر لیتیں۔'' ہاتھ میں تھامی چٹ لہرا کر وہ طنزیہ بولا تو وہ تپی۔

''لڑکیوں والے طعنے نہ دیا کرو۔۔۔ بات سننی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ۔۔۔'' وہ رک گئی کہ ورنہ سے آگے کوئی دھمکی ذہن میں ہی نہ آئی تھی۔

''بولو۔۔۔ اور نیند آ رہی ہے مجھے ذرا جلدی بات ختم کرنا۔'' وہ عجیب روڈ سا ہو رہا تھا۔ کوئی اور وقت ہوتا تو مہرماہ اس پر دو حرف بھیجتی۔ مگر ابھی تو گدھے کو باپ بنانے والا معاملہ تھا۔

''کل مجھے نمبر دکھائی دیا تھا مارکیٹ میں۔ میں نے اسے روکنے اور بات کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر وہ بات کرنے کو تیار ہی نہیں تھا۔ مجبوراً مجھے اس کو تھپڑ مارنا پڑا۔'' وہ خائف سی تھی۔

''جی ہاں۔۔۔ کل گھر آتے ہی اس واقعے کی خبر مل گئی تھی۔'' وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''ثمرہ چچی کہہ رہی تھیں کہ میں نے غلط کیا ہے۔۔۔'' وہ اس کی سنجیدگی سے خائف ہو کر بولی۔

''بھرے بازار میں اس طرح کی حرکت کرنے سے پہلے تمہیں دس بار سوچنا چاہیے تھا۔ اگر وہ جوابی تھپڑ رسید کر دیتا تو کیا عزت رہ جاتی۔''

''تم صحیح کہہ رہے ہو۔ میں نے بھی بعد میں یہی سوچا تھا۔۔۔ لیکن اس وقت میرے دل و دماغ پر غصہ ہی اس قدر شدید تھا کہ خود بخود ہی ہو گیا یہ سب۔۔۔'' وہ مضطرب تھی۔

''تو اب کیا مجھے اس تھپڑ کی اس سے معذرت کرنی ہے؟'' موحد نے تحمل سے پوچھا۔ تو وہ برا مان کر بولی۔

''تمہیں تو ویسے ہی بتا رہی ہوں۔ ہو سکتا ہے اس نمبر پر اس سے تمہارا رابطہ ہو جائے۔ تو تمہیں مکمل حالات کا پتا ہونا چاہیے نا۔''

''او کے۔۔۔'' وہ ایڑیوں پر گھوم گیا تھا۔

''ہونہہ۔۔۔ روڈ۔۔۔'' اپنے پیچھے ابھرتی بڑبڑاہٹ اس نے بہت اچھی طرح سنی تھی مگر نظر انداز کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اگلے ہی روز کھانے کی میز پر اس نے ساری ڈیٹیل آغا جان کے سامنے رکھ دی۔

''یہ سم اس نام پر نکلوائی گئی تھی۔ بعد میں اس کا نمبر تبدیل کروا لیا اس نے۔ جو کہ اب بند ہو چکا ہے۔'' اس نے ایک چٹ آغا جان کے سامنے رکھی تو انہوں نے تحیر سے پہلے اس چٹ پر لکھے نام کو اور پھر مہرماہ کو دیکھا۔ وہ انہی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ان کی نظر پر نروس سی ہو گئی۔

''یہ سم تمہارے نام پر ہے؟'' آغا جان نے نا سمجھنے والے انداز میں کہا تو مہرماہ کے دماغ میں بجلی سی کوندی۔ یقیناً یہ وہی سم تھی جو اس کے چھینے گئے موبائل میں موجود تھی۔ اسے فوری طور پر یاد آیا کہ موبائل چھننے والی واردات کو گھر والوں سے اس نے چھپایا تھا۔ تاکہ کوئی اسے دوست کی شادی اٹینڈ کرنے سے روک نہ دے۔ اس نے مدد طلب نظروں سے موحد کو دیکھا۔ مگر وہ اپنا فرض پورا کرنے کے بعد کھانے کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

''ہاں۔ ایک سم گر گئی تھی مجھ سے۔ موحد کو بتایا تھا میں نے پھر اسی نے دوسری نکلوا کر دی تھی۔ شاید یہ وہی ہو۔۔۔'' اس نے اپنی صفائی پیش کی تھی۔

''مسئلہ تو یہ ہے کہ اس بے غیرت شخص کو کسی نے بھی دیکھ نہیں رکھا۔ ورنہ ڈھونڈنے میں آسانی ہو جاتی۔ اب تک تو میں اسے الٹا لٹکوا چکا ہوتا۔''

''ظاہر ہے اب محض نام سے تو ہم کسی کو گرفتار نہیں کروا سکتے۔'' مبین صاحب بھی آزردہ نظر آئے۔ مہرماہ کی پلکیں بھیگنے لگیں۔ یہ موضوع اس کے دل کو یونہی بھینچنے لگتا تھا۔ موحد اطمینان سے اپنا کھانا ختم کر رہا تھا۔ جیسے اس وقت اس سے بڑی اور کوئی مصروفیت نہ ہو۔

''وہ عورت ایک بچے کی تربیت بھی ٹھیک سے نہیں کر سکی۔۔۔ پھر شکوہ ہے کہ ہم نے اسے گلے سے نہیں لگایا۔ بچے کو بھی اپنے جیسا ہی بنا دیا۔'' تائی جان ثمرہ کو ٹیڑھی نظروں سے دیکھتی ہوئی طنزیہ بولیں۔ مگر وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ خاموشی سے کھانا کھاتی رہیں۔ ان کا یقیناً بولنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ ماحول ایک دم سے بوجھل سا ہو گیا۔

☆......☆......☆

آج فرزین نے کالج سے چھٹی کی تھی۔ ملاحہ بیگ چیک کرتی گاڑی میں آ بیٹھی۔ کبیر نے ایک اچٹتی نگاہ اس کے صبیح و ملیح چہرے پر ڈالی۔ وہاں پہلے والے اشتیاق کا کوئی رنگ نہ تھا۔ محض لاپروائی اور اجنبیت تھی جو اس کے پچھلی سیٹ پر کھڑکی سے لگ کر بیٹھے وجود سے ٹپک رہی تھی۔

''آپ نے کہا تھا کہ آپ مجھے معاف کرنے کا سوچیں گی؟'' بہت غیر متوقع بات نے ملاحہ کو بری طرح چونکایا۔ اس کا نہیں خیال تھا کہ کبیر خان اس بات کو یاد رکھے گا۔ بلکہ موقع پا کر وضاحت بھی طلب کریگا۔

''وقت نہیں ملا کبیر خان۔۔۔ اور ویسے بھی تمہیں کیا فرق پڑتا ہے میرے کسی عمل سے۔ میرے ہونے یا نہ ہونے سے؟'' وہ ٹھنڈے لہجے میں بولی تو اتنے عرصے کی اس کی بے اعتنائی کا بدلہ اس ایک ہی جملے میں لے لیا۔ کبیر نے سختی سے لب بھینچے تو پیشانی کی رگ نمایاں ہونے لگی۔

''میں خائن نہیں کہلانا چاہتا ملاحہ بی بی۔۔۔'' وہ بالآخر مدھم لہجے میں بولا۔ تو ملاحہ نے سلگتی نگاہ اس کے چاکلیٹ براؤن بالوں

سے بھرے سر پر ڈالی۔

''کسی کا دل توڑنا کتنا بڑا گناہ ہے یہ جانتے ہو تم؟''

''کسی کا اعتماد توڑنا بھی۔۔۔'' وہ برجستہ بولا۔ ملاحہ نے کٹیلی نظروں سے اسے دیکھا۔

''تو ٹھیک ہے کبیر خان۔ تم بس اپنے اعتبار کی عمارت کو بلند کرتے رہو۔ جو کسی کے دل کے ملبے پر کھڑی ہے۔'' وہ بہت سلگ کر بولی تھی۔

''میں اسی کے لیے تو معافی طلب کر رہا ہوں۔'' وہ مدھم لہجے میں بولا۔ قصوروار نہ ہوتے ہوئے بھی شرمسار۔۔۔ ملاحہ کے دل کو کچھ ہوا۔

''تم سب جانتے ہو کبیر۔۔۔'' وہ بے اختیار بولی اور یہی وہ لمحہ تھا جب کبیر خان نے نظر اٹھا کر بیک ویو مرر میں دیکھا تو دو سیاہ پلکوں سے سجی جذبوں سے اٹی نگاہوں سے اس کی نگاہ ٹکرا گئی۔ نم آنکھوں میں کیا اسرار بولتا تھا۔ کبیر نے کترا کر فوراً سڑک پر نظر جما دی مگر وہ ایک پل ان دونوں کے درمیان ٹھہر سا گیا کبیر نے لب بھینچے پھر گہری سانس بھری۔

''میرے کندھوں پر بہت بھاری ذمہ داری ہے ملاحہ بی بی۔۔۔ اس گھر کے احسانات اور اعتبار کی۔۔۔'' اس کا لہجہ بوجھل تھا۔

''اور میرا کیا کبیر۔۔۔؟'' ملاحہ کی آواز بھرا گئی۔ اس نے خود کو بے بس و لاچار پایا تھا اس طلسم کے آگے۔ جسے سب محبت کہتے ہیں۔

''آپ ہی کا تو خیال ہے۔۔۔ تبھی تو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔'' وہ یکلخت ہار گیا تھا۔ ملاحہ کا دل دھک سے رہ گیا۔ ایک بے نام سی خاموشی نے تیزی سے ان کا گھیراؤ کیا۔

''مت کیا کرو یہ جبر خود پر کبیر خان۔ ملازم نہیں ہو تم ہمارے۔'' ملاحہ کی آواز بھیگنے لگی تھی۔

''آپ بس میری خطا معاف کر دیں۔ میں آپ کا دل دکھانے کا باعث بنا۔ جو خوشی نہ دے پائے اسے چاہیے کہ وہ غم بھی نہ دے۔۔۔'' وہ آزردہ تھا۔ ملاحہ خاموشی سے گاڑی سے باہر کی بھاگتی دوڑتی زندگی کو دیکھنے لگی۔ کبیر خان اندر ہی اندر خود سے الجھتا ونڈ اسکرین کے پار دیکھتا جانے کیا سوچ رہا تھا کتاب زندگی کے جس باب کو وہ کبھی کھولنا نہیں چاہتا تھا۔ ملاحہ کی بے رخی کی ایک نگاہ نے اس کے تمام اوراق بڑے اہتمام کے ساتھ اس کے سامنے کھول کر رکھ دیئے تھے۔

تو کیا پڑھے بنا کوئی اور چارہ تھا؟

☆......☆......☆

سہیل آفندی کا اپنے بال نوچنے کو دل کر رہا تھا۔

''غضب خدا کا۔ آغا جان نے تو خود کو اس کل کے لونڈے کے آسرے پر چھوڑ دیا ہے بالکل۔ بھائی صاحب میں تو کیا اس کی

http://kitaabghar.com

شکایت لگاتا۔ آغا جان کو وہ خود بتا چکا ہے کہ اس گھر پر جو آفات آ رہی ہیں اس کا صدقہ خیرات نکالا ہے دس لاکھ چیریٹی کی مد میں۔ اور میں تو حیران رہ گیا کہ آغا جان بالکل مطمئن ہیں۔" وہ مبین صاحب کے آفس میں موجود بہت برہم موڈ میں تھے۔

"اگر آغا جان کو اعتراض نہیں تو پھر ہمارا اعتراض کرنا نہیں بنتا۔" مبین صاحب تو مہر ماہ والے واقعے کے بعد سے بہت ذود رنج سے ہو چکے تھے۔ ورنہ شاید وہ بھی اس معاملے کو اٹھاتے۔ اب تو ایک عجیب سی مردنی طبیعت کا گھیراؤ کیے رہتی تھی۔ سہیل آفندی بھی ٹھنڈے ہو کر بیٹھ گئے۔

"مگر اس کی خود اعتمادی بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے بھائی صاحب۔ یہ تو اب اللہ ہی جانتا ہے کہ خیرات نکالی یا اپنی جیب میں ڈالے۔" وہ سخت متنفر تھے۔ تھوڑی دیر بعد پھر مضطربانہ بولے۔ "اس کا کوئی حل تو خیر سوچنا ہی پڑے گا۔ مگر ابھی تو اٹھو دیر ہو رہی ہے۔" مبین صاحب نے انہیں احساس دلایا۔ آج کبیر ناسازیٔ طبع کی وجہ سے ان کو پک اینڈ ڈراپ نہیں کر سکتا تھا۔ تو گاڑی سہیل آفندی نے ہی ڈرائیو کرنی تھی۔ ان کا آفس گراؤنڈ فلور پر تھا۔ جبکہ فرسٹ فلور پر باقی ورکرز کے کیبنز کے ساتھ موحد کا آفس تھا۔ وہاں کبھی وقار آفندی اور فاران آفندی بیٹھا کرتے تھے۔

وہ آفس کی لائٹس آف کرتا باہر نکلا اور دروازہ لاک کر کے تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھا۔ جس وقت لفٹ کا دروازہ بند ہوا اسی وقت کوئی سیڑھیوں کی اوٹ سے باہر نکل آیا۔ اس وقت بلڈنگ بالکل خالی تھی۔ اور آنیوالا جانتا تھا کہ موحد آفندی بلڈنگ سے نکلنے والا آخری فرد ہے۔ اس نے مستعد نظروں سے ادھر ادھر دیکھ کر چہرے کو ہاتھ کی اوٹ سے چھپاتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چابی نکالی اور موحد کے آفس کے دروازے کے کی ہول میں ڈال دی۔ یہ ماسٹر کی تھی۔ کلک کی خفیف سی آواز کے ساتھ لاک کھل گیا تو وہ ادھر ادھر دیکھیا ور ایک سیکنڈ ضائع کیے بغیر اندر داخل ہو گیا

☆......☆......☆

پارکنگ میں جا کر جیب میں ہاتھ ڈالا تو گاڑی کی چابی ندارد۔ موحد نے سر پر ہاتھ مارا۔ واچ مین مستعدی سے بھاگتا اس کے پاس آیا۔

"کیا ہوا صاحب۔۔۔؟"

"گاڑی کی چابی آفس ہی میں رہ گئی یار۔۔۔" موحد اپنی جلد بازی کو کوس کر رہ گیا۔ مگر اب دوبارہ اوپر جانا ناگزیر تھا۔ واچ مین سے تو یہ کام کروا نہیں سکتا تھا کہ اسے آفس کی چابی تھما دیتا۔ وہ خود کو ملامت کرتا لفٹ کی طرف بڑھا۔ آج طبیعت کی سستی کی وجہ سے گھر جانے کی جتنی جلدی کر رہا تھا اسی قدر دیر ہوئی جا رہی تھی۔

اپنے آفس کے دروازے تک پہنچ کر اس نے ہاتھ میں پکڑی چابی کی ہول میں ڈالی تو گھمانے پر ہی اندازہ ہو گیا کہ دروازہ ان

لاکڈ تھا۔اس کے اعصاب چوکنا ہو گئے۔اسے اچھی طرح یاد تھا کہ دروازہ لاک کر کے اس نے حسب عادت ناب کو گھما کر لاک چیک کیا تھا۔وہ آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

اندر موجود شخص کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ موحد آفندی دوبارہ واپس آ سکتا ہے۔دروازے کے ہلکے سے کھٹکے پر وہ چونک کر پلٹا تو لائٹ آن کرتے ہی اس کو دیکھ کر موحد کی آنکھوں کے سامنے زمین وآسمان گھوم گئیے۔

''تم۔۔۔؟''انتہائی مضبوط اعصاب کا مالک ہونے کے باوجود ایک پل کو موحد آفندی کا دماغ جھنجھنا کر رہ گیا۔وہ آخری شخص ہوتا جس کے بارے موحد کو خیال آ سکتا تھا کہ وہ ایسے رنگے ہاتھوں اس کے آفس سے پکڑا جائے گا۔وہ ہاتھوں میں تھامی فائل چھوڑتا سیدھا کھڑا ہو گیا۔

''اپنا حق لینے آیا ہوں موحد آفندی! چوری کرنے نہیں۔''وہ بہت پر اعتماد انداز میں بولا تو موحد نے لمحہ بھر کو لب بھینچے۔پھر تلخی سے بولا۔

''حق چوروں کی طرح نقب لگا کر حاصل نہیں کیئے جاتے۔اگر تم اتنے ہی مظلوم ہو تو تم نے آغا جان کے سامنے آکر منہ کیوں نہیں کھولا۔۔۔؟''

''انہیں عادت نہیں ہے حق داروں کو ان کا حق دینے کی موحد۔تم اچھی طرح واقف ہو ان سے۔اور اب تم بھی تو یہی کر رہے ہو۔ان کی لاعلمی میں بزنس پر ہاتھ صاف۔۔۔''وہ اب پہلے پہل لگنے والے جھٹکے سے سنبھل چکا تھا اس قدر آرام سے موحد کو بات میں گھسیٹا کہ لمحہ بھر کو وہ ششدر رہ گیا۔آدھی بات میں ہی غرا کر اسے ٹوک دیا۔

''شٹ اپ یو۔۔۔''وہ بامشکل ہونٹوں تک آئی گالی کو واپس دھکیل پایا۔موحد کو طیش میں آتے دیکھ کر وہ شانے اچکا کر بولا۔

''ٹھیک ہے اگر میرے چپ ہونے سے تم سچے ثابت ہو جاتے ہو تو وائے ناٹ؟''موحد نے گہری سانس بھر کر خود کو جیسے ٹھنڈا کیا۔پھر اپنی کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے اسے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''میں کوئی بھی انتہائی قدم اٹھانے سے پہلے تمہاری بات سننا چاہوں گا۔۔۔اور مجھے امید ہے کہ تمہیں بھی جیل جانے کا کوئی خاص شوق نہیں ہوگا۔تو ہر بات سچ ہونی چاہیئے۔بالکل سچ۔''موحد انتہائی سنجیدگی سے بولا۔تو اس نے گہری سانس بھرتے خود کو کرسی پر گرا لیا۔یہ وہ گھڑی تھی جس کے بارے اس نے وہم بھی نہ کیا تھا۔

☆......☆......☆

وہ کافی دیر سے گھر پہنچا تو نکلنے سے پہلے ثمرہ کو کال کر کے کھانے پر انتظار نہ کرنے کا کہہ دیا۔مگر لاؤنج میں ٹی وی کے سامنے مہرماہ کو براجمان پا کر وہ ٹھٹک گیا۔اس وقت تک آغا جان کے آرڈر کے مطابق سب اپنے کمروں میں ہوتے تھے۔جس نے رات گئے ٹی وی دیکھنا ہوتا وہ اپنے کمروں میں ہی دیکھ لیتے۔مگر مہرماہ کا یہاں پایا جانا کسی خاص مقصد کی نشاندہی کر رہا تھا۔اوپر سے موحد کو دیکھتے ہی ٹی وی

آف کر دینا موحد کے خیال کی تصدیق کرنے لگا۔ وہ سلام کرتا سیدھا نکلنے لگا تھا۔ جب وہ بہ عجلت ٹی وی بند کر کے اٹھ گئی۔

''ایکسکیوز می مسٹر۔۔۔ جب کوئی غیر متوقع طور پر آپ کو انتظار کرتا ملے تو اس سے وجہ پوچھ لینی چاہیے۔'' وہ طنزیہ انداز میں بولی۔ موحد اس کی طرف گھوم گیا۔ بالوں کو کیچر میں جکڑ کر باقی کھلے بالوں کو شانے پر آگے کی طرف ڈالے دونوں بازو سینے پر لپیٹے وہ یقیناً طنز ہی کر رہی تھی۔

''ایکچوئلی میں نے اپنے آپ کو کبھی اتنے خوش نصیبوں میں شمار نہیں کیا کہ ایسی ''غیر متوقع'' عزت افزائی کے بارے میں سوچ سکوں۔'' وہ بڑے سکون سے اس کے طنز کا جواب دے رہا تھا۔ اسے گھور کر مہر ماہ سیدھے سبھاؤ اپنے مطلب پر آئی۔

''تمہیں کل رات شرم نہیں آئی آغا جان کے سامنے میرا نام لیتے۔۔۔ کہ نمیر کے پاس جو سم ہے وہ میرے نام کی ہے۔''

''ایکسکیوز می۔۔۔'' وہ زور دے کر بولا۔

''اس بات پر شرمانا تمہارا فرض بنتا تھا یا میرا؟'' وہ تیوری پر بل ڈال کر پوچھنے لگا تو مہر ماہ کا دل چاہا نمیر جیسا ایک تھپڑ اسے بھی جڑ دے۔ مگر کچھ باتیں آپ صرف فرض کر کے ہی خوش ہو سکتے ہیں۔ مہر ماہ تلملا کر رہ گئی۔

''تمہیں اس بات کی اگر بھنک پڑ ہی گئی تھی تو بیچ ڈائننگ کے راز فاش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ تمہارے کہنے پر ہی میں نے گھر والوں سے موبائل چھن جانے والی واردات چھپائی۔ اب اگر آغا جان کو پتا چلتا تو۔۔۔ اُفف۔۔۔'' مہر ماہ نے جھرجھری لی۔ پھر وہ بہت یاسیت بھرے لہجے میں بولی۔ ''بہت بڑی غلطی کی میں نے وہ واقعہ گھر والوں سے چھپا کر موحد۔ وہ نمیر تھا جو اس سارے معاملے کے پیچھے تھا۔ اور نجانے کب سے میری حرکات و سکنات پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اس نے پھر سے کال کی تھی مجھے۔۔۔ وہ آغا جان سے بدلہ لینے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔''

''مگر اب لکیر پیٹنے سے کیا حاصل۔ وہ وقت تو گزر چکا۔'' موحد نے شانے اچکائے۔ ''اور اب وہ کال کرے تو اٹینڈ مت کرنا۔''

''وہ وقت تو گزر چکا مگر تم اب مزید اس قصے کو کھول کر آغا جان تک مت پہنچانا۔ اب میں کہہ چکی ہوں ان سے کہ میری وہ سم کھو گئی تھی۔ اس خبیث کا کیا ہے وہ تو پتا نہیں کس کس نمبر سے کال کر لیتا ہے۔'' وہ گویا اسے یہ بات سمجھانے کے لیے یہاں بیٹھی تھی۔ موحد نے سر ہلایا۔

''بہت شکریہ مہر ماہ آفندی۔۔۔ اگر آپ ''ابھی'' اتنی عقل میرے دماغ میں نہ ڈالتیں تو میں اس وقت بول دیتا آغا جان کو۔'' وہ متشکر ہوا تو اس کے انداز میں موجود طنز کو پا کر وہ خفیف سی ہوئی۔

''میں آئندہ کی بات کر رہی ہوں۔۔۔''

''جی بالکل سمجھ گیا ہوں میں۔۔۔ اب اجازت ہو تو میں جا سکتا ہوں؟'' وہ تحمل سے پوچھ رہا تھا۔ مہر ماہ نے بدقت اثبات میں سر ہلایا۔ تو وہ احتراماً سر کو ہلکا سا جھکا کر آگے نکل گیا۔

http://kitaabghar.com

"اُفف۔۔۔بدتمیز انسان۔۔۔" وہ زیرِ لب بڑبڑا کر رہ گئی۔جس بات نے کل سے اس کی نیند اُڑا رکھی تھی وہ موحد کے لیے مذاق تھی۔۔۔ہونہہ۔

(ایسے ہی نیند خراب کی اپنی) وہ لائٹ آف کرتی اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

☆......☆......☆

اس نے گاڑی ایک بلند سی عمارت کے سامنے روکی تو ہر بار کی طرح اس کا دل ایک شدت آمیز دکھ کی کیفیت میں گھرنے لگا۔وہ اپنا آئی ڈی کارڈ گیٹ پر کھڑے واچ مین کو دکھاتا اندر داخل ہوا تو آس پاس کا ماحول بہت خاموش اور اداس تھا۔اس اولڈ ہاؤس میں خوشیوں کی منتظر زندگی جیسے ٹھہری سی گئی تھی۔دورویہ لان کے درمیان میں پتھریلا فٹ پاتھ تھا جو برآمدے تک جاتا تھا۔آفس میں جا کر وہ اس اولڈ ہاؤس کے اونر مسٹر بھٹی سے ملا۔وہ اب اسے بہت اچھی طرح سے جان گئے تھے۔انہوں نے ایک چٹ پر اس کے نام کے ساتھ ایک خاتون کا نام لکھا جسے وہ ملنے آیا تھا۔مسٹر بھٹی نے بیل بجائی تو ہمیشہ کی طرح کچھ دیر کے وقفے سے ایک نرس اندر آئی۔انہوں نے نرس کو وہ چٹ تھمائی۔نرس مسکراتے ہوئے چلی گئی۔وہ اٹھ کھڑا ہوا۔وہ جانتا تھا اب اسے ملاقات کے لیے مخصوص کمرے میں جانا تھا۔

نرس کمرے میں داخل ہوئی جہاں ایک دوسری نرس ایک خاتون کو احتیاط کے ساتھ وہیل چیئر پر بٹھا رہی تھی۔وہ ایک ادھیڑ عمر خاتون تھیں۔کھنڈر بتاتے تھے کہ عمارت بہت شاندار ہوا کرتی تھی۔مگر لگتا تھا گردش دوراں نے اس پر بہت ظلم روا رکھے اور اب وہ ایک شکستہ کھنڈر کی صورت نظر آتی تھی۔وہ نرس جا کر ان کے پاس جھکی اور اپنے مخصوص شگفتہ انداز میں بولی۔

"آنٹی جی آپ کی ملاقات آئی ہے۔۔۔" خاتون نے ہمیشہ کی طرح بے تاثر انداز میں نرس کو دیکھا۔

"آپ کا بیٹا ہے۔نمیر آفندی۔۔۔" وہ مسکرا کر ہاتھ میں پکڑی چٹ پر سے نام پڑھ کر بولی مگر زنگار کی آنکھوں میں شناسائی کی کوئی رمق نہ جاگی تھی۔

"اچھا۔۔۔ہوسکتا ہے میں تو نہیں جانتی۔" وہ ہر بار کی طرح سادگی سے بولیں تو نرس ان کی وہیل چیئر پکڑ کر دروازے کی طرف دھکیلنے لگی۔

"آپ اسے دیکھ کر تو پہچان ہی لیں گی نا۔" وہ ان سے یونہی ہر بار والا مکالمہ دہرا رہی تھی۔اور باہر ایک مضطرب دل لیے بیٹھا بیٹا اپنی ماں کے انتظار میں تھا۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

نرس وہیل چیئر کو آہستہ آہستہ دھکیلتی چلی آ رہی تھی۔ نمیر نے دور سے ان کو لان کی طرف آتے دیکھا تو بے اختیار بینچ پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ زرنگار اب خوش ہو کر اردگرد کھلے پھولوں کو دیکھتی اور اشارے کر کر کے ان کے متعلق نرس سے پوچھ رہی تھیں۔ نمیر کی آنکھوں میں حسرت سی اترنے لگی۔

کاش!

اس کی ماں اس کے بارے میں بھی ایسے ہی پوچھتی۔ وہ چند قدموں کے فاصلے پر تھیں جب لمبے ڈگ بھر کر نمیر ان کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ نرس نے وہیل چیئر روک دی۔ اور مسکرا کر نمیر کو دیکھتی واپس چلی گئی۔ وہ جانتی تھی ماں بیٹے کے بیچ اب کیا مکالمہ ہونے والا تھا۔

زرنگار نے چہرہ اٹھا کر قدرے خفگی سے نمیر کو دیکھا۔

"تم کون ہو۔۔۔ اور کیوں میری سیر کا راستہ روکا؟" وہ ان کی چیئر کے دونوں بازوؤں پر ہاتھ جماتا پنجوں کے بل ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"آپ پھر مجھے بھول گئیں؟ آپ نے کہا تھا کہ اگلی بار آپ مجھے یاد رکھیں گی"

"تم کیا سبق ہو میرا۔ جسے یاد کرنا بہت ضروری تھا؟" وہ چڑ کر بولیں۔

"بالکل صحیح کہا آپ نے۔۔۔ بچے ماؤں کے لیئے سبق ہی تو ہوا کرتے ہیں جنہیں وہ سرتا پا حفظ کر لیتی ہیں۔ کبھی نہ بھولنے کیلیئے" وہ ان کے انداز پر بے اختیار مسکرا دیا۔ مگر وہ ابھی نمیر کی اس بدتمیزی سے ناراض تھیں جس کا ارتکاب اس نے ان کا راستہ روک کر کیا تھا۔

"میں نمیر ہوں امی۔۔۔ نمیر وقار آفندی۔ آپ کا بیٹا" نمیر نے بڑے تیقن سے اپنا تعارف کروایا تو انہوں نے ہر بار کی طرح خالی نظروں سے اسے دیکھا۔

"لیکن میرا تو کوئی بھی بیٹا نہیں۔" ان کی نگاہوں میں بے یقینی اتر آئی اور ہمیشہ ایسے موقع پر نمیر کا دل بوجھل ہو جاتا تھا۔

"آپ یاد ہی نہیں رکھتیں ورنہ اتنے ہینڈسم بیٹے کو بھولتا ہے کوئی" وہ خود کو سنبھالتے ہوئے ذرا سی ناراضی سے بولا۔ تو انہوں نے تنقیدی نظروں سے اسے دیکھا۔ لیکن ان نگاہوں میں فقط تنقید ہی تھی۔ پچھلے چودہ سالوں سے وہ ان آنکھوں میں اپنے لیئے شناسائی کی ایک جھلک کے لیئے ترس گیا تھا۔ مگر ان میں پہچان کی رمق اترتی ہی نہ تھی۔ وہ سرد آہ بھرتے ہوئے ان کی وہیل چیئر کو تھام کر آہستہ آہستہ دھکیلنے لگا۔

اب اسے ہمیشہ کی طرح انہیں پرانی باتیں یاد دلانے کی کوشش کرنا تھی۔ وہ باتیں جن میں گرچہ زرنگار کے لیئے غم ہی تھے لیکن اسے وہ سب یاد کروانا بہت ضروری تھا۔ ہر ملاقات میں زرنگار یہ کہانی سنتیں اس پر جذباتی عورتوں کی طرح رائے دیتیں کبھی آنسو بھی بہا لیتیں۔ اور نمیر سے وعدہ کرتیں کہ اگلی ملاقات میں وہ اسے نہیں بھولیں گی۔ مگر اگلی ملاقات پھر سے یہیں سے شروع ہوتی۔ یہ سب جانتے

http://kitaabghar.com

ہوئے بھی نمیرانہیں سب کچھ بتا رہا تھا۔ان کے ذہن کو جگائے رکھنے کے لیئے یہ مینٹل تھراپی بہت ضروری تھی۔اور وہ روزانہ ایک گھنٹہ کے لیئے ان کے پاس لازمی آتا تھا۔ایک گھنٹہ ان کے ساتھ گزار کر اس نے نرس کو بلوایا۔

زرنگار اب لاتعلقی سے لان میں چلتے پھرتے لوگوں کو دیکھ رہی تھیں جن کی واک یا گھر والوں سے ملاقات کا وقت ہو چکا تھا۔وہ ان کے سامنے زمین پر پنجوں کے بل بیٹھا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگیں۔

"میں جا رہا ہوں پیار نہیں کریں گی بیٹے کو؟" وہ انگشت شہادت سے اپنی پیشانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں کچھ یاد دلا رہا تھا۔مگر وہ یونہی اسے دیکھتی رہیں۔تب ایک گہرے دکھ میں گھرتے ہوئے نمیر نے ان کا ہاتھ تھام کر اپنے سر پر رکھا۔نرس ان کے پاس پہنچ چکی تھی۔وہ اٹھ کھڑا ہوا۔نرس وہیل چیئر کو دھکیلتی لمحہ بہ لمحہ اس سے دور ہوتی جا رہی تھی۔اور نمیر کی آنکھوں کی سرد مہری تھی کہ بڑھتی ہی چلی جاتی تھی۔

☆......☆......☆

"مہرو کو بلاؤ ذرا۔۔۔" تائی جان ابھی آغا جان کی بات سن کر آ رہی تھیں۔ملاحہ کو کہا تو وہ ان کا چہرہ دیکھ کر گویا اندازہ لگانے لگی کہ کیا بات ہوئی ہو گی۔

"آپی تو شاید کچن میں ہے۔۔۔خیریت تو ہے نا؟" اس نے تشویش سے پوچھا۔تو وہ جھلا گئیں۔

"کبھی تم بھی غلطی سے کچن میں جھانک لیا کرو۔"

"جھانکا تھا تبھی تو پتا چلا کہ آپی کچن میں ہے" وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھ کر جوتوں میں پاؤں پھنسانے لگی۔تائی جان اسی بیزار سی حالت میں اس کے بستر پر نیم دراز ہو گئیں۔خود کچن میں کام سنبھال کر ملاحہ نے مہرو کو ان کی بات سننے کے لیئے بھیجا۔

"جی امی۔۔؟" وہ ان کے سامنے ٹک گئی۔انہوں نے تکیہ اونچا کر کے ٹیک لگاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔وہ پہلے سے مرجھائی ہوئی نظر آنے لگی تھی۔

"آگے کی زندگی کے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے؟" انہوں نے پوچھا تو مہر ماہ کے دل پر بوجھ سا آ گرا۔

"پہلے کون سا زندگی میرے بنائے ہوئے منصوبوں کے مطابق گزر رہی ہے" وہ سخت بددلی سے بولی۔

"پہلے نہیں مگر اب تو گزار سکتی ہو نا۔" انہوں نے اسے حوصلہ دیا۔

"تمہارے آغا جان نے کہا ہے کہ تمہارے لیئے رشتہ دیکھ کر ان کو بتاؤں" ان کی بات سن کر مہرو کو کرنٹ سا لگا۔اس نے بے یقینی سے ان کی طرف دیکھا۔

"سارا معاملہ جانتے ہوئے بھی۔۔۔نکاح پر نکاح کروائیں گے وہ میرا؟"

" کون سا نکاح۔۔۔کہاں ہے نکاح نامہ؟ بس کرو اب یہ سب مہرو۔وہ خبیث انسان تمہیں ایسے ہی لٹکائے رکھے گا ساری عمر۔نہ ادھر کی رہو گی نہ ادھر کی" انہوں نے غصے سے کہا۔

" میرے پاس نکاح نامہ نہ سہی۔اس کے پاس تو ہے نا۔اور میں تو جانتی ہوں کہ یہ نکاح ہوا تھا" وہ جذباتی ہوئی تو آنکھیں بھر آئیں۔

" تم فکر مت کرو۔تنسیخ نکاح کا کیس کرتے ہیں ہم۔پھر تم آزاد ہو گی" انہوں نے جانیا سے تسلی دی یا خود کو۔

" میرے پاس اس نکاح کا کوئی ثبوت نہیں نہ کوئی گواہ ہے۔بنا ثبوت محض کسی شخص کا نام بتا کر کیا ہم تنسیخ نکاح کا کیس فائل کر سکتے ہیں؟" وہ ناراضی سے بولی۔تائی جان کنفیوز ہونے لگیں۔

" نام کا تو پتا ہے نا اس کے...."۔

" امی خدا کے لیئے۔۔۔تنسیخ نکاح ہو بھی جائے۔اب جہاں میرا رشتہ کریں گی وہاں اس نکاح اور طلاق کی کہانی سنائیں گی کیا؟" وہ زچ آکر بولی۔تو انہوں نے تادیبی انداز میں کہا۔

" دماغ تو خراب نہیں ہے ہمارا۔کون اس بے سروپا کہانی پر یقین کرے گا۔بس چپ کر کے عزت کے ساتھ تمہیں رخصت کر دیں گے" وہ جیسے ہاتھ جھاڑ کر بولیں۔تو وہ پھٹ پڑی۔

" اور وہ۔۔۔نمیر آفندی؟ جو بدلہ لینے کی خاطر اتنا بڑا قدم اٹھا چکا ہے وہ نکاح نامہ لے کر وہاں آجائے تو کیا ہوگا یہ سوچا ہے آپ لوگوں نے؟"

" اسے کون سا پتا چلے" انہوں نے اس سے زیادہ خود کو بہلایا۔

" خدا کے لیئے امی خوش فہمیوں کے پہاڑ مت کھڑے کریں۔ان پر سے پھسل کر گرے تو بندہ دوبارہ اٹھ نہیں پاتا۔" مہرماہ بیزار تھی۔

" یہ اقول زریں اپنے باپ اور دادا کو جا کر سناؤ۔" وہ ضبط کھو کر غصے سے بولیں " ان سے کچھ کہو تو وہ مجھے سناتے ہیں تم ہو تو تم خود وکالت پڑھی ہوئی ہو جیسے۔ارے کسی کے پاس کوئی تو حل ہوگا نا اس مسلے کا"

" ابھی آپ لوگ صبر کر لیں پلیز امی۔۔۔۔تھوڑا ویٹ کریں۔اس خبیث شخص کو سامنے آلینے دیں۔آپ کا کیا خیال ہے اس نے محض مجھ سے شادی کرنے کے لیئے یہ قدم اٹھایا ہے؟ نہیں۔۔۔اس کا اصل لالچ پراپرٹی میں سے اپنا حصہ وصول کرنا ہے۔" تائی جان نے بے بسی سے اسے دیکھا تو ان کی آنکھ ڈبڈبا گئی۔

محض اپنی اولاد کے لیئے آنکھ نم کرنے والوں کے دل حقیقتاً بہت سخت ہوا کرتے ہیں۔صدیقہ بیگم کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا

تھا۔ان کے لیئے بس اپنے دکھ اور تکلیفیں ہی دکھوں میں شمار ہوتے تھے۔

"مان جاؤ مہرو۔آغاجان بہت رازداری سے تمہارا نکاح پڑھوا کر ملک سے باہر رخصت کر دیں گے۔کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی"

"ملک سے باہر نہ تو اللہ کوئی اور ہے اور نہ ہی اللہ کی شریعت۔اللہ کا واسطہ ہے امی۔۔۔کچھ عرصہ کے لیئے اس ٹاپک کو مت چھیڑیں۔"ان کی بات سن کر مہر ماہ کا دل کٹا تھا۔آنکھیں بھیگ گئیں۔

"اور میں نے کیا گناہ کیا ہے جو یوں چوری چھپے نکاح کر کے گمنام ہو جاؤں۔ساری عمر چھپ چھپ کر " کسی کو پتا نہ چل جائے" والی زندگی گزاروں۔اور سب سے بڑی بات یہ کہ نکاح پر نکاح؟"مہر ماہ نے تکلیف سے کہتے شکوہ کناں نظروں سے انہیں دیکھا تو باوجود ضبط کے اس کی آنکھیں چھلک گئیں۔وہ ماں تھیں ان کا دل بھی کٹ کر رہ گیا۔مگر فی الحال اس معاملے کا کوئی اور حل دکھائی نہیں دیتا تھا۔وہ مزید کوئی بات کیئے بنا اٹھ کر چلی گئی۔تائی جان دوپٹہ پھیلا کر اوپر دیکھتے ہوئے نئے سرے سے زرنگار اور نمیر کو بددعائیں دینے لگیں۔جن کی بدولت ان کے نیک نام خاندان کو بٹا لگ گیا تھا۔۔۔اور اب ان کی عزت کو بھی۔

☆......☆......☆

"بیوقوف ہو تم۔جو کبیر خان کی نرمی دیکھ کر اس قدر استحقاق سے اس کے خواب دیکھنے لگی ہو ملاحہ۔پہلے آغاجان کے ری ایکشن کے بارے میں سوچو۔"فرزین نے اس کی ساری بات سن کر تاسف سے اس کے چہرے کو دیکھا۔جس پر خوشی جگمگا رہی تھی۔پھر اسے گھسیٹ کر حقیقت کی دنیا میں لانے کی سعی کی۔

"نفع و نقصان محبت میں نہیں کاروبار میں دیکھا جاتا ہے فری۔محبت تو ایک بہت خالص جذبہ ہے۔"

"وہ بے شک ہمارے ساتھ پلا بڑھا ہے ملی! مگر آغاجان کے لیئے اس کی حیثیت ایک نوکر کے جیسی ہی ہے۔تم طوفان کو بلاوا مت دو۔رحم کرو کبیر خان پر۔کیوں اس کا خانہ خراب کروانا ہے"فرزین کو تو ابھی سے آنے والے طوفان کی دھمک سنائی دینے لگی تھی۔پریشانی سے بولی تو ملاحہ ہنستی چلی گئی۔

محبت اگر خدشات اور ڈراووں کی فکر کیا کرتی تو اب تک اس دنیا سے اٹھ چکی ہوتی۔ہر قسم کے طوفان کا مقابلہ کر کے بھی ثابت قدم رہنا ہی تو محبت ہے۔

"بس کرو فری۔۔۔ابھی تو بس اس سرور میں گم رہنے دو کہ کبیر کی بھی میرے لیئے وہی فیلنگز ہیں جو میری اس کے لیئے"وہ آنکھیں بند کیئے خوشی سے جھوم رہی تھی۔

"نمیر آفندی آغاجان کا اپنا خون ہے۔وقار چچا کا بیٹا۔مگر اس کی حیثیت دیکھ لو تم آغاجان کی نظروں میں۔کبیر کو وہ کیا سمجھتے ہیں بھلا"فرزین ظالمانہ حد تک حقیقت پسند تھی۔ملاحہ نے اسے گھور کر دیکھا۔

http://kitaabghar.com

"تم میری طرف ہو یا آغا جان کی طرف؟ جب سے یہ خوش خبری تمہیں سنائی ہے کسی منحوس سیاستدان کی طرح بری پیش گوئیاں کر رہی ہو بس"

"ایک بھی لفظ غلط کہا ہو تو بتاؤ۔ وہ ٹیرس کی دیوار سے ٹیک لگاتے ہوئے بے نیازی سے اسے چیلنج کر رہی تھی۔ ملاحہ کا دل لمحہ بھر کو افسردہ ہوا۔ پھر اس کی نظر ریلنگ سے گزرتے ہوئے نیچے پورچ کی طرف اٹھی تو وہ فرزین کا بازو گھسیٹ کر اسے ریلنگ کی طرف لائی۔ نیچے کبیر خان کی گاڑی آ کر کھڑی ہوئی تھی۔ وہ گاڑی سے اتر کر اب واچ مین سے کوئی بات کر رہا تھا۔ بلیو جینز اور گرے بلیک ٹی شرٹ میں ملبوس۔ سن گلاسز بالوں پر اٹکائے اونچا لمبا اور خوش شکل خان بلاشبہ خوب صورت مردوں میں شمار ہوتا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر اس کی طبیعت کا دھیما پن۔

"دیکھو اسے اور بتاؤ۔۔۔ کیا غلط ہے میرا اس کی محبت میں مبتلا ہو جانا" وہ پر شوق نظروں سے کبیر خان کو دیکھتے ہوئے بہت جذب سے پوچھ رہی تھی۔ کبیر خان اب اندر کی طرف آ رہا تھا۔ سن گلاسز اتارتے ہوئے ٹیرس کی طرف سے خود پر جمی دو محبت بھری آنکھوں کی چمک اس نے ایک اچٹتی نظر میں ہی پا لی تھی۔ مگر اس ایک بلا ارادہ اٹھنے والی نظر کے بعد وہ فوراً نظر جھکا کر لمبے ڈگ بھرتا اندر چلا گیا تھا۔ تمتماتے چہرے اور چمکتی آنکھوں کے ساتھ ملاحہ نے فرزین کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو۔۔۔ اب بتاؤ؟

"وہ بہت اچھا ہے ملی۔۔۔ مگر کہاں لکھا ہے کہ اچھے لوگوں کو تباہ و برباد کر دیا جائے؟" فرزین نے بڑے تحمل سے طنز کیا تھا۔

"تباہ کیوں؟" ملاحہ نے اسے ذرا سا گھورا پھر مسکرا کر دونوں بازو دائیں بائیں پھیلاتی آنکھیں بند کیئے گھوم سی گئی۔

"محبت تو بنا دیتی ہے سنوار دیتی ہے۔۔۔ اور خوب صورت بنا دیتی ہے زندگی کو۔ انسانوں کو"

"جی۔۔۔ بالفرض انسان زندہ بچے تو" فرزین کا لقمہ کڑوے کریلے جیسا تھا۔ ملاحہ نے آنکھیں کھولیں اور خشمگیں انداز میں اسے گھورا۔۔

"تم تھوڑی دیر کے لیئے اپنی یہ منحوس باتیں بند کر کے مجھے خوش نہیں ہونے دے سکتیں؟"

"مفروضوں پہ زندگیاں نہیں گزرا کرتیں ملاحہ۔ تائی جان ہی کا سوچ لو۔ وہ تو داماد کے لیئے اپنے بنائے معیار سے ایک انچ بھی نیچے نہیں آئیں گی" فرزین نے اسے آئینہ دکھانے کی کوشش کی مگر جو خود کو کامل سمجھ بیٹھا ہو اس کا علاج کیا ہو سکتا تھا بھلا؟

"اللہ کے کرنے سے سب ہو جاتا ہے فری! بندوں کے چاہنے سے نہیں۔ میں تو بس اللہ سے مانگ رہی ہوں کبیر کو۔ وہی دے گا مجھے" وہ اس قدر تیقن سے بولی کہ فرزین کا مزید کچھ کہنے کو کھلا منہ بند ہو گیا۔ مگر اس نے ملاحہ کے جگمگاتے چہرے کو دیکھ کر اس کی خوشیوں کے دائمی ہونے کی دعا ضرور کی تھی۔

☆......☆......☆

رات کے کھانے کے بعد آغا جان نے مہر ماہ کو اپنے کمرے میں بلوا لیا۔

"میں نے آپ کو بتا تو دیا تھا اپنا جواب۔ پھر کیوں بلا رہے ہیں؟" وہ نروس سی ہو کر تائی جان سے ناراضی سے کہہ رہی تھی۔

"مجھے تو کہہ لیا۔ اصل کام ہے آغا جان کو سمجھانا۔ وہ تو بس کسی کے ساتھ بھی دو بول پڑھا کر تمہیں رخصت کرنے کو ہیں۔ اب جاؤ اور وہ عقلمندانہ باتیں انہیں بھی سناؤ" وہ طنز سے بولیں۔ ماں تھیں ان کا بھی یہی دل تھا کہ کسی نہ کسی طرح مہر ماہ اپنے گھر کی اس طرح ہو جائے کہ نمیر کو پتا بھی نہ چلے۔ اگر مہر ماہ ذرا سی بھی اپنے رویئے میں لچک دکھاتی تو اب تک یہ کام ہو چکا ہوتا۔ اب بات آغا جان تک پہنچ گئی تھی اور مہر ماہ کے خیالات بھی۔

وہ لرزتے دل کے ساتھ اسٹڈی میں داخل ہوئی۔ آغا جان چائے کا کپ سامنے رکھے کسی کتاب کی ورق گردانی میں مصروف تھے۔ اسے دیکھ کر فوراً کتاب بند کر کے سائیڈ پر رکھ دی تو مہر ماہ کو اندازہ ہو گیا کہ وہ لمبی بات کرنے کے موڈ میں تھے۔ ورنہ اگر مختصر بات کرنی ہوتی تو وہ محض کتاب میں انگلی رکھ کر بند کر لیتے۔ اور بات ختم کرتے ہی وہیں سے کتاب کھل جاتی۔ انہوں نے مہر ماہ کو سامنے کاؤچ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ دھڑکتا دل لیئے بیٹھ گئی۔ سر جھکائے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کیئے۔ گناہگار نہ ہوتے ہوئے بھی گناہگاروں کی طرح۔

وہ کھنکھارے۔ گویا بات شروع ہوا چاہتی تھی۔

"ہوں۔۔۔ پتا چلا ہے مجھے تمہاری ماں سے تمہارے خیالات کا۔ مگر کیا زندگی اس طرح گزاری جا سکتی ہے؟"

"زندگی اس طرح بھی نہیں گزر سکتی آغا جان جس طرح امی کہہ رہی تھیں۔ کسی کو فریب دے کر رشتہ جوڑ بھی لیا تو نمیر کے سامنے آتے ہی طوفان مچ جائے گا آغا جان"

"کوئی ثبوت نہیں اس نکاح کے ہونے کا مہرو۔" ان کا لہجہ دھیما تھا۔ مہر ماہ کی آنکھ بھر آئی۔

"اس کے پاس نکاح نامہ ہے آغا جان۔ اور اس پر میرے سائن"

"تنسیخِ نکاح ہو جائے گا تو پھر تمہیں کسی سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"اس نے بدلہ لینے کے لیئے اتنا غلط راستہ استعمال کیا ہے آغا جان۔ بالفرض اگر نکاح ختم ہو بھی جائے تو کیا وہ چپ بیٹھا رہے گا؟ کل کو اس گھر کی کسی دوسری بیٹی پر آنچ آئے اس سے بہتر ہے کہ میں ہی قربانی دوں آغا جان۔ زندگی تو وہی تھی جو برباد ہو گئی اب اور کیا ہو گی"

بہت مدھم لہجے میں گفتگو کرتے آغا جان کو غصہ آیا۔

"کیا کرنا چاہتی ہو تم؟"

"میں چاہتی ہوں کہ وہ ہمارے سامنے آئے۔ اسے اس کا حق دیا جائے تب وہ مجھے آزاد کر دے گا آغا جان" مہر ماہ نے دل

مضبوط کر کے کہہ ہی دیا تھا۔

" کیا بکواس ہے یہ۔۔۔" وہ گرج اٹھے۔ "ایک طوائف کا بیٹا اب ہماری وراثت کا حصہ دار بنے گا؟"

" وہ وقار آفندی کا بھی بیٹا ہے آغا جان! اور نسلیں بیٹوں سے چلا کرتی ہیں۔ ان کی بیویوں سے نہیں" اندر سے خوف زدہ ہوتے ہوئے بھی مہر ماہ نے ہمت کر کے کہہ ہی دیا۔

" الحمدللہ۔۔۔ اللہ نے وارث دے دیا ہے ہمیں۔ اب اور کسی ایرے غیرے کی ضرورت نہیں رہی" ان کا چہرہ طیش سے لال ہوا۔

" آپ کے کہہ دینے سے جو رشتہ موجود ہے وہ ختم نہیں ہو جائے گا آغا جان! اسی غلط رویئے نے اسے اس راہ پر چلنے پر۔۔۔۔۔"

" بکواس مت کرو۔۔" وہ مہر ماہ کی بات کاٹ کر گرجے تو اس کا دل دہل گیا۔ زبان ایک دم تالو سے چپک گئی۔ آغا جان کے سامنے تو ضرورت کی بات کر لینا ہی کسی معرکے سیکم نہ تھا کجا کہ ان کے سامنے نمیر وقار آفندی کے حق کے لیئے آواز اٹھانا۔

" دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا؟ اس بے حمیت انسان کے ساتھ مل گئی ہو تم جس کے نام و نشان کا کچھ پتا نہیں"

" ایسا مت کہیں آغا جان۔۔۔" وہ اس الزام پر تڑپ اٹھی۔ "اس ساری لڑائی میں سب سے زیادہ استحصال میرا ہوا ہے۔ میں تو دیکھتے ہی اسے گولی مار دینے کے حق میں ہوں"

" تو پھر کیوں اس کی حق داری کی حمایتی بن کر بات کر رہی ہو؟" ان کا غصہ کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔

" تو اور کون سا طریقہ ہے اس سے مجھے چھٹکارہ دلوانے کا؟ ایسے وہ کبھی بھی سامنے نہیں آئیگا آغا جان۔ اور دنیا میں ایسا کوئی انسان نہیں جو میرے ایک نکاح کے ہوتے ہوئے مجھ سے دوسرا نکاح کر لے" وہ بے بسی کی حد تک زچ آ گئی۔ آغا جان کے دماغ سے ان کے فرمودات نکال کر اپنا خیال اس میں ڈالنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔

" تم صرف اپنا منہ بند رکھو سمجھیں" انہوں نے درشتی سے اسے جھڑک دیا۔ پھر مونچھوں کو تاؤ دے کر تنبیہی انداز میں بولے۔

" کچھ باتیں اور فیصلے بڑوں پر چھوڑ دینے میں ہی بھلائی ہوتی ہے۔ دنیا میں کیا کیا نہیں ہوتا۔ ایک تمہارا دھوکے سے نکاح ہو گیا تو کیا؟ اس کی کوئی اہمیت نہیں سمجھیں۔ میں نے دوسرے مسلک کے ایک عالم سے پتا کروا لیا ہے۔ زبردستی کے نکاح کی کوئی حیثیت نہیں۔" وہ اسے بچوں کی طرح بہلا رہے تھے۔ مہر ماہ کو صدمے نے گھیرا۔

" اپنی من مرضی کا فیصلہ لینے کے لیئے آپ نے دوسرے مسلک کے عالم سے فتوی لے لیا؟"

" تو کیا ہوا۔۔۔ جب مذہب ہمیں گنجائش دے رہا ہے تو کیوں نہ فائدہ اٹھائیں" وہ اطمینان سے بولے تو زندگی میں پہلی بار مہر ماہ کو احساس ہوا کہ اس پر رعونت شخص نے اپنی زندگی میں کتنے اور غلط فیصلے کیئے ہوں گے۔ اسے پہلی بار احساس ہوا کہ کچھ لوگ مذہب کو کس طرح اپنی ذات کے لیئے توڑ مروڑ کر استعمال کرتے ہیں۔ یعنی جس مسلک سے اپنی پسند اور طمانیت کا فتوی ملا اسے لاگو کر کے زندگی

آسان بنالی۔۔۔۔مگر صرف دنیاوی زندگی۔۔۔اُخروی زندگی پر تو ایک ہی فتویٰ لاگو ہونے والا تھا۔۔۔مالکِ کل کائنات کا فتویٰ۔۔۔ جو روز روشن کی طرح عیاں کتاب میں درج ہے۔مگر جس کا ہر کوئی اپنی مرضی اور آسانی کے لیئے مطلب نکال رہا ہے۔۔۔۔مذہب میں گنجائش نکالنے والوں پر بہت بھاری دن آئے گا بیشک۔۔۔۔تو کوئی ہے جو سوچے سمجھے؟۔؟

"آپ اس سے رابطہ کریں آغا جان۔اسے ٹیبل ٹاک پر آمادہ کریں۔کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکل آئے گا"

"ہونہہ۔۔۔وہ طوائف کا بیٹا اس قابل ہے کہ آغا ذوالفقار خان اس کو اپنے بالمقابل بیٹھنے کا شرف بخشے (اف۔۔اے خاک کے پتلے تیری رعونت) مہر ماہ کا دماغ چٹخنے لگا۔

"طوائف کا بیٹا سہی آغا جان! لیکن اللہ کو یہی منظور تھا کہ وہ آغا ذوالفقار خان کی نسل میں پیدا ہو" آج بہت عرصے کے بعد وہ آغا جان کے سامنے احتجاج کر رہی تھی۔وہی پرانی مہر ماہ۔۔۔۔ڈانٹ کھا کر بھی اپنی بات آغا جان کے کانوں تک پہنچا دینے والی۔

"باااااس۔۔۔"وہ ہاتھ اٹھا کر گرجے تھے۔مہر ماہ کی زبان لڑکھڑا گئی۔

"اٹھو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔تم اس قابل نہیں ہو کہ تم سے کوئی عقلمندانہ مشورہ لیا جا سکے"مہر ماہ کا دل تو چاہا کہ کہہ دے آپ جیسے عقل مندانہ مشورے تو میں ساری زندگی نہیں دے سکتی۔مگر پھر لب بھینچتی اٹھ کر تیزی سے باہر نکل آئی۔دوپٹے کے پلو سے آنکھیں پونچھتے ہوئے اسے اپنی اس بے بس زندگی پر اور رونا آیا۔وہ اس قدر ملول اور افسردہ تھی کہ اپنے کمرے سے نکلتی ثمرہ نے بے اختیار ہی اسے آواز دے ڈالی۔

"ابھی طبیعت ٹھیک نہیں ہے چچی جان۔۔۔ٹھہر کر آتی ہوں"اس نے نظر چراتے ہوئے بھرائے لہجے پر قابو پا کر بہانہ بنایا۔

"بس دو منٹ کے لیئے آ جاؤ مہر۔۔زیادہ وقت نہیں لوں گی تمہارا"انہوں نے نرمی سے اصرار کیا تو مہر ماہ سے مزید کوئی بہانہ نہیں بنایا گیا۔اور وہ ان کے کمرے میں چلی آئی۔

"بیٹھو۔۔۔"انہوں نے بیڈ کے پاس رکھی کرسی کی طرف اشارہ کیا اور خود اس کے سامنے بیڈ کے کنارے پر ٹک گئیں۔

لمحہ بھر انہوں نے کچھ سوچ کر جیسے الفاظ جمع کیئے۔پھر گہری سانس بھر کر اسے دیکھا۔

"آگے کی زندگی کے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے۔؟"

"یہاں پہلے کون سا میری سوچ پر زندگی چل رہی ہے"وہ تلخ ہوئی۔جیسے زمانے بھر سے ناراض ہو۔

"پھر بھی۔اس مسئلے کا کوئی حل تو نکالنے کی کوشش کی ہی ہو گی تم نے؟"وہ اسے بات کرنے پر اکسا رہی تھیں۔

"آغا جان ہیں ناں ہر مسئلے کا حل بتانے والے۔اس طرح کے تمام معاملات کے لیئے ان کی ذاتی ڈائری ہے فتووں والی۔"وہ تلخی سے گویا ہوئی۔پھر نم آنکھوں سے انہیں دیکھ کر بولی۔

"مگر میں نکاح پر نکاح کر کے حرام کی زندگی نہیں گزار سکتی چچی جان"

http://kitaabghar.com

"تو تم بھابی اور بھائی صاحب سے بات کرو۔ نکاح کھیل نہیں ہوتا۔" وہ تاسف سے بولیں۔ تو اس نے انگلی سے پلک کی نوک پر آجانے والا آنسو جھٹکا اور خود اذیتی سے ہنسی۔

"وہ بھی اسی خاندان سے ہیں۔ جو آغا جان کہہ دیں گے وہ فتویٰ بن کر ہماری قسمت پر لاگو ہو جائے گا۔ امی تو صبح ہونے سے پہلے مجھے کسی کے بھی ساتھ باعزت رخصت کرنے کو تیار ہیں"

"اُفف۔۔۔ وہی پرانے لوگ اور وہی ان کی سوچیں۔ بس کیلنڈرز ہی بدل رہے ہیں اس گھر کے۔ وقت اور سوچ تو جیسے تھم کر رہ گئی ہے یہاں" وہ کوفت سے بولیں۔

"وقار اور زرنگار کے قاتل انہی کو گردانتی ہوں میں۔ آدھا تو ان کے رویئے نے مار ڈالا تھا انہیں۔" وہ بات کرتے ہوئے دکھ کے اسی دور میں چلی گئی ہوں جیسے۔

"اتنا پیارے دل والا بندہ تھا وقار۔۔۔ کیا تھا جو اس نے ایک عورت کو عزت کی زندگی دینے کا سوچ لیا؟ یہ فیصلہ تو اللہ کی طرف سے ہوا کہ زرنگار کوٹھے سے نکل کر اس کوٹھی میں چلی آئے۔ وقار آفندی تو بس وسیلہ بنا۔ ہونہہ۔۔۔ یہاں وسیلوں کی حقیقت کو مانتا ہی کون ہے۔ ہر کسی کا اپنا عقیدہ اپنا فلسفہ۔ پورا آفندی ہاؤس دشمن ہو گیا ان کا۔ اللہ معاف کرے جن حالت میں وقار کی موت ہوئی ہو گی۔۔۔ اس کے گھر کی کسمپرسی چیخ چیخ کر بتا رہی تھی۔ اس کے بیٹے کی آنکھوں کی کبھی نہ پوری ہونے والی حسرتیں۔۔۔ اتنی بڑی جایئداد کا حصے دار ایک بار بھی پلٹ کر کوئی مطالبہ کرنے نہیں آیا۔ اور اب اگر وہ بیوقوفی کر ہی رہا ہے تو آغا جان محبت سے اسے گلے لگا کر سارے گلے شکوے مٹانے کی بجائے اس جنگ کو مزید بڑھاوا دے رہے ہیں۔"

"میں نے کہا تھا آغا جان کو۔۔۔ کہ اب اگر رابطہ ہو تو وہ نمیر کو مذاکرات کی ٹیبل پر بلائیں اور اس کا حق اسے دے کر بات ختم کر دیں۔ مگر ان کی انا یہ ہار برداشت نہیں کر سکتی چچی جان۔ چاہے اس میں کسی کی بھی زندگی برباد ہو جائے"

"نمیر کو صرف سمجھانے کی ضرورت ہے مہر ماہ۔ اسے یہ احساس دلانے کی کہ وہ ایک عزت دار ماں کا بیٹا ہے۔۔۔ اس کی ماں تو وہ ہیرا تھی جس کو وقار آفندی نے پورے ادب و احترام کے ساتھ اپنے خاندان کے سر کے تاج میں سجا دیا۔ مگر بات صرف یہ ہے کہ آفندی ہاؤس میں ہر کوئی اتنے بڑے دل والا نہیں تھا۔"

"میں آپ کی بات سمجھ رہی ہوں۔ مگر میری زندگی جس شخص نے برباد کر دی ہے میں اس کے ساتھ ہمدردی کیسے کروں؟"

"بڑے فیصلے کرنے کے لیئے دل بڑا کرنا پڑتا ہے مہر! اور سوچ بھی۔" انہوں نے گہرے لہجے میں کہا تو وہ خاموشی سے آنسو بہانے لگی۔

☆......☆......☆

"تم کیا ہر وقت کمرے میں ہی گھسی رہتی ہو۔ اس گھر کے لوگوں کے ساتھ تمہارا کوئی واسطہ نہیں ہے؟" آج طلال آتے ہی بستر پر لیٹی موبائل میں مگن تزئین پر برس پڑا۔ تو اس نے محض ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالی اور دوبارہ سے اسی کھیل میں مصروف ہو گئی" طلال نے دانتوں پر دانت جما کر اسے گھورا۔

"میرا جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے اسی کو ہمارے رشتے کا احساس نہیں تو باقی گھر والوں سے مجھے کیا لینا دینا" وہ طنزیہ کہتی طلال کے غصے کو ہوا دے گئی۔ اس نے آگے بڑھ کر تزئین کے ہاتھ سے موبائل جھپٹا اور بیڈ پر پٹخ دیا۔

"مشینوں سے زیادہ انسانوں کو اہمیت دینا سیکھو تزئین۔ سارا دن ٹی وی اور موبائل بس"

"اوہو۔۔۔" وہ اپنا طیش چھپاتے ہوئے تمسخرانہ ہنسی۔ "تو اس پڑھے لکھے گھرانے میں بھی لوئر کلاس مینٹیلیٹی (نچلے طبقے کی ذہنیت) پائی جاتی ہے۔ آتے ہی بیٹے کے کان بہو کے خلاف بھر دیئے"

"حد میں رہو تزئین۔۔" لال ہوتی آنکھیں لیئے اس نے انگلی اٹھا کر تزئین کو تنبیہی انداز میں کہا۔

"میں اندھا نہیں ہوں۔ مجھے بھی دکھائی دیتا ہے جو رویہ تمہارا گھر والوں کے ساتھ ہے"

"اور تمہیں اپنا رویہ دکھائی نہیں دیتا؟ مجھے کیا تم نے پتھر کی مورت سمجھ رکھا ہے۔ بے روح بے دل۔ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوتی تمہارے رویئے سے؟" وہ بھی پھٹ پڑی۔

"شرم کرو تزئین۔۔۔ کیا کمی ہے تمہیں یہاں۔ شادی کی ہے تو نبھا بھی رہا ہوں۔ اس کے باوجود تمہاری یہ سوچ ہے"

"ہاہ۔۔۔ بظاہر ہی شادی کر لی تم نے تو مجھ سے ورنہ دل و دماغ پر تو مہرماہ کا غلبہ اس قدر شدید ہے کہ مجھ میں اسی کی شبیہہ اسی کا لمس تلاشتے ہو تم" وہ اس قدر کڑا اور گھٹیا قسم کا طنز کرے گی یہ طلال کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ بے اختیار ہی اس کا ہاتھ اٹھا اور تزئین کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔

" کیا بکواس کر رہی ہو تم؟ اس طرح کا گھٹیا انسان سمجھتی ہو تم مجھے " اسے بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے وہ دانت پیستے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اس کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ کھا کر بے یقینی سے پتھر بنی تزئین کو جیسے ٹوٹ کر ہوش آیا تو وہ بھوکی شیرنی کی طرح غرا کر اس پر پل پڑی۔ تھپڑ، مکے، ناخن سب بے دریغ چلا لیئے۔ طلال اپنا غصہ بھولے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں جکڑ تا بامشکل اپنا بچاؤ کر رہا تھا۔

"تم۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے تھپڑ مارنے کی۔۔۔"

"بی ہیو یور سیلف۔۔۔۔" طلال نے اس کے دونوں ہاتھ اس کی کمر پر جکڑ لیئے اور دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔

"چھوڑ دو مجھے طلال۔۔ اگر تمہیں مہرو کا چاہ ہے تو تمہاری قربت میرے لیئے بھی ایک آزمائش سے کم نہیں۔۔۔ وہ قربت جہاں

فزیکلی تمہارے ساتھ میں ہوتی ہوں اور مینٹلی مہرماہ۔۔۔" وہ تحقیر بھرے لہجے میں بولتی طلال کو بھک سے اڑا گئی۔وہ تزئین سے اتنے گھٹیا انداز گفتگو کی توقع نہیں کر رہا تھا۔زور سے دھکا دے کر اسے بیڈ پر پھینکا۔اور منہ سے کف اڑاتے ہوئے بولا۔

"لعنت ہو تم پر اور تمہاری گھٹیا سوچ پر۔۔۔تم کبھی بھی مجھے حال میں جینے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہونے دوگی"

وہ کچھ نہیں بولی۔بیڈ پر اوندھی پڑی سسکتی رہی۔طلال سے اس قدر سخت رویئے کی اسے امید نہیں تھی۔وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ کر فریش ہونے کے لیئے واش روم میں گھس گیا۔منہ پر پانی کا چھینٹا مارتے ہی چہرے پر درد کی شدید لہر اٹھی تو اس نے سسکاری بھر کے بے اختیار ذرا سا چہرہ گھما کر سامنے آئینے میں دیکھا۔تو منہ سے بے اختیار تزئین کے لیئے گالی نکل گئی۔اس کا ناخن طلال کے رخسار کی سائیڈ پر لمبی کھرونچ ڈال چکا تھا۔جہاں پر خون کی لال بوندیں اُمڈ آئی تھیں۔اسی وجہ سے پانی وہاں کرنٹ کی طرح لگا تھا۔اس نے شیونگ کٹ کھول کر اس میں سے آفٹر شیو لوشن نکال کر زخم پر لگایا تو شدید تکلیف ہوئی۔

"الو کی۔۔۔" وہ دانتوں پر دانت جما کر درد ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

☆......☆......☆

آغا جان نے مبین آفندی کو مہر ماہ کا رشتہ ڈھونڈنے اور اسے انتہائی رازداری کے ساتھ رخصت کرنے کا آرڈر دے دیا تھا۔اب شریعت جو بھی کہے اور مسلک کوئی بھی فتویٰ دے آغا جان کی بلا سے۔مبین صاحب سر تھام کر بیٹھ گیئے۔مگر صدیقہ بیگم کے دل میں ٹھنڈ پڑ گئی۔

"اچھا ہے نا۔۔۔اس بے غیرت انسان کو بھی پتا چلے جو عزت دار گھرانے میں زبردستی گھسنے کی کوشش کر رہا ہے" وہ نمیر کو شکست دے کر خوش تھیں۔

"عزت ایسے نہیں ملا کرتی چھین جھپٹ کر"

مہر ماہ کو پتا چلا تو وہ ساکت رہ گئی۔پھر پھٹ پڑی۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے سب کا۔میں نے بتا دیا تھا آغا جان کو کہ میں کسی طور بھی یہ شادی نہیں کروں گی"

"تو بلا لو اسی بے نام ونشان کو۔اسی کے ساتھ رخصت کر دوں تمہیں" صدیقہ بیگم بدزبان تو اول درجہ کی تھیں۔اب بھی بیٹی کے جذبات واحساسات کا خیال کیئے بنا بولیں تو وہ جیسے حواس کھو کر چلائی۔

"ہاں۔۔۔صحیح کہہ رہی ہیں آپ۔ذلت کے اس گڑھے میں گرنے سے بہتر ہے کہ میں اسی کے ساتھ رخصت ہو جاؤں۔حلال کا رشتہ تو ہو گا نا" ضبط کرتے ہوئے بھی اس کی آواز بھرا گئی تھی۔تب تائی جان کو اپنی غلط گوئی کا احساس ہوا۔وہ کون سا مرضی سے اپنا نصیب لکھوا کر لائی تھی جو اسے طنز کا نشانہ بنایا جاتا۔

"مہرو۔۔۔میری بچی۔بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔کس کس کو زبردستی کے اس نکاح کی کہانی سناؤ گی۔اگر وہ کمینہ ساری عمر کے

لیئے روپوش رہا تو کیا اسی کے نام پر زندگی گزار دو گی۔؟" وہ بے بسی سے بولیں۔

"چند دن۔۔۔ صرف چند دن صبر کر لیں آپ لوگ۔ کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکل آئے گا۔ میں خود اس سے بات کروں گی۔ ڈائیورس مانگوں گی۔ اس نے ظلم سہا ہوا ہے امی۔۔۔ وہ رحم کی اہمیت سے لازمی واقف ہو گا۔" مہرماہ نے منت کرتے ہوئے تیقن سے کہا۔

"اتنا ہی رحم کرنے والا ہوتا تو زبردستی کے نکاح کے وقت تمہاری التجائیں سن لیتا" وہ بدمزہ سی ہو کر بولیں۔

"اس نے آپ لوگوں سے انتقام لینا تھا۔۔۔ وہ لے چکا۔ اگر واقعی گندا خون ہوتا اس کی رگوں میں تو مجھے صحیح سلامت واپس نہ چھوڑ جاتا امی۔ اس رشتے کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا" وہ ان سے نظر ملائے بنا بولی۔

"تو اب بھی کون سا اچھا کیا ہے اس نے ہمارے ساتھ. ابھی تک رشتے دار ہزار سوال کرتے ہیں۔ تمہارا رشتہ کیوں نہ ہوا۔۔۔ اور اسی لڑکے کو تزئین کا رشتہ کیوں دے دیا۔"

"لوگوں کا تو کام ہی دوسروں پر باتیں بنانا ہوتا ہے امی۔ آپ مہربانی کریں آغا جان کو منائیں۔ میں کسی طور یہ شادی نہیں کروں گی۔" مہرماہ نے بات ختم کر دی۔

مگر یہ بات ختم ہونے کی بجائے صحیح معنوں میں اب شروع ہوئی تھی۔ آغا جان کے ملنے جلنے والوں میں سے دو تین رشتے نکل آئے مہرماہ کے لیئے۔

اس رات مہرماہ نے شکر ادا کیا کہ نمیر کی کال آ گئی۔

" کہاں تھے تم۔۔۔ تمہیں اندازہ ہے کسی کی جان سولی پر لٹکا رکھی ہے تم نے۔" وہ کال اٹینڈ کرتے ہی اس پر الٹ پڑی۔

"اررر ے۔۔۔" وہ جیسے خوش گوار حیرت میں گھرا۔

"مجھے پتا ہوتا کہ مسز نمیر آفندی کو یہ جدائی سولی پر چڑھنے کے مترادف لگ رہی ہے تو روزانہ نائٹ پیکج پہ ساری رات بات کرتا" وہ ہلکا سا ہنسا۔

" نمیر۔۔۔ پلیز۔ فار گاڈ سیک۔ میری زندگی تباہ کر رہے ہو تم۔ آغا جان کو تمہارے اس اقدام سے کیا نقصان ہوا بھلا۔۔۔ تباہی کے دھانے پر تو میں آن کھڑی ہوئی ہوں"

"اب پتا چلا۔۔۔ کس قدر بے حس انسان بستے ہیں تمہارے آفندی ہاؤس میں" وہ تلخ ہوا۔

"تم تو ان میں سے نہیں تھے۔۔۔ ثمرہ چچی اتنی تعریفیں کرتی ہیں تمہاری امی کی۔۔۔ پھر تم نے اتنی بے حسی کیوں دکھائی؟" مہرماہ کا طنزیہ حملہ اس قدر اچانک تھا کہ لمحہ بھر کو دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

http://kitaabghar.com

"غصے میں انسان بہت سے غلط قدم بھی اٹھالیتا ہے۔" قدرے توقف کے بعد وہ مدھم لہجے میں بولا تو مہرماہ کو لگا جیسے شکار قابو میں آ گیا ہو۔

"اپنی غلطی کو سدھار لینا انسانیت کی دلیل ہے نمیر۔ تم کفارہ ادا کر سکتے ہو اس غلطی کا" وہ جال بچھاتے ہوئے بڑی ہوشیاری سے اسے راہ پر لاتے ہوئے بولی۔

"ہاں۔۔۔ تو بتاؤ۔۔ کب لاؤں بارات؟" جواباً اس نے اس قدر برجستگی سے پوچھا کہ مہرماہ بھک سے اڑی۔

"اس سے اچھا کفارہ اور کیا ادا ہو گا" وہ اپنی عقل مندی پر گویا سر دھن رہا تھا۔

"دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا۔۔۔؟" وہ غرائی۔

"ہاہاہا۔۔۔ مہرماہ آفندی۔۔۔ مصنوعیت کا لبادہ اوڑھ کر مجھے ٹریپ کرنے کی کوشش مت کرو۔ بے وقوف نہیں ہوں میں۔ تمہارے لب و لہجے کے اتار چڑھاؤ سے جان لیتا ہوں کہ کس ٹون میں بات کر رہی ہو" وہ اس کے بے وقوف بن جانے پر حظ اٹھا رہا تھا۔

"مجھ سے اچھا سلوک کیا ہوتا تو میں تمہیں سب کے سامنے سپورٹ کرتی نمیر۔ تم انتہا پر اترنے سے پہلے ایک بار تو مجھ سے بات کرتے۔ میں تمہارے حق کے لیئے آواز اٹھاتی۔ مجھے پتا ہے کہ اندر سے تم ایک اچھے انسان ہو۔ آغا جان کو تمہارا حق ادا کرنا چاہیئے"

"چلو۔ اس گھر میں مجھے بھی سپورٹ کرنے والا کوئی تو ہوا۔۔" وہ خوش دلی سے کہہ کر ذرا دیر کو رکا۔ پھر مدھم لہجے میں اضافہ کیا۔

" مگر ایک بات یاد رکھنا مہرماہ۔۔۔ میرے اس حق میں اب تم بھی شامل ہو۔"

"شٹ اپ۔۔۔ یو اسٹوپڈ۔۔۔" وہ جو غور سے اس کو سن رہی تھی اس کی بات کا مطلب سمجھ کر بے اختیار ہی غرا اٹھی۔ تو وہ ہنستا ہی چلا گیا۔

"بس۔۔۔ یہ ہے تمہاری حقیقت۔" وہ سنجیدہ ہوا تھا۔

"مجھے نفرت ہے دوغلے پن سے مہرماہ۔ تم کیا سمجھتی ہو میں اپنے لیئے تمہارے دل میں بھرے زہر سے واقف نہیں ہوں۔ مجھے دھوکا دینے کی کوشش مت کرو۔ اور نہ ہی میں ان شوگر کوٹڈ لفظوں سے متاثر ہونے والا ہوں"

"تو پھر تم جہنم میں جاؤ" غصے سے بے قابو ہو کر کہتے ہوئے مہرماہ نے کال اینڈ کر دی۔ غصے اور ٹینشن کے مارے سر میں درد شروع ہو گیا تھا۔ وہ سر تھام کر بیٹھ گئی۔

☆......☆......☆

آج فرزین کا پیپر نہیں تھا۔ ملاحہ کو اکیلے ہی کالج آنا پڑا۔ اور اب وہ پیپر دینے کے بعد فارغ ہو کر گاڑی کا انتظار کر رہی تھی۔ خدا خدا کر کے گاڑی کی جھلک دکھائی دی تو وہ برے موڈ کے ساتھ گاڑی کی طرف بڑھی۔ مگر گاڑی کے اندر بیٹھتے ہی اے سی کی

خنکی نیچھ اس طرح غصہ ٹھنڈا کیا کہ وہ کچھ کہے بنا بس کبیر کی طرف ناراضی سے دیکھ کر چہرہ کھڑکی کی طرف موڑ کر بیٹھ گئی۔

"معذرت۔۔۔آغا جان کے کام سے گیا ہوا تھا۔وہاں سے سمجھیں گاڑی اڑاتے ہوئے آیا ہوں۔" کبیر نے با آواز بلند وضاحت اور معذرت پیش کی۔تو لامحالہ اسے نگاہ اٹھا کر دیکھنا پڑا۔بیک مرر میں کبیر کی مسکراتی آنکھوں کے شربتی کانچ میں بہت لو دیتا سا جذبہ تھا۔ملاحہ کا دل جیسے دیئے کی لو پر رکھا آہستہ آہستہ پگھلنے لگا۔اس نے بوجھل ہوتی پلکوں کو جھکا لیا۔

"میں کب سے تمہارے انتظار میں تھی۔۔"

"یقین کریں میرے بھی دھیان کے سبھی دھاگے آپ ہی سے جڑے ہوئے تھے" جیسا شکوہ تھا ویسا ہی برجستہ جواب تھا۔ملاحہ کا دل بہت سبک سا ہو کر دھڑکنے لگا۔

"پیپر تو بہت اچھا ہوا ہوگا آپ کا؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ملاحہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تمہیں کیسے پتا چلا؟"

"آپ چہرے سے ہی بہت لائق نظر آتی ہیں" اس کی سادہ سی بات نے ملاحہ کے چہرے پر ہنسی بکھیر دی۔

"تمہیں کیسے پتا چلا۔۔تم تو نظر اٹھا کر دیکھتے ہی نہیں ہو خان" اس کا انداز چھیڑنے والا تھا۔

"نظر اٹھا کر دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی ملاحہ بی بی" وہ گہرے انداز میں بولا۔تو ملاحہ کے چہرے پر رنگ سے بکھر گئے۔مگر اس کی بات کا اثر زائل کرنے کے لیئے ملاحہ نے بات بدل دی۔

"اف۔۔۔یہ بی بی کا دم چھلا تو مت لگایا کرو میرے نام کے ساتھ" اس نے ناک سکیڑ کر کہا۔کبیر نے اچٹتی نگاہ بیک مرر پر ڈالی اور پھر ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

"جہاں تک حق ہے وہیں تک بات ہو سکتی ہے اس سے آگے تو بے ادبی ہوگی"

اس کی بات سن کر ملاحہ سوچتی نظروں سے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔گاڑی میں پھیلی خاموشی بہت معتبر تھی۔ان کہی ان سنی سی۔

گاڑی پورچ میں آ کر رکی تو وہ اتر کر اندر بڑھنے لگی۔پھر کچھ سوچ کر واپس پلٹی اور گاڑی کی اگلی کھڑکی کے پاس ذرا سا جھکی۔

"تمہیں حق ہے اس بے ادبی کا کبیر!" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہہ کر پلٹ گئی۔کبیر کے لبوں پر کھیلنے والی مسکراہٹ میں طمانیت کے سبھی رنگ تھے۔

☆......☆......☆

"آغا جان نے مہر ماہ کے لیئے رشتہ ڈھونڈ ہی لیا بالآخر۔۔۔" ثمرہ نے موحد کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے جیسے اسے خوش خبری سنائی تو وہ جو جھک کر دراز سے کچھ نکال رہا تھا سیدھا ہو کر پورے کا پورا ان کی طرف مڑ گیا۔

"واٹ۔۔؟" اس کی آواز ہی نہیں بلکہ تاثرات میں بھی بے یقینی تھی "اس کا تو نکاح ہو چکا ہے"

"ہونہہ۔۔۔اس زبردستی کے نکاح کی بھلا کیا اہمیت ہے ان کی نظروں میں۔نہ کوئی گواہ نہ کوئی نکاح نامہ" وہ لاپروائی سے کہتی اس کی وارڈروب کھول کر جائزہ لینے لگیں۔"اب تم بھی شادی کر ہی لو موحد۔کم از کم وارڈروب کی حالت تو ٹھیک رہے گی تمہاری"

وہ بالکل غیر متعلق بات پر آ گئیں۔مگر موحد کی سوئی تو وہیں اٹکی تھی۔

"دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ان لوگوں کا. نکاح پر نکاح کروائیں گے؟" اس کی تیوریاں چڑھیں۔

"یہ بات تو تم اپنے آغا جان سے پوچھو جا کر۔یہاں ظلم کی ہر روایت انہی کے دست مبارک سے شروع ہوتی ہے" وہ تلخی سے گویا ہوئیں۔

"آپ بھی تو بول سکتی تھیں۔آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ وہ نمیر وقار آفندی کے نکاح میں ہے" وہ ناراضی کا اظہار کرنے کی خاطر دراز زور سے بند کرتے ہوئے بولا۔

"مہر ماہ کی گواہی کافی نہیں ہے اس کے لیئے۔؟" انہوں نے تحمل سے کہتے ہوئے اس کی ٹائیوں کی ترتیب کو درست کیا اور وارڈروب کا دروازہ بند کر دیا۔

"اور مہر ماہ۔۔۔؟"

ثمرہ گہری سانس بھر کر تاسف سے بولیں۔

"پنجرے میں پھنسا شکار جتنی کوشش کر سکتا ہے وہ بھی اتنی کر رہی ہے"

"آغا جان کا تو دماغ خراب ہے۔" اس نے درشتگی سے کہتے ہوئے سر جھٹکا۔بھلا وہ کیسے مہر ماہ کو حرام کی زندگی گزارنے پر مجبور کر سکتے تھے۔

"نمیر کے اس اقدام سے آغا جان ہوں یا صدیقہ بھابی' کسی کی ضد کا بت نہیں ٹوٹا موحد! ٹوٹی ہے تو صرف مہر ماہ اور اس کے خواب" وہ دکھ میں گھری گہرے لہجے میں کہہ کر چلی گئیں۔مگر یہ نہیں دیکھا کہ موحد آفندی ایسے کھڑا رہ گیا جیسے زمین نے وہیں پیروں کو جکڑ لیا ہو۔

☆......☆......☆

"تم دوسری شادی کر رہی ہو؟" وہ کچن میں آیا تو مہر ماہ کو چائے کا پانی پکنے کے انتظار میں کھڑے دیکھ کر زبان پھسل گئی۔جواباً مہر ماہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا تو وہ سنبھل کر بولا۔

"میرا مطلب ہے کہ آغا جان کا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟"

"تو تم بات کرلو جا کر ان سے۔ داؤ پیچ لڑا کر بزنس سمیٹ سکتے ہو تو یہ بات کیوں نہیں" وہ تلخی سے کہہ کر ابلتے ہوئے پانی میں پتی ڈالنے لگی۔ ماحول پر ایک خوش گوار سی مہک حاوی ہو گئی۔ اس کی بات سن کر لمحہ بھر کے لیئے تو موحد بھی چپ سا ہو گیا۔ پھر بہت پرسکون لہجے میں بولا۔

"بہت عرصہ سب نے اس بزنس پر عیاشی کی ہے۔ اگر میں کرلوں گا تو کوئی غضب نہیں ہو جائے گا"

مہر ماہ چپ چاپ کھولتے قہوے کو دیکھ رہی تھی۔ موحد نے اچٹتی نظر اس پر ڈالی۔ جب وہ اس گھر میں آیا تھا تو سب سے چمکتا ہوا روپ مہر ماہ کا تھا۔ مگر اب وہ مرجھائی ہوئی تھی۔ اسے ثمرہ کی بات یاد آئی۔ (بھلا اپنے خوابوں سے کٹ کر کون جی پایا ہے)

"تم نے آغا جان سے بات نہیں کی۔۔۔ یہ نکاح شرعاً حرام ہوگا" وہ نرمی سے بولا۔

"آغا جان کی اسٹڈی میں شریعت اور فتاوی کی کتابوں کا انبار ہے۔ کیا پھر بھی حلال حرام کا یہ فرق میں جا کر انہیں سمجھاؤں؟" مہر ماہ نے تحمل سے اسے دیکھا۔

"تم یہ نکاح کروالوگی؟" وہ بے یقینی سے پوچھ رہا تھا۔ مہر ماہ کی آنکھیں اپنی بے بسی پر بھر آئیں۔

"آغا جان کو اپنی بات سمجھانا مشکل سہی مگر اپنی جان دے کر خود کو حرام کام سے بچانا تو ثواب کا کام ہوگا یقیناً" موحد گنگ رہ گیا۔ مگر یہ محض ایک لمحے کی بات تھی۔ اگلے ہی پل اس نے مہر ماہ کا بازو پکڑ کر جھٹکا دیا۔

"شٹ اپ۔۔۔ یو فول۔ خودکشی حرام ہوتی ہے پتا ہے نا" وہ درشت لہجے میں بولا۔ مہر ماہ نے اس کا ہاتھ پیچھے ہٹایا اور رسان سے بولی۔

"حرام زندگی یا حرام موت۔۔۔ ایک کو چننا میرا نصیب ہے موحد۔ حرام کی زندگی گزارنا بہت مشکل ہے۔۔۔ تو ہر روز مرنے سے بہتر نہیں کہ میں ایک ہی بار مر جاؤں" وہ جذباتی کیفیت میں گھری کہتے ہوئے ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو دی تو موحد سے دکھ کی اس فضا میں کھڑے رہنا انتہائی مشکل ہو گیا۔

☆......☆......☆

ثمرہ نے اپنی پوری کوشش کی آغا جان کے دماغ سے مہر ماہ کی شادی کا کیڑا نکالنے کی مگر وہی ڈھاک کے تین پات۔

"اس رذیل انسان کے ساتھ زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ وہ حرام کی زندگی ہی گزار لے" وہ طیش بھری نفرت سے بولے تو ثمرہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔

توبہ توبہ۔۔۔ کیا کفریہ کلمات تھے۔

"یعنی آپ جانتے ہیں کہ یہ صحیح راستہ نہیں ہے آغا جان؟" وہ دکھ میں گھری بامشکل بول پائیں۔

http://kitaabghar.com

"تو کیا کروں؟ اس طوائف کے بیٹے کو فرزندی میں لے لوں؟" وہ بگڑ کر پھر تفاخر سے جتایا۔

"اس خاندانی ساکھ کی رگوں میں دو بیٹوں کی قربانی کا خون دوڑ رہا ہے بہو۔ کل کے لونڈے کے ہاتوں اسے زمین پر رول نہیں سکتا"

ثمرہ نے دکھ سے انہیں دیکھا۔

"وہ وقار کا بیٹا ہے آغا جان! یہی سمجھ کر اسے قبول کر لیں اور مہر کو باعزت طور پر رخصت کر دیں اسی کے ساتھ۔ پھر بھلے ساری زندگی اس سے نہ ملیں"

ثمرہ نے پرامید نظروں سے انہیں دیکھا۔ تو انہوں نے تنفر سے ایک طرف تھوک دیا۔ اور حقارت سے بولے۔

"وقار آفندی گند میں گرا تھا اور میں اس گند کو اٹھا کر اپنے خاندان کے اونچے شملے میں لگا لوں؟"

"مہر کے لیئے زندگی بہت مشکل ہو جائے گی آغا جان۔ اگر نمیر شادی کا ثبوت لے کر سامنے آ گیا تو دوسرا نکاح باطل ثابت ہو جائے گا۔ اور دنیا کی باتیں الگ۔ ساری عزت چلی جائے گی" وہ بڑے حوصلے سے انہیں سمجھا رہی تھیں۔

"بااس۔۔۔" انہوں نے ہاتھ اٹھا کر ثمرہ کو کرختگی سے ٹوک دیا۔

"ہماری نسل کے وارث کی ماں ہو اس لیئے تمہاری اتنی بات بھی سن لی۔ اب جاؤ اور مہمانوں کی آمد کا انتظار کرو بس"

وہ بے بسی اور غصے کے ملے جلے تاثرات لیئے وہاں سے اٹھ آئیں۔

"دیکھ لیا بات کر کے۔۔۔" سائرہ چچی کو ان کی شکل سے ہی اندازہ ہو گیا کہ کیا خاطر کی ہو گی آغا جان نے ان کی۔

"جہاں ماں کو ہی بیٹی کے احساسات کی پرواہ نہ ہو وہاں بھلا آغا جان کیا خاک احساس کریں گے" ثمرہ سخت کبیدہ خاطر ہوئیں۔

"آپ کو کیا پڑی ہے بھابی پرائی آگ میں کودنے کی۔ اچھا ہے بیاہ کر یہاں سے رخصت ہو۔ ابھی تک تو طلال کو اس کے نکاح کی حقیقت کا نہیں پتا۔ یہ پردہ پڑا ہی رہے تو بہتر ہو گا" وہ بے زاری سے بولیں تو ثمرہ نے دکھ اور افسوس کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ انہیں دیکھا۔ اپنی بیٹی کی بہتر زندگی کے لیئے جو مہر ماہ کو کسی کھائی میں بھی دھکیلنے کو تیار تھیں۔

رات کے کھانے کے بعد جب مہر ماہ فریج میں سے سویٹ ڈش لانے کے لیئے اٹھی تو آغا جان نے کسی کو بھی مخاطب کیئے بنا باآواز بلند گویا اعلان کیا۔

"مہر ماہ کو دیکھنے ایک فیملی آ رہی ہے کل۔ چائے کی تیاری کر لینا اچھی سی۔"

"آغا جان۔۔۔ ذرا کچھ دن اور نکال لیتے۔۔۔ ہو سکتا ہے یہ معاملہ کسی سائیڈ پر لگ ہی جاتا۔ کل کو وہ ناکح ہونے کے دعوے کے ساتھ آ بھی سکتا ہے" مبین صاحب نے ہمت کر کے کہہ ہی دیا۔ مہر ماہ کے قدم باہر ہی ٹھہر گیئے۔

" آغا جان اگر کوئی جاننے والے لوگ ہیں تو ان کو ساری صورت حال بتا کر بھی تو رشتہ طے ہوسکتا ہے" صدیقہ بیگم تو راضی برضا تھیں۔کسی طور بس اس طوائف کے بیٹے سے جان چھوٹ جاتی۔

" چپ کر کے یہ رشتہ ہوجانے دو۔خبر دار جو کسی کو کوئی بھنک بھی پڑنے دی ہو تو" آغا جان سرد مہری سے بولے۔ثمرہ نے چبھتی نظروں سے واش بیسن پر ہاتھ دھو کر آتے موحد کو دیکھا۔

"ایسا کون مہربان بیٹھا ہے ہمارا جو سب کچھ جان کر مہر ماہ کا رشتہ قبول کرے گا۔۔۔یا مانگے گا" انہوں نے تنفر سے ہنکارہ بھرا۔جیسے سارا قصور ہی لڑکی کا ہو۔موحد اپنی کرسی پر بیٹھتے بیٹھتے ٹھٹکا۔اسے فی الفور سمجھ آئی تھی کہ بات کس رخ پر چل رہی ہے۔اس کے ماتھے پر بل پڑے۔اس نے ناگواری سے کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کہ اس کے تاثرات دیکھتی ثمرہ نے ٹھہرے ہوئے مگر بلند لہجے میں کہا۔

"میں مانگتی ہوں آغا جان۔۔۔سب کچھ جانتے بوجھتے بھی میں مہر ماہ کا رشتہ اپنے موحد کے لیئے مانگتی ہوں۔اور مجھے امید ہے کہ بھابی اور بھائی صاحب کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا"

وہ تو دھماکہ کر کے خاموش ہوگئیں مگر ٹیبل پر ایک دم سکوت طاری ہوگیا۔موحد نے بے یقینی سے ماں کی طرف دیکھا تھا۔ڈائننگ روم کے باہر کھڑی مہر ماہ کے لرزتے ہاتھوں سے شیشے کا سویٹ ڈش والا ڈونگا پھسلا اور ایک چھناکے سے زمین بوس ہوگیا۔اس کی رنگت زرد پڑ گئی تھی۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

کتاب گھر کے قارئین کے لیے لکھا گیا......امایہ سردار خان کا خوبصورت ناول

تو لازمی

اس ناول کی اقساط ایک ماہ میں دو بار (15 دن بعد) کتاب گھر پر پیش کی جائیں گی۔

kitaabghar.com

کھانے کی میز پر ایک دم خاموشی چھا گئی۔ پھر اس خاموشی کو ایک چھناکے کی آواز نے توڑا۔ جانے کس کے ہاتھ سے گر کر کچھ ٹوٹا تھا (دل ٹوٹنے کی آواز تو نہیں ہوا کرتی) ملاحہ نے بے اختیار سوچا۔

موحد ناراض نظروں سے ماں کو دیکھتا ایک لفظ کہے بنا کرسی دھکیل کر اٹھ گیا۔ ڈائننگ سے باہر نکلا تو دروازے میں منجمد مہرماہ کو دیکھ کر ٹھٹکا۔ سویٹ ڈش کا برتن زمین پر اس کے قدموں میں کرچی کرچی ہوا پڑا تھا۔ اور کچھ ایسی ہی کرچیاں مہرماہ کی آنکھوں میں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ ایک پل بھی وہاں رک نہ پایا۔

مہرماہ آنکھوں میں آنسو لیئے وہیں سے پلٹ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اسے ثمرہ چچی سے ایسی حرکت کی امید بالکل بھی نہیں تھی۔

آغا جان کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا انہوں نے بے اختیار اٹھ کر آگے جھکتے ہوئے لمحہ بھر کو ثمرہ کے سر پر دست شفقت رکھا۔

"میرے دل کی بات کہہ دی تم نے بہو۔ اس سے بڑھ کر مہرو کی خوش قسمتی کیا ہو گی کہ وہ موحد آفندی کی دلہن بنے۔" پھر انہوں نے تائی جان کے اڑی رنگت والے اور مبین صاحب کے فق پڑتے چہروں کو دیکھ کر جتانے والے انداز میں کہا۔

"اور یہاں کسی کی کیا مجال ہے جو اعتراض کرے۔ اس بے نام و نشان شخص سے اعلیٰ درجہ کا رشتہ ملا ہے مہرو کا"

اور اب کس کی مجال تھی کہ ایک لفظ بھی ان کی تردید میں کہتا۔ تائی جان کا سارا احتجاج بھی اندر ہی سر پٹخ کر رہ گیا۔

☆......☆......☆

"دیکھ لیا۔۔۔ کیسے ساری کی ساری جائیداد پر آنکھیں لگا کر بیٹھے ہیں یہ ماں بیٹا۔ مہرو کے نکاح کے بارے میں اچھی طرح جانتے بوجھتے رشتہ مانگ لیا اس کا" تائی جان خوش تو کیا ہوتیں ان کو اور ہی فکر لگ گئی۔ اور اسی معاملے کی ادھیڑ بن میں مصروف مبین صاحب نے ناگواری سے انہیں دیکھا۔

"اس کی تو ویسے ہی پانچوں گھی میں ہیں۔ مہرو سے شادی کر کے کون سے نئے کارخانوں کا مالک بن جائے گا"

"ثمرہ سے تو تمام عمر مجھے بھلائی کی امید نہیں۔ بنا کسی فائدے کے تو وہ اپنے بیٹے کا ایک بال بھی اکھاڑ کر نہ دے کسی کو۔ کجا ایک نکاح شدہ لڑکی کے لیئے رشتہ دے۔ آپ مانیں یا نہ مانیں کھیل کچھ اور ہی ہے" وہ مستقل ادھیڑ بن میں مبتلا تھیں۔

"تم سے ایسی کون سی دشمنی تھی ماضی میں اس کی؟" مبین صاحب نے انہیں گھور کر دیکھا۔

"دشمنی نہیں تھی مگر اس کی دوستی بھی ہمیشہ میرے دشمنوں سے رہی" وہ برجستہ بولیں تو اشارہ صاف طور پر وقار اور زرنگار کی طرف تھا۔

"کتنی حسرت تھی مجھے کہ اس گھر میں میری بہن میری دیورانی بن کر آئے۔ اگر وقار مان جاتا تو یہ کمینہ نمیر۔۔۔ آج کسی بلا کی طرح ہم پر نازل نہ ہوتا" وہ آزردہ سی بولیں۔ پھر انہیں گویا یاد دلایا۔

"اور جب وقار نے اس کوٹھے والی سے نکاح کیا تو اس گھر میں اس کے سب سے بڑے حمایتی یہی دونوں میاں بیوی تھے۔اماں جی تک نے وقار کا ساتھ نہیں دیا تھا"

"تم بھی نا صدیقہ بیگم۔۔۔بات کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہو۔" وہ بدمزہ ہو کر بولے۔"بات ثمرہ کے موجودہ اقدام کی ہو رہی ہے اور تم پچھلی باتیں اکھاڑ رہی ہو"

"دیکھیں جی۔صاف اور سیدھی بات ہے اگر موحد ثمرہ کا بیٹا نہ ہوتا تو جن حالات کا مہر وشکار ہے میں ایک منٹ بھی کچھ سوچے بنا اسے موحد کے ساتھ رخصت کر دیتی۔مگر اب تو میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی"

" مگر میرے خیال میں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں" مبین آفندی نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگیں۔وہ تو مہر ماہ کے نکاح پر نکاح سے راضی ہی نہ تھے۔

"وہ ہمارے حصے کے علاوہ ساری جایئداد کا مالک ہو گا صدیقہ بیگم۔بڑا روشن مستقبل ہے اس کا۔ہم نے موقع گنوا دیا تو سہیل اب کی بار نہیں چوکے گا۔قدرت نے سمجھو ایک راستہ کھول دیا ہے ہمارے لیئے" وہ دور کی سوچ رہے تھے۔

مگر نزدیک کی انہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔نکاح پر نکاح حرام۔۔ان کی بیٹی کی زندگی بھر کا رشتہ نا جائز۔۔۔مگر یہاں صرف دنیاوی مفادات دیکھے جا رہے تھے۔جن کے فائدے وقتی تھے مگر بدقسمتی سے مبین صاحب بھی اسی بھیڑ چال کا شکار ہو رہے تھے جس کی بنیاد آغا جان کی ڈالی ہوئی تھی۔

"میرے تمام تر اعتراض کے باوجود بھی آغا جان مہر ماہ کا رشتہ کرنے سے نہیں رکیں گے تو پھر موحد آفندی کیوں نہیں؟" وہ جانے کیا سوچ کر مطمئن تھے۔

"اور یہ فائدہ بھی ہو گا کہ کل کو وہ کمینہ شخص نکاح نامہ لے کر آ بھی جائے۔تو کوئی ٹینشن نہیں ہو گی۔۔اس ذلالت کے گڑھے میں گرنے سے بہتر ہے کہ خاموشی سے مہر ماہ کا نکاح موحد سے پڑھوا دیں۔" انھوں نے بات مکمل کی تو اب کی بار وہ شوہر کی بات کی گہرائی سمجھ گئیں۔تو اب موحد آفندی اور مہر ماہ کی شادی ناگزیر ہو گئی تھی۔پراپرٹی کے لیئے بھی اور نمیر جیسے بے حمیت انسان کے شر سے بچنے کے لیئے بھی۔

اور یہ خاکی خطا کار اپنے جیسے انسانوں کے شر سے بچنے کے لیئے تو اقدامات کر لیتا ہے مگر اللہ کے عذاب کے سے بچنے کا سامان نہیں کرتا۔۔اور جو اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے بیشک ان کے لیئے بڑے سخت عذاب کی وعید ہے۔

☆......☆......☆

وہ تو ثمرہ کیاس قدر غیر متوقع طور پر پروپوزل پیش کرنے کے بعد سے جیسے جلتے کوئلوں پر کھڑا تھا۔

http://kitaabghar.com

"کیا ٹینشن ہے موحد۔۔ بیٹھ جاؤ آرام سے بھی بات ہو سکتی ہے" وہ ان کے کمرے میں آیا تو شدید ڈسٹربنس کا شکار تھا۔انہوں نے اس کے تاثرات بھانپتے ہوئے رسان سے کہا۔تو وہ ان کے سامنے بیڈ کے کنارے پر ٹک گیا۔

"یہ کیا مذاق ہے ماما۔؟"

"مذاق۔۔۔؟" انہوں نے ابرو اچکا کر پوچھا تو موحد لب بھینچ گیا۔

"کسی بے بس انسان کو گرداب سے نکالنا مذاق کب سے ہو گیا۔پہلے تو نیکی ہوا کرتا تھا" انہوں نے بڑے تحمل سے طنز کیا۔

"مگر آپ نے مجھ سے پوچھنا بھی گوارہ نہیں کیا"

"تو کیا میں حق نہیں رکھتی تم سے پوچھے بنا تمہاری زندگی کا کوئی فیصلہ کرنیکا؟" انہوں نے دعوے سے پوچھا۔

"آپ کو تمام حقوق حاصل ہیں۔مگر یہ معاملہ جذباتیت سے حل ہونے والا نہیں ہے" موحد نے احتجاج کیا۔

"ابھی بھی یہ جذباتیت یا جلد بازی ہے؟ ایک معصوم لڑکی کی زندگی کو اس کے لیئے ایک شرم ناک سوال بنا دیا جائے گا تب تم لوگ کوئی قدم اٹھاؤ گے؟" وہ تلخ ہوئیں۔

"میں آغا۔جان سے بات کر لیتا ماما۔۔۔آپ جانتی ہیں مہر ماہ اس رشتے پر کبھی بھی راضی نہیں ہو گی۔"

"آغا جان زبردستی اسے رخصت کروا دیتے کسی کے بھی ساتھ۔اور تم لوگ بس اپنے انتقام کو سینے سے لگا کر بیٹھے رہتے" وہ درشت لہجے میں بولیں تو موحد جھنجلایا۔

"تو اس رشتے کا بھی کیا رنگ ہو گا اس کی نظر میں ماما۔ایک ناجائز رشتہ؟"

"الجھے ہوئے ریشم کو نرمی اور سلیقے سے سلجھایا جاتا ہے موحد۔مہرو کو فی الحال تحفظ چاہیئے۔اور وہ اسے ہم ہی دے سکتے ہیں۔ورنہ آغا جان کو ان کی کرنی سے کوئی بھی روک نہیں سکتا۔وہ نمیر آفندی کو نیچا دکھانے کے لیئے کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔"

وہ ان کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"مہرو کو جو تحفظ موحد آفندی دے سکتا ہے وہ اور کوئی نہیں دے گا۔کیونکہ موحد جانتا ہے کہ مہر ماہ واقعی نمیر آفندی کے نکاح میں ہے" وہ اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے بولیں تو موحد دانتوں پر دانت جما کر رہ گیا۔پھر ناراضی سے بولا۔

"یہ ان کا بھگتان ہے ماما۔بھگتنے دیں ان کو۔نمیر کو اپنے طریقے سے ہینڈل کرنے دیں یہ سب"

"مجھے صرف اس بچی کی فکر ہے موحد۔اس کے خواب ٹوٹے ہیں۔ایسے تو وہ شاید جی لے لیکن موحد اور نمیر کے بدلے کی جنگ میں اگر وہ خود ٹوٹ گئی تو جی نہیں پائے گی" ثمرہ آزردگی سے بولیں۔

"جنگ میں گناہگار یا بے گناہ کون دیکھتا ہے بھلا۔" وہ آرام سے بولا۔

"ہم دیکھیں گے۔۔۔" ثمرہ نے جتانے والے انداز میں کہا تو وہ گہری سانس بھرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

واقعی وہ کب تک آغا جان کو مہر ماہ کا رشتہ کرنے سے روک سکتے تھے۔آغا جان لڑکے والوں کو بنا بتائے یہ ناجائز رشتہ جوڑ کر نمیر آفندی سے چھٹکارہ پالینا چاہتے تھے۔تو کیا بہتر نہ ہوتا کہ جب تک نمیر کا معاملہ کسی سائیڈ پر نہ لگتا وہ مہر ماہ کو اپنی "تحویل" میں لے لیتا۔

وہ الجھا ہوا سا ان کے کمرے سے نکلا تو پھر ثمرہ کی آواز پر بھی نہیں رکا تھا۔

☆......☆......☆

مہر ماہ بے یقینی کی زد میں تھی۔دماغ گویا ابھی تک جھنجھنایا ہوا تھا۔آغا جان تو مانا کہ نمیر کی ضد میں آ کر ایسا فیصلہ کر رہے تھے مگر یہ ثمرہ چچی؟اور کیا موحد واقف نہیں ہوگا ان کے ارادوں سے؟کیا گیم کھیلنے والے تھے یہ لوگ اس کے ساتھ۔

"آپی۔۔۔اللہ کا واسطہ ہے اب بس کر دو۔جس بات پر اپنا اختیار نہ ہوا سے اللہ پر چھوڑ دینے میں ہی بھلائی ہوتی ہے" ملاحہ نے اسے مسلسل آنسو بہاتے دیکھ کر بے بسی سے کہا تو اس نے آنسوؤں سے بوجھل سرخ ہوتی شکایتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"جو کچھ میری زندگی کے ساتھ ہو رہا ہے اگر میں ساری عمر بھی روتی رہوں تو اس نقصان کی بھرپائی نہیں ہو سکتی"

"شکر کرو کہ گھر سے باہر کہیں رشتہ طے نہیں کر دیا آغا جان نے۔ثمرہ چچی سے تو ہم خود بات کر لیں گے۔" ملاحہ نے امید کی کرن اس کے ہاتھ میں تھمائی۔

"سب کو پتا ہے کہ اب جو بھی نکاح ہوگا وہ ناجائز ہوگا۔پھر بھی سب ایک ہو گئے ہیں۔اور تو اور ابو کو بھی فوائد نظر آ گئے میرے اور موحد کے رشتے میں" وہ سب سے برگشتہ تھی۔ملاحہ نے پاس بیٹھ کر اس کا ہاتھ تھاما۔

"آپی۔۔تم موحد بھائی سے بات کر سکتی ہو۔جب تک نمیر سامنے نہیں آتا وہ تمہارے ساتھ نکاح کا ڈھونگ تو کر ہی سکتے ہیں۔کہیں اور تمہارا رشتہ ہونے سے بچانے کے لیئے"

مہر ماہ نے برہمی سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

" کھیل ہی سمجھ لیا ہے تم سب نے نکاح جیسے معتبر رشتے کو"

ملاحہ خفیف سی ہوئی۔

"میں تو صرف حالات کی وجہ سے کہہ رہی ہوں آپی۔موحد بھائی تو سارا معاملہ سمجھتے ہیں۔شاید تمہاری بات پر راضی ہو جائیں۔ورنہ اگر آغا جان نے زبردستی کہیں اور تمہارا رشتہ طے کر دیا تو اس شخص کے ساتھ تو جائز ہو یا ناجائز۔۔۔زندگی گزارنی ہی پڑے گی"

"اُفف۔۔۔ "مہر ماہ نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"سب نے اپنی اپنی بساط بچھا رکھی ہے۔یہاں سب کے مہرے کامیاب ہیں۔پٹ رہی ہوں تو صرف میں" اس کی آواز دکھ

اور آنسوؤں سے بوجھل تھی۔ ملاحہ کا دل بہن کی ہمدردی اور آنکھ آنسو سے بھر آئی۔

"اللہ بہتر کرے گا آپی۔ آزمائشیں بھی اس کے پیاروں پر ہی آیا کرتی ہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا"

ملاحہ کا لہجہ اعتماد سے عاری تھا۔

اس طرح کے پراعتقاد جملے جو ہمیں پورے تیقن کے ساتھ بولنے چاہیئں عموماً ہم یونہی عادتاً ضرب المثل سمجھ کر بول دیتے ہیں۔ حالانکہ اللہ پر اور اپنی دعا کی قبولیت پر پورا بھروسہ ہی دعا کی قبولیت کا باعث بنا کرتا ہے۔ مگر کوئی ہے جو سوچے سمجھے؟

مہر ماہ سر ہاتھوں پر گرائے ابھی بھی سسک رہی تھی۔ زندگی ایک سوالیہ نشان بن جائے تو جینے کا مزہ چھن جایا کرتا ہے۔ مہر ماہ بھی ایک ایسے ہی دوراہے پر آن کھڑی ہوئی تھی کہ جہاں آگے یا پیچھے۔۔۔۔ خسارہ ہی خسارہ تھا۔ اور کوئی صورت بر نظر نہیں آتی تھی۔

☆......☆......☆

وہ ابھی یکے بعد دیگرے دو میٹنگز اٹینڈ کر کے آیا تو تھکن زدہ سا آ کر اپنی چیئر پر گر سا گیا۔ سر میں ہلکا ہلکا سا درد رات سے ہی تھا۔ کچھ گھریلو مسئلے کی ٹینشن اوپر سے میٹنگز۔۔۔۔

وہ ریوالونگ چیئر میں دھنسا نیم دراز سا آنکھیں موندے ہوئے تھا جب موبائل کی رنگ نے اسے چونکا دیا۔ اس نے ویسے ہی سستی کے ساتھ سیدھا ہوئے بنا محض ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھا لیا۔ سومیہ کا نام اسکرین پر جگمگاتا دیکھ کر اس نے لمحہ بھر کو لب بھینچے۔ رنگ مسلسل بجتی رہی۔ اس نے گہری سانس بھر کر کال اٹینڈ کر لی۔

" کیا بات ہے اب کال اٹینڈ کرنے سے بھی کترانے لگے ہو" وہ جلبلا کر بولی۔

"انسان بزی بھی ہو سکتا ہے" موحد نے رسان سے کہا۔ تو اس نے ذرا سا توقف کیا۔ پھر دھیمے لہجے میں بولی۔

" پھپھو بتا رہی تھیں کہ تم مہر ماہ سے شادی کر رہے ہو"

موحد کا دماغ لمحہ بھر کو جھنجھنا اٹھا۔

"یہی کنفرم کرنے کے لیئے تم نے کال کی ہے؟"

''تو اب میرا کال کرنا بھی تمہیں برا لگ رہا ہے'' اس کی زکام زدہ سی آواز سن کر اب دفعتاً موحد کو اندازہ ہوا کہ وہ شاید روتی رہی تھی۔

''برا نہیں لگ رہا۔ طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے'' موحد نے نرمی سے کہا۔ تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ اسی نمکینی گھلے لہجے میں بولی۔

" کیا یہ ضروری ہے کہ نمیر کے بعد اب موحد آفندی بھی مہر ماہ کو ہی ملے؟"

موحد بھک سے اڑا۔ بیساختہ ہی سیدھا ہو بیٹھا۔

" تم تو ان سب سے بدلہ لینے کے لیئے واپس آئے تھے موحد۔ اب کہاں گیا وہ انتقام؟"

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے سومیہ۔تم اس سارے قصے سے دور ہی رہو۔فار گاڈ سیک۔"

"میرا مسئلہ تم ہو موحد۔۔۔نمیر تو اپنا چکا تھا مہر ماہ کو۔۔ تم اس قصے کے بیچ کہاں سے آگئیے؟"وہ سرکشی پر اتری۔موحد کی تیوری پر بل پڑ گئیے۔نمیر کو سمجھاتی تو موحد اور مہر ماہ کا حوالہ دے کر مگر اب جب واقعی موحد اور مہر ماہ کا قصہ چل نکلا تو دل کسی نے مٹھی میں کر لیا تھا۔

"تم ایک بار فیصلہ کر لو سومیہ کہ تم مجھ سے چاہتی کیا ہو"

"میں یہ چاہتی ہوں کا نمیر آفندی مہر ماہ کی رخصتی کروائے ناکہ موحد آفندی"وہ قطعی لہجے میں بولی۔

"اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو پھر تم کیوں اس کی بلا اپنے سر لے رہے ہو"

"میں پہلے ہی بہت مشکل میں گھرا ہوا ہوں سومی۔فار گاڈ سیک۔آغا جان اسے یونہی کسی کے ساتھ رخصت کرنے پر تلے ہیں.اور ماما کو یہی ایک حل سوجھا ہے اسے بچانے کا"

"جن رشتوں کا کوئی نام نہ ہو وہ ناجائز ہی کہلاتے ہیں موحد"وہ جتانے والے لہجے میں بولی۔

"بعض رشتوں کا نام محض انتقام ہی ہوتا ہے۔یہ بھی تم ایک ایسا ہی رشتہ سمجھ لو"وہ اب پرسکون تھا۔

"اینڈ ڈونٹ وری۔جس دن نمیر سامنے آ گیا۔موحد اور مہر ماہ کا رشتہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔پھر نمیر آفندی جانے اور آغا ذوالفقار آفندی جانیں"

"تم سب مرد اسی قدر ظالم ہوتے ہو کیا؟"ذرا ٹھہر کر سومیہ نے تلخی بھرا سوال کیا تھا۔

"سارا ظلم آغا جان نے کیا اور سزا بھگت رہی ہے مہر ماہ۔۔۔کیوں موحد؟تم کیا سمجھتے ہو اپنے خواب سے کٹ کر جینا آسان ہوتا ہے؟نہیں موحد آفندی!پل پل کی موت ہے یہ۔کوئی مجھ سے پوچھے ٹوٹے خوابوں کی کرچیاں کیسے آنکھوں کو لہولہان کرتی ہیں۔میں بھی تو مہرو جیسی ہی زندگی گزار رہی ہوں"اس کا لہجہ بھرا گیا تو اس نے لائن کاٹ دی۔موحد ساکت سا کتنی ہی دیر موبائل کان سے لگائے بیٹھا رہا۔

☆......☆......☆

تائی جان کی خاموشی ان کی رضامندی کو ظاہر کر رہی تھی۔سائرہ چچی نے طنزیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

"اب کیسے آپ کا دل کر آیا ثمرہ بھابی کی بات ماننے کو۔کل تک تو وہ دونوں ماں بیٹا ہمیں لوٹ کر کھانے والے تھے"تائی جان نے تپتی نگاہوں سے ان کو دیکھا۔پھر سرد مہری سے بولیں۔

"تم نے بھی تو دل بڑا کر کے مہرو کا چھوڑا ہوا رشتہ قبول کیا ہی تھا نا اپنی تزئین کے لیئے۔موحد تو ماشاءاللہ لاکھوں میں ایک ہے.اب اللہ نے مہرو کا نصیب اس کے ساتھ جوڑ دیا تو ہماری دم مارنے کی کیا مجال۔"

ان کا بات کا انداز چچی جان کو پہلو بدلنے پر مجبور کر گیا۔

http://kitaabghar.com

"نہ تو طلال میں کون سی کمی تھی بھابی۔ قصور تو مہرو ہی کی قسمت کا تھا بس" وہ تیکھے لہجے میں داماد کی حمایت پر اتریں۔

"چلو۔۔۔خیر۔مہرو کو اس سے لاکھ گنا اچھا بر مل گیا" تائی جان نے بے نیازی سے کہا۔

(ہاں۔۔۔دونوں دفعہ ہی) وہ دل ہی دل میں تمسخر سے ہنسیں۔مگر بظاہر بڑی سادگی بھری ہمدردی سے کہا۔

"بالکل بھابی! اب چاہے نکاح پر نکاح گناہ ہی سہی مگر کم از کم ایک طوائف زادے کی ساس ہونے کا لیبل تو ہٹ جائے گا نا"

تائی جان کے تو مانو کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔بس نہ چلا کہ رکھ کر ایک زوردار طمانچہ دیورانی کے منہ پر جڑ دیتیں۔مگر مجبوری تھی کہ اس طنز کو کڑوے گھونٹ کی طرح پینا ہی پڑا۔مگر بڑے حوصلے کے ساتھ فخریہ لہجے میں بولیں۔

"جس کو اللہ عزت دے رہا ہو سائرہ وہ اس سے کوئی چھین نہیں سکتا۔مہرو اس بے حیا بے نام ونشان کے نصیب میں تھی ہی نہیں۔اور نہ اس کی حیثیت ایسی تھی کہ وہ تاعمر مہرو کا نصیب رہتا۔"

اور موحد آفندی جیسا شاندار (اور اب شاید کروڑ پتی) داماد جس کو مل جائے وہ کیوں نہ صدیقہ بھابی جیسی بڑکیں مارے۔سائرہ چچی کا ہاتھ ملنے کو جی چاہا۔کتنا کہا تھا اس تزئین کی بچی سے مہرو کا جوٹھا نہ چاٹ۔۔۔آج رو رہی ہے اپنی قسمت کو۔وہ طلال کا بچہ اندر سے مہرو کا ہی رہا۔اور ادھر موحد آفندی۔۔۔ہک ہاہ۔

تائی جان نے بنظر غائران کا حسرت سے تاریک پڑتا چہرہ دیکھا تو دل میں ٹھنڈ سی پڑ گئی۔چچی جان نے وہاں سے اٹھ جانا ہی مناسب سمجھا۔

"لو جی۔۔۔اب یہ کام شروع کر دیا مہرو بی بی نے۔ایک نکاح کر کے چین نہیں آیا اسے؟" ماں نے وٹس ایپ پر فوری طور پر یہ خبر تزئین بیٹی کو سنائی تو وہ خوامخواہ ہی تنکی۔

"اور کہاں گئے وہ دعوے مہرو کے۔۔۔موحد کو تو جوتے کی نوک پر رکھتی تھی وہ"

"مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ثمرہ کو کون سی بوٹی سنگھا دی ہے مہرو نے۔جانتے بوجھتے آگ ہاتھ میں لے رہے ہیں ماں بیٹا"

"وہ تو کل کو پتا چلے گا جب نمیر نکاح نامہ لے کر ان کی شادی میں پہنچ جائے گا۔مجھے تو موحد پر حیرت ہو رہی ہے امی"

"اور اس عقل کی اندھی ثمرہ کو میری فرزین نظر نہیں آء۔تم نے تو بیوقوفی کر ہی لی ورنہ آغا جان کا کہا کبھی نہ ٹالتا موحد۔اور تم آج چین کی بنسی بجا رہی ہوتیں" ان کی حسرت الفاظ کا روپ پہن کر سامنے آئی تو تزئین کو ماں کے الفاظ پر اعتراض ہوا۔

"طلال کون سا کم ہے موحد سے امی۔وہ تو اس مہرو کی بچی نے پتا نہیں کیا جادو کر رکھا ہے اس کے دل پر۔۔۔خیر۔اب مہرو اور موحد کی پکی رپورٹ سنے گا تب اس کا دل صحیح ٹھنڈا ہو گا۔پھر قدر آئے گی میری۔" تزئین کو مسرت سی محسوس ہوئی۔مہرو کو طلال سے چند قدم اور دور جاتے دیکھ کر۔

http://kitaabghar.com

مگر حقیقت تو اللہ ہی جانتا تھا کہ عزت کا تاج کس کے سر پر سجنے والا تھا اور ذلت کس کا نصیب بننے والی تھی۔ انسان تو بس اپنے جوڑ توڑ میں مصروف رہتا ہے جبکہ جوڑنے والا بھی وہ اللہ ہے اور توڑنے والا بھی۔ تو پھر کوئی ہے جو سوچے سمجھے؟

☆......☆......☆

وہ ایک دھماکے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔ موحد نے بے اختیار فائل میز پر رکھ کر آنے والے کو دیکھا۔ سرخ اور سیاہ پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس سیاہ دوپٹے کو گردن میں لپیٹ کر آگے ڈالے مہرماہ بے یقینی بھری آنکھیں لیئے اسے گھور رہی تھی۔

"یہ کسی شریف آدمی کے کمرے میں داخل ہونے کا کون سا طریقہ ہے؟" اس کی طرف گھومتے ہوئے موحد نے رسان سے پوچھا۔ تو وہ چبا کر بولی۔

"شریف آدمی ہوتا تو میں اپنے طریقے پر ضرور غور کرتی۔" موحد نے استفہامیہ بھنویں اچکاتے ہوئے اس کا موڈ بھانپنے کی گویا کوشش کی۔

"تو پھر یہی بتا دو کہ اس بدمعاش آدمی کے کمرے میں تم کیا کرنے آئی ہو؟" بڑے غور و فکر کے بعد پوچھا گیا۔

"تمہیں شرم نہیں آئی نکاح پر نکاح کا پیغام بھجواتے ہوئے؟" وہ بھرائے لہجے میں غصے سے بولی۔

"تم اس نکاح کو مانتی ہو؟" لمحہ بھر کی خاموشی کے بعد موحد نے پوچھا۔

"میں مانوں یا نہ مانوں مگر ایک ناجائز زندگی گزارنے کا شوق نہیں ہے مجھے" وہ چیخی تو موحد نے بے اختیار کان پر ہاتھ رکھا۔

"میرے لیئے زندگی پہلے ہی بہت مشکل ہے۔ اسے مزید گنجلک نہ بناؤ اللہ کا واسطہ ہے" اس نے دکھ سے کہتے آخر میں دونوں ہاتھ موحد کے آگے جوڑ دیئے۔ تو آنکھیں ضبط کے باوجود چھلک گئیں

موحد نے ان بندھے ہاتھوں کو دیکھا۔۔۔ یہ وہ ہاتھ نہیں تھے جن کو وہ کبھی بھی بندھا ہوا دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ اپنی دربدری کے چودہ سالوں کا انتقام لینے آیا تھا۔ مگر اس پل اس کے دل نے اسے اچھی طرح باور کرا دیا کہ مہرماہ کے معاملے میں وہ نمیر آفندی کی طرح ظالم کبھی نہیں بن سکتا تھا۔

"آغا جان تمہیں کسی کے بھی ساتھ رخصت کر دیں گے مہر۔۔۔ ماما نے اگر یہ فیصلہ کیا ہے تو کچھ سوچ کر ہی کیا ہوگا۔" آگے بڑھ کر اس کے بندھے ہاتھوں کو کھولتے ہوئے موحد نے نرمی سے کہا۔

"میرے بارے میں کوئی بھی مت سوچے۔" اس نے بری طرح سے موحد کے ہاتھوں کو جھٹکا۔ تو وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

"اور تم۔۔۔ موحد آفندی! کیا ہمیں نظر نہیں آتا کہ تم کس چکر میں ہو؟ آغا جان کی سیٹ ہتھیانے کے بعد شاید میرے ذریعے تم باقی سب کا حصہ بھی ہتھیانا چاہتے ہو۔" وہ تلخ و ترش لہجے میں بولی۔

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

"واہ کیا دماغ پایا ہے۔ بڑی جلدی معاملے کی تہہ تک پہنچ گئیں تم تو" وہ ایک ثانیئے کو حیران سا ہوا پھر بیساختہ مسکرا دیا۔

" کوئی عقل کا اندھا بھی یہ سب دیکھ سکتا ہے" وہ تلخ ہوئی۔

"او کے۔۔۔" وہ گہری سانس بھر کر پیچھے ہٹا۔

" میں تو از راہ ہمدردی ماما کی بات مان رہا تھا۔سوچا تھا میر آفندی کا معاملہ کسی سائیڈ پر لگنے تک تمہیں "سیاسی پناہ" دے دوں گا۔لیکن خیر۔۔۔تمہیں شاید عقل کی اندھی بننے کا زیادہ شوق ہے۔اب تم جانو اور تمہارے آغا جان"

اس کی بات نے مہر ماہ کو چپ سا کروا دیا۔یہی بات۔کل پرسوں ملاحہ بھی کر رہی تھی۔

اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔موحد اب اپنی فائل اٹھا کر کھولتے ہوئے واپس پلٹ گیا۔یعنی کہ اب وہ جا سکتی تھی۔

"میں سوچوں گی اس بارے میں" اس کی سماعتوں سے مہر ماہ کا چور سا لہجہ ٹکرایا۔

" بہت شکریہ مہربانی۔۔۔اور ہاں۔ جہاں سے کمرے میں آئی ہو باہر نکلنے کا بھی وہی راستہ ہے" وہ رکھائی سے سرد لہجے میں بولا تو مہر ماہ کا دل چاہا کوئی وزنی شے اٹھا کر اس کے سر میں دے مارے۔وہ غصے سے پلٹ کر کمرے سے نکل گئی۔مگر جاتے ہوئے دھڑام سے دروازہ بند کرنا نہ بھولی تھی۔

☆......☆......☆

"موحد نہیں تو کوئی بھی اور ہو سکتا ہے مہر و۔مگر یہ نکاح ہر حال میں ہو کر رہے گا۔۔گناہ کمانا منظور ہے مگر اس ننگ انسانیت کو داماد کے روپ میں قبول کرنا منظور نہیں" تائی جان کا اٹل جواب تھا۔مہر ماہ کی تو زبان ہی بند ہو گئی ماں کی اس قدر شقی القلبی دیکھ کر۔

"اس کی تو ماں کو قبول نہ کیا اس گھر میں کسی نے۔کجا اس کی ناجائز اولاد کو اپنا داماد بنانا ہونہہ" انہوں نے اس قدر نفرت سے کہا کہ بس تھوکنے کی کسر رہ گئی تھی۔مہر ماہ کے دل و دماغ پر زوردار ضرب پڑی۔تو وہ خود پر سے قابو کھو کر چلا اٹھی۔

"بس کر دیں امی۔اللہ کا واسطہ ہے اب تو اس اکڑ اور خاندانی غرور کو چھوڑ دیں. حقیقت یہ ہے کہ وہ آپ کا داماد بن چکا ہے. آپ کے خاندان کو جو گرہن لگنا تھا لگ چکا۔اس سے نمٹنے کی بجائے آپ لوگوں نے مجھ سے چھٹکارہ پانے کی ترکیب شروع کر دی ہے" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔تو تائی جان کو ہاتھ پاؤں پڑ گئے۔

" کیا تھا اگر اس کی ماں ایک طوائف تھی امی۔کیا طوائفیں انسان نہیں ہوا کرتیں؟ کیا ان کے دل میں عزت پانے کی چاہ پیدا ہو جانا کوئی انوکھا امر ہے؟ اگر چچا جان نے ان سے شادی کی تو آپ لوگوں نے یہ کیوں نہ سوچا کہ ان کی قسمت میں یہی عورت لکھی تھی۔اور قسمتیں انسان خود نہیں لکھا کرتے امی۔ جوڑے اللہ بناتا ہے پھر آپ لوگوں نے اللہ کے فیصلے پر اعتراض کیوں کیا؟ اگر وقار چچا کا دل اتنا وسیع ہو سکتا تھا ایک طوائف کے لیئے تو آپ لوگ اپنا ذہن کیوں وسیع نہ کر سکے۔کیا ان کو اپنا خاندانی جاہ و جلال پتا نہیں تھا؟ پھر بھی انہوں

نے یہ قدم اٹھایا۔ایک عورت کو عزت کی زندگی دی"

"اولاد تو حرامی ہی نکلی نا اس کی۔دیکھا نہیں کیسا بٹہ لگا دیا ہماری عزت کو" وہ جلبلا کر بولیں۔تو انداز میں بے حد تکلیف تھی۔

" کل کسی کے ساتھ آپ نے اچھا کیا ہوتا تو آج آپ کے ساتھ برا نہ ہوتا" مہر ماہ نے تلخی سے کہا۔

"اب اپنی بکواس بند کر دو مہرو۔تمہاری وجہ سے ہمارے خاندان کی عزت چوراہے پر آن پڑی ہے۔ہم اس عزت کو سنبھالنے کے چکر۔میں ہیں اور تم اس طوائف کی ہمدردی میں ہلکان ہو رہی ہو" وہ غصے سے بولیں۔

" غلطی کا مداوہ کبھی بھی کیا جا سکتا ہے امی۔نمیر کو بلائیں۔اس سے بات کریں وہ کیا چاہتا ہے۔۔ پھر معاملہ ختم ہو جائے گا۔" وہ بے بسی سیگو یا ہوئی۔

" کبھی کبھی تو مجھے شبہ ہونے لگتا ہے جیسے نمیر سے نکاح تم نے اپنی مرضی سے کیا ہے" تائی جان نے غصے سے الٹتے دماغ کے ساتھ اپنے مخصوص رگیدنے والے انداز میں کہا تو وہ سن رہ گئی۔

"وہ ذلیل انسان ہماری عزت اور تمہاری زندگی رول گیا اور تمہیں اسی کی حمایت سوجھ رہی ہے۔جاؤ جا کر باپ دادا کو کہہ دو اسی لوفر کے ساتھ رخصت کر دیں تمہیں۔"

"امی۔۔۔یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں" ملاحہ نے بہن کی خطرناک حد تک زرد پڑتی رنگت دیکھ کر جلدی سے آ کر ماں کو ٹوکا۔

" آپی کا کیا قصور ہے اس سب میں؟ یہ تو آپ سب کا بویا ہوا کاٹ رہی ہیں" مہر ماہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔تائی جان نے تیز نظروں سے ملاحہ کو دیکھا۔

"تم چپ رہو۔سمجھیں۔اس کی فضول کی ضد توڑنے کے لیئے ایسی باتیں ضروری ہیں ورنہ وہ موحد سے شادی پر کبھی راضی نہیں ہوگی۔اور اس رذیل شخص کے نکاح نامے کو سینے سے لگا کر زندگی برباد کر لے گی اپنی"

"یہی تو ہماری غلطی ہے۔اکثر ہم انسان کی ضد توڑنے کی کوشش میں انسان ہی کو توڑ دیتے ہیں۔باتوں کے بھالے دل میں کھب جائیں تو پھر کبھی نہیں نکلتے امی" وہ دکھ سے بولی۔

"اچھا اچھا اب یہ رسالوں سے پڑھے ہوئے ڈائلاگز بند کرو۔مجھے جو اور جیسا مناسب لگ رہا ہے میں ویسے ہی کروں گی۔" انہوں نے اسے جھڑکا۔تو وہ منہ بنا کر اٹھ گئی۔

"ہونہہ۔۔کل کی پیدا ہوئی نسل اب ہمیں زندگی کا سبق پڑھائے گی" ملاحہ نے دروازے سے نکلتے ہوئے ان کی بڑبڑاہٹ سنی تھی۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

"میں نے کہا تھا نا آپی۔اب اپنے دماغ سے کام لو۔امی اور آغا جان تو ایک تصویر کے دو رخ ہیں۔ان کے فیصلے عموماً دوسروں کی خواہشات کے ملبے پر بنے ہوتے ہیں" وہ سیدھی کمرے میں آئی تو مہر ماہ سخت رنجیدہ تھی۔ملاحہ جذباتی ہوئی۔

"اب یہی کروں گی۔۔" مہرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔"یہ میری زندگی ہے اس کے فیصلے بھی اب میرے ہی ہوں گے"

"وری گڈ ڈیسین۔۔۔(بہت اچھا فیصلہ)" ملاحہ نے اس کی ہمت بندھائی۔

"اپنی زندگی خود گزارو آپی۔بہت گزار لی دوسروں نے" مہر ماہ نے جلتی آنکھیں موند لیں۔

☆......☆......☆

گھر میں خاموشی سے ہی سہی مگر مہر ماہ اور موحد کے نکاح کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔تو مہر ماہ کا دل گویا کسی نے مٹھی میں کر لیا۔

"تم سے نکاح کے بعد میرے لیئے باعزت راستہ موت ہے موحد! سو اس رشتے کے قائم ہونے کے بعد بھی اپنی حدود و قیود یاد رکھنا" مہر ماہ نے کچھ اس قدر نڈر انداز میں موحد تک اپنی بات پہنچائی کہ وہ ساکت سا رہ گیا۔پھر اس کا بازو تھام کر اسے ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے دانت پیس کر بولا۔

"تم کیا سمجھتی ہو لو میرج کر رہا ہوں تمہارے ساتھ؟ یا اتنا ہی بیچارہ ہوں کہ اور کوئی رشتہ نہیں مل رہا مجھے؟ ماما کا کہا نبھا رہا ہوں بس۔ورنہ کوئی اٹریکشن نہیں تم میں اور نہ اس رشتے میں میرے لیئے" اس کا انداز اہانت آمیز تھا۔کوئی اور وقت ہوتا تو مہر ماہ اس قدر انسلٹ پر شاید اس کا منہ ہی نوچ لیتی۔لیکن اس پل تو یہ الفاظ سن کر مہر ماہ کے اعصاب پر سکون ہوتے چلے گئے۔اور کچھ ثمرہ کا دھیما انداز۔

"جب تک نمیر آفندی سامنے نہیں آتا موحد کو اپنی پناہ گاہ سمجھو۔آغا جان کو ان کے ارادے سے روکنے کا بس یہی ایک طریقہ ہے مہر۔اس کے بعد جو بھی فیصلہ تم کرنا چاہو گی وہ کرنا"

اور اب وہ خاموشی سے اس نکاح کی تیاریاں دیکھ رہی تھی۔

☆......☆......☆

طلال کے اندر تک ایک ارتعاش سا اتر گیا۔

"اب بتاؤ۔۔۔کیا جھوٹ کہا تھا میں نے۔کیسے چکر چلا کر آغا جان کا ملینیئر پوتا ہاتھ کیا ہے اس نے" تزئین کو تو طلال کی اڑی رنگت نے مزہ ہی دے دیا۔تو تمسخرانہ بولی۔اس روز کی لڑائی کے بعد بامشکل ان کے تعلقات معمول پر آئے تھے کہ اب تزئین نے ایک نیا بھالا سیدھا دل میں کھبو دیا۔طلال کو وقت لگا خود کو سمیٹنے میں۔

"وہ میں ہی ہوں طلال نوید! جس نے سچی محبت کی تھی تم سے اور جو تمہارے اتنے ناروا سلوک کے بعد بھی تمہارے ساتھ رہ رہی ہوں" وہ احسان جتانے والے انداز میں بولی۔مگر وہ یوں بپھرے گا یہ تزئین کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

"تو مت کرو برداشت یہ ناروا سلوک۔ طلاق لو اور گھر جاؤ۔ مگر اپنی خود ساختہ محبت کا احسان میرے سر مت دھرو۔ تمہاری سچی محبت کی ہی نظر لگی ہے ہمیں" اس کا بازو دبوچ کر بے رحمانہ انداز میں جھنجھوڑتے ہوئے وہ غرا کر بولا۔ تو وہ طلال کی سفاک گرفت میں درد سے بلبلا اٹھی۔ زبردستی اپنا بازو چھڑوا کر چلائی۔

"جو محبت تھی ہی نہیں اسے نظر کیا خاک لگتی۔ تم اس کے لیئے محض ٹائم پاس تھے طلال نوید۔ اب تو سمجھ جاؤ اس حقیقت کو"

" بکواس بند کرو اپنی۔۔۔" وہ مٹھیاں بند کیئے خود پر ضبط کی کوشش میں ہانپتا غرایا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد تزئین نے اپنا انداز یکسر بدلا۔ اور بہت ہارے ہوئے انداز میں بولی۔

"حقیقت کو مان لو طلال۔ تھوک دو ماضی کے اس تعلق پر۔ کیونکہ وہ غلاظت کے سوا کچھ نہیں تھا۔" وہ بستر پر گر سا گیا۔ تزئین اس کے پاس آ بیٹھی۔ اور نرمی سے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔

"ہم کیوں اسے یہ خوشی دیں کہ وہ طلال نوید کو بے وقوف بناتی رہی ہے؟"

طلال خاموش اور بے تاثر نظروں سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔ مگر تزئین کو اس بات کی خوشی ہوئی کہ طلال نے خاموشی سے اس کی یہ بات سن لی تھی۔

☆......☆......☆

" مجھے بہت ضروری کام سے ایک ہفتے کے لیئے آوٹ آف کنٹری جانا ہے تزئین۔ یہ فنکشن اٹینڈ نہیں کر سکوں گا" وہ لاؤنج میں سب کے بیچ و بیچ مہر ماہ کے نکاح کا انوی ٹیشن لیئے بیٹھی پلاننگ کر رہی تھی جب طلال نے اسے صاف لفظوں میں بتا دیا۔ تزئین نے نا پسندیدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ پہلے ہی اس گھر میں سے محض وہ اور طلال شریک ہونے والے تھے۔ مگر اب طلال کے علی الاعلان انکار پر وہ محض تلملا ہی سکتی تھی۔

"یوں بھاگ کر سب کو اپنی طرف متوجہ مت کرو طلال۔ جب تمہاری نیت صاف ہے تو ڈرتے کیوں ہو مہرو کا سامنا کرنے سے" اس کے بے باک اور نڈر الفاظ ماما کو گنگ کر گئے۔ اس پر طلال کی پر ضبط خاموشی۔ وہ مزید کچھ کہے بنا اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔ تو ماما سخت انداز میں تزئین کو ٹوکے بنا نہ رہ سکیں۔

"اپنے رویے پر غور کرو تزئین۔ اس طرح تو تم محض اپنی زندگی مشکل بنا رہی ہو۔ اگر وہ مہر ماہ سے کتراتا ہے تو اسے کترانے دو۔ ان کے رشتے میں لحاظ پیدا ہونے دو"

"ہونہہ۔۔۔" وہ سر جھٹک کر پھر سے انوی ٹیشن دیکھنے لگی۔ جہاں مہرو اور موحد کا نام ساتھ ساتھ لکھا اسے تسلی دے رہا تھا کہ بالآخر مہرو نامی کانٹا اس کی زندگی سے نکل چکا تھا۔

"تم بالکل ٹھیک جا رہی ہو تزئین۔ اتھرے گھوڑے کو لگام ایسے ہی ڈال کر رکھی جاتی ہے۔ پرانی یادوں کی چابک مارتے رہنا

http://kitaabghar.com

چاہیئے اسے تاکہ سزا کی نصیحت اور خوف رہے" ماما کے اٹھ کر جاتے ہی اس کی جیٹھانی نے متاثر ہونے والے انداز میں اسے سراہا تو وہ ٹھنڈے دل سے مسکرا دی۔

" آپ اسے حالات سے بھاگنا کہیں یا کچھ اور ماما۔لیکن میں کسی طور اس فنکشن میں شریک نہیں ہونا چاہتا"

"تزئین کو باتیں بنانے کا موقع مت دو طلال۔ایک تو پہلے ہی تمہارے پاپا تمہارے جلد بازی کی شادی کے فیصلے پر ابھی تک ناراض ہیں اوپر سے روزانہ کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور ہو جاتی ہے جس سے گھر کا ماحول خراب ہو رہا ہے" وہ خود تزئین کی خودغرضانہ فطرت سے عاجز آ چکی تھیں۔مگر یہ وہ مسلہ تھا جس کا فوری کوئی حل نہ تھا۔

"اس کی عادت ہے۔بک بک کر کے خود ہی چپ کر جائے گی۔اور ویسے بھی شام کو جانا ہے آفندی ہاؤس تو آنٹی سے معذرت کر لوں گا۔تزئین کو بولنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔" وہ ان کی پریشانی بھانپ کر انہیں تسلی دیتے ہوئے بولا۔تو انہوں نے غائب دماغی سے سر ہلا دیا۔

☆......☆......☆

" کام سے ضروری تو کچھ بھی نہیں ہوتا بیٹا۔اب معمولی سی بات کے پیچھے لاکھوں کا نقصان تو نہیں کر سکتے نا۔تم خیر سے جاؤ۔تزئین کی تو رشتہ داری ہے وہ خود نبھا لے گی۔" سائرہ چچی نے تو طلال کی زبانی فنکشن کے دنوں میں ملک سے باہر جانے کی خبر سن کر ہی طمانیت محسوس کی۔تزئین کو برا لگا۔

"ہم نے ایسا کیا جرم کیا ہے جو بھاگتے پھریں امی۔" چچی جان نے تنبیہی نظروں سے بیٹی کو دیکھا۔اور پھر بہانے سے کچن میں جا کر اس کی کلاس بھی لے لی۔

"اچھا ہے وہ دور ہی رہے اس جادوگرنی سے۔طلال کو چھوڑا تو موحد اور اس کی ماں کو قابو کر لیا۔کیوں اسے امتحان میں ڈالتی ہو۔جانا چاہتا تو جانے دو اسے۔آگ اور پانی کو قریب کرنے کی بے وقوفی مت کرو" انہوں نے بھی تقریباً اس کی ساس والی ہی بات کی تھی۔تزئین منہ بناتی سن رہی تھی۔

☆......☆......☆

تنہائی پا کر طلال نے ریلیکس ہو کر صوفے کی بیک سے ٹیک لگائی۔اور جلتی آنکھیں موند لیں۔سرخی اب جن کا مستقل حصہ بن چکی تھی۔تزئین اسے ڈرائینگ روم میں بٹھا کر جانے کہاں نکل گئی تھی۔اس نے آنکھیں کھول کر چھت پر نگاہ جمائی۔اگر بات محض تزئین کی ہوتی تو وہ شادی کے بعد اس گھر میں کبھی بھی نہ آتا۔مگر مجبوری یہ تھی کہ اس گھر میں مہر ماہ آفندی بھی رہتی تھی۔اور اس سے لاکھ نفرت کرنے کے باوجود دل کے کسی کونے میں اسے ایک نظر دیکھ لینے کی چاہ برقرار تھی۔

مگر نفرت ہو جانے اور خود کو نفرت کرنے پر مجبور کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہوا کرتا ہے۔وہ سیدھا ہو بیٹھا۔تو نظر بے

http://kitaabghar.com

اختیار سامنے مصنوعی پھولوں کی ٹوکری پر پڑی۔ جس میں کچھ خوش نما سے کارڈز رکھے ہوئے تھے۔اس نے تھوڑا سا آگے جھک کو ہاتھ بڑھا کر ایک کارڈ اٹھا لیا۔اور کارڈ کھولتے ہی اسے ایک صدماتی جھٹکا سا لگا۔

یہ موحد اور مہر ماہ کے نکاح کا کارڈ تھا۔طلال کو اپنا دل کچھ رکتا ہوا سا محسوس ہوا۔پھر اشتعال کی خفیف سی لہر نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔اور اسی اشتعال کے تحت اس نے کارڈ کے ٹکڑے کرنا شروع کر دیئے۔

"ملاحہ۔۔۔فرزین۔۔ ۔" وہ اپنے دھیان آواز دیتی اندر چلی آئی۔طلال کارڈ کے ٹکڑے ہاتھ میں لیئے بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔مہر ماہ کا تو جیسے کسی نے سارا خون ہی نچوڑ لیا ہو۔مگر طلال کسی اور ہی کیفیت میں تھا۔ڈی گریڈ ہونے کے احساس اور شدید نفرت کے بوجھ تلے دبے طلال نے چند قدم آگے بڑھ کر ساکت کھڑی مہر ماہ کے چہرے پر وہ ٹکڑے اچھال دیئے۔

"یہ۔۔۔یہ ہے تمہاری اصلیت۔۔۔۔" مہر ماہ کے چہرے پر جیسے کسی نے تھپڑ کھینچ مارا ہو۔اس نے بے اختیار سسکی بھری مگر اگلا لمحہ اس سے بھی زیادہ سنگین تھا جب پیچھے سے آغا جان کے ساتھ اندر آتے موحد نے کلائی سے پکڑ کر مہر ماہ کو ایک طرف کیا اور ایک مکا طلال کے جبڑے پر دے مارا۔

" کہا تھا نا اس سے دور رہنا۔۔۔"اسے گریبان سے پکڑے ایک اور مکا اس پر تانتے ہوئے موحد غرایا تھا۔آغا جان موقع کی نزاکت دیکھ کر فی الفور بیچ میں آ گئے۔

☆......☆......☆

تزئین نے رورو کر آنکھیں سجا لیں۔

"اب کیا میرے شوہر کی کوئی عزت نہیں یہاں۔" سائرہ چچی کا کلیجہ بھی جلا ہوا تھا۔گھر میں طلال کے جانے کے بعد سے کشیدگی پھیلی ہوئی تھی۔اگر موحد کا گھونسا قابل مذمت ٹھہرا تھا تو وہیں طلال کا مہر ماہ کے منہ پر کارڈ پھینکنا بھی بدتمیزی کے زمرے میں آیا تھا۔مہر ماہ الگ موحد کے ساتھ الجھی۔

"تم کیوں بیچ میں آئے۔یہ میرا اور طلال کا معاملہ تھا"

”میں آل ریڈی بیچ میں آ چکا ہوں۔اور تمہارے اس کے سب معاملے اب ختم ہو چکے۔سمجھی تم“ موحد غصے سے دانت پیس کر بولا۔

"وہ اس گھر کا داماد ہے موحد" مہر ماہ نے جز بز ہو کر اسے یاد دلایا۔

"داماد کو سسرال آ کر " کچھ بھی" کرنے کے اختیارات نہیں مل جاتے محترمہ۔آغا جان بیچ میں آ گئے ورنہ میں اسے آج اچھی طرح بتاتا کہ دامادوں کو سسرال آ کر کس حد میں رہنا چاہیئے۔اینڈ مائینڈ اٹ۔آئندہ تم اس شخص کی حمایت کرتی نظر نہ آؤ مجھے" وہ بگڑ کر بولا۔

"میں بس حقیقت کہہ رہی ہوں۔میرا اس سے ایسا کوئی رشتہ نہیں کہ میں اس کی حمایت کروں" مہرو بھی برا مان گئی تھی۔

☆......☆......☆

اور پھر وہ شام آئی جس میں مہر ماہ آفندی ایک بار پھر امتحان سے گزری۔ ایک سن سی کیفیت اس کی حسیات کو منجمد کر رہی تھی۔ اللہ ہی جانتا تھا مہر ماہ کی قسمت میں نمیر اور موحد میں سے کون لکھا گیا تھا۔ تائی جان کا بس نہ چلتا تھا کہ وہ نمیر سے پیچھا چھٹنے پر شکر بجالاتیں۔ کافی دنوں سے نمیر کا کوئی فون نہیں آیا تھا۔ انہیں پوری امید تھی کہ وہ کہیں مرکھپ گیا ہوگا۔ نکاح نامے پر سائن کرتی مہر ماہ کو اپنے گرد سفید سی دھند پھیلتی محسوس ہوئی اور وہ حواس کھو کر ملاحہ پر لڑھک گئی۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی۔ اس کے اعصاب اتنا دباؤ برداشت نہ کر پائے تھے۔

☆......☆......☆

وہ کمرے میں اندھیرا کئے بیٹھا تھا۔ دماغ میں سوچوں کا اژدھام تھا لیکن ذہن منتشر اس قدر کہ کسی ایک بھی سوچ پر مرتکز رہنے کی سکت نہ رکھتا تھا۔

اس کا موبائل وقفے وقفے سے بج رہا تھا۔ اس نے کتنی بار نظر انداز کیا مگر اب اٹھائے بنا کوئی چارہ نہ تھا۔

"مبارک ہو نمیر آفندی۔۔۔ آج تمہاری بیوی موحد آفندی کے نکاح میں بھی آ گئی" تلخ سی آواز نے اس کی سماعتوں میں جیسے سیسہ انڈیلا تو وہ ساکت سا رہ گیا۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

کتاب گھر کے قارئین کے لیے لکھا گیا...... امایہ سردار خان کا خوبصورت ناول

تو لازمی

اس ناول کی اقساط ایک ماہ میں دوبار (15 دن بعد) کتاب گھر پر پیش کی جائیں گی۔

kitaabghar.com

ثمرہ اس کے پاس بیٹھی اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں سے رگڑ رگڑ کر گرمائش پہنچانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ایجاب وقبول کے لیئے آئے مرد حضرات کمرے سے باہر جا چکے تھے۔ملاحہ نے بہن کے منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے تو وہ کسمسا کر گہری سانس بھرتی حواس میں لوٹی ثمرہ نے گلاس تھام کر مہر کے لبوں سے لگایا تو وہ پیاسوں کی طرح کئی گھونٹ بھر گئی۔

تائی جان سکون کا سانس لیتی اس تمام عرصے میں پہلی بار کرسی پر بیٹھیں۔

"حوصلہ کرو میری جان! کانٹوں پر چلنا ہو تو پیروں سے زیادہ دل مضبوط ہونا چاہیئے۔۔۔اور سب سے بڑھ کر ارادہ۔ہمت دینا تو پھر اللہ کے ذمہ ہے نا" ثمرہ چچی کا لہجہ نرم اور نمکین اوس سے ڈھکا ہوا سا لگتا تھا۔مہرماہ کی آنکھیں بھر آئیں۔اپنی برباد ہوتی زندگی کا دکھ ٹوٹ کر حملہ آور ہوا تھا۔وہ بلک اٹھی۔

"میں ہی کیوں چچی جان۔۔۔؟کس گناہ کی پاداش میں یہ آزمائش اتری میرے اوپر"

"آزمائشیں گناہ کی پاداش میں نہیں بلکہ بندے اور اللہ کے تعلق کو آزمانے کے لیئے اتاری جاتی ہیں مہر!اور اگر ہم سکھ اور خوشیاں بٹورتے وقت اللہ سے یہ سوال نہیں کرتے کہ "میں ہی کیوں" تو غم اور آزمائش کے وقت بھی نہیں کرنا چاہیئے" مہرماہ کی آنکھوں سے آنسو ابل پڑے۔مگر وہ کچھ بولی نہ تھی۔

"صبر تو اب آتے آتے ہی آئے گا نا" سائرہ چچی نے مصنوعی دکھ سے آہ بھری۔

"صبر کی شروعات آپ کر لو تو باقی کا صبر اللہ آپ پر انڈیل دیتا ہے سائرہ۔مگر شرط ہے کہ آزمائش کے پہلے مرحلے میں صبر کیا جائے۔واویلا کرنے کے بعد تقدیر کے ہاتھوں خود کو بے بس مان کر چپ ہونا صبر نہیں کہلاتا۔وہ آپ کی مجبوری ہے" ثمرہ کا لہجہ ٹھہرا ہوا سا تھا۔

کمرے میں اب صرف مہرماہ کی سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی۔اب صبر کے سوا اور کوئی چارہ باقی تھا کیا؟؟؟

☆......☆......☆

نمیر کا دماغ جھنجھنا اٹھا۔سومیہ کے لب و لہجے کا تلخی بھرا طنز کسی بھالے کی طرح سیدھا دل میں کھب گیا۔اس کا وجود بدلے کی آگ میں بھڑ بھڑ جل رہا تھا۔اسی لیئے سومیہ کا بھرپور طنز اس کے زخموں پر چابک کی طرح پڑا وہاں سے کھال ادھڑی تو تمام زخم پھر سے رسنے لگے۔

"موحد آفندی۔۔۔"اس کی آنکھوں میں ضبط و برداشت کی خفیف سی سرخی اتر آئی۔اسے یکلخت ہی بہت کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

" تمہیں میری ضد اور انتقام کی اس جنگ کے بیچ نہیں آنا چاہیئے تھا۔ یہ آفندی ہاؤس والوں کی اور میری انا کا کھیل تھا۔ تمہیں خود کو اور مجھے امتحان میں نہیں ڈالنا چاہیئے تھا۔ یہ نمیر وقار کی جنگ تھی اسے میں تنہا لڑتا۔ میں تمہیں اپنے مقابل کبھی پانا نہیں چاہتا تھا"

کمرے میں اے سی کب سے بند تھا۔ حبس زوروں پر تھی۔ اس نے کھڑکی کھول دی۔ اس پار ساون کی بارش موسم کو خوشگوار بنا رہی تھی۔ ہوا کی تیزی کے ساتھ بارش کی پھوار اس کے تپتے چہرے اور وجود سے ٹکرائی تو لمحہ بھر کے لیئے اس نے آنکھیں موند لیں۔ سکون کی لہر نے اندر ابلتے آتش فشاں پر جیسے چھینٹا سا مارا ہو۔

" اور مہر ماہ آفندی۔۔۔ اس کے لیئے تمہیں بالکل بھی اسٹینڈ نہیں لینا چاہیئے تھا موحد!

اس کا یہ قصور کیا کم ہے کہ وہ صدیقہ بیگم کی بیٹی ہے۔ مانا کہ وہ بے قصور ہے مگر میں بھی تو صرف زرنگار کا بیٹا ہونے کی سزا کاٹ رہا ہوں"

وہ جی بھر کر موحد کے اس اقدام پر شاکی ہوا۔ اور اس نئی افتاد سے نمٹنے کے لیئے ذہن تیزی سے دوڑا رہا تھا۔

" مہر ماہ کو جتنی جلدی ممکن ہو سکے موحد کی زندگی سے نکالنا" اس نے ایک اور ٹارگٹ سیٹ کیا تھا۔

☆......☆......☆

مہر ماہ کی طبیعت سنبھلی تو اس نے اٹھ کر کپڑے تبدیل کیئے۔ وہ خوب صورت کامدانی جوڑا اسے کسی غلاظت کی طرح جسم سے لپٹا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے ثمرہ چچی کی تمام تر وضاحتوں کے باوجود ایک گناہ کا احساس کچوکے لگا رہا تھا۔

کسی کے نکاح میں ہونے کے باوجود گردشِ حیات نے اسے ایک اور زبردستی کے نکاح پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ رو کر گڑگڑا کر اللہ سے اس ناکردہ گناہ کی معافی مانگنا چاہتی تھی۔ مغرب کی نماز پڑھ کر دعا مانگنے کو ہاتھ اٹھائے تو بس رو کر معافی ہی مانگتی رہی۔ اور کوئی حرف دعا یاد ہی نہ آیا۔ صدیقہ بیگم کمرے میں آئیں تب بھی اس کی ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔ ان کا دل دکھ سے بھر گیا۔ مگر کیا کرتیں بیٹی کی زندگی کو تباہ ہوتے بھی نہیں دیکھ سکتی تھیں۔

اکثر مائیں اپنے بچوں کی محبت میں انتہائی غلط قدم اٹھا لیا کرتی ہیں۔۔۔ وہ کام بھی کر جاتی ہیں جس کے کرنے کی اجازت اللہ نے نہیں دی ہوتی۔ یہ محبت نہیں صریحاً جذباتیت ہے۔ اور بے جا جذباتیت کسی ثواب کے زمرے میں نہیں آ جایا کرتی۔

" اب بس کر دو یہ رونا پیٹنا۔ شکر کرو اللہ نے تمہیں ان لڑکیوں میں سے بنایا ہے جن کے ساتھ اگر کچھ برا ہوتا ہے تو پھر اس کی تلافی بھی ہو جاتی ہے"

مہر ماہ نے دکھ کی شدید کیفیت میں گھرتے ہوئے بے یقینی سے ماں کو دیکھا۔

" میں مقامِ شکر پر کھڑی ہوں اور مجھے پتا بھی نہیں۔۔۔ بہت خوب امی" اس نے رندھی آواز میں بامشکل کہا تو لہجہ دکھ اور تکلیف

http://kitaabghar.com

سے بوجھل تھا۔آنسو تھے کہ جھر جھر آنکھوں سے بہتے اور وہ کسی ناراض بچی کی طرح انہیں ہاتھ کی پشت سے رگڑ کر صاف کرتی جاتی۔

"مقام شکر نہیں تو اور کیا ہے مہرو۔۔۔کھڑے ہونے کے لیئے پھر سے زمین کا مل جانا خوش نصیبی ہی ہوا کرتی ہے۔گرے ہوئے کو اٹھانے کے لیئے ہاتھ آگے بڑھیں تو یہ گرنے والے کی خوش قسمتی ہے۔اب بس تم خود کو سنبھالو اور زندگی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کرو" انہوں نے اسے سمجھانے کے لیئے لہجہ نرم ہی رکھا۔

"یہ آنکھ تو اب مارے شرم کے اٹھے گی ہی نہیں۔کسی سے آنکھ ملانا تو دور کی بات ہے امی" وہ پر اذیت لہجے میں بولی تو ایک نوکیلا بھالا سا ان کے دل میں کھب گیا۔ان کی کون سا لمبی چوڑی اولاد تھی لے دے کر یہی دو بیٹیاں۔اور قسمت نے کیسا تاک کر وار کیا کہ نشانہ ان کا دل بنا۔

"ہک ہاہ۔۔۔بدلہ ہی لینا تھا اس بے حمیت شخص نے تو سائرہ کی بیٹیاں بھی تو تھیں۔میرے کلیجے پر ہی ہاتھ ڈالنا تھا ماں باپ کی طرح اس نے بھی" ان کی بات سن کر مہر ماہ نے بے یقینی سے ان کو دیکھا۔

"آپ کو پتا ہے بیٹی کا دکھ کتنا بڑا ہوتا ہے پھر بھی آپ دوسروں کی بیٹی کے لیئے وہی تکلیف مانگ رہی ہیں امی"

"تزئین کا کیا ہے وہ تو خوشی خوشی نکاح کروالیتی۔اس موئے نمیر اور پھر موحد سے بھی۔یہ تم ہی ہو جو رو رو کر آدھی ہوئی جا رہی ہو"

"گناہ در گناہ کا بھی کوئی ثواب ہوا کرتا ہے؟۔۔۔ہاہ۔۔۔مجھے نہیں پتا تھا" وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

"شکر کرو کہ ثمرہ نے سب کچھ جان کر بھی موحد کے لیئے تمہارا رشتہ مانگ لیا۔تم یہ نہیں سوچتیں کہ کل کلاں وہ ذلیل شخص نہ لوٹا تو زمانے کو کیا منہ دکھائیں گے ہم"

"یہی تو ہمارا المیہ ہے امی۔زمانے کو دکھانے کے لیئے ہمیں ہر عیب سے پاک منہ چاہیئے۔اور اللہ کے لیئے گناہوں سے لتھڑا ہوا منہ بھی چلے گا۔اسی لیئے تو عذاب مسلط ہیں ہم پر" اس نے تلخی سے کہا۔تو صدیقہ بیگم کو ندامت سی محسوس ہوئی مگر یہ پل بھر ہی کا احساس تھا۔

"مصیبتیں اگر اللہ ڈالتا ہے تو ان کا حل بھی وہی سجھاتا ہے مہرو۔"

"اللہ کی دل میں اتاری بات اور شیطانی وسوسے میں فرق کرنا آجائے تو ہماری زندگیاں ہی نہ بدل جائیں" وہ ان کی سوچ کے انداز پر آزردہ تھی۔

"اچھا اب اس قنوطیت کے دورے سے باہر آجاؤ۔اور یہ کپڑے کیوں بدل لیئے تم نے؟" انہوں نے موضوع بدلا۔

"اس لباس سے اچھا آج مجھے کفن لگتا امی" اس کی آنکھیں جھلملا گئیں۔

"بکواس مت کرو" ان کا دل دہلا۔

http://kitaabghar.com

"اللہ کا شکر ادا کرو مہرو۔ اس نے مشکل دی تو ساتھ آسانی بھی دے دی" ان کی اپنی ہی سوچ تھی۔ مہر ماہ کا سر دکھنے لگا۔ تائی جان اور آغا جان کی سوچ کو ایک انچ بھی تبدیل کرنا کسی کے بس میں نہیں تھا۔ وہ اب اس پتھر سے مزید سر نہیں پھوڑ سکتی تھی۔

"ذرا سا حوصلہ پکڑتیں تو آج تمہاری رخصتی ہو جاتی اور میری ٹینشن بھی دور ہوتی" انہوں نے بالکل غیر مطلق بات کی تو مہر ماہ کی آنکھیں پھیلیں۔

"آغا جان کا تو پتا ہی ہے تمہیں" انہوں نے ساتھ ہی جتا بھی دیا۔ کہ یہ بولنے یا اعتراض کرنے کا مقام نہیں۔

مگر آزمائشوں سے گزرے ہوؤں کے دل اکثر دکھے ہوئے ہی ہوتے ہیں۔

"موحد میرے لیئے صرف دروازے کی ایک "اوٹ" ہے امی۔ آغا جان کے مزید غلط فیصلوں سے چھپنے کی اوٹ۔ اسے میرے لیئے دروازہ مت سمجھیں کہ میں عمر بھر کے لیئے اس میں سے اندر داخل ہو کر زندگی کے مزے لینا شروع کر دوں گی۔" مہر ماہ نے اس قدر سرد اور قطعی لہجے میں کہا تھا کہ وہ اس کا منہ دیکھ کر رہ گئیں۔

☆......☆......☆

"مہرو کی طبیعت کیسی ہے اب؟" آغا جان نے ثمرہ سے پوچھا تو وہ اچھی طرح ان کا مطمع نظر سمجھتے ہوئے محتاط انداز میں بولیں۔

"کچھ بہتر ہے پہلے سے۔۔۔ میں نے خود ہی ریسٹ کرنے کو کہا ہے"

"ہوں۔۔۔" انہوں نے ہنکارا بھرا۔

"جتنی جلدی ہو سکے رخصت کرواؤ اسے۔ ذہن بٹے گا تو طبیعت بھی خود بخود ٹھیک ہو جائے گی اس کی"

"جی بہت بہتر۔" ثمرہ نے لب بھینچ لیئے جیسے بہت کچھ کہنے سے خود کو روک لیا ہو۔

"موحد کہاں ہے؟" ان کو خیال آیا۔

"کمرے میں ہوگا۔ میں تو ابھی بھابی کے پاس سے آرہی ہوں"

"اسے بھیجو ذرا میرے پاس" وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے بولے تو ثمرہ گہری سانس بھرتی موحد کے کمرے میں چلی آئیں۔

کھڑکیوں پر پردے گرائے گہرا اندھیرا کیئے۔ اے سی کی کولنگ میں ڈوبے کمرے کی وحشت پل بھر میں ہی ثمرہ کے حواس پر طاری ہونے لگی تو انہوں نے گھبرا کر ہاتھ مارتے ہوئے لائٹ آن کر دی۔ بستر خالی دیکھ کر وہ پلٹیں تو اسے آرم چیئر پر آنکھیں موندے جھولتے دیکھ کر ٹھٹک گئیں۔ لائٹ آن ہوئی تو وہ چیئر ہلانا روک کر آنکھیں کھولتا ان کو دیکھنے لگا۔

"ڈرا دیا تم نے تو۔۔۔ اتنا اندھیرا کر کے کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔ باہر اتنا اچھا موسم ہو رہا ہے اور تم نے کھڑکیوں کے پردے

تک گرا رکھے ہیں۔اے سی کی کولنگ اللہ کے بنائے ٹھنڈے موسم کا مقابلہ کرسکتی ہے بھلا" اے سی بند کرکے انہوں نے کھڑکیوں کے پردے ہٹائے اور کھڑکی کھول دی۔تیز بارش اب ہلکی ہلکی بوندا باندی میں بدل چکی تھی۔مسلسل بولنے کا ایک مقصد شاید کمرے میں چھائی اداس خاموشی کو توڑنا بھی تھا۔وہ پلٹ کر اس کے بستر کے کنارے ٹک گئیں۔

"آغا جان رخصتی کی بات کر رہے ہیں"

وہ مجرمانہ انداز میں گویا ہوئیں تو موحد کی آنکھوں میں خفیف سی سرخی اتر آئی۔

"ہم آپس میں ڈرامہ کرسکتے ہیں مگر ان کے سامنے نہیں" ثمرہ نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"تو کروالیں رخصتی۔۔۔یہ ڈرامہ بھی کیوں روکنا" وہ بے حد ترشی سے کہتا ایک جھٹکے سے کرسی چھوڑ کر اٹھا تو وہ تیزی سے آگے پیچھے جھولنے لگی۔ثمرہ کا دل دھک سے رہ گیا۔

"یہ سب تمہاری رضامندی سے ہوا ہے موحد" انہوں نے جتایا۔"اور میرا مقصد صرف مہر ماہ کو آغا جان کی غلط پالیسی سے بچانا ہے"

"میں اس بارے میں کچھ نہیں سوچنا چاہتا ماما! آپ آگے بھی جو جی میں آئے وہی کریں" وہ خفا تھا۔بے حد خفا۔

مگر ثمرہ کو یہ اجازت بہت بھلی لگی۔

"تو بس پھر ٹھیک ہے۔یہ ناکام عاشقوں جیسا جوگ لے کر کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔بس میرے کہے پر لبیک کہتے جاؤ" وہ بے ساختہ مسکرادیں۔موحد نے ناراضی سے انہیں دیکھا۔

زندگی مذاق نہیں ہوتی۔"

"یہی بات مہر کے لیئے بھی سوچ لو۔اس کی زندگی کو تو سب نے ہی مذاق سمجھ لیا ہے" وہ رسان سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئیں تو موحد نے لب بھینچ لیئے۔پھر دفعتاً ان کے راستے میں آگیا۔

"مان لیا کہ اس کی زندگی کا مذاق بنایا گیا۔نمیر نے اپنی دشمنی نبھائی۔آغا جان نے اپنی انا کو سرخرو کیا۔مگر آپ نے موحد آفندی کو ان سب کی لائن میں کھڑا کیوں کر دیا؟" وہ بے بسی سے پوچھ رہا تھا۔ثمرہ نے ایک نظر اسے دیکھا پھر دونوں ہاتھوں سے اس کا سر تھام کر ذرا سا نیچے جھکایا اور اس کی پیشانی چوم لی۔

" کیونکہ میرا موحد ان سب کی طرح اس کی زندگی کو امتحان نہیں بنائے گا۔مہر کے ساتھ کچھ برا نہیں کرے گا۔کیونکہ اس کے سینے میں موحد کا دل ہے نمیر آفندی کا نہیں" بہت نرمی سے کہتی وہ اس کا گال تھپتھپاتی کمرے سے نکل گئیں۔موحد کے قدموں کو جیسے زمین نے جکڑ لیا تھا۔وہ ثمرہ کے بہت مان سے کہے لفظوں کا مطلب اچھے سے سمجھنے کے باوجود ان میں چک پھیریاں کھا رہا تھا۔

وہ کبھی بھی مہر ماہ آفندی نام کی اس آزمائش کو اپنے سر پر لادنا نہیں چاہتا تھا۔مگر وقت اور حالات اسے ہر طرف سے دھکیل کر اسی سمت لا رہے تھے۔جہاں وہ اور مہر ماہ بالمقابل تھے۔

☆......☆......☆

وہ سگریٹ پر سگریٹ سلگا چکا مگر اندر لگی آگ سرد ہونے میں ہی نہ آتی تھی۔

وہ لاکھ دل پر پہرے بٹھاتا لاکھ مہر ماہ کی یاد کو رد کرتا مگر دل پلٹ پلٹ کر مہر ماہ کی بے وفائی کا سوگ منائے جاتا۔جواب صحیح معنوں میں پرائی ہو گئی تھی۔طلال کو یقین نہ آتا تھا۔وہ گہری سیاہ پلکوں اور گلابی رنگت والی لڑکی جو بات سننے کے دوران بہت معصومیت بھرے اشتیاق سے اس کی صورت دیکھا کرتی تھی۔جس نے ہمیشہ ہی اس کے جذبوں کو پزیرائی بخشی تھی اس نے کبھی طلال کو محسوس نہ ہونے دیا تھا کہ وہ راہ محبت کا تنہا مسافر ہے۔۔۔اور راستے میں ہی کہیں کوئی موڑ مڑ گئی۔اس نے سگریٹ کا لمبا سا کش لیا۔

بھلا آگ کو آگ کی مدد سے بجھایا جا سکتا ہے؟

کمرے میں داخل ہوتی تزئین کا اندر موجود دھوئیں سے سانس الٹا۔تو وہ بے اختیار کھانسنے لگی۔ہاتھ میں تھاما چائے کا کپ لرزا اور چائے پرچ میں چھلک گئی۔

"اللہ....."اس نے چائے کا کپ سائیڈ ٹیبل پر پٹخ کر کھڑکیوں کے شیشے پرے کئے۔ٹھنڈی ہوا کا جھونکا تیزی سے کمرے کی کثافت دور کر گیا۔

"تم کس غم کو غلط کر رہے ہو سگریٹ پھونک کر"اس کی حالت نے تزئین کو نا چاہتے ہوئے بھی طنز کرنے پر مجبور کر دیا۔طلال نے ایک نگاہ غلط انداز اس پر ڈالی اور سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے حیرت انگیز طور پر آرام سے بولا۔

"جب جانتی ہو تو بار بار پوچھنے کا کیا فائدہ۔؟"تزئین کے تو پیروں تلے جیسے کسی نے جلتے کوئلے بچھا دیئے ہوں۔یعنی اب وہ مدافعانہ انداز چھوڑ کر اس کے سامنے صفا چٹ اقرار کیا کرے گا۔۔۔

"ایک شادی شدہ لڑکی کی یادوں کو سینے سے لگا کر تم محض اپنی زندگی تباہ کرو گے۔اسے تمہاری اس"وفاداری"سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"ہو سکتا ہے وہ کبھی لوٹ ہی آئے۔کم از کم انتظار میں کوئی تو موجود ہو"طلال کا لب ولہجہ معتدل تھا جیسے تزئین کا دل جلانے کی قسم کھالی ہو۔

"بے فکر رہو۔اس بار اس کے ہاتھ جو ہیرا لگا ہے وہ کم از کم بھی کروڑ پتی ہے۔وہ واپس نہیں آنے والی۔تمہارا انتظار انتظار ہی رہے گا ان شاءاللہ"وہ طنزیہ بولی تو طلال کے چہرے کے عضلات تن سے گئے۔وہ جتنے بھی تحمل اور ٹھنڈے پن کا مظاہرہ کرتا تزئین کی

شعلہ بیانی اسے جلا کر خاک کر ڈالتی تھی۔

"تم یہ سب بکواس سنانے آئی ہو مجھے؟" وہ بھنچے ہوئے لہجے میں بولا۔

"میں تو چائے لے کر اپنے شوہر کے پاس آئی تھی یہاں ایک ناکام عاشق مل گیا تو کیا یہ بکواس کرنا میرا حق نہیں بنتا؟" وہ ترنت بولی۔طلال اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھتا رہا پھر اپنی جگہ سے اٹھا چائے کا کپ اٹھا کر زمین پر دے مارا۔تزئین کا دل لرز سا گیا۔

"تم جیسی عورتیں ہوتی ہیں جو تاعمر ناکام زندگی گزارتی ہیں جنہیں اتنی تمیز نہیں ہوتی کہ شوہر کے دل پر راج کیسے کیا جاتا ہے جو شوہر کے ماضی کو نہ بھولتی ہیں اور نہ اسے بھولنے دیتی ہیں. تو پھر ٹھیک ہے گزارو ایسے ہی زندگی۔میں تو ویسے ہی سزا کاٹ رہا ہوں" وہ سرد لہجے میں بولا اور دروازہ کھول کر یوں کھڑا ہوا جیسے اسے دفع ہو جانے کا کہہ رہا ہو۔تزئین دندناتی ہوئی کمرے سے نکل گئی تھی۔طلال نے زوردار آواز کیساتھ دروازہ بند کیا اور بستر پر گر سا گیا۔

"یا اللہ... محبت کرنے کی سزا۔۔آخر کب تلک؟"

پیٹ بھرا ہو تو محبت سے محرومی زندگی کی دوسری تلخ حقیقت ہے۔وہ سخت اذیت میں تھا۔اور افسوس کہ اس نے جلد بازی میں شریک سفر بھی ایسا چنا جو اس کے زخموں پر پھاہے رکھنے کی بجائے روزانہ کی بنیاد پر ان زخموں کو کریدتا رہتا تھا۔وہ ماضی کو بھلاتا بھی تو کیسے؟؟؟ مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ عشق حقیقی ہو یا مجازی دونوں میں ہی شِرک کی کہیں گنجائش نہیں۔۔۔مہرماہ کی بے وفائی کے بعد اس نے بھی تو وہی کیا جو مہرو نے۔۔۔بلکہ مہرو سے پہلے ہی شادی رچالی اور شِرک کی سزا بہت سخت ہوا کرتی ہے بیشک۔

وہ مضمحل سا ان گنت سوچوں کے حصار میں گم تھا۔

☆......☆......☆

تزئین نے لاؤنج میں آ کر صوفے پر گر کر رونا شروع کر دیا تو ماما نے تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے ٹی وی کا والیم آف کر دیا۔چند لمحے وہ یونہی آنسو بہاتی رہی پھر گویا پھٹ پڑی۔

"آپ کبھی بھی مجھ سے رونے کی وجہ مت پوچھئیے گا۔آپ بھی اپنے بیٹے کی طرح صرف تماشا ہی دیکھ سکتی ہیں۔"

یہ بدتمیزی کی انتہا تھی۔لیکن وہ تزئین کے انداز میں اسے جواب دینا نہیں چاہتی تھیں۔سو ذرا تحمل ہی کا مظاہرہ کیا۔

"تم لوگوں کی آوازیں کمرے سے باہر تک آتی ہیں تزئین کیونکہ بدقسمتی سے وہ ساؤنڈ پروف کمرہ نہیں ہے"

"تو پھر سمجھاتی کیوں نہیں اسے آپ۔" وہ اسی درشتی سے بول رہی تھی۔ماما نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"اسے نہیں۔۔۔تمہیں سمجھائے جانے کی ضرورت ہے تزئین"

تزئین تلملا اٹھی۔

"ایک تو میں نے آپ لوگوں کی عزت بچا کر احسان کیا اس شادی کے لیئے ہامی بھرلی اوپر سے یہ صلہ مل رہا ہے مجھے طعنے تشنے جھڑکیاں"

ماما نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"میں تو کیا اس گھر کے نوکر بھی اس لب و لہجے سے واقف ہو گئے ہیں جس میں تم اپنے شوہر سے مخاطب ہوتی ہو۔" وہ ٹھنڈے لہجے میں بولیں تو تزئین بل کھا کر رہ گئی۔

"اور جہاں تک بات ہے شادی کا احسان کرنے کی تو طلال کو کبھی بھی رشتوں کی کمی نہیں تھی تزئین۔ اب یہ بات تم خود سوچو کہ تم نے اس قدر افراتفری کے پرو پوزل پر ہامی کیسے بھرلی.. کیا محض ہم پر احسان کرنے کے لیئے؟"

"آپ بھی اسی کی ماں ہیں اسی کی حمایت کریں گی نا۔ وہ ادھر محبوبہ کی یاد میں سگریٹ سلگا رہا ہے ادھر آپ بہو کو تیلی دکھا رہی ہیں" وہ بدتمیزی کی حد تک اتر آئی۔

"ایک کامیاب بیوی وہ ہوتی ہے جو اپنے حسن سلوک سے شوہر کو ماضی بھلانے پر مجبور کر دے تزئین۔ جس طرح تم پلٹ پلٹ کر اسے ماضی کی طرف گھسیٹتی ہو وہ کبھی بھی نہ تو اس فیز سے نکلے گا اور نہ ہی کبھی تمہارا ہوگا" وہ سرد مہری سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"ہاں۔۔آپ بددعا نہیں دیں گی تو اور کون دے گا۔ آپ کے تو دل کو ٹھنڈک ہے کہ آپ کا بیٹا کم از کم آپ کے تو ہاتھ میں ہے" تزئین نے زہرخندہ لہجے میں کہا تھا۔

"اپنے رویئے پر غور کرو تزئین۔ اگر طلال سے محبت ہے تو اپنے اطوار بدلو اس پر اعتماد کرو اور اسے ایک بار پھر سے کھڑے ہونے کا موقع اور وقت دو۔ اب کی بار اگر اسے گرانے کا باعث تم بنیں تو وہ زندگی بھر اٹھ نہیں پائے گا" وہ کہہ کر چلی گئی تھیں۔ تزئین پیچھے جلتی کڑھتی سلگنے کو اکیلی بیٹھی رہ گئی۔

(ہونہہ۔۔میری جگہ اپنی بیٹی ہوتی تو پھر دیکھتی ایسا لیکچر کیسے دیتی ہیں)

☆......☆......☆

ناشتے کی میز پر وہ جان بوجھ کر کافی لیٹ پہنچی تو اندازہ تھا کہ سب ناشتے سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔ وہ کسی کا بھی سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اب تو کبھی بھی نہیں۔ وائے قسمت کہ ابھی وہ وہاں کھڑی ناشتے کا مینیو سوچ ہی رہی تھی کہ تزئین صبح صبح ہی آ دھمکی۔ چچی جان بیٹی کی ستی شکل دیکھ کر دل ہی دل میں خیر کی دعا مانگتی اس کے گلے لگیں۔

"ناشتا کرو گی۔۔۔طلال چھوڑ کر گیا ہے کیا؟" انہوں نے محتاط انداز میں "سن گن" لینا چاہی۔ مگر وہ بہت بیزار سی تھی۔

"ڈرائیور کے ساتھ آئی ہوں۔ اور صرف چائے پیوں گی۔ سر درد سے پھٹ رہا ہے" وہ وہیں کرسی پر بیٹھ گئی۔ مہر ماہ اسے نظر

انداز کرتی ناشتا بنانے کے لیے کچن میں چلی آئی۔اب مجبوراً تزئین کے لیے بھی چائے اسی کو بنانا تھی۔ چچی جان تو وہیں بیٹھ کر بیٹی کے کانوں میں پر تشویش انداز میں کھسر پھسر کرنے لگی تھیں۔پہلے ہی سے بیزار کن اور دل گرفتہ کیفیت کا شکار مہر ماہ صبح تزئین کو دیکھ کر مزید کوفت زدہ ہو رہی تھی۔اسی لیئے انڈہ تلنے کا ارادہ ملتوی کر کے بہت بے دلی سے اپنے لیئے دو توس ٹوسٹر میں ڈال کر سینکے اور ہلکی سی جیم کی تہہ لگا کر پلیٹ میں رکھ لیئے۔دو مگوں میں چائے ڈالی اور ٹرے اٹھا کر باہر چلی آئی تو وہاں موحد کو چچی اور تزئین کے ساتھ براجمان دیکھ کر وہ عجیب خجل سی کیفیت کا شکار ہوئی۔مگر جب موحد اس پر بس اچٹتی سنجیدہ سی نظر ڈال کر تزئین کی طرف متوجہ ہو گیا تب وہ بھی خود کو مضبوط ظاہر کرتی آگے چلی آئی اور ٹرے میز پر رکھتے ہوئے چائے کا ایک کپ تزئین کے آگے رکھا۔اور خود ناشتا کرنے کی غرض سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ بری طرح ٹھٹک گئی۔ناشتے کی ٹرے موحد نے یوں اپنی طرف گھسیٹی جیسے وہ اسی کے لیئے لائی ہو۔اور توس کا ٹکڑا دانتوں سے توڑ کر چباتے ہوئے ناگواری سے بولا۔

"انڈہ تو بنا لیتیں کم از کم۔۔۔سوکھے توس گلے میں پھنستے ہیں میرے" مہر ماہ کا جی چاہا اسے کوئی کرارا سا جواب دے(خوامخواہ کا شوہر بنا ہوا تھا وہ۔۔ہونہہ)مگر چچی جان اور تزئین کی موجودگی میں کچھ کہہ کر وہ ان کے ہاتھ مزید جگ ہنسائی کا سامان نہیں تھمانا چاہتی تھی۔سو دانتوں پر دانت جماتی بیٹھ گئی۔

"میرا تو اب اس گھر میں واپس جانے کا دل ہی نہیں کرتا" تزئین نے ایک دم سے موشگافی کی تو انداز بگڑا ہوا تھا۔

"بے وقوف ہو تم۔بجائے اس کے کہ ان موصوف کا دماغ ٹھکانے لگاؤ تم اسے کھلی چھٹی دے کر چلی آئیں" موحد نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے تاسف سے تزئین کی بے وقوفی کا ماتم بھی منایا۔

"دماغ۔۔۔ ہونہہ" تزئین نے تیز نظر پہلے موحد پر ڈالی اور پھر چھچھلتی نگاہ مہر ماہ پر ڈالتے ہوئے تلخی سے بولی۔

"جس دماغ میں ایک ہی چہرہ اور پرانی یادیں بھری پڑی ہوں اسے ٹھکانے لگانے کی کوشش میں مجھے خود ٹھکانے لگنے کا کوئی شوق نہیں"

"چائے پیو۔پھر آرام سے بات کرتے ہیں" چچی جان کو بیٹی کی بدزبانی کا اچھی طرح علم تھا۔تادیبی انداز میں کہا تو ان کی نظر میں تنبیہہ بھی تھی۔مگر تزئین تو تپا سلگتا دل لے کر آئی تھی۔اب جبکہ حدف سامنے مل گیا تھا تو وہ بھلا کیوں چوکتی۔مہر ماہ کو نظر کی گرفت میں رکھتے ہوئے طنزیہ بولی۔

"آرام تو اب ہمیشہ کے لیئے میری زندگی سے رخصت ہو گیا امی۔عقل پر پتھر پڑ گئے تھے جو ہیرا سمجھ کر جلتا کوئلہ ہاتھ میں لے لیا۔مصنوعی چمک نے للچا دیا تھا مجھے۔اور ادھر لوگوں کی لاٹری پر لاٹری نکل رہی ہے۔پہلے طلال اور اب موحد آفندی" مہر ماہ کی برداشت ختم ہو گئی۔

http://kitaabghar.com

"شٹ اپ تزئین۔اپنی ناکام خانگی زندگی کا ملبہ مجھ پر مت گراؤ۔یہ تمہاری دلی خواہش اور قطعی ذاتی فیصلہ تھا۔اور نفس کے طمع کو مٹانے کے لیئے جو خواہشات پوری کی جائیں ان کا تاوان بھرنے کا حوصلہ بھی رکھنا چاہیئے۔" وہ سرد مہری سے کہتی اٹھ گئی۔درحقیقت تزئین کی اس گھٹیا بات سے دل کے مضراب پر بہت اوچھا ہاتھ پڑا تھا۔وہ تیز قدموں سے چلتی ضبط سے لال چہرہ لیئے کچن میں چلی گئی۔

ہق دق بیٹھی تزئین جیسے حواس میں لوٹی۔

"دیکھ رہی ہیں آپ اس کی زبان کے جوہر" سلگ کر چچی جان کو شکایت کی۔

چائے کا مگ خالی کر کے رکھتے موحد نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"تم کیا سمجھ رہی تھیں کہ وہ گونگی ہے۔؟"

"میرا گھر تباہ ہو رہا ہے اس کی وجہ سے۔طلال کے دل و دماغ پر اسی کا نام نقش ہے۔" وہ ہذیانی کیفیت کا شکار ہونے لگی۔موحد کی مسکراہٹ سمٹی۔

"یہ تم سے طلال نے کہا ہے؟"

"ہر وقت خاموش رہنا۔سوچوں میں گم۔سب سے کٹے ہوئے۔اس کا اور کیا مطلب ہوا موحد آفندی؟ میں بے وقوف نہیں ہوں سب سمجھتی ہوں" وہ دانت کچکچا کر بولی۔

"ٹھوکر کھائے ہوؤں کو سنبھلنے کا موقع اور وقت دینا چاہیئے تزئین۔" موحد نے سنجیدگی سے کہا (اور واقعی کیا صحیح کہا تھا)

"ہونہہ۔۔تو تم نے کیوں نہ موقع دیا اسے سنبھلنے کا۔اپنی دفعہ تو فوراً مکے بازی پر اتر آئے تھے" وہ طنزیہ بولی۔

"وہ اور بات تھی۔ایک بندہ ہمارے گھر کی عورتوں کی ریسپیکٹ نہیں کرے گا تو میں اسے ہر بار ایسے ہی سمجھاؤں گا" موحد کا انداز اٹل تھا۔پھر کرسی کھسکا کر اٹھتے ہوئے ناصحانہ انداز میں بولا۔

"اپنی زندگی بے سروپا باتوں کے پیچھے برباد مت کرو تزئین۔وہ شخص مہرماہ کے نصیب سے نکل چکا ہے اور یہ ایک واضح حقیقت ہے۔اسے اپنے آپ میں ڈھالنا اب تمہاری ذمہ داری ہے نا کہ بار بار اسے پرانے تعلق کے طعنے دینا۔"

"کسی خوش فہمی میں تم بھی نہ رہنا۔۔۔ نمیر آفندی شب خون نہ مارتا تو مہرماہ اسی طلال کی ہوتی۔صرف بحالت مجبوری اسے طلال کو چھوڑنا پڑا اور یہ بات سب جانتے ہیں۔تو کیا مہرماہ بھول چکی ہے اپنی پہلی محبت کو؟" وہ بگڑ کر تیز لہجے میں بولی۔

"اس بات کی فکر تو نمیر آفندی کو ہونی چاہیئے۔" وہ جاتے ہوئے لاپروائی سے کہہ گیا تھا۔

اس کے جانے کے بعد متحیر سی تزئین مارے تجسس کے ماں کی طرف متوجہ ہوئی۔

"یہ کیا کہانی چل رہی ہے ادھر۔بیوی اس کی ہے اور فرق نمیر آفندی کو پڑنا چاہیئے"

"آغا جان کی ضد نبھائی ہے بس مہرو نے۔ مجھے تو لگتا ہے بس آغا جان کا منہ بند کرنے کے لیئے کھیل کھیلا ہے ثمرہ نے ان کے ساتھ مل کر"

"تو کیا رخصتی ابھی تک نہیں ہوئی؟" تزئین کا منہ کھلا۔

"طبیعت کی خرابی کا بہانہ چلا آ رہا ہے ایک ہفتے سے۔ نہ صدیقہ بھابی کو فرق پڑ رہا ہے اور نہ ثمرہ کو۔ اس کا کیا مطلب ہوا بھلا۔؟" وہ اس کی طرف جھک کر سرگوشیانہ رازداری سے بولیں۔

"اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ محض آغا جان کی ضد سے چھٹکارہ پانے کے لیئے مہرو راضی ہوئی ہے اس نکاح پر۔ یعنی اگر کل کو نمیر اسے طلاق دے دے تو یہ پھر سے طلال کی نظر میں مظلوم بن سکتی ہے" تزئین کو جھٹکا لگا۔ طلال نوید تو اب اس کے دل کی ضد بن چکا تھا۔

"اتنی دور کی مت سوچو۔" چچی جان نے اسے گھر کا۔

"میں خود بات کروں گی آغا جان سے۔" تزئین نے مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ چچی جان نے اسے منع بھی کیا مگر شادی شدہ ہونے کے بعد تو وہ جیسے اوور رنڈر ہو گئی تھی۔ سر جھٹک کر چائے کے گھونٹ بھرتی آغا جان کے سامنے بولنے والے متاثر کن ڈائیلاگ سوچنے لگی۔

☆......☆......☆

تزئین کا آنا مہر ماہ کو کسی نئے طوفان کا پیش خیمہ لگ رہا تھا۔ اپنے کمرے میں ناشتا کرنے کے بعد اس نے دوپہر کا کھانا بھی ملاحہ کے ہاتھ کمرے میں ہی منگوا لیا۔ صبح والی منہ ماری کے بعد فی الحال تو تزئین کی شکل دیکھنے کو اس کا دل بھی نہیں چاہ رہا تھا۔ اسے طلال پر بھی افسوس ہوا۔ جلد بازی میں وہ اپنی زندگی کا بہت غلط فیصلہ کر گیا تھا۔ اور اب اسے نبھا بھی نہیں پا رہا تھا۔ مہر ماہ کے ساتھ تو قسمت نے کھیل کھیلا تو وہ طلال سے کنارہ کر گئی مگر طلال نے تو فوراً ای بنیاد پر تزئین کو پروپوز کر کے اس کی بے وفائی کا گویا جواب دیا تھا۔

اس نے اپنے دل کو ٹٹولا۔ تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ تزئین کا کوئی بھی شک وشبہ درست نہ تھا۔ یہ دل اب طلال نوید کے نام پر پہلے جیسی بے ترتیبی سے نہیں دھڑکتا تھا۔

درحقیقت زندگی نے اتنے جھٹکے دیئے تھے کہ ماضی کی تمام یادیں گڈ مڈ ہو کر نا قابل شناخت لگنے لگی تھیں۔ کبھی طلال کے سنگ زندگی گزارنا زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہوا کرتا تھا۔ اور اب نمیر آفندی سے چھٹکارہ پانا زندگی کا مقصد نظر آتا تھا۔ سچ تو یہ ہے دکھ وہی سب سے بڑا ہوتا ہے جو حاضر وقت میں آپ کی جان کو لگا ہوا ہو۔ اور طلال تو اس ساری بھاگ دوڑ میں کہیں بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ اب تو بس وہ ہر وقت نمیر سے چھٹکارے کی ترکیب سوچتی رہتی تھی۔

☆......☆......☆

"تم نے کیا تماشا بنا لیا ہے۔ کس سے چھپ کر کمرے میں گھسی بیٹھی ہو؟" رات کے کھانے کے وقت تائی جان مہر ماہ پر برس پڑی

تھیں۔

"ایسا کوئی فخر بھی نہیں ہے میرے پاس کہ جا کر ڈھٹائی سے سب کے درمیان بیٹھ جاؤں" وہ تکلیف دہ حد تک تلخ ہوتی جا رہی تھی۔

" مگر جان بوجھ کر ایسا کوئی گناہ بھی نہیں کیا کہ سب سے چھپ کر بیٹھنا پڑے۔ زندگی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جینا سیکھو مہرماہ" تائی جان اسے کوئی چھوٹ دینے کے موڈ میں نہیں تھیں۔

"چلو اٹھو اور سب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤ۔ اس طرح کنارہ کشی کرو گی تو آغا جان پھر سے تمہاری طرف متوجہ ہو جائیں گے۔" ان کی بات میں وزن تھا۔ مہرماہ کو ان کا کہا ماننا ہی پڑا۔ اور اسی لیئے وہ کھانے کی میز پر قدرے سائیڈ پر ملاحہ کے ساتھ بیٹھی اور شکر کیا کہ بنا کسی بدمزگی کے ہلکی پھلکی باتوں کے دوران کھانا کھا لیا گیا۔ یہ تو کھانے کے بعد جب مرد اٹھ کر لاؤنج میں چلے گئے۔ اور چائے کا دور چلا۔ خواتین نے چائے ڈائننگ پر ہی لگا لی۔ تب مہرو کا سکون غارت ہوا۔ وہ بھی تزئین کی بات پر۔

"پھر مہرو کی باقاعدہ رخصتی کب کروا رہی ہیں آپ؟" وہ ثمرہ چچی سے مخاطب تھی۔ مہرماہ کی انگلیوں کی گرفت کپ کے ہینڈل پر مزید سخت ہو گئی۔

"رخصتی بس ہوئی سمجھو۔ گھر ہی کی تو بات ہے" انہوں نے مسکرا کر بات سمیٹی۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ گھر کی بات ہے تو کیا اب یہ دونوں شادی کے بعد بھی اپنے اپنے پورشنز میں رہیں گے؟" تزئین کو اعتراض ہوا۔ ثمرہ نے بے آرامی سے پہلو بدلا۔

"مہرو کی طبیعت خراب تھی بس اسی لیئے رکے رہے" تائی جان نے بھی ماحول کی سنگینی کو کم کرنے کی مقدور بھر کوشش کی۔

" تمہیں کیا مسئلہ ہے تزئین۔۔۔۔شادی ہو گئی ہے تو رخصتی بھی ہو جائے گی" مہرماہ کی آنکھوں میں ضبط کا گلابی پن اور لہجہ سخت تھا۔

" مجھے مسئلہ یہ ہے کہ تم کسی سائیڈ لگو تو طلال بھی تمہاری طرف سے بددل ہو کر میری زندگی میں لوٹے" وہ منہ پھٹ تو تھی ہی۔ مگر اس قدر تکلیف دہ حد تک ہو گی یہ مہرماہ نے سوچا نہیں تھا۔ زرد پڑتی رنگت لیئے چند ثانیوں تک تو وہ جواب دینے سے بھی معذور رہ گئی۔

" کیا فضول باتیں کر رہی ہو تزئین۔ اگر طلال اور تمہارے مابین کوئی مسئلہ ہے تو وہ تم دونوں خود حل کرو۔ مہرو کو الزام مت دو۔" ثمرہ نے کسی کے بھی بولنے سے پہلے تزئین کو جھڑک دیا۔

"ان کا ماضی ایک حقیقت ہے آنٹی" تزئین برا مان گئی۔

"حال ماضی سے زیادہ ویلیوایبل (قابل قدر) ہوتا ہے تزئین۔۔۔۔اور مہرماہ کا" حال" موحد آفندی ہے یہ مت بھولو۔ دوسرا

یہ کہ مجھے خود بھی یہ بات پسند نہیں کہ تم میری بہو کا نام کسی اور کے معاملے میں لو" انہوں نے لگی لپٹی رکھے بغیر قطعی انداز میں کہا تو تزئین ہونق سی ماں کا چہرہ دیکھنے لگی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ ثمرہ کو اپنی ماضی کی منہ پھٹ بہو اتنی جلدی اتنی عزیز ہو جائے گی کہ وہ اس کی حمایت میں یوں ٹکڑا توڑ جواب دینے پر اتر آئیں گی۔ سائرہ نے تاسف سے بیٹی کو دیکھا۔ جو منہ کھولنے سے پہلے کم ہی سوچتی تھی۔

"تم طلال کی طرف دھیان دو تزئین۔ اتنے مختصر سے عرصے میں کئی بار بگڑ چکی تم لوگوں کے بیچ۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے" تائی جان کا میٹھا وار بہت کڑا تھا۔ تزئین بہت اچھی طرح سمجھی اور حوصلے سے پی بھی گئی۔ مگر رات گئے وہ ساری شکایتیں طلال اور مہر ماہ کے حوالے سے اپنے تحفظات کے نکات آغا جان کے کانوں میں انڈیل کر اسٹڈی سے باہر نکلی تو شاد و آباد تھی۔

☆......☆......☆

"مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تمہیں اب مجھ سے کیا مسئلہ ہو رہا ہے۔ میرے بارے میں آغا جان کو مشورے دینے والی تم کون ہوتی ہو؟" مہر ماہ کے لیئے اب تزئین سے نمٹنا ناگزیر ہو گیا تھا۔ ورنہ تو اس نے یہی سوچ رکھا تھا کہ جتنے دن وہ آفندی ہاؤس میں رہے گی اس کے منہ نہیں لگنا۔ مگر ابھی جب تائی جان نے آغا جان کا پیغام اس تک پہنچایا کہ انہوں نے اب فوری طور پر مہرو کی رخصتی کا عندیہ دیا ہے تو وہ بھڑک کر تزئین کے کمرے میں چلی آئی۔ وہ اطمینان سے لیٹی موبائل کی اسکرین پر انگلی چلا رہی تھی۔ مہر ماہ کی بات سن کر پیشانی پر ناگواری کی شکنیں لیئے اٹھ بیٹھی۔

"یہ صرف تمہارا نہیں میرا بھی مسئلہ ہے مہر ماہ۔۔ تم ہماری زندگیوں سے نکلی ہی کب ہو"

مہر ماہ کی قوت گویائی لمحہ بھر کو سلب ہوئی۔

"اور اب اگر طلال کو بھنک بھی پڑ گئی کہ تم یہ رخصتی نہیں چاہتیں تو پھر شاید جو بھی وہ کرے کم ہوگا"

"تم اپنے مسائل کو اپنی ذات کے ذریعے حل کرو۔ میرے کندھے پر بندوق رکھ کر مت چلاؤ" مہر ماہ سختی سے بولی۔ پھر اسے جتایا۔

"میرے اور طلال کے بیچ اگر کچھ ہوتا تو وہ مجھ سے بدلہ لینے کے لیئے فوری طور پر تمہیں پروپوز نہ کرتا۔ بلکہ میرے پلٹنے کا انتظار کرتا"

"وہ اب بھی یہی کر رہا ہے" تزئین پھٹ پڑی۔

"کیونکہ تمہیں اس کو ہینڈل کرنا نہیں آ رہا" مہر ماہ نے طنز کیا۔

"ہاں۔۔ اس کا ریموٹ جو تمہارے ہاتھ میں ہے" تزئین کہاں کم تھی۔

"مجھے اب طلال میں کوئی دلچسپی نہیں تزئین۔" وہ بہت ضبط سے بولی۔ "تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میری زندگی کن مسائل سے

دو چار ہے۔ میں نے خود اپنی مرضی سے طلال کو چھوڑا تھا۔ چاہتی تو جس طرح اب موحد کے ساتھ نکاح کروالیا اس وقت طلال سے ہی کروا لیتی۔ مگر میں الحمدللہ صحیح اور غلط کے بارے اچھی طرح جانتی ہوں"

(جس کے پاؤں میں "حال" کا "کانٹا" چبھ رہا ہو وہ ماضی کے بارے کیسے سوچ سکتا ہے؟) مہر ماہ کا دل اندر ہی اندر کرلایا۔

تزئین نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاہ۔۔تو موحد کے ساتھ نکاح کیا ہے پھر؟"

"وہ میرا مسئلہ ہے۔۔۔تم اپنے ذہن کا گند صاف کرلو بس۔ طلال نوید کو میں اپنی زندگی سے بہت پہلے الگ کر چکی ہوں۔ پہلے مجبوری میں۔۔۔لیکن تم سے شادی کے بعد تو یہ دل باراضی ورضا اس سے دستبردار ہو گیا تھا۔" مہر ماہ نے بہت تحمل سے ساری صورت حال اس کے سامنے رکھی۔

" مگر اس کے دل پر سے تمہارا سایہ ابھی تک نہیں گیا" تزئین تلخی سے بولی۔

"یہ تمہارا قصور ہے تزئین نا کہ میرا۔ وہ بیوی ہی کیا جو اپنے شوہر کے دل پر اپنا نقش نہ چڑھا سکے" مہر ماہ نے طنز کیا۔

"چہ۔۔۔بہت خوب۔ یعنی تمہیں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا کہ تمہاری وجہ سے میرا گھر تباہ ہو رہا ہے" تزئین بہت شارٹ ٹیمپرڈ تھی۔ بات کو اپنے رخ سے سمجھ کر فیصلے صادر کرنے والی۔ جلد باز۔

مہر ماہ نے آنکھیں موند کر بے بسی سے گہری سانس بھری۔ پھر اسے دیکھ کر تیوری چڑھا کر بولی۔

"جو بکواس میں نے کی ہے نا۔ اس کا صاف اور سیدھا مطلب یہی ہے کہ مجھے اب طلال نوید میں کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ تمہارے دل کی "چور خواہش" تھا۔ اللہ نے اسے تمہارے نام کر دیا۔ میرے لیئے جو بہتر تھا وہ مجھے مل گیا۔ اب برائے مہربانی تم دونوں میاں بیوی اپنی زندگی کو سنبھالو نا کہ دوسروں کے معاملات میں ٹانگیں اڑانے کی کوشش کرتے رہو" وہ کہہ کر رکی نہیں تھی۔ اور اس کے کمرے سے نکلتے ہوئے زور سے دروازہ بند کیا۔ پیچھے تزئین کا چہرہ ضبط سے لال ہو رہا تھا۔

☆......☆......☆

اب مہر ماہ جتنا بھی واویلا مچاتی ہونا وہی تھا جو آغا جان طے کر چکے تھے۔ شام سے پہلے پہلے اس کے کپڑے اور ضرورت کا سارا سامان نا صرف موحد کے کمرے میں شفٹ کر دیا گیا بلکہ اس کی رخصتی کا عندیہ بھی سب کو دے دیا گیا۔ مہر ماہ سُن تھی۔ جیسے کسی بھی احتجاج اور اعتراض سے قاصر رہ گئی ہو۔ ذہن کچھ بھی سوچنے سے معذور تھا۔ اور جس طرح تائی جان نے لاؤنج میں آ کر مسکراتے ہوئے ملاحہ کو دیکھ کر ہاتھ جھاڑے وہ منظر مہر ماہ کی نگاہوں سے اوجھل نہ رہا تھا۔ خود ملاحہ کا دل ماں کی اس شقی القلبی پر دکھا سو دکھا مہر ماہ اسی وقت تن کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ جو فیصلہ پل صراط پر چلنے کے مترادف لگ رہا تھا وہ اسی ایک پل میں طے پا گیا۔

"بہت خوب امی۔۔۔تو آج سے میں آپ کے لیے پرائی ہوگئی۔ایک بار ایک مستقل ٹینشن تھی جو آپ کے سر سے اتر گئی۔۔۔ مگر یہ ضرور یاد رکھیئے گا کہ یہ آپ کا اور آغا جان کا کیا تھا جو میں بھگت رہی ہوں۔کیونکہ آزمائش ہمیشہ مال اور اولاد کی طرف سے آیا کرتی ہے" آنسوؤں سے بھیگے لہجے میں کہتی وہ وہاں رکی نہیں تھی۔تائی جان کو منجمد اور ملاحہ کی آنکھوں میں آنسو چھوڑ کر وہاں سے ثمرہ چچی کے پورشن میں چلی آئی۔اور یہ موحد کا کمرہ تھا۔۔۔اس کے قدم ٹھٹکے۔۔۔جسے اب اس کا مسکن بنا دیا گیا تھا۔

"یا اللہ میں نے نہیں۔۔۔یہ سب میری قسمت میں تو نے لکھا ہے۔میں تو بس اپنا کردار نبھا رہی ہوں بلکہ نبھانے پر مجبور کر دی گئی ہوں۔اب میری حفاظت کرنے والا صرف تو ہے" وہ دروازہ کھول کر اندر چلی آئی۔اس کا کئی بار کا دیکھا ہوا کمرہ تھا مگر اب وہاں مہر ماہ کی کئی چیزیں پڑی نظر آ رہی تھیں۔اس نے تکلیف سے آنکھیں موند لیں۔زندگی اس قدر "سخت" بھی ہو سکتی ہے اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔وہ تو بہت نازک احساسات کی مالکہ تھی۔زندگی کو پھولوں کی سیج سمجھنے والی۔مگر اب ایک دم ہی کانٹوں بھری روش پر نکل آئی تو صرف پیر ہی نہیں پورا وجود زخمی بلکہ لیر و لیر ہو گیا تھا۔

☆......☆......☆

ثمرہ نے اسے کمرے کے باہر ہی روک لیا۔

"جی خاتون! فرمایئے؟" وہ مسکرا دیا۔

"آغا جان نے مہر ماہ کو رخصت کر دیا ہے" ثمرہ کی بات پر اس کو جھٹکا سا لگا۔ایک دم مسکراہٹ گم ہوئی۔

"کس کے ساتھ؟" بے اختیار ہی پوچھ لیا تو انہوں نے ذرا توقف کے بعد جواب دیا۔

"تمہارے روم میں شفٹ کر دیا ہے اسے"

"واٹ۔۔۔؟" یہ موحد کے اعصاب کے لیے دوسرا بڑا جھٹکا تھا۔

"وہ بہت کچھ سہہ چکی ہے موحد! اب آگے کی زندگی تمہاری ذہانت اور سوچ پر ڈیپینڈ کرتی ہے.اسے مزید ہرٹ مت ہونے دینا" ثمرہ نے امید بھری نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا۔جہاں بیزاری چھا چکی تھی۔

"بے فکر رہیں آپ۔وہ محترمہ بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔زبان درازی کے مظاہرے تو ماضی قریب میں آپ دیکھ ہی چکی ہیں۔اور آپ کا بیٹا تو دنیا کا آخری مرد ہوتا تب بھی انہیں قبول نہیں تھا"

"فضول باتیں مت کرو موحد! تم اس کے نا چاہتے بھی وہ پہلے شخص بن گئے ہو جسے اس نے قبول کیا ہے۔اور جو میں کہہ رہی ہوں وہ تم اچھی طرح سمجھ رہے ہو۔" انہوں نے سختی سے ڈپٹا۔تو وہ اکتا کر بولا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔اب مجھے میرے کمرے میں جانے کی اجازت ملے گی یا نہیں۔تھکا ہوا آیا ہوں"

http://kitaabghar.com

وہ گہری سانس بھرتی وہاں سے ہٹ گئیں۔موحد لب بھینچے اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اندر لیڈیز پرفیوم کی پھیلی ہوئی دلکش مگر انجان سی مہک قوتِ شامہ سے ٹکرا کر اس کے تمام حواس کو الرٹ کر گئی۔اسی وقت موحد آفندی کو شدت سے احساس ہو گیا کہ قدرت اسے ایک کڑے امتحان میں ڈال چکی تھی۔

☆......☆......☆

وہ بہت مضمحل اور ہاری ہوئی کیفیت میں برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی سرنیہوڑائے۔گویا زندگی کی بے ثباتی پر غور کر رہی ہو۔کبیر بے اختیار ہی اس کی طرف بڑھ آیا۔سیاہ جوتوں میں مقید مردانہ پیر نظروں کی گرفت میں آئے۔تو اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

" کیا بات ہے۔۔ایسے کیوں بیٹھی ہیں؟" نگاہ کا انداز چاہے بدلا ہو مگر لب و لہجے کے احترام میں قطعاً کوئی فرق نہیں آیا تھا۔وہ تشویش بھرے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ملاحہ نے آزردگی سے اسے دیکھا۔

"ہارنے والے ایسے ہی بیٹھا کرتے ہیں کبیر! خاموش اور سر جھکا کر"

"ہار جیت کا فیصلہ وقت کرتا ہے ملاحہ بی بی.... ہو سکتا ہے جسے آپ ہار سمجھ رہی ہوں وہ جیت کی پہلی سیڑھی ہو" کبیر کا انداز تسلی دینے والا تھا۔ملاحہ استہزائیہ مسکرا دی۔

" کوئی زندگی کی بازی ہار گیا کبیر صاحب۔۔اور آپ خوش گمانیوں میں گھرے ہوئے ہیں"

"بہتری کرنے والی اللہ کی ذات ہے۔اس سے کچھ بعید نہیں۔اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ "ہو جانے" کا افسوس کیا کرنا۔اس سے اچھا ہے کہ آگے کی بہتری کے لئے کوشش کی جائے۔" وہ اپنی مخصوص نرمی سے کہہ رہا تھا۔ملاحہ گہری سانس بھرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

" تمہاری باتوں کے بل پر سوچا جائے تو زندگی کتنی آسان ہے خان۔"

" زندگی وہی بن جاتی ہے جیسا آپ اسے سمجھتے ہیں۔اپنے گمان اچھے کر لیں بس" وہ خفیف سا مسکرایا۔ملاحہ نے ترچھی نگاہ اس پر ڈالی۔

" تمہاری زندگی تو بہت آسان ہوگی پھر"

کبیر نے بے اختیار گہری سانس بھری۔وہ بھول رہا تھا کہ اس کے سامنے ملاحہ آفندی بیٹھی تھی کوئی عام لڑکی نہیں۔مگر پھر خود کو سنبھالتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

" پہلے تو نہیں تھی مگر اب بہت آسان لگنے لگی ہے۔" ملاحہ کا دل الگ تان پر دھڑکا۔

" اچھا۔۔۔وہ کیسے؟"

وہ چاہتی تو اس سوال کو جانے دیتی مگر محبوب کے ہر جواب میں ہزار معنی ہوتے ہیں اور ان ہزار معنوں میں سے اپنے من پسند مطالب اخذ کرنے کا الگ ہی نشہ ہے۔

کبیر کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"جب سے یہ دل خوش گمانیوں میں گھرا ہے آگے کی منزل بہت آسان لگنے لگی ہے"

ملاحہ سے ان آنکھوں کے شربتی کانچ سے نگاہ ملانا مشکل ہونے لگا۔لیکن زندگی کو گزرے کچھ عرصے میں اس نے بہت قریب سے دیکھا تھا۔

"میں بھی اس سب کو بہت آسان سمجھتی تھی کبیر۔۔۔مگر آپی کو دیکھ کر ہمت ختم ہو گئی ہے" اس نے تھک کر پلر سے ٹیک لگا لی۔

"دو قدم کنارہ رہ جائے اور یک بہ یک آ کر موجیں گھیر لیں۔۔۔۔اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھا ہے میں نے"

"اللہ نے ان کے لیئے بھی بہت اچھے فیصلے لکھے ہوں گے مجھے یقین ہے"

"محبت کا کھو جانا۔۔۔مسلسل آزمائش کا شکار رہنا۔۔۔اچھے فیصلے کب ظاہر ہوں گے کبیر؟"

"اللہ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے ملاحہ بی بی۔وہ صبر کریں گی تو پھل بہت اچھا ملے" وہ خلوص سے بولا۔اس کے بعد ایک خاموشی دونوں کے درمیان ٹھہر گئی۔وہ دونوں ہی چپ تھے جیسے دونوں ہی اس خاموشی کو پاٹنا نہ چاہتے ہوں۔پھر کسی خواب کے حصار میں گھری ملاحہ کی آواز ابھری۔

"اور ہم۔۔۔؟"

اس کا سوال آدھا تھا۔مگر معنی پورے رکھتا تھا۔

کبیر نے اس کے ملیح چہرے پر ہلکی سی نظر ڈالی۔آزردگی میں وہ بچوں کی سی خوف زدہ اور معصوم نظر آتی تھی۔

"ہمارا بھی اللہ مالک ہے" وہ مسکرا دیا۔اسے دیکھ کر تو اب دل ویسے ہی ہلکا پھلکا ہو جاتا تھا۔ملاحہ نے اسے ہلکا سا گھور کر دیکھا۔

"یہ تسلی ہے یا مجھے ڈرا رہے ہو کبیر؟" وہ ہلکے سے ہنس دیا۔پھر ذو معنی انداز میں بولا۔

"یہ دعا ہے ملاحہ بی بی۔۔۔ورد ہے حرف دعا ہے"

ملاحہ کی آنکھ بھر آئی۔

"بس تم کبھی پلٹنا مت کبیر۔۔۔۔ورنہ میں مر جاؤں گی"

"قول دیا ہے ملاحہ آفندی۔۔۔اور مرد قول نہیں ہارا کرتے" کبیر کا لہجہ بہت سنجیدہ اور اٹل تھا۔ملاحہ کا دل تو اس کے انداز تخاطب پر ہی دھڑک دھڑک گیا۔

"زندگی کی بساط پر آپ کو نہ جیتا تو کیا خاک جیئے" وہ اس کے تمتماتے چہرے کو نگاہوں کی گرفت میں لیے ملائمت سے کہہ رہا تھا۔ اور ملاحہ۔۔۔ وہ تو ہواؤں میں تھی گویا۔ کبیر نے ذرا سا جھک کر اس کے آگے سرخم کیا تو وہ کھل کر مسکرادی۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جو انیکسی کی طرز پر باقی گھر سے الگ تھا۔

☆......☆......☆

وہ تولیے سے تھپتھپا کر چہرہ خشک کرتی واش روم سے نکلی تو موحد کو ایزی چیئر پر جھولتے پایا۔ مہرماہ کی نظروں میں یہ ایک گھٹیا ترین سچوئیشن تھی کہ آپ ایک شخص کو ماضی میں بار بار نیچا دکھاتے رہے ہوں۔ اسے اس کی اوقات بتاتے رہے ہوں اور اب ایک دم سے اس کے کمرے کے شراکت دار بن کر آ جائیں۔ اسے دیکھ کر کرسی کی حرکت رک گئی۔ (اور ساتھ ہی گویا مہرو کی دھڑکن بھی) وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ مہرماہ کا دل اچھل کر حلق تک آیا۔ اب وہ مہرماہ کے مقابل کھڑا تھا۔

" کسی کے واش روم میں گھس کر اتنا ٹائم لگانا ایٹی کیٹس کے خلاف ہے بائی داوے" وہ جتانے والے انداز میں بولا تو مہرماہ کی آنکھیں ذہنی جھٹکے کے تحت ایک دم سے پوری کھل گئیں۔

"اور میں پوچھ سکتا ہوں کہ ویسے تو بڑی بڑی باتیں کرتی ہو تو یہ رخصتی کیوں ہونے دی تم نے؟" وہ طنز کر رہا تھا۔

"یہ سب آغا جان کی خواہش پر ہوا۔ اور تمہارا اور ثمرہ چچی کا مشورہ بھی یہی تھا۔ شاید تم بھول رہے ہو موحد۔" مہرماہ نے کٹیلے لہجے میں کہا۔

"بہر حال تمہیں اسٹینڈ لینا چاہیئے تھا۔ نکاح کا مشورہ میرا تھا۔ رخصتی تو تم رکوا ہی چکی تھیں بے ہوش ہو کر" وہ بے نیازی سے کہتا اسے زہر لگا۔

"مجبوری تھی کہ ساری عمر کے لیے بے ہوش نہیں رہ سکتی تھی" وہ لفظوں کو چبا کر بولی۔ تو چند لمحے اس کی بات پر گویا غور کرنے کے بعد گہری سانس بھر کر وہ بولا۔

"ہاں۔۔۔ یہ بھی ہے" مہرماہ اس کی بات اور انداز پر کڑھ کر رہ گئی۔

وہ اپنے کپڑے لیئے واش روم کی طرف جا رہا تھا۔ مہرماہ بیڈ کے کنارے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھی۔ پھر کچھ سوچ کر فی الفور اٹھی اور کمرے سے باہر نکلی۔ اس کا رخ ثمرہ کے کمرے کی طرف تھا۔ اسی وقت موحد کا بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل بج اٹھا۔ موبائل کی سیاہ اسکرین اب پوری آب و تاب سے روشن تھی۔ اور اس پر نمیر آفندی کالنگ کے الفاظ صاف دکھائی دے رہے تھے۔

☆......☆......☆

"جس نے جو گیم کھیلنی تھی کھیل لی۔ مگر میں اصلیت جانتی ہی نہیں مانتی بھی ہوں چچی جان۔ کہ موحد سے پہلے میں نمیر آفندی کے

نکاح میں ہوں۔اور میں اپنی عزت نفس کو مرنے نہیں دوں گی" تیز سانسوں کے درمیان وہ ان کے کمرے میں کھڑی تلخی سے کہہ رہی تھی۔ثمرہ نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"کیا ہو گیا مہر۔۔۔موحد نے کچھ الٹا سیدھا کہا ہے کیا؟"

"اس نے کچھ نہیں کہا چچی جان۔بس میں موحد کے کمرے میں نہیں رہوں گی" اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔تو اس کی ذہنی اور جذباتی کیفیت کو سمجھ کر ثمرہ نے فوراً آگے بڑھ کر اسے خود سے لپٹا لیا اور اس کا رخسار چوم کر محبت سے بولیں۔

"ٹھیک ہے۔بالکل صحیح کہہ رہی ہو تم۔اور آج سے تم میرے پاس رہو گی میرے کمرے میں۔اس پر تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے"

مہر ماہ کے ذہن میں موجود تمام لمبے لمبے اقتباسات یک لخت اڑ گئے۔ثمرہ نے تو اسے بحث کا کوئی موقع ہی نہیں دیا تھا۔وہ خاموشی سے ان سے لپٹ کر آنسو بہانے لگی۔کم از کم کوئی تو تھا جو اس کی تکلیف کو سمجھتا تھا۔

اور ثمرہ سوچ رہی تھیں کہ اگر مہر ماہ کو پتا چل جائے کہ وہ بھی نمیر آفندی کے اس کھیل سے واقف تھیں تو وہ کیا قیامت مچائے گی؟؟ وہ آہ بھر کر رہ گئیں۔

☆......☆......☆

موحد واش روم سے باہر نکلا تو اس کا موبائل بج بج کر اب خاموش ہو چکا تھا۔اسے پہلی نظر میں ہی اندازہ ہو گیا کہ مہر ماہ اس کے کمرے میں نہیں تھی۔اور یہ صورت حال اس کے لیئے بھی اطمینان کا باعث بنی۔مہر ماہ کا اس کمرے میں موجود رہنا دونوں کے لیئے ہی ناقابل قبول فیصلہ تھا۔اس نے موبائل اٹھا کر مسڈ کالز چیک کیں۔

"نمیر آفندی۔۔۔"اس کی پیشانی پر شکنیں پھیلیں۔تین چار مسڈ کالز آ چکی تھیں۔

"اسے کیا تکلیف ہوئی جو اتنی ساری کالز کرتا رہا ہے؟" وہ زیر لب ناگواری سے بڑبڑاتے ہوئے اسی نمبر پر کال بیک کرنے لگا۔دوسری ہی بیل پر کال اٹینڈ کر لی گئی۔

"جی فرمایئے نمیر آفندی صاحب۔۔۔ایسی کیا ایمرجنسی آن پڑی تھی جو کال پر کال کرنے کی ضرورت پیش آ گئی وہ بھی اس صورت میں کہ میں نے تمہیں انتہائی ضرورت کے بنا کال کرنے سے منع کر رکھا ہے" وہ چبا چبا کر تلخی سے پوچھ رہا تھا۔پھر دوسری طرف کی بات سن کر اس نے آنکھیں موند کر گہری سانس بھری۔اور اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا۔

"ٹھیک ہے۔تمہارا کام ہو جائے گا۔مگر اس سے زیادہ کی مجھ سے توقع مت رکھنا۔میں تمہارا کانٹیکٹ نمبر بلاک لسٹ میں شامل کر رہا ہوں۔آئندہ مجھ سے جو بھی بات کرنی ہے وہ آفس آ کر کرو۔"اس نے اگلی بات سنے بغیر لائن کاٹ دی تھی۔اور موبائل بستر پر

http://kitaabghar.com

اچھال دیا۔

"اس نمیر آفندی کا کھیل بھی جان کا وبال بنتا جارہا ہے۔" زیر لب ناگواری سے خود کلامی کرتے ہوئے وہ آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر بالوں میں برش پھیرتا غائب دماغی کی کیفیت میں تھا۔

اوپر سے مہرماہ کی رخصتی کی ٹینشن۔۔۔ وہ سوچ چکا تھا کہ مہرماہ کو ثمرہ کے کمرے میں شفٹ ہونے کا کہہ دے گا۔ اس کا خود کو کسی بھی قسم کے امتحان میں ڈالنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

☆......☆......☆

وہ ناشتا کر کے آفس کے لیے نکلا تو ایک حیران کن منظر نے اس کے قدم ٹھٹکا دیئے۔

بہت نرمی سے مسکرا کر کچھ کہتی ملاحہ۔۔۔ کالج جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھ رہی تھی۔ اور دروازہ کھول کر کھڑا کبیر۔ ابھی فرزین اندر سے آئی نہیں تھی شاید۔

موحد آفندی کے لیے اس سارے منظر میں حیرت کی بات کبیر خان کی مسکراہٹ اور ملاحہ کے لیے مکمل توجہ بھرے تاثرات بنے تھے۔ وہ جانتا تھا کبیر خان گھر کی خواتین کے سامنے نظر اٹھا کر بات نہیں کیا کرتا۔ تو پھر یہاں کیا تھا؟؟ لمحہ بھر میں ہی اس کے ذہن میں کلک ہوا۔ جو تعلق اور وابستگی ان دونوں کے مابین دکھائی دے رہی تھی وہ موحد آفندی سمجھ گیا تھا۔ کھنکھار کر آگے بڑھتا وہ دونوں کو الرٹ کر گیا تھا۔ کبیر خان کے سلام کا جواب سر کے اشارے سے دے کر بے نیازی سے سن گلاسز آنکھوں پر لگاتے ہوئے ان کے پاس سے گزر کر وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

☆......☆......☆

وہ ایک ہفتہ آفندی ہاؤس رہی اور اس دوران طلال نے ایک بار بھی فون کر کے اس کی خیریت معلوم نہ کی تھی۔ تنگ آ کر سائرہ چچی نے خود ہی اسے احساس دلایا۔

"بیوقوفی مت کرو تزئین۔ جو گھوڑا پہلے ہی باگیں تڑوانے کے درپے ہے تم اسے کھلا چھوڑ آئی ہو میری بچی۔ گھر قسمت سے نہیں عقل سے بنا کرتے ہیں" اور وہ ان کی بات اچھی طرح سمجھی، تبھی تو ڈھیٹوں کی طرح خود ہی ڈرائیور کو فون کر کے بلا لیا۔ دل میں طلال کی طرف سے شکوہ بھی تھا۔ گھر پہنچی تو ماما ہمیشہ کی طرح اپنی مخصوص سنجیدگی سے ملیں اس کا احوال پوچھا اور اس کے گھر والوں کی خیریت بھی دریافت کی۔ تزئین بھی نارمل موڈ میں ان کی باتوں کا جواب دیتی رہی۔ پھر چینج کرنے کا کہہ کر بیگ اٹھائے کمرے میں چلی آئی۔

اے سی لگا کر وہ خود کپڑے تبدیل کرنے واش روم میں گھس گئی۔ فریش ہو کر باہر نکلی تو موبائل لیے بستر پر نیم دراز ہو گئی۔

"ہمم۔۔۔ پتا تو چلے محترم طلال صاحب کس مصروفیت میں بزی ہیں" اس نے طلال کو کال ملائی تھی۔ اپنے گھر اور کمرے کی

ملکیت کے احساس سے موڈ قدرتی طور پر ہی اچھا ہو گیا۔ ورنہ آتے ہوئے تو دل میں اس کی طرف سے شدید غبار بھرا ہوا تھا۔ بیل بج کر لائن خود بخود ڈسکنیکٹ ہو گئی۔۔۔ دو بار تین بار چار بار۔۔ تزئین نے اس کے دونوں موبائل نمبرز چیک کر لیے۔ بیل جا رہی تھی فون بزی بھی نہیں تھا مگر وہ باوجود اس کا نمبر دیکھنے کے کال اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔ اس کا بی پی ہائی ہونے کو تھا۔ اب ظاہر ہے وہ دونوں موبائل فون آفس میں رکھ کر تو کہیں باہر نہیں جا سکتا تھا نا۔ تنگ آ کر کچھ سوچتے ہوئے اس نے آفس کا لینڈ لائن نمبر ملایا تو وہ بزی جا رہا تھا۔

"اوہ۔۔ تو گویا لینڈ لائن پر مصروف ہیں جناب" اس کو قدرے حوصلہ ہوا۔ مگر پھر بھی اس نے طلال کے پی اے کا نمبر ملا لیا۔

"مسز طلال بول رہی ہوں۔۔۔ طلال کہاں ہیں اس وقت؟ وہ کال اٹینڈ نہیں کر رہے میری" بہت بارعب انداز میں پوچھا۔ اس کی پہلے بھی کئی بار طلال کے پی اے سے بات ہو چکی تھی۔ اگر کبھی طلال کال اٹینڈ نہ کرتا تو وہ پی اے کو کال کر کے طلال کی مصروفیت کنفرم کر لیتی تھی۔ باتونی سا بندہ تھا۔ ایک سوال کے جواب میں چار باتیں بتا دیتا تھا۔ دوسرے یہ کہ تزئین کی کسی کلاس فیلو کا کزن تھا تو تزئین ہی نے طلال سے نوکری کی سفارش کر کے اسے پی اے رکھوایا تھا۔ اور اسے باتوں ہی باتوں میں پابند بھی کر دیا تھا کہ تزئین جو بات پوچھے اسے بالکل صحیح انفارمیشن دینا اس کا پہلا کام ہے۔ اور یہ بات پی اے سے بڑھ کر اور کون جان سکتا ہے کہ صاحب سے زیادہ صاحب کی بیوی "صاحب" ہوا کرتی ہے۔

تزئین اس کی مصروفیات کی انفارمیشن اس کے پی اے سے گاہے بگاہے لیتی رہتی ہے یہ بات طلال کو جس روز پتا چلتی اس روز کوئی نہ کوئی قیامت ضرور اٹھنی تھی۔

"جی میڈم۔۔۔ وہ اس لیئے کہ اس وقت وہ دوسری لینڈ لائن پر ضروری بات میں مصروف ہیں۔ اسی وجہ سے موبائل کی کال اٹینڈ نہیں کر رہے ہوں گے۔ مگر آپ فکر مت کریں ان کی کال ختم ہوتے ہی میں آپ کا میسج ان تک پہنچا دوں گا۔" اس نے حسب عادت لمبی بات کی تھی۔

"خیر۔۔۔ ایک آدھ میسج تو بندہ کال کے دوران بھی کر ہی سکتا ہے اپنی مجبوری بتانے کے لیئے" تزئین کی تیوری کے بلوں میں اضافہ ہوا۔

"جی میڈم۔ آپ درست فرما رہی ہیں۔" وہ مؤدبانہ بولا۔ وہ جانتا تھا میڈم کی ہاں میں ہاں ملانے میں ہی بہتری ہے۔

"کس کا فون سن رہے ہیں بائے داوے۔۔۔؟" اس نے یونہی فون بند کرنے سے پہلے برسبیل تذکرہ پوچھ لیا۔

"کسی مہرماہ آفندی کی کال آئی تھی میڈم۔ انہی سے بات کر رہے ہیں۔ یہ انفارمیشن صرف آپ کے لیئے ہے میڈم ورنہ کسی کو کالز انفارمیشن دینے کی اجازت نہیں مجھے" وہ اسے کالر کا نام بتانے کے بعد لجاجت سے کہہ رہا تھا۔

تزئین کو چار سو چالیس وولٹ سے بھی زیادہ بڑا جھٹکا لگا تھا۔ اس نے بے اختیار کال اینڈ کر دی۔

http://kitaabghar.com

"مہرماہ۔۔۔؟" اس نے بے یقینی سے دہرایا۔وہ اپنی شکی فطرت سے مجبور ہو کر بے شک طلال پر مہرماہ کے حوالے سے الزام تراشی کرتی رہتی تھی۔ان کے ماضی کا تعلق تزئین کے دل میں پھانس بن کر اٹکا ہوا تھا۔مگر یہ تو اس نے کبھی گمان بھی نہیں کیا تھا کہ مہرو اور طلال ابھی بھی رابطے میں ہو سکتے ہیں۔وہ بے جان سی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"آئی کانٹ بلیو۔۔۔(میں یقین نہیں کر سکتی)"

ابھی کل ہی تو مہرو بھاری بھرکم باتیں کر کے اس کی غلط فہمیاں دور کر رہی تھی اور کتنی سچی بھی لگ رہی تھی۔اسے یقین نہیں آرہا تھا۔ دو دو نکاح کروا کر بھی وہ ابھی تک طلال کے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔؟؟ تزئین کی رگوں میں شرارے دوڑنے لگے۔

☆......☆......☆

"تم میری خاطر ایک بار۔۔۔صرف ایک بار طلال سے بات کر لو۔تمہاری بڑی مہربانی ہو گی مہرو۔تزئین کا گھر خراب ہو رہا ہے۔" سائرہ چچی تو گویا تزئین کے گھر سے نکلتے ہی مہرماہ کے سر ہو گئی تھیں۔وہ بے یقینی بھرے تحیر سے انہیں دیکھنے لگی۔

"اس میں تمہارا قصور نہیں ہے مگر طلال کو پتا نہیں کیا خوش فہمی ہے کہ وہ ابھی تک تمہارے پلٹنے کے انتظار میں ہے۔اس کی یہ خوش فہمی ختم کر دو بس تم تو تمہاری بہن سکون کی زندگی گزار سکے" وہ بڑی عاجزی سے کہہ رہی تھیں۔

"چچی جان۔۔میں بھلا کیسے بات کر سکتی ہوں اس سے۔۔۔اور اتنا کچھ ہو جانے کے بعد اب طلال سے اس طرح فیور لوں گی تو کیا اس کی خوش فہمی اور نہیں بڑھے گی؟ اور بالفرض وہ میری بات مان بھی لیتا ہے تو کیا اس" سفارش" پر تزئین کا پارہ نہیں چڑھے گا۔۔؟"

"اس بیوقوف لڑکی کو کون بتائے گا۔تم بس میری بات کی لاج رکھ لو بیٹا۔ایک بے بنیاد بات کے پیچھے روز روز گھر چھوڑ کر آنا بھی تو ٹھیک نہیں۔مجھے ڈر ہے کہیں دونوں اپنا گھر خراب نہ کر لیں" وہ لجاجت سے کہہ رہی تھیں۔مہرماہ بے بسی سے انہیں دیکھنے لگی۔انہوں نے پیار اور مان بھرے انداز میں اس کی ٹھوڑی کو چھوا تو گہری سانس بھرتے ہوئے مہرماہ نے طلال کو کال کر ہی دی۔۔۔دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔۔۔

"موبائل پر تو تمہارا نمبر آجائے گا کبھی تزئین کی نظر پڑ گئی تو۔۔۔۔یہ آفس کا نمبر ہے طلال کے" چچی جان نے ایک پرچی اس کی طرف بڑھائی تو وہ ان کی احتیاط پر عش عش کر اٹھی۔

آدمی اپنی سیف سائیڈ کے لیئے ساری ذہانت لڑا لیا کرتا ہے۔کہیں کوئی سقم نہیں رہنے دینا چاہتا۔مگر ہوا تو وہی کرتا ہے جو میرے رب کی چاہت ہے اس کے " کن " کے آگے سب کے پلانز فیل ہو جاتے ہیں۔اس نے چچی جان کے سامنے ہی بات کی تھی۔

"زہے نصیب۔۔۔" اس کی آواز پہچانتے ہی طلال بے یقین ہوا۔

"تزئین گھر واپس چلی گئی ہے طلال..اب کوشش کرو کہ ماضی کو بھلا کر تم بھی اپنی زندگی کو بہتر طریقے سے شروع کر لو۔اس طرح روز روز کی ناراضیوں سے ہمارے گھر میں بھی ٹینشن پھیلتی ہے۔"

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

"میری زندگی کا ہر خواب تم سے شروع ہو کر تم ہی پر ختم تھا مہر۔۔ نئی زندگی شروع کرنا تو بے وفاؤں کا کام ہوا کرتا ہے"

وہ جذباتی ہوا۔مہر کو غصہ آیا۔

"تو پھر لعنت بھیجو مجھ پر اور اپنا گھر خراب ہونے سے بچاؤ۔میری زندگی میں تمہاری اب کوئی جگہ نہیں ہے طلال۔تم تزئین کو اپنی مرضی سے اپنا چکے ہو تو بہتر یہی ہوگا کہ میری طرف سے ہر غلط فہمی اور خوش فہمی دور کر کے اپنی زندگی شروع کرو" وہ سرد مہری سے صفا چٹ انداز میں بولی۔لمحہ بھر کو رکی تو دوسری طرف بالکل خاموشی تھی۔

"مجھے امید ہے کہ آئندہ مجھے تمہاری یہ خوش فہمی سننے کو نہیں ملے گی کہ تم ابھی بھی میرے لوٹنے کے انتظار میں ہو۔۔۔کیونکہ لوٹنے والے تو چھوڑ کر جایا ہی نہیں کرتے مسٹر طلال۔۔۔میں نے اصل محبت موحد آفندی ہی سے کی ہے۔اور تبھی آج ہم ایک ساتھ ہیں" وہ بہت بے دردی سے نشتر پر نشتر اس کے سینے میں اتارتی رہی اور سائرہ چچی کے دل میں ٹھنڈ پڑتی گئی۔وہ اب مہر ماہ کی طرف سے مطمئن ہو گئی تھیں۔

"یا اللہ... ان کے جانے کے بعد وہ سر ہاتھوں میں تھامتی بستر پر گر سی گئی۔تو آنکھیں نم ہونے لگیں۔طلال کے ساتھ پہلے ہی کم زیادتی ہوئی تھی جواب یہ اور ظلم۔۔۔۔یہ نشتر۔۔اف۔کچھ بھی تھا محبت تو مہر ماہ نے بھی اس سے کی ہی تھی۔

تعلق بعد میں تبدیل ہو کر جو بھی ہو جائے

محبت سے وہ پہلا مسکرانا یاد رہتا ہے

وہ اپنی زندگی کے اس قدر غیر یقینی موڑ پر خود بھی ششدر تھی۔ایسے مستقبل کے خواب تو اس نے کبھی بھی نہیں دیکھے تھے۔وہ خاموشی سے آنسو بہائے گئی کہ ایک یہی اس کے اختیار میں تھا۔

سائرہ چچی کی باتوں میں آ کر طلال سے رابطہ کرنا اسے کتنا مہنگا پڑنے۔والا تھا یہ ابھی اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔

☆......☆......☆

اس کا موبائل مسلسل بجتا جا رہا تھا۔نیا کمرہ اور اجنبی ماحول ہونے کی وجہ سے رات گئے نیند آتی تھی۔اسی لیے مہر ماہ ابھی تک سو رہی تھی۔ثمرہ لائٹ آن کیے بنا اٹھ کر ناشتے کے لیے چلی گئیں۔مگر کچھ دیر بعد ہی اس کا موبائل مسلسل بجنے لگا۔اس نے یونہی نیند میں ہی سوئے جاگے ذہن کے ساتھ موبائل اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو۔۔۔"

"نئی زندگی کی یہ صبح بھی مبارک ہو۔۔۔"ایک بالکل انجان آواز سے زیادہ اس کے الفاظ کا چناؤ مہر ماہ کی آنکھیں کھولنے کا باعث بنا۔

"کون۔۔۔کس سے بات کرنی ہے آپ نے؟"

"میں نے تو تم ہی سے بات کرنی ہے۔۔۔تم بتاؤ۔۔نمیرآفندی کے بارے میں جاننا چاہتی ہو؟"

مہر ماہ کا دل کنپٹیوں میں دھڑکا۔

"کک کون نمیر آفندی؟"

"تمہارا پہلا اور اصلی شوہر۔دوسرا نکاح کرتے ہی بھول گئیں کیا؟" دوسری طرف سے سفا کی سے کہا گیا تو مہر ماہ کے وجود میں پھریری سی دوڑ گئی۔

✻ ✻

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

بطورِ خاص کتاب گھر قارئین کے لیے لکھا گیا
ایس اے نقوی کا بہت خوبصورت اور طویل ناول

جامِ حسرت

ہر ماہ کی 10 تاریخ کو کتاب گھر پر نئی اقساط
پیش کی جائیں گی۔

kitaabghar.com

بطورِ خاص کتاب گھر قارئین کے لیے لکھا گیا
محمد شعیب کا بہت خوبصورت اور طویل ناول

ابابیل

ہر ماہ کی 20 تاریخ کو کتاب گھر پر نئی اقساط
پیش کی جائیں گی۔

kitaabghar.com

مہر ماہ کا دماغ جھنجھنا اٹھا۔

مردانہ بے لچک لہجہ مہر ماہ کو شناسا سا لگا۔ مگر فی الحال اس کے پاس یہ یاد کرنے کا وقت نہیں تھا کہ یہ آواز اس نے کہاں سنی تھی۔

کون ہو تم اور کیا بکواس کر رہے ہو' وہ بے اختیار کہنی کے بل پر ذرا اونچی ہوتے ہوئے تیز لہجے میں بولی۔

''تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں نمیر آفندی کے بارے میں وہ سب بھی جانتا ہوں جو تم نہیں جانتیں' دوسری طرف سے اطمینان سے کہا گیا۔

''میں کیسے مان لوں کہ تم سچ کہہ رہے ہو' مہر ماہ کا دل کنپٹیوں میں دھڑکنے لگا۔

''ثبوت یہ ہے کہ تم جب کہو گی ملوا دوں گا تمہیں نمیر آفندی سے۔'' وہ نڈر لہجے میں بولا۔

''مجھے کیا کرنا ہے اس سے مل کر۔۔'' وہ اول لمحے میں تو گڑبڑا کر ناگواری سے کہہ گئی۔ مگر جب وہ توقف کے بعد بولا۔

''اوکے۔۔۔ تو پھر ساری عمر دو کشتیوں کی مسافر بنی رہو۔ مگر منزل تک کبھی پہنچ نہیں پاؤ گی''

''تم بس اس کا ایڈریس دے دو اگر اتنا ہی شوق ہو رہا ہے خدمت خلق کا۔'' دھڑکتے دل کے ساتھ وہ تیزی سے بولی مبادا وہ فون بند کر دے اور نمیر آفندی کو ڈھونڈنے کا یہ راستہ بھی ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے۔

''ہاہاہا۔۔۔'' وہ ہنسا۔ ''صرف پتا نہیں دوں گا بی بی۔ بنفس نفیس اس سے تمہاری ملاقات کرواؤں گا۔ مگر اسے خدمت خلق مت سمجھو۔ فی زمانہ مفت میں کون کسی کی مدد کرتا ہے'' مہرو کے بدترین خدشے کی تصدیق ہو گئی۔ یہ شاید نمیر ہی کا کوئی ساتھی تھا اور اسے بلیک میل کر کے روپے اینٹھنا چاہ رہا تھا۔ یا خود نمیر ہی ہو۔ پل کے ہزارویں حصے میں مہرو نے نا جانے کیا کیا سوچ ڈالا۔

''کیا چاہتے ہو تم؟''

''پہلے تم بتاؤ۔ تم کیا چاہتی ہو؟'' اس نے جیسے مہر ماہ کو کریدنا چاہا۔

''میں نمیر آفندی سے ملنا اور بات کرنا چاہتی ہوں'' بہت کچھ زبان تک آیا مگر مہرو ایک تیسرے شخص کو انتہائی حد تک اس معاملے میں شامل نہیں کرنا چاہتی تھی۔ حالانکہ اسے شک تھا کہ یہ سب وہ نمیر ہی کی زبان سے کہہ رہا ہے۔ مگر اپنی طرف سے وہ اس انجان شخص کو کوئی ڈھیل نہیں دینا چاہتی تھی۔

''ٹھیک ہے۔ مگر اس ملاقات کے لیے تمہیں کچھ قیمت ادا کرنا ہو گی۔ میں نمیر سے تمہاری ملاقات طے کروا سکتا ہوں'' وہ اطمینان سے بولا تو مہر ماہ کا اطمینان اڑنے لگا۔ وہ کہاں کی لینڈ لارڈ تھی ابو یا امی سے جتنی پاکٹ منی ملتی اسے پوری ایمانداری سے کھا اڑا دیتی۔

''کیا قیمت ہے تمہاری؟'' اس کا لہجہ آپوں آپ تیکھا ہو گیا۔

''ایک ملاقات۔۔۔ایک لاکھ روپیہ'' وہ آرام سے بولا جیسے ایک روپیہ کہہ رہا ہو۔مہر ماہ کا خون کھولا۔

''اور اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ تم روپے لے کر فرار نہیں ہو جاؤ گے؟''

''اکاؤنٹ کھلوانے کے بعد کون بھاگتا ہے بھلا'' وہ ہنسا۔

''دیکھو میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔مجھے گھر والوں کو بتانا پڑے گا'' مہر ماہ اصل بات پر آئی۔

''نہیں'' وہ تیزی سے بولا''صرف تم ملو گی اس سے۔یہ بات یاد رکھنا۔ورنہ ساری زندگی ڈھونڈتی رہو اسے''

''تم کون ہو؟'' مہر ماہ نے چبھتے لہجے میں پوچھا۔

''اور تمہارے کہنے پر نمیر آفندی کیوں مجھ سے ملاقات پر راضی ہوگا؟''

''آم کھاؤ بی بی۔پیڑ گننے کا کام مت کرو'' وہ معنی خیز انداز میں بولا تو مہر ماہ نے بمشکل غصہ ضبط کیا۔

''اب یہ بتاؤ منظور ہے تو میں جگہ بتاتا ہوں کہ کب اور کہاں پیسہ پہنچانا ہے'' وہ کہہ رہا تھا۔مہر ماہ کو لگا کہ آج اگر نمیر آفندی ہاتھ سے نکلا تو دوبارہ کبھی نہیں ملے گا۔لاکھ روپیہ کہاں سے آئے گا یہ اس نے نہیں سوچا۔فی الفور بولی۔

''ٹھیک ہے۔تم بتاؤ کہاں ملے گا وہ مجھے؟''

☆......☆......☆

''ملاحہ۔۔۔تمہارے پاس کل ملا کر کتنی جمع پونجی ہوگی ابھی؟'' مہر ماہ نے ملاحہ کو کال کی تھی۔ابھی منہ ہاتھ دھو کر واش روم سے نکلی تو ناشتے کے لیے جانے کی بجائے اس نے موبائل اٹھا کر ملاحہ کو کال ملائی۔

''نئے پرانے کوئی پندرہ سوٹ ہوں گے اور ساتھ جیولری۔جوتوں کے کل ملا کر آٹھ جوڑے ہیں'' وہ حیران سی ہو کر سوچ کر بولی۔تو مہر ماہ نے تحمل سے کہا۔''بے وقوف! پیسوں کی بات کر رہی ہوں میں''

''او۔۔اچھا۔وہ تو کافی ہوں گے۔آٹھ دس ہزار ہیں میرے پاس۔آپی تمہیں چاہئیں کیا؟'' وہ خجل ہوئی پھر خلوص سے پوچھا تو مہرو کا دل بجھ گیا۔ایسے بھلا ایک لاکھ کیسے جمع ہونا تھا۔

''مجھے تو کچھ زیادہ ہی چاہئیں'' وہ بڑبڑائی۔مگر ملاحہ نے سن لیا۔

''کیا بات ہے آپی! کچھ خریدنا ہے تو ابو سے کہوں یا امی سے؟ کتنے پیسے چاہئیں؟''

''کچھ نہیں۔بس ایسے ہی۔امی یا ابو سے ذکر بھی مت کرنا'' مہر ماہ نے سنجیدگی سے کہا۔تو وہ تشویش زدہ لہجے میں بولی۔

''ٹھیک ہے آپی۔ان سے ذکر نہیں کروں گی مگر پھر تم کیا کرو گی؟''

''دل تو کر رہا ہے ایک آدھ زیور ہی بیچ دوں۔کر لوں گی مینج'' مہر ماہ نے انداز میں لاپروائی کا عنصر شامل کرتے ہوئے کہا۔تو

http://kitaabghar.com

ملاحہ کو اس کی ذہنی کیفیت پر شک ہونے لگا۔جو شادی کے چند روز بعد ہی زیور بیچنے پر آ گئی تھی۔

''کوئی بڑا مسئلہ ہی لگ رہا ہے آپی''اس نے ٹھٹک کر کہا۔تو وہ سنبھلی۔

''ارے۔۔۔''زبردستی ہنسی۔''بڑا مسئلہ کیا ہوگا۔اپنی ذاتی ضروریات کے لیے پاکٹ منی چاہیے مجھے میں موحد سے جیب خرچ نہیں لینا چاہتی۔اور ظاہر ہے امی ابو تو مجھے اب دیس نکالا دے چکے۔اس صورت میں ان سے کچھ لینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔''مہر ماہ نے بمشکل لہجے کو معتدل رکھا۔ملاحہ کو یکا یک یاد آیا۔تو وہ بے اختیار بولی۔

''آپی۔۔۔آغا جان نے تمہارا حق مہر بھی تو رکھوایا تھا تین لاکھ''مہر ماہ کو اس کی بات سن کر جھٹکا لگا۔ناگواری سے بولی۔

''جس نکاح کی کوئی حقیقت ہی نہیں اس کا حق مہر کس کھاتے میں آتا ہے بھلا''

''اچھا سوری۔ایسے ہی مجھے خیال آیا تھا۔لیکن آپی تم موحد بھائی سے مدد تو لے سکتی ہو نا۔ان کے پاس تو ماشاءاللہ خزانے کی کنجی ہے''وہ نادم سی ہوئی پھر ساتھ ہی ایک نئی راہ بھی سجھا دی۔

''ہوں۔۔۔''مہر ماہ نے گہری سانس بھری۔''دیکھتی ہوں کیا کرنا ہے''

☆......☆......☆

وہ ایک خوش شکل سا آدمی تھا۔

اور آج تو خوش بھی بہت تھا۔دو دن پہلے موحد آفندی نے گویا اسے دھتکار کر اسے آفس سے نکلوایا تھا۔مگر آج وہ خود کو کامیاب تصور کر رہا تھا۔

''اب تم نمیر آفندی کی اصل پاور دیکھو گے موحد آفندی''وہ موحد کے آفس میں آنے تک اس کا موبائل اٹھا کر نجانے کیا چیک کرتا رہا تھا۔باہر آ کر بڑبڑایا۔

''اتنی بڑی جائیداد پر اکیلے تو عیاشی نہیں کرنے دوں گا تمہیں''

اور آج دو دن بعد اسے لگ رہا تھا کہ قسمت کی دیوی اس پر مہربان ہونے والی تھی۔موحد آفندی کے رویے کو وہ بہت اچھے جواب کے ساتھ اسے واپس لوٹانا چاہتا تھا۔چہرے پر ہاتھ پھیرتا وہ ایک باربر شاپ پر گھس گیا۔اچھے سے ہیئر کٹ اور تر و تازہ شیو نے اس کی وجاہت بڑھا دی تھی۔

''نمیر آفندی۔۔۔''شیشے میں دیکھ کر چہرے پر ہاتھ پھیرتا وہ مسکراتا ہوا سرگوشی میں بولا۔

''مہر ماہ آفندی کا نمیر۔۔۔''

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

ڈرائنگ اور ڈائننگ روم کے ساتھ ٹی وی لاؤنج سب کا مشترکہ تھا۔ ورنہ آفندی ہاؤس کی تعمیر اور کمروں کی تقسیم ایسی تھی کہ ثمرہ، سائرہ اور تائی جان کے پاس ایک ایک پورشن تھا۔ مگر وہیں بڑا سا ایک کچن مشترکہ ہی تھا۔ تو۔ مہر ماہ لاکھ ماں سے ناراض سہی مگر کھانے کی میز پر تو لامحالہ ان سے سامنا ہونا ہی تھا۔ کاٹن کے ہلکی سی کڑھائی والے سوٹ میں ملبوس۔ کان، گلا بالکل خالی۔ ثمرہ ناشتے کے بعد اب اخبار کھنگال رہی تھیں۔ تائی جان کو آہستہ آواز میں سلام کر کے مہر ماہ ناشتے کے لیے بیٹھ گئی۔ ملاحہ اس کے لیے ناشتا بنانے چلی گئی۔

"تم کیا خالی ہاتھ کان لے کر چلی آئی ہو۔ بندہ ذرا سا لپ اسٹک لگا کر بال وال ہی بنا لیتا ہے۔ پتا بھی ہے سائرہ کتنا نوٹ کرتی ہے ان باتوں کو" تائی جان اسے ٹوکے بنا رہ نہیں پائیں تو مہر ماہ نے بس سلگتی نظروں سے ماں کو دیکھا مگر کوئی جواب نہیں دیا اور کپ میں چائے نکالنے لگی۔ تائی جان نے ثمرہ کو دیکھا وہ اخبار میں مگن تھیں۔

"اب تم ہی سمجھانا اسے ثمرہ! میری بات تو اس کی سمجھ میں آتی ہی نہیں" انہوں نے اپنائیت دکھاتے ہوئے ثمرہ کو بات میں گھسیٹا۔ تو انہوں نے ایک نظر پہلے تائی جان کو دیکھا اور پھر اخبار لپیٹتے ہوئے رسان سے بولیں۔

"مہر و ماشاء اللہ سے خود بہت سمجھدار ہے۔ اور آپا ویسے بھی آپ جانتی ہیں مجھے دھونس اور زور زبردستی بالکل بھی پسند نہیں۔ میری طرف سے تو یہ اپنی مرضی کی مالک ہے جو چاہے پہنے اوڑھے"

(اونہہ۔۔۔ اچھا طریقہ ہے اپنے زیور کو تجوری میں بند رکھنے کا) تائی جان نے دل میں ہی دانت کچکچا لیے۔ بیٹی کی بے وقوفی کا تو انہیں پتا ہی تھا۔ زیور اور کپڑے لتے کی اسے پرواہ ہی نہیں تھی۔ اور اگلے چند لمحوں کے بعد وہی ہوا جس کا انہیں ڈر تھا۔ مہر و ناشتا کر رہی تھی جب سائرہ "آج کیا پکائیں" کا مشکل ترین سوال لے کر آ گئیں۔ مگر مہر ماہ کو دیکھ کر ٹوکے بنا نہ رہ سکیں۔

"تم کیا سر جھاڑ منہ پھاڑ بیٹھی ہوئی ہو۔ کوئی آ ہی جاتا ہے گھر میں۔ کسی کو کیا پتا تمہارے دل کی حالت۔ اور ویسے بھی سہاگنوں کے ہاتھ کان خالی اچھے نہیں ہوتے۔ برا شگن ہوتا ہے" لو جی۔۔۔ انہوں نے تو سارا فلسفہ حیات ہی کھول کر رکھ دیا۔ مہر ماہ کا دل چاہا چائے کا کپ زور سے پٹخ کر یہاں سے اٹھ ہی جائے۔ اوپر سے تائی جان کی "دیکھا، میں نہ کہتی تھی" والی نظریں۔

"ابھی تو اٹھی ہوں ناشتے کے لیے چچی جان۔ اب کیا نولکھا ہار پہن کر سیدھی ناشتے کی ٹیبل پر آ جاتی" سادہ سے انداز میں کہا۔ پھر لحہ بھر کے توقف کے بعد اضافہ کیا۔

"آنٹی نے بہت کچھ گفٹ کیا ہے مجھے۔ پہن کر دکھاؤں گی آپ کو"

"ہاں بھئی۔ ثمرہ کا تو اپنا ہی زیور مان نہیں تھا۔ ظاہر ہے اکلوتی بہو کو ہی چڑھائے گی نا۔ اور اب تو موحد نے بھی دیا ہوگا کچھ تحفہ" اب وہ بات کو گھما کر اندر سے کیا نکالنا چاہ رہی تھیں۔ یہ مہر ماہ کو اچھی طرح سمجھ آ رہا تھا۔ مگر وہ لب بھینچ گئی۔ دنیا تو یہی جانتی تھی کہ وہ موحد کے نکاح میں ہے۔ اب کسی کو کیا پتا اس نکاح کا تو کوئی وجود ہی نہیں جو موحد آفندی سے ہوا ہے۔ اصل حقیقت جس نکاح کی تھی وہ تو

http://kitaabghar.com

دنیا نے ہوتے دیکھا ہی نہیں تھا۔

مگر کبھی کبھار سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کچھ ''اپنے'' سنگ دلی میں پرایوں سے بڑھ جایا کرتے ہیں۔ ثمرہ نے مہر ماہ کی دلی کیفیت کو خود پر گویا وارد ہوتے محسوس کیا تو وہ سائرہ کا دھیان بٹانے کو بولیں۔

''آپ یہ بتائیں آج پکا کیا رہی ہیں۔؟''

گفتگو کا موضوع بدل چکا تھا۔ ملاحہ بہن کے سپاٹ چہرے کو تفکر سے دیکھ رہی تھی۔ جو چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرتی نجانے کس سوچ میں گم تھی۔

☆......☆......☆

تزئین کو گھر میں پا کر طلال کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ آ گئی۔ ادھر وہ اندر ہی اندر پیچ وتاب کھا رہی تھی۔ لیکن یوں ایک دم سے الٹ پڑنا بھی صحیح نہیں تھا۔ وہ جا کر پہلی فرصت میں اپنے پی اے کو فارغ کرتا تو آئندہ کے لیے طلال کے بارے آفس ٹائم رپورٹ ملنا بند ہو جاتی۔

مگر اگلے روز آفس جانے سے پہلے وہ عقل کا اندھا خود ہی تزئین سے الجھنے کا سامان کر بیٹھا۔

''اب آ گئی ہو تو گھر سنبھالنا شروع کرواپنا۔ کچن کی ذمہ داری لو۔ میرا اپنا ناشتا تو کم از کم خود بنا لیا کرو''

''ہو تو رہا ہے سب کچھ۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے چیزوں میں گھس کر زبردستی اپنی جگہ بنانے اور ذمہ داریاں لینے کی'' وہ صفا چٹ بولی۔ طلال کے لیے تو اس پل دل ودماغ میں محض غصہ بھرا ہوا تھا۔ ورنہ شاید ٹھنڈے دل سے اس کی بات پر غور کر رہی لیتی۔

''کسی کے دل میں جگہ بنانی ہو تو پہلے گھر اور گھر کے کاموں میں اپنی جگہ بنانی پڑتی ہے۔ ہر بار میکے جا کر واپسی کا دروازہ کھلا ملے گا یہ بھول ہے تمہاری'' وہ تند لہجے میں بولا تو تزئین نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

''اور اب یہ بار بار پیچھے جا کر وہاں تماشا لگانا چھوڑ دو۔ ان کو سکھ کا سانس لینے دو۔ ان کا مستقل سر درد میں جو اپنے سر لے چکا ہوں'' وہ اسی جلے کٹے انداز میں کہہ رہا تھا۔ تزئین کے تو گویا زخموں پر کسی نے نمک کا ڈبہ انڈیل دیا۔ وہ تو کل سے یوں بھی بھری بیٹھی تھی۔ پھٹ پڑی۔

''میں جانتی ہوں کن ذرائع سے تمہیں یہ خبریں ملتی ہیں اور کون ہے جو تم سے مسلسل رابطہ رکھے ہوئے ہے۔ وہاں کی رپورٹ دینے کے لیے۔ مگر کبھی اپنی محبوبہ کو یہ بھی شرم دلاؤ کہ تمہارے ساتھ تو بے وفائی کی ہی تھی اب کم از کم اپنے شوہر کی تو وفادار بنے۔''

اب طلال اسے ساری عمر بتا نہ سکتا تھا کہ مہر ماہ نے ''اللہ کا واسطہ ہے میرا پیچھا چھوڑ دو'' کہنے کے لیے کال کی تھی۔

''تم اپنا سوچو۔ کیسے مر رہی تھیں مجھ سے شادی کرنے کے لیے۔ خود کو میرے سامنے پیش کر دیا تم نے حالانکہ تب میری اور مہر و کی شادی طے تھی۔ ہو نہ سکی وہ ایک الگ بات ہے۔ مگر تم نے بھی شب خون مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اور اب دیکھو۔ ایسے بی ہیو

http://kitaabghar.com

کرتی ہو جیسے احسان عظیم کیا ہو مجھ سے شادی کر کے" وہ حقارت سے کہہ رہا تھا۔تزئین کا خون کھول اٹھا۔مگر وہ خون کے گھونٹ پینے پر مجبور تھی کیونکہ طلال کا کہا ایک بھی لفظ غلط نہیں تھا۔

"میں بھی اپنا گھر بنانا اور سنوارنا چاہتی ہوں۔تمہارے دل و دماغ پر اپنا خیال نقش کرنا چاہتی ہوں۔مگر تم میرا ساتھ دو تب نا"

"اپنے انداز پر خود ہی غور کر لو۔میں کہوں گا تو شکایت ہو گی" وہ کاٹ دار انداز میں کہتا بریف کیس کھول کر چیک کرنے لگا۔

"تم اپنی زندگی میں کھلنے والا امہرو نام کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دو تو ہمارا گھر بھی جنت بن جائے" تزئین نے طنز کیا تھا۔

"اگر تمہیں ذرا سی بھی عقل ہوتی تو تم دیکھ لیتیں کہ مہرماہ نام کے دروازے کو مجھ پر اللہ نے بند کیا ہے۔اور وہاں سے بند ہونے والے دروازے ہماری چاہت کی چابی سے نہیں کھلا کرتے بیوقوف عورت" وہ سلگ کر کہتے ہوئے آفس کے لیے نکل گیا۔مگر تزئین کے دل میں جو آگ لگی تھی وہ بجھی نہیں بلکہ مزید بھڑکی۔اس نے سوچ لیا تھا کہ اس آگ کو اس کے صحیح مقام پر لگا کر ہی دم لے گی۔

☆......☆......☆

دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پر وہ چونکا۔پرفیوم رکھ کر پلٹا۔

"یس۔۔۔"

اور مہرماہ کو اندر آتے دیکھ کر وہ ذرا حیران بھی ہوا۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ آفس سے آیا تھا اور اب اسے کسی دوست کی طرف جانا تھا۔لیکن مہرماہ کا اس کے کمرے میں آنا کوئی عام بات نہ تھی۔

"مجھے ایک کام تھا تم سے۔۔۔اگر تم کر سکتے ہو تو" وہ بنا کسی تمہید کے بولی تو وہ حیرت کو اندر دباتے ہوئے شانے اچکا کر بولا۔

"یہ تو کام کی نوعیت پر ڈیپینڈ کرتا ہے۔میں اندھے وعدوں کا قائل نہیں" مہرماہ نے گہری سانس اندر کھینچتے ہوئے جیسے ہمت مجتمع کی۔اور پھر مدھم لہجے میں بولی۔

"مجھے کچھ پیسے چاہئیں"

"ہوں۔۔۔کتنے پیسے؟" وہ عام سے انداز میں بولا۔

"تم پوچھو گے نہیں کہ میں امی یا ابو کی بجائے تم سے کیوں مانگ رہی ہوں؟" مہرماہ نے جواباً سوال کیا۔

"اٹس ویری سمپل۔ظاہر ہے تم ان سے نہیں لینا چاہتیں تبھی مجھ سے کہہ رہی ہو" وہ آرام سے بولا۔مہرماہ نے ایک نظر اس پر ڈالی۔وہ نک سک سے کہیں جانے کو تیار مگر اس لمحے پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا۔

"لیکن تم اس کے بارے میں کسی کو بھی نہیں بتاؤ گے۔" مہرماہ اسے پکا کرنا چاہتی تھی۔اب اگر بات کھل جاتی تو بات بننے سے پہلے بات کے بگڑنے کا اندیشہ تھا۔اب کی بار موحد کی پیشانی پر بل پڑے۔

"دیکھو۔۔ یہ لڑکیوں والی قسمیں اور قرآن میں نہیں اٹھا سکتا۔اور نہ ہی اتنے تھوڑے دل کا مالک ہوں کہ ایسی فضول باتیں سب کو بتاتا پھروں۔تم بولو کتنے پیسے چاہئیں۔؟"اس نے گھڑی پر اچٹتی نگاہ ڈال کر گویا اسے وقت کی تنگی کا احساس دلایا۔

"آہم۔۔"وہ کھنکھاری۔عزت نفس گوارہ تو نہیں کر رہی تھی کہ وہ موحد سے پیسوں کا مطالبہ کرتی مگر مصیبت ہی کچھ ایسی آن پڑی تھی کہ کمبخت انا کے سر پر پیر رکھنا پڑ گیا تھا۔

"تم یہ بھی مت سمجھنا کہ شاید میں اس کاغذی نکاح کا ایڈوانٹیج (فائدہ) لے رہی ہوں"

"الحمدللہ۔۔۔میں اتنا ذہین نہیں ہوں۔تم اماؤنٹ بتاؤ"وہ تپ کر بولا۔تب وہ ایک دم سے بولی۔

"بس ایک لاکھ روپیہ چاہیے مجھے"وہ جو بیس یا تیس ہزار کا سوچ رہا تھا۔حیران ہوا۔

"اتنے پیسے کیا کرنے ہیں؟"

"ضرورت ہے مجھے موحد۔بس اور کچھ مت پوچھنا۔اینڈ ڈونٹ وری۔میں یہ قرض کے طور پر لے رہی ہوں۔لوٹا دوں گی تمہیں آہستہ آہستہ"اسے تسلی دی۔تو اس نے تیکھی نظروں سے دیکھا۔

"بالکل لوٹا دینا۔ورنہ تو میں فٹ پاتھ پر آجاؤں گا"

"جس کے پاس ہوا سے تو لاکھ بھی سو روپیہ ہی لگتا ہے۔مجھ سے پوچھو جسے مانگنا پڑ رہا ہے"وہ اندر سے سخت آزردہ تھی۔موحد سے تو ہمیشہ برابری کی سطح پر مقابلہ کرتی آئی تھی۔یوں اس سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہو کر بات کرنا اپنی نظروں میں گرا رہا تھا۔مگر کیا کرتی۔موحد کے علاوہ جس سے بھی اتنی رقم مانگتی وہ بال کی کھال اتارتا۔

"اگر تم شاپنگ کرنا چاہتی ہو تو ماما کو کہہ دیتا ہوں میں"موحد نے کھوجتی نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"نہیں۔میں نے کہا تھا نا۔تم کسی سے بھی اس بارے کوئی بات نہیں کرو گے۔مجھے شاپنگ نہیں کرنی موحد۔مجھے یہ روپے چاہئیں بس۔اگر تم بنا وجہ پوچھے دے سکتے ہو تو بتاؤ"وہ فی الفور بولی۔تو موحد نے لحہ بھر اسے دیکھ کر گہری سانس بھری۔

"اب اگر تم اس دعوے اور یقین کے ساتھ آئی ہو تو۔۔۔"وہ کہنے لگا تھا کہ وہ اس کا مطلب سمجھ کر بیچ ہی میں اس کی بات کاٹ گئی۔

"جی نہیں۔مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں تم پر۔۔۔تم مجھ سے زیادہ امیر ہو بس اس لیے سوچا تم سے ہی مانگ لوں"موحد نے اسے ہلکا سا گھور کر دیکھا۔

"ویسے تو میں نہیں سمجھتا کہ تمہیں اتنے پیسوں کی ضرورت ہو سکتی ہے۔مگر اب جبکہ تم میرے پاس آئی ہو تو مجھے تمہارا یہ مطالبہ ماننا ہی پڑے گا۔شام تک کا ویٹ کر لو بس"

"بہت شکریہ۔"موحد نے اس کا چہرہ کھلتے دیکھا۔تو وہ ٹھٹکا۔

http://kitaabghar.com

''سب کچھ ٹھیک تو ہے نا مہر۔۔؟'' وہ گڑبڑائی۔

''کک۔۔۔کیا مطلب؟ ہاں بالکل۔سب ٹھیک ہے''

''اگر کوئی پرابلم ہے تو مجھ سے شیئر کر سکتی ہو تم'' موحد نے بغور اسے دیکھا۔جب وہ آئی تھی تب اس کا چہرہ پژمردہ سا ہو رہا تھا۔مگر ایک لاکھ ملنے کا سن کر وہ کھل اٹھی تھی۔

''اب سب ٹھیک ہو جائے گا ڈونٹ وری۔''

''اور یہ یقین تمہیں کس نے دلایا ہے؟'' موحد سنجیدہ تھا۔

''میرے دل نے۔'' وہ بے اختیار بولی۔پھر اسے دیکھا۔''کیا شام تک یہ رقم مجھے مل جائے گی؟''

''ہوں۔۔۔مل جائے گی''

''تھینک یو سو مچ موحد'' وہ متشکر تھی۔واپس پلٹی تو موحد کی آواز پر بے ساختہ ٹھٹک گئی۔

''یہ رقم خرچ کرنے کے بعد تو تم مجھے ضرور بتاؤ گی کہ یہ پیسہ کس مصرف میں آیا ہے''

''ضرور۔۔۔پھر تو خود ہی سب کو پتا چل جائے گا'' وہ اطمینان سے کہہ کر اس کے کمرے سے باہر نکل آئی۔موحد پر سوچ انداز میں وہیں کھڑا اس ایک لاکھ کے مصرف کے بارے میں اندازے لگاتا رہ گیا۔اس کی پیشانی پر شکن تھی۔

☆......☆......☆

وہ کمرے کی طرف بڑھتی اسی خیال میں تھی کہ آگے کیا ہوگا۔اب موحد پر اتنا بھی مان نہیں تھا کہ اس کی بات پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کر لیتی کہ وہ ان ایک لاکھ کی بابت کسی کو نہ بتائے گا۔ماضی میں اس کے ساتھ مہر ماہ کے تعلقات بہر حال اتنے خوش گوار کبھی بھی نہیں رہے تھے۔وہ کمرے میں داخل ہوئی تو ثمرہ اندر ہی موجود تھیں۔اسے دیکھ کر مسکرا دیں۔مگر وہ مسکرا بھی نہ پائی۔بلکہ دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئی۔(بھلا یہاں کون سے زندگی میں دھنک کے رنگ بکھر گئے تھے کہ وہ مسکرا مسکرا کر ہر لمحے دنیا کو اپنا خوش ہونا باور کراتی رہتی) ڈھیلے ڈھالے سے انداز میں ان کے پاس بستر کے کنارے ٹک گئی۔انہوں نے مہر ماہ کے آزردہ سے انداز کو اچھی طرح محسوس کیا۔

''سائرہ کی بات پر افسردہ ہو؟'' انہوں نے اس کی اداسی کم کرنے کی خاطر پوچھا۔

''ان کی باتوں پر اداس ہونا شروع کر دوں تو زندگی میں شاید کبھی خوش ہو ہی نہ وہ خفگی سے بولی۔

''تو پھر کیا پریشانی ہے؟'' انہوں نے کھوجتی نظروں سے اسے دیکھا۔تو ایک ثانیے کو کچھ سوچنے کے بعد مہر ماہ نے پوچھا۔

''آپ نے ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ میں نمیر کے متعلق غیر جانبداری سے سوچوں۔۔۔میں پوچھ سکتی ہوں کہ آپ کو نمیر سے اتنی ہمدردی کیوں ہے۔'' انہوں نے چونک کر مہر ماہ کو دیکھا۔

"کیا مطلب تمہاری کوئی بات ہوئی ہے نمیر سے؟ اس شخص نے میری زندگی عذاب کر دی ہے آنٹی اب آپ ہی بتایے میں کیا کروں۔ کیا یوں ہیں ساری عمر موحد اور نمیر کے درمیان کٹی پتنگ کی طرح ڈولتی رہوں؟"

"بس اتنا کرو گے اس کے خلاف آفندی ہاؤس والوں کے دماغ سے مت سوچو"

"وہ میرے ساتھ کونسی نیکیاں کر رہا ہے جس کی وجہ سے میں اس کے متعلق اچھا اچھا سوچتی رہوں"

"وہ اتنا برا نہیں ہیں مہر ماہ جتنا کہ یہ لوگ اسے بنا رہے ہیں"

"وہ اتنا اچھا بھی نہیں جتنا کہ آپ سوچ رہی ہیں 14 سال پہلے کے بچے اور آج کے نمیر آفندی میں بہت فرق ہے آنٹی" وہ بے دلی سے بولی۔ اب ان کو کیا بتاتی کہ کیسے وہ اسے بلیک میل کر کے پیسہ بنانے والا ہے۔ اسے شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ اس مشکل وقت میں موحد اس کا صحیح معنوں میں مددگار ثابت ہوا تھا۔

"بہر حال تم اپنا حال احوال ذرا درست رکھو۔ تا کہ نہ تزئین کو طعنے دینے کا جواز ملے اور نہ ہی سائرہ کو تمہاری بے رونقی کھٹکے۔" انہوں نے ناصحانہ کہا تو مہر ماہ نے شاکی نظروں سے ان کو دیکھا۔

"موحد سے نکاح ہوا نہیں اور نمیر نے جو کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ اب آپ بتائیں ان میں سے کس کے لیے چوڑیاں کنگن پہن کر بیٹھ جاؤں؟"

"جن کے لیے کڑی آزمائشیں اترتی ہیں انہیں انعام بھی بہت خوب صورت ملا کرتا ہے مہر!"

اپنی ہی سوچوں میں گم مہر ماہ نے غائب دماغی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

☆......☆......☆

وہ گاڑی میں بیٹھا اسی وقت اس کا موبائل مسلسل بجنے لگا۔

"تزئین کالنگ"

"اُف۔۔۔ ایک یہ مس پرابلم" موحد نے گاڑی اسٹارٹ کرنے سے پہلے ہی کال اٹینڈ کر لینا مناسب سمجھا۔ دوسری طرف تزئین گویا بارود سے بھری بندوق بنی ہوئی تھی۔

"کہاں ہو تم اس وقت۔؟" چھوٹتے ہی تیکھے لہجے میں پوچھا تو اسکے لب و لہجے کی تندی پر غور کیے بنا وہ نیم مزاحیہ انداز میں بولا۔

"یہ طلال نوید کا نمبر نہیں ہے محترمہ۔ شاید آپ غلط نمبر ملا بیٹھی ہیں۔"

"یہ بد عادت تمہاری بیوی میں پائی جاتی ہے مسٹر۔ اسے ہی عادت ہے اپنے شوہر کے علاوہ ہر کسی کے شوہر کا نمبر ملانے کی"

موحد کا دماغ گھوم سا گیا۔

"واٹ داہیل آر یو ٹاکنگ اباؤٹ؟ (تم کس کے متعلق بکواس کر رہی ہو)

"تمہاری بیوی۔۔۔مہر ماہ موحد آفندی ہی بنی ہے نا نکاح کے بعد وہ؟ یا ابھی بھی نمیر آفندی کے حوالے سے جانی جاتی ہے" وہ اس کے بھڑکنے کی پرواہ کیے بنا کاٹ دار لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"شٹ اپ تزئین۔صاف اور سیدھی بات بتاؤ ورنہ میں فون بند کر رہا ہوں"

"مہر ماہ سے کہو۔۔۔اللہ کا واسطہ ہے زندگی سے تو طلال کو نکال دیا ہے اب نیت اور خواہش سے بھی نکال دے۔اس کا کیا حق بنتا ہے کہ وہ میرے شوہر کو آفس میں فون کرے۔یہ کون سی محبت ہے جو نفرت ہو جانے کے بعد بھی نبھائی جا رہی ہے" وہ پھٹ پڑی۔موحد کی کنپٹیاں سلگیں۔

"اور یہ کہانی تمہیں یقیناً تمہارے عزت مآب شوہر نے سنائی ہوگی کہ مہر ماہ ابھی بھی اسے فون کر کے" چھیڑتی "ہے" وہ تلخی سے بولا۔" حالانکہ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ مہر ماہ جس مصیبت کا شکار ہے وہاں اسے طلال سے الگ ہونے کا دکھ بھول چکا ہے"

"یہ بات مجھے اس کے آفس بوائے سے پتا چلی ہے موحد۔طلال موبائل کال کا رسپانس نہیں دے رہا تھا۔کیونکہ وہ اس وقت مہر ماہ سے لینڈ لائن پر بات چیت میں بزی تھا۔"

"فضول باتیں مت کرو تزئین"

"کاغذوں میں ہی سہی مگر وہ تمہاری بیوی ہے موحد۔تم اس سے پوچھنے اور اسے ٹوکنے کا حق رکھتے ہو۔کم از کم میرا گھر تو برباد نہ کرے" وہ چلا رہی تھی موحد نے کال کاٹ دی۔اس کی رگوں میں دوڑتا خون تپ اٹھا تھا۔

گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اس کا ذہن تزئین کی باتوں سے گونج رہا تھا۔

☆......☆......☆

شام کی چائے بناتے ہوئے وہ یونہی اپنی زندگی کی بھول بھلیوں کے بارے میں سوچ رہی تھی جب ملاحہ نے آ کر اطلاع دی۔

"آپی۔۔۔آغا جان بلا رہے ہیں تمہیں" وہ چونکی۔

"کیوں۔۔۔؟"

"وہ کون سا کسی کو کچھ بتاتے ہیں آپی۔" ملاحہ نے گہری سانس بھری۔پھر مسکرا کر اضافہ کیا۔"ہاں اور موحد بھائی بھی وہیں بیٹھے ہیں لو جی۔۔۔گئی بھینس پانی میں۔مہر ماہ کا دل بے ترتیبی سے دھڑکا۔اگر موحد نے ایک لاکھ والی بات آغا۔جان کو بتا دی تھی تو پھر اسے آغا جان کے پاس جانے سے پہلے کوئی کہانی سوچ لینی چاہیے تھی۔آہستہ قدموں سے اسٹڈی کی طرف بڑھتے ہوئے وہ تمام ممکنات کا جائزہ لے رہی تھی۔جن کو بہانہ بنا کر وہ اپنی جان بچا سکتی تھی۔اس نے اندر داخل ہو کر سلام کیا۔موحد سامنے ہی آغا جان کے ساتھ والی کرسی پر

براجمان تھا۔نیوی بلیو ٹی شرٹ اور وائٹ ٹراؤزر میں ملبوس وہ بڑا ہینڈسم لگ رہا تھا۔مگر مہر ماہ نے سوچا بھاڑ میں جائے ایسی وجاہت جو کسی کی جان نہ بچا سکے۔

''بیٹھو۔۔۔'' آغا جان نے اسے اپنے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ مکینکلی وہاں بیٹھ گئی۔اس کے اور آغا جان کے درمیان کشن سے سجی ایک تپائی رکھی ہوئی تھی۔کبھی کبھار آغا جان تھک کر اس تپائی پر ٹانگیں لمبی کر کے سستا لیتے تھے۔انہوں نے اسی تپائی پر پانچ پانچ ہزار والے بیس کڑکڑاتے نوٹ رکھے اور منتظر نظروں سے مہر ماہ کو دیکھا۔تو اس کا دل اچھل کر حلق میں آن اٹکا۔اس نے بے حد شکایتی نگاہ موحد پر ڈالی مگر وہ سپاٹ چہرہ لیے بیٹھا رہا۔کمینہ۔۔۔فوراً شکایت لگا دی۔جیسے میں اس کی پوری جائداد پر قبضہ کر لینے لگی ہوں۔ ذرا جو ندامت ہو چہرے پر۔وہ اندر ہی اندر کلسی۔

''یہ پورا ایک لاکھ روپیہ ہے اب بتاؤ کس لیے چاہیے تمہیں؟'' آغا جان کی نظروں میں محسوس کن سختی تھی۔مہر ماہ کو اپنی سانس تنگ ہوتی محسوس ہوئی۔اس نے سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔پھر ذرا توقف سے آغا جان کو دیکھا تو چہرے پر زمانے بھر کی معصومیت آمیز خفگی تھی۔

''آغا جان۔آپ نے خود اپنی مرضی سے مجھے اس آدمی کے نکاح میں دیا ہے۔اب کیا ہر بار جیب خرچ مانگنے پر یہ آپ کو شکایت کرنے آیا کرے گا'' آخر میں منہ بھی بسور لیا۔

''اوہ مائی گاڈ۔۔۔'' موحد نے بے اختیار سیدھا ہوتے ہوئے اس ڈرامہ کوئین کو دیکھا۔جو صبح اسے باور کروا رہی تھی کہ وہ اس نکاح کا ایڈوانٹیج لینے کی کوشش نہیں کر رہی۔آف وائٹ اور ریڈ کلر کے کپڑوں میں ملبوس تمتمایا چہرہ اور معصوم سا سوال۔اب کی بار آغا جان نے پلٹ کر موحد پر ایک سنجیدہ سی نگاہ ڈالی۔وہ ذرا سا گڑبڑایا۔

''آغا جان۔۔۔ایک لاکھ روپیہ پاکٹ منی نہیں ہوا کرتی'' گویا انہیں یاد کرایا۔

''حق مہر تو ہوا کرتا ہے نا جو تم نے ابھی تک ادا ہی نہیں کیا مجھے'' وہ اس قدر آرام سے بولی کہ آغا جان سے بات کرتا موحد بے اختیار اسے پلٹ کر بے یقینی سے دیکھنے پر مجبور ہو گیا۔

''سوری آغا جان۔مجھے افسوس ہے۔میں سمجھی شاید اس حق مہر پر میرا حق ہے جو آپ نے لکھوایا تھا میرے لیے'' وہ کامیاب اداکارہ تھی۔افسردہ لہجے میں بات ختم کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔جیسے جانے کی اجازت چاہ رہی ہو۔

''یہ۔۔۔'' آغا جان نے درمیان میں رکھی رقم کی طرف اشارہ کیا۔''لے جاؤ مہرو۔یہ تمہارے ہی ہیں'' وہ مسکرائی تک نہیں بس سنجیدگی سے نوٹ یوں اٹھائے جیسے دل پر پتھر رکھ کر ان کی بات مان رہی ہو۔موحد اس کی ہوشیاری پر اش اش کر اٹھا۔وہ چلی گئی تھی۔آغا جان نے استفہامیہ نظروں سے موحد کو دیکھا۔تو اندر ہی اندر جھنجھلاتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔وہ ایسے انداز میں بات ختم کر کے گئی تھی کہ وہ مزید کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں رہا تھا۔شانے اچکا دیے۔

"دھیان رکھا کرو ذرا۔ وہ بہت مشکل سے نئی زندگی کی طرف لوٹی ہے۔ اس طرح ذرا ذرا سی بات پر گرفت کرو گے تو رشتہ خراب ہوگا" آغا جان نے سمجھایا تو اس کے کانوں کی لوئیں سرخ ہوگئیں۔ وہ سر ہلاتا باہر نکلا تو رخ سیدھا ثمرہ کے کمرے کی طرف تھا۔ (اس کی تو ایسی کی تیسی) وہ تو بلی کو تھیلے سے باہر نکالنا چاہ رہا تھا ادھر وہ اسی کو چونا لگا گئی تھی۔ دھاڑ سے دروازہ کھولا۔ تو سامنے اپنے سیٹ کیے بیڈ پر ریلیکس سی ٹانگیں لمبی کیے بیٹھی مہر ماہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"ایٹی کیٹس۔۔۔ مینرز وغیرہ۔۔۔ کبھی یہ الفاظ تمہاری نظروں سے گزرے تو ہوں گے" بڑے تحمل سے طنز کیا۔ تو وہ کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھتا اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"تم نے آغا جان کے سامنے جھوٹ کیوں بولا ہے؟"

"میں نے ایک بار بھی تم سے پوچھا ہے کہ تم نے یہ معاملہ آغا جان کو کیوں بتایا؟" مہر ماہ نے الٹا پوچھا۔

"اب تم مجھ سے حق مہر لوگی۔۔۔ پوچھ سکتا ہوں کس حق سے؟" وہ چبا چبا کر شرمندہ کرنے والے انداز میں بولا۔ مگر وہ قطعاً شرمندہ ہونے کے موڈ میں نہیں تھی۔ مہر ماہ نے ہلکے سے شانے اچکائے۔ "مانگا تو ادھار ہی تھا۔ مگر تمہاری وعدہ خلافی کے جواب میں یہ بہانہ بنانا پڑا۔ اور شکر ہے بہت اچھی طرح چل بھی گیا" موحد پسلیوں پر ہاتھ جمائے چند لمحے اسے گھورتا رہا۔ پھر جو سوال پوچھا اس نے گویا مہر ماہ کے سر پر چھت الٹا دی۔

"تم نے طلال کو کال کی تھی؟"

"تمہیں کس نے بتایا؟" وہ بے اختیار سیدھی ہوئی۔ تو موحد کی آنکھوں میں تاسف اتر آیا۔ اس نے تو یونہی پوچھا تھا۔ مگر مہر ماہ کا سوال اس کے سوال کا جواب بن گیا تھا۔ مہر ماہ نے خفیف سا ہو کر اسے دیکھا۔ پھر ڈھٹائی سے بولی۔

"تم مجھ سے اس طرح کے سوال جواب کا حق نہیں رکھتے"

"چہ۔ خوب۔" وہ تلخی سے بولا۔ "یعنی تم اس کاغذی نکاح نامے کا سہارا لے کر مجھ سے حق مہر وصول کر سکتی ہو اور میں اسی کاغذی رشتے کے بل پر تم سے ایک سوال تک پوچھنے کا اختیار نہیں رکھتا" بہت کڑا طنز تھا۔ مہر و بلبلا اٹھی۔

"لعنت بھیجتی ہوں میں اس فیک نکاح نامے پر۔ اگر تم آغا جان کے سامنے بھانڈا نہ پھوڑتے تو مجھے یہ مکروہ کام نہ کرنا پڑتا"

"تم کسی مصیبت میں پھنسیں تو مجھے مت بلانا۔ سمجھیں" سنجیدگی سے کہہ کر وہ باہر کی طرف بڑھا دروازہ کھولا تو مہر ماہ نے آواز دے لی۔

"موحد۔۔" اس کا ہاتھ ناب پر تھم سا گیا۔

"پہلے تو ادھار کی مد میں یہ رقم لے رہی تھی مگر اب چونکہ حق مہر والی ہے تو واپسی کا سوچنا بھی مت" اس کی آواز کانوں سے ٹکرائی تو

وہ لب بھینچے دروازہ کھول کر دھاڑ سے مارتا ہوا چلا گیا۔ مہر ماہ نے گہری سانس بھری۔ اس کی پیشانی پر شکن تھی۔ موحد کے اس اقدام نے ناچاہتے ہوئے بھی مہر ماہ کو وہ حق استعمال کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جس پر اس کا اصولاً اور شرعاً کوئی حق نہیں تھا۔ (لیکن تم یہی سزا ڈیزرو کرتے ہو موحد) وہ ذہن کو کل کے دن کی طرف فوکس کرنے لگی۔ جب اس کی ملاقات نمیر آفندی سے طے ہوئی تھی۔ اور اسے پورا یقین تھا کہ وہ اس سے پیچھا چھڑانے کی کوئی نہ کوئی تدبیر کر ہی لے گی۔

☆......☆......☆

کبیر مؤدبانہ اس کے سامنے موجود تھا۔

"تم سے ایک کام ہے کبیر۔۔۔ لیکن رازداری مشروط ہے" موحد نے کہا تو کبیر نے احتراماً سر کو ہلکی سی جنبش دی۔ موحد نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ "آج سے تم مہر ماہ بی بی پر نظر رکھو گے۔ اسے کہیں ڈراپ بھی کیا تو واپس لوٹنے کی بجائے تم اس کے آس پاس رہو گے۔ نظر رکھو گے تاکہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچائے"

"بالکل ٹھیک۔ میں سمجھ گیا سر"

"اور تمہاری سب سے بڑی کامیابی ہوگی مہر ماہ کی نظروں میں نہ آنا"

"رائٹ سر"

"سر۔۔۔؟" موحد نے بھنویں اچکائیں۔ "چھوٹے ہو مجھ سے شاید۔۔۔ موحد بھائی کہہ سکتے ہو" یہ کسی امیر کی غریب پر مہربانی تھی۔ کبیر مسکرا دیا۔

"عادت نہیں ہے موحد صاحب"

"ہو جائے گی۔۔۔" وہ مسکرا دیا۔ "اینی ویز۔ اپنی ڈیوٹی کو اچھی طرح سمجھ لو۔ کامیاب ہوئے تو تمہاری مرضی کا انعام ملے گا" وہ معنی خیزی سے مسکرایا تو کبیر بے ساختہ اسے دیکھنے لگا۔ موحد نے اثبات میں سر ہلایا۔ تو وہ مطمئن ہو کر اعتماد سے بولا۔

"آپ فکر مت کریں۔ میں جان لڑا دوں گا اپنی۔ شاید اسی طرح پچھلی کوتاہی کا داغ دھل سکے"

"اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی کبیر۔ قسمت اپنی کھینچی ہوئی لکیروں پر چلتی ہے۔ نا کہ ہماری سوچ کی سیدھ پر" موحد نے اسے ریلیکس کیا۔ تو وہ پھیکے سے انداز میں مسکرا دیا۔ کبیر کے جانے کے بعد موحد نے ذہن میں ملاحہ کی بتائی گئی باتوں کو دہراتے ہوئے اندازہ لگانا چاہا کہ آخر اتنی ایمرجنسی میں اسے ایک لاکھ روپوں کی کیا ضرورت آن پڑی تھی؟ ویسے تو وہ ادھار کی مد میں یونہی اسے رقم دینے والا تھا۔ یہ ملاحہ ہی تھی جس کی باتوں سے اسے لگا کہ اندرون خانے معاملہ کچھ اور ہی تھا۔

☆......☆......☆

اگلے دن مہر ماہ نے بہت وقت پر ناشتا کیا۔اور سب کے ساتھ بڑی معتدل طبیعت کے ساتھ رہی۔

"آنٹی! مجھے اپنی ایک دوست کی طرف جانا ہے ذرا اس نے شاپنگ کرنی ہے۔" اس نے گھڑی کی طرف چور نظروں سے دیکھتے ہوئے ثمرہ سے اجازت طلب کی۔تو وہ مسکرا دیں۔انہیں خوشی ہوئی کہ وہ نارمل زندگی کی طرف لوٹ رہی تھی۔

"موحد سے کہوں وہ آ کر تمہیں ڈراپ کر دے گا" انہوں نے کہا تو وہ جلدی سے بولی۔

"نہیں نہیں آنٹی! میں کبیر خان ہی سے کام چلا لوں گی"

"چلو ٹھیک ہے۔کبیر کو واپسی کا ٹائم بتا دینا پھر"

"جی ٹھیک ہے" وہ مؤدبانہ بولی۔تو ان کے دل میں ہوک سی اٹھی۔کاش۔۔۔وہ واقعی اسے اپنی بہو بنا سکتیں۔وہ اچھے سے ڈریس اپ ہوئی مگر چہرہ شفاف ہی رکھا۔روپے پرس میں ڈالے اور پرس کو شولڈر بیگ میں ڈال لیا۔دل تو چاہا آغا جان کا ریوالور بھی چرا کر بیگ میں رکھ لے اور آج نمیر آفندی کا قصہ ہی تمام کر ڈالے۔مگر۔۔۔ہک ہاہ۔وہ گہری سانس لے کر دوپٹہ ٹھیک سے اوڑھنے لگی۔

کبیر خان کے ساتھ وہ فون پر نمیر کے بتائے ایڈریس پر پہنچی۔یہ شاپنگ مال تھا۔

"تم جاؤ کبیر! واپسی پر میں تمہیں کال کر دوں گی" مہر ماہ نے کبیر کو فارغ کیا۔تو وہ متامل ہوا۔" آپکی دوست کو آلینے دیں بی بی! پھر میں جاتا ہوں"

"وہ اندر ہی ہے شاپنگ مال میں کبیر۔مجھے شاپ کا نام پتا ہے۔تم اطمینان سے جاؤ" اندر مچی کھد بد پر بمشکل قابو پاتے ہوئے مہر ماہ نے اسے ٹہلایا۔

"میں آج بالکل فارغ ہوں مہر بی بی! آپ آرام سے شاپنگ کر کے آؤ۔میں گاڑی میں بیٹھتا ہوں" کبیر نے جتنی بھی شرافت سے کہا ہو مہر ماہ کھٹک گئی۔دانت پیس کر پوچھا۔

"اور یہ کس کا آرڈر ہے۔؟"

"یہ مت پوچھیں بی بی! ملازم تو ملازم ہوتا ہے۔" وہ خفیف سا ہو گیا۔ایک تو آفندی ہاؤس کی بیبیاں "لائق" بہت تھیں۔مہر ماہ نے نتھنے پھلائے۔

"مجھے کیا ہے۔خود جب چار پانچ گھنٹے سڑنا پڑے گا گاڑی میں تب پتا چلے گا۔خود تو تمہارا صاحب اے سی والے آفس میں اطمینان سے بیٹھا ہوا ہوگا" وہ بڑبڑاتی ہوئی اندر کی طرف بڑھی۔کبیر مطمئن سا ہو کر گاڑی میں آ بیٹھا اور موحد کو موبائل کال پر رپورٹ دی۔

"بہت اچھے۔۔۔" وہ ذرا ریلیکس ہوا۔تو وہ واقعی شاپنگ کے لیے گئی تھی۔

"مگر تم باہر ہی رکنا۔بی بی کو لے کر واپس آنا۔"

http://kitaabghar.com

"جی سر۔۔۔" کبیر نے لائن ڈراپ کرتے ہوئے اے سی چلایا اور ریلیکس ہو کر سیٹ سے ٹیک لگا لی۔

☆......☆......☆

وہ شاپنگ مال میں موجود نمیر کے بتائے ہوئے چھوٹے سے ریسٹورنٹ کی ریزروڈ ٹیبل پر آ بیٹھی۔ جس پر این۔ اے کا کارڈ رکھا ہوا تھا۔

"ہوں۔۔۔ نمیر آفندی۔۔۔" مہر ماہ نے اس کارڈ کو نخوت سے دیکھتے ہوئے سیٹ سنبھالی۔ وہ کتنی ہی دیر وہاں بیٹھی رہی۔ ویٹر جوس کا گلاس اس کے سامنے رکھ گیا تھا۔ ریسٹورنٹ میں اکا دکا ہی لوگ تھے۔ ان کی ٹیبل قدرے ہٹ کر کونے میں تھی۔ آدھے پونے گھنٹے کے بعد مہر ماہ کا ضبط جواب دینے لگا۔ وہ مضطربانہ ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اسی وقت اس کا موبائل بج اٹھا۔ مہر ماہ نے موبائل اٹھایا۔ نمیر کی ہی کال تھی۔

"میں یہاں پہنچ چکی ہوں مسٹر۔ اب اگر ہمت نہیں ہو رہی اپنا بزدلانہ چہرہ دکھانے کی تو بتا دو" کاٹ دار لہجے میں کہا تو وہ دھیرے سے ہنسا۔

کودا تیرے گھر میں یوں دھم سے نہ ہو گا
وہ کام کیا ہم نے جو رستم سے نہ ہوگا

وہ ذومعنی انداز میں کہتا مہر ماہ کا حلق تک کڑوا کر گیا۔

"اب اگر تم یونہی ٹیلی فونک مشاعرے کا سوچ رہے ہو تو میرے خیال میں مجھے چلے جانا چاہیے" وہ تلخی سے بولی۔

"ارے نہیں نہیں۔۔۔ یہ غضب مت کرنا۔ میں یہیں ہوں۔ تم نے ڈھونڈا ہی نہیں ڈھونڈنے والوں کی طرح" وہ کہتے ہوئے جس طرح موبائل کان سے لگائے ایک دم سے ٹیبل کے پاس آیا مہر ماہ کا موبائل کان سے لگائے ہوئے ہاتھ بے جان سا اس کی گود میں آ گرا۔ وہ کال ڈسکنیکٹ کرتا کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ رہا تھا اور مہر ماہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔ ایک وحشت سی اس کے حواس پر طاری ہونے لگی۔

یہ وہ شخص تھا جس نے مہر ماہ کی زندگی کے سارے مہرے پیٹ کر ہار اس کا نصیب کر دی تھی۔ یہ چہرہ۔۔۔ ہاں یہی وہ چہرہ تھا۔ وہ اسے تمام عمر نہیں بھول سکتی تھی۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ وہ ایک وجیہہ شخص تھا مگر مہر ماہ کو غلاظت میں لتھڑا نظر آیا۔

"پہچان تو گئی ہو گی۔۔۔ نمیر آفندی۔۔۔" وہ مسکرایا۔ مہر ماہ نے لمبا سانس اندر کھینچا۔ وہ اذیت کی انتہا پر تھی۔

"اپنے برے وقت کو کوئی کیسے بھول سکتا ہے"

"اور میرے لیے الٹ ہوا۔ تم میرا اچھا وقت ثابت ہوئیں۔ رقم لائی ہو۔۔؟" وہ شاطرانہ انداز میں مسکرایا تو مہر ماہ کو اس سے

http://kitaabghar.com

گھن آئی۔ابھی ثمرہ چچی کو نمیر آفندی سے ہمدردی محسوس ہوا کرتی تھی۔

''بہت خوب۔۔۔مجھے یقین تھا کہ یہ گھٹیا حرکت تمہاری ہی ہوسکتی ہے'' مہرماہ کا چہرہ تپا۔

''حقدار ہوں زمین و جائیداد کا۔اب سیدھے سے نہیں دو گے تو ٹیڑھی انگلی استعمال کرنی پڑے گی مجھے'' وہ شرمندہ ہوئے بغیر بولا۔

''مجھے طلاق چاہیے نمیر آفندی۔۔۔ورنہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے جانے کے لیے تیار ہوجاؤ'' وہ دانت پیس کر بولی۔تو اس نے بھنویں اچکائیں۔

''تم دھمکی دے رہی ہو مجھے؟''

''عمل بھی کروں گی'' مہرماہ نے اسے گھورا۔تو اس نے گہری نظروں سے مہرماہ کو دیکھا۔

''تھوڑی سی نرمی اختیار کرو تو ہم ایک اچھی زندگی گزار سکتے ہیں''

''شٹ اپ۔۔۔'' وہ غرائی۔''خبردار جو مجھ سے اخلاق سے گری کوئی بھی بات کرنے کی کوشش کی ہو تو۔حرام کھانے کی عادت ہے نا تمہیں۔۔'' اس نے بیگ میں سے پرس نکالا اندر سے روپے نکال کر گویا اس کے منہ پر دے مارے۔

''یہ ہے تمہاری اوقات۔۔۔اب بتاؤ۔طلاق کتنے میں دو گے بکاؤ انسان۔'' وہ مارے غصے اور طیش کے کپکپا رہی تھی۔تمام ڈر اور خوف کہیں دور جا سویا تھا۔

وہ اثر لیے بغیر نوٹ اٹھا کر گننے لگا۔اس کے چہرے کی چمک دیدنی تھی۔نوٹ گن کر ان کے اصل ہونے کی ساری نشانیاں دیکھنے کے۔بعد مطمئن ہو کر جیب میں ڈالے اور مہرماہ کی طرف متوجہ ہوا۔

''بیس لاکھ۔۔۔پورے بیس لاکھ لوں گا تمہیں آزاد کرنے کے'' وہ ساتھ ہی کرسی گھسیٹ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''اور ایسے ہی کسی کو بتائے بغیر کام کرو گی تو فائدے میں رہو گی مہرماہ آفندی!ورنہ ڈھونڈتی رہو گی ساری عمر نمیر آفندی نام کے بندے کو'' وہ سفاک لہجے میں کہہ کر فوراً ہی وہاں سے نکل گیا۔سن سی کیفیت میں بیٹھی مہرماہ کا سکتہ موبائل کی رنگ سے ٹوٹا۔اس نے دیکھے بنا موبائل اٹھا کر کان سے لگالیا۔

''مہر۔۔۔کہاں ہو تم۔۔کبیر باہر ویٹ کررہا ہے تمہارا'' دوسری طرف سے موحد کی پرتشویش آواز آئی تو وہ سنسناتے ہوئے لہجے میں بولی۔

''میں نمیر آفندی سے ملی ہوں آج موحد۔اس نے وقت دیا ہوا تھا ملنے کا''

''نمیر۔۔۔آ۔۔فندی'' موحد کے حواس گویا جواب دے گئے اس کی آواز لڑکھڑائی تھی۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

گھر آتے ہی اس کا سامنا موحد سے ہوا۔وہ ابھی ثمرہ کے کمرے سے نکلا تھا۔شاید اسی کے بارے پوچھنے آیا ہو۔تپتا سلگتا وہ جانے اس کی کال سنتے ہی لوٹ آیا تھا۔اسکے ناقابل فہم تاثرات دیکھ کر مہر ماہ الرٹ تو ہوئی مگر وہ اس کے کچھ سمجھنے سے پہلے اس کا ہاتھ تھام کر گھسیٹتے ہوئے اپنے کمرے میں لے گیا۔

''کیا بدتمیزی ہے یہ۔۔'' وہ اس کے ہاتھ چھوڑتے ہی چلائی۔

''تم بتاؤ۔۔کہاں گئی تھیں اور کس سے مل کر آرہی ہو؟'' وہ متوحش سا تھا۔مہر ماہ کو غصہ آیا۔

''بتایا تو تھا تمہیں۔۔۔پھر اس تماشے کی کیا ضرورت ہے؟''

''کیوں۔۔۔کس سے پوچھ کر گئی تھیں تم؟'' وہ غصے سے بے حال اونچی آواز میں بولا تو مہر ماہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

''میں کسی کی پابند نہیں ہوں۔اور تم۔۔۔تم کس حیثیت سے مجھ پر رعب ڈال رہے ہو۔؟''

''مہر۔۔۔'' وہ مٹھیاں بھینچے دانت پیستا آگے بڑھا تو وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

''نجانے کون تھا اور تم نمیرا آفندی سمجھ کر منہ اٹھائے اس سے ملنے پہنچ گئیں۔'' وہ گرجا۔پھر دفعتاً اسے خیال آیا۔

''اور وہ پیسے بھی یقیناً تم نے اسی کے بلیک میل کرنے پر دیے ہوں گے'' وہ بے یقین نظروں سے مہر ماہ کو دیکھ رہا تھا۔

''شکر نہیں کرتے کہ اسے ڈھونڈنا نہیں پڑا اور وہ خود ہی سامنے آگیا۔اپنے لالچ ہی کے لیے سہی۔اور میں اچھی طرح پہچانتی ہوں اس کمینے انسان کو۔اغوا کے بعد دیکھا میں نے اس کو اور بازار میں بھی وہی ٹکرایا تھا مجھ سے۔'' مہر ماہ نے جھنجھلا کر کہا تو موحد اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔

''کیا۔۔۔اور کیا کہا اس نے تمہیں؟''

''اس ملاقات کے لیے اس نے روپوں کا مطالبہ کیا تھا۔اور ساتھ ہی کسی کو نہ بتانے کا وعدہ۔میں نے سوچا ایک بار وہ اپنے بل سے باہر تو آئے۔لاکھ روپے کے بدلے ہی سہی' وہ اپنے کارنامے پر مطمئن تھی۔موحد کی آنکھوں میں تو جیسے خون اتر آیا۔بے اختیار اسے شانوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔

''دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا۔یہ کیا کرتی پھر رہی ہو۔اگر وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیتا تو''

مہر ماہ کو موحد کی حالت دیکھ کر خوف آیا۔کسمسا کر اپنے شانے اس کی گرفت سے چھڑائے۔اور درشتی سے بولی۔

''کوئی کچھ نہیں کر سکتا میرے لیے۔آغا جان تک نے اس کو ڈھونڈنا ملتوی کر دیا ہے۔وہ تو بس میرا دوسرا نکاح کر کے گویا سارا مسئلہ حل کر چکے ہیں۔مگر میں۔۔۔فقط میں جانتی ہوں کہ میں ابھی تک کس دلدل میں کھڑی ہوں۔مجھے ہر حال میں اپنا پہلا نکاح ختم کرنا ہے موحد۔''

http://kitaabghar.com

''اور اس کے لیے تم اس رذیل شخص سے ملوگی ہمیں بتائے بنا۔'' وہ خود پر سے قابو کھو کر چلایا۔

''زندگی میری خراب ہو رہی ہے تو ظاہر ہے میں ہی ملوں گی اس سے۔اور تو کسی نے آج تک نمیر آفندی نام کے بندے کو ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی'' وہ تلخی بھرے طنز سے بولی۔مگر موحد آفندی کے تو جیسے پیروں تلے کسی نے جلتے کوئلے بچھا دیے تھے۔جھنجھلایا ہوا۔۔۔طیش سے مٹھیاں کھولتا بھینچتا۔۔۔ادھر ادھر پھیرے لگاتا وہ شدید ٹینشن کا شکار تھا۔

''آئی ڈونٹ بلیو دس۔۔۔وہ تم سے ملا۔اس کی اتنی جرات کہ وہ تمہیں بلیک میل کرے۔اف'' اس کا بس نہ چلتا تھا اپنے بال نوچ لیتا یا اگر نمیر سامنے ہوتا تو اسے گولی سے اڑا دیتا۔

''گھٹیا شخص ہے وہ بہت۔۔۔ثمرہ آنٹی اس کی تعریفیں کرتی ہیں مگر مجھے تو اس میں قابل تعریف کچھ نہیں لگا۔ساتھ زندگی گزارنے کی آفر کر رہا تھا ذلیل انسان'' وہ موحد کا غصہ دیکھ کر بے ساختہ کہہ گئی مگر جس طرح موحد کو کرنٹ لگا وہ دانتوں تلے زبان دبا کر رہ گئی۔

''تم۔۔۔آئندہ گھر سے باہر نکلیں تو ٹانگیں توڑ دوں گا'' وہ لال آنکھیں لیے غرایا۔تو مہر ماہ کی سوئی انا انگڑائی لے کر بیدار ہوئی۔

''تم ہوتے کون ہو مجھ پر یہ بے وجہ کا رعب ڈالنے والے۔نکاح میں نہیں ہوں تمہارے۔جو اتنی دھمکیاں دے رہے ہو۔سمجھے تم'' موحد کا دل چاہا ایک تھپڑ رکھ کر اسے لگائے۔وہ سر جھٹکتی باہر نکلنے لگی۔جیسے اسے جتا رہی ہو کہ وہ اس کے غصے کی پرواہ نہیں کرتی۔مگر موحد نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے تھام کر روک لیا۔مہر ماہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا'' دنیا دکھاوے کو ہی سہی مگر تم میرے نکاح میں ہو مہر۔اور جب تک یہ کاغذی رشتہ باقی ہے۔تم نمیر سے نہیں ملوگی۔'' اس کی آنکھوں میں دیکھتا وہ غرایا تھا۔مہر ماہ کو اس کی خوامخواہ کی جذباتیت پسند نہ آئی۔

''مجھے پتا ہے کہ میں کیا کر رہی ہوں موحد۔۔۔مجھے اس شخص سے چھٹکارہ پانا ہے۔کیسے بھی سہی''

''وہ تم مجھ پر چھوڑ دو'' وہ تیزی سے بولا۔

''تم لوگوں کے سامنے نہیں آیا وہ تو کیا میں ساری عمر ایسے ہی گزار دوں گی۔۔؟'' مہر ماہ نے غصے سے بازو جھٹک کر چھڑایا۔

''زبردستی ہی کا سہی۔مگر محرم ہے میرا وہ۔میں خود بات کر کے یہ معاملہ نمٹاؤں گی۔تم بیچ میں مت آؤ۔وہ مجھے طلاق دینے پر راضی ہے'' مہر ماہ نے اطمینان سے کہا مگر اگلے لمحے میں موحد کے تھپڑ نے اس کو ششدر کر دیا۔موحد کی آنکھوں میں گویا خون اتر آیا تھا۔

خوبصورت ناول خواب شیشے کا ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

http://kitaabghar.com

موحد نے گو کہ ہاتھ ہلکا ہی رکھا تھا۔مگر ایک مرد کے ہاتھ کا تھپڑ مہرماہ کو ہلا کر رکھ گیا۔وہ سلگتے گال پر ہاتھ رکھے پہلے تو بے یقینی سے موحد کو دیکھتی رہی پھر گویا طیش میں آ گئی۔لال بھبوکا چہرہ لیئے اس نے دونوں ہاتھ موحد کے سینے پر رکھ کر اسے پیچھے دھکیلا اور غرائی۔

"ہاؤ ڈیر یو؟ (تمہاری ہمت کیسے ہوئی)"

وہ اس کے دھکے سے اپنی جگہ پر تھوڑا سا لڑکھڑا گیا۔وقتی غصے کی لہر گزرنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ وہ مہرماہ پر ہاتھ اٹھانے کی کتنی گری ہوئی حرکت کر چکا تھا۔مہرماہ کی آنکھ میں آنسو نہیں تھے وہ اس قدر شدید بے یقینی اور صدمے کی زد میں تھی کہ رو بھی نہیں پائی تھی۔

"اور تم۔۔۔تم کیا کرتی پھر رہی ہو جانتی ہو؟ اللہ جانے کس سے مل کر ایک لاکھ دے کر آ گئیں۔یہ سب باتیں میں جا کر آغا جان یا تمہاری فیملی کو بتاؤں تو پھر پتا چلے تمہیں۔کہاں سے آیا وہ محرم تمہارا؟" موحد اس سے بھی اونچی آواز میں دھاڑا۔وہ مہرماہ کو خود پر حاوی ہونے کا موقع ہی نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔

"نکاح میرا ہوا ہے میں نے خود اسے وہاں دیکھا تھا۔اس سے بات کی تھی" مہرماہ کے احساسات پگھلنے شروع ہوئے تو رونا بھی آنے لگا۔آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

" مگر نکاح کے وقت تم نے اسے اپنے مقابل نہیں دیکھا مہرماہ۔اور نہ ہی تمہارے پاس کوئی نکاح نامہ موجود ہے۔مجھے حیرت ہے کہ تم ایک فضول شخص کی باتوں میں آ کر نا صرف اس سے بلیک میل ہو رہی ہو بلکہ اسے اپنا محرم بھی سمجھ رہی ہو" وہ اس کی بات سن کر تیز مگر ناگوار لہجے میں بولا۔

"شٹ اپ۔۔۔" وہ غصے سے چلائی۔اور اس کی طرف انگلی اٹھا کر بولی۔

"تم یہ مت بھولو کہ تم سے بھی میرا محرم کا رشتہ نہیں ہے۔خوامخواہ میرے دادا بننے کی کوشش مت کرو۔میں اپنی زندگی کو پرسکون بنانے کے لیئے جو چاہے اور جیسے جی چاہے ویسے ہی کروں گی"

موحد تیز نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

"اندھا دھند بھاگنے والے منہ کے بل گرا کرتے ہیں تو چوٹ بہت سخت لگا کرتی ہے مہرماہ آفندی!"

"تم اپنی نصیحتیں اپنے پاس ہی رکھو۔تمہارا اصل کیا ہے وہ آج میں دیکھ چکی ہوں۔" اس نے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑ کر صاف کرتے ہوئے تلخی سے کہا تو اندر ہی اندر وہ ندامت کے ڈھیر تلے دبا۔مگر مہرماہ کے سامنے اس وقت اس شرمندگی کا اعتراف کرنا گویا اسے پہاڑ پر چڑھانے کے مترادف تھا۔

"وہ صرف تمہاری بدتمیزی کا ری ایکشن تھا مہر! تم بہت غلط کرنے جا رہی ہو۔ایک انجان شخص سے بنا کسی رشتے کے طلاق کا

مطالبہ کرنا پاگل پن ہے اور کچھ نہیں" وہ اسے وارن کر رہا تھا۔

"شٹ اپ!" وہ اسی تلخی اور صدمے کی گرفت میں تھی۔ "تم ایسا کوئی حق نہیں رکھتے مجھ پر کہ اپنا غصہ اس طرح دکھاؤ"

آئم سوری۔۔۔لیکن میں یہ سارا معاملہ گھر والوں کو ضرور بتاؤں گا۔" وہ شانے اچکا کر بولا۔ تو انداز معذرت والا تو بالکل بھی نہیں تھا۔ اسی بات نے مہرماہ کو اور سلگا یا۔

"ضرور بتانا۔ اب تو ویسے بھی وہ مجھے طلاق دینے پر راضی ہو گیا ہے". وہ تلخی سے کہہ کر پلٹی۔ موحد کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کہاں سر دے مارے۔

کچھ کہنے کو لب کھولے۔ مگر مہرماہ کمرے سے نکل گئی تھی۔ وہ ہتھیلی پر مکا مار کر رہ گیا۔

☆......☆......☆

مہرماہ کی ضد نے صحیح معنوں میں اس کا سر گھما کر رکھ دیا تھا۔ اللہ جانے کس کو وہ زبردستی کا نمیر آفندی بنا کر اس کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہی تھی۔ اور اب اگر وہ شخص اسے نقلی طلاق نامہ بھی پکڑا دیتا تو۔۔۔ موحد گویا جلتے کوئلوں پر کھڑا تھا۔

"موحد۔۔۔" وہ اپنے آفس میں داخل ہونے لگا تھا جب مبین صاحب اسے آواز دیتے تیز قدموں سے چلتے اس کی طرف آئے۔ وہ دروازے پر ہی رک گیا تھا۔ انہوں نے پاس آ کر بڑی شفقت سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ یہ گویا اس پر اعتماد اور مان کا اظہار تھا۔ آخر کو داماد تھا اب۔

"یار کل سے چیک تمہاری ٹیبل پر پڑا ہے۔ تم نے سائن نہیں کیئے"

"اس چیک کے ساتھ کوئی ڈیٹیل نہیں کہ کس مد میں اتنی بڑی رقم طلب کی جا رہی ہے" اس کی پیشانی پر ایک بل پڑا تو مبین صاحب نے مسکراتے ہوئے اس کے شانے پر ہاتھ کا خفیف سا دباؤ بڑھایا۔

"بھء اب تو داماد ہو گیئے ہو۔ اب تو یہ تفصیلات اور گہرائیاں چھوڑو۔ چیک سائن کرنے کے لیئے کیا یہ حوالہ کافی نہیں کہ اب سسر ہوں میں تمہارا" موحد کے ہونٹوں پر تلخ سی مسکراہٹ ابھری۔ اس نے اپنے شانے پر سے ان کا ہاتھ اتار کر دونوں ہاتھوں میں تھام کر سہلایا اور ان کی طرف دیکھ کر آہستگی سے بولا۔

"حقیقت تلخ ہے مگر سچ تو یہی ہے کہ آپ کا داماد نمیر آفندی ہے۔ میں تو محض کٹھ پتلی داماد ہوں۔۔۔" وہ اس کھلی بے عزتی پر اپنی جگہ جامد سے ہو گیئے۔ موحد نے ان کا ہاتھ ہلکے سے تھپتھپایا اور نرمی سے بولا۔

"اب جلدی سے اس چیک کی ڈیٹیل بھجوایئے۔ تا کہ میں سائن کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کر سکوں" انہیں یونہی ساکت چھوڑ کر آفس میں داخل ہو گیا۔

مبین صاحب دروازہ بند ہوتے ہی گڑبڑا کر ہوش میں آئے۔

"الو کا پٹھا۔۔۔"انہوں نے دانت پیسے۔ادھر ادھر دیکھ کر کسی کے نہ ہونے کا یقین کرتے ہوئے جیب سے رومال نکال کر ماتھے پر چمکتا پسینہ صاف کیا اور تیز قدموں سے لفٹ کی جانب بڑھ گئے۔

وہ اندر جا کر کرسی میں دھنس گیا اور سر کرسی کی پشت سے ٹکا کر آرام دہ حالت میں بیٹھ گیا۔مگر جب دل ہی کو سکون نہ ہو تو کوئی کیا کرے۔اسے مسلسل مہرماہ پر غصہ آ رہا تھا۔اسے قطعاً امید نہیں تھی کہ مہرماہ ایسا بولڈ اسٹیپ بھی لے سکتی ہے۔کل اسے تھپڑ مار کر جو شرمندگی ہو رہی تھی اب وہ ختم تھی اور جتنا بھی وہ اس معاملے کو سوچتا اسے مزید غصہ ہی آ رہا تھا۔سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ مہرماہ کو اس معاملے سے آئندہ کے لیئے دور کیسے رکھے۔یکلخت اس کے ذہن کا جیسے در سا وا ہوا۔وہ بیساختہ سیدھا ہو بیٹھا۔اس کا ہاتھ اپنے موبائل کی طرف بڑھا۔پیشانی پر بل لیئے وہ کوئی نمبر ملا رہا تھا۔مگر دوسری طرف سے مسلسل نمبر بند آ رہا تھا۔اس نے لائن ڈسکنیکٹ کر کے موبائل میز پر دھکیل دیا۔

"نمیر آفندی۔۔۔"اس نے دانت کچکچائے تو چہرے کے حساس حصے غصے سے سرخ ہو رہے تھے۔

☆......☆......☆

نفرت۔۔۔اور شدید نفرت

موحد آفندی۔۔۔گو ٹو ہیل۔وہ شدت سے روئی تھی کمرے میں آ کر۔اس کی جرات کیسے ہوئی مجھے تھپڑ مارنے کی۔بار بار یہ خیال اسے تلملا جاتا۔کیوں نہ میں نے بھی جواباً تھپڑ مارا۔اسی وقت بدلہ اتر جاتا اور یہ پچھتاوا تو نہ ہوتا۔ثمرہ کمرے میں داخل ہوئیں تو اسے روتے دیکھ کر پریشان سی تیزی سے اس کی طرف بڑھیں۔

"مہر۔۔۔کیا ہوا؟"

مہرماہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے انہیں دیکھا مگر منہ سے کچھ بولے بنا دوپٹے سے چہرہ خشک کرنے لگی۔وہ اس کے پاس بیٹھیں۔آنسوؤں سے پسیجتا چہرہ اور گلابی ہوتی آنکھیں۔

"موحد نے کچھ کہا ہے کیا۔؟" کسی نتیجے پر پہنچ کر انہوں نے آہستگی سے پوچھا۔جیسے اپنے کہے لفظوں کا یقین نہ ہو مگر ایسے ہی پوچھ رہی ہوں۔گویا بات برائے بات۔مگر مہر تو پھٹ ہی پڑی۔

"اور کون ہے اس گھر میں جس کی اتنی جرات ہو۔تھپڑ مارا ہے آپ کے بیٹے نے مجھے" ثمرہ کو کرنٹ سا لگا۔بے یقینی سے مہرماہ کو دیکھا۔

"آپ جانتی ہیں اس نکاح کی حقیقت کو۔پھر اس نے کس حق سے مجھے مارا؟"

"مگر کیوں۔۔۔کس بات پر۔۔۔کچھ بتاؤ تو مہرماہ۔میرا دل پریشان کر دیا تم نے تو۔موحد ایسا کیسے کر سکتا ہے۔"وہ واقعی سن کر ہرٹ ہوئی تھیں۔مہرماہ نے ساری بات انہیں بتا دی جسے وہ دم سادھے سنتی رہیں۔

http://kitaabghar.com

"میرے اللہ۔۔" آخر میں وہ دم بخود سی مہرو کو دیکھے گئیں۔ "تم جا کر نمیر سے نہ صرف مل آئیں بلکہ اسے پیسے بھی دیڈالے۔؟"

"ہاں تو کیا ہوا۔۔۔آپ نے ہی تو کہا تھا کہ میں نمیر سے بات کروں اور اسے سمجھانے کی کوشش کروں۔"

"یہ تو نہیں کہا تھا کہ اس کے ہاتھوں بلیک میل ہونا شروع ہو جاؤ" ثمرہ کو اعتراض ہوا۔ "اور تمہیں کیسے پتا کہ وہ نمیر ہی تھا؟" وہ مضطربانہ انداز میں بعجلت پوچھنے لگیں۔

"مجھے سمجھ نہیں آتی کہ " آپ دونوں" کو کیسے پتا ہے کہ جس سے میں مل کر آئی ہوں وہ نمیر نہیں ہے" مہر ماہ تلخ ہو کر بولی تو وہ گڑبڑا کر مہر ماہ کو دیکھنے لگیں۔

"میں اسے بہت اچھی طرح پہچانتی ہوں آنٹی! وہی اغوا کے دوران ملا تھا مجھے۔اور کوئی ہوتا تو مجھے طلاق دینے پر راضی ہوتا کیا؟ وہ پیسے لے کر مجھے طلاق دینے پر بھی راضی ہے" وہ دھماکے پر دھماکہ کر رہی تھی۔ثمرہ منجمد سی اسے ایک ٹک دیکھ رہی تھیں۔آخری جملہ سن کو گویا ان کا سکتہ ٹوٹا۔سرسراتے لہجے میں پوچھا۔

"طلاق۔۔۔؟"

"جی ہاں۔۔۔میں بیوقوف نہیں ہوں کہ ایک لاکھ یونہی ضائع کر دوں۔آگے کا معاملہ طے کر کے آئی ہوں اس کے ساتھ"

"یااللہ۔۔۔" ثمرہ کا دل کسی شکنجے میں جکڑا گیا۔کیا بیوقوفی کر رہی تھی وہ۔اور ماننے کو تیار بھی نہیں تھی۔

"یہ معاملہ موحد پر چھوڑ دو مہرو! اس پر اعتبار کر کے نکاح کیا ہے تو اب باقی کا معاملہ بھی اسی کو سلجھانے دو"

"موحد کا تو نام بھی مت لیں آنٹی" وہ غصے اور تلخی سے بولی۔ "معاف کیجیئے گا۔مگر اس نے جتنی مدد کرنا تھی کر لی۔اب تو بس اللہ مجھے ایک لاکھ روپیہ دے تو میں وہ موحد کے منہ پر ماروں"

"اسے تمہاری نادانی پر غصہ آ گیا ہو گا مہرو۔ورنہ وہ بہت سویٹ ہے۔میں سختی سے پوچھوں گی اس سے۔آئندہ وہ جرات نہیں کرے گا تمہارے ساتھ ایسی بدتمیزی کرنے کی" ثمرہ نے اس کا رخسار تھپتھپایا۔مگر مہر ماہ کو ان کی بات کا یقین نہیں آیا تھا۔

"یہ معاملہ مجھے ہی سلجھانا ہے آنٹی! نمیر نے کہا ہے کہ میں یہ معاملہ کسی سے بھی شیئر نہ کروں ورنہ وہ ہمیشہ کے لیئے روپوش ہو جائے گا۔یہ تو میں ہی بیوقوف ہوں جس نے آ کر سیدھا آپ کے اس سویٹ بیٹے سے ذکر کر کے انعام میں تھپڑ کھا لیا"

"بالفرض وہ پیسوں کے بدلے طلاق دینے پر راضی بھی ہے تو یہ سوچا ہے کہ یہ روپے آئیں گے کہاں سے؟" مہر ماہ کے پاس اس بات کا بہت اچھا سا جواب تھا مگر وہ یہ جواب صحیح وقت پر صحیح آدمی کے سامنے دینا چاہتی تھی۔اس لیئے محض دل ہی دل میں ہونہہ کہہ کر بس خاموشی سے سر جھکا دیا۔تو وہ گہری سانس بھر کر رہ گئیں۔مگر ان کا ذہن اس معاملے کے حل کے لیئے مسلسل سوچ رہا۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

تزئین کی آمد خوشی کا استعارہ تو کبھی بھی نہیں رہی تھی خصوصاً مہرماہ کے لیئے۔اب بھی وہ آئی تو ٹی وی لاؤنج میں اپنا فیورٹ ڈرامہ ریپیٹ میں دیکھتی مہرماہ وہاں سے اٹھنے کو پر تولنے لگی. مگر وہ تائی جان سے رسمی سا مل کر تنتے ہوئے تاثرات لیئے سائرہ چچی کے کمرے میں گھس گئی۔مہرماہ کی طرف تو اس نے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔اگر تو شام کی چائے کا وقت نہ ہوتا اور سب نے چائے اکٹھے پینے کی روایت نہ قائم رکھی ہوتی تو مہرماہ کمرے سے باہر ہی نہ آتی۔

" آ گئی فساد کی جڑ۔۔۔" تائی جان بڑبڑاتی ہوئی کچن کی طرف بڑھی تھیں۔تزئین کے جانے کے بعد وہ پھر سے ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی مگر مجال ہے جو ایک بھی لفظ سمجھ آیا ہو۔اسے یاد آ گیا کہ موحد کو کہاں سے پتا چلا ہو گا کہ مہرو نے طلال سے فون پر بات کی تھی۔یہ یقیناً تزئین ہی ہو گی۔

"اُفف۔۔۔ایک تو زمانے بھر میں ذلیل ہونے کو بس میں ہی رہ گئی ہوں۔اور وہ کمینہ طلال۔۔ہر بات بیوی کو بتانی اتنی ضروری بھی نہیں ہوتی۔۔" وہ خود ترسی کا شکار ہوتی بجھے دل کے ساتھ بیٹھی ٹی وی کو گھورتی رہی۔ملاحہ دھپ سے اس کے پاس بیٹھی تو وہ بری طرح چونکی۔

" کہاں گم ہو آپی۔کبھی اشتہار بھی اتنی دلجمعی کے ساتھ دیکھتا ہے کوئی"

وہ فریش سی بولی تو مہرماہ نے اس کے کھلے ہوئے چہرے کو نظر لگنے کے ڈر سے نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھا۔کبھی وہ بھی ایسی ہی من موجی ہوا کرتی تھی۔پھر مدھم سا مسکرا دی۔

"بس ایسے ہی کچھ خاص نہیں آ رہا تھا ٹی وی پر تو اٹھ کر کمرے میں جانے لگی تھی۔"

"اونہوں۔۔ابھی تو چائے آ رہی ہے۔"

"میرے کمرے میں دے جانا ملی۔۔۔تزئین آئی ہوئی ہے اور میں اس کا سامنا بھی نہیں کرنا چاہتی" مہرماہ نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ معترض ہوئی۔

" کوئی ضرورت نہیں ان سے چھپنے کی۔چھپنا تو انہیں چاہیئے جنہوں نے دیوار گرتے ہی راستے بنانے والی حرکت کی ہے۔یہ تمہارا گھر ہے آپی اور ثمرہ آنٹی کتنی اچھی ہیں چچی کے سامنے اسپورٹ کرتی ہیں تمہیں۔"

" چھپ نہیں رہی یار۔بس ویسے ہی طبیعت سست سی ہو رہی ہے ذرا" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔پھر ہاتھ سے اس کا رخسار تھپتھپایا۔"میری چائے کمرے میں دے جانا"

" آپی تم تو شادی کے بعد لگتا ہی نہیں اسی گھر میں رہ رہی ہو۔پرائی لگنا شروع ہو گئی ہو" ملاحہ نے منہ بسورا۔مگر وہ ان سنی کرتی لاؤنج سے نکل گئی۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

"او کرموں والی۔۔۔بتاؤ تو سہی بات کیا ہے۔پھر جھگڑا کر کے آگئی ہو میاں سے؟" سائرہ چچی اس کی بھیں بھیں سے تنگ آ کر تنگ کر بولیں تو تزئین کا رونا فی الفور بند ہوا۔

"آپ بھی یہی سوچتی ہیں کہ میں جان بوجھ کر لڑتی ہوں اس سے"

"جو نظر آئے گا وہی کہوں گی نا۔انسان دل کی مرضی پر چلے تو راستے کے دھکے اور ٹھوکریں کھانے کو بھی تیار رہے" وہ صفا چٹ کہتی تزئین کو بہت ظالم لگیں۔

"آپ بس میرا ہی قصور نکالیئے گا۔مگر اس بار تو میں آغا جان سے فیصلہ کروا کر ہی جاؤں گی۔مہر ماہ میری زندگی تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے" انہیں جھٹکا لگا۔

"کیا مطلب؟"

"ابھی تک میرے شوہر کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی امی۔اس کا چکر چل رہا ہے طلال کے ساتھ۔اسی لیئے تو کسی اور سے شادی کرنے کی بجائے موحد کی آڑ لی ہے اس نے تاکہ نمیر سے طلاق لیتے ہی موحد کو خیر باد کہہ کر طلال کے ساتھ پھر سے سیٹنگ کر لے گی" اس کا حساب کتاب کلیئر تھا۔چچی جان کا منہ کھلا رہ گیا۔

"کیا مطلب۔۔۔کون سا چکر؟تمہیں کیسے پتا۔"

"اس کے آفس فون کیا ہوا تھا اس نے۔کتنی دیر گپیں لگاتی رہی اس کے ساتھ۔مجھے طلال کے پی اے سے پتا چلا" تزئین تلملا رہی تھی۔اس کا موحد کے کان صاف کرنے کا بھی پکا ارادہ تھا۔

"اوہو۔۔وہم نہ کیا کرو تزئین۔غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے تمہیں۔اس نے بعد میں اس کے ساتھ گپیں لگانی ہوتیں تو چھوڑتی ہی کیوں طلال کو۔۔۔۔؟" وہ گڑبڑائیں مگر بہت محتاط انداز میں اسے سمجھانا چاہا۔انہیں یاد آیا انہوں نے ہی مہر ماہ سے طلال کو فون کروایا تھا۔مگر یہ بات اتنی جلدی کھلے گی ان کے سان و گمان میں بھی نہ تھا۔مگر انہوں نے بیٹی کو یہ بتانے کی غلطی ہرگز نہیں کی کہ یہ شوشا انہی کا چھوڑا ہوا ہے مگر جس بات سے بچنے کے لیئے انہوں نے مہر ماہ کو اندھے کنویں میں اتارا تھا وہ پھر سے ہو کر رہی تھی۔تزئین بی بی پھر سے آفندی ہاؤس میں موجود تھیں۔وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔اب اگر الزام اپنے سر لیتیں تو تزئین بھڑک اٹھتی۔

☆......☆......☆

موحد کو آتے ہی ثمرہ نے آڑے ہاتھوں لیا۔تو وہ بستر کے کنارے بیٹھ کر پیروں کو جوتوں کی گرفت سے آزاد کرتا خاموشی سے ان کی ساری جھاڑ سنتا رہا۔

"مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ تم نے ہاتھ اٹھایا کیسے اس پر" غصے میں ہر بات کے بعد وہ بے یقینی سے پوچھتیں۔وہ چپلوں میں پاؤں

ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ؟ اس کے ایکشن کا ری ایکشن تھا ماما! آپ نے اس سے پوری بات پوچھی ہوتی تو پتا چلتا آپ کو" وہ خفگی سے بولا۔

"پھر بھی تمہیں کوئی حق نہیں تھا کہ تم اس کو مارتے"

"سوری۔۔۔شدید غصہ آ گیا تھا۔مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ وہ کتنے الٹے سیدھے کام کر رہی ہے۔ پتا نہیں کس کو لاکھ روپیہ پکڑا آئی ہے اور اب لاکھوں روپیہ دے کر اس سے طلاق لینے والی ہے"

ثمرہ نے تیز نظروں سے اسے دیکھا۔

"تمہارا خیال ہے کہ ڈوبنے والا ہاتھ پاؤں مارے بغیر ڈوب جائے۔۔۔بہت خوب"

"جیسے ہاتھ پیر مار رہی ہے ناویسے بھی ڈوبنے کا ہی خدشہ ہے"

"وہ اس سارے معاملے میں بے قصور ہے موحد! اور اب وہ اپنے بل بوتے پر اس دلدل میں سے نکلنا چاہ رہی ہے تب بھی تمہاری نظروں میں قصوروار ہے" انہیں تاسف ہوا۔

"وہ کچھ عرصے کے لیئے خاموش ہو کر نہیں بیٹھ سکتی ماما۔"وہ جھنجھلایا۔

"پیر شکاری کے شکنجے میں آ جائے تو انسان خاموش نہیں بیٹھ جاتا۔جتنی طاقت ہوا تنی ضرور لگاتا ہے جان بچانے کے لیئے" وہ جل کر بولیں۔

"ماما پلیز۔۔۔اس کی بے جا جذباتیت نے میرا پہلے ہی دماغ خراب کیا ہوا ہے۔اسے کہہ دیجیئے گا۔جلد بازی میں کوئی قدم اٹھایا تو قطعاً ساتھ نہیں دوں گا اس کا" وہ ان کی مزید سرزنش سنے بنا اپنی بات کہتا واش روم میں بند ہو گیا۔ثمرہ گہری سانس بھر کے رہ گئیں۔بہت وقت ہوا اب بچے والدین سے ایک قدم آگے کے فیصلے کر لیا کرتے ہیں۔ان کا دل بھی بجھ سا گیا تھا۔

☆......☆......☆

شام کی چائے اس نے اکیلے اپنے کمرے میں ہی پی۔اور ابھی وہ چائے کا خالی کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر سیدھی ہی ہوئی تھی کہ ہلکا سا کھٹکھٹانے کے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور اس نے موحد کو اندر آتے ہوئے ناگواری سے دیکھا۔

"اگر تو تم اسے صرف اپنی ماما کا روم سمجھ کر آتے ہو تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے مسٹر۔یہاں میں بھی رہتی ہوں" اس کا انداز کڑوا تھا۔

"صرف ماما کا روم سمجھتا تو ان کی موجودگی میں آتا" وہ آرام سے کہتے ہوئے کرسی گھسیٹ کر اس کے عین سامنے بیٹھا تو وہ اس کا مطلب جان کر فوراً اٹھ گئی۔موحد نے اس کی کلائی تھام کر اسے روکا۔

"ہاتھ چھوڑو موحد! میں تم سے کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتی" وہ مشتعل ہوئی۔

http://kitaabghar.com

"میں تمہاری مرضی کا پابند نہیں ہوں مہر! اور میں یہاں اس لیئے آیا ہوں کیونکہ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے" وہ سنجیدہ تھا۔ مگر وہ بدستور کلائی چھڑانے کی کوشش کرتی رہی۔ موحد نے کلائی ہی سے پکڑے ہوئے اسے دوبارہ سے بستر کے کنارے پر بٹھا دیا۔

"تم انسان کہلانے کے لائق نہیں ہو موحد! یہ بات پتا ہے تمہیں" اپنی کلائی سہلاتے ہوئے وہ تلخی سے بولی تھی۔

"تم نے طلال کو فون کیوں کیا تھا؟" وہ بے حد سنجیدہ تھا۔ مہرماہ چونکی۔ اس کا موحد سے بات کرنے کا بالکل بھی کوئی ارادہ نہیں تھا۔ مگر تزئین کو دیکھ کر اس کے دماغ کی گھنٹی بج اٹھی وہ یقیناً اسی کیس کو لے کر یہاں آئی تھی۔

"چچی جان نے کہا تھا مجھے۔ ان فیکٹ ریکویسٹ کی تھی۔" اکھڑے انداز میں بتایا تو وہ شکی نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

"کس مقصد کے لیئے ریکویسٹ کی تھی انہوں نے؟"

"اب ہر بات کی تفصیل تمہیں بتانی ضروری ہے کیا" وہ چڑ گئی۔

"ہاں۔۔۔" وہ قطعیت سے بولا۔ پھر اپنی بات پر زور دے کر کہا۔ "کاغذوں میں ہی سہی مگر ہمارا نکاح ہو چکا ہے اور کوئی دوسرا انسان پنچایت بٹھا کر کہے کہ موحد آفندی کی بیوی کسی غیر مرد کو کال کرتی ہے تو وہ مجھ سے برداشت نہیں ہوگا مہر!"

اس کے لب و لہجے سے جھلکتی تپش نے مہرماہ کو نروس کر۔ دیا۔ کتنی شرمندگی ہو رہی تھی اس کے منہ سے یہ سب سن کر۔

"تم جانتے ہو کہ یہ نکاح نہیں ہوا پھر۔۔۔" وہ تنک کر کہنے لگی تھی کہ موحد تیز لہجے میں اس کی بات کاٹ گیا۔

"آغا جان نہیں جانتے۔۔۔ دنیا نہیں جانتی اب کیا میں لکھ کر گلے میں ڈال لوں کہ ہمارا نکاح جھوٹا ہے؟ وہ آغا جان کے سامنے یہ مسئلہ اٹھائے گی تب کیا جواب دو گی تم؟"

وہ خالی ذہن لیئے اس کا چہرہ دیکھے گئی۔

بعض لوگوں کا امپریشن آپ اپنے ذہن میں جتنا بھی برا بنانا چاہو وہ اس سے اچھے ہو کر آپ کو ملتے ہیں۔

"مجھے واقعی سائرہ چچی نے کہا تھا کہ میں طلال کو سمجھاؤں کہ وہ اپنا گھر تباہ نہ کرے۔ اور تزئین کو یقین دلائے کہ ہمارا رشتہ ختم ہو چکا ہے" وہ اٹک کر بولی۔ موحد ایک ٹک اسے دیکھتا رہا۔ پھر گہری سانس بھرتے ہوئے سیدھا ہو بیٹھا۔ "مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم اتنی بیوقوف بھی ہو سکتی ہو" اس کے تجزیئے نے مہرماہ کو تپایا۔

"تم سے شادی کے لیئے ہامی بھرنے سے پہلے مجھے بھی یقین نہیں تھا اس بات کا" وہ دانت پیس کر بولی۔

"تمہاری چچی صاحبہ تمہیں بہت کامیابی کے ساتھ تمہیں اس مشکل میں پھنسا چکی ہیں سمجھیں تم" وہ ڈپٹ کر بولا۔

"تو تمہیں کس بات کی فکر ہے میں جانوں اور میری مشکلات۔"

"میرے خیال میں میں تمہیں اس کاغذی نکاح سے فارغ کر دوں تا کہ آغا جان تسلی کے ساتھ تمہیں کہیں اور ٹکا دیں پھر تم اپنی

مرضی کرتی پھرنا" وہ سلگ کر کہتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔مہرماہ کا دل گہری کھائی میں ڈوب کر ابھرا۔اسے خیال آیا کیسے مشکل کے وقت میں ثمرہ نے اسے بچانے کے لیئے موحد کا نام اس فرضی نکاح کے لیئے پیش کر دیا تھا اور آج تک جتایا بھی نہیں تھا۔لیکن موحد کے یہ الفاظ۔۔۔اف

"مجھے تم سے کوئی خاص اچھی امید بھی نہیں ہے" وہ تلخ ہوئی۔

"رکھنا بھی مت۔ابھی جب آغا جان کے سامنے پیشی ہوگی تو جواب سوچ کر آنا۔" وہ آنکھوں سے شعلے برساتے ہوئے کہہ کر زور سے دروازہ مارتا چلا گیا۔مہرماہ نے دروازے کی زوردار آواز پر آنکھیں سکیڑ کر میچیں۔

"میری کون سا زبان نہیں جواب دینے کے لیئے۔اور چچی جان کا دماغ خراب ہے جو مکریں گی۔۔۔بڑا آیا ہونہہ۔" وہ اس کے جانے کے بعد اونچی آواز میں بولی تھی۔مگر دل کا ایک گوشہ مضطرب سا ہو گیا۔جانے آندھی کس سمت کو اٹھنے والی تھی۔

اس بار تزئین نے آغا جان کے اسٹڈی روم کو نہیں بلکہ کھانے کی میز کو اپنے نالہ و فریاد کے لیئے چنا۔مہرماہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھی تو اسی وقت اس کے برابر والی کرسی گھسیٹی گئی۔مہرماہ کو کوفت نے گھیرا۔موحد اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ رہا تھا۔(ہونہہ۔۔۔مجھے کیا) وہ لاپروائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کھانے کی آئیٹمز کا جائزہ لینے لگی۔سائرہ چچی تزئین کو بڑھا بڑھا کر ڈشز پیش کر رہی تھیں۔فرزین اور ملاحہ آہستہ آہستہ باتوں میں اپنا کھانا ختم کر رہی تھیں۔تزئین نے سب سے پہلے کھانا ختم کیا۔

"اور لو نا۔۔چاول بھی ذرا سے لیئے تم نے۔یہ گاجر کا حلوہ چکھو کھایا ہی کیا ہے تم نے" چچی جان کا بس نہ چل رہا تھا بیٹی کے منہ میں نوالے بھی ڈالنا شروع کر دیتیں۔

"نہیں بس۔۔۔کھانا کھانے نہیں آئی ہوں میں یہاں امی" وہ تیکھے لہجے میں بولی تو اس "شروعات" پر مہرماہ کا نوالہ حلق میں پھنسنے لگا۔

"کیا بات ہے طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟" آغا جان کو بھی دھیان آ ہی گیا۔

"طبیعت کی تو چھوڑیں آپ قسمت کی بات کریں۔وہی خراب ہے میری" وہ فوراً نا صرف بات کو گھما کر اپنے مطلب پر لائی بلکہ آنکھوں میں ایک آدھ آنسو بھی بھر لیا۔بشمول مہرماہ سب کے کھانا کھاتے ہاتھ ٹھٹکے۔ماسوائے موحد کے جو ابھی بھی رغبت سے بریانی ختم کر رہا تھا بلکہ ابھی کانٹے سے ایک اور شامی کباب اٹھا کر پلیٹ میں رکھا۔

"خیریت تو ہے نا؟" سہیل آفندی تک سائرہ چچی نے تزئین کا نیا پھڈا نہیں پہنچایا تھا۔کچھ شاید یہ بھی خیال ہو کہ وہ خود ملوث تھیں اس سلسلے میں۔اب انہوں نے تشویش سے پوچھا تو تزئین نے تیز نظروں سے مہرماہ کو دیکھا جو ست روی سے کھانا کھا رہی تھی۔

"یہ سب آپ مہرماہ سے پوچھیں۔ابھی بھی جس کا نام میری سسرال میں گونج رہا ہے" وہ منہ پھٹ انداز میں بولی تو سبھی کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

"دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا؟" تائی جان سب سے پہلے سنبھلیں اور نا گواری سے کہا۔

"یہ سوال آپ اپنی بیٹی سے پوچھیں۔یہ کیا کرتی پھر رہی ہے۔"

مہر ماہ نے سائرہ چچی کی طرف دیکھا جو شکل ہی سے پریشان نظر آ رہی تھیں۔

" آپ پوچھیں مہر ماہ سے آغا جان۔اس کا کیا مطلب بنتا ہے کہ یہ ابھی بھی طلال سے رابطہ رکھے ہوئے ہے" تزئین نے گویا دھماکا ہی کر دیا تھا۔مہر ماہ کو اپنی سانس تنگ پڑتی محسوس ہوئی جب اس نے سائرہ چچی کے چہرے پر بے گانگی دیکھی انہوں نے مہر ماہ سے نگاہ ملا کر پھیر لی یعنی وہ اس معاملے میں اس کو ڈیفینڈ کرنا نہیں چاہتی تھیں۔مہر ماہ کو فوری طور پر اپنی فاش غلطی کا احساس ہوا جو اس نے چچی جان کی بات مان کر کی تھی۔آغا جان نے بے یقینی سے مہر ماہ کو دیکھا بلکہ وہاں موجود ہر شخص کے چہرے کے تاثرات میں یہی بے یقینی موجود تھی۔وہ کھنکھاری اور چچی جان کو دیکھا۔

"آپ نے تزئین کو ساری بات نہیں بتائی چچی جان؟" اور جواباً سائرہ چچی کے تاثرات ایسے معصومانہ جیسے انہیں دنیا جہان کی خبر نہ ہو۔

" کون سی بات؟"

اور بس۔۔مہر ماہ کا دل بے آواز ہی ٹوٹ گیا۔اسے چچی جان سے قطعاً یہ امید نہ تھی۔موحد نے پانی کا گلاس لبوں سے لگائے ہوئے مہر ماہ کو ایک جتانے والی نظر دیکھا۔اس کی رنگت فق تھی۔اب تو اگر وہ چچی جان کا نام لے کر ساری بات بتا بھی دیتی تو کوئی اس کی بات تب تک نہ مانتا جب تک کہ چچی جان ہامی نہ بھرتیں مہرو کی سچائی کی۔اس نے آدھا گلاس پانی مہر ماہ کے آگے رکھا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"پی لو"

سکون سے کہہ کر اس نے حاضرین پر نظر ڈالی جن میں سے کچھ مضطرب تھے تو کچھ بے یقین۔جبکہ آغا جان بمشکل غصہ ضبط کیئے جواب کے منتظر بیٹھے تھے۔

"چچی جان کا قصور نہیں ہے مہر۔۔بڑھتی عمر یادداشت کم کر دیتی ہے" وہ ہلکا سا مسکرایا۔اور آغا۔جان کو پہلے سوال کا جواب دیا۔

"جی آغا جان! مہر نے میرے کہنے پر ہی طلال سے بات کی تھی" مہر ماہ کی آنکھ میں نمی سی تیر گئی۔اس نے موحد کا دیا ہوا گلاس دونوں ہاتھوں کی گرفت میں مضبوطی سے تھام لیا۔چچی جان کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ستم یہ کہ وہ موحد کے جھوٹ کو چیلنج بھی نہیں کر سکتی تھیں۔

" مگر کیوں موحد۔۔۔ایسی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی کہ تم نے میری بیٹی کے سر میں خاک ڈلوانے والا کام کر دیا" تائی جان نا گواری سے بولیں۔

"مہرو کو بچانے کے لیئے جھوٹ مت بولو" تزئین پھنکاری۔

" کوئی بھی شوہر اپنی بیوی کو "ایسے" معاملے میں نہیں بچایا کرتا۔اگر وہ قصوروار ہو تو" موحد نے چبھتی نظروں سے چچی جان کو دیکھا۔وہ خجل سی تھیں۔

http://kitaabghar.com

" آپ کی بیٹی جو آئے روز میکے آکر بیٹھ جاتی ہے اور نام مہر کا بدنام۔ بقول تزئین کہ طلال ابھی تک اپنے ماضی کو نہیں بھولا۔ تو مائے ڈیئر چچی جان۔ میں نے مہر سے کہا کہ وہ طلال کو ایک بار سمجھا ہی دے اپنے لفظوں میں کہ اسے ماضی سے زیادہ اپنا حال پیارا ہے۔ اور یہ کہ وہ میرے ساتھ کتنی خوش ہے۔ اور وہ اللہ کا بندہ سمجھ گیا۔ مگر یہ محترمہ آدھی پونی بات سن کر پھر سے بوریا بستر لپیٹ کروار دہو گئیں " مہر ماہ نے ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر دیا اس کا دل ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

تزئین نے تیز نظروں سے ماں کو دیکھا۔

" آپ کو پتا تھا ساری بات کا۔ تو آپ نے مجھے کیوں نہیں بتائی؟ "

" اے لو۔۔۔ کہا تو ہے کہ یاد نہیں رہی تھی " وہ ڈھٹائی سے بولیں۔ مہر ماہ نے چہرہ موڑ کر نم آنکھوں سے موحد کو دیکھا جو اپنی بات مکمل کرنے کے بعد اب پلیٹ میں انڈوں کا حلوہ نکال رہا تھا۔

" تم بھی اب ذرا عقل کو ہاتھ مارو تزئین۔ آئندہ میں تمہارے گھر کے کسی بھی مسئلے میں مہر ماہ کا نام نہ سنوں " آغا جان نے برے موڈ کے ساتھ تزئین کو وارننگ دی تھی۔ مہر ماہ ابھی تک ساکت سا بیٹھی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ ابھی چند لمحے پہلے جو طوفان تزئین کی بات نے اٹھایا تھا وہ مہر ماہ کو چھوئے بنا گزر گیا تھا۔

جانے کیوں مگر ہم جن لوگوں کا احسان لینا نہیں چاہتے اکثر قسمت انہی کو ہمارا نجات دہندہ بنا دیتی ہے

" تھینکیو۔۔۔ " مہر ماہ نے کمرے میں جاتے موحد کی راہ میں حائل ہو کر نم لہجے میں کہا تو اس نے گہری سانس بھری۔

" صرف اس لیئے کہ اب تمہارا نام میرے نام کے ساتھ منسلک ہے مہر۔ " جتا کر کہا۔ " ورنہ جو کچھ تم کرتی پھر رہی ہو نا وہ میرے لیئے بھی ناقابل قبول ہے "

" واٹ ایور۔۔۔ (جو بھی ہے) " وہ بمشکل بولی۔

" لیکن۔۔۔ چچی جان نے جو کیا ہے اس پر مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا "

" میری بات پر تو تم نے کبھی یقین کیا ہی نہیں۔ اور پتا نہیں میں کیوں ہر بار بیوقوفوں کی طرح تمہاری مدد کرنے چل پڑتا ہوں۔ " وہ تاسف سے بولا۔ مگر مہر ماہ مطمئن تھی۔

" کیونکہ تمہیں ہر بار یقین ہوتا ہے کہ میں بے قصور ہوں "

موحد اسے شرم دلانے والی نظروں سے دیکھتا جھٹکے سے اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

(ہونہہ۔۔۔ نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں۔ بندہ شکریہ کا جواب ہی دے دیتا ہے) وہ بڑبڑاتے ہوئے اپنی راہ چل دی۔

☆......☆......☆

اوراس لالچی نمیر آفندی کا پول بھی اس سے اگلے ہی دن کھل گیا۔آنے والی کال اٹینڈ کرتے ہی مہرماہ کو خیال آیا کہ نمیر آفندی کی آواز اس روز سے مختلف لگ رہی تھی جب وہ اسے شاپنگ مال میں ملا تھا۔

" کاغذات تیار کروا لیئے تم نے ؟"مہرماہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔موحد کی باتوں کا اثر تھا جو اس نے اس بار باریکی سے اس کی آواز کا مشاہدہ کیا تھا

" کون سے کاغذات۔۔۔؟"

"طلاق کے کاغذات نمیر آفندی۔۔۔اب یہ مت کہنا کہ کون سی طلاق۔میں ایک لاکھ تمہارے منہ پہ مار چکی ہوں۔اب مکرو گے تو پیسہ دینے کی بجائے لاک اپ میں بند کروا کے طلاق لوں گی"وہ گرم ہوئی۔

" آفندیز کی جایئداد کا حصہ دار ہوں محترمہ۔۔۔ایک لاکھ لوں گا میں۔۔ اور وہ بھی تم سے۔۔۔ ہونہہ۔اچھے خاصے حصے کا مالک ہوں میں"وہ طنزیہ بولا مہرماہ کو چکر سا آیا۔

"وہ تمہی تھے نمیر۔جھوٹ مت بولنا میرے ساتھ"وہ ضبط کھو کر چلا اٹھی۔

" مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی۔مگر میں ایک ہی بار آفندیز کے گلے میں انگلی ڈال کر اپنا حصہ نکلواؤں گا"وہ ناگواری سے بولا۔

"تو وہ کون تھا۔۔۔جو تمہارے گھر میرے سامنے آتا رہا؟کیا وہ تم نہیں تھے؟"مہرماہ نے بڑی آس سے پوچھا۔اب اگر وہ انکار کر دیتا تو مہرماہ پھر سے بند گلی میں آ کھڑی ہوتی۔

"وہ ڈرائیور تھا میرا۔۔اسی نے کڈنیپ کیا تھا تمہیں۔اسی کو تھپڑ مارا تھا تم نے۔مگر تم فکر مت کرو آج ہی بندوبست کرتا ہوں اس کا۔اس کی ہمت کیسے ہوئی ایسی بیہودگی کرنے کی۔"اس نے اطمینان سے کہتے ہوئے مہرماہ کے سر پر دھماکا کیا۔

لمحہ بھر کی بے یقینی کے بعد مہرماہ نے گالیوں کے علاوہ ہر کوسنا دے دیا اسے۔

" تمہاری وجہ سے اس غلیظ شخص کی ہمت ہوئی مجھے بلیک میل کرنے کی"وہ ہانپنے لگی۔

"بس۔۔۔اب دل ہلکا ہو گیا نا؟"وہ سکون سے پوچھ رہا تھا۔

" مجھے طلاق چاہیئے نمیر۔کسی بھی قیمت پر"وہ بھنچے ہوئے لہجے میں بولی۔

" مل سکتی ہے مہرماہ آفندی"وہ اسی پرسکون انداز میں بولا تو مہرماہ کو لگا جیسے اس کے کانوں نے کچھ غلط سنا ہو۔

" کتنے پیسے۔۔۔؟"وہ بہ عجلت بولی

"پیسہ تم سے نہیں آغا ذوالفقار سے لوں گا مہرماہ جو حق ہے میرا"

"تو پھر۔۔۔؟" وہ بے تاب ہوئی۔ "اپنا مطالبہ بتاؤ"

اور جو مطالبہ اس نے کیا اس نے مہر ماہ کے چاروں طبق روشن کر دیئے۔

" مگر یہ بات یاد رکھنا۔۔۔ چاہے وہ اصل نمیر تھا یا تم ہو۔لیکن اب ایک پیسہ بھی نہیں دوں گی تمہیں" اس کی پوری بات سننے کے بعد مہر ماہ نے دانت پیستے ہوئے ایک بار پھر اسے یاددہانی کروائی تھی۔

" تم نے اپنی بے وقوفی سے اپنا پیسہ ضائع کیا ہے۔وہ بیوی ہی کیا جو اپنے شوہر کی آواز نہ پہچان سکے" وہ آرام سے بولا تو مہر ماہ کے چہرے سے آگ کی لپٹیں نکلیں۔

"شٹ اپ۔۔۔۔تم جیسوں کے لیئے تو کوئی بہت گھٹیا سا لفظ ہونا چاہیئے۔شوہر تم جیسے چور لٹیرے نہیں ہوتے۔لوگوں کی عزتوں سے کھیلنے والے۔" وہ تلملا کر بولی۔

"میں اپنی عزت کی عزت کرنا اچھی طرح جانتا ہوں مسز نمیر آفندی!۔ تین دن میرے پاس رہ کر گئی ہو واپس۔تمہیں تو اچھی طرح میری شرافت کا اندازہ ہو گیا ہوگا" وہ پرسکون انداز میں جو کہہ رہا تھا وہ اچھے سے مہر ماہ کی سمجھ میں آرہا تھا۔اس کی رگوں میں لاوا دوڑا۔

"تم میرے سامنے ہوتے تو تمہارا سر توڑ دیتی میں. تمہیں شوٹ کرنا میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے"

"اور بیوی کی ہر خواہش پوری کرنا اچھے شوہر کا فرض ہے۔ان شاءاللہ جلد ہی پوری کرتے ہیں تمہاری یہ خواہش" متبسم لہجہ۔۔۔

مہر ماہ نے موبائل آف کر کے کسی ناپاک شے کی طرح بیڈ پر پھینکا اور سر تھام کر بیٹھ گئی۔وہ صحیح معنوں میں اسے ہاتھ پیر باندھ کر کونے میں ڈال چکا تھا۔

☆......☆......☆

نمیر کی کال نے شاپنگ کرتی سومیہ کو حیرت میں مبتلا کیا تھا۔اس نے شاپنگ بیگز دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے موبائل شانے اور کان کے بیچ پھنسایا اور کاؤنٹر پر پےمنٹ کرنے لگی۔

" کیسی ہو۔۔؟"

"ہوں۔۔ٹھیک تم سناؤ" کافی ٹائم کے بعد ہونے والی بات چیت نے دونوں کے مابین ایک تکلف کی فضا قائم کردی تھی۔وہ پرس شولڈر بیگ میں رکھ کر ہاتھ میں موبائل سنبھال کر شاپ سے باہر نکل آئی۔

" کہاں ہو اس وقت۔۔۔مل سکتی ہو؟"

"ہوسٹل سے باہر ہوں"

" کہاں ہو۔اپنی لوکیشن بتاؤ میں پک کر لیتا ہوں تمہیں" وہ بولا۔شاپنگ سینٹر سے باہر نکل کر رکشے کی تلاش میں نظر دوڑاتی

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

سومیہ نے گہری سانس بھری۔

" کیا ضروری ہے ملنا؟ کال پر بات نہیں ہوسکتی "

" نہیں ہوسکتی " وہ فی الفور بول کر لحظہ بھر کو چپ ہوگیا۔ پھر اضافہ کیا۔

" لیکن اگر تم ملنا نہیں چاہتیں تو تمہاری مرضی ہے "

سومیہ نے اسے اپنی لوکیشن بتا کر کال کاٹ دی۔ اور شاپنگ مال کے احاطے میں موجود گھاس کے چھوٹے سے قطعے میں نصب دو بینچوں میں سے ایک پر آ بیٹھی۔ ذہن اسی پزل کو حل کرنے میں مصروف تھا کہ نمیر کو اس سے کیا کام ہوسکتا ہے۔

وہ اگلے پانچ منٹوں کے بعد وہاں پہنچ چکا تھا۔ گاڑی سے اتر کر سومیہ کی طرف آتے۔۔۔۔ سومیہ نے دیکھا وہ کتنا شاندار نظر آ رہا تھا۔ پھر وہ اس سے نظر پھیر گئی۔

" کچھ کھانا ہے تو اندر ریسٹورنٹ بھی ہے۔؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ سومیہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ " نہیں۔ لنچ کر کے نکلی تھی میں " نمیر نے اس کے ہاتھ سے شاپنگ بیگز لے لیئے۔ وہ اس کے ساتھ گاڑی کی طرف بڑھی۔ وہ اسے آئسکریم پارلر لے گیا۔ معروف آئسکریم کے دو کپ سامنے رکھے وہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

وہ اسے مہر ماہ کی بے وقوفی کی تمام کہانی سنا چکا تھا۔

" تو اس صورت حال میں اب میں کیا کر سکتی ہوں۔ تم نے اس کے سامنے حالات ہی ایسے بنا دیئے ہیں کہ وہ کسی بھی طرح تم سے چھٹکارہ چاہتی ہے۔ تبھی تو کیسے بھی کر کے اس بلیک میلر کو روپے تک دے آئی "

" تم اس سے ملو سومیہ اور ذرا عقل سکھاؤ اسے۔"

" ہاہ۔۔۔ میں تو خود ساری بازیاں ہاری ہوئی ہوں " وہ آئس کریم کے کپ میں یونہی چمچ ہلا رہی تھی۔ نمیر نے بے اختیار اسے دیکھا۔ تو وہ اپنی بے اختیاری پر خفیف سی ہو کر جلدی سے بات بدل کر بولی۔

" تم نے اس بیچاری کو دشمنی کی اس جنگ میں استعمال کر کے محض اس کی زندگی برباد کی ہے اور کچھ نہیں۔ اس کے آغا جان کو رتی برابر بھی فرق نہیں پڑا اس نکاح سے۔ الٹا اس معصوم لڑکی کے خواب اجاڑ دیئے ہیں تم نے "

" مانتا ہوں اپنی غلطی کو " وہ اعتراف کرتے ہوئے بولا۔

" مجھے نہیں پتا تھا کہ آفندی ہاؤس کے لوگ اس قدر ذہنی پسماندگی کا شکار ہیں۔ انہیں تو نکاح پر نکاح کرنا بھی گناہ نہیں لگا۔ میں نے تو سوچا تھا کہ سب میرے اور مہر ماہ کے نکاح کی خبر اور طلال سے شادی ٹوٹنے پر تڑپ اٹھیں گے اور میرا بھی بدلہ پورا ہوگا۔ مگر آغا جان کی سفا کی توصیح معنوں میں اب کھلی ہے مجھ پر "

"ابھی تو شکر کرو پھپھو نے تمہاری حمایت میں یہ قدم اٹھا لیا۔ ورنہ اور کون تھا اس وقت میں موحد آفندی کے علاوہ جو مہر ماہ کو امانتاً نکاح میں رکھتا۔ پردہ بھی رہ گیا تمہارا" سومیہ نے جتایا تو وہ مسکرا دیا۔

"یہ تو ٹھیک کہہ رہی ہو تم"

"اور مہرو۔۔۔ جائیداد حاصل کرنے کے بعد اس کا مستقبل کیا ہوگا۔۔؟"

"تم بتاؤ۔۔۔ کیا کرنا چاہیئے مجھے۔۔۔ وہ بھی اس صورت میں کہ میں اس کی زندگی کی ہر خوشی کو ختم کر چکا ہوں"

"تمہیں چاہیئے کہ اب تم اس کو زندگی کی طرف لاؤ" دل پر پتھر رکھ کر سومیہ نے اسے پابند کرنا چاہا۔

"اس کے مطالبے کے باوجود اسے طلاق نہ دو نمیر۔ وہ بہت معصوم اور بے قصور لڑکی ہے" وہ خاموشی سے آئسکریم ختم کرتا رہا۔ پھر ٹشو سے ہونٹ صاف کرتا اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"اور وہ جو نفرت اس کے دل میں بھری ہے میرے لیئے۔۔؟"

"تم اس سے محبت کرنے کا سوچو نمیر۔۔۔ جلد یا بدیر سب کو محبت کے آگے گھٹنے ٹیکنا پڑتے ہیں"

"م۔۔ح۔۔۔ب۔ ت۔۔۔؟" وہ کھینچ کر بولا پھر بھنوؤں کو استفہامیہ انداز میں اچکا کر اسے دیکھنے لگا۔

"نفرت سے نکاح کر سکتے ہو تو کیا محبت کر کے اسے نبھا نہیں سکتے؟" سومیہ کی بات نے اسے لاجواب کیا تھا۔

"محبت کا تو پتا نہیں سومیہ! لیکن اتنا تو طے ہو چکا کہ میں اسے طلاق نہیں دوں گا" وہ قطعیت سے بولا تو سومیہ نے بے ساختہ کہا۔ "ابھی مت مانو۔ مگر اکیلے میں اپنا تجزیہ ضرور کرنا۔ تم اس سے محبت کرنا شروع کر چکے ہو" وہ تیقن سے بولی۔ مگر نمیر ان سنی کرتے ہوئے بولا۔

"تم نے کہا تھا کہ وہ اور موحد ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں"

"جو اسے اپنا ہمدرد نظر آئے گا وہی اس کے قریب ہوگا نمیر"

"لیکن اسے سوچنا چاہیئے کہ وہ میرے نکاح میں ہے"

"ہاہ۔۔۔ ایک ایسا رشتہ جس میں ماسوائے مفاد کے اور کوئی جذبہ نہیں اس کے بارے میں وہ زندگی بھر کچھ اچھا نہیں سوچ سکے گی نمیر"

"میں اپنے کیئے کا اپنی غلطی کا مداوہ کروں گا سومیہ۔ مجھے آفندی ہاؤس والوں کے رویئے سے اندازہ ہو چکا ہے کہ میں نے ایک غلط مہرہ چن لیا تھا"

"اب بتاؤ میں کیا کر سکتی ہوں تمہارے لیئے؟"

"تم صرف یہ کرو کہ مہر ماہ آفندی کی برین واشنگ کر دو نمیر کے لیئے" وہ کرسی سے ٹیک لگائے سنجیدہ تھا۔ سومیہ بے ساختہ بولی۔

"لیکن اگر اس نے موحد کو چنا تو؟"

"پھر۔ میں اس کی زندگی سے نکل جاؤں گا سومیہ!" وہ اٹل لہجے میں بولا تو سومیہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

☆......☆......☆

مہر ماہ بہت عجلت میں کہیں جانے کو تیار ہوئی اور کبیر کو گاڑی نکالنے کو کہا۔

"بی بی آپ کو ڈراپ کر کے پھر میں وہیں رکوں گا" اس نے باور کرایا۔

"ہاں ہاں۔ کھڑے رہنا۔ رپورٹ جو دینی ہوگی تم نے اپنے موحد سر کو" وہ ہلکا سا طنز کرتی گاڑی میں آبیٹھی۔ اور ویسے بھی جس کام بلکہ معرکے کے لیئے وہ جا رہی تھی اس میں کبیر کا وہاں موجود ہونا تقویت ہی کا باعث تھا۔

☆......☆......☆

تائی جان اور ثمرہ چچی کے دل کے حالات تو اللہ ہی جانے مگر بظاہر اب وہ دونوں آپس میں کبھی کبھار گپ شپ کر لیا کرتی تھیں۔ ابھی بھی تائی جان انہیں سائرہ چچی کی مہر ماہ کے ساتھ کیئے جانے والی نا انصافی کا بتا رہی تھیں۔ اور ساتھ موحد کی مدح سرائی بھی جاری تھی۔

"سائرہ نے تو میری بچی کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ موحد تو صحیح معنوں میں بیٹا ثابت ہوا ہے ہمارا" ثمرہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان کی باتیں سن رہی تھیں۔

اسی وقت کوریڈور میں سے مہر ماہ کی آواز آئی۔ وہ کسی کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔

"چلیں نا۔ آپ کا اپنا گھر ہے۔ ادھر چلیں ٹی وی لاؤنج ہے یہاں"

تائی جان حیران سی ادھر متوجہ ہوئیں۔ ثمرہ نے بھی ادھر چہرہ موڑ لیا۔ اگلا لمحہ بہت بے یقین کر دینے والا اور حیران کن تھا۔ مہر ماہ کے ساتھ اندر آنے والے کو کچھ دقت سے ہی سہی مگر وہ دونوں ہی پہچان گئی تھیں۔ مگر یہ پہچاننا ایک قیامت کے مترادف تھا۔ ثمرہ تو گنگ سی بیٹھی رہ گئیں۔ لیکن تائی جان نے آگے بڑھ کر متوحش سا ہو کر مہر ماہ کا بازو ہلایا۔

" کون ہے۔ کسے اندر لیئے چلی آ رہی ہو۔؟"

"امی یہ نمیر کی والدہ ہیں۔ آپ کی سب سے چھوٹی دیورانی۔ پہچان تو گئی ہوں گی آپ" وہ بھیگے لہجے میں بولی۔ تائی جان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ جبکہ ثمرہ کو بے یقینی کا شدید جھٹکا لگا۔ پہلے سے کمزور مگر آج بھی سوگوار سے حسن کی مالک زرنگار۔۔۔

ہاں وہ زرنگار وقار آفندی ہی تھی۔ حیران سی نظروں سے سارے گھر اور ان عورتوں کو دیکھتی۔ نمیر وقار آفندی نے آفندی ہاؤس

میں قدم رکھ دیا تھا۔تائی جان کے دل کو جیسے کسی نے زور سے مٹھی میں بھینچ لیا۔

☆......☆......☆

ثمرہ کسی کے بولنے سے پہلے ہی زرنگار کو اٹھ کر نہ صرف ملیں بلکہ تائی جان اور چچی جان کے کچھ بولنے کے قابل ہونے سے پہلے ہی انہیں تھام کر اپنے کمرے میں لے گئی تھیں۔تائی جان جیسے ہڑبڑا کر ہوش میں آئیں۔

"دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا؟ آغا جان کا پتا ہے نا۔جان سے مار ڈالیں گے تمہیں" انہوں نے مہرماہ کا بازو سختی سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو خود ان کا لہجہ ہی اتنا دہشت زدہ سا تھا کہ مہرماہ کا حلق خشک ہونے لگا۔مگر ہمت ہارنے کا مطلب تو قسمت سے ہار جانا ہوا کرتا ہے نا۔اور وہ اتنی بار قسمت سے ہاری تھی کہ اب مزید صرف جیتنے ہی کا ارداہ تھا۔

"میں اسے اپنے گھر میں لائی ہوں امی۔آپ نے دیکھا ہو گا آنٹی کو کوئی اعتراض نہیں ہوا۔" اپنا بازو ان کی گرفت سے چھڑاتے ہوئے وہ باغیانہ انداز میں بولتی انہیں مرنے کے قریب کر گئی۔چچی جان نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"بکواس بند کرو اور اس گناہوں کی پوٹلی کو چھوڑ کر آؤ وہیں جہاں سے اٹھا کر لائی ہو۔" تائی جان غرائیں۔

"اور اس ثمرہ کی کیا بات کرتی ہو تم۔اسے تو نہ کل اعتراض تھا وقار کی شادی پر اور نہ آج اس کی بیوی کے پھر سے آجانے پر" چچی جان نے لقمہ دیا۔

"اللہ جانے کہاں سے ڈھونڈ کر لے آئی ہے اسے۔میں نے تو سوچا تھا۔مر کھپ گئی ہو گی کہیں۔مگر ذلیل لوگ اتنی آسانی سے جان نہیں چھوڑتے۔" تائی جان کا لہجہ نفرت زدہ تھا۔

"تمہیں اتنا بھی خیال نہیں آیا کہ اب تم شادی شدہ ہو؟" چچی جان نے اسے ناگواری سے دیکھا۔

"آپ لوگوں کو بھی تو میرا دوسرا نکاح کرواتے ہوئے یہ خیال کسی کو نہیں آیا"

"بدبخت۔۔ آغا جان تمہیں جان سے مار ڈالیں گے۔کیوں اس طوفان کو گھر اٹھا لائی ہو" تائی جان کا بس نہیں چل رہا تھا اس خودسر لڑکی کا گلا ہی دبا ڈالیں۔

"یہ میرا اور میری سسرال کا معاملہ ہے امی۔اگر ان لوگوں کو کوئی اعتراض نہیں تو آپ کو بھی نہیں ہونا چاہیئے" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہہ کر چلی گئی۔

"لو جی۔۔۔اب دو دو شوہر اور دو ساسیں بنا بیٹھی ہے آپ کی بیٹی" تائی جان کا سکتہ چچی جان کے تمسخرانہ لہجے پر ٹوٹا تھا۔اور پہلی بار انہیں اس طنز کا کوئی جواب نہ سوجھ پایا۔دل چاہ رہا تھا بیٹی کی اس نادانی پر سینہ کوبی کرنا شروع کر دیں۔

"سالوں پہلے جو کام نہ ہو سکا وہ بھلا اب کون ہونے دے گا؟ ارے آغا جان نے تو سگے بیٹے کو اس ملعون عورت کے پیچھے گھر

سے نکال دیا تھا۔پوتا کیا معنی رکھتا ہے ان کے لیئے۔وہ بھی اس صورت میں کہ نا صرف انہیں موحد کی صورت اپنا پوتا مل چکا بلکہ وہ اس پر جان بھی چھڑکتے ہیں" چچی جان نے تجزیہ پیش کیا۔

"میرا تو ذہن ہی کام نہیں کر رہا سائرہ!اس لڑکی کو تو اللہ جانے کس چیز کا سایہ ہو گیا ہے" وہ نڈھال تھیں۔

"بھائی صاحب کو فون کریں۔فوری طور پر اس ناپاک کے قدم اس گھر سے باہر نکالیں۔آغا جان تو واقعی طوفان مچا دیں گے" چچی جان نے ہمدردی سے انہیں دیکھا۔

"ہاں۔۔۔وہی سنبھالیں اب آ کر برسوں کی بنائی عزت کو" تائی جان کی آنکھیں بھر آئیں۔وہ تیزی سے فون اسٹینڈ کی طرف بڑھی تھیں۔

☆......☆......☆

ایک طوفان تھا جس نے آفندی ہاؤس کو گھیرے میں لے لیا تھا۔

"نمیر مجھے طلاق دینے پر راضی ہے۔اگر اس کی ماں کو اس گھر میں اس کا صحیح مقام دیا جائے اور جائیداد میں ان دونوں کا حصہ بھی" مہر ماہ نے صاف لفظوں میں اعلان کیا تو تائی جان کے کلیجے کو ہاتھ پڑا۔دل چاہا مہرو کو دھنک کر رکھ دیں وہ جتنا اسے بچانے کی کوشش کرتی تھیں اتنی ہی وہ غلاظت میں گرنے والی حرکتیں کر رہی تھی۔

"ان کا حق بنتا ہے واقعی" ثمرہ کی بات سن کر تائی جان مرنے کے قریب ہو گئیں۔

"یہ کیا کھیل کھیلا ہے تم نے ثمرہ!تمہیں کیوں اعتراض نہیں ہے مہرو کے اس اقدام پر۔تمہارے موحد کے نکاح میں ہے وہ"

" آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ اس سے بھی پہلے وہ نمیر کے نکاح میں ہے" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ کر جتانے والے انداز میں کہتی تائی جان کو سن کر گئیں۔

موحد سب سے پہلے گھر آیا تھا۔اس کے پیچھے ہی تایا جان اور چچا جان کی واپسی کبیر کے ساتھ ہوئی۔۔۔ آغا جان دوسرے ڈرائیور کے ساتھ زمینوں کے دورے پر گئیے ہوئے تھے مگر شام تک ان کی واپسی بھی متوقع تھی۔

سبھی ٹی وی لاؤنج میں موجود تھے ماسوائے مہر ماہ کے۔جو زرنگار کے ساتھ کمرے میں بند تھی۔

تائی جان نے داماد کا چہرہ کھوجا جو بے تاثر تھا۔

"مہر ماہ بلاشبہ میری بیٹی سہی موحد!مگر میں اس کی اس بے وقوفی میں بالکل بھی شریک نہیں ہوں۔تم فوراً اسے پہلے اس عورت کو یہاں سے نکال باہر کرو" وہ خاموش نظروں سے ان کا چہرہ دیکھے گیا۔(یہ چہرہ سالوں بعد بھی نفرت سے نیلا ہی تھا؟؟)

"برسوں پہلے آغا جان نے بھی یہی کیا تھا" چچی جان نے کہا۔(برسوں پہلے کی ایک رات اسے ٹوٹ کر یاد آئی)

"ضروری نہیں کہ جو غلط کام برسوں پہلے ہوا وہ آج بھی اسی انداز میں کیا جائے۔" یہ ثمرہ کا طنزیہ لہجہ تھا۔(برسوں پہلے بھی فقط یہی آواز زرنگار کے حق میں بولی تھی)

"آپ کو تو نہ کل اعتراض تھا زرنگار پر اور نہ آج ہوگا بھابی" چچی جان بدمزہ سی ہو کر بولیں۔

"وہ تمہاری بہو ہے ثمرہ!اور تمہیں کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا اس کی اس حرکت سے" مبین صاحب کو ثمرہ کے پرسکون (بلکہ پر سکوت) رویئے پر سخت اعتراض تھا۔

"بڑوں کی غلطی کو اگر بچے سدھارنا چاہیں تو بچوں کو غلط نہیں کہنا چاہیئے بھائی صاحب" وہ اسی ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولیں۔

"آج اس کمینے نے اپنی ماں کو اس گھر میں بھیجا ہے کل کو خود بھی آ گیا تو ہم کیا کر لیں گے موحد" سہیل آفندی کا تو دماغ ہل گیا تھا صدماتی کیفیت میں بولے۔پہلے ہی سارا کچھ موحد کے قبضے میں جاتا دکھائی دے رہا تھا اوپر سے اب یہ نمیر اور اس کی ماں کا ٹنٹنا۔۔۔ یعنی جائیداد میں دو مزید حصے دار۔

"تم جا کر چیلنج کرو موحد!یہ مسلہ آرام سے حل ہونے والا ہے" ثمرہ نے نظر بھر کر بیٹے کو دیکھا جس کے تاثرات میں چھپی آزردگی ایک ماں کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں تھی۔موحد ایک لفظ بھی کہے بنا چلا گیا۔چچی جان بدمزہ ہوئیں۔

"کوئی حل تو نکالنے دیا ہوتا بھابی!"

"حل تو سالوں پہلے بھی غلط ہی نکالا گیا تھا۔" ثمرہ سلگتے لہجے میں بولیں۔

"تو تم کیا چاہتی ہو ثمرہ!کہ ہم اس عورت اور اس کے بیٹے کو سر پر بٹھالیں۔کل کو وہ نکاح نامہ لے کر آ گیا کورٹ میں چیلنج کر دیا تو کیا ہوگا یہ جانتی ہو؟" مبین آفندی برامان کر تلخی سے بولے۔ثمرہ نے طنزیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

"شکر ہے یہ بات آپ کو بھی یاد ہے کہ مہر ماہ کسی اور کے نکاح میں ہیا ور اس نکاح کی حیثیت اپنی جگہ مصمم ہے" وہ چپ رہ گیئے۔

"اب تو وہ نکاح ختم ہو چکا ثمرہ!موحد سے شادی ہو گئی ہے مہرو کی۔تمہاری ہی بہو ہے وہ" تائی جان جلدی سے بولیں۔

ہم سب بعض ایسی حقیقتوں سے واقف ہوتے ہیں جن کی سچائی سے انکار ممکن نہیں ہوتا۔مگر محض ذاتی فائدے کے لیئے ہم اس سچائی کی نفی کرتے رہتے ہیں۔اور سچائی کی نفی کرنا بدترین جرم ہے روحانی بھی اور اخلاقی بھی۔

"مہرو کہاں ہے۔اس کی تو خبر لوں میں" مبین صاحب اٹھے۔ثمرہ نے اچٹتی نظر ان پر ڈالی۔

"اس سے جو بھی بات کرنا ہوگی وہ موحد کرے گا بھائی صاحب!"

"چلیں جی۔قصہ تمام شد۔اب تو جو بھی قیامت آنی ہے وہ آغا جان کے شام کو آنے پر ہی آئے گی" سہیل آفندی طنزیہ کہتے اٹھ کر چلے گیئے۔مگر پیچھے ایک مہیب خاموشی چھوڑ گیئے جس میں آنے والے وقت کی خوفناک ساعتیں دھڑک رہی تھیں۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

موحد نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔

" کون ہے" مہر ماہ کی محتاط سی آواز آئی۔

"موحد۔۔۔"

جواباً اندر خاموشی چھا گئی۔ پھر وہ تھوڑی دیر بعد نم لہجے میں بولی۔

"اگر تو باقی سب کی طرح تم بھی ان کو دھکے دے کر باہر نکالنے کا ارادہ رکھتے ہو تو میں دروازہ نہیں کھولوں گی"

موحد نے لب بھینچے۔ پھر ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔

"دروازہ کھولو مہر! مجھے بات کرنی ہے تم سے آغا جان کی واپسی سے پہلے"

ذرا توقف کے بعد دروازہ کھل گیا۔ موحد کی نگاہ دروازہ کھولنے والی مہر ماہ کی بجائے اس کے شانے کے پار نظر آتے چہرے پر پڑی تو وہ ساکت سا کھڑا رہ گیا۔ زرنگار اپنی جگہ سے اٹھ کر آ گے آئیں تو مہر ماہ نے انہیں روکنے کی کوشش کی۔ مگر انہوں نے مہر ماہ کو پیچھے ہٹا کر موحد کو دیکھا اور اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا تو مہر ماہ دھک سی رہ گئی۔ اس نے بے اختیار موحد کو دیکھا۔ مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔

"ان کی یادداشت متاثر ہے موحد! پلیز اب تم بھی ان سب کی طرح مت۔۔۔" مہر ماہ حفظ ماتقدم کے طور پر ان کی حمایت میں وہ تفصیل بتانے لگی جو نمیر نے فون پر ان کو بتائی تھی مگر اس کی آواز موحد کا اگلا ردعمل دیکھ کر حلق ہی میں گھٹ گئی۔ اس نے زرنگار کے دونوں ہاتھ تھام کر اپنے رخساروں پر رکھ لیئے۔ اس کا چہرہ زرنگار کے ہاتھوں کی اوک میں آ گیا تھا۔

❁ ❁

خوبصورت ناول خواب شیشے کا ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

آسان راستہ ہو یا دشوار، مسترد
اے عشق تیرا فلسفہ بے کار، مسترد
لوگوں کی عام تام سے تخلیق، واہ واہ
میرے تراشے سارے ہی شاہکار مسترد
میں تیرے ہاتھ لگ گئی مالِ غنیم سی
پھر تیرے ہاتھ سے ہوئی ہر بار مسترد
جلنے دو جسم دھوپ میں اب ضد کی بات ہے
وہ گھر تو کیا ۔۔۔ وہ سایۂ دیوار مسترد
زندہ ہیں لوگ بس ذرا مردہ ضمیر ہیں
اے زیست تیرے جینے کے معیار مسترد

نمیر کی کال نے شاپنگ کرتی سومیہ کو حیرت میں مبتلا کر دیا تھا۔اس نے شاپنگ بیگز دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے موبائل شانے اور کان کے بیچ پھنسایا اور کاؤنٹر پر پے منٹ کرنے لگی۔

"کیسی ہو۔۔۔؟"

"ہوں۔۔۔ٹھیک ۔۔۔تم سناؤ؟"

کافی وقت کے بات ہونے والی بات چیت نے دونوں کے مابین ایک تکلف کی فضا قائم کر دی تھی۔وہ پرس شالڈر بیگ میں رکھ کر ہاتھ میں موبائل سنبھال کر شاپ سے باہر نکل آئی۔

"کہاں ہو اس وقت۔۔۔مل سکتی ہو؟"

"ہاسٹل سے باہر ہوں۔"

'کہاں ہو؟ اپنی لوکیشن بتاؤ میں پک کر لیتا ہوں تمہیں۔" وہ بولا۔

شاپنگ سنٹر سے باہر نکل کر رکشے کی تلاش میں نظر دوڑاتی سومیہ نے گہری سانس بھری۔

"کیا ضروری ہے ملنا؟ کال پر بات نہیں ہو سکتی؟"

''نہیں ہوسکتی۔'' وہ فی الفور بول کر لحظہ بھر کے لیے چپ ہو گیا۔ پھر اضافہ کیا۔

''لیکن اگر تم نہیں ملنا چاہتی تو تمہاری مرضی ہے۔'' سومیہ نے اپنی لوکیشن بتا کر کال کاٹ دی اور شاپنگ مال کے احاطے میں موجود گھاس کے چھوٹے سے قطعے میں نصب دو بینچوں میں سے ایک پر آ بیٹھی۔ ذہن اسی پزل کو حل کرنے میں مصروف تھا کہ نمیر کو اس سے کیا کام ہوسکتا ہے۔ اگلے پانچ منٹوں کے بعد وہاں پہنچ چکا تھا۔ گاڑی سے اتر کر سومیہ کی جانب آتے۔۔۔ سومیہ نے دیکھا کہ وہ کتنا شاندار نظر آ رہا تھا۔ وہ اس سے نظر پھیر گئی۔ (اونہوں۔۔۔ کسی کی چیز۔۔۔''

''کچھ کھانا ہے تو اندر ریسٹورنٹ بھی ہے؟'' وہ پوچھ رہا تھا۔ سومیہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''نہیں۔۔۔ لنچ کر کے نکلی تھی میں۔''

نمیر نے اس کے ہاتھ سے شاپنگ بیگ لے لیے۔ وہ اس کے ساتھ گاڑی کی طرف بڑھی۔ وہ اسے آئس کریم پارلر لے گیا۔ معروف آئس کریم کے دو کپ سامنے رکھے وہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ وہ اسے مہر ماہ کی بیوقوفی کی تمام کہانی سنا چکا تھا۔

''تو اس صورت حال میں، میں اب کیا کرسکتی ہوں۔ تم نے اس کے سامنے حالات ہی ایسے بنا دیے ہیں کہ وہ کسی بھی طرح تم سے چھٹکارا چاہتی ہے۔ تبھی تو کیسے بھی کر کے اس بلیک میلر کو پیسے تک دے آئی۔''

''تم اس سے ملو سومیہ اور ذرا عقل سکھاؤ اسے۔''

''ہاہ۔۔۔ میں تو خود ساری بازیاں ہاری ہوئی ہوں۔'' وہ آئس کریم کے کپ میں یونہی چمچ ہلا رہی تھی۔

نمیر نے بے اختیار اسے دیکھا۔ وہ اپنی بے اختیاری پر خفیف سی ہو کر جلدی سے بات بدل کر بولی۔

''تم نے اس بے چاری کو دشمنی کی اس جنگ میں استعمال کر کے محض اس کی زندگی برباد کی ہے اور کچھ نہیں۔ اس کے آغا جان کو رتی برابر بھی فرق نہیں پڑا اس نکاح سے۔ الٹا اس معصوم لڑکی کے خواب اجاڑ دیے ہیں تم نے۔''

''مانتا ہوں اپنی غلطی کو۔'' وہ اعتراف کرتے ہوا بولا۔

''مجھے نہیں پتا تھا کہ آفندی ہاؤس کے لوگ اس قدر ذہنی پسماندگی کا شکار ہیں۔ انہیں تو نکاح پر نکاح کرنا بھی گناہ نہیں لگا۔ میں نے تو سوچا تھا کہ سب میرے اور مہر ماہ کے نکاح کی خبر اور طلال سے شادی ٹوٹنے پر تڑپ اٹھیں گے اور میرا بھی بدلا پورا ہوگا۔ مگر آغا جان کی سفاکی تو پوری طرح اب کھلی ہے مجھ پر۔''

''ابھی تو یہ شکر کرو پھپھو نے تمہاری حمایت میں یہ قدم اٹھا لیا۔ ورنہ اور کون تھا اس وقت موحد آفندی کے سوا جو مہر ماہ کو اپنا تا۔ اپنے نکاح میں رکھتا۔ پردہ بھی رہ گیا تمہارا۔'' سومیہ نے جتایا تو وہ مسکرا دیا۔

''یہ تو ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔''

''اور مہرو۔۔۔جائیداد حاصل کرنے کے بعد اس کا مستقبل کیا ہوگا؟''

''تم بتاؤ۔۔۔کیا کرنا چاہیے مجھے۔۔۔وہ بھی اس صورت میں کہ میں اس کی زندگی کی ہر خوشی کو ختم کر چکا ہوں۔''

''تمہیں چاہیے کہ اب تم اس کو اپنی زندگی کی طرف لاؤ۔'' دل پر پتھر رکھ کر سومیہ نے اسے پابند کرنا چاہا۔

''اس کے مطالبے کے باوجود اسے طلاق نہ دو نمیر۔وہ بہت معصوم اور بے قصور لڑکی ہے۔''

وہ خاموشی سے آئسکریم ختم کر کے پھر ٹشو سے ہونٹ صاف کرتا اس کی طرف متوجہ ہوا۔

''اور وہ جو نفرت اس کے دل میں بھری ہے میرے لیے۔۔۔؟''

''تم اس سے محبت کرنے کا سوچو نمیر۔۔۔جلد یا بدیر سب کو محبت کے آگے گھٹنے ٹیکنا پڑتے ہیں۔''

''م۔۔۔ح۔۔۔ب۔۔۔ت۔۔۔؟'' وہ کھینچ کر بولا پھر بھنوؤں کو استفہامیہ انداز میں اچکا کر اسے دیکھنے لگا۔

''نفرت سے نکاح کر سکتے ہو تو کیا محبت کر کے اسے نبھا نہیں سکتے؟'' سومیہ کی بات نے اسے لاجواب کیا تھا

''محبت کا تو پتا نہیں سومیہ! لیکن اتنا تو طے ہو چکا ہے کہ میں اسے طلاق نہیں دوں گا۔''

وہ قطعیت سے بولا تو اس کی بات سن کر سومیہ نے بے ساختہ کہا۔

''ابھی مت مانو۔مگر اکیلے میں اپنا تجزیہ ضرور کرنا۔تم اس سے محبت کرنا شروع ہو چکے ہو۔'' وہ یقین سے بولی۔مگر نمیر ان سنی کرتے ہوئے بولا۔

''تم نے کہا تھا کہ وہ اور موحد ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں۔''

''جو اسے اپنا ہمدرد نظر آئے گا وہ اسی کے قریب ہوگی نمیر!''

''لیکن اسے سوچنا چاہیے کہ وہ میرے نکاح میں ہے۔''

''ہاہ۔۔۔ایک ایسا رشتہ جس میں ماسوائے مفاد کے اور کوئی جذبہ نہیں،اس کے بارے میں وہ زندگی بھر کچھ اچھا نہیں سوچ سکے گی نمیر۔''

''میں اپنے کیے کا،اپنی غلطی کا مداوا کروں گا سومیہ۔مجھے آفندی ہاؤس والوں کے رویوں سے اندازہ ہو چکا ہے کہ میں نے ایک غلط مہرہ چن لیا تھا۔''

''اب بتاؤ میں کیا کر سکتی ہوں تمہارے لیے؟''

''تم صرف یہ کرو کہ مہر ماہ آفندی کی برین واشنگ کر دو نمیر کے لیے۔'' وہ کرسی سے ٹیک لگائے ہوئے سنجیدہ تھا۔

سومیہ بے ساختہ بولی۔''لیکن اگر اس سے موحد کو چنا تو؟''

چند لمحوں کے لیے بالکل خاموشی چھا گئی۔

"پھر۔۔۔میں اس کی زندگی سے نکل جاؤں گا سومیہ۔" توقف کے بعد وہ اٹل لہجے میں بولا تو سومیہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

نمیر سے بات کیے ہوئے تین روز گزر چکے تھے۔۔۔

اور اب۔۔۔گزرے تین دنوں سے اب تک وہ اسی ادھیڑ بن میں رہی تھی۔۔۔اسے اپنے دل پر پیر رکھنا چاہیے یا نمیر آفندی کے۔۔۔؟

☆......☆......☆

مہر ماہ متحیر تھی۔موحد کا زرنگار سے اتنا التفات؟

اسے دھیان آیا۔۔۔شاید موحد نے یہ رحم دلی ورثے میں پائی تھی۔ثمرہ بھی تو زرنگار اور وقار کی حمایت کرتی رہتی تھیں۔لیکن زرنگار کے چہرے پر پہچان کے کوئی تاثرات نہ تھے۔وہ تو بس چپ چاپ سی کھڑی موحد کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔مہر ماہ نے نگاہ کا زاویہ بدلا۔

(سارے تاثرات تو موحد آفندی کے چہرے پر تھے۔)

"تم۔۔۔؟" زرنگار نے اپنے ہاتھ کھینچے تو موحد کو پہلی بار جیسے مہر ماہ کی موجودگی کا احساس ہوا۔لیکن زرنگار کے اس ایک لفظ میں مکمل سوال چھپا ہوا تھا، وہ پوری طرح ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"میں۔۔۔بھی آپ کا بیٹا ہوں ماں جی۔۔۔" ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر موحد نے شدت جذبات سے کہا۔

مہر ماہ کا منہ حیرت سے کھلا۔لو جی میری ساس ان کی ماں ہو گئیں۔

"ہاں۔۔۔شاید۔۔۔کوئی آتا تو تھا ملنے مجھے۔۔۔یاد نہیں۔۔۔یہ کون ہے؟" زرنگار نے الجھے لہجے میں کہہ کر پھر مہرو کی طرف اشارہ کیا۔تو اس نے گہری سانس بھر کر مہرو کو دیکھا۔جس کے اعصاب اپنے ممکنہ تعارف کو سوچ کر تن گئے تھے۔

(نمیر کی بیوی۔۔۔آپ کی بہو۔۔۔یہی کہتا وہ۔)

"یہ۔۔۔" وہ تیکھی نگاہ مہر ماہ پر ڈال کر لمحہ بھر کو رکا پھر کاٹ دار لہجے میں بولا۔

"یہ آپ کے دشمنوں کی بیٹی ہے۔"

مہر ماہ بھک سے اڑی۔کیا تعارف کروایا تھا موصوف نے۔

"میرے دشمن۔۔۔؟ میرا تو کوئی دشمن نہیں ہے بیٹا۔۔۔" وہ ان کا ہاتھ تھام کر بستر کی جانب بڑھا۔

"آپ اب یہیں رہیں گی تو میں آپ کو آہستہ آہستہ آپ کے سب دشمنوں کے بارے میں بتاتا رہوں گا۔" انہیں بستر پر بٹھایا۔

"فضول باتیں مت ڈالو ان کے ذہن میں موحد۔۔۔" وہ ناگواری سے بھینچے لہجے میں بولی۔

موحد پلٹ کر تیکھی نظروں سے مہر ماہ کو دیکھنے لگا۔

"تو کیا غلط ہے اس میں؟ لیکن اگر تم دوسرا تعارف ہی کروانا چاہتی ہو تو میں وہ بھی کروا دیتا ہوں۔" اس نے چبا چبا کر کہا تھا۔

مہر ماہ چپ رہ گئی۔ اب وہ کون سا اتنا معتبر تعارف تھا کہ مہرو اس کے حوالے سے پہچانے جانے کی متمنی ہوتی۔

"اس گھر میں ان کی حیثیت کا تعین کروانا ہے موحد۔۔۔! یقین کر وہ مجھے طلاق دینے پر آمادہ ہے۔"

کچھ سوچ کر وہ جوش سے بولی تو موحد بیزار نظر اس پر ڈال کر گہری سانس بھرتا زرنگار کو دیکھنے لگا۔ ان سے انسیت کی پھوٹتی شعاعوں کو وہ محسوس کر سکتا تھا۔ آغا جان کو بتانا ناگزیر تھا۔ سہیل آفندی نے اس بار پہل کی۔ ان کو تو سب کچھ ہاتھوں سے جاتا محسوس ہو رہا تھا۔ آغا جان پہلے تو بے یقینی کے عالم میں بیٹھے رہے پھر اتنی اونچی آواز میں دھاڑے کہ آفندی ہاؤس کے در و دیوار لرز گئے۔

"اور تم۔۔۔ تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوا موحد۔۔۔ ثمرہ؟" جانے وہ غصے میں زیادہ تھے یا بے یقینی میں۔ موحد سینے پر بازو لپیٹے خاموش کھڑا تھا۔ اس سوال کا جواب ثمرہ نے دیا تھا۔

"مجھے آج سے پندرہ سال پہلے بھی کوئی اعتراض نہیں تھا آغا جان۔۔۔" ان کے تحمل سے دیے گئے جواب نے آغا جان کے ضبط و برداشت کی دھجیاں اڑا دیں۔

"مگر مجھے ہے اعتراض۔۔۔ آج سے پندرہ سال پہلے بھی تھا اور آج بھی ہے اسی شد و مد سے۔۔۔"

پھر انہیں مہرو کی خبر لینے کا خیال آیا۔ وہی لڑکی اس سارے فساد کی جڑ ثابت ہو رہی تھی۔

"مہرو کہاں ہے میں اس سے پوچھوں۔ کہاں سے یہ فتنہ اٹھا کر گھر لے آئی ہے وہ؟"

"نامساعد حالات سے گزر کر وہ دوبارہ آپ کے در پر آ ہی گئی ہیں آغا جان تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ چاہتا ہے ہم لوگ پندرہ سال پہلے ہوئی غلطی کا مداوا کر لیں۔ اور اللہ جب غلطی کا مداوا کرنے کا موقع دیا کرتا ہے تو وہ بڑے نصیب کی بات ہوا کرتی ہے۔"

"غلطی۔۔۔؟" انہوں نے پھولتی سانسوں کے ساتھ گرج کر یوں دہرایا جیسے اس لفظ کا نام پہلی بار سنا ہو۔ پھر تنفر سے بولی۔

"آغا ذوالفقار نے آج تک کوئی غلط فیصلہ نہیں کیا ہے۔"

"لیٹ آغا جان (بہت ہو گیا۔۔۔)" اتنی دیر سے چپ کھڑا پوتا بیزاری سے بولا بھی تو کیا۔

"مہر ماہ آج بھی نمیر آفندی کے نکاح میں ہے اور یہ بات ہم سب جانتے ہیں۔ اس نے مجھ سے شادی کی ہامی بھر کر صرف آپ کے غلط فیصلے سے بچنے کی کوشش کی ہے۔ اب اگر وہ اس طرح نمیر سے چھٹکارا پانا چاہتی ہے تو کیا مضائقہ ہے؟"

"تو یہ سب ڈراما کیا تھا تم لوگوں نے؟" ان کے اعصاب کو جھٹکا لگا۔

"آپ اسے جو بھی سمجھیں۔ لیکن ہم الحمدللہ نکاح پر نکاح کو حرام ہی سمجھتے ہیں آغا جان! اگر اس وقت آپ مہر ماہ کا کہیں بھی رشتہ

کردینے پر تلے ہوئے نہ ہوتے تو میں کبھی موحد کا نام اس دوسرے نکاح کے لیے پیش نہ کرتی۔"

آغا جان تو کچھ لمحوں کے لیے تو کچھ کہنے سے ہی محروم ہو گئے تھے گویا۔

"بہت خوب۔۔۔" چند لمحے لگے تھے انہیں سنبھلنے میں۔

"تو اب آغا کو اس طرح ایک سائیڈ پر لگایا جائے گا۔"

"صرف اس لیے یہ قدم اٹھایا کہ جس طرح ہم مہرماہ کے پہلے نکاح کی حرمت کا احساس کرتے ہیں اور کوئی نہ کرتا آغا جان"

ثمرہ کا حوصلہ دیدنی تھا۔اتنی بات اور کوئی بہو آغا جان کے سامنے نہ کر پاتی تھی۔

"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔تم۔۔۔تم لوگ آغا کو بیوقوف بناتے رہے ہو؟ اور آج اس گناہوں کی پوٹلی کے غلیظ قدم پھر سے میرے گھر میں آ گئے۔گولی ماردوں گا میں مہرو کو بھی۔قصہ ہی تمام ہو اس نکاح کا۔مگر اپنی برسوں کی بنائی عزت پر داغ نہیں لگنے دوں گا۔"

"عزت اللہ بنایا کرتا ہے آغا جان، نمیر کی قسمت میں اس گھر کا داماد بننا لکھا تھا۔اس کی قسمت میں تھا کہ آپ کی پوتی اس کی بیوی بنے۔ اب اگر اس کی قسمت میں یہ زمین جائیداد بھی ہے تو ہم تو کیا کوئی بھی کچھ نہیں کرسکتا۔" موحد کا لب ولہجہ پر تپش تھا۔آغا جان کا تو پورا وجود ہی بھڑ بھڑ جلنے لگا،

"ابھی میں زندہ ہوں موحد! اور میرے جیتے جی وہ املاک میں حصہ داری کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔"

"بہرحال۔۔۔میں نمیر آفندی کا قصہ ختم کرنا چاہتا ہوں۔" موحد کا انداز قطعی تھا۔

"اس کی ماں اس گھر میں آ گئی ہے۔تو وہ بھی اسکے پیچھے آئے گا آغا جان! تب یہ سب حساب اسی سے چکتا کر لیجیے گا۔اس کی منکوحہ ہے یہاں۔"

"تو یہ بات تمہیں مہرو سے نکاح کرواتے وقت معلوم نہیں تھی کیا؟ پھر کیوں تم اس معاملے میں آئے۔میں کہیں بھی اس کی شادی کروادیتا۔

"اسی مزید خطا سے بچایا ہے آپ کو آغا جان۔" موحد نڈر ہو کر بولا۔

"موحد۔۔۔" آگا جان بولے نہیں دھاڑے تھے اور ساتھ ہی ان کا ہاتھ اٹھا مگر موحد اپنی جگہ سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹا۔ ثمرہ نے ہی بے اختیار اس کا بازو تھام کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔

"اب تم لوگ مجھے بتاؤ گے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟"

"اب وہ یہیں رہیں گی۔جب تک یہ معاملہ ختم نہیں ہو جاتا۔" موحد نے سپاٹ لہجے میں کہا۔"ورنہ ان کے ساتھ ساتھ پندرہ سال پہلے کی طرح ہم بھی دوبارہ اس گھر سے نکلیں گے آغا جان! لیکن اس بار کبھی واپس نہ آنے کے لیے۔"

وہ دونوں ماں بیٹا جا چکے تھے۔آغا ذولفقار اپنی کرسی پر ڈھے سے گئے۔ان کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔تو کیا ان کے مات کھانے کے دن آ گئے تھے۔انہوں نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر دیکھا۔

"تو کیا یہ ہاتھ اب کمزور ہو گئے ہیں۔جنہوں نے پوتے پر اٹھنا گوارا نہیں کیا۔ایسی کمزوری تو میں نے وقار آفندی کی بار بھی محسوس نہیں کی تھی۔"

ان کا ذہن سنسنا رہا تھا۔

"کہہ تو ٹھیک ہی رہا ہے موحد۔۔۔وہ سامنے آئے گا تب ہی تماشا ختم ہوگا۔ورنہ تو یونہی آنکھ مچولی چلتی رہے گی ساری عمر۔اور سزا۔۔۔میں خود سخت سزا دوں گا اسے۔دنیا تماشا دیکھے گی اس کا۔"

انہوں نے تپتے ذہن کو مثبت کرنا چاہا تو بلند فشار خون کو واپس اپنی جگہ پر آنے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔

"آغا جان! آپ کل کے اس بچے سے مات کھائیں گے۔اس کی بکواس پر غور مت کریں۔یاد نہیں ثمرہ اور فاران بھی ایسے ہی وقار کی حمایت کیا کرتے تھے۔انہیں تو شروع ہی سے اس گندگی کا احساس نہیں تھا جو وقار نے اپنے دامن پر سجالی تھی۔"سہیل آفندی کے منہ میں سائرہ چچی کی زبان بول رہی تھی ورنہ آغا جان سے سامنے بات کرنے کی ان کی مجال نہیں ہوتی تھی۔

"میں کمزور نہیں ہوں سہیل! مسئلہ صرف یہ ہے کہ مجھے فاران کے بیٹے سے محبت بہت ہے۔شاید اس لیے کہ اصل سے سود زیادہ پیارا ہوتا ہے۔اللہ نے ایک ہی پوتا دیا ہے۔اس لیے اس کی نادانیاں نظرانداز کر دیتا ہوں۔"انہوں نے پتا نہیں کس رو میں اعتراف کر لیا تھا مگر پھر ایک دم چپ سے ہو گئے۔

"کیا اب نمیر کا حوصلہ نہ بڑھے گا۔کس دیدہ دلیری سے اس نے اس گھر میں اینٹری دی ہے۔مہر ماہ سے نکاح کر کے شب خون مارا اور اب اپنی ماں کو بھیج دیا۔اور میں تو مہر ماہ کو بھی قصوروار کہوں گا آغا جان! اب کیا ہم اتنے کمزور ہو گئے ہیں کہ اس بے نام ونشان شخص کے ہاتھوں بلیک میل ہونگے۔"

"تھوڑا ہی وقت ہے سہیل! غصہ تو مجھے بھی بہت آیا تھا مگر پھر سوچا کہ ایک بار اس شخص کو سامنے آ لینے دو پھر سارے حساب کتاب چکتا ہو جائیں گے۔" آغا جان نے دبنگ لہجے میں کہا۔

"تو پھر موحد اور ثمرہ بھابھی کو مہرو کے نکاح کا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ چلبلا کر بولے۔

آغا جان نے ہنکارا بھرا۔

"جو ہو گیا سو ہو گیا۔اب تو اس وقت کا انتظار ہے جب یہ سارا ڈرامہ ختم ہوگا۔"

آغا جان کے انداز سے لگتا تھا کہ وہ اب اس معاملے پر مطمئن تھے۔سہیل آفندی دل مسوس کر رہ گئے۔

مگر کمرے میں آتے ہی سائرہ چچی شروع ہو گئیں۔

”بس اسی طرح سر جھکا کر باتیں سن کر آجایا کریں سب کی۔ ایک موحد آفندی کیا کم تھا جواب نمیر کی اماں کو اٹھا کر لے آئی ہے مہرو۔ مجھے تو۔۔۔ لگتا ہے کہ مہرو بھی اس سارے کھیل کا حصہ ہے۔“

”خدا کو مانو۔ وہ بے وقوف تھی جو اپنی اچھی بھلی زندگی برباد کر لیتی۔“

”ساری عمر لگا دی آپ نے اس کاروبار پر۔ ایک پوتے کو تو پہلے ہی آغا جان نے سر آنکھوں پر بٹھا لیا۔ دوسرے کو بھی کہیں سینے سے لگا لیا تو آپ تو بس ہاتھ ہی ملتے رہ جائیں گے۔“ چچی جان نے منٹوں میں سارا تجزیہ کر کے رکھ دیا تھا۔

”اری نیک بخت ذرا دم تو لو۔ ایک تو تم عورتوں کی فکریں بھی نا۔“ وہ جھنجھلا گئے۔ اپنی ہمت تو اتنی تھی ہی نہیں۔ بیوی کے ہمت بندھانے پر ہمت کر بھی لیتے تو دلائل میں اتنا دم نہیں ہوتا تھا کہ آغا جان کو اپنی سوچ پر ڈھال لیتے۔

”زرنگار کو جس طرح ثمرہ نے سینے سے لگایا ہے میں تو حیران رہ گئی۔ ویسے صدیقہ بھابھی کا غرور اللہ نے اچھی طرح توڑا ہے۔ جس کو بے نام و نشان ہونے کے طعنے دیتی رہیں وہی ان کا داماد بن گیا۔“

”اللہ کی پناہ مانگو سائرہ۔۔۔! بہت کڑا امتحان پڑا ہے ان پر۔“

”ہونہہ۔۔۔ جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔۔۔ اب تو موحد مٹھی میں ہے ان کی۔ داماد ہے جب اور جتنا جی چاہے نکلوائیں اس سے۔“ وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بولیں۔

”اب ایسی بھی کوئی لوٹ نہیں مچی ہوئی۔ وہ کل کا بچہ سہی مگر اس نے بزنس کو رشتے داری سے بالکل الگ رکھا ہوا ہے۔“ انہوں نے باور کروایا تو وہ بڑبڑاتے ہوئے بیڈ شیٹ جھٹکنے لگیں۔

☆......☆......☆

”یہ لو۔۔۔“ موحد نے کاغذات کی ایک فائل دراز سے نکال کر ٹیبل کی سطح پر پھینکی۔

اس کے مقابل بیٹھے شخص کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔ اس نے بے اختیار آگے جھک کر وہ فائل اٹھا کر کھولی اور پھر بے اختیار موحد کو دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

”میں اپنے وعدوں کا بہت پکا ہوں الحمدللہ۔۔۔“

”میں جانتا ہوں۔“

”تم نے بہت ساتھ دیا ہے میرا۔ تمہارے بنا کچھ بھی ممکن نہیں تھا۔“ موحد نے کھلے دل سے اعتراف کیا۔

”تم اب بھی کسی موقع پر مجھے پیچھے نہیں پاؤ گے۔“ وہ اٹل انداز میں بولا۔ تو موحد کچھ سوچ کر ذرا آگے کو جھکا۔

''اور۔۔۔اور کچھ؟ اور کسی معاملے میں میری فیور؟''

وہ چونک کر موحد کو دیکھنے لگا۔(وہ کیا پوچھنے کی کوشش کر رہا تھا۔)

اس نے سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے ہلکا سا نفی میں سر ہلایا اور فائل اٹھا کر مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

''ایک بار پھر بہت شکریہ۔۔۔'' موحد نے مسکراتے ہوئے ریوالونگ چئیر سے ٹیک لگائی اور ہلکی ہلکی جھولتے ہوئے محفوظ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

''میری آفر لانگ ٹرم ہے۔تم جب چاہو اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔'' باہر نکلتے ہوئے اس نے اپنے پیچھے موحد کی مسکراتی ہوئی آواز سنی تھی۔اس کے قدم ایک بار پھر ٹھٹکے مگر وہ رکا نہیں تھا۔

☆......☆......☆

آغا جان نے زرنگار کو اس کے بیڈروم تک محدود رہنے کا حکم دیا تھا۔(جہاں اب ان کے ساتھ مہروشفٹ ہو گئی تھی)

سومیہ دروازہ کھٹکھٹا کر اندر آئی تو زرنگار کے بالوں کو برش سے سلجھاتی مہرماہ چونکی۔

''اسلام وعلیکم۔۔۔کیسی ہو؟'' مہرماہ اٹھ کر خوش دلی سے ملی۔ مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی جب سومیہ زرنگار سے گلے مل کر بڑی بے تکلفی سے ان کا حال چال پوچھنے لگی۔جیسے پہلے بھی ان سے ملتی جلتی رہی ہو۔

''تم۔۔۔انہیں جانتی ہو؟'' مہرماہ سے رہا نہیں گیا تو حیرت اور بے یقینی سے پوچھ ہی لیا۔

سومیہ ٹھٹکی۔دفعتاً اپنی غلطی کا احساس ہوا۔وہ یہاں نمیر کی دوست نہیں بلکہ موحد آفندی کی دوست کی حیثیت سے آئی تھی۔۔۔ اس کا زرنگار سے التفات مہرماہ کو تو انوکھا لگنا ہی تھا۔

''بھئی یہ آنٹی تمہارے کمرے میں ہیں تو تمہاری کچھ لگتی ہی ہوں گی نا؟'' وہ سنبھل کر مسکرائی۔

''یہ بھی میری چچی ہیں۔''

سومیہ نے ہونٹ سکیڑے۔

''نمیر کی والدہ۔۔۔''

مہرماہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

''گڈ ڈسیژن (اچھا فیصلہ۔۔۔)''

مہرماہ نے ان کے بال چٹیا میں لپیٹے اور ان کو لیٹنے کا کہہ کر سومیہ کے ساتھ ثمرہ کے کمرے میں آ گئی۔

''موحد کیسا ہے؟'' اس کے پوچھنے پر مہرماہ کو یاد آیا کہ وہ شاید موحد کو پسند کرتی تھی مگر درمیان میں مہرو آ گئی تو وہ سلسلہ وہیں منقطع

ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہی ہوگا۔" مہرو نے شانے اچکائے۔ "میرا اس سے کیا واسطہ؟"

"ظاہر ہیں جیسے حالات جا رہے ہیں اس سے واسطہ ہو بھی نہیں سکتا۔" سومیہ نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"لیکن زندگی ایسے بھی تو نہیں گزر سکتی نا؟" اس نے مہر ماہ کو گہری نظر سے دیکھا۔

"بس اب تھوڑا ہی وقت رہ گیا ہے۔ ایک بار آغا جان نمیر کو اپنا تسلیم کر لیں تو پھر میں آزاد ہو جاؤں گی۔" وہ پر امید تھی۔

"تمہارا کیا خیال ہے آغا جان اس کی حیثیت تسلیم کر لیں گے؟" مہر ماہ نے اس کی بات پر سوچ کر نفی میں سر ہلایا۔

"لیکن تم یہ کام بہت آسانی سے کر سکتی ہو مہر!" سومیہ نے آہستہ سے کہا۔

مہر ماہ بری طرح چونکی۔

"میں۔۔۔ مجھے تو پہلے ہی آغا جان نے اس پورشن تک محدود کر دیا ہے۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اس طرح تمہیں اپنی من مانی کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔"

"جتنی من مانی کر چکی ہوں نا۔۔۔ شکر ہے اسی پر آغا جان نے گولی نہیں مار دی۔" وہ اداسی سے بولی۔

"میرے خیال میں تو بس تم ہی ہو جو نمیر کو اس گھر میں اس کی جگہ دلوا سکتی ہو۔"

"میں۔۔۔؟۔۔ میں تو بس اس انتظار میں ہوں کہ کب اس بندے سے میری جان چھوٹے۔ ایک بار بس وہ اپنے بل سے باہر نکل آئے۔ آغا جان سے اس کا سامنا ہو جائے۔" مہر ماہ نے دعا کی۔

"ہو سکتا ہے وہ اتنا برا نہ ہو مہر! وقت اور حالات اکثر لوگوں کا منفی چہرہ دکھاتے ہیں۔ مگر در حقیقت وہ خود زمانے کے ستائے ہوئے ہوتے ہیں۔"

"میں تو صرف یہ جانتی ہوں کہ اس نے میری زندگی کی خوشیاں چھین لی ہیں مجھ سے، امتحان بنا دیا ہے میری زندگی کو۔ بنا قصور کے سزا دی ہے اس نے مجھے۔"

"اللہ ہم میں سے کسی ایک کو چن لیا کرتا ہے آزمائش کے لیے مہر! اور وہ اللہ کا بہت پیارا بندہ ہوتا ہے۔"

"کاٹ تو رہی ہوں آزمائش۔۔۔ بنا کسی قصور کے۔" وہ خفگی سے بولی۔

"میرا تو مخلصانہ مشورہ ہے مہر! اس کی زخمی انا کی تسکین کسی کے ہمدردانہ رویے سے ہی مل سکتی ہے اور تم مانو یا نہ مانو تم سے زیادہ قریبی رشتہ اور کسی کا نہیں اس کے ساتھ فی الحال۔"

"کیسی ناممکن باتیں کر رہی ہو سومیہ! نفرت ہے اس شخص سے مجھے۔" وہ خفت سے لال ہوتا چہرہ لیے خفگی سے بولی۔

"بعض لوگوں سے مل کر ہی یہ حقیقت کھلتی ہے کہ درحقیقت وہ کس قابل ہیں مہر۔" سومیہ آخری بات کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔

مہر ماہ الجھی ہوئی سی اس کے ساتھ دروازے تک آئی۔

"کسی بھی بھٹکے ہوئے انسان کی واپسی کا راستہ بند نہیں ہوا کرتا مہر ماہ! بعض اوقات بھٹکے ہوئے لوگ کسی اپنے کی آواز کے منتظر بھی ہوتے ہیں۔ مگر مخلصی شرط ہے۔"

سومیہ چلی گئی تھی مگر اس کی آخری بات مہر ماہ کے ذہن پر ابھی تک دستک دے رہی تھی۔

☆......☆......☆

موحد آفس جانے سے پہلے زرنگار کو الوداعی طور پر ملنے اور حال پوچھنے آیا تھا۔ انہوں نے حسبِ عادت بنا پچھانے بے ریا سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ دروازے کی جانب مڑا تو مہر ماہ کی طنزیہ آواز نے قدم روک لیے۔

"میری ساس کے ساتھ تمہارے اس قدر التفات کی وجہ پوچھ سکتی ہوں؟" اپنی طرف سے اس نے بہت کڑا طنز کیا تھا۔ موحد ایڑیوں پر گھوم کر اس کی طرف مڑا۔ ابرو کو استفہامیہ اچکایا۔ پھر چبا کر بولا۔

"میرے خیال میں ان سے میرا بھی ایک الگ سے رشتہ ہے میر ماہ آفندی!" پھر جیسے وہ ٹھنڈا پڑا تھا کچھ سوچ کر۔

"ویسے اچھا لگا یہ جان کر کہ تم اپنے اور ان کے اصل رشتے کا تعین کر چکی ہو۔"

مہر ماہ پر جیسے یک لخت کسی نے ٹھنڈا پانی انڈیل دیا ہو۔ موحد کے ہونٹوں پر آئی محفوظ مسکراہٹ نے اس کا خون کھولا دیا۔

"شٹ اپ۔۔۔"

"شکریہ۔۔۔" وہ تعظیماً ہلکا سا جھکا اور یونہی مسکراتے ہوئے باہر نکل گیا۔

مہر ماہ کا جی چاہا کہ سر دیوار میں دے مارے۔ اپنی زبان کو بھی کوسا۔ ضرورت ہی کیا تھی اس کھڑوس کے سامنے بولنے کی۔

اس نے انتقاماً سومیہ کی کہی باتوں کو پھر سے سوچنا شروع کر دیا جو رات ہی سے اس کے ذہن کے کواڑ کھٹکھٹا رہی تھیں۔

"زندگی تمہاری برباد ہوئی تھی مہر! لیکن اس کے بعد نہ تمہارے والدین نے تمہیں اس طرح سپورٹ کیا جس طرح کرنا چاہیے تھا اور نہ آغا جان نے بھی تمہارے زخموں پر پھاہا رکھنے کی بجائے نمیر سے اپنی دشمنی نبھانا زیادہ ضروری سمجھا۔"

سومیہ کا لب و لہجہ ہمدردی لیے ہوئے تھا۔

"نمیر سے بات کرو۔۔۔ تم چاہے اسے ساری عمر معاف نہ کرنا۔ مگر دربدری کے ان چودہ سالوں کے زخم تو دیکھ لو اس کے وجود پر۔ پھر شاید وہ بری ہو جائے تمہاری عدالت سے۔"

اس نے گہری سانس بھر کر یا سیت سے ایک ہی جگہ بت بنی بیٹھی زرنگار کو دیکھا۔ یہ عورت اسے بہت قابلِ ہمدردی لگی تھی۔

طوائف۔۔۔ناچنے گانے والی۔۔۔ یہ سب تو محض زمانے کے دیے ہوئے نام ہی ہوا کرتے ہیں۔ کبھی کوئی ان کی آنکھوں میں سے ان کی روح میں جھانکنے کی کوشش کرے تو کیا کیا روح پرور کہانیاں ملیں۔

مہر ماہ کا ذہن الگ ہی اڑان بھر رہا تھا۔ اگر چہ دل اس پر مطمئن نہیں تھا۔ مگر اس کے دماغ میں گونجتی آوازیں۔۔۔

''اگر تمہیں اس معاملے پر منصب بنا ہی دیا گیا ہے مہر! تو دوسری طرف کا دکھ بھی سن لینا فیصلہ کرنے سے پہلے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے زخم تم سے زیادہ گہرے ہوں۔''

مہر ماہ نے تھک کر آنکھیں موند لیں۔

☆......☆......☆

موحد کا برتھ ڈے ثمرہ چچی بہت اچھی طرح سیلیبریٹ کرنا چاہتی تھیں۔ تو گھر میں ایک بہت خوش گوار سی ہلچل پھیل گئی۔ اب تو ترس ترس کر اس گھر میں خوشیاں آتی تھیں۔

''کوئی بھی موحد کو نہ بتائے۔ اسے کبھی بھی یاد نہیں رہتا۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے سب کو تنبیہ کی تھی اور اب تحفے تحائف کریدنے اور کچن کا مینیو ترتیب دینے کا کام شروع ہو چکا تھا۔

''آپی! تم کیا دے رہی ہو موحد بھائی کو؟'' ملاحہ نے مسکرا کر پوچھا۔

مہر ماہ نے نگاہ غلط انداز اس پر ڈالی۔

''ہر چیز پر تو آتے ہی قابض ہو گیا ہے تمہارا موحد بھائی اس کی شان شایان کوئی اور چیز ہو سکتی ہے کیا؟''

''آپی۔۔۔'' ملاحہ نے احتجاجاً کہا۔

'' جب اللہ بن مانگے خوشی کے چھوٹے چھوٹے مواقع دے رہا ہوں تو اپنی قنوطیت کو چھوڑ کر خوش ہو لینے میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔''

''اچھا بھئی۔۔۔ لے لیں گے تاج محل کا مجسمہ تمہارے موحد بھائی کے لیے۔ اب خوش؟''

مہر ماہ جس طرح اکتا کر بولی اس پر ملاحہ خوش تو کیا ہوتی، جل بھن کر وہاں سے اٹھ ہی آئی۔

(بھلا مجھے خوشیوں سے کیا مطلب) وہ یاسیت زدہ ہو رہی تھی۔

کوریڈور سے گزرتی ملاحہ کے قدم کبیر کو آغا جان کی اسٹڈی سے نکلتے دیکھ کر سست پڑے تو وہ کھل کر مسکرا دیا۔

''کیسی ہو؟''

''بہت پیاری۔۔۔'' ملاحہ نے ذرا سی ناک چڑھائی اور زور دے کر بولی۔'' تم سناؤ کیسے ہو کبیر خان اور اتنے کم کم کیوں نظر آتے ہو آج کل؟''

اس کی ادا پر کبیر بے ساختہ ہنسا۔ پھر محفوظ ہو کر بولا۔

''آپ کے اول دعوے سے تو قطعاً اختلاف نہیں کروں گا۔''

''اوہ کم کم نظر آنے والی بات؟'' وہ گردن اٹھا کر بات کرتی تھی۔ آنکھوں کا مخصوص انداز شاہانہ سی جنبش دے کر۔ کبیر کے جی میں آئی کہ دل تھام لے۔

''زیادہ زیادہ دیکھنے کے لیے کچھ جملہ حقوق ہوتے ہیں ملاحہ آفندی! بس وہ کبیر خان کے نام کرنے ہوں گے۔ پھر آپ کی یہ شکایت دور ہو جائے گی۔'' وہ بے اختیار بولا تو ملاحہ کی تمام طراری اس کے لفظوں کی گہرائی سمجھ کر پہلے تو خجالت میں بدلی پھر چہرے سے نکلتی تپش اور کبیر خان کی شوخ نگاہ پر فی الفور اڑنچھو ہو گئی۔ وہ اس کی چپ بھانپ کر کوریڈور کا دروازہ کھولتا باہر نکل گیا تو زیر لب ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

''اُفف۔۔۔'' ملاحہ نے قدرے حیران ہو کر تپتے گالوں پر دونوں ہتھیلیاں جمائیں۔

''تو اب میں کبیر خان سے شرمایا کروں گی۔۔۔ اللہ اللہ۔۔۔'' پھر دھیرے سے ہنس دی۔

تائی جان جو دور سے اپنے کمرے کے ادھ کھلے دروازے کی جھری سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔ انہیں کبیر اور ملاحہ کی ایک بھی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی مگر ان کا بے تکلفانہ انداز اور بے وجہ سرِ راہ گفتگو۔۔۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر بستر پر گرسی گئیں۔ رنگت منٹوں میں سفید پڑ گئی تھیں۔

(میرے اللہ۔۔۔ ایک بیٹی بے خبری میں ماری گئی اور دوسری جان بوجھ کر کیچڑ میں منہ مارنے والی ہے؟)

ان کی سوچ میں وہی پندرہ برس پہلے والی گراوٹ ہی تھی۔ انسانوں کو انسان نہ سمجھنا۔ مگر یہ اللہ ہی ہے جو بندے کو سارے رنگ دکھایا کرتا ہے۔

وہ ملاحہ کی اچھی طرح کھنچائی کرنے کا سوچ رہی تھیں۔

''شاید ان کے درمیان ایسا کچھ نہ ہو مگر جیسے میرا دل ڈر گیا ان کو بے تکلفی سے بات کرتے دیکھ کر، ایسے کسی اور کو بھی غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ میں اس ملاحہ کی خبر تو لوں گی ہی۔ مگر کبیر کا اندر آنا جانا بھی بند کروانا پڑے گا۔'' وہ مضطرب دل کو تاویلیں دے رہی تھیں۔

☆......☆......☆

''آپ کو پتا ہے آپ کا ایک بیٹا بھی ہے؟'' مہر ماہ چاہتے ہوئے بھی زرنگار سے نفرت نہیں کر پائی تھی۔ ثمرہ اسے وقار آفندی اور زرنگار کی ساری کہانی سنا چکی تھیں۔ اب ایسے میں بھی وہ زرنگار سے نفرت کا رشتہ قائم کر لیتی تو یہ واقعی ظلم ہوتا۔

''ہاں۔۔۔ وہ کہتا تو تھا۔ جو مجھ سے ملنے آتا تھا۔'' وہ بے نیازی سے بولیں۔ مہر ماہ کا دل زور سے دھڑکا۔

''آپ اسے پہچانتی ہیں؟''

''ہاں۔۔۔جس سے ملیں اس کی پہچان تو ہو ہی جاتی ہے۔'' وہی لاپرواہ سا انداز۔

''کیا نام تھا اس کا بھلا۔۔۔؟'' مہرماہ کے سوال پر ان کی سیاہ آنکھیں سوچ میں ڈوب گئیں۔

''وہ بتاتا تو ہے ہر بار آ کر۔مگر مجھے یاد نہیں۔'' قدرے سوچ کر وہ معذرت خواہانہ انداز میں بولیں۔

مہرماہ مایوس ہوئی مگ پھر بھی اس نے آخری کوشش کی۔

''نمیر۔۔۔نمیر آفندی۔یہی نام بتاتا تھا نا وہ؟''

مہرماہ کو کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی مگر وہ پلٹے بنا زرنگار کا منتظر نگاہوں سے دیکھتی رہی۔

''پتا نہیں۔۔۔یاد نہیں مجھے۔'' وہ بولیں پھر دروازے کی طرف نگاہ کی تو بے ساختہ مسکرا دیں۔

''لو۔۔۔آ گیا وہ۔تم اسی کا پوچھ رہی تھیں نا؟''

مہرماہ کا دل پوری قوت سے سکڑ کر پھیلا۔اس نے لمحے کے ہزارویں حصے میں چہرہ موڑ کر نا صرف مضطربانہ انداز میں دروازے میں موجود شخص کو دیکھا بلکہ اسپرنگ کی طرح اچھل کر کھڑی بھی ہو گئی۔

☆......☆......☆

ملاحہ چائے کر لے آئی تو بہت خوش گوار موڈ میں تھی۔گرم سویٹر پر خوش رنگ شال اوڑھے وہ جلدی میں تھی۔

''تم کہاں جا رہی ہو؟'' تائی جان نے سنجیدگی سے بیٹی کا چہرہ ٹٹولا۔

وہاں وہی معصومیت تھی ہمیشہ والی۔

''میں اور فرزین مارکیٹ تک جا رہے ہیں،موحد بھائی کا برتھ ڈے گفٹ لینا ہے۔''

''کس کے ساتھ؟'' انہوں نے بیٹی کا چہرہ نگاہوں میں رکھا۔

''کبیر کے ساتھ امی!اور کون ہے بھلا؟'' وہ مسکرائی رو اس کی مسکراہٹ اور آنکھوں میں اترتا نرم سا تاثر تائی جان کی جہاندیدہ نگاہوں سے چھپا نہ رہ سکا تھا۔نوجوانی کی سرخی اس کے کشمیری سیب کے سے گالوں پر چھلک رہی تھی اور کچھ شاید محبت کا اعجاز ہو۔

''کوئی ضرورت نہیں جوان جہان لڑکیوں کو تنہا جانے کی۔'' انہوں نے سختی سے کہا۔

ملاحہ حیران ہوئی۔

''امی!کبیر ساتھ ہے ہمارے۔۔۔''

''تو وہ بھی ڈرائیو رہی ہے نا۔'' انہوں نے جانے کیا جتایا یا شاید اسے باور کروانا چاہا۔ملاحہ کا دل مٹھی میں جکڑا گیا۔

''کل میں خود چلوں گی تمہارے ساتھ۔مگر ایسے اکیلے نہیں جانا تم دونوں نے۔''

''کیا ہو گیا ہے امی۔۔۔کبیر کے ساتھ میں اور فرزین ہیں۔تین بندے اور پھر بھی اکیلے؟یہ اچھی سائنس ہے۔'' ملاحہ تو کبیر

کے لیے ان کے منہ سے ڈرائیور کا لفظ سن کر ہی جز بز ہو رہی تھی۔ احتجاج کرنے لگی۔

"ملاحہ۔۔۔" انہوں نے سنجیدگی سے اسے ٹوک دیا۔ "اب کیا یہی بات آغا جان کہیں گے تب مانو گی؟"

ملاحہ دنگ سی انہیں دیکھنے لگی۔ جب سے کبیر خان اس گھر میں آیا تھا، ایک فیملی ممبر بن کر رہ رہا تھا۔ گھر کے اندر اس کا آنا جانا گھر کے فرد کی ہی طرح تھا۔ کوئی پردہ نہیں، کوئی پابندی نہیں تو آج کیا نیا ہو گیا تھا؟ ملاحہ کا ذہن کھٹک سا گیا۔

"میں آپ کے ساتھ چلی جاؤں گی امی۔۔۔ مگر یہ مت کہیے گا کہ کبیر خان قابل اعتبار نہیں ہے۔" ملاحہ بے اختیار ہو کر بولی تھی۔

انہوں نے تپتی نگاہ بیٹی پر ڈالی۔ جو کل تک انہیں بچی لگا کرتی تھی مگر اسکی ایک پل کی بے اختیاری نے اس کا سارا اندر کھول کر ماں کے سامنے رکھ دیا تھا۔

"وہ بس اتنا ہی قابل اعتبار ہے کہ ایک بار مہرو بھی اس کے ساتھ گئی تھی اور وہ اپنی اتنی سی ذمہ داری بھی نہ نبھا سکا تھا۔ میری بیٹی کی زندگی برباد ہو کر رہ گئی۔"

"یہ بات آج آپ کو یاد آئی ہے امی؟" ملاحہ نے مارے صدمے کے چبھتا ہوا سوال کیا۔

"تمہیں کس بات پر اعتراض ہے ملاحہ! کبیر کے ساتھ جانے سے منع کرنے پر یا اسے ناقابل اعتبار سمجھنے پر؟" وہ بہت ضبط کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ملاحہ کھل کر ان کے سامنے آ جائے۔

"مجھے ہر بات پر اعتراض ہے امی! کبیر کو اس گھر میں کبھی ڈرائیور نہیں سمجھا گیا۔ وہ آغا جان کے دوست کا پوتا ہے۔"

"مگر ہمارا ایک ادنیٰ ملازم ہے ملاحہ!" تائی جان نے یاد دلایا۔

وہ سختی سے لبوں کو بھینچتی بنا کچھ کہے باہر نکل گئی در حقیقت اسے رونا آ رہا تھا۔ تو یہ حقیقت تھی گھر والوں کی نظر میں کبیر خان کی اور وہ سنے تو۔۔۔

☆......☆......☆

موحد کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھ کر لمحہ بھر کے لیے تو مہر ماہ قوت گویائی سے محروم رہ گئی۔ پھر پلٹ کر زرنگار کو دیکھا اور بے یقینی سے بامشکل پوچھ پائی۔

"یہ۔۔۔ یہ آپ کا بیٹا ہے؟"

زرنگار گویا پریشان سی ہو کر الٹا اس سے پوچھنے لگی۔

"نہیں ہے کیا؟"

مہر ماہ نے گہری سانس بھری۔

"تم کیا تفتیش کر کے پریشان کر رہی ہو ان کو۔" موحد اسے سرزنش کرتا ہوا آگے آیا۔

”تم۔۔۔تمہیں اپنا بیٹا کہہ رہی ہیں یہ۔“ مہرماہ الجھی۔

”ہاں تو۔۔۔؟“

”تو یہ کہ۔۔۔اس کا مطلب ہے کہ نمیر کی شکل تم سے ملتی جلتی ہوگی۔آخر کو کزنز ہو تم دونوں۔“ وہ قدرے جوش سے بولی۔

”موحد زرنگار کے پاس بیٹھ گیا تھا۔رسان سے پوچھنے لگا۔

”یعنی تم اس کی اسمارٹنس کا اندازہ لگانا چاہ رہی ہو؟“

”ہیں۔۔۔؟“ مہرماہ ہونق سی اس کا منہ دیکھنے لگی۔پھر مطلب سمجھ کر خجل سی ہو کر اسی پر الٹ پڑی۔

”شٹ اپ۔۔۔مجھے کیا لینا دینا اس خبیث شخص کی اسمارٹنس سے؟“

”اچھا۔۔۔میں سمجھا کہ۔۔۔“ مہرماہ نے اسے ٹوک دیا۔”تم کچھ مت کہو اس معاملے میں۔۔۔سمجھے۔۔۔“

”یہ کیوں لڑائی کر رہی ہو تم سے؟“ زرنگار پریشان سی ہو کر موحد سے پوچھنے لگی تو مہرماہ کو غصہ کنٹرول کرنا پڑا۔

”بیوی ہے ماں جی!اسے لڑنے کے لیے کسی وجہ کی کیا ضرورت؟“ موصد نے اس قدر آرام سے توجیہہ پیش کی کہ مہرماہ تو اچھل ہی پڑی سن کر۔

”کس قدر بکواسی ہو تم موحد!“

”دیکھا۔۔۔زبان دراز بھی ہے۔مگر میں صبر وشکر سے گزارہ کر رہا ہوں۔“ وہ معصومیت سے بولا۔

کچھ کہنے کو بے تاب زبان کو مہرماہ نے دانتوں تلے دبالیا کہ موحد کی زبان درازی کا مقابلہ کرنا اس کے بس میں واقعی نہیں تھا۔

”وہ ان سے ملتا رہا ہے موحد!اگر وہ ان کے سامنے آئے تو شاید یہ اسے پہچان لیں۔“ مہرماہ سنجیدہ ہوئی۔

”تو۔۔۔؟اگر وہ سامنے ہی آگیا تو ان کی گواہی کی ضرورت ہی کیا رہے گی؟“ موحد نے شانے اچکا کر اس کی بات کو کھڈے لائن لگا دیا۔

وہ چپ سی ہوگئی۔

”اصل بات تو یہ ہے کہ اب میں خود بھی اس سے ملنا چاہتی ہوں موحد۔“ وہ اتنی مدھم آواز میں بولی کہ موحد کو لگا کہ اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

”طلاق لینے سے پہلے میں ایک بار اسے سننا چاہتی ہوں۔“

وہ ساکت سا مہرماہ کو دیکھ رہا تھا جس کے تاثرات میں کوئی الجھاؤ اور الفاظ میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور موحد آفندی یوں چپ ہوا جیسے اس کے پاس پوچھنے کو کچھ نہ بچا ہو۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

"میرا خیال ہے کہ ملاحہ کے لیے آئے رشتوں کو اب اور نہ لٹکایا جائے۔"

تائی جان کے تو اندر دو پہر سے کھد بد جاری تھی۔ میاں کے آتے ہی انہیں بتانا مناسب نہیں لگا تو بات کرنے کے لیے رات سونے سے پہلے کا وقت چنا۔ اتنی دیر میں یہ بھی احساس ہو گیا کہ بیٹیوں کی اس طرح کی لغزشوں کو من وعن ان کے باپ کے سامنے پیش نہیں کیا جاسکتا تو پھر لپیٹ کر بات کی۔

انہوں نے کتاب کھول کر عینک ناک پر ٹکاتے ہوئے استعجاب سے بیوی کو دیکھا۔

"مگر تمہیں ہی تو اعتراض تھا کہ جب تک ملاحہ پڑھ کر فارغ نہیں ہو جاتی تب تک اس بات کو نہیں چھیڑنا۔"

"ہاں۔۔۔ کہا تھا۔ مگر مہرو کو دیکھ کر دل بہت ڈر گیا ہے مبین صاحب! اللہ رحم کرے ہماری بچیوں پر۔ زمانہ بہت خراب ہے۔" وہ لرز کر بولیں۔

"تو پھر دیکھ لو، میں کیا کہوں اب۔ مگر خاندان ضرور دھیان میں رکھنا لڑکے کا۔ ہر ایرے غیرے کے سامنے بیٹی کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

انہوں نے گویا تائی جان کو فری ہینڈ دیا تو انہوں نے طمانیت محسوس کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ کبیر یہاں کب تک رہے گا؟ میرا مطلب ہے کہ اس کی بہنیں ہیں، کچھ اس کی شادی کا بھی سوچا ہوگا انہوں نے۔" جیسے انہیں دھیان آیا۔

"اوفوہ۔۔۔ تم نے کیا رات کے اس وقت میرج بیورو کھول لیا ہے بیگم۔۔۔" وہ بدمزہ ہو کر صفحے الٹنے لگے تو وہ سر جھٹک کر رہ گئیں۔

☆......☆......☆

وہ موحد کے لیے کوئی برتھ ڈے گفٹ نہیں لائی تھی۔ شام کو ہال کمرے میں بڑا سا کیک اور دعوت کا اچھا خاصا ماحول دیکھ کر اسے احساس ہوا کہ اسے ملاحہ کی بات مان لینی چاہیے تھی۔ اچھی خاصی آفر کی تھی کل اس نے تائی جان کے ساتھ مارکیٹ جاتے ہوئے۔ اور اب ملاحہ، فرزین اور ثمرہ چچی نے اسے گفٹس دیے تو وہ ہنس دیا۔

"واؤ۔۔۔ سرپرائز۔۔۔"

"ہمیشہ کی طرح۔۔۔" ثمرہ کی مسکراہٹ پر اداسی کا رنگ غالب تھا۔

"میرا تو سب کچھ تو تمہارا ہی ہے۔۔۔ مگر پھر بھی۔ جو چاہیے وہ بتا دو ابھی کے ابھی مل جائے گا۔" آغا جان نے اس کے شانوں پر دونوں ہاتھ جماتے ہوئے اسے بالمقابل کیا تو وہ چند لمحے ان کو دیکھے گیا۔ آغا جان کا دل اس کی محبت سے معمور ہونے لگا۔ یہ شاندار سا پوتا ان کو اپنے تمام زخموں پر مرہم کی طرح لگتا تھا۔ وہ عجیب سے انداز میں مسکرا دیا۔

"آپ سے سب کچھ تو لے چکا ہوں۔۔۔ مگر یہ تحفہ آپ پر ادھار رہا آپ پر آغا جان۔ وقت آنے پر مانگوں گا۔"

http://kitaabghar.com

”وعدہ رہا۔انکار کا لفظ نہیں سنو کے آغا کی زبان سے۔“ وہ داہنا ہاتھ اٹھا کر بولے۔

ثمرہ نے مسکراتی نظروں سے بیٹے کو دیکھا۔یقیناً وہ بہت ذہین تھا۔وقت کو اپنے قابو کرنے کا گر جانتا تھا۔

موحد نے کیک کی طرف رخ کرتے ہوئے اچٹتی نگاہ مہر ماہ پر ڈالی جو بڑی لاپرواہی کا تاثر دیتی ملاحہ سے باتوں میں مصروف تھی۔

”خواتین وحضرات!اب اگر کوئی اور تحفہ دینے والا نہیں رہ گیا تو میں کیک کاٹ لوں۔۔۔؟“ وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔

مہر ماہ کے چہرے سے تپش کی لپیٹیں نکلیں۔یقیناً اسی کو سنایا جا رہا تھا۔پھر وہ مسکراتے ہوئے کیک کاٹنے لگا۔

ہنسی،مذاق،باتیں۔۔۔

بہت دنوں بعد ایک اچھی سی شام آفندی ہاؤس پر اتری تھی۔

”بہت کنجوس ہو۔کہاں تو جا کر ایک لاکھ لٹا آئیں اور ادھر جہاں چند ہزار کا گفٹ دینا تھا وہاں ڈنڈی مار گئیں۔“

وہ چائے کا مگ لیے لان میں چلی آئی اور ذرا دیر بعد وہ پتا نہیں کسی کام کے لیے جاتے جاتے رک کر اسکی طرف آ گیا۔جاتے نومبر کی زردسی شام میں وہ بڑی پیاری سی مسکراہٹ لیے کہتا مہر ماہ کو زہر لگا۔”ضروری تو نہیں کہ انسان کی غلطی کو بار بار اس کے منہ پر مارا جائے وہ بھی اس صورت میں کہ آپ کو اس غلطی کا اچھا خاصا احساس بھی ہو چکا ہو۔“

”یہ جس جائیداد پر تم قبضہ کیے بیٹھے ہو نا اس میں میرا حصہ بھی ہے۔تم میری طرف سے کوئی گفٹ خرید سکتے ہو۔“ مہر ماہ نے اپنی طرف سے بہت منہ توڑ جواب دیا تھا۔

”ہاہ۔۔۔“ وہ مسکرایا۔

”آغا جان پوتیوں کو جائیداد میں سے حصہ دینے پر بلیو نہیں کرتے۔تمہیں تو پتا ہی ہے۔“

”پوتوں کو تو دینے پر بلیو کرتے ہیں نا۔۔۔“ وہ چبا کر بولی۔

درحقیقت موحد کی بات اس کے دل میں کھب سی گئی تھی۔آغا جان نے واقعی پوتے کی چاہ میں پوتیوں کو کبھی کچھ نہیں سمجھا تھا۔

”تو پھر یہ مت بھولو کہ تم اکیلے پوتے نہیں ہو آغا جان کے اور تنہا عیاشی نہیں کر سکتے اس پراپرٹی پر۔نمیر آفندی بھی برابر کا حصے دار ہے۔“ وہ نڈر ہو کر بولی۔تو موحد کی آنکھوں میں حیرت ابھری،

”واٹ۔۔۔؟“ اس کے تاثرات نے مہر ماہ کو مزہ دیا۔

”تو کیا غلط کہا ہے میں نے؟اور تم بھی اس حق میں ہو۔ثمرہ چچی بھی۔“

”ہاں۔۔۔مگر تم یہ بات کرو گی یہ میں نے نہیں سوچا تھا۔“ وہ صاف گوئی سے بولا۔

”کیوں۔۔۔ایک تم ہی نرم دل ہو اس گھر میں؟“ وہ چڑ کر کہتی بینچ پر بیٹھ گئی۔

”جو کچھ اس نے کیا ہے اس کے پیش نظر کہہ رہا ہوں۔“

''جو کچھ اس نے کیا ہے اس کا بدلہ تو میں اس سے بہت اچھے سے لوں گی۔لیکن تم یہ یاد رکھو بس کہ جب بھی وہ سامنے آیا اس کا حق اسے دینا پڑے گا۔'' وہ گویا حکم صادر کر رہی تھی۔

موحد بے ساختہ مسکرا دیا۔

''شیور۔۔۔آنے تو دو سامنے جناب کو جب کہ اتنی بڑی بڑی فیورز مل رہی ہیں۔''

''شٹ اپ۔۔۔'' اس کی بات سمجھ کر وہ جھلا کر بولی تو وہ ہنستا ہوا چلا گیا۔

سر جھٹک کر مہر ماہ چائے پینے لگی۔ درحقیقت سومیہ کی باتیں اس کے دل میں گڑ گئی تھیں۔ زندگی برباد تو ہو ہی چکی اب وہ سومیہ کے کہے پر عمل کر کے دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ ماضی کو کریدنا آسان نہیں ہوا کرتا۔۔۔ بجھی راکھ میں چھپی چنگاریاں کبھی کبھار دامن کو لپیٹ میں لے لیا کرتی ہیں۔

☆......☆......☆

''کبیر۔۔۔'' وہ تیز قدموں سے ٹیکسی کی جانب جا رہا تھا جب ملاحہ کی عجلت بھری آواز آئی تو وہ پورے کا پورا ہی گھوم گیا۔ جانے کیسے رات کے اس پل وہ شال اوڑھے لان میں نکلی تھی۔

''خیریت۔۔۔؟'' وہ تشویش بھرے انداز میں پوچھتا اس کی جانب آیا۔

''تم کب تک یہاں نوکری کرتے رہو گے؟'' وہ پوچھ رہی تھی۔

کبیر کو جھٹکا لگا۔ پھر ذرا سا غور کرنے پر اسے احساس ہوا کہ ملاحہ کی آواز روئی روئی سی تھی۔

''کیا ہوا۔۔۔کسی نے کچھ کہا ہے آپ سے؟''

''تم کہیں جاب کیوں نہیں کر لیتے یا اپنا بزنس۔۔۔؟'' وہ اسی بات پر اٹکی ہوئی تھی۔

کبیر کو ہنسی آئی۔

''میں کہاں کا لینڈ لارڈ ہوں جو اپنا بزنس اسٹارٹ کروں اور سمپل بی اے کو جاب کہاں ملے گی بھلا؟''

''تو کیا تم ہمیشہ یہاں ڈرائیور ہی رہو گے؟'' وہ دکھی ہو کر پوچھ رہی تھی۔

''میں تو پہلے بھی ڈرائیور ہی تھا ملاحہ بی بی۔۔۔ آپ کو آج پتا چلا ہے اس بات کا یا احساس پہلی بار ہوا ہے؟'' بہت سنجیدہ ہو کر کبیر نے چبھتا ہوا سوال کیا تو وہ سن سی رہ گئی۔

☆......☆......☆

نمیر کی کال آتے ہی مہر ماہ نے یوں جلدی سے مطالبہ پیش کیا جیسے لائن کٹ جانے کا اندیشہ ہو۔

''میں تمہاری مظلومیت کی داستان سننا چاہتی ہوں نمیر! بقول تمہارے تم بہت مظلوم ہو۔''

''ہوں۔۔۔یعنی اس داستان میں میرا مظلوم ہونا ضروری ہے۔'' وہ ہنسا۔

''انتہائی ضروری۔۔۔ورنہ تمہیں گوی مارنا میری سب سے بڑی خواہش ہوگی۔'' مہرماہ نے دانت کچکچائے۔

''چلو پھر آج طے کرلو مہرماہ آفندی! اگر میں حق پر نکلا تو میری سزا میری خواہش کے مطابق ہوگی۔''

''ہاں۔۔۔اور وہ سزا میں خود تمہیں دینا پسند کروں گی۔'' مہرماہ اس کی بات کی گہرائی میں گئے بغیر تنفر سے بولی تو اس نے گہری سانس بھری۔

''تو بتاؤ مہرماہ۔۔۔! کہاں سے شروع کروں ظلم و بربریت کی داستان۔۔۔وقار آفندی کے ترس سے جو انہوں نے میری ماں پر کھایا اور انہیں محبت سے عزت دار راستے پر لانے کی سعی کی یا آفندی ہاؤس والوں کی سنگ دلی سے جن کے پاس میری ماں کو دینے کے لیے عزت کم پڑگئی اور انہوں نے لاکھوں کی جائیداد کے حصے دار کو مرنے کے لیے تنہا چھوڑ دیا؟''

مہرماہ کی قوت گویائی جیسے کسی نے چھین لی ہو۔

''جب تم اس گھر سے نکلے اس رات سے نمیر۔۔۔جب تم لوگوں کے بعد فاران چچا بھی چلے گئے تھے۔''

وہ بامشکل بولی تو دوسری طرف نمیر آفندی نے خود کو انتہائی غیر آرام دہ محسوس کرتے ہوئے ذہن میں بکھری یادوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی تھی۔

☆......☆......☆

وہ ایک تاریک اور سیاہ رات تھی جس میں مہیب بادلوں کے سائے تھے اور بجلی کسی جان دار شے کی طرح زبان لہراتی سب چیزوں پر لپکتی تھی۔ بارش کی تیزی اور بادلوں کا گرجنا ہر انسانی آواز پر حاوی تھا۔ مگر پھر وہ انسانی آواز موسم کی اس شدت پر حاوی ہوگئیں۔

''جانے کہاں سے اٹھا کر لے آئی ہو گناہوں کی اس پوٹ کو۔'' صدیقہ بیگم تو نمیر کو آغا جان کے پوتے۔۔۔ان کے خواب کے روپ میں زرنگار کے ساتھ دیکھ کر ہی پاگل ہوگئیں تھیں۔

''یہ آپ کا پوتا ہے۔۔۔وقار آفندی کا خون۔۔۔اللہ کی قسم۔'' وہ آغا جان کے سامنے گڑگڑائی تھیں۔

نمیر اسے بتا رہا تھا اور مہرماہ نے خود کو نمیر آفندی کے ہمراہ اس سرد اور تاریک رات میں ان ظالم لوگوں کے بیچ پایا۔

''بکواس بند کرو اور لے کر دفع ہو جاؤ گناہوں کی اس پوٹلی کو۔ نا جانے کس کا گناہ میرے بیٹے کے سر ڈال رہی ہو۔''

آغا جان تو ازل سے ہی ظالم تھے مگر اس موقع پر اس شقی القلبی کو بڑھاوا دینے والی صدیقہ بیگم تھیں جو چاہتی تھیں کہ زرنگار کو دھکے دے کر اس گھر سے نکال دیا جائے تاکہ زرنگار کو بیٹے کی ماں ہونے کا زعم نہ مل سکے، تب صرف فاران افندی اور ثمرہ ان کی حمایت میں اٹھے۔ لیکن آغا جان کا کہا پتھر پر لکیر تھا۔ صدیقہ بیگم کی جلتی پر تیل جیسی باتوں نے ان کا پارہ نیچے آنے ہی نہیں دیا اور ان ماں بیٹے کو بے یارومددگار باہر نکال دیا گیا۔ وہ روتا ہوا ماں کے ساتھ چل رہا تھا۔ چلتے چلتے اس کی ماں کو ٹھوکر لگی تو وہ کیچڑ آلود سڑک پر منہ کے بل گری۔

http://kitaabghar.com

''امی۔۔۔'' چودہ سالہ ناکافی کپڑوں میں ملبوس سردی اور خوف سے کپکپاتا ہوا نمیر بدقت ماں کو سیدھا کر پایا تو اس کی پیشانی سے بہتا ہوا خون نمیر کو حواس کھونے پر مجبور کر گیا۔

اللہ جانے کون نیک فرشتہ تھا جو سڑک پر چیختے چلاتے نمیر کو دیکھ کر رکا اور از راہ مہربانی ان ماں بیٹے کو سرکاری ہاسپٹل پہنچا دیا۔ جہاں زرنگار کو فوری طبی امداد دینے کے بعد وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا۔ سردی اور خوف سے کپکپاتے نمیر کے لیے وہ ایک رات ہزار راتوں پر بھاری تھی جب اس کو یہ بھی پتا نہیں تھا کہ اسکی بے ہوش پڑی ماں کو ہوش آئے گا بھی یا نہیں۔۔۔ٹیسٹوں پر ٹیسٹ لیے جا رہے تھے۔۔۔نمیر کو لگا کہ ڈاکٹر دماغ میں کسی ٹیومر کی بات کر رہے ہوں۔۔۔مگر اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ کیا بیماری تھی۔ اسے بس یہ سن کر ہی لرزہ طاری ہو گیا کہ اسکی ماں کے دماغ کا فوری آپریشن ضروری تھا اور وہ پیسوں کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ وہ دنیا میں اکیلا رہ جانے والا تھا۔۔۔

مہر ماہ نے سنتے ہوئے آنکھیں بھینچ لیں۔

آفندی ہاؤس والوں کی بربریت جیسے نگاہوں کے سامنے آ گئی ہو۔

''تمہیں اس سے بہت ہمدردی ہے تو جاؤ نکل جاؤ یہاں سے۔ اسکے پیچھے۔۔۔ایک کو تو اندھا کیا ہی تھا اس بدذات نے دوسرا اپنی مرضی سے ہو رہا ہے۔''

آغا جان نے فاران آفندی کو نخوت سے آرڈر کیا۔ تو انہوں نے ایک پل بھی کچھ سوچے بنا بیوی اور بخار میں پھنکتے بچے کو ساتھ لیا اور آفندی ہاؤس کی دہلیز پار کر گئے۔

''بہت لمبی داتان ہے مہر ماہ آفندی۔۔۔حوصلے کے ساتھ سننے اور حوصلے کے ساتھ سنانے والی۔''

وہ آزردہ تھا۔۔۔

اور مہر ماہ۔۔۔چپ تھی۔۔۔بہت چپ۔۔۔

اسے لگ رہا تھا کہ اس داستان میں نمیر آفندی مظلوم نکلنے والا تھا۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خوابِ شیشے کا** ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

http://kitaabghar.com

یہ جو میں ہوں ذرا سا باقی ہوں
وہ جو تم تھے وہ مر گئے مجھ میں
میرے اندر تھی ایسی تاریکی
آ کے آسیب ڈر گئے مجھ میں
میں نے چاہا تھا زخم بھر جائیں
زخم ہی زخم بھر گئے مجھ میں
پہلے اترا میں دل کے دریا میں
پھر سمندر اتر گئے مجھ میں
کیسا خاکہ بنا دیا مجھ کو
کون سا رنگ بھر گئے مجھ میں
میں وہ پل تھا جو کھا گیا صدیاں
سب زمانے گزر گئے مجھ میں
بن کے دن یوں وہ سامنے آیئے
اور پھر رات کر گئے مجھ میں

رات تو ادھوری نہ رہی مگر ان کی بات ادھوری رہ گئی۔مہر ماہ کے موبائیل کی بیٹری ڈاؤن ہو گئی تب بھی وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں موبائیل کان سے لگائے بیٹھی رہی،ابھی تو اس میں سے ایک بہت درد بھرا ماضی کی آہوں اور سسکیوں میں لپٹا لہجہ سنائی دے رہا تھا۔اور مہر ماہ،آفندی ہاؤس والوں کی بے حسی اور ان کے تکبر کے بارے سن سن کر بے یقین ہوتی رہی۔

وقار آفندی کی محبت اور اس محبت کو نباہنے کا انداز اسے بہت بھایا۔مگر آفندی ہاؤس والوں کی بے حسی نے دل مٹھی میں کر لیا۔زرنگار کی بے بسی اس پر پوری طرح آشکار ہو گئی۔اسے افسوس ہوا۔ساری عمر وہ لوگ بڑوں کی سنائی کہانی پر اعتبار کر کے زرنگار کو ایک امیر زادے کو پھانسنے والی طوائف ہی سمجھتے رہے۔۔۔

”ہیلو۔۔۔“وہ دفعتاً چونک کر بے اختیار اسے پکار گئی۔”نمیر۔۔۔“اس نے موبائیل کی اسکرین پر ہاتھ لگایا تو وہ بے جان ہی

رہی۔۔۔سیاہ اور تاریک۔

''شٹ۔۔۔'' وہ شدید جھنجلاہٹ کا شکار ہوئی۔۔۔موبائیل بستر پر پرے سرکا دیا۔ذہن میں سیاہ تاریک رات کا وہ آخری منظر گویا ثبت ہوگیا تھا جو نمیر نے بتایا تھا۔

تو کیا واقعی وہ اس داستان میں بے گناہ نکلنے والا ہے؟

مہر ماہ کا ذہن لمحہ بھر کو ٹھٹکا۔۔۔مگر اگلے ہی پل نارسائی کا شدید دکھ اس کے حواس پر حاوی ہونے لگا۔

''بالکل ٹھیک ہوا تمہارے ساتھ۔اسی قابل تھے تم نمیر آفندی۔۔۔میری زندگی کی خوشیاں میرے خواب اجاڑے ہیں تم نے۔تم کسی بھی طور قابل معافی نہیں ہو سکتے'' وہ درشتگی سے سوچتے ہوئے اپنی جگہ لیٹ گئی۔زرنگار کب کی سوچکی تھیں۔وہ بھی الٹی سیدھی سوچوں میں الجھی نا جانے کب نیند کی وادی میں اتر گئی۔ذہن سوتے ہوئے بھی ایک سنسناہٹ کا شکار تھا۔

بڑوں کی سنائی ہر کہانی سچی نہیں ہوا کرتی سچ جھوٹ کا فیصلہ انسان کو خود جانچ پرکھ کر کرنا چاہیئے۔

☆......☆......☆

''تم مل سکتے ہو مجھے۔۔۔؟''

میٹنگ کے دوران آنے والی یہ کال عزت مآب مہر ماہ آفندی کی تھی۔

اس کی کمپنی کے پروڈکشن مینیجر کھڑے ہو کر میٹنگ کے اراکین کو آنے والے سال کی پالیسیز کے متعلق بریفنگ دے رہے تھے جب سائیلنٹ پڑے موبائیل کی تھرتھراہٹ نے موحد کو متوجہ کیا دوران میٹنگ وہ کال اٹینڈ کرنے کے سخت خلاف تھا مگر مہر ماہ کے نام پر نظر پڑی تو وہ رہ نہ سکا تھا۔موبائیل اٹھا کر کال اٹینڈ کی تو سب سے پہلا سوال یہی اس کے کان سے ٹکرایا۔

''ایکسکیوز می۔۔۔'' وہ کان سے موبائیل ہٹا کر معذرت کرتا میٹنگ روم سے باہر کوریڈور میں نکل آیا۔

''ہاں اب بولو۔۔۔کیا کہہ رہی تھیں؟''

''کیا تم مجھے مل سکتے ہو موحد؟'' وہ الجھی ہوئی سی لگ رہی تھی۔موحد کی مسکراہٹ بیساختہ تھی برجستہ بولا۔

''سنا ہے اللہ سے دعا کرو تو سب کچھ مل جاتا ہے۔۔۔''

مسکراتا ہوا لہجہ مہرو کی سماعت سے ٹکرایا تو اپنا سوال اور اس کا جواب سمجھ میں آ گیا وہ بھنا اٹھی۔

''شادی شدہ ہوں میں۔سمجھے تم''

''سمجھتا ہوں مگر میں نے تو بس تمہارے سوال کا جواب دیا ہے'' وہ معصوم بنا۔

''فضول باتیں مت کرو موحد۔۔۔ابھی اسی وقت ملنا ہے تم سے بتاؤ کہاں آؤں؟''

''ایسی بھی کیا ایمرجنسی ہوگئی ہے؟'' وہ درحقیقت حیران ہوا۔

''وہ ملنے پر بتاؤں گی''

''بس میٹنگ ختم ہوتی ہے تو گھر آرہا ہوں میں۔پھر بات کرتے ہیں''

''اوفوہ۔۔۔'' وہ جھنجلائی۔''گھر پہ نہیں ابھی اسی وقت۔مل سکتے ہو تو بتاؤ ورنہ میں کسی اور سے مشورہ کرلوں''

''فل ہیٹڈ ماحول سے نکل کر ایک انتہائی اہم میٹنگ چھوڑ کر سرد کوریڈور میں کھڑا ہوں ہوں تمہاری اس کال کیلیئے اور محترمہ کے مزاج ہی نہیں مل رہے۔'' جتا کر کہا تو وہ قدرے نرم پڑی۔

''کتنا وقت لگے گا اس میٹنگ کو ختم ہونے میں؟''

''بس ایک آدھ گھنٹہ۔۔۔''

''اوکے۔میں تمہارا ویٹ کرلوں گی'' کال ختم ہوگئی۔موحد نے گہری سانس بھرتے ہوئے موبائیل کان سے ہٹا کر سوچنا چاہا کہ مہرماہ کو اتنی ایمرجنسی میں کیا بات کرنے کی ضرورت پیش آسکتی ہے مگر اسے خود سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ شانے جھٹکتا میٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ورکرز کے متعلق مسائیل سنتے اور ان کے حل کے متعلق تجاویز دیتے اور سنتے اسے ایک گھنٹے سے اوپر ہی وقت ہوگیا تب کہیں جا کر میٹنگ برخاست ہوئی وہ مینیجر کے ساتھ ہی بات کرتے ہوئے باہر نکلا تو اپنے آفس کے چپراسی کو کھڑے دیکھ کر بات وہیں چھوڑ دی۔مینیجر کو رخصت کیا اور چپراسی کی طرف مڑا۔

کیا بات ہے۔تم یہاں کیوں ہو؟''

''وہ۔۔۔سر جی ایک بی بی آپ کے کمرے میں آپ کا انتظار کررہی ہیں۔آدھا گھنٹہ ہوگیا ہے۔بار بار کہتی ہیں کہ آپ کو بلا کر لاؤں'' وہ جھجک آمیز بے بسی سے بولا تو موحد کی آنکھوں میں حیرت اتر آئی۔

''کس کو آفس میں بٹھا آئے ہو نواز! وہ بھی بنا اجازت کے'' وہ لمبے ڈگ بھرتا لفٹ کی طرف بڑھا۔دومنزلہ عمارت میں میٹنگ روم گراؤنڈ فلور پر تھا جبکہ موحد کا آفس اوپر تھا۔

''وہ زبردستی گھس گئیں۔آپ کا نام لیا کہتی ہیں رشتہ دار ہوں صاحب کی'' شرمندہ اور گھبرائے ہوئے لہجے میں کہتے نواز نے اس کے پیچھے لفٹ میں داخل ہوکر لفٹ کا بٹن دبایا۔لفٹ تیزی سے اوپر کی طرف بڑھی۔موحد کی پیشانی پر شکن تھی۔پیون کو مناسب لفظوں میں آئیندہ کے لیئے سختی سے وارن کرکے وہ لفٹ کا دروازہ کھلتے ہی آفس کی طرف بڑھا۔دروازہ کھلنے کی آواز پر بھی سیاہ اسکارف میں لپٹے سر نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی زحمت نہیں کی تو وہ حیران ہوتا کھنکھارتے ہوئے آگے بڑھا۔اپنی سیٹ کی طرف بڑھتے اس نے گہری نظر ریلیکس سے انداز میں کرسی میں دھنسی شخصیت پر ڈالی تو لمحہ بھر کو تھم کر رہ گیا۔

''آئی۔۔ڈونٹ۔۔بلیو۔۔'' وہ رک رک کر کہتا اپنی کرسی پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھا تو مہر ماہ نے تنگ کر کہا۔

''کہا تو تھا ابھی ملنا ہے تم سے''

''میں کون سارات گئے باہر آوارہ گردی کرنے کے بعد آتا۔۔۔گھر آکر بھی بات ہوسکتی تھی''انٹر کام اٹھاتا وہ تادیبی انداز میں بولا پھر پی اے کو کسی اور کو آدھے گھنٹے تک اندر نہ بھیجنے کی ہدایت کی۔تب تک مہر ماہ نے گویا بامشکل ضبط کیا۔

''کچھ باتیں فوری طور پر کرنے والی ہوتی ہیں مسٹر موحد۔اتنا صبر مجھ میں نہیں ہے کہ شام کا ویٹ کرتی۔آدھے گھنٹے سے پیون کو بھیج رکھا تھا میں نے تمہیں بلانے کو۔مجھے تو لگ رہا تھا وہ بھی جا کر میٹنگ میں بیٹھ گیا ہے''

''تم یہاں کیوں آئی ہو بیوقوف لڑکی۔ابھی تمہارے ابا یا چچا میں سے کوئی آگیا تب پتا چلے گا تمہیں''موحد نے اسے ڈرانے کی کوشش کی۔

''رات میری نمیر سے بات ہوئی ہے''وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

''تو اس میں کیا نئی بات ہے؟''اس نے متاثر ہوئے بغیر کہا تو مہر ماہ مدھم پڑی۔

''اس نے اپنی کہانی سنائی ہے مجھے''

''کون بتائے گا کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ''وہ لاپروائی سے کہنے لگا۔موحد کی بات کاٹ کر وہ تیزی سے بولی۔

''یہ سب مجھے ثمرہ آنٹی بھی بتا چکی ہیں۔وہ جھوٹ نہیں بول رہا موحد!''

''یہ تو فلمی سچویئشن بن رہی ہے۔۔اب تم اس سے متاثر ہو جاؤ گی۔جو اس نے کیا وہ بھول بھال کر اسے اپنا سرتاج مان کر معاف کردو گی۔''وہ تمسخرانہ بولا۔

''شٹ اپ موحد آفندی!''خفگی سے اسے دیکھا۔پھر آگے جھک کر دانت پیس کر بولی۔

''تمہارا مسلہ یہ ہے کہ جب تک تم خاموش رہتے ہو نا تو بہت عقلمند لگتے ہو۔اور میں اسی دھوکے میں تم سے مدد مانگنے چلی آتی ہوں۔''

موحد کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر جھولتے ہوئے نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ چپ کر کے سینے پر بازو لپیٹے کسی بچی کی طرح خفا سی بیٹھی تھی۔

چند لمحے انتظار کے بعد وہ گہری سانس بھرتا سیدھا ہو بیٹھا۔

''جو مسلہ ہے وہ بیان کرو یار۔''

''مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ مجھے اس سے بات کیوں کرنا چاہیئے؟۔۔اس نے مجھے ٹارگٹ بنایا میری زندگی برباد کی۔اور میرے لیئے

شرم کی بات ہے کہ مجھے اس کے حالات زندگی سن کر دکھ محسوس ہو رہا ہے" وہ جیسے خود پر نفرین بھیج رہی تھی۔ بہت الجھی ہوئی اور بے چین۔ اس کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔

میرا ساجن بچھڑا مہر ماں
میرے آنسو بیچ قطار
میری نیندیں بہہ گئیں آنکھ سے
میرے سپنے زار و زار
مجھے غم کے تھل سب کھا گئے
مجھے چاٹے دکھ کی ریت
میری روح بھی ایسی بانجھ ہوئی
میرے من کے اجڑے کھیت
میرے دن کے سوگ عجیب سے
میری رات کے اپنے بین
میں رو رو برہا کاٹتی
میرے نین نا پائیں چین
میری پوجا مل گئی خاک میں
میری عرضی نامنظور
پھر کیونکر جل جل راکھ ہوئی
نہ موسیٰ نہ میں طور
مجھے ماریں پھول گلاب کے
مرے نیناں چبھ گئے خار
مرا ساجن بچھڑا مہر ماں_!

حسرت کی اگر انسانی شکل ہوتی تو اس وقت وہ وہ مجسم مہر ماہ آفندی ہوتی۔ ایک مضبوط اعصاب کا مرد ہو کر بھی اس کے انداز و الفاظ نے موحد کے دل کو دھکا سا لگایا۔ وہ جو بظاہر اب خود کو مضبوط اور لاپرواہ ظاہر کرتی اپنی زندگی کی سب سے بڑی قیامت کا سامنا کر رہی

تھی اندر سے وہی ٹوٹی پھوٹی مہر ماہ تھی۔

خود پر قابو پاتی وہ کھنکھار کر گلا صاف کرتی پھر سے گویا ہوئی۔

''میں اسے سخت سزا دینا چاہتی ہوں موحد!'' وہ خفگی آمیز بے بسی سے بولی تو باوجود ضبط کے آنسو پلکوں تک آ گئے۔ ''بس تم یہ بتا دو کہ جس نے تمام عمر آبلا پائی میں گزاری ہو کیا وہ پھر سے سزا ہی کا حق دار ہوتا ہے؟''

موحد نے دم سادھ کر اس کی مکمل بات سنی اور نظر بھر کے اس کا چہرہ دیکھتا رہا وہ بھیگے لہجے میں پھر سے بولی۔ ''زرنگار آنٹی کو دیکھتی ہوں تو ترس آتا ہے ان پر۔ عزت کی زندگی گزار نیکی ڈیمانڈ کرنا کیا جرم ہوتا ہے؟ لیکن جب نمیر کے انتقام کے متعلق سوچتی ہوں تو دل چاہتا ہے وہ میرے سامنے آ جائے تو میں اسے شوٹ کر دوں مجھے کیوں چنا اس نے۔۔۔'' اس کے آنسو لڑھک کر رخساروں پر آ گئے تھے۔

وہ ساکت بیٹھا دھوپ چھاؤں کا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ خود سے الجھتی کبھی ہمدردی اور کبھی منتقمانہ انداز میں بولتی وہ جانے اس کے دل کا کون کون سا کواڑ اور دماغ کی گرہیں کھولتی جا رہی تھی۔

''مجھے لگا کہ مجھے اس کی بات سن لینی چاہیئے۔ مگر اب لگتا ہے کہ الجھے ہوئے ریشم میں ہاتھ پھنسا رہی ہوں کہیں خود بھی الجھ ہی نہ جاؤں'' وہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے رگڑ کر رخساروں کو صاف کرتی دل گرفتی سے ہنس دی۔ موحد طویل سانس بھرتا سیدھا ہو بیٹھا۔ پھر جیسے کسی فیصلے پر پہنچ کر اس سے مخاطب ہوا تو بے حد سنجیدہ تھا۔

''کیا تم ابھی بھی طلال کو مس کرتی ہو؟''

مہر ماہ نے لحہ بھر کو آنکھیں موند کر کھولیں۔

''زندگی نے اتنی بری طرح ٹریٹ کیا ہے کہ اپنے دکھ کی طرف سے دھیان ہٹتا ہی نہیں۔ طلال تو تبھی دل سے اتر گیا تھا جب اس نے راہ بدل لی تھی۔''

''اور اگر نمیر آفندی واقعی مظلوم نکلا تو کیا تم اس رشتے کو نبھانا چاہو گی مہر!'' مہر ماہ نے اسے گھور کر دیکھا موحد کے چہرے پر مذاق کا کوئی تاثر موجود نہ تھا لیکن موحد کی بات اسے بہت بری لگی۔

''زندگی کسی رائیٹر کا لکھا ناول ہوتی تو اس کا انجام شاید یہی ہوتا موحد! لیکن اب جان رکھو کہ وہی ہو گا جس میں میرے اللہ کی مرضی ہو گی۔ اور اللہ میرے لیئے یقیناً اچھا ہی کرے گا'' وہ اپنی بات پر زور دے کر بولی۔

''تو پھر اس کی پوری کہانی سن لو مہر! اگر مناسب لگا تو جہاں تک ہو سکے اس کا ساتھ دینا۔ لیکن سزا لازمی دینا اسے۔ تمہاری خوشیوں کا قاتل ہے وہ۔۔۔ وہ تمہارے ہاتھوں شوٹ ہونا ہی ڈیزرو کرتا ہے'' موحد نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

''افسوس تو مجھے گھر والوں کی بے حسی کا سن کر ہوا ہے موحد! زندگی کو موت کی جانب دھکیلنے والے لوگ اس دنیا کے ظالم ترین لوگ

ہوتے ہیں" وہ متاسفانہ بولی۔ موحد نے بہ غور اسے دیکھا اور لہجہ بدل کر ہلکے پھلکے انداز میں بولا۔

"اور میں۔۔۔ میرے بارے میں تم کیا سوچتی ہو۔؟" مہرماہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر ڈھیلی سی پڑ گئی اور کرسی کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے صاف گوئی سے بولی۔

"تم۔۔۔ شروع میں تو بہت برے لگے بلکہ دشمن اول۔ مگر اب سوچتی ہوں کہ تم اچھے ہو بلکہ بہت اچھے۔ ثمرہ آنٹی جیسا مہربان دل ہے تمہارا"

"تو۔۔۔؟" وہ متجسس سا بہ عجلت بولا۔ مہرماہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تو کیا؟"

"آئی مین۔۔۔ ابھی ہم جس ریلیشن میں ہیں اگر تم چاہو تو وہ بعد میں باقاعدہ۔۔۔" وہ شانے اچکا کر بہت سرسری انداز میں جو کہنے جا رہا تھا مہرماہ اس کے ادھورے جملے سے بھی فی الفور اس کا مطلب پا گئی تبھی اس کی بات کاٹ گئی۔

"تم نے میری جتنی مدد کرنا تھی کر دی موحد! تھینکس فار دیٹ۔۔۔" وہ کرسی دھکیلتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"لیکن میں ابھی آئندہ کے متعلق کچھ بھی سوچنا نہیں چاہتی۔ سوائے نمیر کو بے نقاب کرنے کے"

"کیسے آئی تھیں۔۔۔؟" موحد کو خیال آیا۔

"رکشہ کیا تھا" وہ ہنس دی۔

"شاباش۔ گھر میں دو دو گاڑیاں کھڑی رہتی ہیں اور مہرماہ آفندی رکشہ کر کے آئی ہیں" وہ طنزیہ بولا۔ اور گاڑی کی چابی اٹھا لی۔

"ڈونٹ وری۔ میں واپسی پر کبیر کے ساتھ چلی جاؤں گی" مہرماہ نے اسے تسلی دی۔ لیکن وہ اپنی چیزیں سمیٹ کر دراز لاک کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں چلتا ہوں تمہارے ساتھ۔" وہ سر ہلا کر اسکارف سے نقاب کرنے لگی۔ موحد ایک نظر اسے دیکھ کر اپنا موبائل اٹھانے لگا۔

☆......☆......☆

تین دنوں سے وہ ملاحہ کی نظر میں نہیں آیا تھا اور یہ تین دن ملاحہ نے راتوں کو نیند کو آوازیں دیتے اور کروٹیں بدلتے گزارے تھے۔

"کیا بکواس کر دی میں نے اس روز اس سے۔" اسے رہ رہ کر اپنے آپ پر غصہ آتا تھا۔ کالج بھی وہ دوسرے ڈرائیور کے ساتھ جا رہی تھیں۔

"کبیر کہاں ہے؟" فرزین نے پہلے پیپر والے روز دوسرے ڈرائیور کو دیکھ کر اس سے پوچھا تو ملاحہ نے بے بسی سے شانے اچکا دیئے۔

"اب بھی اس کی شربتی آنکھوں پر تمہارا کرش ویسا ہی ہے یا اب افاقہ ہے۔؟" گاڑی میں ڈرائیور کی موجودگی کے باعث وہ

http://kitaabghar.com

ملاحہ کے کان میں گھسی ملاحہ نے کہنی اس کی پسلی میں گھسیڑ دی تو وہ کراہ کر دانت پیستی اسے گھورتے ہوئے گاڑی کے دوسرے دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ملاحہ نے کھڑکی کے شیشے سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں وہ دل ہی دل میں کبیر خان سے سخت ناراض ہو چکی تھی۔محبت کے دعوے دار ایسے ہوا کرتے ہیں بھلا۔خفا ہو جاتا اس سے بات نہ کرتا۔۔۔مگر نگاہ سے چھپ جانا تو انتہا درجہ کی بے اعتنائی تھی اور پھر اس کے آخری پیپر والے روز جب فرزین کو چھٹی تھی۔سرد ترین موسم میں جبکہ بادل جھکے چلے آرہے تھے۔صبح سے ہونے والی مسلسل بارش ابھی کچھ دیر پہلے ہی سردی کی شدت میں اضافہ کر کے بہ مشکل تھمی تھی کالج سے واپسی پر اس نے گیٹ سے نکل کر اپنی گاڑی کی تلاش میں نظر دوڑائی تو انتہائی غیر متوقع طور پر بلیو جینز اور لیدر کی سیاہ جیکٹ میں ملبوس گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے محو انتظار کبیر کو دیکھ کر وہ شاکڈ رہ گئی۔وہ نا صرف اسے دیکھ چکا تھا بلکہ اس کا ٹھٹکنا اور ایک ہی جگہ قدم جما لینا بھی نوٹ کر چکا تھا۔تبھی ہلکا سا سر کو اثبات میں ہلا کر جیسے اس کا سکتہ توڑنے کی سعی کی تو وہ چونک کر خجل سی ادھر ادھر دیکھتی گاڑی کی طرف بڑھی۔(تو یہ خواب نہیں تھا)وہ شال کو سمیٹتی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی اور گاڑی اسٹارٹ ہوتے ہی یوں شیشے کے ساتھ ناک جوڑ کر باہر جھانکنا شروع کیا جیسے پہلی بار گھر سے باہر نکلی ہو۔وہ بالکل خاموشی سے گاڑی چلا رہا تھا جیسے بالکل تنہا ہو اور لانگ ڈرائیو پر نکلا ہوا ہو۔ملاحہ کو اس پل اپنی بے قدری کا احساس اس قدر شدت سے ہوا کہ باوجود ضبط کے اس کے آنسو بہہ نکلے۔یعنی کہ وہ تین راتوں سے سو نہیں پائی تھی اور مقابل کو اس بات کا احساس تک نہیں تھا۔

ٹپ ٹپ۔۔۔ایک بار پھر بارش کے قطرے تیزی سے ونڈ اسکرین کو بھگونے لگے۔یا شاید وہ بھی ملاحہ کے دکھ پر دکھی تھے۔

"مین روڈ تو ڈوب چکی ہے صبح سے ہونے والی بارش کے پانی میں۔لمبا چکر کاٹ کر آنا پڑا مجھیاب بھی وہیں سے واپسی ہو گی۔دعا کریں خیریت سے گھر پہنچ جائیں" بہت دیر کے بعد وہ بولا تو ملاحہ نے لمحہ بھر کو آنکھیں موند کر سماعت سے ٹکراتا اس کا خوب صورت لہجہ محسوس کیا۔

"تم خود ہی دعا مانگ لو خان!میری دعاؤں میں اتنا اثر نہیں ہے کہ قبول ہو سکیں" وہ عام سے انداز میں بولی مگر آنسوؤں کی نمکینی سے بوجھل ہوتا لہجہ سننے والے کو اچھی طرح محسوس ہوا تھا۔بے اختیار بیک مرر کو موڑ کر کھڑکی کے ساتھ جڑ کر بیٹھی ملاحہ کو دیکھا اور لب بھینچ کر گاڑی کی اسپیڈ کم کر دی۔تند و تیز بارش ویسے بھی ڈرائیونگ کو مشکل بنا رہی تھی پانی کی مسلسل بہتی دھاریں ونڈ اسکرین کے پار دیکھنا مشکل کر رہی تھیں۔اس نے ایک محفوظ سائیڈ پر گاڑی روک دی۔ماسوائے بارش کے شور کے گاڑی کے اندر بالکل خاموشی تھی۔ہیٹر کی گرمی باہر کی سردی کو تو اندر آنے سے روک رہی تھی مگر گاڑی کے اندر پھیلی سرد مہری دونوں ہی نفوس کو محسوس ہو رہی تھی۔ملاحہ یونہی باہر دیکھتی رہی کبیر نے لمحہ بھر کو لب بھینچے۔

"آپ ناراض ہیں تو مجھ سے صاف الفاظ میں کہہ سکتی ہیں" اس نے سادگی سے کہا تو ملاحہ تڑپ اٹھی اس الزام پر" میں۔۔۔ میں ناراض ہوں۔؟" بے یقینی سے کہتے تاسف اور دکھ کے مارے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

http://kitaabghar.com

''تین دن سے تم غائیب ہو یا میں؟۔۔۔اگر میری بات اچھی نہیں لگی تو اسی وقت کہہ دیتے ڈانٹ کر بھڑاس نکال لیتے دل کی۔یوں بن بتائے منظر سے غائیب ہو جانا ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو کسی دوسرے کی کتنی پرواہ ہے''

''غلط اندازے مت لگائیں''

''ہاں۔۔۔زندگی کی بساط پر میرا اندازہ ہی تو غلط ہو گیا'' وہ زخمی سے انداز میں ہنسی اور آنکھیں موند لیں۔سیاہ وول کی شال میں اس کی کبھی گلابیاں چھلکاتی رنگت اب زرد دکھائی دیتی تھی۔کبیر کے دل کو دھکا سا لگا تو اس نے بیک مرر سے نگاہ ہٹا کر اسکرین پر بہتی پانی کی دھار پر جمالی۔

''دل کے کہے پر چلنے والے سود وزیاں میں نہیں پڑا کرتے اور نہ ہی محبت کے علاوہ ان کی ترجیحات کے خانے میں کچھ اور رہوا کرتا ہے''

ملاحہ تڑپ کر سیدھی ہوئی۔''تو میں نے کون سا جائیداد مانگ لی تم سے کبیر خان''

''جب آپ اس راہ پر آئیں میں تب بھی آپ کا ڈرائیور تھا'' وہ جیسے اسے یاد دلا رہا تھا۔

''تو کیا ساری عمر رہو گے؟ نہیں نا؟۔۔۔تو پھر میرا کہنا تمہارے دل کو اس قدر کیوں چبھا کبیر!''

وہ خاموش رہ گیا۔ملاحہ کو مارے غصے کے رونا آنے لگا۔

''میں بتاتی ہوں۔۔۔کیونکہ تم نے کبھی میرے متعلق ایسی فیلنگز رکھی ہی نہیں۔وہ تو میں ہی بے وقوف تھی۔۔۔تمہیں بھی کھینچ کر زبردستی اس راہ پر لے آئی اور تم نے ترس کھا لیا مجھ بے چاری پر''

''بیچاری۔۔۔؟؟'' کبیر کی نگاہ بے اختیار بیک مرر پر اٹھی۔رونے سے گلابی ہوتی آنکھیں اور بھیگے رخسار۔وہ بے ساختہ نگاہ پھیر گیا۔

''گاڑی چلاؤ کبیر خان! قسمت میں ہوا تو خیریت سے ہی گھر پہنچیں گے''

''مگر میں آپ کو کہیں اور لے جانا چاہتا ہوں'' وہ ایک دم جیسے کسی نتیجے پر پہنچتے ہوئے بولا تو ملاحہ دھک سی ہو کر اسے دیکھنے لگی۔وہ اب گاڑی اسٹارٹ کر رہا تھا۔

(اف۔۔کہیں کورٹ میرج کا پلان تو نہیں بنا رہا۔فلموں اور ڈراموں میں تو ایسا ہی ہوتا ہے)

''مجھے سیدھا گھر جانا ہے کبیر خان!'' وہ گھبراہٹ چھپا کر سختی سے بولی تو کبیر نے ان سنی کرتے ہوئے اپنا دھیان آگے ہی رکھا۔

''کبیر۔۔۔سنا نہیں تم نے۔۔۔اگر تم کہیں اور لے گئے مجھے تو میں شور مچا دوں گی''

''اچھا۔۔۔تب مجھے بھی بتا دیجیئے گا اکٹھے مل کر شور مچائیں گے تو زیادہ لوگ جمع ہوں گے'' وہ متاثر سا ہو کر بولا تو ملاحہ اسے گھور

http://kitaabghar.com

کررہ گئی۔کھڑکی کے باہر آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔یہ واقعی گھر کا راستہ نہیں تھا۔وہ بے بسی سے بیٹھی رہ گئی۔

"آپ کو ملوانا ہے کسی سے" وہ مسکرا رہا تھا۔

"تم پر اعتبار کیا ہے خان۔۔ جہاں بھی لے جاؤ" وہ نرمی سے کہتی سارا مان اسی پر ڈال گئی تھی۔اور اس دن وہ پہلی بار کبیر کی دونوں بہنوں سے ملی۔کبیر نے یہاں بہت خوب صورت نیا گھر خریدا تھا۔

"سرپرائیز۔۔۔"

وہ مسکرا رہا تھا ملاحہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔"بہت خوب صورت سرپرائیز ہے کبیر"

وہ وقت ایک شاندار وقت تھا کبیر اور ملاحہ کی مسکراہٹ میں ایک بیساختہ پن تھا اور آنے والے دنوں کے لیئے دل میں نیا ولولہ۔

☆......☆......☆

رات اسے بہت بے صبری سے نمیر کی کال کا انتظار تھا۔اور کال تھی کہ آ ہی نہیں رہی تھی۔سب سو چکے تھے۔وہ موبائیل فل چارج کیئے ہوئے تھی کہ کل کی طرح بیٹری ڈاؤن نہ ہو جائے۔مگر انتظار انتظار ہی رہا۔اور کال نہیں آئی اس نے خود اس کے نمبر پر کال کی مگر ہر بار نمبر بند ہی ملا۔

"اُف۔۔" وہ جھنجلائی۔"آگے پتا نہیں کیا ہوا ہوگا۔زرنگار آنٹی کی یادداشت کیسے متاثر ہوئی اور ہاں ان کے ٹیومر کا آپریشن کس نے کروایا ہوگا۔پھر اس دارالامان میں ان کو داخل کروانا وہاں انہیں عام مریضوں سے ہٹ کر ہر سہولت اور الگ سے کیئر ٹیکر رکھوا کر دینا۔۔یہ سب کسی کی تو مہربانی ہوگی نا" وہ ناخن چباتی مسلسل ایک ٹینشن کی کیفیت میں تھی۔وہ زرنگار کو لینے گئی تب ان کا کمرہ اور اس کی آرائش دیکھ کر نرس سے پوچھ ہی لیا تو اسی نے بتایا کہ زرنگار کے لیئے ان ایکسٹرا سہولیات کو ان کے بیٹے نے باقاعدہ خرید رکھا تھا۔

"یعنی وہ کافی اچھے حالات میں ہوگا۔۔۔اُف۔تو میں کس کو ایک لاکھ دے آئی۔۔۔" وہ کراہی۔اسے یاد آیا اس نے تو خود سے مصمم ارادہ کیا ہوا تھا کہ ایک لاکھ کہیں سے ہاتھ لگا تو موحد آفندی کے منہ پر مارنا ہے" (اس نے بھی تو تھپڑ مارا تھا) مہر کو یاد آیا ایسے ہی موحد کی تعریف کردی آج اس کے منہ پر۔یہ تھپڑ اس وقت تو یاد ہی نہ آیا تھا۔خیر اب ایک لاکھ جمع ہوا تو موحد کو منہ پر مارے بغیر شرافت سے ہی واپس کردوں گی۔تاریخ گواہ ہے کہ ہر مشکل وقت میں اسی سے مدد لینا پڑتی ہے مجھے۔وہ الٹی سیدھی سوچوں کی زد میں تھی جب ہاتھ میں تھاما موبائیل ایک دم سے زوں زوں کر کے تھرتھرانے لگا تو اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔زرنگار کی ڈسٹربنس کے خیال سے اس نے موبائیل کو وائبریشن موڈ پر لگایا ہوا تھا۔نمیر ہی کی کال تھی۔اس نے دو تین رنگز آنے دیں۔

(اسے احساس نہ ہو کہ میں اس کی کال کا انتظار کر رہی تھی)

"ہیلو۔۔۔"

http://kitaabghar.com

''اسلام علیکم'' دوسری طرف سے بشاش لہجے میں سلامتی بھیجی گئی۔اس نے خفیف سا ہو کر سلام کا جواب دیا۔

''جیتی رہو'' اس کا بشاش انداز مہر ماہ کو لاپرواہانہ لگا تو وہ تلملا اٹھی۔

''حد ہے یعنی کہ ہم نے خیر سگالی کے جذبات ایک دوسرے تک پہنچانے کے لیئے یہ کال کی ہے''

''ہاہ۔۔۔'' وہ محظوظ ہو کر ہنسا۔''میرے جذبات تو خیر سگالی والے ہی ہیں مسز۔جیتی رہیئے شاد و آباد رہیئے۔بلکہ سدا سہاگن بھی رہیئے'' وہ برجستہ بولا۔مہر ماہ نے اپنے رخسار تپتے محسوس کیئے۔

''سیدھی لائین پر آؤ نمیر آفندی!باقی کی کہانی سناؤ اور یہ مت بھولو کہ آخر میں فیصلے کا اختیار تم مجھے دے چکے ہو'' وہ فوراً اروڈ ہو گئی۔

''اور وہ آخری فیصلہ پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کیا؟''

''تمہیں شوٹ کرنا ہے نمیر وقار۔۔۔'' وہ سلگ کر بولی۔

''کر دینا مہر!'' وہ ایک دم سے اس کی بات کاٹ کر اتنی قطعیت سے بولا کہ مہر ماہ کے اگلے الفاظ منہ ہی میں رہ گئے۔

''میں انتقام کی آگ میں جلتا شاید آفندیز ہی کی سطح پر آ گیا تھا مہر!کیا کروں خون کا اثر ہے نا۔تبھی انتقام پورا کرنے کے لیئے تمہیں چن بیٹھا'' وہ دھیمے اور بوجھل لہجے میں کہہ رہا تھا۔اور مہر ماہ ساکت سی سن رہی تھی۔تو اس ظالم انسان کے پاس بھی دل تھا؟؟

''مگر میں نے بہت کڑا وقت دیکھا ہے مہر!دنیا میں آپ کا جان سے پیارا ایک ہی رشتہ ہو اور اسے بھی دنیا آپ سے چھین لینے کی کوشش کرے تو کیا ایسی دنیا کو آگ نہیں لگا دینی چاہیئے۔۔۔''

''ظلم کی کوئی وضاحت نہیں ہوتی نمیر چاہے وہ مظلوم ہی کیوں نہ کرے'' مہر ماہ دکھ سے بولی۔

''مانتا ہوں مہر ماہ!لیکن میری زندگی میں تاریک راتیں اتنی آئی ہیں کہ شاید میری سوچ مثبت نہیں رہی۔'' وہ اعترافی انداز میں بولا تو مہر ماہ کا دل دکھ سا گیا۔

''اعتراف کی راہ پر آتے بہت دیر لگ گئی تمہیں نمیر۔''

''میں نے اپنی ماں کو خون کے آنسو روتے دیکھا ہے مہر ماہ!آغا ذوالفقار کی جائیداد میں اپنے بھائیوں کے برابر حصہ رکھنے والے اپنے باپ کو بنا دوا کے مرتے دیکھا ہے میں نے اور بچپن کی یتیمی کا دکھ تم کیا جانو مہر بی بی!جس کی عمر پھولوں کی سیج پر گزری ہے۔میری ماں بھی اس سرد اور تاریک رات میں مر جاتی اور آج شاید تمہیں نمیر آفندی کی یہ کہانی سننے کو نہ ملتی اگر ایک روز فاران آفندی ہمیں ڈھونڈتے پہلے ہمارے گھر اور پھر محلے والوں سے پوچھ کر اس سرکاری ہسپتال نہ چلے آتے جس کے ایک وارڈ میں زمین پر چادر پھیلا کر میری ماں کو وہاں ڈال دیا گیا تھا۔کیونکہ ہمارے پاس ان کے برین ٹیومر کو آپریٹ کروانے کے لیئے روپے نہ تھے۔اور تب تایا جان کو سامنے پا کر ان کے سینے سے لگ کر مجھے احساس ہوا کہ دنیا میں اچھے لوگ کم سہی مگر باقی ہیں۔'' وہ سانس لینے کو رکا۔مہر ماہ سانس روکے سن

رہی تھی۔

''تو فاران چچا نے تم لوگوں کو سہارا دیا۔۔یعنی کہ پھر تو ثمرہ چچی بھی تمہیں جانتی ہیں؟'' مہر ماہ کا وجود سنسنا اٹھا۔

''میری ماں بچ گئی مہر! لیکن آپریشن میں ہونے والی دیر اور ہسپتال کے عملے کی پہلے کی لاپرواہی کی وجہ سے ان کی یادداشت شدید متاثر ہوئی یہاں تک کہ وہ مجھے بھی پہچان نہیں پاتی تھیں اور یہ آفندیز ہی کا دیا ہوا دکھ ہے کہ میں پچھلے پندرہ برس سے ترس رہا ہوں کہ میری ماں کب مجھے پہچان کر گلے سے لگائے گی''

''تم میرے سوال کا جواب دو نمیر۔۔۔کیا موحد اور ثمرہ آنٹی جانتے ہیں تمہیں کبھی ملے ہیں تم سے؟'' اس کا حلق خشک ہونے لگا تیزی سے پوچھا۔

''تم میری کہانی سن چکی ہو۔۔۔تمہارے سوالات کے جواب دینا طے نہیں ہوا تھا مہر ماہ!'' وہ رسان سے بولا۔

''اگر تب ان لوگوں نے تمہاری مدد کی تھی تو بعد میں اکیلا تو نہیں چھوڑ دیا ہوگا نا'' اس کا ذہن ابھی تک اسی نکتے پر اٹکا ہوا تھا۔

''اب بتاؤ۔۔۔اس کہانی میں ظالم کون ہے اور مظلوم کون؟'' وہ اس کے کسی بھی سوال کا جواب نہیں دینا چاہتا تھا۔مہر ماہ کو شدت سے احساس ہوا۔تو وہ سرتاپا سلگ اٹھی اور تقریباً چلا ہی اٹھی۔

''باقی کہانیوں کا تو مجھے پتا نہیں مگر میری زندگی کی کہانی میں صرف اور صرف تمہی ظالم ہو''

''تم نے وعدہ کیا تھا فیصلہ کرنے کا مہر ماہ!''

''میں قائیم ہوں اس فیصلے پر نمیر! طلاق تو تم مجھے دو گے ہی۔۔لیکن اس سے پہلے میں ایک بار ضرور تم سے ملنا چاہتی ہوں'' وہ غصے سے غرائی۔

''اور اگر اس کے بعد؟۔۔آئی مین تمہارا دل نہ چاہا طلاق لینے کو تو؟'' اس کے مسکراتے لہجے نے مہر ماہ کو بدکا دیا۔

''شٹ اپ۔۔۔اتنے آئے تم پرستان کے شہزادے۔میں صرف ایک بار تمہارے روبرو آکر دیکھنا چاہتی ہوں جیسا تم نے کہا۔۔کہ تم مجھ سے کی گئی زیادتی پر شرمسار ہو تو اتنی ہی ندامت تمہارے چہرے پر بھی ہے یا نہیں'' وہ تیزی سے استہزائیہ بولی۔

''کبھی کبھار آگہی سب سے بڑا دکھ بن جاتی ہے تب مہر ماہ! لاعلمی اللہ کا کرم لگنے لگتی ہے'' وہ ناصحانہ بولا۔

''بے وقوف مت بناؤ مجھے'' وہ تیز لہجے میں بولی۔''بنا تمہاری شکل دیکھے نکاح کر لیا اب بنا دیکھے طلاق لے لوں؟ اگر زندگی میں کبھی آمنا سامنا ہو گیا تو تمہیں تھپڑ مارنے کی میری حسرت دل میں ہی رہ جائے گی'' وہ بے اختیار ہنسا تھا۔

''ہاہ۔۔۔بہت سی بیویوں کی عجیب وغریب خواہشات سنی تھیں تم ان سب سے یونیک (انوکھی) ہو مسز''

''اچھا۔۔۔کتنی بیویاں رکھی ہوئی ہیں تم نے'' وہ طنزیہ بولی پھر استہزائی ؎ سے اضافہ کیا۔

http://kitaabghar.com

”سبھی کو اغواہی کرتے ہو گے“

”کہا نا بہت شرمسار ہوں اپنے کیئے پر مہر ماہ! لیکن صرف تمہارے سامنے۔آفندیز سے تو ان کے جیسا ہی بن کے ملنا ہے مجھے۔“ وہ قطعی لہجے میں بولا۔پھر اس کی آواز ذرا مدھم ہوئی اور لہجہ ٹھہر سا گیا۔

”رہی بیویوں والی بات تو۔۔۔بس تم ہو۔۔۔اور تمہی پر شاید دنیا ختم ہے اور میری تلاش بھی“ کال شاید ختم ہو چکی تھی لیکن مہر ماہ پسیجتے ہاتھ میں مضبوطی سے موبائیل تھامے کان سے لگائے سنسناتی سماعتوں کے ساتھ ابھی تک بے یقین بیٹھی تھی۔

خبیث۔۔کیا بکواس کر رہا تھا بیہودہ شخص۔اس نے حواس میں لوٹتے ہوئے موبائیل کو پرے پھینکا اور نمیر آفندی کو غائبانہ گالیوں سے نوازا۔وہ یقیناً کوئی بڑی گیم کھیلنا چاہ رہا تھا۔۔۔“

تم سے ہمدردی اپنی جگہ لیکن نمیر آفندی میں اپنی زندگی کی خوشیوں کے قاتل کو کبھی معاف نہیں کر سکتی‘ وہ تنفر سے خود کلامی کرتی اپنی جگہ پر لیٹ گئی۔۔۔لیکن نمیر کی آواز و انداز کتنی ہی دیر نیند اور اس کی آنکھوں کے درمیان آنکھ مچولی کرتے رہے۔پھر نا جانے کب وہ نیند کی آغوش میں چلی گئی۔

☆......☆......☆

ناشتے کے بعد آغا جان نے محض مہر ماہ کو بات کرنے کے لیئے روکا تو وہ اندر ہی اندر خوف زدہ بھی ہوئی لیکن باادب بیٹھی رہی۔

”تم نے اتنا کچھ غلط کر دیا ہے مہرو کہ میرا دل نہیں چاہتا تمہاری شکل دیکھنے کو‘ وہ بہت سنگ دلی سے گویا ہوئے تو مہر ماہ کے دل کو دھچکا سا لگا وہ بے اختیار ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔

(تو ظالموں کا چہرہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے عام انسانوں جیسا فرق صرف الفاظ اور رویے کا ہوتا ہے)

”ہم نے موحد جیسے شاندار بندے کی زوجیت میں دیا تمہیں اور تم اس بدکردار شخص کے نکاح کو سنبھال کر بیٹھی ہوئی ہو“ مہر ماہ نظریں گود میں رکھے ہاتھوں پر جما کر بیٹھ گئی۔

”بات ہوئی ہے اس کے ساتھ تمہاری؟“ وہ حقارت سے پوچھ رہے تھے۔مہر ماہ شرم سے ڈوب مرنے والی ہوئی۔

”جی۔۔۔وہ طلاق کا مطالبہ کیا تھا میں نے اس سے آغا جان۔لیکن وہ جائیداد میں سے حصہ مانگتا ہے“

”ہاہ۔۔۔اس کے باپ کی نہیں یہ سب آغا ذوالفقار کی کمائی سے بنا ہے۔میری زندگی میں وہ یہ مطالبہ نہیں کر سکتا نا ہنجار۔“ وہ تنفر سے بولے۔”لاؤ دکھاؤ شریعت میں کہاں لکھا ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد پوتا وارث ہوتا ہے“

”موحد کو بھی تو وراثت میں حصہ دار بنایا ہے آپ نے آغا جان“ اس کی زبان پھسل گئی۔آغا جان کا غیض سے چہرہ لال ہو گیا۔

”بکواس مت کرو مہرو۔۔۔موحد کو اس نطفۂ ناتحقیق سے مت ملاؤ۔۔۔موحد تو شان ہے ہمارے گھرانے کی۔تف ہے ہم پر

کہ ایک طوائف کے جنے بچے سے ہم اپنی نسل آگے بڑھائیں"

مہر ماہ کا دل مارے خوف کے سکڑ گیا۔ (انسان خدا بننے کی (نعوذ باللہ) کوشش کیوں کرتا ہے آخر؟ جبکہ کبھی بھی منہ کے بل گر جانا اس کا مقدر ہے؟) اس نے اپنی پوری ہمت مجتمع کر کے کہا۔

"میری اس سے ایک دو بار بات۔ ہوئی ہے آغا جان۔۔۔ وہ بس عزت چاہتا ہے اس گھر میں اپنی اور اپنی ماں کی۔ اور موحد۔۔۔ وہ بہت اچھا ہے کیونکہ وہ ثمرہ آنٹی کے گھر پیدا ہوا یعنی اس کے اچھے ہونے میں اس کا کوئی کمال نہیں تو پھر نمیر کا کیا قصور آغا جان اگر وہ ایک طوائف کے گھر پیدا ہوا۔۔۔ خون اور نسل تو وقار آفندی کی ہی ہے نا"

"بکواس مت کرو۔۔۔ بہت زبان چلنے لگی ہے تمہاری" وہ گرجے۔

"سوری۔۔۔" اس نے سر جھکا لیا۔ لیکن دل و دماغ میں بغاوت کی ایک شدید لہر سی اٹھی تھی۔

"ایک بار وہ سامنے آجائے اپنے ہاتھوں سے گولی اس کے ناپاک سینے میں اتاروں گا میں" مہر ماہ نے دانتوں تلے سختی سے لب دبا لیا۔

"اسے بلاؤ گھر۔۔۔ کہو کہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ میں بھی تو دیکھوں اس سورما کو۔ بڑے حساب واجب کر دیئے ہیں اس نے مجھ پر۔ اور اگر انکار کرتا ہے تو مجھے بتاؤ میں اس ناپاک عورت کو بھی گھر سے باہر پھنکواتا ہوں" وہ بہت حقارت سے زرنگار کا تذکرہ کر رہے تھے۔

مہر ماہ کا دل بھیگ گیا۔ اسے پہلی بار حقیقتاً زرنگار اور نمیر آفندی سے ہمدردی محسوس ہوئی۔

ہاں۔۔۔ نمیر آفندی سے بھی۔ یہ لوگ اسی قابل تھے کہ ان کو منہ توڑ جواب دیا جاتا۔۔۔ ہاں میں بیچ میں پسی تو کیا۔۔۔ آغا جان کی سوچ پر اس کا ذہن باغی ہو کر اور ہی سمت اڑانیں بھر رہا تھا۔

☆......☆......☆

"میں تم سے۔ ملنا چاہتی ہوں نمیر۔۔۔" اس نے اسے دل مضبوط کر کے بنا سوچے سمجھے میسج کر دیا تھا۔ اور رات گئے اس کی کال بھی آگئی۔

"زہے نصیب۔۔۔ کن ساتھ لاؤ گی یا وہ بندوبست میں کروں؟" وہ مذاق کر رہا تھا۔

"میں سیریس ہوں نمیر۔ میں واقعی تم سے ملنا چاہتی ہوں لیکن صرف تم سے۔۔۔ کسی ایکس وائی زیڈ سے نہیں۔" وہ اپنے لفظوں پر زور دے کر بولی تو وہ ہنسا۔ پھر محظوظ ہو کر پوچھنے لگا۔

"اچھا۔ تو تمہیں کیسے پتا چلے گا کہ میں ہی ہوں یا کوئی اور"

"تم اپنا آئی ڈی کارڈ لاؤ گے ساتھ مسٹر"

http://kitaabghar.com

''اور مجھے کیا مجبوری ہے کہ میں تمہارا یہ مطالبہ پورا کروں؟'' وہ جیسے کرید رہا تھا۔

''یہ مت بھولو کہ تمہاری ماں اس گھر میں ہمارے رحم و کرم پر ہے'' مہر ماہ نے ''آفندی پن'' دکھانے کی کوشش کی۔

''وہ اللہ کے رحم و کرم پر ہیں مائی ڈیئر۔ اور تم لوگ جانتے نہیں ہو نمیر آفندی کتنی زہر چیز بن چکا ہے اس معاملے میں۔ میری ماں کا بال بھی بیکا ہوا تو پورا آفندی ہاؤس الٹ دوں گا میں'' اس کے لب و لہجے کی قطعیت بھری سفاکی پر مہر ماہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔ پھر اسے دھمکاتے ہوئے بولی۔

''ان کو کچھ نہیں ہوگا۔ لیکن اب یہ لکا چھپی اور فون کالز کا بزدلوں والا سلسلہ بند کرو نمیر ورنہ آج کے بعد میں تمہاری کوئی کال اٹینڈ نہیں کروں گی۔ شادی تو ویسے بھی میری موحد کے ساتھ ہو ہی چکی ہے اور وہ بہت ہینڈسم بھی ہے''

اس کی بات سن کر وہ دل کھول کر ہنسا تھا۔

''مائی گڈنیس۔۔۔ یعنی اب تقابل ہوگا میرا اور موحد کا۔۔''

''تم نے دیکھا ہوا ہے اسے؟''

''ہاں۔۔ تمہارے ساتھ کئی بار دیکھا ہے'' وہ مان گیا تھا۔

''اوکے اب بتاؤ کہاں مل رہے ہو پھر؟'' مہر ماہ کے دل میں سنسنی سی بھر گئی۔

''کہتی ہو تو آفندی ہاؤس آجاتا ہوں'' وہ نڈر ہو کر بولا۔

''آغا جان تمہیں قتل کر کے بہت خوشی محسوس کریں گے یقیناً''

''ایک آغا جان اور ایک ان کی پوتی۔۔۔ دونوں کو جان چاہیئے میری'' وہ مسکرا رہا تھا یقیناً۔ اب اگر وہ نمیر سے ہونے والی نئی نئی ہمدردی کا بتاتی تو شاید وہ سر پر ہی چڑھ جاتا۔ چپ ہی رہی۔

''کیا گارنٹی ہے کہ اس ملاقات کا تم اور کسی کو نہیں بتاؤ گی؟'' وہ پوچھ رہا تھا۔

مہر ماہ کا دل بے ترتیبی سے دھڑکا۔ کہیں وہ مکر ہی نہ جائے۔

''قسم لے لو۔۔۔ کسی کو نہیں بتاؤں گی۔ تم سے ملنا میری زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے نمیر۔ اگر تم واقعی خود کو مظلوم سمجھتے ہو تو مجھ سے ایک بار مل لو۔ پلیز''

دوسری طرف سے گہری سانس لینے کی آواز آئی۔

''اوکے ڈن۔۔۔ یہ معاملہ بھی ختم کیئے دیتے ہیں مہر ماہ نمیر آفندی!'' وہ بوجھل سے لہجے میں بولا۔

''لیکن یاد رکھنا۔۔۔ بدلے کے لیئے تمہیں چننے پر میں بہت شرمسار ہوں۔ جو سزا دو گی وہ قبول ہوگی مجھے۔ چاہو تو گن مجھ سے

http://kitaabghar.com

لے لینا" مہر ماہ ساکت سی سنتی رہی۔

"میرے اندر بہت زہر بھرا ہوا تھا مہر ماہ۔تم سب کے لیئے۔لیکن اب بہت کچھ بدل چکا۔۔۔میں تمہارے سامنے کچھ اعتراف بھی کرنا چاہتا ہوں۔اس کے بعد ہر فیصلہ تمہارا ہوگا"

باہر لان میں سرد تاریک رات سست روی سے گزر رہی تھی۔

☆......☆......☆

موحد کے توسط سے ملاحہ کا بہت اچھا پروپوزل آیا تھا۔ملاحہ تو بھونچکی رہ گئی۔اس بارے میں تو اس نے کبھی سوچا ہی نہ تھا کہ کوئی پروپوزل بھی آسکتا ہے۔دو دن بعد ان لوگ کی آمد متوقع تھی۔تائی جان نے گہری نظروں سے اس کی اڑتی رنگت دیکھتے ہوئے تفصیل بتائی تو وہ جز بزسی ہو کر خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بس اتنا ہی بولی۔"ابھی تو با مشکل ایگزیمز ختم ہوئے ہیں میرے۔فرصت کو انجوائے تو کرنے دیں مجھے"

"سسرال جا کر انجوائے کرتی رہنا۔لڑکیوں کو زیادہ دیر گھر بٹھانا اچھا نہیں ہوتا" وہ صفا چٹ بولیں تو وہ دل میں ہوتی پکڑ دھکڑ پر قابو پاتی سیدھی موحد کے کمرے میں آئی۔ناک کر کے اس کی اجازت ملنے پر وہ اندر داخل ہوئی تو موحد سے مکمل ناراض تھی۔وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔مگر جب وہ سینے پر بازو لپیٹے یونہی کھڑی رہی تو موحد ہی کو حیران ہو کر بولنا پڑا۔

"کیا مسلہ ہے بھئی زبان ساتھ لانا بھول گئی ہو کیا"

"آپ نے یہ اچھا نہیں کیا بھائی۔۔۔" وہ رونے کو تیار تھی۔

"کیا برا کر دیا میں نے؟"

"میرے لیئے پروپوزل کیوں لائے آپ؟" وہ شدید خفا تھی۔موحد کے ہونٹ او وو کے انداز میں سکڑے۔

"بہت اچھا بندہ ہے وہ اور ایک اچھی بندی کی تلاش میں ہے"

"آپ کو کس نے کہا کہ میں اتنی اچھی ہوں؟"

"اچھا۔۔۔تو یعنی تمہارا انکار ہے اس پروپوزل کو؟" ملاحہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اب تو گھر میں بات کر چکا ہوں میں" وہ تاسف سے بولا۔پھر جیسے بہت سرسری انداز میں پوچھنے لگا۔

"ویسے وجہ پوچھ سکتا ہوں اس قطعی انکار کی" ملاحہ نے نفی میں سر ہلایا تو موحد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چمکی۔

"ہوں۔۔۔یعنی اس وجہ کا کوئی نام نہیں ہے؟" ملاحہ کا دل سکڑا۔

"ہو بھی تو کیا فرق پڑتا ہے آغا جان کے قوانین سب پر ایک ہی طرح سے لاگو ہوتے ہیں" وہ یاسیت سے بولی۔

''فرق پڑے گا جب تم اپنی والدہ کے سامنے حق کی آواز بلند کروگی تو'' وہ اسے حوصلہ دے رہا تھا۔''اور مجھے تم ہمیشہ اپنی پشت پر پاؤ گی'' وہ سنجیدہ تھا۔

''آپ فی الحال تو یہ معاملہ ختم کروائیں'' اسے رونا آرہا تھا۔

''یہ تو اب تم ہی کرسکتی ہو ملاحہ۔'' وہ معذرت خواہانہ بولا۔تو ملاحہ شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھتی پیر پٹختی واپس پلٹی پھر دروازے میں جا کر طعنہ دینا نہ بھولی

''اور ابھی آپ دعویٰ کررہے تھے میری پشت پر کھڑے ہونے کا۔۔۔ساتھ دینے والے ہم قدم ہوتے ہیں پیٹھ پیچھے نہیں'' وہ چلی گئی تھی موحد سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

(دونوں بہنیں ہی ماشاء اللہ۔۔۔)

☆......☆......☆

''موحد میں نے نمیر سے بات کرلی ہے وہ مجھ سے ملنے کو تیار ہے''

وہ موحد کو بتائے بنا رہ نہ سکی تھی (اس نے کون سا قسم دی تھی کسی کو نہ بتانے کے لیئے) مہر ماہ نے دل کو تسلی دی۔

موحد آفس میں تھا جب اسے مہر ماہ کا یہ میسج ملا۔جواباً اس نے مہر ماہ کو کال کی تھی۔

''کہاں مل رہی ہو؟اور کیسے طے ہوگا کہ وہ اصل نمیر ہی ہے'' وہ جرح کر رہا تھا۔مہر ماہ کا دل عجیب سے سکون سے بھرا۔کسی کو تو اس کی فکر تھی۔

''ابھی جگہ تو طے نہیں کی لیکن ملوں گی ضرور اسے تھپڑ مارنے کی شدید خواہش ہے دل میں'' وہ منتقمانہ لہجے میں بولی۔پھر تفاخرانہ بتایا۔''اسے آئی ڈی کارڈ سمیت بلوایا ہے ڈونٹ وری''

''ہوں۔۔'' وہ خاموش سا تھا۔

''کیا ہوا۔۔غلط کررہی ہوں کیا؟'' مہر ماہ کو اس کی خاموشی کھلی۔

''ٹھیک کررہی ہو بالکل۔۔۔لیکن میں تمہارا آخری فیصلہ جان سکتا ہوں اگر تم برا نہ مانو تو'' وہ معذرت خواہانہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔مہر ماہ سوچ میں پڑ گئی۔پھر گہری سانس بھر کے بولی۔

''پتا نہیں۔شاید اس سے مل کر فوری فیصلہ ہوجائے''

''اوکے۔۔بیسٹ آف لک'' وہ لیئے دیئے انداز میں بات ختم کرگیا تو وہ بے جان موبائل کو گھور کر رہ گئی۔

''ہونہہ۔۔۔جل ککڑا۔اس نے تو سوچا ہوگا کہ ساری عمر مجھے یونہی اپنے احسان تلے دبا کر رکھے گا'' کڑھ کر غلط ہی سوچا۔اور

پھر سوچنے لگی کہ نمیر کو ملنے کے لیئے کون سی جگہ بتانی چاہیئے۔

☆......☆......☆

"ایک پارلر ہی کا چکر لگا لو۔کیسی اجڑی شکل بنالی ہے پیپروں کے دوران" تائی جان نے کوئی تیسری بار ملاحہ کو ٹوکا تو وہ جو پہلے ہی بھری بیٹھی تھی چڑ گئی۔

"کیوں۔۔۔ایسا کیا ہونے والا ہے اس گھر میں جس کی تیاری کے لیئے پارلر کے چکر لگانا شروع کر دوں" انہوں نے گہری نگاہ ملاحہ پر ڈالی۔

"لڑکے والے تمہیں دیکھنے آرہے ہیں شکل تو ڈھنگ کی بنا لو تب تک"

"جس کو ایسی ہی شکل اچھی لگے وہی آئے بس یہاں۔میں تو ایسی ہی ہوں" وہ تنک کر بولی۔

"خیر۔ایسی بھی بہت پیاری ہو۔" انہوں نے فوراً بھاپ کا راستہ روک دیا۔وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ملاحہ کھل کر اس معاملے میں سامنے آئے۔

"میری طرف سے ابھی سے انکار ہے بس" وہ شاید سود و زیاں سے بے نیاز ہو چکی تھی۔اور کچھ تائی جان کا اس روز کبیر کو بہت زور دے کر ڈرائیو رکھنے کا بھی اثر تھا

"بکومت۔۔۔کنوار کوٹھا ڈال کر بیٹھو گی کیا" انہوں نے درشتی سے کہا اور پھر اسے وہیں ٹوک گئیں۔

"مہر ماہ کو دیکھو اور نصیحت پکڑو۔زندگی کو گھن لگ گیا ہے اس کی"

"وہی تو امی۔۔۔محبت نہ ملے تو زندگی کو گھن لگ جاتا ہے" وہ آزردہ ہوئی۔تائی جان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔یہ ان کی ناک تلے کیسا کھیل کھیلا جا رہا تھا جس سے وہ بے خبر ہیں۔

"تم کہنا کیا چاہتی ہو ملاحہ؟" انہوں نے تیز لہجے میں پوچھا تو وہ مرجھا سی گئی۔

"میں ابھی اس جھنجھٹ میں نہیں پڑنا چاہتی امی۔۔۔"

"بیٹیاں عزت و آبرو سے وقت پر اپنے گھروں کی ہو جائیں تو والدین کی عزت بھی برقرار رہتی ہے" وہ جتانے والے لہجے میں بولیں تو ملاحہ ہونٹ کاٹ کر رہ گئی۔

"اور مجھے اپنی بیٹیوں پر بہت مان ہے۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اٹھ گئی تھیں۔

"امی۔۔۔" وہ اس کی پکار پر دروازے تک جا کر رک گئیں۔

"اگر میں کہیں اور شادی کرنا چاہوں تو۔۔۔؟" اس کا جھجکا ہوا سا لہجہ کانوں سے ٹکرایا تو صدیقہ بیگم کا دل ڈول گیا۔ملاحہ منتظر

http://kitaabghar.com

نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

”تو اسے کہو رشتہ بھیجے۔۔۔ دیکھ لیں گے ہم“ وہ مضبوط مگر بظاہر لاپرواہ انداز میں کہتی کمرے سے نکل گئیں تو ملاحہ اچھل کر کھڑی ہوئی۔

”یس۔۔۔“ خوشی سے بھرپور نعرہ لگا کر اس نے فوراً اکبیر کو کال ملانے کے لیئے موبائیل اٹھالیا۔

☆......☆......☆

اس نے نمیر کو ایک بہت اچھے ریسٹورنٹ میں ملنے کو کہا۔

”آ آ آہ۔۔۔ ہماری پہلی ڈیٹ۔۔“ اس کا مسکراتا ہوا لہجہ مہر ماہ کو کرنٹ لگا گیا۔

”ہاں۔۔ گن لے کر آؤں گی تمہاری فوتگی کی یہی ڈیٹ بن جائے شاید“ وہ جل کر بولی۔

”چچ چچ۔۔۔“ وہ متاسفانہ بولا ”اتنا شوق ہے بیوہ ہونے کا“

”فضول باتیں مت کرو نمیر۔ میری زندگی کی بربادی کی وجہ صرف تم ہو یہ مت بھولا کرو“ وہ اسے ٹوک گئی۔ ارادہ اس کی گزشتہ گفتگو کا جواب دینا بھی تھا۔ وہ خاموش ہو گیا

”تم بتاؤ کتنے بجے تک آؤں میں۔۔۔“

”جگہ طے کر لی ہے تو وقت بھی تم ہی طے کر لو“

”آغا جان تم سے ملنا چاہتے ہیں میں نے انہیں اس ملاقات کے بارے میں نہیں بتایا کیونکہ پہلے میں تم سے ملنا چاہتی ہوں“ اسے وقت بتا کر مہر ماہ نے بتایا تو وہ چونکا۔

”تم سے کہا انہوں نے؟“

”ہاں۔۔۔ وہ تم سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ شریعت میں کہاں لکھا ہے کہ دادا کی زندگی میں پوتا اپنے حصے کا دعوٰی کر سکتا ہے“

”جب کورٹ میں جاؤں گا تب انہیں پتا چلے گا کہ پاکستان کا قانون کیا کہتا ہے اس معاملے میں“ وہ تلخی سے ہنسا۔

”اب جبکہ تم تسلیم کر چکے ہو کہ تم نے مجھے بدلہ لینے کے لیئے استعمال کر کے زیادتی کی ہے تو یاد رکھنا تمہیں جائیداد میں سے حصہ ملے یا نہیں۔۔۔ مجھے تم سے طلاق چاہیئے“ مہر ماہ نے سختی سے کہا۔ نمیر کے اعتراف جرم نے اس کا حوصلہ بڑھا دیا تھا۔

”اور اگر میں بہت ہینڈسم نکل آیا تو؟“ وہ مسکراہٹ آمیز لہجے میں بولا۔

”تم پھر بھی ناقابل معافی ہو نمیر آفندی“ مہر ماہ کا لہجہ پھیکا پڑا تو وہ مزید کچھ کہہ نہیں سکا۔

☆......☆......☆

”دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔۔۔ گولی کھانے کا پروگرام ہے کیا؟“ سومیہ اس کی بات سن کر بدکی۔

http://kitaabghar.com

نمیر کا انداز پرسکون تھا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ اب میں ساری سچوئیشن کو بہت اچھی طرح سنبھال سکتا ہوں"

"اور مہرو۔۔۔؟"سومیہ نے طنزیہ کہا۔تو نمیر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی اس نے سومیہ کی طرف دیکھا۔وہ اسی کو دیکھ رہی تھی۔

"وہ بڑی مہربان بندی ہےتم تو جانتی ہی ہو اسے اب"

"فیصلہ تمہارے خلاف بھی آ سکتا ہے نمیر۔خوش گمان مت بنو"سومیہ نے اسے تیار کرنا چاہا۔نمیر کی مسکراہٹ سمٹی۔

"جانتا ہوں۔۔۔اور کسی خوش فہمی کا شکار بھی نہیں ہوں۔جتنی زبردستی کر چکا اس کے ساتھ اس سے زیادہ اب اور کوئی زیادتی نہیں۔۔۔"

"بیسٹ آف لک"وہ پژمردہ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔

☆......☆......☆

"آپی۔۔کہاں کی تیاری ہے تم سے ایک بات کرنا تھی"

ملاحہ اس کے کمرے میں آئی تو وہ نیوی بلیو گرم ایمبر ائیڈ ڈ سوٹ پر لمبا سویٹر پہن رہی تھی۔بال بنے ہوئے اور وولن شال سلیقے سے بیڈ پر پھیلا رکھی تھی۔البتہ چہرہ کسی بھی طرح کی لیپا پوتی سے پاک تھا مہر ماہ نے جلدی سے سویٹر کے سامنے کے بٹن بند کیے اور ذرا جھک کر کورٹ شوز میں پاؤں ڈالے۔

"ابھی تو بالکل بھی نہیں ملی!ایک سیکنڈ بھی نہیں میرے پاس۔میں آل ریڈی پندرہ منٹ لیٹ ہوں"اس نے ملاحہ کے ستے ہوئے چہرے پر توجہ دیئے بنا شولڈر بیگ کندھے پر ڈالا اور شال اٹھا کر لپیٹتے ہوئے اس کا رخسار چھو کر الوداعی انداز میں مسکرا کر ایک نظر خاموش بیٹھی زرنگار پر ڈال کر کمرے سے نکل گئی۔ملاحہ دھم سے بستر پر بیٹھی تو دل رونے کو چاہ رہا تھا۔

☆......☆......☆

کبیر کے ساتھ وہ مقررہ ریسٹورنٹ پہنچی تو ساری بہادری جیسے ہوا میں تحلیل ہو گئی۔

"میں یہاں رکتا لیکن موحد صاحب نے آپ کو چھوڑ کر فوراً آفس پہنچنے کا کہا ہے۔"کبیر نے معذرت خواہانہ کہا تو وہ دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرتی سنجیدگی سے بولی۔

"اٹس اوکے۔۔۔لیکن واپسی کا جو وقت بتایا ہے اس پر ضرور آ جانا"وہ سر ہلاتا گاڑی آگے نکال لے گیا تو مہر ماہ ریسٹورنٹ کے داخلی دروازے کی طرف بڑھی۔دل سخت پریشان اور ہاتھ پاؤں میں عجیب سی سنسناہٹ تھی۔

یا اللہ۔۔سب خیر رکھنا۔

http://kitaabghar.com

وہ اندر داخل ہوئی۔۔۔گھبرائی ہوئی ایک نظر سارے ہال پر ڈالی۔۔۔ ہر مرد پر نمیر ہی کا شبہ ہوا تو وہ خود کو لتاڑتی آہستہ سے آگے بڑھی۔

''ٹیبل نمبر فورٹین'' اس نے پاس لپک کر آنے والے بیرے کو بتایا۔

''ادھر آئیے میم۔۔'' وہ مودبانہ کہتا اس کے آگے چل پڑا۔ مہر ماہ کا دل اصل سے دوگنی رفتار میں دھڑک رہا تھا۔ اتنی ٹھنڈ میں بھی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑا۔۔۔وہ اپنے شوہر سے پہلی بار ملنے والی تھی۔۔۔ بلکہ اسے پہلی بار دیکھنے والی تھی۔ ٹیبل خالی پڑی تھی۔

''یہاں کوئی آیا نہیں ابھی؟'' اس نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے بیرے سے پوچھا۔

''جی ایک صاحب آئے ہوئے ہیں شاید واش روم گئے ہوں گے'' وہ بتا کر چلا گیا مہر ماہ ٹھنڈی پڑ گئی۔ کرسی پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھی۔ بیگمیں پے موبائل نکال کر ٹیبل پر رکھا۔ شاید وہ رابطہ کرے۔

اگر آج مجھے نہ ملا تو واجب القتل ہوگا یہ انسان وہ بھی میرے ہاتھوں۔ وہ انتقامی انداز میں سوچ رہی تھی۔

''ایکسکیوزمی۔۔۔مہر ماہ نمیر آفندی!'' کوئی بم دھما کا بھی ہوتا تو وہ یوں نہ بدکتی جیسے اس آواز کو سن کر بری طرح چونک کر آنے والے کو دیکھا۔

سنجیدہ وجیہہ چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ شاید مہر ماہ ہی جیسے۔ وہ ابھی پہلے ہی جھٹکے سے نہ سنبھلی تھی کہ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا آئی ڈی کارڈ نکال کر مہر ماہ کے آگے ٹیبل پر ڈالا۔

''نمیر وقار آفندی۔ غور سے چیک کر لو اصلی ہے بالکل'' وہ بہت اطمینان سے کہتا اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ رہا تھا۔ بنا کسی ندامت اور شرمندگی کے۔ اور مہرو۔۔۔

وہ پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتی اب کپکپاتے ہاتھوں سے اس کا آئی ڈی کارڈ اٹھا کر دیکھ رہی تھی۔

ڈیجیٹل شناختی کارڈ میں دھوکے والی تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ ساتھ اسی شخص کی تصویر اور نام۔۔۔

نمیر وقار آفندی۔

مہر ماہ کی نظر ڈبڈبا گئی۔

❋ ❋

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

http://kitaabghar.com

مرے روگ کا نہ ملال کر مرے چارہ گر
میں بڑا ہوا اسے پال کر مرے چارہ گر
سبھی درد چُن مرے جسم سے، کسی اسم سے
مرا انگ انگ بحال کر، مرے چارہ گر
یہ بدن کے عارضی گھاؤ ہیں، انہیں چھوڑ دے
مرے زخم دل کا خیال کر، مرے چارہ گر
فقط ایک قطرہء اشک میرا علاج ہے
مجھے مُبتلائے ملال کر، مرے چارہ گر
میں جہان درد میں کھو گیا، تجھے کیا ملا
مجھے امتحان میں ڈال کر، مرے چارہ گر
مجھے اپنے زخم کی خود بھی کوئی خبر نہیں
سو نہ مجھ سے کوئی سوال کر، مرے چارہ گر
ترا حال دیکھ کے روئے گا، ترا چارہ گر
مرا دل نہ دیکھ نکال کر، مرے چارہ گر

(شہزاد نیر)

مہرماہ ساکت سی اس کا آئی ڈی کارڈ بے جان انگلیوں کی گرفت میں تھامے بیٹھی تھی۔ ویٹر ٹرے میں انار کے فریش جوس کے دو گلاس لیئے چلا آیا۔

"ابھی اور کچھ نہیں چاہیئے جب تک میں خود آرڈر کے لیئے نہ بلاؤں۔" وہ ویٹر کو تادیب کر رہا تھا

"اوکے سر۔" وہ مؤدبانہ سر ہلا کر چلا گیا۔

"تم نے پوچھا تھا کیا میں موحد اور اس کی فیملی کو جانتا ہوں۔۔۔" وہ سرد گلاس کو ہاتھ میں گھماتا بہت نارمل سے انداز میں گویا ہوا جیسے یہ روٹین کی عام سی طے شدہ ملاقات ہو۔ اور مہرماہ پر تازہ تازہ کوئی پہاڑ نہ ٹوٹ پڑا ہو۔

http://kitaabghar.com

"ہاں۔۔۔بہت اچھی طرح بہت قریب سے۔"

وہ رک کر مہر ماہ کو دیکھنے لگا جس کی رنگت سپید پڑ چکی تھی۔

"میرا اس کہانی کو سنانے کا مطلب تمہاری ہمدردی حاصل کرنا قطعاً نہیں ہے مہر ماہ! بات صرف اتنی سی ہے کہ منصف کے سامنے دونوں فریقین کے گناہ و ثواب ہونے چاہئیں۔" ذرا سا رک کر جیسے اس نے کہانی کا سرا پکڑنے کی کوشش کی۔

"میری ماں ہاسپٹل میں تھیں تایا جان نے ابھی ہمیں ڈھونڈنا شروع نہیں کیا تھا۔ وہ خود اپنی فیملی کے لیئے سر چھپانے کا کوئی ٹھکانہ ڈھونڈنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ تب تک میں اپنی ماں کو تکلیف کی شدت سے تڑپ تڑپ کر بے حال ہوتے دیکھ کر ان کے مرجانے کے خوف میں مبتلا ہو چکا تھا پھر ایک دن میں آخری کوشش کے طور پر دوبارہ آفندی ہاؤس گیا میرا باپ بنا علاج کے مر گیا تو ہم ماں بیٹا زمانے کی ٹھوکروں میں آ گئے تھے لیکن میں اپنی ماں کو کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا تھا ایک نوعمر یتیم بچے کے لیئے اس کی ماں کیا ہوتی ہے یہ صرف وہی جان سکتا ہے جو اس کرب سے گزرا ہو مگر گیٹ سے اندر جانا ہی اس بچے کے لیئے ایک پہاڑ بن گیا۔ مسکے ہوئے ناکافی گرم کپڑے اور ڈھول میں اٹے جوتے پہنے سردی اور کمزوری کے باعث کپکپاتے ایک نوعمر لڑکے کو چوکیدار کسی طور اندر جانے کی اجازت نہیں دینے والا تھا اور ویسے بھی ابھی چار دن پہلے ہی تو اسے اسکی ماں کے ساتھ اس گھر سے نکالا گیا تھا۔ جب گھر والوں نے رشتہ ہونے کے باوجود دھکے دینے سے گریز نہیں کیا تھا تو ایک تنخواہ دار ملازم کو اس سے کیا ہمدردی ہو سکتی تھی۔ پھر بھی اس نے اندر جا کر مالکوں سے شکایت کی کہ بھوکا پیاسا صبح سے باہر بیٹھ کر روتا ہوا یہ لڑکا سردی کی شدت سے مر مرا کر کہیں ہمارے ہی سر نہ چڑھ جائے۔ تب شاید اس پر ترس کھا کر اسے اندر طلب کر لیا گیا۔" نمیر مدھم مگر شدت آمیز لہجے میں کہتا تھا جیسے شدید کرب کے گرداب میں چک پھیریاں کھاتا اسی زمانے میں لوٹ گیا ہو اور اب اس تمام منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے درد سے بوجھل انداز میں بتا رہا تھا۔

"وہ دروازہ کھول کر ماربل کے ٹھنڈے اور سخت (بالکل آفندیز جیسے) فرش پر ڈرے ڈرے قدم اٹھاتا کوریڈور میں داخل ہوا طویل کوریڈور کے اخیر میں ٹی وی لاؤنج آیا تو نیم تاریکی سے ایک دم آنکھیں چندھیا دینے والی روشنی میں آ کر ساکت سا ہو گیا۔ مگر ساکت ہونے کی واحد وجہ یہ دمکتی ہوئی روشنی ہی نہ تھی بلکہ سامنے صوفے پر بڑے فرعونانہ انداز میں بیٹھی نفرت انگیز تیز نظروں سے اسے دیکھتی صدیقہ بیگم بھی تھیں۔ نمیر کی کپکپی اور بڑھی۔

نفرت انگیز نظروں کی سردی کو اس نے موسم کی سردی سے بڑھ کر پایا۔ وہ ان کی منتقمانہ نظروں کے آگے اپنی تمام ممکنہ التجائیں بھولنے لگا جو وہ یاد کر کے آیا تھا اور باہر بیٹھ کر دل ہی دل میں دہراتا بھی رہا تھا۔

"کیا بات ہے اس دن کی بے عزتی بھولے نہیں بھولے تم لوگ۔ کیوں تنگ کر رہے ہو چوکیدار کو؟" وہ بہت حقارت بھری سختی سے بولیں۔

http://kitaabghar.com

ایک چودہ سال کے بچے نے زندگی میں ابھی رویے ہی کتنے برتے تھے۔باپ کے بعد ماں کی بے لوث اور بے انتہا محبت دیکھی یا پھر فاران اور ثمرہ کی رحم دلی۔۔۔لیکن ان آفندیز نے اسے نفرت بھری نگاہوں کی ایک نءقسم سے بھی روشناس کروادیا تھا۔

"میری امی بہت بیمار ہیں ڈاکٹر کہتے ہیں ان کا آپریشن کرنا ہے۔"اس نے ہمت کر کے روکھے لہجے میں کہا۔صدیقہ کو اس ننھے فتنے سے نفرت محسوس ہوئی۔اس کی ماں ہی تھی جس کی زلفوں کا اسیر ہو کر وقار آفندی نے ان کی بہن کو ٹھکرایا تھا۔اور اب یہ سنپولیا پیدا کر دیا وارث کے نام پر۔ایک وہ ثمرہ کیا کم تھی جو بیٹے کی ماں بن کر ان کے سینے پر مونگ دل رہی تھی۔

"مرنے دو اسے دھرتی کا بوجھ کچھ تو کم ہوگا۔"وہ سفاکی سے بولیں تو نمیر کے جسم کو صدمے اور خوف سے جھٹکا لگا۔

"ابھی تم بچے ہو۔آج تم جس ماں کے لیئے یہاں بھیک مانگنے آئے ہو نا کل جب شعور آئے گا تو اس کا بیٹا ہونے پر تم شرم محسوس کرو گے اس لیئے مرنے دو اسے۔"وہ ان کی ظالمانہ باتیں سن کر رونے لگا۔

"ڈاکٹر پیسے مانگ رہا ہے آنٹی۔امی کا آپریشن ہونا ہے۔"

"پھر وہی بات۔"وہ دانت پیس کر بولیں بس نہ چلتا تھا کہ اسے جھنجھوڑ ڈالتیں۔شاید ہاتھ گندے ہو جانے کا خیال مانع تھا ورنہ تو وہ کچھ کم کرنے والوں میں سے نہ تھیں۔

"طوائف ہے تمہاری ماں۔۔۔طوائف سمجھتے ہو نا۔۔؟کوٹھے والی۔ناچنے گانے والی۔ایک بے عزت گندی عورت۔"

ایک چودہ سالہ بچے کے سامنے اس کی ماں کے بارے میں اس طرح کی تشریح کرنا سفاکی کی انتہا تھی۔وہ زخمی انداز میں مسکرایا۔

"ہر بچے کے لیئے ماں کا مطلب صرف ماں ہی ہوا کرتا ہے۔۔۔طوائف ہونا یا شریف زادی ہونا تو قسمت کے کھیل ہیں۔لیکن اس روز مجھے اچھی طرح بتایا گیا کہ میری ماں کیا ہے۔۔۔میں نے اپنی پوری زندگی میں نفرت انگیز نظروں سے بڑھ کر کسی اور شے کو سرد نہیں پایا مہر ماہ!اور وہ تمہاری ماں کی نظریں تھیں وہ ان کا آگ برساتا لہجہ تھا جس نے زندگی کے باقی پندرہ سال مجھے سکون کی نیند سونے نہیں دیا۔آفندی ہاؤس سے دھکے دے کر نکالے جانے والی اس سرد تند و تیز بارش کی رات کے بعد تمہاری ماں سے ملنا میرے لیئے ایک نائٹ میئر (خوفناک خواب)بن گیا جو آج بھی مجھے چین سے سونے نہیں دیتا۔۔۔مجھے وہ خواب ہر رات ڈراتے ہیں وہ الفاظ دل کو تڑپاتے ہیں جنھوں نے ایک ماں کے تقدس کو پامال کرنے کی کوشش کی۔اس روز میری کوئی مدد نہیں کی گئی ہاں دو باتیں ضرور سمجھائی گئیں پہلی یہ کہ میری ماں ایک طوائف ہے اور دوسری یہ کہ طوائف کا مطلب کیا ہوتا ہے۔تم جانتی ہو نا کہ اپنی ماں سے ہر بچہ کتنی محبت کرتا ہے چاہے وہ اچھی ہو یا بری۔۔۔ماں اور باپ ہر بچے کا آئیڈیل ہوا کرتے ہیں لیکن اس روز لفظوں کے ہتھوڑوں سے ان آئیڈیلز کو توڑنے کی کوشش کی گئی میرے باپ نے خود جا کر میری پیدائش کا اندراج کروایا تھا مگر اس روز مجھے۔۔۔ایک چودہ سال کے بچے کو بتایا گیا کہ اس کی ولدیت ہی مشکوک ہے یعنی کہ وہ وقار آفندی کا خون ہی نہیں"اس کی آواز آنسوؤں کے بوجھ سے بوجھل ہو کر رکی یا تھک کر مہر ماہ کو اندازہ نہیں ہوا۔اس کی

رنگت تو اپنی ماں کی شقی القلبی کے بارے میں سن کر بدل گئی تھی۔وہ نمیر کو منہ پھاڑ کر جھوٹا کہہ دیتی اگر نمیر اور زرنگار کے بارے میں آفندی ہاؤس میں وقتاً فوقتاً یہی سب باتیں ان کو نہ بتائی جاتی رہی ہوتیں۔

"میں نہیں جانتا کہ میں درست کر رہا ہوں یا غلط لیکن میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ میں آفندیز جیسا ظالم نہیں بن سکا۔میں نے زمانے کی ٹھوکریں کھائیں اور تہیہ کر لیا کہ آفندی ہاؤس کو الٹ پلٹ کر رکھ دوں گا اس بیچ تم میرے بدلے کا نشانہ بن گئیں میں اپنے اس اقدام پر شرمندہ ہوں لیکن میں جواب دہ ہوں تو صرف تمہارے سامنے۔تم جو بھی سزا چاہے دے لو۔"

مہر ماہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور ذہن ایک جامد سی کیفیت میں بس اس کا نم آلود لہجہ سن رہا تھا۔وہ خود کو کسی اور ہی ماحول میں پا رہی تھی۔۔۔سر جھکائے ہاتھوں پر نظریں جمائے وہ نمیر آفندی کی بجائے اپنی مظلومیت خود سے ہونے والی زیادتی کے بارے میں سوچنے کی مسلسل کوشش کر رہی تھی۔وہ اس شخص پر قطعاً ترس نہیں کھانا چاہتی تھی جو اس کی زندگی میں زبردستی داخل ہو کر اس کی خوشیاں نگل گیا تھا۔

"کس کس جرم پر معاف کروں تمہیں نمیر آفندی! میری آنکھوں کا پہلا خواب اجاڑنے پر۔میری زندگی کو ایک امتحان بنانے پر یا پھر تمہاری دغا بازی پر۔۔۔نا قابل معافی ہو تم" وہ پھپک کر رو دی۔نمیر نے لب بھینچے۔وہ جو مہر ماہ کے سامنے اپنی صفائی میں بہت کچھ کہنے کے ارادے سے آیا تھا اس سے اگلے لمحے مزید کچھ کہے بنا اٹھا اور مہر ماہ کے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی لمبے ڈگ بھرتا اس سے دور ہوتا چلا گیا۔مہر ماہ نے اسے پکارنے کو لب کھولے۔لیکن اسے پکار نہ سکی۔۔۔اس کی خوشیوں کا دشمن۔۔۔اس کے خواب اجاڑنے کا سزاوار۔۔۔کیوں پکار رہی تھی وہ اسے اب تو دیکھ لیا اسے جان لی اس کی اصلیت اب تو فیصلے کا کلی اختیار خود مہر ماہ کے پاس تھا۔کاؤنٹر پر رک کر اس نے یقیناً پے منٹ کی اور شیشے کا دروازہ دھکیلتا ریسٹورنٹ سے باہر نکل گیا۔مہر ماہ ساکت نظروں اور خالی الذہن کیفیت میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ہتھیلیوں سے چہرہ صاف کرتے ہوئے مضطربانہ ادھر ادھر دیکھا نمیر کا آئی ڈی کارڈ بھی غائب تھا۔۔۔مہر ماہ کا دماغ بھک سے اڑا۔نمیر آفندی کے "ہونے" کا ایک ہی ثبوت تھا وہ بھی غائب ہوا۔نا جانے کب باتوں کے دوران اس نے آئی ڈی کارڈ واپس لیا تھا۔وہ سر تھام کر بیٹھ گئی۔درحقیقت اس کا کھل کر رونے کو جی چاہ رہا تھا دنیا اس طرح بے وقوف بنایا کرتی ہے اس طرح پیٹھ پر وار کیا جاتا ہے۔اس طرح پیروں تلے سے زمین نکالی جاتی ہے۔نمیر آفندی سے مل کر اسے ان سب انکشافات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔اس کا حلق خشک ہو رہا تھا۔نمیر کا جوس والا گلاس آدھا خالی وہیں دھرا تھا مہر ماہ نے اپنے گلاس میں موجود یخ جوس دو تین گھونٹوں میں ختم کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنا بیگ شانے پر ڈالنے لگی اسی وقت کوئی مہرو کے پاس آ کر کھڑا ہوا تھا۔وہ پلٹی اور ٹھٹک ئی۔وہ کبیر تھا۔

"فارغ ہو گئی ہیں آپ تو چلیں" کبیر مودبانہ بولا تو مہر ماہ نے جلتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم بھی بتا دو تمہارا کتنا حصہ ہے اس سارے کھیل میں؟"اس قدر تلخ لہجے میں پوچھے گئے سوال کو سمجھے بنا کبیر دم بخود ہوا۔

"جی۔۔۔؟"اس کے استفہامیہ انداز میں کچھ اس قدر تحیر تھا کہ مہر ماہ چونک کر حواس میں لوٹی۔جلدی سے شال چہرے کے

http://kitaabghar.com

گرد کھینچ کر گویا شکست و ریخت کے نشانات چھپانے کی کوشش کی۔

" کچھ نہیں کبیر خان! چلو۔" وہ گھسٹتے قدموں کے ساتھ کبیر کے پیچھے چل پڑی تو دماغ درد سے پھٹ رہا تھا۔

☆......☆......☆

"بڑی اچھی قسمت ہے ملاحہ کی بھابی! آج کل پڑھائی کے دوران ہی لڑکی کا رشتہ آ جانا خوش قسمتی ہی ہے۔" سائرہ چچی کو دل ہی دل میں چاہے جلن محسوس ہوئی ہو مگر اوپر سے وہ بڑے رشک آمیز لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

"میری بچیوں میں کون سا کوئی کمی ہے سائرہ! گھر بیٹھے رشتے طے ہو رہے ہیں۔ ورنہ تو کئی لڑکیوں کو گھروں میں بیٹھے بال سفید کرتے دیکھا ہے میں نے۔" تائی جان کے لب و لہجے میں عاجزی والی کوئی بات نہ تھی۔ ایسا تفاخرانہ انداز جیسے یہ خدائی کام نہ ہوں۔ بلکہ ان کا چٹکی بجاتے ہی ہو جانے والا کام ہو۔

"ملاحہ سے ضرور پوچھ لیجیے گا بھابی!" ثمرہ ابھی آ کر بیٹھی تھیں ناصحانہ کہا تو صدیقہ بیگم نے نگاہ غلط انداز ان پر ڈالی۔

"اللہ کا شکر ہے میری اولاد بہت فرمانبردار ہے ثمرہ! ان سے تو تب پوچھوں جب ان کا ارادہ مجھ سے الگ ہو" تیکھے لہجے میں کہا تو ثمرہ خاموش سی ہو گئیں۔

"پرسوں آ رہے ہیں پھر لڑکے والے نا؟" سائرہ چچی نے اشتیاق دکھایا۔

"ہاں۔۔۔کہا تو ہے موحد نے اب دیکھو" تائی جان مسکرا دیں۔

وہ گھر پہنچی تو حالت کچھ اس قدر دگرگوں تھی کہ کسی کا بھی سامنا نہ ہی ہوتا تو اچھا تھا۔ دل تو یہی کر رہا تھا کہ سب کچھ تباہ و برباد کر دے۔۔۔آغا جان کے پاس جائے اور انہیں ان کے دشمن کا پتا دے انہیں بتائے کہ نمیر آفندی کوئی خیالی کردار نہیں بلکہ واقعی وجود رکھتا ہے۔ گھر داخل ہوتے ہی آنسوؤں نے روانی پکڑ لی وہ کسی کا سامنا نہ ہونے کی دعا کرتی اپنے کمرے تک آ گئی تھی۔ اور پھر بس۔۔؟ تھک کر بستر پر ڈھے سی گئی۔ صبح والی بشاش سی مہرماہ کی جگہ پھوٹ پھوٹ کر روتی وہ ہاری ہوئی شکستہ سی مہرماہ تھی۔ ایک نرم سا لمس اس کے سر پر آ کر ٹھہر سا گیا تو وہ تھرا گئی۔

اب تو آنسو صاف کرنے کا وقت بھی نہیں تھا۔ اس نے آہستہ سے سر اٹھایا۔

" کیوں رو رہی ہو؟" زرنگار ہمدردی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ نرم اور محبت آمیز لہجہ۔ مہرماہ نے اپنے دل کو ٹٹولا لیکن وہاں نمیر کی ماں ہونے کے ناتے زرنگار کے لیئے نفرت کو ابھی بھی ابھرتے نہ پایا۔ اس داستان کا سب سے مظلوم اور بیچارہ کردار تو یہی تھیں ان سے کیسے نفرت کر پاتی بھلا۔

"بس۔۔۔ایسے ہی۔ کسی نے تنگ کیا ہے آنٹی۔" وہ بھرائے لہجے میں کہتی آنکھیں پونچھنے لگی۔

"دنیا تو تنگ کرتی ہی ہے بیٹا! لیکن جبر پر صبر کرنا ہی کمال ہوا کرتا ہے۔" وہ نرمی سے بولیں۔

"میں زرنگار و قار نہیں بن سکتی آنٹی! مجھے ان دھوکوں ان بدنما جھوٹی باتوں اور زندگی کی کمیوں پر صبر کرنا نہیں آتا۔"

" کمیوں پر صبر کرنا آ جائے تو قدرت بے تحاشا نوازا کرتی ہے بچے!"

" آپ کو پتا ہے آپ کے بیٹے نے تنگ کیا ہے مجھے زندگی کی خوشیاں ختم کر ڈالی ہیں میری۔" مہر ماہ کا دل غم سے پھٹنے کو تھا۔ اندر ایک غبار تھا جو بڑھتا چلا جا رہا تھا اور اس کی نکاسی بہت ضروری تھی سو پھٹ پڑی۔ زرنگار خاموش نظروں سے اسے دیکھتی سن رہی تھیں۔

"مہر! کیا ہوا۔۔۔؟" ثمرہ نے اندر داخل ہوتے شاید اسے درشتی سے بولتے سن لیا تھا تادیبی لہجے میں کہتی اندر آئیں تو جلتی نظروں سے انہیں دیکھتی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

" آیئے آپ بھی اس خوشی میں شامل ہو جایئے آنٹی! آپ سے بڑا تو اور کوئی ہمدرد نہیں اس گھر میں میرا۔ امی صحیح کہتی ہیں جو آپ کے جتنے قریب ہوتا ہے وہ اتنا ہی بڑا دھوکا دیتا ہے۔" اس قدر جلا کٹا اور بے رخی لیئے انداز۔ ثمرہ دم بخود رہ گئیں۔

"مہر بیٹا۔۔۔!" انہوں نے کہنا چاہا لیکن وہ تڑپ کر ان کی بات کاٹ گئی۔

"بس کر دیں آنٹی! آپ کی اصل ہمدردیاں تو نمیر کے لیئے ہیں مجھے تو آپ نے صرف دھوکے میں رکھا ہوا ہے۔ مل کر آئی ہوں میں اس سے۔ پتا چل گیا ہے مجھے آپ کی موحد کی اور نمیر آفندی کی سچائی کا۔" اس نے آخر میں دانت پیسے۔

" زندگی برباد کر دی میری آپ سب نے مل کر۔ اور سب سے بڑا ہمدرد یہاں کون ہے میرا۔۔۔ آپ اور آپ کا لاڈلا؟؟" رو رو کر اس کی آنکھیں لال ہو گئی تھیں مگر دکھ تھا کہ کم ہونے میں ہی نہیں آتا تھا۔

" آدھا سچ سن کر آئی ہو مہر ماہ! باقی کا میں بتاتی ہوں پھر دفعہ بھی نافذ کر دینا ہم سب پر۔" ثمرہ کا تحمل قابل دید تھا۔ مہر ماہ بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگی۔ تو گویا ابھی کچھ اور پردے اٹھنے باقی تھے۔؟؟؟

☆......☆......☆

کبیر سے رابطہ نہ ہونا ان دنوں ملاحہ کے لیئے زندگی اور موت کا مسلہ بنا ہوا تھا وہ مسلسل کال کر کر کے تھک گئی مگر اس کے دونوں نمبر بند آ رہے تھے۔ آغا جان الگ غصے میں تھے۔ اس روز مہر ماہ کو گھر پہنچانے کے بعد سے وہ غائب ہوا تو کسی سے بھی کوئی رابطہ نہ کیا تھا۔

" آ جائے گا آغا جان۔۔۔ زرخرید تھوڑی ہے ہمارا جو بنا اجازت کہیں جا نہیں سکتا" ناشتے کے دوران آج آغا جان کو روکھے لہجے میں جواب دیتا موحد بہت عرصے کے بعد پھر سے ویسا ہی پرانا موحد لگا جو یہاں آنے کے بعد شروع شروع میں لگا کرتا تھا اکھڑ اور بدتمیز۔ سب کے ساتھ آغا جان بھی متحیر ہوئے۔

"زرخرید ہی سمجھو اس کے آباء ہمارے ہاں رہن رکھے ہوئے ہیں برخوردار" کھنکھار کر خود کو پر اعتماد کرتے ہوئے آغا جان

http://kitaabghar.com

نے بہت زعم سے کہا ملاحہ کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔ناشتا زہر لگ رہا تھا۔

"یہ وہ دور نہیں ہے آغا جان جب انسانوں کو غلام بنا لیا جاتا تھا۔کبیر اور اس کے والد صاحب آپ کی اور آپ کے خاندان کی جتنی خدمت بنا کسی صلے کے کر چکے ہیں اس کے بدلے میں ان کا سارا قرض سود سمیت ادا ہو چکا ہے" وہ شانے اچکا کر اس قدر طمانیت سے کہہ رہا تھا کہ آغا جان کو یقین نہ آیا یہ وہی موحد تھا جو پچھلے کچھ ماہ سے ان کی ہاں میں ہاں ملا کر ان کا اعتماد جیت چکا تھا۔

"تم ابھی بچے ہو میری جان۔۔۔ان معاملات کو نہیں سمجھتے" انہوں نے بات ختم کر دی تھی۔

"تم ذرا اس کی فائل نکال کر بھیجو میرے پاس۔میں دیکھتا ہوں اس کا کیا کرنا ہے"

"وہ۔۔۔وہ فائل تو میں اسے کب کی واپس کر چکا ہوں آغا جان!" وہ ناشتا ختم کر کے اب نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا پرسکون انداز میں ان کو دیکھ رہا تھا آغا جان کو اعصابی جھٹکا لگا۔سہیل آفندی نے جتاتے انداز میں باپ کی طرف دیکھا۔مگر وہ موحد کی طرف متوجہ تھے جو اب آفس جانے کے لیئے اٹھ چکا تھا۔سبھی کو موحد کی خودسری اچھی طرح محسوس ہو رہی تھی۔

"تم نے مجھ سے پوچھے بغیر یہ فیصلہ کیسے کیا موحد؟" آغا جان بمشکل غصہ دبا پائے تھے۔

"بزنس چلا رہا ہوں آغا جان!اور ایک بزنس مین کو اپنے فیصلے خود کرنے کی عادت ہوتی ہے اب میں ہر کام آپ سے پوچھ پوچھ کر تو نہیں کروں گا نا" وہ زیر لب مسکرا رہا تھا مگر آغا جان اور ان کے بیٹوں کو بہت کچھ کھٹکا۔۔۔لیکن شاید اب بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔شاید۔۔۔وہ آفس کے لیئے نکل گیا ثمرہ کی موجودگی کے باعث میز پر خاموشی تھی لیکن ہر ایک کے دل میں اندر ہی اندر غبار بھر رہا تھا۔آغا جان کے دماغ میں مسلسل بے چینی کی سی صورت حال بھر گئی۔

☆......☆......☆

وہ دروازہ کھٹکھٹا کر مہر ماہ کے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ کمبل میں منہ چھپائے لیٹی تھی۔

"آپی۔۔۔" ملاحہ نے آہستہ سے پکارا تو اس نے قدرے توقف کے بعد چہرے پر سے کمبل اتارا۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے۔ناشتے کے لیئے بھی نہیں آئیں۔۔؟" اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر ملاحہ نے تشویش سے پوچھا تو وہ تکیئے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"ٹھیک ہوں بس ایسے ہی" وہ بامشکل مسکرائی ورنہ کل سے تو جیسے دل ہی مردہ ہو رہا تھا۔حالات نے ایک دم سے ایسی کروٹ بدلی تھی کہ وہ چکرا کر رہ گئی۔نمیر کی کہانی اپنی جگہ مگر ثمرہ کے انکشافات نے تو اس کی روح کو جھنجھوڑ ڈالا تھا۔اسے کل سے سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ اسے اپنے گھر والوں سے نفرت کرنی چاہیئے یا ثمرہ اور نمیر کی فیملی سے ہمدردی۔؟؟؟

"ہوں۔۔۔" ملاحہ سورتوں کی کتاب کھول کر پڑھتی زرنگار کو دیکھنے لگی۔ہلکے آسمانی رنگ کی گلابی کڑھائی والی شال اوڑھے وہ پر

سکون سی تھیں جیسے دنیا سے کوئی غرض ہی نہ ہو۔

" کوئی مسئلہ ہے کیا ملاحہ۔۔؟" وہ بہن کی خاموشی اور سکون میں چھپا اضطراب واضح طور پر پہچان گئی تھی۔ملاحہ نے بلاوجہ انگلیاں چٹخائیں۔

"ہاں آپی۔۔ لیکن سمجھ نہیں آ رہی کہ کہاں سے شروع کروں اپنی پریشانی" وہ یک لخت پژمردہ نظر آنے لگی مہرماہ بے ساختہ ٹیک چھوڑ کر مستعد ہو بیٹھی۔

" کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ۔"

"وہ۔۔میرا ایک پروپوزل آ رہا ہے آج" وہ الجھی ہوئی سی بولی۔

"ہاں۔۔امی نے بتایا تھا مجھے۔"

" آپی بس تم امی کو منع کر دو۔ میں شادی نہیں کرنا چاہتی۔" ملاحہ نظر جھکا کر بولی تو مہرماہ مسکرا دی۔

"شادی نہیں کرنا چاہتیں یا" یہاں" شادی نہیں کرنا چاہتیں؟" ملاحہ دھک سے رہ گئی فوراً سر اٹھا کر اسے دیکھا۔مہرماہ کو مسکراتا دیکھ کر اس کا تھوڑا سا حوصلہ بلند ہوا۔

"جو بھی سمجھ لیں۔"

"سیدھی بات بتاؤ ملی!اگر کہیں اور ارادہ ہے تو اسے کہو پروپوزل بھیجے پھر ہم دیکھ لیں گے۔"

"امی نے بھی یہی کہا ہے۔لیکن میرا اس سے رابطہ ہی نہیں ہو پا رہا" اس نے بات کے اختتام پر لب کاٹا۔مہرماہ کھٹک سی گئی۔

"دھوکا تو نہیں دے رہا تمہیں عین وقت پر رابطہ ختم کر کے۔"

" نہیں آپی!وہ ایسا بالکل بھی نہیں ہے بس تم موحد بھائی کو سمجھا دو۔یہ پروپوزل انی کے توسط سے آیا ہے" ملاحہ نے تیقن سے کہتے ہوئے اس سے التجا بھی کی تو وہ اچھل ہی پڑی۔

"موحد۔۔۔موحد لایا ہے پروپوزل؟امی ابو کو پتا ہے اس بات کا؟"

" کیا؟" ملاحہ سمجھی نہیں۔

"یہی کہ یہ پروپوزل موحد لایا ہے؟" مہرماہ اپنی ساری پریشانی اور ٹینشن بھول کر کمبل ہٹا کر پھرتی سے چپلیں پہن رہی تھی۔

"ہاں۔انہوں نے ہی تو بتایا ہے کہ آج وہ لوگ آ رہے ہیں"

"امی بھی کمال کرتی ہیں اور آغا جان کی ذہانت کہاں چلی گئی ہے۔ایک بندہ جو عمر کے چودہ سال باہر گزار کر حال ہی میں یہاں آیا ہے اور یہاں آتے ہی اس کے ایسے اچھے تعلقات اور جان پہچان ہو گئی کہ اس نے رشتے ہی کروانے شروع کر دیئے"

وہ تیز لہجے میں بولی تو ملاحہ خائف سی ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اب جا کہاں رہی ہو آپی؟"

"آغا جان کے پاس جاؤں گی۔۔۔اور ان سے پوچھوں گی کہ انہوں نے سارے اختیارات موحد آفندی کے سپرد کیوں کر دیئے ہیں" وہ تلخی سے بولی اور ملاحہ کی آواز کو نظرانداز کرتی تیز قدموں سے چلتی آغا جان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ملاحہ دھک دھک کرتا دل تھام کر وہیں ڈھے سی گئی۔

☆......☆......☆

آغا جان خود بھی موحد کی طرف سے پریشان تھے ایسے میں مہرماہ کا اعتراض۔

"آپ لوگوں سے زیادہ کسی کو کیا جانتا ہو گا وہ آغا جان!" مہرماہ خفا سی تھی تنفس تیز اور پ؟ رشکن پیشانی۔

"خیر۔۔اتنا بڑا بزنس دنوں میں سنبھال چکا ہے کافی زیادہ لوگوں کو اچھی طرح جان چکا ہے اس ایک سال میں۔" انہوں نے صبح والی ناراضی کے باوجود لاڈلے پوتے کی سائیڈ لی تو مہرماہ ساکت رہ گئی۔ایک لمحے کو تو دل چاہا کہ ثمرہ اور موحد آفندی کی اصلیت ابھی کے ابھی آغا جان کو بتا دے اور یہ بھی کہ اب یہ بزنس پتا نہیں ان کو واپس ملنے بھی والا تھا یا نہیں۔

"ملاحہ سے تو پوچھ لیتے آغا جان!" مہرماہ نے ذہن سے سب کچھ جھٹکتے ہوئے دبے لفظوں میں کہا تو وہ زور سے چونکے پھر دفعتاً ان کی آنکھوں میں غیض اتر آیا۔

"بااااس۔۔۔" ہاتھ اٹھا کر وہ گرجے تھے مہرماہ جو دل مضبوط کیئے وہاں تک پہنچی تھی تھرا گئی۔

"تمہاری مرتبہ سب تجربے کر کے دیکھ لیئے ہیں ہم نے۔جب قسمت کا لکھا ہی ہونا ہے تو پھر ماں باپ کا کہا کیوں نہ مانا جائے۔" وہ تپ کر کہہ رہے تھے۔

"لیکن آغا جان ہمیں تو بچوں کی خوشی دیکھنی چاہیئے۔" مہرماہ نے ہمت کر کے کہہ ہی دیا۔

"اگر اس کا کہیں اور ارادہ ہے بھی تو اسے صاف لفظوں میں بتا دو کہ اب کی بار ایک ہی بار فیصلہ ہو گا۔اور وہ آغا ذوالفقار کا فیصلہ ہو گا۔" وہ تنفر سے بولے تو مہرماہ اندر سے کھول کر رہ گئی۔

"موحد سے اچھا اور کوئی نہیں سوچ سکتا تم سب کے لیئے۔اس لیئے چپ کر کے موقع کا انتظار کرو۔اور مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ تمہارے ماں باپ کو کوئی اعتراض نہیں ہوا مگر تم ہمیشہ کی طرح زبان لڑانے چلی آئی ہو۔ابھی تک تم نے نصیحت نہیں پکڑی" وہ اسے جھاڑ رہے تھے لہجہ تضحیک آمیز تھا مہرماہ نے اپنے کان تپتے محسوس کیئے۔تو بات کہیں کی کہیں نکلنے لگی۔

"جو کچھ میرے ساتھ ہوا اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا آغا جان! بڑوں کا بویا مجھے کاٹنا پڑا ہے بس۔آپ لوگ تب وقار چچا کی

http://kitaabghar.com

فیملی کو قبول کر لیتے تو آج وہ ہمارے لیئے بدنما داغ نہ بنتا مجھ سے تو اس نے آپ لوگوں کے کیئے کا بدلہ لیا ہے۔"

" بکواس بند کرو مہر!اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"وہ تلملا اٹھے۔بھلا کس کی اتنی ہمت ہوئی تھی آج تک کہ انہیں آئینہ دیکھنے کا مشورہ ہی دے سکتا اور اس کل کی بچی کی اتنی ہمت کہ آئینہ لا کر ان کے سامنے ہی رکھ دیا تھا۔

" گلہ تو مجھے امی سے بھی بہت ہے آغا جان!انہوں نے جتنا زہر چودہ سال پہلے اس بچے کے دل میں بھر دیا تھا آج وہ وہی زہر اگل رہا ہے تو اس سے کیا گلہ؟اور آج مجھے اپنی زندگی کی بربادی شکوہ اس سے نہیں آپ سب سے ہے۔"وہ اپنے نفع ونقصان کا خیال کیئے بنا پھٹ پڑی تھی۔آغا جان کا چہرہ خطرناک حد تک لال ہو گیا۔ان کی اونچی آوازیں سن کر تائی جان لشتم پشتم ان کے کمرے میں چلی آئیں اور وہاں مہر ماہ کو آغا جان کے روبرو کھڑے دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔مہر ماہ کے انداز ہی سے ہٹیلا پن جھلک رہا تھا۔انہیں معاملے کی سنگینی کا لمحہ بھر میں ہی اندازہ ہو گیا۔

"اسے لے جاؤ یہاں سے صدیقہ!اور اس کے دماغ کا علاج کرواؤ جا کر۔آج وہ پِلا اسے بے قصور لگ رہا ہے کل کو اس کے ساتھ رخصتی بھی مانگے گی۔"انہوں نے نمیر کو گالی دی تھی اور انداز اس قدر تحقیر سے بھرا تھا کہ الامان الحفیظ۔مہر ماہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔

"بس کر دیں آغا جان۔۔۔خدا کے لیئے"خود پر قابو پاتے ہوئے بھی وہ سسکی روک نہ پائی تو ان کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"پاگل تو نہیں ہو گئیں مہرو!چلو یہاں سے۔پھر کوئی دورہ پڑ گیا ہے تمہیں"تائی جان تو متحیر سی تھیں۔

"بددعاؤں کی زد میں ہے یہ گھرانا امی!کتنا معصوم دل دکھایا تھا آپ نے کبھی یاد تو کرتی ہوں گی آپ۔نمیر نامی اس بچے کو جسے آپ نے۔۔۔(انگلی سے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے)۔امی آپ نے بتایا کہ وہ ایک طوائف کا بیٹا ہے اور یہ بھی کہ طوائف کسے کہتے ہیں"وہ سن سی کھڑی رہ گئیں۔آغا جان اپنے بال نوچنے کو ہو گئے۔

"اور آغا جان بنا تصدیق کیئے آپ نے اسے ناجائز تصور کر لیا۔۔۔کسی پاکباز عورت پر بہتان لگانے کی سزا کیا ہے اسلام میں یہ تو جانتے ہی ہوں گے آپ لوگ"

"دفع ہو جاؤ۔۔۔نکل جاؤ یہاں سے۔"آغا جان کا ہاتھ اٹھتے اٹھتے رہ گیا صدیقہ بیگم اسے گھسیٹ کر ان کے کمرے سے باہر لے گئیں۔

"بات تو کرنے دیں مجھے امی!کیسے ظالم لوگ بستے ہیں اس گھر میں۔ایک طوائف نے عزت کی زندگی کو اختیار کرنا چاہا تو آپ سب کو ناگوار کیوں گزرا۔صرف ایک باعزت چھت ہی تو مانگی تھی اس نے۔اور کیا قصور تھا اس کا؟"وہ چیختی چلاتی ان کے ساتھ گھسٹتی جا رہی تھی۔انہوں نے اسے لاؤنج کے صوفے پر پٹخا۔اس کا دوپٹہ پیروں میں رل رہا تھا۔تائی جان کا چہرہ غم وغصے سے سرخ ہو گیا۔

http://kitaabghar.com

"کیا بکواس کر رہی ہو اور کس سے سنا ہے یہ سب؟"

"اپنے شوہر کے منہ سے سنا ہے یہ سب امی!" ان کی آنکھوں میں نظریں گاڑ کر بے باکانہ نڈر انداز میں کہتی وہ گویا ان کا کلیجہ ہی تو چبا گئی۔

"آپ نے ایک گھر تباہ کر دیا امی! اجاڑ دیا" ان کا ہاتھ بے اختیار اٹھ گیا اور مہر ماہ کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا اس کا چہرہ ایک جھٹکے سے مڑا تو پیشانی صوفے کی لکڑی سے بری طرح ٹکرا گئی۔انہوں نے اس کا چہرہ جبڑے سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا اور درشتی سے بولیں۔

"مجھے سختی پر مجبور مت کرو مہرو! پہلے ہی بہت کچھ سہہ لیا ہے تمہاری وجہ سے اس خاندان نے۔اب اس بے غیرت رذیل سے ہمدردی کر کے مزید داغ لگاؤ گی باپ کی عزت کو" انہوں نے ایک جھٹکے سے اس کا چہرہ پرے دھکیلا غیض وغضب کے مارے ان کے چہرے کے عضلات بگڑ چکے تھے۔انسان یونہی غصے میں اندھا ہو کر جانور بن کر دوسروں کے ساتھ زیادتی کر جاتا ہے اور اسے احساس بھی نہیں ہوتا۔

"ہمدردی اسی سے کی جاتی ہے جو قابل ہمدردی ہوا کرتا ہے امی! اپنی سگی اولاد کے ساتھ آپ کا یہ سلوک ہے تو زرنگار اور اس کے بیٹے کو تو یقیناً سنگ سار ہی کیا ہو گا آپ نے۔ بہت ظالم اور بے حس ہیں آپ لوگ" اس کی آواز رندھ گئی تھی۔دروازے میں کھڑی ملاحہ لبوں پر ہاتھ رکھے اس ظالمانہ کاروائی کو دیکھ رہی تھی۔تیزی سے آگے بڑھی اور صدیقہ بیگم کے پھر سے اٹھتے ہاتھ کو تھام لیا۔

"خدا کے لئے امی! یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟؟" وہ متحیر تھی۔

"اس خبیث کو سمجھاؤ جس کے سر پر اس ناجائز آدمی کا جادو چڑھ رہا ہے۔ا؟س کی ماں کو تو میں آج کے آج نکلواتی ہوں اس گھر سے۔" ان کے منہ سے کف چھوٹ رہا تھا۔یقین ہی نہ آتا تھا کہ یہ سب بکواس مہرو کے منہ سے سن رہی ہیں۔

"ایک طوائف کے بیٹے سے ہمدردی ہو رہی ہے اسے۔کہاں ہم اور کہاں وہ۔ارے موری کی اینٹ محل میں لگا لیتے کیا"

"اٹھو آپی! اپنے گھر چلو۔یہاں تو انسان بستے ہی نہیں" بڑبڑاتے ہوئے اس نے مہر ماہ کی پیشانی پر پڑے نیل پر اپنا دوپٹہ دوہرا کر کے رکھتے ہوئے اسے زبردستی وہاں سے اٹھایا اور لے کر ان کے پورشن میں چلی گئی۔صدیقہ بیگم وہیں صوفے پر ڈھے گئیں۔درحقیقت وہ اندر سے ہل کر رہ گئیں برسوں پہلے کا کرم لوٹ کر ان کے پاس چلا آیا تھا۔

☆......☆......☆

ملاحہ کا دل اسے دیکھ کر دکھ رہا تھا اور وہ بے حس بنی بیٹھی تھی۔

"میری وجہ سے تم کیوں لڑیں سب سے آپی!" اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔مہر ماہ نے بے تاثر نظروں سے اسے دیکھا۔

"یہاں لڑے بنا حق نہیں ملتا ملی۔۔۔مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کہ آفندی ہاؤس میں کس قدر ظالم لوگ بستے ہیں اور اس گھر کی بنیاد وں

میں کس کس کے ارمانوں کا لہو ڈالا گیا ہے کتنی سسکیاں اور بین لپٹے ہوئے ہیں ان درو دیوار کے ساتھ۔ مجھے تو پتا ہی نہیں تھا۔ اور آج حق بات کی تو یہ صلہ ملا تو اندازہ کرو وقار چچا اور زرنگار آنٹی کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا ہوگا۔ نمیر آفندی نام کا آتش فشاں یونہی تو وجود میں نہیں آگیا ہوگا نا" وہ تھک کر رکی۔ پھر گہری سانس بھر کر اسے دیکھا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں موحد سے بات کروں گی وہی ہے اس سارے فساد کی جڑ۔"

"کب آپی۔۔۔ کل شام کو وہ لوگ آرہے ہیں" وہ رونے کو تھی۔

"دیکھتی ہوں میں۔ تم پریشان مت ہو" مہرماہ نے لاڈلی بہن کو تسلی دی۔ محبت کا نہ ملنا زندگی کو ویران کر دیا کرتا ہے اور وہ اس ویرانی سے اپنی بہن کو بچانا چاہتی تھی۔

☆......☆......☆

آغا جان نے زمین کی خریداری کے سلسلے میں چیک موحد کے پاس بھیجا جو ریجیکٹ ہو کر واپس آگیا۔ انہیں دھچکا سا لگا۔

"یہ۔۔۔ یہی کہتا تھا میں آغا جان! مجھے اس کی آنکھوں کی چمک کوئی اور ہی کہانی سناتی ہے" سہیل آفندی چمک کر بولے۔ تو اس بار مبین صاحب کو بھی گلہ ہوا (وہ بھی کون سا داماد بن کر کوئی نفع پہنچا رہا تھا)

"آپ ذرا سے بیمار ہوئے تو پاور آف اٹارنی اسے دے دی۔ اس کے سائن کے بنا کوئی چیک کیش نہیں ہو سکتا آغا جان مجھے لگتا ہے ہم سب اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑی مار چکے ہیں" ازراہِ ادب ان کے نام کی جگہ ہم سب کا لفظ لگایا۔ انہوں نے ہنکارہ بھرا۔

"فون لاؤ میں ابھی بات کرتا ہوں اس سے یہ کیا بے وقوفی بلکہ بے ادبی کی ہے اس نے" سہیل آفندی نے جلدی سے اپنے موبائل پر کال ملا کر انہیں تھما دیا۔ جلد ہی وہ لائن پر تھا۔

"یہ کیا چکر ہے برخوردار! میں نے چیک بھیجا تھا اس پر سائن نہیں کیئے تم نے" وہ بارعب مگر بظاہر ہلکے پھلکے انداز میں بولے انہیں یقین تھا کہ ان کے بیٹے موحد آفندی کے متعلق غلط سوچ رہے تھے۔

"جی۔۔۔ بالکل آغا جان۔ کیونکہ اصول ہر کسی کے لیئے ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔ آپ نے چیک کے ساتھ ڈیٹیل نہیں بھجوائی کہ کس مد میں رقم نکلوانی ہے آپ نے؟" وہ مسکراتے لہجے میں کہتا ان کے اعصاب کو جھٹکا لگا گیا۔

"دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا؟" وہ دفعتاً غرائے۔

"آپ ہی نے تو کہا تھا کہ میں نے بالکل صحیح اصول بنایا ہے اور یہ کہ بزنس کو میں جیسے چاہے چلا سکتا ہوں" وہ سادگی سے ان کی بات ان کو یاد دلا رہا تھا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن سامنے کون ہے یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے نا" ان کا بی پی ذرا نارمل ہوا۔

http://kitaabghar.com

"جی جی۔۔ آپ ڈیٹیل بھجوادیں چیک کے ساتھ پھر میں سائن کر دیتا ہوں" اس نے کسی مصروف بزنس مین کی طرح خود ہی بات ختم فرض کر کے اللہ حافظ کہہ کر کال بند کر دی تو لمحہ بھر کو وہ موبائل تھامے کان کو لگائے رہ گیئے۔دونوں بھائی ان کے تاثرات ہی سے بہت کچھ بھانپ رہے تھے۔انہوں نے موبائل سہیل کی طرف بڑھادیا۔

" آغا جان! اعتبار ایک حد تک ہی کرنا چاہیئے کسی کی طرف سے آنکھیں بند کر لینا دانش مندی نہیں ہے۔موحد جب یہاں آیا تو ہم سب سے متنفر تھا اب بھی اس کے دل میں کیا ہے کوئی نہیں جانتا۔آپ کیسے بھول گیئے کہ کبیر کی جائیداد کی فائل آپ سے بنا پوچھے وہ اسے واپس کر چکا ہے"

"اس طرح تو اس کی ہمت بڑھتی جائے گی آغا جان! اسے روکنا ہوگا یہیں پر اور پوری طاقت کے ساتھ " مبین صاحب نے مشورہ دیا تو وہ پرسوچ انداز میں سر ہلانے لگے موحد سے محبت اپنی جگہ لیکن دھوکا دہی کو وہ کسی طور معاف نہیں کرنے والے تھے۔

☆......☆......☆

وہ ابھی شوز اتار کر سیدھا ہی ہوا تھا جب دھاڑ سے دروازہ کھول کر مہرماہ اندر چلی آئی۔وہ خاموشی سے اس کے باغیانہ تیور دیکھتا رہا۔

" یہ کیا ڈرامہ شروع کیا ہے تم نے۔۔۔؟ کون سا رشتہ لائے ہو میری بہن کے لیئے ؟ کیسا بہترین لڑکا؟ نمیر آفندی ہی ہوگا کوئی؟ ؟" خون خوار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے مہرماہ نیگویا برسٹ ہی مار دیا تھا۔وہ گہری سانس بھرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

" مجھ پر تو ترس نہیں آیا اس ڈرامے کو کھیلتے ہوئے براہ مہربانی میری بہن کی زندگی میں زہر مت گھولو۔" وہ سرد مہری سے بولی۔

" میں نے اس سے وعدہ کیا تھا اس کا ساتھ دوں گا۔اور ساتھ دینا یہی ہوتا ہے کہ آپ کسی کے لیئے اچھا فیصلہ کر دیں۔" وہ اطمینان سے کہہ رہا تھا مہرماہ کو طیش آیا تو آگے بڑھ کر اس کا بازو تھام کر جھنجھوڑ ڈالا

" شرم تو نہیں آتی نا تمہیں۔۔۔دھوکے باز۔۔۔دعوٰی کرتے رہے مجھ سے دوستی کا اور نبھائی نمیر آفندی کے ساتھ۔؟" وہ چپ سا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔پھر بات بدل دی۔

" تم بے فکر رہو مہر! ملاحہ کے لیئے میں بہت اچھا فیصلہ کروں گا۔"

"اس کے والدین الحمدللہ حیات ہیں اس کا برا بھلا سمجھ سکتے ہیں تم ہوتے کون ہو اس کی زندگی کا اس قدر اہم فیصلہ کرنے والے۔"

" یہ کیا ہوا ہے؟" موحد کی نظر اس کی پیشانی کی چوٹ پر اب پڑی تھی متفکر ہو کر پوچھا تو وہ تلخی سے بولی۔

"ابھی تو شروعات ہے تماشا دیکھو تم بھی کہ کب سنگسار کیا جاتا ہے مجھے۔"

" تم اس معاملے میں مت پڑو مہر! جن کا مسئلہ ہے انہیں نمٹانے دو۔" وہ دانتوں پر دانت جما کر بولا مہرماہ نے تنفر سے سر

جھٹکا۔ "میرا تو جرم ہی بہت بڑا ہے نمیر آفندی کے نکاح میں ہوں نا۔۔ آدھے پتھر تو میرے نام کے بھی ہوں گے" ضبط کرتے ہوئے بھی اس کی آواز بھرا گئی تو موحد کا خود پر سے قابو اٹھنے لگا۔

"مہر۔۔۔ "

"بس کر دو ہمدردی کا یہ ڈھونگ۔۔۔بس" وہ رو دی۔

"تم تو موحد آفندی تھے تمہارے سینے میں تو نمیر کا دل نہیں تھا پھر تم نے نمیر کا ساتھ کیوں دیا۔اور اگر اس کا ساتھ دینا ہی تھا تو میرے اتنے اچھے دوست کیوں بنے۔؟میں نے اپنی ہر بات ہر مسلہ تمہارے ساتھ شیئر کیا اور تم۔۔۔تم میری بے بسی کا تماشا دیکھتے رہے"

"مہر ماہ۔۔۔پلیز" وہ خود کو پتھر بنا رہا تھا مگر یہ واحد لڑکی تھی جس کے سامنے اس کا دل موم کی طرح پگھلا جاتا تھا۔

"جو خود دکھا ہوا ہو وہ دوسروں کو دکھنے سے بچایا کرتا ہے سب کو دکھی نہیں کر دیتا۔اور تم۔۔۔تم نے موحد ہو کر بھی نمیر کا ساتھ دیا اس کا بدلہ چکایا"

"میں شرمندہ ہوں مہر!"

"ہاہ۔۔۔تمہاری شرمندگی میری زندگی کے سارے خواب میرے حسین پل لوٹا سکتی ہے تو جاؤ چین کی نیند سو جاؤ جا کر" وہ تلخ ہوئی۔

"یہاں بیٹھو میں دوا لگا دیتا ہوں چوٹ پر" موحد کی نظر بھٹک بھٹک کر اس کی چوٹ پر جاتی تھی۔

"لعنت بھیجتی ہوں میں ایسی ہمدردی پر۔۔۔ایک چھوٹی سی چوٹ تمہیں دکھائی دے رہی ہے میرے دل پر میری روح پر جو چوٹ لگی ہے وہ دکھائی نہیں دیتی تمہیں" وہ غرائی تھی۔موحد نے دو انگلیوں سے اپنی پیشانی کو مضطربانہ چھوا۔

"تم ان لوگوں کو منع کر دو ملاحہ کے پرپوزل کے لیئے" وہ ہٹیلے پن سے بولی۔

"نہیں۔۔۔میں ایسا نہیں کر سکتا" وہ قطعیت سے بولا۔مہر ماہ متاسفانہ اسے دیکھتی رہی۔

"نمیر نے تو بدلہ لینے کے لیئے ہمیں برباد کرنے کی قسم کھائی ہے۔تم تو اس دوستی کی لاج رکھ لو جو ہمارے درمیان تھی موحد آفندی!" چبا کر اس کا نام لیا تو وہ جتاتے ہوئے بولا۔

"موحد آفندی نے بھی دربدری کے چودہ سال کاٹے ہیں مہر ماہ آفندی!تم لوگوں کو بس اپنے ہی زخم دکھائی دیتے ہیں"

"جس کا گھر جل جائے وہ دوسروں کا گھر نہیں جلا دیا کرتا"

"لیکن اگر کسی کا گھر جان بوجھ کر جلایا جائے تو پھر آنکھ کے بدلے آنکھ اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ کا قانون چلتا ہے محترمہ!" وہ بھی اپنے حصار میں بند ہونے لگا۔

"چہ خوب۔۔۔ویری ویل ڈن" وہ استہزائیہ مسکرائی۔

http://kitaabghar.com

"اچھی طرح کھل رہے ہو تم۔۔۔ جائیداد پر تو ویسے ہی قبضہ کر چکے ہو اب بتاؤ گھر سے کب نکال رہے ہو سب کو؟"

"شٹ اپ۔۔۔" وہ بھڑکا۔

"اب ظاہر ہے کسی کو عطیہ کرنے کے لیئے تو یہ قبضہ نہیں کر رہے ہو گے تم" اس کا طنز برقرار تھا۔۔

"میرے خیال میں تم یہاں سے چلی جاؤ تو یہ تمہارے ہی نہیں میرے بھی حق میں بہتر ہو گا۔ تم اپنا مطمع نظر اچھی طرح مجھ تک پہنچا چکی ہو" وہ بہت تحمل سے بولا۔

"سچ کا سامنا کرنا ہمیشہ مشکل ہوا کرتا ہے نا۔۔۔ مجھے دیکھو برباد ہو کر بھی جی رہی ہوں۔ اپنا مقدمہ خود لڑ رہی ہوں کسی اور کی زندگی تباہ نہیں کر رہی" مہر ماہ کا لہجہ کڑوا تھا۔

"یہ سب باتیں بے فائدہ ہیں مہر ماہ! میں وہی کروں گا جو میرا دل چاہے گا" وہ اطمینان کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ دل کی اتھل پتھل کو چہرے پر لانا خود کو بے مول کرنے کے مترادف تھا سو اس بیوقوف لڑکی سے مزید ہمدردی عبث تھی۔

"تو پھر تم بھی دیکھنا میں بھی وہی کروں گی جو میرا دل چاہے گا"

"او کے ایزیو وش۔۔۔ دروزہ ادھر ہے باہر جانے کے لیئے" تحمل سے کہہ کر موحد نے مؤدبانہ عرض کیا تو وہ دانت پیستی واپس پلٹی جاتے ہوئے دھڑام سے دروازہ بند بھی کیا تو وہ متاسفانہ سانس بھر کر رہ گیا۔ مگر اتنا تو وہ مہر ماہ آفندی کو جانتا ہی تھا۔ کل سے کسی کو کچھ نہ بتانے والی کبھی بھی کسی کو کچھ نہیں بتانے والی تھی۔

☆......☆......☆

"آپ مجھ سے وعدہ کر چکی ہیں کہ دوسرے پروپوزل پر بھی غور کریں گی" ملاحہ نے ہمت کر کے تائی جان کو یاد کروایا وہ اچھی طرح کبیر کی گمشدگی سے واقف تھیں طمانیت سے بولیں۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ ان لوگوں کے سامنے تمیز اور سلیقے سے جاؤ پھر دوسرا پروپوزل بھی دیکھ لیں گے" انہوں نے اسے پچکارا تو ملاحہ کے دل میں ٹھنڈک سی اتر گئی شام کو وہ لوگ ملاحہ کو دیکھنے آ رہے تھے موحد سے تو وہ اچھی طرح خفا تھی وہ دوپہر کو ہی آفس سے آ گیا تو ملاحہ اسے دیکھ کر کترا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

"ادھر آؤ۔۔۔" وہ سنجیدگی سے کہتا لاؤنج کی طرف بڑھا۔ تو ناچار ملاحہ کو اس کی تقلید کرنا پڑی۔ وہ خفا خفا سی اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس کا پھولا ہوا چہرہ دیکھ کر موحد بیساختہ مسکرا دیا۔

"تیاری ہو گئی ساری۔۔۔؟"

"ہاں ہو گئی۔۔۔ قربانی ہے نا آج میری۔" وہ چیخ کر بولی۔

http://kitaabghar.com

"اللہ نہ کرے۔ تم کیا سمجھتی ہو بھائی بہنوں کے لیئے غلط سوچتے ہیں کیا؟" وہ سنجیدہ تھا۔

"جب بھائیوں کو بہنوں کے دل کی خبر ہی نہ ہو تو وہ کیا صحیح کر سکتے ہیں بھلا۔" وہ بحث پر اتری۔

"ہوسکتا ہے اس سے بھی زیادہ اچھا سوچا ہو" موحد ہلکے سے مسکرایا۔

" آپ نے میرا ساتھ دینا تھا لیکن آپ بھی آغا جان بنتے جا رہے ہیں۔" وہ ناراض تھی۔

"ہاہ۔۔۔آغا جان۔۔؟ ؟اللہ بچائے مجھے اس قدر سنگ دل بننے سے۔" وہ مضحکہ خیز انداز میں بولا۔

" آپی کو دیکھا ہے آپ نے۔۔دل ٹوٹنے کا درد کیا ہوتا ہے۔۔ محبت سے بچھڑ جانا کس قدر قیامت خیز ہے کوئی ان سے پوچھے جو بنا غلطی کی سزا بھگت رہی ہیں" ملاحہ کو رونا آ گیا کل مہر ماہ کے ساتھ ماں کی بدسلوکی نے اس کو ہرٹ کیا تھا۔ موحد مضطربانہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" تمہارے ساتھ کچھ غلط نہیں ہوگا ملاحہ۔۔۔میرا یقین کرو۔ اگر تم اس پروپوزل سے مطمئن نہ ہوئیں تو صاف انکار کر دینا" ملاحہ نے ذرا سی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اور بہت ہمت مجتمع کرتے ہوئے بڑا سرسری لہجہ بنا کر پوچھ ہی لیا۔

" کبیر کہاں گیا ہے؟"

" ڈونٹ نو۔۔" موحد نے شانے اچکائے "میں نے آغا جان کے پاس اس کی زمینوں کے رہن رکھے کاغذات واپس کر دیئے تھے۔ گھر بھی یہیں کہیں لے لیا ہے اس نے۔ ہوسکتا ہے اب اس کی بہنیں اس کی شادی کی تیاریاں کر رہی ہوں" وہ اپنی دھن میں مگن بتا رہا تھا۔ ملاحہ کا دل مٹھی میں آ گیا۔

"خیر۔۔ اتنا احسان فراموش تو نہیں لگتا کہ اپنی شادی کی خبر بھی نہ دیتا آغا جان کو" ملاحہ نے بدقت مسکرا کر کہا۔ تو وہ طنزیہ بولا۔

" آغا جان نے کون سے پھول کھلا رکھے تھے اس کی زندگی میں۔" پھر قدرے توقف سے انکشاف کیا۔

"اور تمہیں پتا ہے ایک بار آغا جان کی اسٹڈی میں کوئی آدمی گھس گیا تھا لیکن اس نے کچھ چرایا نہیں صرف تلاشی لی تھی" وہ رکا جیسے ملاحہ کو یاد کرنے کا وقت دیا ہو۔

"ہاں یاد ہے مجھے اچھی طرح۔۔۔کسی کو بھی پتا نہیں چلا تھا اس آدمی کا" ملاحہ نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔ اس بات کو یاد دلانے کا بھلا یہ کیا وقت تھا۔

" مگر مجھے پتا چل گیا تھا۔۔۔جب وہ میرے آفس میں گھسا تھا" موحد مسکرایا۔ ملاحہ بے تحاشا چونکی بے یقینی سے اسے دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور ڈرامائی انداز میں بولا۔

"دونوں مرتبہ وہ کبیر تھا ملاحہ۔۔۔"

" جھوٹ۔۔۔ " ملاحہ جذباتی ہو کر اونچی آواز میں بولی۔ "اسے کیا ضرورت تھی تلاشیاں لینے کی" وہ موحد کی الزام تراشی پر

ناراض تھی۔

"وہ یہی کاغذات ڈھونڈ رہا تھا۔جس روز اپنی پراپرٹی کے پیپرز اسے ملتے وہ یہاں سے چلا جاتا" ملاحہ اس انکشاف پر دم بخود رہ گئی وہ اطمینان سے گویا ہوا۔

"اور میں نے اسے وہ پیپرز لوٹا دیئے۔آغا جان کے ظلم کا شکار کوئی بندہ تو سکون کی زندگی گزارے نا" ملاحہ کی تو جیسے قوت گویائی ہی کھو گئی۔چند لمحے اس کی طرف سے جواب کا انتظار کرنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"او کے۔۔ بیسٹ آف لک" وہ چلا گیا تھا لیکن ملاحہ کا دل پریشانی کے گہرے سمندر میں غوطہ زن تھا۔

☆......☆......☆

وہ تائی جان کا سوٹ درزی سے لے کر نکلی تو شام ہونے والی تھی۔ملاحہ کو اس کے ساتھ ہی آنا تھا لیکن تائی جان نہیں مانیں مہمان کسی بھی وقت آسکتے تھے اور ایسے میں ملاحہ کا گھر پر ہونا بہت ضروری تھا۔مہر ماہ تو کسی سے ملنا ہی نہیں چاہتی تھی اس لیئے دانستہ بازار چلی آئی۔بلاوجہ اپنے دو سوٹ اور ایک چپل خریدی تائی جان کا سوٹ بھی درزی سے لے لیا اور اب ونڈو شاپنگ کر رہی تھی۔۔۔ اور اب کتنی ہی دیر سے اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے بائیں طرف بلیو جینز والا شخص مسلسل اس کے ساتھ چل رہا تھا۔یعنی ہر دوکان پر یہ دو ٹانگیں ساتھ دکھائی دے رہی تھیں۔اس نے اب کی بار اس نے پلٹتے ہوئے اچٹتی نظر اس شخص پر ڈالی تو ناگواری اس کی رگوں میں دوڑ گئی۔اس کے انداز میں ناگواری دیکھنے کے باوجود وہ دلفریب انداز میں مسکرا دیا۔

"نمیر وقار آفندی۔۔۔نام تو جانتی ہی ہو تم" مہر ماہ کو تپ چڑھی۔۔۔وہ اسے اگنور کرتی اگلی دوکان کی طرف بڑھی تھی۔

"کیا ہوا۔۔ پیسے نہیں ہیں شاپنگ کے لیئے چیزیں دیکھ دیکھ کر گزارا کر رہی ہو" وہ جلدی سے اس کا ہم قدم ہوا۔

"تم جاؤ یہاں سے۔۔ میرا دماغ اتنا خراب مت کرنا کہ میں شور مچا کر مار پڑوا دوں لوگوں سے" مہر ماہ کڑوے لہجے میں بولی تو وہ جیسے محظوظ ہو کر ہنسا۔

"بے فکر رہو۔۔۔میں نکاح نامہ جیب میں رکھ کر لایا ہوں" وہ جیب تھپتھپا کر بولا۔تو مہر ماہ سنجیدہ ہو گئی۔

"وہ نکاح نامہ میرے حوالے کر دو نمیر! کورٹ میں ثبوت پیش کر کے خلع لینے میں آسانی ہو جائے گی میرے لیئے"

"خلع طلاق کچھ بھی نہیں مسز نمیر آفندی! تمہیں جتنا تنگ کرنا تھا کر لیا۔اب بس اور نہیں"

"افسوس۔۔۔اب میں تمہاری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتی"

"اچھا۔۔۔پہلے تو بہت اشتیاق تھا تمہیں نمیر سے ملنے اور اسے دیکھنے کا"

"ملنے اور تھپڑ مارنے کا" مہر ماہ نے تلخی سے تصحیح کی۔

"تو اس روز ریسٹورنٹ میں ملی تھیں مار لیتیں تھپڑ۔۔۔اب یہاں بھیڑ میں تو اجازت نہیں دے سکتا۔ بھائی لوگوں کو تو یوں بھی موقع چاہیئے ہوتا ہے اپنی ایفی شنسی (ہوشیاری) دکھانے کا" وہ اس کے ساتھ چلتا اسی کے انداز نیں دکانوں کے ڈسپلے میں رکھی چیزوں کو دیکھتا جواب دے رہا تھا۔

"اب تم جاتے ہو یا میں اپنی مدد کے لیئے کسی پولیس والے کو بلواؤں" وہ سختی سے بولی۔

"شوہر ہوں میں تمہا۔۔۔ "وہ کہنے لگا تھا جب تنپیشانی کے ساتھ وہ اس کی بات کاٹ گئی۔

"شٹ اپ۔۔۔اس رشتے کا حوالہ دینے کے قابل نہیں ہو تم" وہ خفیف سا ہوا۔

"تو بتاؤ کیا کروں۔۔ شام کو آغا جان کے سامنے پیش ہو کر باضابطہ رخصتی مانگ لوں تمہاری؟" وہ چیلنجنگ انداز میں بولا۔

" کوئی تماشا مت لگانا نمیر۔۔۔ مجھے تم سے کوئی ہمدردی نہیں مگر ایک انسانی جان کو جاتے نہیں دیکھ سکتی میں" وہ اسے ٹوک گئی۔ نمیر بیساختہ ہنسا۔

" کیا انسان دوست طبیعت پائی ہے تم نے۔۔۔واہ۔۔" وہ متاثر ہوا۔ مہر ماہ اسے نظر انداز کیئے اب ادھر ادھر نظر دوڑاتی رکشہ ڈھونڈ رہی تھی۔

"میں ڈراپ کر دیتا ہوں تمہاری میری منزل الگ تو نہیں" وہ آفر کر رہا تھا۔

" بھول ہے تمہاری نمیر آفندی۔۔۔تم میری منزل کا راستہ بھی نہیں ہو "اس کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔ پتا نہیں یہ شخص اب اس سے کیا چاہتا تھا۔ زندگی برباد کرنے کے بعد بھی سکون نہیں تھا اسے۔ وہ رکشہ رکتے ہی اندر بیٹھ گئی۔ وہ جھک کر ڈرائیور کو کرایہ ادا کرتے ہوئے گھر کا ایڈریس بتا رہا تھا۔ رکشہ چلا تو اس نے ایک اچٹتی مگر گہری نگاہ مہر ماہ پر ڈالی۔ اس نے چہرہ نقاب میں کر رکھا تھا نظر لحہ بھر کو نمیر آفندی کی نگاہ سے ٹکرائی اور رکشہ تیزی سے آگے بڑھ گیا نمیر نے دھواں اڑاتے رکشے کو کچھ دیر دیکھا پھر وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے فٹ پاتھ پر سر جھکائے چلنے لگا۔

سبھی درد چن مرے جسم سے، کسی اسم سے
مرا انگ انگ بحال کر، مرے چارہ گر
یہ بدن کے عارضی گھاؤ ہیں، انہیں چھوڑ دے
مرے زخم دل کا خیال کر، مرے چارہ گر

اس کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ تھی اور ذہن الجھن زدہ

☆......☆......☆

ملاحہ کو پورا یقین تھا کہ آنے والے ضروری نہیں کہ گھر والوں کو پسند آ جائیں۔مگر جب وہ لوگ آئے تو جہاں تائی جان انگشت بدنداں ہوئیں وہیں سائرہ چچی کے سینے پر سانپ لوٹ گئیے۔مہر ماہ تنے ہوئے تاثرات لیئے شنیل کے فیروزی اور میرون پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس خوب صورت مگر بہت سرد سی لگ رہی تھی۔اس کی ناراضی کے لیئے اتنا ہی کافی تھا کہ یہ رشتہ ملاحہ کی مرضی کے خلاف آیا تھا اور موحد آفندی کے توسط سے آیا تھا۔ملاحہ کمرے سے نکلنے کو تیار نہ تھی ان لوگوں کی گاڑی آ کر پورچ میں رکی اور لڑکے کی بہنیں اور دو ملازمائیں اتریں ملازماؤں کے ہاتھوں میں خوب صورت ریشمیں کپڑوں سے ڈھکے شگن کے تھال تھے۔ناراض ہونے کے باوجود باقی سب کی طرح مہرو بھی ان کے ادب آداب سے بہت متاثر ہوئی۔مہمانوں کو ڈرائینگ روم میں بٹھایا گیا۔تائی جان ان سے تحائف کے تکلف کی بات کر رہی تھیں جب مہر ماہ ملاحہ کو لے کر اندر داخل ہوئی۔

"یہ تو صرف شگن ہے اور ہمارے گھرانے کی روایت آنٹی ورنہ ہماری ہونے والی بھابی تو سونے میں تولنے کے قابل ہیں ما شاء اللہ" ملاحہ کی جھکی پلکوں کو دیکھتے ہوئے چھوٹی بہن بہت محبت سے بولی اور ملازماؤں کو اشارہ کیا۔دونوں تھالوں پر سے کپڑے سرکے تو سائرہ چچی کا دم آنکھوں میں آ گیا۔ایک تھال میں کپڑوں کے جگر جگر کرتے کامدانی جوڑے کے ساتھ سونے کا بھاری جڑاؤ سیٹ اور دوسرے میں شگن کے روپے۔۔۔سو سو کے نوٹوں کی دس گڈیاں ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں۔لاکھ روپیہ ہاتھ پہ دھرنے چلی آئی تھیں وہ ملاحہ کے۔تائی جان کا سر تفاخر سے بلند ہوا۔جبکہ مہر ماہ کا دل اندر ہی اندر بیٹھا جا رہا تھا۔

ظاہری چکا چوند اگر گھر والوں کی آنکھیں خیرہ کر دیتی تو اس کی بہن کا دل مردہ ہو جانے والا تھا۔اور ملاحہ کا دل ایک ہی شخص کو پکار رہا تھا جو اس وقت اس سے کوسوں دور اپنی شادی کی تیاریوں میں بخوشی مگن تھا۔

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

http://kitaabghar.com

نجانے کتنے ٹکڑوں میں بٹا ہوں
میں اپنے ہاتھ سے خود گر پڑا ہوں
مقابل ہے مرے سارا زمانہ
میں اپنے ساتھ بس تنہا کھڑا ہوں
مٹانے کو مجھے سب مر رہے ہیں
سو یوں ثابت ہوا، سب سے بڑا ہوں
نہ کوئی ساتھ تھا، نہ ساتھ ہے اب
اکیلا ہوں، اکیلا ہی ڈٹا ہوں
کوئی بتلائے کیا بس میں غلط ہوں
یا بس حق بات پر اک میں اڑا ہوں
بنے گی کیا مری پھر ظلمتوں سے
دِیا تھا، بن کے سورج میں جلا ہوں
قیامت کیا ہے مجھ کو نہ بتا یہ
میں ایسے ہی حادثوں میں پلا ہوں

(اتباف ابرک)

آفندی ہاؤس پر غیض وغضب کی فضا طاری تھی۔معزز مہمانوں کو چائے سے تواضع کرنے کے بعد ان کے ساز وسامان سمیت واپس کر دیا گیا اور تائی جان نے کوئی خیال کیئے بنا مہمان خواتین کے نکلتے ہی ثمرہ چچی کو آڑے ہاتھوں لیا۔

"یہ کیا تھا ثمرہ۔۔۔کس بات کا بدلہ لیا ہے موحد نے ہم سے۔۔میری بیٹی کے لیئے یہ اعلیٰ رشتہ لایا ہے وہ؟" ان کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ثمرہ نے اطمینان سے انہیں دیکھا۔

"جس گھر میں بیری ہو وہاں پتھر آیا ہی کرتے ہیں بھابی! اور یہ پتھر کسی مخصوص قسم کے نہیں ہوتے۔ہر طرح کا پتھر شامل ہوتا ہے ان میں"

http://kitaabghar.com

"پر یہ بھی تو دیکھو ثمرہ! کہ ہمارے ہی گھر کے ڈرائیور کا رشتہ ہماری ہی بچی کے لیئے لایا ہے وہ" سائرہ چچی کے پیٹ میں ہنسی کے مارے بل پڑ رہے تھے مگر بظاہر بہت دردمندی سے کہا۔

"تو ڈرائیور کون سا انسان نہیں ہوتے اور کبیر کون سا آپ لوگوں کا زر خرید تھا" ثمرہ نے انہیں نگاہ غلط انداز سے دیکھا۔

"جس شان سے کبیر کی بہنیں ملاحہ کا ہاتھ مانگنے آئی تھیں ویسے تو ہماری کسی بھی بچی کی قسمت نہیں کھلی۔ صاف لگ رہا ہے کہ کبیر الحمدللہ بہت اچھے حالوں میں ہے"

"تمہارا بیٹا جو مل چکا ہے اس کے ساتھ۔ حالات تو اچھے ہونے ہی تھے۔ کروڑوں کی جایئداد کے کاغذات باسی روٹیاں سمجھ کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دیئے۔ اس کی ہمت تو بڑھنا ہی تھی نا تمہاری کوئی بیٹی ہوتی تو میں دیکھتی کیسے ان چ؟ وڑے چماروں کے رشتے اکٹھے کرتیں تم" تائی جان کا چہرہ خطرناک حد تک لال ہو رہا تھا۔ ان کی نظروں کے سامنے سے تو ملاحہ کا چہرہ ہی نہ ہٹتا تھا۔

ہماری ہونے والی بھابی تو اس قابل ہیں کہ یہ سب چیزیں ان پر واردی جائیں" ملاحہ جو مہرماہ کے ساتھ آتے ہوئے بس مرنے والی کیفیت میں تھی یہ آواز سن کر بے تحاشا چونکی۔ اور نگاہ اٹھا کر لڑکے کی بہن کو دیکھا تو اعصاب کو شدید قسم کا جھٹکا لگا۔

"ہماری بہت سی زمینیں ہیں آنٹی۔ بہت پیارا آبائی گھر ہے۔ اور ابھی پچھلے ماہ یہاں شہر میں نیا گھر لیا ہے۔۔۔" وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی۔ ملاحہ کا ذہن لمحہ بھر کو بلینک ہو گیا۔

(بھائی اپنی بہنوں کے لیئے اچھے فیصلے ہی کیا کرتے ہیں) اسے موحد کی بات یاد آئی تو بنا شعوری کوشش کے اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"باقی باتیں چائے کے بعد۔۔۔ آئیں آپ لوگ" ثمرہ نے باتوں کا سلسلہ روک دیا۔ اور چائے کے ساتھ دیگر ریفریشمنٹ سے پوری میز بھری ہوئی تھی۔

اور ملاحہ۔۔۔ اس کا تو دل چاہتا تھا کہ پتنگ بن کر ہوا میں اڑنا شروع کر دے۔ اور پھر چائے کے دوران اس نے کبیر کی بہنوں کو آگے بڑھ بڑھ کر بہت محبت سے ایک ایک چیز پلیٹ میں ڈال کر دی اور بصد اصرار کھلائی اس نے جہاں تائی جان کو حیران کیا وہیں ان کا دل مطمئن بھی ہوا کہ ملاحہ رشتے والیوں کی چکا چوند سے متاثر ہو گئی تھی۔ اب ان کے تو فرشتوں کو بھی آنے والی قیامت کے بارے میں علم نہیں تھا کہ گزشتہ تین دنوں سے ملاحہ بی بی کے زرد پڑتے رخسار گال یکا یک دہک کیسے اٹھے۔ مہرماہ خود ملاحہ کو دیکھ کر حیران بھی ہوئی اور خوش بھی کہ ذرا دیر کے لیئے ہی سہی مگر کم از کم وافسردگی کے لبادے سے تو نکلی۔

"نام کیا ہے آپ کے بھائی کا۔۔ کیا کام کرتا ہے؟" تائی جان نے خوش دلی سے بالآخر وہ سوال پوچھ ہی لیا جسے آنے والیاں ابھی تک جان بوجھ کر شاید پیچھے رکھے ہوئے تھیں۔ لمحہ بھر کو ڈائننگ روم میں خاموشی پھیل گ ٓء۔ مہرماہ نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

"آپ اسے ہم سے بھی زیادہ اچھی طرح جانتی ہیں آنٹی! کبیر خان نام ہے ہمارے بھائی کا۔ اور اللہ نے اتنا نواز رکھا ہے کہ فی

الحال تو کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں انہیں" وہ مسکراتے ہوئے پراعتماد لہجے میں بولی۔

لو جی۔۔۔ایک چھت تو کیا پورا آفندی ہاؤس تائی جان۔مہرماہ اور سائرہ چچی پر گویا آن گرا۔مہرماہ نے بے یقینی سے ملاحہ کی طرف دیکھا تو اسے تمتماتے چہرے کے ساتھ مسکراہٹ دباتے دیکھ کر گہرا سانس بھر کر رہ گ ء(تو ملاحہ کے دل کی خوشی کا نام کبیر خان تھا۔۔)اور یہ بات موحد کو پتا تھی۔۔۔۔؟

" کبیر۔۔۔وہ جو ڈرائیور تھا ہمارا؟" تائی جان کا چہرہ تاریک پڑا مگر وہ خود کو بدقت اس جھٹکے سے سنبھال بولیں تو لہجہ آپوں آپ تضحیک آمیز ہو گیا۔مگر کبیر کی بہنوں کے چہرے پھیکے نہیں پڑے۔

"جی آنٹی!لیکن اب الحمدللہ اسے کسی ایسی نوکری کی ضرورت نہیں رہی" وہ مسکرا کر اعتماد سے بولی۔لیکن دلوں کے تنگ لوگوں کے دماغ اور سوچ بھی اتنی ہی تنگ ہوا کرتی ہے۔تائی جان نے انہیں سخت سست سنائیں۔اور ان پر اپنی جاہ وحشمت اور خاندانی حسب و نصب کے ساتھ ساتھ کبیر اور اس کے خاندان کی بدحالی کو ان پر اچھی طرح واضح کیا۔

"شرم آنی چاہیئے تم لوگوں کو۔محض ایڑیاں اٹھا لینے سے ہاتھ بڑھا کر چاند کو نہیں چھو لیا جاتا۔اس کے لیئے قد کا ہونا ضروری ہے" مہمانوں کو ان کے تحائف سمیت واپسی کا راستہ دکھا کر اب تائی جان فی الحال ثمرہ چچی کی گوشمالی کر رہی تھیں اس کے بعد آغا جان یقیناً موحد کی کھال کھینچنے والے تھے۔جو گھر سے تبھی سے غائب تھا جب مہمان بس آنے ہی والے تھے۔اور اس کی وجہ اب سب کو سمجھ آ گئی تھی۔

☆......☆......☆

"امی اب اپنا وعدہ پورا کریں۔آپ کا کہا ہوا پروپوزل منظور کر رہی ہوں میں۔" ملاحہ نے ہمت کر کے کہا تو تائی جان کا دل چاہا اس کے منہ پر تھپڑ دے ماریں۔

" بکواس بند کرو ملاحہ!اس موحد کے بچے کی کھال تو آغا جان اتاریں گے۔مجھے تو یہی سمجھ نہیں آ رہی کہ اس نے ڈرامہ کیا کھیلا ہے ہمارے ساتھ۔اور یہ کبیر۔۔۔۔اس قدر خبیث اور بددیانت نکلے گا میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔غضب خدا کا۔گھر کی عزت پر نظر رکھی ہوئی تھی اس نے۔اور اس کا ہاتھ نا جانے دولت کے کس کنویں میں پڑ گیا ہے۔ہونہہ۔۔۔ہمیں متاثر کرنے کی کوشش کر رہا ہے" وہ تلملا تلملا کر بے حال ہو رہی تھیں۔کبھی موحد پر غصہ آتا تو کبھی کبیر پر۔

" پہلے وہ غریب تھا تو اس کے ڈرائیور ہونے پر اعتراض تھا آپ کو۔اب اگر ہماری حیثیت کے اس نے رشتہ مانگا ہے تب بھی آپکو اعتراض ہو رہا ہے" ملاحہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

" مجھے کیا پتا تھا وہ ذلیل انسان ایک کمی کا رشتہ لے آئے گا ہمارے لیئے۔اور تم بھی ملاحہ۔۔۔کچھ تو دیکھ کر گرتیں" انہوں نے غمو غصے سے کہا تھا۔

http://kitaabghar.com

"لیکن آپ نے کہا تھا کہ۔۔۔"

" بکواس کی تھی میں نے۔ ہر حال میں انکار ہی کرنا تھا میں نے۔ سنا تم نے" وہ چلا اٹھیں۔

"لیکن یہ رشتہ تو موحد بھائی کے توسط سے آیا ہے امی! میری تو اس میں کوئی انوالومنٹ نہیں"

"منہ بند رکھو اپنا۔ ایک بار اسے ہمارے ہاتھ تو لگ جانے دو پھر حشر دیکھنا اس ذلیل انسان کا۔ ساری عمر ہمارے ٹکڑوں پر پل کر چار کا غذات ہاتھ میں کیا آ گئے زمینوں کے ہمارے ہی گھر کا داماد بننے کے خواب دیکھنے لگا ہے وہ نامراد" وہ حقارت سے بولیں۔

"اس کا کوئی قصور نہیں یہ خواب اسے میں نے دکھایا ہے امی!" وہ ایک دم سے بولی تو صدیقہ بیگم کا جلال عود کر آیا۔ ان کے تھپڑ نے ملاحہ کو ہلا دیا۔ مہرماہ تیز لہجے میں بولتی اندر داخل ہوئی۔

"بس کر دیں اب یہ ظلم کی داستانیں لکھنا امی! ماضی سے نہیں تو حال ہی سے نصیحت پکڑ لیں آپ لوگ" اس نے ملاحہ کا سر شانے سے لگا کر اس نے تلخی سے کہا۔ تو وہ سرد مہری سے گویا ہوئیں۔

"تم تو اپنی زبان بند ہی رکھو مہرو! ایک بے غیرت تو زبردستی ہمارے خاندان میں داخل ہو گیا تھا دوسرے کو اپنی مرضی سے شامل کر لیں اتنا دماغ خراب نہیں ہوا ابھی ہمارا۔ لے جاؤ اسے بھی یہاں سے میرا تو تم دونوں کی شکل دیکھنے کو دل نہیں کر رہا ماں باپ کا نام رول کر رکھ دیا ہے تم دونوں نے"

"پتا نہیں ہم کب اس حقیقت کو سمجھیں گے کہ ہمارے اعلیٰ حسب ونسب ہونے میں ہمارا ایسا کوئی کمال نہیں ہوتا کہ ہم باقی سب کو تقویٰ کی بجائے محض اس کے اسٹیٹس کی بنیاد پر پرکھنا شروع کر دیں"

مہرماہ متاسفانہ نظروں سے ماں کو دیکھ کر سرد لہجے میں کہتی ملاحہ کو ثمرہ کے پورشن میں لے گ ء۔ تائی جان دکھتا سر لیئے بستر پر گر سی گیئں۔

☆......☆......☆

موحد گھر آیا تو مہرماہ اسی کا انتظار کر رہی تھی پورچ میں وہ گاڑی سے نیچے اترا تو ساتھ ہی مہرماہ اس کا بازو تھام کر اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے لان کی پچھلی طرف لے گئی

" کیا ہو گیا کون سی قیامت آ گئی ہے" وہ حیران تھا

" قیامت ہی سمجھو تم نے جو؟ کام کیا ہے آغا جان اس کے نتیجے میں تمہیں گولی بھی مار سکتے ہیں" مہرماہ نے تلخی سے کہا۔

"ایسا کیا کر دیا ہے میں نے" موحد نے شانے جھٹکے۔

" تم جانتے تھے کہ یہ رشتہ کبیر کا ہے؟" مہرماہ نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا تو موحد نے نرمی سے کہا

"اب میں رشتہ لایا ہوں تو ظاہری بات ہے جانتا ہی ہوں گا نا۔"

http://kitaabghar.com

"پھر بھی تمہیں کیسے پتہ چلا ملاحہ خود تو بتا نہیں سکتی یہ کبیر ہی ہو گا تمہارا ساتھی" مہرماہ نے طنز کیا۔

"اس پر الزام مت لگاؤ اس کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہاں پروپوزل ضرور دیا ہے اس نے میرے کہنے پر"

"اب تم یہ سوچ لو کہ آغا جان کے سامنے کیا کہنا ہے جا کر وہ تو تمہاری کھال کھینچنے کو تیار بیٹھے ہیں" مہرماہ نے عجلت سے کہا۔

"وہ تو خیر میں جانتا ہی تھا لیکن تمہاری اتنی ہمدردی کا مطلب پوچھ سکتا ہوں؟" اس نے گہری نظروں سے مہرماہ کو دیکھا تو وہ بدکی۔

"شٹ اپ۔ خبردار جو میرے ساتھ کوئی فضول بات کرنے کی کوشش کی یا اپنے دماغ کو کسی غلط سوچ میں ڈالا میں صرف انسانی ہمدردی کی وجہ سے تمہیں ہوشیار کر رہی ہوں کہ اغا جان کے پاس جاؤ تو ذہنی تیاری کر کے جانا" وہ فوراً رکھائی سے بولی۔

"تم کیا سمجھتی ہو اس معاملے میں۔ کیا میں نے کچھ غلط کیا ہے؟" موحد نے مہرماہ سے پوچھا تو وہ تھکے ہوئے انداز میں مسکرا دی۔

"اب اگر ملاحہ اس رشتے پر دل و جان سے راضی ہے تو میں کیا اعتراض کر سکتی ہوں۔ بہر حال کبیر اچھا انسان ہے خاندانی بھی ہے میرے خیال میں تو اغا جان کو کوئی خاص اعتراض نہیں ہونا چاہیے" موحد بے اختیار مسکرا دیا۔

"چلو یہ بھی اچھی بات ہے کبیر کی سپورٹ میں کافی لوگ ہو جائیں گے اس طرح اغا جان کو منانے میں بھی آسانی ہو گی"

"کسی غلط فہمی میں مت رہنا تم آغا جان کو نہیں جانتے" مہرماہ نے اسے ٹوک دیا وہ جواب اندر کی طرف بڑھ رہا تھا لحہ بھر کو رکا چہرہ موڑ کر مہرماہ کی طرف دیکھا اور تلخی سے بولا۔

"مجھ سے زیادہ اچھی طرح انہیں کون جان سکتا ہے۔ اس ہمدردی کا شکریہ" مہرماہ خاموش رہ گئی موحد دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہو گیا تو وہ جیسے حواس میں لوٹی۔ خود کو کوسا۔ صبح سے خود کو سمجھا رہی تھی کہ موحد سے ہمدردی نہیں کرنی۔ لیکن بار بار خیال آتا کہ آغا جان سے اتنا بڑا پنگا اس نے ملاحہ کی خاطر لیا تھا اپنے کسی فائدے کے لیئے نہیں تو بے اختیار ہی اسے ہوشیار کرنے کے ارادے سے روک بیٹھی۔ خود سے الجھتے ہوئے وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔

☆......☆......☆

آغا جان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ موحد کو اسی وقت سنگسار کر دیں۔

"تمہارا دماغ خراب لگ رہا ہے ان دنوں مجھے۔ جس وقت تم نے کبیر کو جایداد کے کاغذات واپس کیے تھے مجھے اسی وقت پاور اٹارنی کینسل کروا دینی چاہیے تھی" وہ بے حد ناراضی سے بولے"

"تو اب یہ شوق پورا کر لیں ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا" موحد نے اثر لیے بغیر کہا تو آغا جان کے تاثرات میں ناگواری اترنے لگی اور لہجے میں پتھریلا پن۔

"کبیر کے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آیا؟"

"فکر مت کریں حلال کی کمائی ہے اس کی ساری" وہ مسکرایا۔

"مجھے بیوقوف مت بناؤ موحد! اتنا تو کوئی بیوقوف بھی سمجھ سکتا ہے کہ فقط جائیداد کے کاغذات ہاتھ میں آنے کی بنا پر وہ اتنا امیر نہیں ہوسکتا کہ لاکھوں لٹانا شروع کر دے" وہ پھنکارے۔

"اس کی بہادر آباد والی زمین کیش پر خرید لی ہے میں نے" وہ سینے پر بازو لپیٹتا اس قدر آرام سے بولا کہ وہ سناٹے میں آ گئے۔ پھر سرسراتے لہجے میں کہا۔

"وہ۔۔۔۔وہ تو پہلے ہی ہماری تھی۔۔۔کتنے میں خریدی؟"

"ہماری نہیں اسی کی تھی۔ ہاں البتہ قبضہ آپ کا تھا اور چونکہ آپ کو وہ زمین بہت پیاری تھی اس لیئے میں نے وہاں اگی فصل کی قیمت سمیت وہ زمین آپ کے لیئے خرید لی ہے" موحد نے تصحیح کرتے ہوئے نرمی سے بتایا تو وہ بھڑک اٹھے۔

"ایسے کیسے کیش ادا کر دیا تم نے۔۔۔زمین کے کاغذات اس کا انتقال۔۔۔وقت لگتا ہے اس پر۔ کینسل کرو سب کچھ اور پیسہ واپس لو اس مردود شخص سے"

"میں نے مارکیٹ کی ڈیمانڈ کے مطابق اس زمین کی سوا کروڑ کی قیمت ادا کی ہے آغا جان! کاغذی کاروائی کا کیا ہے وہ آرام سے ہوتی رہے گی۔ اب کبیر ہمارے لیئے کوئی انجان شخص تھوڑی ہے۔ ہم سے رشتہ جوڑنے کی خاطر اس نے شہر میں گھر لیا ہے گاڑی لی ہے۔ اب بیچارہ کہاں سے واپس کریگا سارا روپیہ۔ اور ویسے بھی میں اپنے قول سے پھرنے والا نہیں ہوں سو یہ ڈیل کینسل نہیں ہوسکتی" وہ مسکرا رہا تھا۔ آغا جان کو اتنی سردی میں بھی سوا کروڑ کا نام سن کر پسینہ آنے لگا۔ وہ دل تھام کر اپنی کرسی پر گر سے گئے۔

"بے وقوف۔۔۔۔" وہ اتنی زور سے گرجے کہ ان کے حلق میں خراش سی آگئی وہ کھانسنے لگے۔ موحد نے ہمدردی سے آگے بڑھ کر ہاتھ سے ان کی پشت مسلی تو انہوں نے موحد کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"ایک چیز جو پہلے ہی ہمارے قبضے میں تھی اسے رقم دے کر۔۔ بلکہ کروڑوں روپیہ دے کر خریدنا بے قوفی ہے اول درجہ کی" وہ غصے سے بولے موحد نے انکی بات کاٹی۔

"یتیم کا مال اسے ایمان داری سے لوٹا دینا اول درجہ کی نیکی ہے آغا جان! بہت غلامی کاٹی ہے ان باپ بیٹے نے آپ کی۔ اب بس ختم ہوا وہ دور۔ اب تو ملاحہ اور کبیر کی شادی کا سوچیں آپ" موحد کا انداز پرسکون تھا۔ مگر اس کی آنکھیں۔۔۔ آغا جان تھرا گئے۔ سہیل ٹھیک کہتا ہے اس کی آنکھوں کی آنچ دیتی سردسی کیفیت۔۔۔ وہ آج دکھائی دی تھی انہیں۔ اور اوپر سے اس کے الفاظ۔۔۔ ان کی روح پر جیسے کسی نے کوڑا رسید کیا ہو۔

"بکواس مت کرو۔ اتنے اعلیٰ خاندان میں موری کی اینٹ لگا کر زمانے کی جوتیاں کھائیں ہم"

"ہاہ۔۔۔اعلیٰ خاندان۔۔۔" موحد ان کے سامنے کھڑا ہوا اور تمسخرانہ بولا۔

" کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں آپ کے خاندان میں آغا جان! آپ 'میں کبیر۔ہم سب انسان ہی تو ہیں ایک جیسے۔چوٹ لگے تو ایک سا خون۔ہمارے دین میں رنگ ونسل اور خاندان کی بجائے صرف متقی اور پرہیز گار انسان کی برتری ثابت ہے۔"

"ایک غلطی وقار نے کی تھی جس کا خمیازہ آج تک ہم بھگت رہے ہیں اب تم چاہتے ہو کہ دوسری غلطی ہم کر لیں اس ڈرائیور کو اپنے خاندان میں شامل کر کے۔آخ تھو۔کچھ تو ہماری اور اپنی جاہ وحشمت کا خیال کیا ہوتا" وہ حد درجہ حقارت سے بولے تو موحد بامشکل ضبط کر پایا۔

"اس چیز کا کیا خیال کروں آغا جان جس میں آپ کا یا میرا کوئی کمال ہی نہیں۔یہ ساری عزت وآسائشات تو اللہ کی دین ہیں ان پر کیا اترانا اور مان کرنا اور رہی بات غلطی کی تو اس وقت بھی غلطی آپ کی تھی اور آج بھی آپ ہی غلط ہیں آغا جان!" بے حد تلخی سے کہا تو وہ مارے غصے کے لرزنے لگے۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے اور اس پاور آف اٹارنی کو کل سے کینسل سمجھو میں صبح بات کرتا ہوں وکیل سے۔آفس جانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں" ان کا انداز قطعی تھا۔چند لمحے انہیں دیکھنے کے بعد وہ تاسف سے بھرے لہجے میں بولا۔

"توبہ کا در کھلا ہو تو انسان کو دیر نہیں کرنی چاہیئے آغا جان! ورنہ بعض اوقات واقعی بہت دیر ہو جایا کرتی ہے۔"

" گیٹ آؤٹ" وہ زور سے گرجے تو وہ شانے جھٹکتا اسٹڈی سے نکل گیا۔آغا جان نے اسی وقت سہیل اور مبین آفندی کو طلب کیا۔

" کل سارا سلسلہ اپنے ہاتھ میں لو تم دونوں اور موحد کو گھسنے نہیں دینا آفس میں۔اس نالائق کو میں کچھ غلط ہی سمجھ بیٹھا تھا یہ تو ہمدردی اور ترس میں ہی سب کچھ گنوا دے گا" وہ قطعیت سے کہتے دونوں بھائیوں کے دل کے پھول کھلا گئے۔

انہوں نے مؤدبانہ سر ہلاتے ہوئے ایک دوسرے کو مسکراتی نظروں سے دیکھا تھا۔خس کم جہاں پاک۔موحد نامی کانٹا جیسے ان کی راہ میں آیا تھا ویسے ہی خود بخود دھہٹ بھی گیا تھا۔جبکہ آغا جان کا تو کلیجہ مسلسل کسی نے مٹھی میں جکڑا ہوا تھا۔موحد سے انہوں نے وقار آفندی اور فاران کے حصے کی محبت بھی محسوس کی تھی۔وہ ملا تو یوں لگا جیسے دونوں بیٹوں کو سود کی شکل واپس پا لیا ہو۔وہ فاران کا بیٹا تھا اور اس میں شکلاً وقار کی جھلک تھی۔تو اب اس کا پلٹنا انہیں کیوں تکلیف نہ دیتا۔۔۔؟

☆......☆......☆

کبیر کی کال دیکھ کر ملاحہ کا دل ترنگ میں دھڑکا۔اس نے فوراً موبائل کان سے لگایا۔

"اسلام علیکم۔۔۔کیسی ہیں؟" کبیر کا لہجہ مسکراتا ہوا سا تھا۔ملاحہ کے ہونٹوں پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ آ گ ء۔

آہستہ آواز میں اس کے سلام کا جواب دیا۔تو وہ ہنسا اور شرارت سے پوچھا۔

http://kitaabghar.com

"پھر کیا سوچا ہے آپ نے میرے پروپوزل کے بارے میں یور ہائی نیس۔۔؟" ملاحہ کی مسکراہٹ گم ہوگ ٔ ۔

" گھر میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے کبیر! اللہ جانے آغا جان اب موحد بھائی کا کیا حشر کریں گے۔"

"میں خود آغا جان کی خدمت میں حاضر ہوں گا یہ تو موحد سر نے منع کر دیا تھا فی الوقت مجھے۔ وہ گھر والوں کو ذہنی طور پر پہلے تیار کرنا چاہتے تھے"

" کوئی بھی راضی نہیں کبیر! امی نے تو ہنگامہ ہی مچا دیا ہے" ملاحہ آزردہ ہو کر بولی۔ "اب کیا ہوگا؟"

"اب کیا ہونے کا اب کیا سوچنا" وہ ہلکے سے ہنسا۔

" پھر بھی کبیر! میں گھر والوں سے بغاوت نہیں کرنا چاہتی۔ باعزت طریقے سے رخصت ہونا چاہتی ہوں اس گھر سے۔ ایسے کہ سب تمہیں اتنی ہی عزت دیں جتنی کہ موحد بھائی کو دیتے ہیں"

"ہوں۔۔۔" وہ جیسے کسی سوچ سے چونکا پھر آزردگی سے بولا۔

"عزت اور ذلت تو اللہ کے ہاتھ ہے ملاحہ! موحد تو محض میرا ساتھ دینے پر ہی لپیٹ میں آ گیا ہے۔ آفندیز بہت کم کسی پر مہربان ہوتے ہیں" اتنے سنجیدہ ماحول میں بھی اس کی بات سن کر ملاحہ کے دل میں گدگدی سی ہوئی۔

" تم تو پھر بہت خوش قسمت ہوئے خان!"

کبیر کا موڈ بھی ایک دم سے بدلا بھرپور قہقہہ اس کے لبوں سے آزاد ہوا تھا۔ ملاحہ جھینپ گ ٔ ۔

"میں دوسرے معنوں میں کہہ رہی تھی موحد بھائی کی سپورٹ حاصل ہے تمہیں"

"وہ تو ہے ہی مگر ملاحہ آفندی کی نظرِ کرم اس سپورٹ پر بھاری ہے" وہ مدھم لہجے میں بولتا ملاحہ کی دھڑکنیں منتشر کر گیا۔

"وہ۔۔۔تم نے اتنے پیسے خرچ کر دیئے۔۔۔بس کپڑے اور پھول ہی کافی تھے میرے لیئے" اس نے فوراً بات بدلی۔

"وہ ہمارے گھرانے کی روایت ہے ملاحہ! دنیا دکھاوا نہیں تھا اور روایت نہ بھی ہوتی تو ملاحہ آفندی پر یہ سب نثار"

ملاحہ کی آنکھ کا کونا بھیگنے لگا۔

یہ شخص نہ ملتا تو ملاحہ آفندی کے دل کا بہت بڑا نقصان ہونے والا تھا۔

"خوش ہو۔۔۔؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ ملاحہ نے چھنگلی سے آنکھ کا کونا صاف کیا۔

"بہت۔۔مگر خوف زدہ بھی کبیر! نجانے کیا فیصلہ ہو"

"اللہ بہتر ہی کرے گا ان شاء اللہ۔ فکر مت کرنا ملاحہ! میں نے یہ پروپوزل تمہاری زندگی کو مشکل بنانے کے لیئے نہیں بلکہ اس میں خوشیاں بھرنے کے لیئے بھیجا ہے تو باقی کی فکریں کبیر خان کے لیئے رہنے دو۔ تم صرف اچھے اچھے خواب دیکھو" وہ مسکراتے ہوئے پر

اعتماد لہجے میں کہہ رہا تھا ملاحہ کا دل ٹھہرنے لگا۔

"تم ہو کہاں اس وقت۔۔۔؟"

" گھر میں ہی ہوں۔اب جاب تو تمہاری مہربانی سے ختم ہو گ ٸ"

" فکر مت کرو۔ساری زندگی ڈرائیور ہی بنا کر رکھوں گی" ملاحہ نے اسے چھیڑا تو وہ مسکراتے لہجے میں برجستہ بولا۔

"عموماً اچھے شوہر ہی اپنی بیوی کے شوفر ہوا کرتے ہیں آپ کے لیئے یہ بھی منظور ہے" ملاحہ کانوں کی لو تک سرخ پڑ گ ٸ اس کی محجوب سی خاموشی پر وہ ہلکے سے ہنس دیا۔

☆......☆......☆

اگلے دو چار روز میں دونوں بھائیوں نے سارے انتظامات اپنے ہاتھ میں لے لیئے۔مبین آفندی کمپیوٹر آپریٹر کے سر پر کھڑے اکاؤنٹس چیک کر رہے تھے۔آغا جان کے وکیل نے موحد کے نام کی گ ٸ پاور آف اٹارنی کینسل کروا دی تھی۔

"اتنی بڑی بڑی رقوم۔۔۔۔" مبین آفندی اکاؤنٹس کی پوزیشن دیکھ کر ششدر تھے۔

"یہ سب وقتاً فوقتاً موحد صاحب نکلواتے رہے ہیں سر!" اکاؤنٹس مینیجر نے دبے لفظوں میں کہا۔مگران کی نظر مانیٹر اسکرین پر تھی۔

"یہ سوا کروڑ تو زمین کی خریداری کے لیئے نکلوایا گیا ہے۔۔۔لیکن یہ جو پچھلے چھ ماہ کے دوران بڑی رقوم نکلوائی گ ٸ ہیں ان کا مطلب سمجھ نہیں آ رہا سہیل۔۔۔ہر ماہ تو مال کی پے منٹ نہیں کی جاتی وصولی اور ادائیگی کا سرکل تو پورا سال چلتا رہتا ہے" وہ متفکر سے کہہ رہے تھے۔

"جی ہاں۔۔۔اور پچھلے ماہ قریشی والوں نے مال کی جو ڈاؤن پے منٹ کی تھی اس کا دس لاکھ بھی نظر نہیں آ رہا" ان کا حلق تک کڑوا ہو رہا تھا۔ان سب کی پوری زندگی کی محنت کی کمائی آغا جان کے اندھے اعتماد کی وجہ سے ڈوب گئی تھی۔

"موحد کا کوئی سیکنڈ اکاؤنٹ ہو گا ضرور۔اتنا پیسہ وہ خرچ کہاں کرے گا۔" وہ تیقن سے بولے مبین صاحب نے سوالیہ نظروں سے مینیجر کی طرف دیکھا تو وہ گڑبڑا کر نظریں جھکا گیا۔

"تم بتاؤ وسیم! اس بارے میں کوئی انفارمیشن۔؟"

"ڈونٹ نو سر! ہاں یہ بات بہت عجیب ہے موحد صاحب کی کہ بینک سے کیش نکلوانے خود جاتے ہیں اور اپنا اے ٹی ایم کارڈ یا سائین شدہ چیک وغیرہ آج تک انہوں نے کسی ورکر کے حوالے نہیں کیا۔جبکہ اکاؤنٹس کے شعبہ میں باس کا کارڈ لا محالہ یوز کرنا پڑ ہی جاتا ہے اکثر۔جیسے آپ لوگوں کا۔" وہ سوچ کر بولا تو سہیل آفندی نے چونک کر بھائی کی طرف دیکھا۔وہ بھی گہری سوچ میں گم تھے۔ابھی وہ مکمل معاملات تو نہیں سمجھے تھے لیکن جو نظر آ رہا تھا وہ پریشان کن تھا۔

"یہ سب ڈیٹیلز آغا جان کو فوری بتانی پڑیں گی تاکہ وہ موحد سے سارا حساب طلب کریں"

"موحد صاحب آفس میں ہیں سر! آپ چاہیں تو ابھی ان سے پوچھ لیں" مینیجر نے مؤدبانہ کہا تو وہ پورے کا پورا اس کی طرف گھوم گئے۔

"وہ آفس آ رہا ہے؟" ان کے انداز میں اس قدر بے یقینی تھی کہ مینیجر گڑبڑا گیا۔

"جی سر! انہوں نے کوئی چھٹی نہیں کی ابھی تک"

"الو کا پٹھا۔۔۔اس کو تو میں پوچھتا ہوں ابھی جا کر" اول جملہ زیر لب بول کر وہ اونچی آواز میں کہتے دروازے کی طرف بڑھے۔ پچھلے تین چار روز میں وہ "تحقیقات" میں ایسے مگن تھے کہ سوچا ہی نہیں کہ موحد کی آفس میں موجودگی یا غیر موجودگی کا پتا کرتے۔ سہیل آفندی مینیجر اور کمپیوٹر آپریٹر کے ساتھ مل کر باقی کا ڈیٹا چیک کرنے لگے۔

مبین آفندی طیش میں بھرے موحد کے آفس میں پہنچے تو یہ پہلی بار تھا کہ وہ ناک کیئے بنا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہو گئے موحد نے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر سے چونک کر نظر ہٹائی اور انہیں دیکھا۔ جن کے چہرے پر غم وغصہ کی کیفیت صاف ظاہر تھی میز کے اس پار کھڑے وہ پسلیوں پر ہاتھ جمائے کڑے انداز میں اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ دوبارہ اسکرین کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے اونچے مگر سرد لہجے میں بولا۔

" کسی کے روم میں ناک کر کے جانا آپ کی دینی اور گھریلو تربیت کو ظاہر کرتا ہے بائی دا وے" مبین آفندی کی پیشانی تپی۔ انہوں نے جھک کر اس کی میز پر دونوں ہاتھ جمائے اور تلخی بھرے انداز میں بولے۔

"اور تم۔۔۔تم نے تو بہت اچھی طرح اپنی تربیت شو کی ہے۔"

" کوئی کام تھا آپ کو۔۔۔۔میں کچھ بزی ہوں اس وقت" وہ رکھائی سے دو ٹوک بولا تو وہ تلملا اٹھے۔

"تم شاید بھول گئے ہو کہ آغا جان تمہیں فارغ کر چکے ہیں۔ پوچھ سکتا ہوں کہ تم کس سلسلے میں بزی ہو؟" تلخی سے پوچھا تو لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے اس نے آرام سے چئیر سے ٹیک لگائی اور انگشت شہادت سے سامنے دیوار پر لگی وقار آفندی اور فاران آفندی کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اطمینان سے بولا۔

"اپنے باپ کے آفس میں بیٹھا ہوں کوئی مجھ سے یہ سوال پوچھنے کا حق نہیں رکھتا"

" کہاں کیا ہے تم نے اکاؤنٹس کا پیسہ؟" وہ اس سے پورے نہیں آ سکتے تھے سو سیدھے سبھاؤ پوچھا تو وہ بھنویں اچکا کر جیسے حیران ہوا۔

" آپ اس بارے میں مجھ سے کچھ انویسٹی گیشن نہیں کر سکتے کیونکہ تب پاور آف اٹارنی میرے پاس تھی میں اپنے فیصلوں میں آزاد تھا تایا جان۔!" وہ پرسکون انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا لبوں پر پھیلی ہلکی سی مسکراہٹ مبین آفندی کا دل جلا رہی تھی۔ وہ میز چھوڑ کر گھری

سانس بھرتے سیدھے ہوئے اور اسے دھمکایا۔

"اب تو آغا جان تم سے اچھی طرح پوچھیں گے کہ تم نے ان کے بزنس اکاؤنٹس کہاں جھاڑے ہیں"

"اوکے۔۔اور کچھ؟" وہ یوں کرسی جھلا رہا تھا۔

جیسے وہ دنیا کا کوئی مطمئن ترین انسان ہو اور بات کرنے کا انداز ایسا کہ مبین صاحب کو انسلٹ محسوس ہوئی

"اس بھول میں مت رہنا موحد آفندی! کہ آغا جان تمہاری ان دھوکا دہیوں کے بعد بھی تمہارے اکلوتا پوتا ہونے کے لاڈ اٹھائیں گے۔ بلکہ ہوسکتا ہے تمہیں جیل کی ہوا کھانی پڑے" وہ دانت کچکچا کر بولے۔

"ہوں۔۔۔انفارم کرنے کا شکریہ۔ دروازہ آہستہ بند کر کے جائیے گا" وہ نرمی سے بولا تو دل ہی دل میں اسے ناقابل اشاعت گالیوں سے نوازتیا ور کھا جانے والی نظروں دیکھتے آفس سے نکلے تو دروازہ زور سے مارا۔

" آآہ۔۔۔دونوں باپ بیٹی ماشاءاللہ ایک جیسے ہیں" موحد بڑبڑا کر رہ گیا۔ کچھ دیر پہلے کی بے فکری کے برعکس اس کی پیشانی پرسوچ کی لکیریں پھیلی ہوئی تھیں۔

☆......☆......☆

آغا جان کی ٹیبل تک ساری تفصیل پہنچی تو وہ دنگ رہ گئے۔

"اتنا پیسہ وہ کیسے نکلوا سکتا ہے۔۔۔اور سب کچھ اسی کا تھا اسے ایسی بے ایمانی کرنے کی کیا ضرورت تھی مبین!"

" کیونکہ وہ جانتا ہے آغا جان! ہمارے ذاتی اکاؤنٹس الگ سہی لیکن بزنس اور بزنس اکاؤنٹس پر ہمارا بھی حق ہے تبھی تو پاور آف اٹارنی ہاتھ آتے ہی اس نے آہستہ آہستہ اکاؤنٹس خالی کرنے شروع کردیئے بار بار تو موقع نہ ملتا اسے ایسا ہاتھ مارنے کا" سہیل تلخی سے بولے۔

"اگر تو ایسا ہی ہے تو میں اسے معاف نہیں کروں گا سہیل! اس نے پیار ہی دیکھا ہے ابھی میرا" انکی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی۔

" آپ اسے بلائیں ابھی۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا" مبین آفندی تو ویسے بھی موحد سے جلے بیٹھے تھے۔

"ابھی نہیں مبین!" وہ تھکے ہوئے انداز میں انہیں ٹوک گئے۔

"ابھی اس دل کو ذرا سنبھل لینے دو۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا کہ موحد ایسی حرکتیں کرسکتا ہے۔۔اور یہ بھی سمجھ نہیں آرہی کہ کیوں کررہا ہے"

"وہ ہمارا کبھی بنا ہی نہیں آغا جان! مجھے پورا یقین ہے کہ وہ کسی منصوبے کے تحت آیا ہے یہاں۔ اس نے ماضی کی تلخیوں کو نکالا ہی نہیں اپنے اندر سے۔ اسی لیئے ہمیں نقصان پہنچا رہا ہے" سہیل تند لہجے میں بولے تو آغا جان نے ہاتھ اٹھا کر انہیں مزید کچھ کہنے سے روک کر جانے کا اشارہ کیا۔

"بس اسی نرمی کا فائدہ تو وہ اٹھا رہا ہے تمام عمر آغا جان کے دل سے پوتے کی خواہش نہ گئی تو اب اسے سزا دیں بھی تو کیسے" ان کے کمرے سے نکل کر سہیل آفندی برہمی سے بڑے بھائی سے مخاطب تھے۔ وہ آغا جان کی نرمی دیکھ کر غم و غصے کے حصار میں تھے۔

"لیکن ہم اسے کبھی معاف نہیں کریں گے" مبین صاحب کی تلخی بڑھتی جا رہی تھی۔

☆......☆......☆

"تم اپنا سامان اٹھاؤ اور اپنے کمرے میں واپس آؤ مہرو!" تائی جان نے مہرماہ کو رات کے کھانے کے بعد بطور خاص ثمرہ چچی کے سامنے حکم دیا موحد خدا جانے کہاں تھا شاید وہ شعوری طور پر آغا جان کے سامنے آنے سے کترا رہا تھا۔ یا شاید اسے کسی کی بھی پرواہ نہیں رہی تھی۔ آغا جان کے اٹھتے ہی مہرماہ کو آرڈر ہوا تو اس کے پلیٹیں اکٹھی کرتے ہوئے ہاتھ ٹھٹکے۔ ثمرہ نے چونک کر صدیقہ بیگم کی شکل دیکھی۔ جہاں تنے ہوئے تاثرات کی اجارہ داری تھی۔

"وہ کیوں؟" وہ لمحہ بھر چونکنے کے بعد اب دوبارہ کھانے کے برتن اکٹھے کرتے ہوئے رکھائی سے بولی۔

"جب ایک نکاح کو تم مانتی ہی نہیں تو کیوں اور کس رشتے سے تم وہاں پر رہ رہی ہو؟" وہ تلخی سے گویا ہوئیں۔ مہرماہ نے ملاحہ کو برتن اٹھانے کا اشارہ کیا اور خود کہنیاں میز کی سطح پر ٹکا کر تائی جان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"بہت دیر سے آپ کو یاد آیا۔ خیر اس نکاح کو میں اس لیئے نہیں مانتی ہوں امی کیونکہ جس بھی طرح سہی مگر میں نمیر کے نکاح میں ہوں۔ اور میں موحد کے ساتھ نہیں بلکہ نمیر کی ماں کے پاس رہ رہی ہوں تو میرا نہیں خیال کہ کسی کو اس پر اعتراض ہونا چاہیئے" سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ پھر دفعتاً تائی جان حواس میں آ کر غرائیں۔

"بکواس مت کرو مہرو! یہ آغا جان کا حکم ہے سمجھیں تم خبردار کوئی اول فول بکی ہو تو"

"امی! یہ نکاح جن بھی حالات میں ہوا ہو مگر جب تک یہ قائم ہے اس کی پاسداری مجھ پر فرض ہے۔ زرنگار آنٹی کی ذمہ داری ہے مجھ پر جب تک وہ یہاں اس گھر میں ہیں اگر میں انہیں اپنے ساتھ لا سکتی ہوں تو کہیئے میں آج ہی آ جاتی ہوں" تائی جان کی آنکھیں پھٹنے کو آ گئیں۔ ان کی لاڈلی اور باغی ترین اولاد کیا فلسفہ بگھار رہی تھی۔ ثمرہ کی آنکھیں نم ہو گئیں بعض لوگوں کے ساتھ زمانہ بہت برا سلوک کرتا ہے مگر وہ اپنی اچھی روش نہیں چھوڑتے۔

"تم۔۔۔ تمہاری جرات کیسے ہوئی اس قدر فضول بات کرنے کی۔۔۔ اب تم اس ننگِ انسانیت کے ساتھ زندگی گزارو گی وہ۔۔ جس نے تمہاری زندگی برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں"

"آباد بھی کسی نے نہیں کی امی! اگر اس نے دھوکے سے زبردستی نکاح کیا تھا تو آپ لوگوں نے نکاح پر نکاح کر کے اس سے بھی بڑا گناہ کر دیا۔ میرے بارے میں تو کبھی کسی نے نہیں سوچا" وہ تلخی سے بولی تو ان کا دماغ گھوم گیا۔

"تو تم ۔۔۔تم اب اس کے ساتھ رخصت ہونے کا سوچ رہی ہو؟ کاٹ کر دریا میں پھینک دیں گے تمہیں مہرو مگر یہ بات کبھی سوچنا بھی مت"

"میں نے ایسا کچھ نہیں سوچا لیکن میں زرنگار آنٹی کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی جب تک وہ انہیں یہاں سے لے نہیں جاتا۔اور آپ بے فکر رہیں طلاق دے دے گا وہ مجھے اگر اس کو اس کے باپ کی جایئداد دے دی جائے" وہ تحمل سے ان کی بات برداشت کرتے ہوئے بولی۔تائی جان کا بس نہیں چل رہا تھا ادھر ہی سینہ پیٹ ڈالتیں اپنا۔

"جایئداد۔۔۔؟ کون سا باپ کیسی جایئداد؟ اللہ جانے کس کا خون ہے اس کی رگوں میں ایسے ہی کوئی منہ اٹھا کر۔۔۔"

"بااااس۔۔۔امی بس۔"مہرو خود پر قابو کھو کر زور سے بولی اور پاس پڑے گلاسوں کو ہاتھ مارا تو چاروں گلاس اڑتے ہوئے زمین پر گرتے ہی کرچیوں میں تبدیل ہو گئے۔تائی جان نے ششدر نگاہوں سے پہلے گلاسوں کی کرچیوں اور پھر مہر ماہ کے غصے سے تپتے چہرے کو دیکھا۔

"وہ وقار چچا کا بیٹا ہے اور ان کا خون کوئی مانے یا نہ مانے لیکن میں مانتی ہوں اس حقیقت کو"

"ہاں۔۔۔تم تو وہاں تھیں نا ڈیلیوری کے وقت" سائرہ چچی نے تمسخر اڑایا۔

"آپ بھی نہیں تھیں چچی جان!"اس نے تیز لہجے میں ان کی بات کاٹ کر کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"پاک باز عورتوں پر تہمت لگانا شرعی گناہ ہے۔اور اس کی سخت وعید ہے یہ بات یاد رکھیئے آپ لوگ۔"

"تمہاری یہ ساری بکواس میں آغا جان کو بتاتی ہوں جا کر وہی تمہیں سیدھا کریں گے" تائی جان بے بس ہو کر اتنا ہی کہہ پائیں۔مہر ماہ ان کی بات نظر انداز کرتی اٹھ کر چلی گئی۔

☆......☆......☆

ملاحہ فرش صاف کر کے سیدھی اس کے کمرے میں آئی تو بے یقینی سے پوچھا۔

"آپی! کیا واقعی تم واپس نہیں آؤ گی؟"

وہ گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے بستر پر بیٹھی تھی آزردہ سی ہو کر اس نے ٹھوڑی گھٹنے پر رکھ لی اور آنکھیں موند کر تھکے ہوئے انداز میں بولی پتہ" نہیں ملاحہ! مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے ان حالات میں میں کہیں کھو گئی مجھے نہیں پتا کہ میں اپنا آپ کہاں سے واپس لاؤں"

"ایسی باتیں مت کرو آپی! موحد بھائی بہت اچھے ہیں تم نمیر سے طلاق لے لو اور دوبارہ موحد بھائی سے شادی کر لو" ملاحہ نے جذباتی ہو کر کہا تو مہر ماہ نے اسے ناگواری سے دیکھا۔

"موحد میں کون سے ہیرے جڑے ہیں جو میں ایک کنویں سے نکل کر دوسری کھائی میں چھلانگ لگا دوں"۔

http://kitaabghar.com

"ایسے تو نہ کہو آپی موحد بھائی نے تمہارے ساتھ آج تک کچھ برا نہیں کیا بلکہ ہمارے لیے تو وہ اچھا ہی سوچتے ہیں"

"یہ تو تم امی اور ابو سے پوچھو ذرا کہ اب وہ موحد کے بارے میں کیا سوچتے ہیں ساری جائیداد پر قبضہ کرلیا ہے اس نے اب تو آغا جان کا پوتے والا شوق بھی پورا ہو گیا ہے ناک تک آ گئے ہیں وہ" مہرماہ نے تیکھے انداز میں کہا۔ ملاحہ کی بات اور موحد کی اس طرح سائیڈ لینا اسے پسند نہیں آیا تھا۔

"یہ اچھی بات ہے اپنی مرضی سے سب کچھ دیا تو ٹھیک اور اگر کچھ فیصلے انہوں نے اپنی مرضی سے کر لیے تو اس پر سب چراغ پا ہو رہے ہیں ویسے بھی تو آغا جان موحد بھائی کو ساری جائیداد کا وارث بنانے پر تلے ہوئے تھے تو اس میں ایسی کیا عجیب بات ہو گ ٸ اگر کچھ انہوں نے اپنی مرضی سے خرچ کرلیا تو"

"مجھے نہیں پتا ملی جا کر یہ سب باتیں اپنے لاڈلے بھائی سے پوچھو میں کونسا اس کی لیگل ایڈوائزر ہوں اور وہ کونسا ہر کام میرے مشورے سے کرتا ہے" مہرماہ نے اکتا کر کہا۔

"لیکن وہ اچھے ہیں آپی اغا جان پھر کسی ایسے ویسے کو اٹھا کر لے آئیں گے تمہارے لیے"۔ ملاحہ نے اپنی بات پر زور دے کر کہا۔

"ہاں اور تمہارا خیال ہے کہ میں تمہاری لاڈلے بھائی کو ہی جھاڑ پونچھ کر ٹھیک ٹھاک کرلوں" محرماہ نے تحمل سے کہا تو ملاحہ جھینپ گئی۔

"امی نے کبیر کے بارے میں کیا کہا ہے؟" مہرماہ نے بات بدل دی تو وہ اداس ہونے لگی۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ موحد بھائی کبیر کا پروپوزل لا رہے ہیں مگر یہ ضرور پتا تھا کہ جب بھی میری پسند کا رشتہ آیا اور امی کو پتہ چلا کہ یہ پروپوزل کبیر کا ہے تو وہ کبھی نہیں مانیں گی۔"

"اب یہ تو موحد کا دردسر ہے جو یہ پروپوزل لایا تھا یا پھر کبیر سے کہو کہ وہ آکر آغا جان سے بات کرے یا ابو سے" مہرماہ نے سنجیدگی سے کہا تو ملاح نے جھرجھری لی۔

"تمہارا کیا خیال ہے آپی! یہ لوگ اسے زندہ یہاں سے واپس جانے دیں گے" ملاحہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ تو وہ اکتا کر بولی۔

"سالوں بیت گئے مگر آفندی ہاوس کے رہنے والوں کے دلوں پر لگی مہریں؟ نہ اتریں اتنے سخت دل ہیں ان لوگوں کے نجانے کس بات پر نرم ہوں گے" دونوں کے درمیان خاموشی کی دیوار تن گئی تھی۔

☆......☆......☆

تزئین اور طلال کے آپسی تعلقات پہلے سے بہتر چل رہے تھے اسی لیئے گھر میں امن اور شانتی کا دور دورہ تھا اب تزئین گھر کے کاموں میں بھی مارے بندے حصہ لے ہی لیا کرتی تھی جبکہ طلال کے ساتھ طنزیہ گفتگو کرنا بھی کم کردی تھی جس کی وجہ سے گھر کا ماحول پرسکون تھا ابھی سائرہ وٹس اپ پر ویڈیو کال کے ذریعے اسے گھر کی تمام رپورٹ دے رہی تھی۔

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

"مجھے تو سمجھ نہیں آتی اس محرماہ کی قسمت کتنی بلند ہے پہلے طلال کو اپنی اداؤں میں پھنسائے رکھا وہ تو شکر ہے درمیان میں نمیر آ گیا اور مہرماہ کو واڑا کر لے گیا"

تزئین لیٹ کر آرام سے کہہ رہی تھی طلال ابھی تک گھر نہیں آیا تھا سو وہ آزادی سے بات چیت کر رہی تھی۔

"خاک اچھی قسمت ہے اس کی عین شادی کے دنوں میں وہ خبیث آدمی اسے اغوا کر کے لے گیا اور نکاح بھی پڑھوا لیا مہرماہ کے ساتھ۔طلال تو اس کی زندگی سے نکلا ہی تھا جو زمانے بھر میں تھو تھو ہوئی وہ الگ۔وہ تو آغا جان نے اس بدنامی پر پردہ ڈالنے کے لیے مہرماہ کا نکاح موحد سے کروا دیا ورنہ طلال تو شاید ساری عمر مہرماہ کے انتظار میں بیٹھا رہتا۔اسی لیئے کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ بہتری کے لیے ہی ہوتا ہے اور موحد کونسا گیا گزرا ہے اس مہرماہ کے تو ویسے ہی مزاج نہیں ملتے۔وہ تو اس نکاح کو مانتی ہی نہیں خوب تماشا لگایا ہوا ہے دونوں بہنوں نے گھر میں"

"وہ تو اللہ کا شکر ہے کہ میں نے طلال کو یہی بتایا ہے کہ مہرماہ نے موحد کی خاطر اسے ٹھکرایا ہے ورنہ تو وہ ابھی تک رانجھا بنا پھرتا رہتا مہرو کے پیچھے "تزئین کڑوے لہجے میں بولی تو دروازے کی چوکھٹ پر کب سے ساکت کھڑا طلال زرد چہرہ لیے الٹے قدموں واپس لوٹ گیا سائرہ چچی اب بیٹی کو گھر کے موجودہ حالات بتا رہی تھی۔جن میں کبیر کی بدلتی حالت اور ملاحہ کے لیئے آنے والا اس کا پروپوزل تھا۔وہ حیران ہو کر سن رہی تھی

☆......☆......☆

"تم ٹیرس پر آ سکتی ہو مہر!"مہرماہ نے اس کی کال اٹینڈ کی تو وہ مدھم لہجے میں بولا۔مہرماہ کو جھٹکا لگا۔

"تم اس وقت چھت پر ہو۔۔۔؟"

"ہاں۔۔تم سے بات کرنی ہے"

"شٹ اپ۔آغا جان کو پتا چلا تو گولی مار دیں گے ہم دونوں کو۔تمہاری تو خیر ہی ہے لیکن مجھے کم از کم بے گناہ مرنے کا کوئی شوق نہیں"اس نے کمبل کو مزید اپنے گرد لپیٹا۔

"گولی سے تو نہیں لیکن سردی سے ٹھٹھر کر ضرور گزر جاؤں گا میں"اب کی بار وہ گویا کپکپا کر بولا۔

"تمہیں ضرورت کیا پڑی تھی یوں جان پر کھیلنے کی۔نفرت ہے مجھے تم سے اور تم مجھے گھر کی چھت پر آدھی رات کو ملنے کے لیئے بلا رہے ہو"ناراضی سے کہتے ہوئے وہ کمبل ہٹا کر اٹھی پاؤں چپلوں میں پھنسائے اور شال لپیٹ لی۔

"تم ہو کس غلط فہمی میں موحد! دھوکے سے ہماری ساری پراپرٹی ہڑپ کر گئے ہو اور پھر بھی سوچ رہے ہو کہ میں ابھی بھی تمہاری بات سنوں گی"

موبائل کان سے لگائے خفگی سے کہتی وہ ایک نظر سوئی ہوئی زرنگار پر ڈال کر کمرے سے باہر نکل آئی تو آدھی سیڑھیوں تک آتے اسے

احساس ہوا کہ گرم بستر میں سے نکل کر محض ایک شال لپیٹ کر چلے آنا ایک بہت بڑی بے وقوفی تھی وہ بھی موحد جیسے دھوکے باز بندے کی خاطر۔ (لیکن اس نے ملاحہ کے لیئے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے تو ذرا سی بات سن لینے میں کیا حرج ہے کھا تو نہیں جائے گا) وہ ٹیرس پر کھڑا جنگلے سے نیچے اندھیرے لان میں نجانے کیا تلاش کر رہا تھا۔ مہر ماہ موبائل آف کر کے اس کی طرف بڑھی۔ چند دن پہلے کی بارش کھل کر برسی تو اب مطلع صاف تھا اور چاند کی سرد راتوں کی اداس سی روشنی ہر سو بکھری ہوئی تھی۔ اس کے قدموں کی آہٹ پر وہ اس کی طرف پلٹا۔

"سوری۔۔۔اتنی سردی میں تمہیں زحمت دی وہ معذرت خواہ خانہ انداز میں بولا تو مہر ماہ نے اسے گھور کر دیکھا

"اب یہ زحمت کر ہی لی ہے تو برائے مہربانی اپنے ڈرامے بند کرو اور وہ بات کرو جس کے لیے مجھے اتنی سردی میں ٹیرس پر انوائٹ کیا ہے" جنگلے سے ٹیک لگائے کھڑا وہ چند لمحے تک جیسے الفاظ اکٹھے کرتا رہا۔

"تائی جان نے تم سے گھر واپس آنے کو کہا تھا۔؟" اس نے پوچھا تو مہر ماہ کو کوئی حیرت نہ ہوئی یقیناً اسے ثمرہ کی زبانی ساری بات پتا چل چکی تھی"

"ہاں۔۔۔اور میں نے انہیں کیا جواب دیا وہ بھی یقیناً تمہیں پتا چل گیا ہوگا" محر ماہ نے تیکھے لہجے میں کہا۔

"تو گیا میں یہ سمجھوں کے تم نے نمیر کو مظلوم سمجھ لیا ہے؟" موحد نے محتاط لفظوں میں پوچھا۔

"تم کیا سمجھتے ہو کیا وہ شخص قابل معافی ہے؟" محر ماہ نے تلخی سے پوچھا تو وہ لمحہ بھر کو چپ رہ گیا۔

"مجھے اس ساری داستان میں صرف زرنگار آنٹی کا کردار قابل ہمدردی لگا ہے صرف وہی ہیں جنہوں نے جبر کو صبر سے برداشت کیا۔ نمیر نے تو اپنا بدلہ لے لیا وہ بھی ایک بے قصور سے تو اب وہ اور اس گھر کے مکین ایک ہی صف میں آ گئے ہیں۔ وہ کہاں سے مظلوم رہ گی" امہر ماہ نے تلخی سے کہا تو کافی دیر کے بعد وہ مدھم لہجے میں بولا

"اور موحد۔۔۔۔؟" محرمہ نے تیز نظروں سے اسے دیکھا۔

"میرے لیے تو موحد اور نمیر ایک ہی تصویر کے دو رخ بن گئے اس نے اپنے حالات کا بدلہ مجھ سے لیا اور تم نے دوست بن کر دھوکا دیا تو بتاؤ کیا موحد اور نمیر دونوں کے پلڑے برابر نہیں ہیں۔؟" وہ جنگلے سے ٹیک لگائے کھڑا خاموشی سے اسے دیکھتا رہا شال کو مضبوطی سے اپنے گرد لپیٹے وہ اسے ٹھنڈ سے کپکپاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی" تم نے کوئی سویٹر نہیں پہنا"

"تم یہ مت سمجھنا کہ میں محض تمہارے ایک بلاوے پر دوڑی چلی آئی ہوں مجھے بھی تم سے ایک بات کرنی ہے" اس کی تشویش کو نظر انداز کرتے ہوئے مہر ماہ نے جتانے والے انداز میں کہا۔ لیکن موحد کا ذہن ابھی اسی بات میں اٹکا ہوا تھا۔

"سوری لیکن مجھے پتا ہے کہ اب کسی کو بھی ہیں میرا تم سے بات کرنا گوارا نہیں ہوگا اس لیے سوچا کے یہیں پر بات کر لوں مجھے نہیں پتا تھا کہ تم سویٹر پہنے بغیر آ جاو گی" وہ معذرت خواہانہ انداز میں بولا خود وہ فل سویٹر کے اوپر لیدر جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔

"تم نے آغا جان کا سارا روپیہ کہاں کیا ہے؟" مہر ماہ نے اب کی بار وہ سوال پوچھا جس کی وجہ سے وہ اتنی سردی میں موحد کے

بلانے پر چلی آئی تھی۔

"یہ تمہارا معاملہ نہیں ہے مہر ماہ" موحد نے اسے ٹوکا۔

"یہ ہم سب کا معاملہ ہے میں گھر والوں سے الگ نہیں ہوں۔" مہرو نے جتایا۔

"میں نے وہ روپیہ اپنی مرضی سے استعمال کیا ہے تب میرے پاس پاور آف اٹارنی تھی مجھ پر اسے خرچ کرنے پر کوئی پابندی نہیں تھی اس لیئے اس بارے میں مجھ سے کوئی سوال نہیں کر سکتا" وہ رکھائی سے بولا تو مہر ماہ نہیں آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا اور طنز سے بولی۔

"بہت افسوس ہو رہا ہے مجھے تم پر موحد! ثمرہ چچی ہمیشہ کہا کرتی ہیں کہ موحد کے سینے میں نمیر کا دل نہیں ہے تو تم نے یہ سرد مہری کہاں سے سیکھی تم تو ثمرہ چچی کے موحد ہونا؟" موحد ساکت کھڑا اسے دیکھ رہا تھا مہر ماہ نے اپنے دونوں بازوؤں کو اپنے گرد لپیٹ کر سردی کی شدت کو جیسے کم کرنے کی کوشش کی موحد نے بنا کچھ کہے اپنی لیدر جیکٹ اتار کر اسکے شانوں پر ڈال دی محر ماہ اسکی حرکت پر دنگ رہ گئی۔ اس نے وہ جیکٹ اتارنے کی کوشش کی۔

"مجھ پر یہ مہربانیاں مت کرو موحد! میں تو اب خارزار رستوں پر چلنے کی عادی ہو گئی ہوں" موحد نے اس کے ہاتھ پرے کر کے جیکٹ ٹھیک سے اس کے شانوں پر جما دی اور اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا

"وہ ساری رقم میں نے نمیر آفندی کے اکاؤنٹ میں جمع کروادی ہے" مہر ماہ بے یقینی سے اپنی جگہ جم سی گ ء

"اب بتاؤ کیا کرنا چاہیئے مجھے؟"

" کچھ نہیں اب تو جو کرنا ہے وہ میں ہی کروں گی نمیر کو دولت چاہیے تھی جائیداد میں حصہ چاہیے تھا وہ تم نے اسے دے دیا بہت شکریہ اب وہ یقیناً مجھے طلاق دے دے گا" وہ لفظوں کو چبا کر کڑوے لہجے میں بولی تو موحد نے بے اختیار اسے شانوں سے تھام لیا۔

"اور میں۔۔۔؟ میرا کیا؟" مہر ماہ نے بڑے حوصلے سے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور قطعی انداز میں بولی تم موحد آفندی!۔۔۔ ۔تم تو اس پوری داستان میں کہیں تھے ہی نہیں۔تمہارا کیا ذکر"

سنو۔۔۔!

وہ ذرا سا جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا

ناراض ہو ہم سے؟

مگر ہم وہ ہیں

جن کو تو منانا بھی نہیں آتا

کسی نے آج تک ہم سے محبت جو نہیں کی ہے

محبت کس طرح ہوتی

http://kitaabghar.com

ہمارے شہر کے اطراف میں تو سخت پہرہ تھا

خزاؤں کا

اور اس کی فصلیں زرد بیلوں سے لدی تھیں۔۔۔اور ان میں نہ کوئی خوشبو؟

نہ کوئی پھول تم جیسا۔

کہ مہک اٹھتے ہمارے دل وجاں۔۔۔۔

جس کی قربت سے۔۔

ہم ایسے شہر پریشاں کی ویراں گلیوں میں۔۔۔کسی سوکھے ہوئے زرد پتے کی طرح تھے۔

کہ جب ظالم ہوا

ہم پہ اپنے قدم رکھتی تھی

تو اس کے پاؤں کے نیچے۔ہمارا دم نکل جاتا۔

مگر پت جھڑ کا موسم

سنا ہے ٹل چکا اب تو۔

مگر جو ہار ہونا تھی

سو وہ تو ہو چکی ہم کو

سنو!

ہارے ہوئے لوگوں سے تو روٹھا نہیں کرتے۔۔۔

وہ دم سادھے اس مدھم اور ٹھہرے ہوئے لہجے کو سنتی رہی سانس ساکن تھی اور وہ خود دم بخود۔

"یہ کیا نیا کھیل کھیلنا شروع کر دیا ہے تم نے میرے ساتھ" ذہن (اور دل بھی؟) اس کے لفظوں میں الجھ الجھ جا رہا تھا مگر وہ لہجے میں ناگواری بھر کر بولی۔

" کھیل کھیلا تھا مانتا ہوں۔۔۔مگر اعتراف کر رہا ہوں کہ ہار گیا ہوں تم سے" وہ اس قدر تیقن سے بولا کہ مہر ماہ سے مزید کچھ سننا دوبھر ہو گیا اس کے ہاتھوں کو شانوں پر سے جھٹکتے ہوئے وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف پلٹ گ ءموحد وہیں کھڑا اسے خود سے دور جاتے اور دل میں اس دوری کی کسک کو محسوس کر رہا تھا۔

☆......☆......☆

یہ اگلے روز کی بات تھی۔مہرماہ پر رات کی بے خوابی کی وجہ سے سخت سستی طاری تھی موحد کی باتوں نے اسے ذہنی طور پر ڈسٹرب کر دیا تھا یہی وجہ تھی کہ ذہہن سے سب کچھ جھٹک کر سونے میں کتنی ہی رات جاگتے ہوئے نکل گ ءتھی۔کسی اجنبی نمبر کی کال آئی تو ٹاول سے چہرہ پونچھتی مہرماہ نے پہلے تو اگنور ہی کیا مگر جب مسلسل رنگ ہوتی رہی تو اس نے کال اٹینڈ کر ہی لی۔

"ہیلو۔۔۔"

"مہرماہ۔۔۔"دوسری طرف سے مردانہ لہجہ ابھرا تو وہ گڑبڑائی۔

"جی ہاں۔۔۔لیکن آپ کون ہیں؟"

"میں طلال بول رہا ہوں مہر۔۔۔مہر کا طلال"وہ جذباتی ہو کر بولا تو مہرماہ کو لگا جیسے کسی نے اس کے سر پر پہاڑ توڑ دیا ہو۔

"میں جان گیا ہوں کہ تم اپنی مرضی سے نہیں بلکہ مجبورًا مجھ سے جدا ہوئی تھیں مہر!اب بھی دیر نہیں ہوئی ہے مہرماہ!میں تمہارا تھا اور تمہارا ہی ہوں میں تم سے ملنا چاہتا ہوں مہر!"مہرماہ کا ذہہن سن سی کیفیت میں تھا جبکہ دوسری طرف سے مسلسل وہ اسے پکار رہا تھا

☆......☆......☆

سہیل آفندی نے چند پیپرز آغا جان کے آگے رکھے۔تو وہ چونکے۔

"یہ کیا ہے؟"عینک ٹھیک سے جما کر انہوں نے کاغذ اٹھا کر نظروں کے سامنے کیا۔

"یہ ثبوت ہے اس دغا بازی کا جو آپ کے لاڈلے پوتے نے آپ کے ساتھ کی ہے آغا جان!اس نے سارا روپیہ آپ کے اکاؤنٹ سے نکلوا کر وقار کے بیٹے نمیر کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروا دیا ہے"وہ بھنچے ہوئے لہجے میں بولے تو آغا جان دنگ رہ گئے۔۔۔درد کی ایک شدید لہر ان کے بائیں پہلو سے اٹھی اور سینے کو ایسا جکڑ لیا کہ ان سے سانس لینا دوبھر ہو گیا۔سہیل آفندی جو یہ قیامت خیز انکشاف کرتے ہوئے بھول گئے تھے کہ آغا جان دل کے مریض ہیں اور شاید اب کی بار جو اٹیک انہیں آتا وہ ان کی زندگی کا آخری اٹیک ہوتا آکسیجن کی کمی کی وجہ سے ان کا سیاہ پڑتا چہرہ دیکھ کر بے اختیار بھاگ کر اسٹڈی کا دروازہ کھول کر سب کو آوازیں دینے لگے۔

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے!!!

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

"شدید مینٹل سٹریس (ذہنی دباؤ) کی وجہ سے دل پر بھی دباؤ پڑا ہے اللہ کا شکرادا کریں کہ ان کی جان بچ گئی۔ ورنہ اس عمر میں ہارٹ اٹیک ہو یا نروس بریک ڈاؤن خطرناک ثابت ہوتا ہے۔" ڈاکٹر دواؤں کے نسخے میں کچھ ریلیکسن (مسکن دوائیں) ایڈ کرتے ہوئے تادیبی انداز میں مبین آفندی کو بتا رہا تھا۔ آج مسلسل تین دن کی سیریس کنڈیشن کے بعد آغا جان کی طبیعت سنبھلی تھی۔

"اور اب کوشش کریں کہ گھریلو پریشانیوں سے مریض کو بچائیں تا کہ وہ سٹریس فری رہیں" ڈاکٹر نے اپنا فرض نبھا دیا جبکہ اثبات میں سر ہلاتے مبین آفندی دل ہی دل میں گھر میں موجود مستقل سٹریس (موحد آفندی) کو کوس رہے تھے جس کی وجہ سے آج آغا جان ہاسپٹل میں پڑے تھے۔ یہ الگ بات تھی کہ اس دوران مبین اور سہیل آفندی کی ناگواری جھیلنے اور سخت سست سننے کے باوجود ساری بھاگ دوڑ خاموشی مگر پوری ذمہ داری کے ساتھ موحد نے ہی کی تھی۔ آغا جان کو ہاسپٹل لانے سے لے کر ایمرجنسی میں ڈاکٹرز تک کو آدھی رات تک لائن حاضر رکھا جب تک کہ ان کی حالت خطرے سے باہر نہ آ گئی۔ لیکن اتنی مہربانی ضرور کی کہ اب جبکہ آغا جان کو ہوش آ چکا تھا تو وہ ان کے سامنے نہیں آیا۔ جس پر دونوں بھائیوں نے اللہ کا شکرادا کیا۔

☆......☆......☆

" آغا جان کو چاہیئے کہ ثمرہ اور موحد کو واپسی کا راستہ دکھا دیں۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا ناگن بن کر لوٹی ہے ثمرہ۔ سنپولیا تیار کیا ہوا ہے اس نے ہمیں ڈسنے کو" صدیقہ بیگم نے نفرت سے کہا تو مبین صاحب تنبیہا بولے۔

"اب یہ سب آغا جان کے سامنے کہنا مت شروع کر دینا۔ ڈاکٹر نے منع کیا ہے انہیں پریشان کرنے سے"

"وہی تو کہہ رہی ہوں۔ جو مستقل پریشانی ہے اسے ختم کریں آپ۔ اور مہرو کو واپس بلائیں۔ اس کی وہاں رہنے کی کیا تک بنتی ہے اب" صدیقہ بیگم دونوں بیٹیوں سے برگشتہ ہو رہی تھیں۔

"ہماری تو اولاد نے ہی ہمیں خوار کر رکھا ہے۔ اس سے تو اچھا تھا چپ چاپ طلال ہی کے ساتھ رخصت کر دیتے مہرو کو۔ موحد کے ساتھ بھی تو نکاح پڑھ ہی کیا نا"

ان کی باتیں سن سن کر مبین صاحب کا سر پھٹنے لگا۔

"خدا کا واسطہ ہے چپ ہو جاؤ تھوڑی دیر کے لیئے"

"میرے چپ ہونے سے قسمت بدلے گی اور نہ ہی حالات" وہ چپ ہوتے ہوئے بھی عادت سے مجبور طنز کرنے سے نہ رہ سکیں تو وہ سر تھام کر بیٹھ رہے۔ وہ دھیمی پڑیں۔

" آپ جیل کروائیں موحد کو اتنا گھپلا کیا ہے اس نے کاروبار میں"

"کیسے جیل کروادوں آغا جان نے پاور آف اٹارنی اس کے نام کر رکھی تھی۔وہ ہر فیصلہ کرنے کا حق رکھتا تھا۔اپنے پیروں پر انہوں نے خود کلہاڑی ماری ہے" وہ بھنا کر بولے۔

"ایک طرح سے تو آغا جان کا بھی صحیح علاج ہوا۔ساری عمر پوتے کو روتے رہے۔اور اسی پوتے نے دھول چٹادی آ کر۔"

"فضول مت بولو" مبین صاحب کو باپ کے رتبے کا خیال مانع تھا تنبیہہ کی تو وہ چمک کر بولیں۔

"ایسے ہی۔۔۔ساری عمر میری بچیوں کو وہ حیثیت نہ ملی اس گھر میں جو آتے ہی اس ثمرہ کے بیٹے کو ملی۔کیسے سر آنکھوں پر بٹھایا اسے۔اب وہیں بیٹھ کر وہ بال اور پلکیں نوچ رہا ہے"

"اب تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔اب تو آگے کا سوچنا ہے کہ موحد سے سارا مال نکلوایا کیسے جائے" وہ جانتے تھے کہ لکیر پیٹنے کا مطلب تھا۔مزید وقت ضائع کرنا۔۔۔اور اس کے وہ متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔سوان کا ذہن مسلسل اسی جانب سوچ رہا تھا۔

"ثمرہ سے بات کریں"

"کیا فائدہ۔۔۔سب کچھ تو اس حرامی کے اکاؤنٹ میں ڈال دیا ہے اس نے" انہوں نے نفرت سے نمیر کا تذکرہ کیا۔"اس کے اپنے اکاؤنٹ میں ہوتا تو کسی طور نکلوا ہی لیتے۔اب تو بہت طریقے سے گھیرنا ہوگا اسے"

"نمیر کی ماں ہمارے پاس موجود ہے مبین صاحب۔اسے استعمال کر سکتے ہیں ہم" انہوں نے شوہر کو مشورہ دیا۔

"موحد جیسے خبیث شخص کا کیا بھروسہ۔وہ نمیر کے ساتھ مل گیا ہے۔اور تو اور ثمرہ بھی شاید"

"شاید نہیں یقیناً کہیں۔" صدیقہ دانت کچکچا کر بولیں۔ثمرہ کو سب پتا ہوگا۔وہ کبیر والے ڈرامے میں بھی اس کے ساتھ شامل تھی"

"چلو۔۔سوچتے ہیں اس بارے میں۔کوئی نہ کوئی حل تو نکالنا ہی ہے ہماری ساری عمر کی کمائی لگی ہوئی ہے اس بزنس میں۔ہمارے ذاتی اکاؤنٹس کو چھوڑ کر در حقیقت تو سارا مال اکاؤنٹس میں ہی تھا۔بزنس سرکل چلا رہا تھا سارا روپیہ۔اب تو ٹھپ ہے سب کچھ" انہوں نے تھکے ہوئے انداز میں کہا تو صدیقہ بیگم کو بھی اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

☆......☆......☆

مہر ماہ شدید شاک کی زد میں تھی اس نے سوچا بھی نہ تھا کہ تزئین ساری حقیقت طلال کو بتانے کی بے وقوفی کر سکتی ہے۔اور اصل جھٹکا تو اسے طلال کے انداز پر لگا تھا کہ وہ سارے معاملے کا علم ہو جانے کے بعد بھی اسے ورغلا رہا تھا۔پھر سے انہی راستوں پر لوٹنے کی دعوت دے رہا تھا۔مگر آغا جان کی اچانک طبیعت کی خرابی کی وجہ سے ذہن سے سب کچھ بھک سے اڑ گیا اور دوبارہ کبھی یاد نہ آتا اگر آغا جان کے گھر شفٹ ہونے کے بعد ان کی دوبارہ عیادت کے لیئے تزئین کے ساتھ آیا طلال موقع پا کر مہر ماہ کی راہ میں نہ آ جاتا۔وہ چائے بنا

کر سرو کرنے کی ذمہ داری ملاحہ پر چھوڑ کر واپس ثمرہ کے پورشن میں جا رہی تھی جب آغا جان کے کمرے سے نکلتے طلال سے ٹکراؤ ہو گیا۔ وہ تاثرات کو سپاٹ بناتی اسے اگنور کر کے نکل جاتی مگر وہ نا جانے کن طوفانوں کی زد میں آیا ہوا تھا کسی بھی بات اور اس گھر میں اپنے مقام کی پرواہ کیئے بنا مشتعلانہ انداز میں مہر ماہ کا بازو ہاتھ کی گرفت میں جکڑ کر اسے تقریباً کھینچتا ہوا راہداری کے پچھلے سرے کے موڑ تک لے گیا جو ثمرہ کے پورشن کو لگتا تھا۔ وہ جو طلال کی اس غیر متوقع بیہودگی پر حیران اور شاکڈ سی اس کے ساتھ گھسٹتی چلی گئی تھی رکتے ہی گویا آگ کی لپیٹ میں۔ ایک جھٹکے سے اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کروایا۔

"ہاؤ ڈیئر یو ٹو بی ہیومی لائک دس؟ (تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ سے ایسا رویہ برتنے کی۔)

"شش۔۔۔ بس۔ بس کرو مہر ماہ! سب جان چکا ہوں میں تمہارے دکھ تمہاری تکلیف۔۔۔ مجھ سے تمہاری بے وفائی تو صرف ایک مجبوری تھی" وہ آنکھوں میں ایک عجیب سی کیفیت لیئے کہہ رہا تھا۔ جیسے خوف پر خوشی غالب ہو۔۔۔ کھو دینے کے خوف پر پا لینے کی خوشی کا تاثر غالب آ رہا تھا۔ مہر ماہ کو اس تاثر سے خوف سا آیا۔ مگر وہ لہجے کو سخت کرتے ہوئے درشتگی سے بولی۔

"مجھے نہیں پتا تم کیا فضول باتیں کر رہے ہو ہٹو میرے راستے سے طلال!"

"نہیں مہرو! اب نہیں۔ اب میں تمام اصلیت جان گیا ہوں یہ سب تقدیر کا کھیل تھا ورنہ تم تو کبھی مجھ سے بے وفا ہوئی ہی نہیں تھیں" وہ جذباتی ہوا۔

"جو ہوا سو ہوا طلال! اب ہم دونوں کے راستے اور ایک الگ زندگی ہے۔ براہ کرم میرے راستے میں مت آؤ۔" اس نے سنجیدگی سے کہہ کر جانا چاہا۔ مگر وہ اس کی راہ میں ایستادہ ہو گیا۔

"ایک ہو سکتی ہے مہر! میرے نکاح میں تمہاری سگی بہن تو نہیں" وہ بے قراری سے بولا تو مہر ماہ کا جی چاہا ایک تھپڑ اس کے منہ پر دے مارے۔

"بی ہیو یور سیلف طلال! اپنا مقام و مرتبہ دیکھو اس گھر میں اور بات کرنے کا انداز دیکھو۔ اس گھر میں تمہاری ساری عزت تزیئن کے ساتھ منسلک تمہارے رشتے کی وجہ سے ہے یہ مت بھولو"

"میرا پہلا رشتہ تم سے تھا مہر! اور تم۔۔۔ تم نے مجھے کیوں نہ بتایا اس افتاد کے بارے جو تم پر آن پڑی تھی۔ ہم دونوں مل کر اس کا حل نکال لیتے مگر میں تمہارا انتظار کرتا۔۔۔ ساری زندگی" وہ جذباتیت کی انتہا پر تھا۔ مہر ماہ اسے دوبارہ مل سکتی ہے اس سوچ نے عقل و خرد کو ماؤف کر دیا تھا جیسے۔

مہر ماہ دنگ رہ گئی۔

"نمیر کون ہے؟ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا اس زبردستی کے نکاح کے بارے میں" وہ پوری معلومات کے ساتھ آیا تھا مہر ماہ بے

جان سی ہو گئی۔

اپنے کمرے سے نکلتے موحد نے جذب سے بھرا یہ لہجہ بہت صاف سنا اور بجلی کی سی تیزی کے ساتھ گھوم کر اس طرف آیا۔ اور آتے ہی کالر سے تھام کر دھکیلتے ہوئے طلال کو سامنے دیوار سے لگا دیا۔ اس اچانک افتاد کے لیئے وہ تیار نہیں تھا گڑبڑا کر صورت حال کو سمجھتا ہی رہ گیا۔

"اس نے نہیں مگر میں نے تمہیں ضرور بتا دیا تھا کہ اس سے دور رہنا تمہیں سمجھ نہیں آئی تھی میری بات کی" موحد بولا نہیں غرایا تھا۔ اول جھٹکے سے سنبھلتے ہوئے طلال نے اپنا کالر چھڑواتے ہوئے موحد کی آنکھوں میں دیکھ کر تلخی سے کہا۔ "تم کس حیثیت سے یہ قدغن لگا رہے ہو مجھ پر؟ کون ہو تم اس کے نقلی شوہر؟؟"

" بکواس بند کرو" سرخ چہرہ لیئے موحد کا مکا اٹھا تھا جب مہر ماہ نے دفعتاً پوری ہمت مجتمع کر کے اس کا وہ بازو اپنے دونوں ہاتھوں کی سخت گرفت میں جکڑ لیا۔

"دفع کرو موحد! جانے دو اسے۔ یہ اپنے حواس میں نہیں ہے"

"مارنے دو مہرو! میں مکمل حواس میں ہوں اور اس رشتے کی ساری اصلیت جان چکا ہوں اب پیچھے نہیں ہٹوں گا" طلال نے اطمینان سے کہا اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک اتر آئی تھی۔ موحد نے تلملا کر مہر ماہ کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا تو وہ بیچ میں آ کر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں کا دباؤ ڈال کر اسے دھکیلتی طلال سے پرے لے گئی۔

"دفع کرو موحد! یہ تزئین کا شوہر ہے اس گھر کا داماد ہے یہی سمجھ کر معاف کر دو" اس کی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھتے نرم مگر تنبیہی انداز میں کہا تو وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔

"مہر! وہ رشتہ تو مجبوری کا ہے تم ساتھ دو تو میں۔۔۔" طلال یہ موقع گنوانا نہیں چاہتا تھا مگر مہر ملہ نے اس کا مطلب سمجھ کر درمیان سے ہی اونچی آواز میں ٹوک دیا۔

"وہ رشتہ مجبوری کا ہو سکتا ہے مگر۔۔۔۔" وہ کہتے ہوئے رکی پھر بہت ہمت کر کے موحد کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اسے ذرا اونچا کیا" مگر یہ رشتہ مجبوری نہیں ہے طلال!"

"مت بھولو کہ تم کسی اور کے ساتھ ایک زبردستی کے بندھن میں بندھی ہو۔ اس شخص کے ساتھ تو تمہارا کوئی تعلق ہی نہیں"

"میرا ہر تعلق اسی تک آتا ہے طلال! آج تم یہ بات اچھی طرح سمجھ لو۔ تمہیں تو میں نے اسی روز دل سے اتار دیا تھا جس دن تم نے تزئین سے شادی کی تھی" وہ اپنے ہر لفظ پر زور دے کر بولی تو پیچھے کھڑے موحد کے دل میں ٹھنڈک سی اترتی چلی گئی۔

"میں اسے چھوڑ دوں گا مہرو!" طلال نے فی الفور فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

" مگر مجھے اترن کی عادت نہیں ہے طلال!" مہر ماہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر جتانے والے انداز میں قطعیت سمو کر بولی تو وہ

جہاں کا تہاں رہ گیا۔

"اور اگر تم ہم سے کوئی تعلق رکھنا چاہتے ہو تو وہ یہی ہوسکتا ہے کہ تم میری کزن کے شوہر اور اس گھر کے داماد ہو اور بس۔۔۔آئندہ میری راہ میں آؤ گے تو میں پرانی دوستی کا بھی لحاظ نہیں کروں گی۔اگلی بار شاید موحد کی بجائے مجھے تم پر ہاتھ اٹھانا پڑے کیونکہ میں بھی تمہاری بدتمیزی کو برداشت نہیں کروں گی"

"چہ خوووب۔۔۔"وہ پے در پے ملنے والے تکلیف دہ جھٹکوں سے سنبھل کر تلخ واستہزاء سے بولا۔

"تو بات یہ تھی مہرماہ آفندی کہ تم دل سے میرے لیئے مخلص تھیں ہی نہیں۔نمیر آفندی کا تو بہانہ مل گیا تھا تمہیں۔درحقیقت یہ شخص دیوار بنا تھا ہمارے درمیان"طلال کی جذباتی طبیعت۔۔۔پھر سے بھڑک کر بولا تو موحد کا ہاتھ دبا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتی وہ طلال کی طرف رخ کرتے ہوئے سرد مہری سے بولی۔

"تم بالکل ٹھیک سمجھے ہو طلال۔۔۔کیا اب میں سمجھ لوں کہ تم دوبارہ ہمارے راستے میں نہیں آؤ گے؟ کیونکہ کسی کی راہ کھوٹی کرنے والے اکثر اپنا ہی راستہ بھٹک جایا کرتے ہیں""وہ آنکھوں میں شعلے لیئے پیروں تلے زمین روندتا باہر نکلا تھا۔مہرماہ نے گہری سانس بھری۔موحد نے اس کا ہاتھ کھینچا تو وہ سرد تاثرات لیئے اس کی طرف پلٹی۔

"یہ کیا تماشا شروع کیا ہے اس نے پھر سے؟"وہ ناگواری سے پوچھ رہا تھا۔

"وہی۔۔۔جس کی شروعات تم لوگوں نے کی تھی۔تزئین نے حقیقت بتا دی اسے تو وہ دوبارہ اپنا پرپوزل لے آیا" کاٹ دار لہجے میں جواب دیا تو موحد لمحہ بھر کو چپ رہ گیا۔مہرماہ نے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑا لیا۔

"تمہارے دل میں بہت درد تھا نا نمیر آفندی کا۔ثمرہ آنٹی کا بیٹا ہو کر بھی تم نے وقار آفندی کی موت کا بدلہ لیا ہم سے۔اب میں واپس جا رہی ہوں اپنے گھر تم لوگ مل بیٹھ کر آگے کی کہانی سوچ لو کہ زرنگار آنٹی کا کیا کرنا ہے"وہ آزردگی بھرے تلخ لہجے میں کہتی چلی گئی موحد دوسرے ہاتھ پر مکا مار کر رہ گیا۔

☆......☆......☆

کبیر کی آمد نے گھر والوں کو پہلے تو ششدر ہی کر دیا۔

فرزین دوڑتی ہوئی ملاحہ کو بتانے بھاگی۔تو وہ یونہی دل پہ ہاتھ رکھے بے یقینی سے فق ہوتا چہرہ لیئے ننگے پاؤں ہی بھاگتی چلی آئی۔وہ ڈرائینگ روم میں موجود تھا اور اندر صدیقہ بیگم داخل ہو رہی تھیں۔ملاحہ پردہ پکڑے وہیں دہلیز پر کھڑی ہوگئی۔نظریں تھیں کہ جھروکے سے دیکھتیں مگر سیراب ہونے میں ہی نہ آتی تھیں۔اونچا لمبا شاندار مرد۔۔۔جس کو اللہ نے گویا شربتوں کے رنگ سی طلسماتی آنکھوں سے نوازا تھا۔ملاحہ منجمد تھی۔

http://kitaabghar.com

"آغا جان کی طبیعت کی خرابی کا پتا چلا تھا سوچا عیادت کر لوں" وہ احتراماً کھڑا ہوا تھا۔ صدیقہ بیگم نے سلگتی نظر اس پر ڈالی اور کڑے لہجے میں بولیں۔

"تمہیں تو اس گھر کی دہلیز پر قدم رکھنے سے پہلے بھی ہزار بار سوچنا چاہیئے تھا۔ جس کی عزت کا بھی پاس نہیں رکھا گیا تم سے"

"الحمدللہ میں نے ہمیشہ اس گھر کی عزت کا اپنی عزت کی طرح خیال رکھا ہے مجھے یہاں آتے ہوئے کسی قسم کا ڈر خوف یا شرمندگی ہرگز نہیں تھی" وہ ادب سے بولا تو صدیقہ بیگم کا پارہ ہائی ہونے لگا۔

"بے شرموں کی یہی نشانی ہوا کرتی ہے انہیں اپنے کیئے پر کوئی شرمندگی نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کی آنکھ میں حیا ہوتی ہے" وہ طنز سے بولیں تو کبیر خان کا چہرہ ضبط سے لال ہوا

"میں یہاں صرف آغا جان کی عیادت کے لیے آیا ہوں ان سب باتوں کا جواب کسی اور وقت طلب کر لیجئے گا" صدیقہ بیگم کا دماغ گھوم گیا

"بات تو تم سے بعد میں ہوگی پہلے تم وہ سارا پیسہ واپس کرو جو موحد کو مہرہ بنا کر نکلوایا ہے تم نے"

"میں نے سب کچھ بھی نہیں کیا ہم دونوں میں ڈیل ہوئی تھی انہوں نے میری زمین خرید کر مجھے رقم ادا کی تھی اور بس"

"بڑا اچھا گیا تم نے شرم تو نہیں آئی ہوگی جس تھالی میں کھایا اسی میں چھید کیا جس گھر میں تمہیں عزتوں کا رکھوالا بنایا گیا وہیں پر نقب لگائی تم نے" صدیقہ بیگم کسی کا بھی دماغ خراب کرنے پر عبور رکھتی تھی یہ تو اللہ ہی جانتا تھا کے کبیر کس طرح ضبط کیے ہوئے تھا "میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں اور میں یہ سب باتیں کرنے کا سوچ کر نہیں آیا تھا اور رہی شادی کے پروپوزل کی بات تو شادی کا پیغام تو کسی بھی گھر میں بھیجا جا سکتا ہے" صدیقہ بیگم تلملا اٹھیں

"آدمی کو پہلے اپنی حیثیت دیکھنی چاہئے پھر کوئی قدم اٹھانا چاہئے"

"الحمدللہ۔۔۔اللہ کا بڑا احسان ہے مجھ پر پیسہ جائیداد سب کچھ ہے میرے پاس"

وہ دنیا کا مطمئن ترین انسان دکھائی دے رہا تھا۔ دفعتاً صدیقہ بیگم کو اپنے خالی بینک اکاونٹس یاد آئے جن میں سے موحد نے سب کچھ لٹا ڈالا تھا اس سوچ کے ساتھ خون کے دل کو گھبراہٹ سی ہونے لگی ان کے سامنے بیٹھا انکا ڈرائیور آج لاکھوں کی پراپرٹی اور رقم کا مالک تھا اور وہ لوگ شاید خالی ہاتھ ہو چکے تھے اسی وقت موحد ڈرائنگ روم میں داخل ہوا املاحہ خاموشی سے ایک طرف ہو گئی مگر واپس نہیں پلٹی اسکا دل تو اندر بیٹھے کبیر خان میں اٹکا ہوا تھا وہ اٹھ کر گرمجوشی سے موحد کو ملا تائی جان کی آنکھیں جلنے لگیں۔

"اسے کہو یہ یہاں سے واپس چلا جائے تمہاری مہربانی سے پہلے ہی آغا جان موت کو چھو کر واپس آئے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ اب کی بار انہیں یہ موقع بھی نہ ملے"

http://kitaabghar.com

"تائی جان نے موحد کو بھی رگید ڈالا۔

"گھر آئے ہوئے مہمان کی عزت کرنی چاہئے اور کبیر تو اس گھر کا ایک فرد رہا ہے جس پر سب سے زیادہ اعتبار کیا جاتا تھا آغا جان نے اسے اپنا دست راست بنا رکھا تھا اتنی جلدی بھول گئیے آپ لوگ" موحد نے تلخی سے انہیں یاد دلایا تو وہ چیخ کر بولیں

"اور اس نے اسی اعتبار کا خون کیا ہے یہ بھی یاد ہے ہم سب کو اور تم خود کیا ہو موحد تم نے تو ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے۔"

"حقدار کو اس کا حق دینے کو اگر آپ چھرا گھونپنا سمجھیں ہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں" وہ بے رخی سے بولا۔ تو صدیقہ جلبلا کر بولیں۔

"بہر حال آج اس کی سب غلط فہمیاں دور کر کے بھیجنا۔۔۔ اور خوش فہمیاں بھی۔ آغا جان کسی سے نہیں ملیں گے ڈاکٹر نے منع کیا ہوا ہے" پھر لفظوں کو چبا کر تلخی سے بولیں۔" خاص طور پر دھوکے بازوں سے" وہ تنتناتی ہوئی باہر نکل گئیں ان کے نکلنے سے پہلے ہی ملاحہ تیزی سے وہاں سے ہٹ چکی تھی۔

موحد گہری سانس بھرتا کبیر کو بیٹھنے کا اشارہ کرتا اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"مجھے پتا تھا یہی ہوگا" کبیر آزردگی سے بولا۔

"ہونے پر پچھتانے سے بہتر ہے کہ آگے کی راہ نکالی جائے" موحد نے تادیبی انداز میں کہا۔

"میں ان لوگوں کی فطرت سالوں سے جانتا ہوں۔ اپنے لیول سے نیچے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے یہ"

"اب دیکھیں گے ان شاء اللہ۔۔۔ کیونکہ یہ لوگ اب اس لیول سے کافی نیچے آچکے ہیں" موحد مسکرایا۔

"آغا جان کی طبیعت کیسی ہے اب؟"

"پہلے سے بہتر ہیں سننے میں آیا ہے میں تو خیر ابھی تک ان کے پاس نہیں گیا" موحد نے شانے جھٹکے۔ پھر وہ کبیر کا پریشان چہرہ دیکھ کر اسے تسلی دینے کی خاطر مسکرا کر بولا۔

"تم فکر مت کرو۔ تمہارے دل کی دنیا ویران نہیں ہوگی ان شاء اللہ۔ شادی کی تیاری شروع کرو تم بس۔ ان سب کو راضی کرنا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے"

کبیر بے ساختہ مسکرا دیا۔ موحد کہہ رہا تھا تو پھر اللہ کی مدد سے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔

"میں چلتا ہوں پھر آغا جان سے تو ملاقات نہیں ہو سکے گی اب" کبیر نے اٹھنے کی کوشش کی تو موحد نے روک دیا۔

"بیٹھو ابھی چائے پی کر جانا"

"ہاہاہا۔۔۔ میں کون سا سسرال آیا ہوں جو میری تواضع کی جائے گی" وہ پر مزاح لہجے میں بولا تو کام والی کے ہاتھ اندر چائے اور لوازمات کی ٹرالی بھیجتے ہوئے باہر کھڑی ملاحہ کا دل سبک رفتاری سے دھڑکا۔ چائے کی ٹرالی دیکھ کر موحد ہنس دیا

"اس گھر میں آپ کا ووٹ بہت مضبوط ہے خان صاحب!" کبیر کے دل میں ایک نظر اس خوش رو کو دیکھنے کی آرزو مچل مچل گئی۔مگر محض مسکرا کر چپ ہو رہا۔اس کے ہاتھ کی خوشبودار چائے مل گئی فی الحال تو یہی بہت تھا۔

☆......☆......☆

لاؤنج میں ثمرہ اور موحد موجود تھے یہ حاضری مبین اور سہیل آفندی صاحب کی طلبی پر ہوئی تھی۔

" تمہارے حق میں بہتر ہوگا کہ تم سارا پیسہ واپس اکاؤنٹس میں ٹرانسفر کردو موحد ورنہ مجبوراً مجھے الٹی انگلی استعمال کرنا پڑے گی" سہیل آفندی نے سخت لہجے میں کہا تو وہ مسکرادیا۔

" تو آپ پہلے ہی الٹی انگلی کا استعمال کرلیں پھر"

" فضول باتیں مت کرو۔ہماری زندگی بھر کی کمائی تھی یہ بزنس۔جسے تم نے ٹھپ کر دیا ہے اکاؤنٹس خالی پڑے ہیں واجبات کی ادائیگی کہاں سے ہوگی"

" لیکن وہ سارا پیسہ تو اب میرے اختیار میں نہیں ہے" وہ لاپروائی سے بولا۔

" تمہارا نمیر سے کیا تعلق ہے؟" مبین آفندی نے چبھتے لہجے میں پوچھا۔

" وہ وقار کا بیٹا ہے بھائی صاحب!" ثمرہ نے انہیں جتایا۔

" مجھے اب ساری سمجھ آ گئی ہے تم دونوں اس سارے قصے میں شامل ہو۔نمیر کو جانتے ہو تو پھر مہر ماہ کے نکاح میں بھی شامل ہو گے تم لوگ" مبین صاحب کا خون کھولا۔

" مجھے کچھ معلوم نہیں تھا اس بارے میں۔اس بات پر میں قسم اٹھا سکتی ہوں" ثمرہ ناراضی سے بولیں۔

" آج کبیر آیا تھا" موحد نے ایک قطعی غیر مطلق بات کی۔

" ہم گھر میں نہیں تھے ورنہ وہ زندہ واپس نہ جاتا" سہیل بھڑکے۔

" کیوں۔۔۔اس نے کیا قصور کر دیا ہے؟ کسی کے گھر رشتہ بھیجنا جرم نہیں" موحد نے حیرت کی اداکاری کی۔تو مبین جلبلائے۔

" تمہاری بہن ہوتی تو میں دیکھتا کہ کیسے تم اس ڈرائیور سے اس کا رشتہ کرتے"

" ملاحہ میری بہن ہی ہے تایا جان! اسی لیئے میں نے اس کے لیئے ایک بہترین فیصلہ کیا ہے۔آپ ملاحہ سے کیوں نہیں پوچھ لیتے وہ اعتراض کرے تو ہم پیچھے ہٹ جائیں گے" وہ اطمینان سے کہتا ان کو آفر کر رہا تھا۔ان کا دل چاہا دو تین تھپڑ لگا دیں اس خودسر کو۔مگر بعض باتیں صرف سوچی ہی جاسکتی ہیں۔

" مخمل میں ٹاٹ کے پیوند نہیں لگائے جاتے" سہیل نے تنفر سے کہا۔

"اب تو آپ لوگ بھی بس اسی پوزیشن پر آ چکے ہیں تایا جان! بقول آپ کے بزنس ٹھپ ہو گیا ہے تو پھر یہ مصنوعی شان و شوکت کا پرچار کیوں؟ آپ کے جتنا روپیہ تو اب کبیر کے پاس بھی ہے۔ بلکہ زمینیں بھی ہیں۔" موحد بہت محظوظ ہوتے ہوئے بولا تو سہیل صاحب کا چہرہ غصے سے لال ہوا جبکہ مبین آفندی نے تاسف سے اسے دیکھا۔

" آپ ملاحہ کا رشتہ ہو جانے دیں وہ بہت خوش رہے گی۔ آپ کو تائی جان نے بتایا نہیں کہ وہ راضی ہے اس رشتے پر؟" وہ بھولپن سے بولا تو مبین آفندی صاحب کو چار سو چالیس وولٹ کا جھٹکا لگا۔

" کک۔۔کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ۔۔۔تائی جان جانتی تھیں کہ ملاحہ اس پروپوزل سے خوش ہے پھر مجھے انکار کی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی"

" بکواس مت کرو"

" موحد سچ کہہ رہا ہے۔اعتراض صرف آپ لوگوں کی طرف سے ہے ملاحہ کی طرف سے نہیں" ثمرہ سنجیدگی سے بولیں تو مبین صاحب کی پیشانی چمک اٹھی۔

" آپ چاہیں تو تائی جان سے پوچھ سکتے ہیں" وہ اطمینان سے بولا۔

" تم ان فضول باتوں کو چھوڑو اور سیدھے معاملے پر آؤ اور یہ بتاؤ کہ بینک کا پیسہ کب لوٹا رہے ہو؟" انہوں نے سختی سے کہا۔

" وہ پیسہ اس کے حقدار تک پہنچ چکا ہے چودہ سالوں میں آپ لوگ اپنے حق کا پیسہ کھا چکے ہیں یہ وقار آفندی اور اسکے بیٹے کا حصہ تھا جو میں نے ایمانداری سے انہیں ادا کر دیا ہے" موحد کا اطمینان قابل دید تھا۔

تم ہوتے کون ہو اس طرح کے فیصلے کرنے والے ہمارا روپیہ ہماری جائیداد ہم اسے رکھیں یا آگ لگائیں تمہیں اس سے کیا مطلب تم اگر سیدھی طرح سے نہ مانے تو مجھے مجبوراً پولیس سے مدد لینی پڑے گی" سہیل آفندی تپ اٹھے

" ہاہاہا۔۔۔آپ کے یہاں کی پولیس تو سنا ہے پچاس ساٹھ ہزار میں ہی بک جاتی ہے" موحد نے محظوظ ہوتے ہوئے کہا تو مبین آفندی بھنا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

" یہ تو تمہیں وقت ہی بتائے گا کہ کون کتنے پانی میں ہے۔سیدھی طرح سے سارا پیسہ واپس اکاؤنٹس میں ڈال دو ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ میرا تم سے کیا رشتہ ہے"

" پیسے کی خاطر خون کے رشتوں کو بھلانا آپ کی پرانی اور خاندانی روایت ہے آپ نے تو اپنے دو سگے بھائیوں کو بھلا دیا تھا اور سالوں تک ان کے پیسے پر عیاشی کرتے رہے میں تو پھر بھتیجا ہوں آپکا" موحد نے تلخی سے کہا۔تو وہ جواب دیئے بنا باہر نکل گئیے لاؤنج میں اب وہ دونوں ماں بیٹا ہی بیٹھے رہ گئیے تھے ثمرہ نے پریشانی سے موحد کی طرف دیکھا۔اور خفگی سے بولیں۔

"یہ کن چکروں میں پڑے ہوئے ہو تم موحد میں نے تم سے کہا تھا کہ مہرماہ والا قصہ کسی طرح ختم کرواور تم یہ نیا کھاتہ کھول کر بیٹھ گئیے ہو"

ان کے سارے کھاتے میں ایک ہی ساتھ بند کروں گا آپ دیکھیئے گا" وہ تلخی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اور مہرماہ۔۔۔؟" انہوں نے تشویش سے اسے دیکھا۔

"اس کا تو جو فیصلہ ہونا تھا وہ ہو چکا۔"

"اللہ ہی خیر کرے میرا تو دل بہت گھبرا رہا ہے موحد!" وہ واقعی اب پریشان ہو چکی تھیں۔ موحد نرم لہجے میں انہیں تسلی دینے لگا۔

☆......☆......☆

آغا جان کے کمرے میں دونوں بھائی بیٹھے ہوئے تھے آغا جان کی طبیعت پہلے سے کافی بہتر تھی مگر اس جھٹکے نے ان کے اعصاب کافی کمزور کردیے تھے خاص طور پر موحد کی دھوکہ دہی ان کا سارا دم خم نکال گئی تھی۔

"موحد کہاں ہے؟" انہوں نے بیٹوں سے پوچھا۔

" گھر میں ہی ہے اور کہاں جائے گا" سہیل ناگواری سے بولے۔

"اس سے بات کرو ہوسکتا ہے کہ وہ غصے کی کیفیت میں یہ بات کہہ رہا ہوں اور پیسا خود اسی کے اکاؤنٹ میں ہو" آغا جان آہستہ آواز میں کہہ رہے تھے مبین آفندی نے سہیل کو اشارہ کر کے اس موضوع پر بات کرنے سے روک دیا اور انکی بات کا خود بہت نرمی سے جواب دی۔

"آپ بے فکر رہیں آغا جان سارا مسئلہ حل ہو جائے گا موحد کے ساتھ ساری باتیں ہو جائیں گی اور ان شاء اللہ تعالی ہمارا سارا پیسہ واپس اکاؤنٹس میں آجائے گا"

"میں بہت کمزور پڑ گیا ہوں مبین! دو بیٹوں کو کھونے کے بعد موحد کو پایا تو یوں لگا کہ جیسے دونوں بیٹوں کو سود سمیت واپس پالیا ہو مگر اس نے جو کچھ کیا اس نے میرا دل توڑ دیا ھے اس نے مجھ پر اس عورت کے بیٹے کو ترجیح دی یہ سوچ میرے دل کو کمزور کیے جاتی ہے مجھے دنیا میں وہ سب سے پیارا ہے اور اس نے مجھ پر ایک طوائف زادے کو فوقیت دی" وہ دکھ کی انتہا پر تھے۔

دفع کریں آغا جان۔! وہ اس قابل ہی نہیں کہ اسے اتنے اونچے مقام پر رکھا جائے اس کا لالچ صرف اور صرف روپیہ تھا جو وہ دھوکہ دہی کر کے نکلوا چکا ہے حالانکہ اگر وہ سمجھتا تو یہ سب کچھ اسی کا تھا" سہیل افندی نے تلخی سے کہا۔

"تم نے مہرماہ سے بات کی اس خبیث شخص کا کوئی فون آیا یا نہیں؟ اب تو وہ کسی طریقے سے بھی سہی مگر اپنا حصہ لے چکا ہے" آغا جان نے پوچھا۔

"ہاں اب میں مہرماہ سے بات کروں گا آپ فکر نہ کریں وہ سیدھے طریقے سے نہ مانا تو اگر اس کی ماں کو پولیس میں دینا پڑا تو دے دیں گے" مبین آفندی نے تنفر سے کہا اور درحقیقت انہوں نے یہی سوچ بھی رکھا تھا۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرے گھر پر ایسی آفات آجائیں گی آپ اندازہ کریں موحد واقعی آستین کا سانپ ثابت ہوا ہے اگر وہ نمیر کو اس کا حصہ دے سکتا ہے تو کیا وہ مہرماہ اور اسکے نکاح کی سازش میں شریک نہ ہوگا" سہیل افندی نے غصے سے کہا

"میری مہرماہ سے بات ہوئی تھی اس کا کہنا تھا کہ موحد نے نمیر سے طلاق دلوانے کی خاطر یہ پیسہ اس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروایا ہے" مبین آفندی نے بتایا تو سہیل نے سر جھٹکا جیسے کہ ان کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

"مجھے تو اب کسی بھی بات پر یقین نہیں آتا اگر ایسا کچھ ہوتا تو کیا وہ مجھ سے بات نہ کرتا ہم بھی تو یہی چاہتے تھے کہ مہرماہ کو اس شخص سے نجات مل جائے" آغا جان نے تاسف سے کہا۔

"اس شخص کی کسی بھی بات کا یقین نہیں کیا جاسکتا جو شخص بزنس اکاؤنٹس خالی کر سکتا ہے وہ کسی بھی طور قابل اعتبار نہیں" سہیل افندی نے قطعی انداز میں کہا وہ نہیں چاہتے تھے کہ آغا جان پھر سے موحد کی باتوں میں آجائیں یا اس پر پھر سے بھروسہ کرنے لگیں۔ آغا جاں تھک کر خاموش ہو گئیے اور سر تکیے پر ڈال دیا درحقیقت وہ خود کو کمزور محسوس کرنے لگے تھے۔

☆......☆......☆

وہ شاپنگ سے فارغ ہو کر ابھی آئسکریم پارلر میں داخل ہو کر کرسی پر بیٹھی ہی تھی جب اس کے عین سامنے نمیر آفندی آ کر بیٹھا۔ مہرماہ نے لب بھینچے پیشانی پر غصے کے بل پڑ گیئے۔

"شاپنگ کرنے آئی تھیں؟"

"نہیں سڑکوں کی مضبوطی چیک کر رہی تھی چل پھر کر" وہ سلگی۔ تو بے اختیار اس کا مردانہ قہقہہ گونج اٹھا

"شٹ اپ۔۔" مہرماہ نے اسے گھورا تو وہ اس کی طرف جھکتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ اور اس کی یہ مسکراہٹ۔۔۔ مہرماہ نے بے اختیار نظر ہٹالی۔

وہ آئسکریم کا آرڈر دے کر آیا تو مہرماہ ساکت بیٹھی تھی۔ وہ بھی سنجیدہ سا اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"اب تو تمہیں سب کچھ مل چکا ہے۔ اب مجھے آزاد کر دو"

"مجھے آفندی ہاؤس سے جو بھی ملا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس نہ کرنے کا عہد ہے میرا۔ یہ سب میرا حق تھا" وہ سرد لہجے میں بولا۔

" مگر میں ان "چیزوں" میں شامل نہیں ہوں۔" وہ تلملائی۔

"میری املاک میں جو آ گیا اب وہ میرا ہوا مہرماہ!" وہ جیسے لطف لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"مجھے تم واقعی مظلوم لگے تھے مگر جن حالات میں تم میرے گھر والوں کو لے آئے ہو تمہارا اور ان کا پلڑا برابر ہو گیا ہے۔ میری ہمدردی ختم ہو گئی ہے تم سے" وہ تاسف بھرے غصے سے بولی تو پیشانی کی سلوٹوں میں غصے کا گلابی پن بھرنے لگا۔

"ان پر تو یہ حالات اب آئے ہیں۔۔۔ میں تو پلا ہی انہی حالات میں ہوں"

"اللہ نے تمہیں ان تکلیفوں کے بدلے میں ایک اچھی زندگی دے تو دی تھی پھر بھی تم نے اسی نفرت کا بدلہ لیا"

"مرا باپ بنا علاج کے مرا ہے میری ماں کی حالت تم دیکھ ہی رہی ہو میں اپنی پہچان کے ساتھ ان کے گلے لگ ہی نہیں پاتا۔ غیروں نے اپنا کر پالا ہے مجھے۔ میرے گھر تو کیا آفندیز نے ہماری پوری زندگی کا شیرازہ بکھیر دیا تھا اور تم ان پر ترس کھا رہی ہو" وہ ناپسندیدگی سے بولا۔

"جب ظالم اور مظلوم ایک ہی پلڑے میں آجائیں تو ہمدردی کسی ایک کے ساتھ بھی نہیں رہتی۔"

"میں ظالم ہی تو بن نہیں پایا ورنہ ابھی تک سیدھا جا کر تمہارے آغا جان کے سامنے کھڑا ہو جاتا بنا ان کی حالت کی پرواہ کیئے" وہ تلخ ہوا۔ نجانے کون صحیح تھا اور کون غلط۔ مہرماہ نے گہری سانس بھری اور تھکے ہوئے انداز میں بولی۔

"کچھ کم بھی نہیں کیا تم نے۔ اب معاف کر دو سب کو پلیز"

"معاف ہی تو کیا ہوا ہے مہرماہ آفندی! ورنہ حالات اس سے زیادہ برے ہوتے" وہ پرسکون تھا مگر آنکھوں میں کروٹیں لیتا اضطراب مہرماہ کو نظر آ رہا تھا۔

"معاف ہی تو نہیں کرتا بندہ۔۔۔ اپنے اوپر ہونے والے ظلم پر بہت چیختا چلاتا ہے لیکن جب موقع ملے تو معافی دینے میں "تھڑدلا" (تھوڑے دل والا) بن جاتا ہے بالکل ظالم ہی کی طرح" وہ آزردگی سے پھیکا سا مسکرائی اور ادھر ادھر چلتے پھرتے مناظر دیکھنے لگی۔ نمیر نے سنہری سا روپ اپنی نگاہ میں جذب کیا تو ان آنکھوں کی اداسی کو بھی دل پر بوجھ کی صورت گرتا پایا۔ آئسکریم آ گئی تھی مگر مہرماہ کا دل ہی نہیں کر رہا تھا کہ اس میں سے ایک بھی چیچ لے۔

"میں نے جو تمہارے ساتھ کیا ہے میں اس کی تلافی کرنا چاہتا ہوں مہر!" کتنی ہی دیر آئس کپ میں چیچ چلانے کے بعد نمیر نے ایک دم کپ پرے دھکیلتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہا تو دکھ کی کیفیت میں گھر کر اسے دیکھتے ہوئے مہرماہ کی آنکھیں بھر آئیں۔

"میں تمہیں چھوڑنا نہیں چاہتا مہر!" اس کی آواز سرگوشی سے ہرگز بلند نہ تھی مگر مہرماہ نے بخوبی سنی۔ اس کا دل تھم سا گیا ہو جیسے۔

"ترس مت کھاؤ مجھ پر نمیر! ویسے ہی جیسے زبردستی کے نکاح کے وقت نہیں کھایا تھا۔" وہ بھڑک کر رندھے ہوئے لہجے میں بولی تو آنکھیں چھلک گئیں جنہیں اس نے ہتھیلیوں سے رگڑ ڈالا۔

"یہ ترس نہیں ہے مہرماہ!" وہ فی الفور بولا۔ تو لہجہ جذب سے بھرپور تھا۔

"میں نہیں جانتا کہ میرے دل کے بدلنے کی وجہ کیا ہے مگر تمہارے معاملے میں میرا دل بدل گیا ہے میں خود کو تمہارا مجرم پاتا ہوں۔سزا دینے پر تمہارا اختیار ہے مہر ماہ جو چاہے دے لو اف تک نہیں کروں گا۔مگر طلاق۔۔۔۔نہیں۔کسی بھی صورت نہیں" اس کا انداز اٹل تھا قطعی اور مضبوط۔مہر ماہ دکھ اور بے یقینی کی گہری کھائی میں گرتی چلی گئی۔

"تم۔۔۔جھوٹے شخص۔تم نے کہا تھا کہ حصہ ملتے ہی تم مجھے آزاد کر دو گے" اسے طیش آیا۔"اور تم کیا سمجھتے ہو تمہارے معافی یا ندامت کے ان گھسے پٹے الفاظ سے میرے دکھوں کا مداوہ ہو جائے گا اور میری زندگی پھر سے اسی فیز میں لوٹ سکتی ہے؟"

"زندگی بھر سزا دیتی رہنا مہر ماہ۔۔۔کہا نا اف تک نہیں کروں گا" وہ تیقن سے بولا۔

"تو سزا کے طور پر تم نے اس نکاح کو نبھانے کا سوچا ہے۔۔۔واہ۔۔خوب۔اسے میں تمہاری سزا سمجھوں یا اپنی انسلٹ؟" وہ استہزاء سے بولی۔نمیر نے مضطربانہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھنسایا اور چہرہ موڑ کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔عام حالات ہوتے اور مہر ماہ کی زندگی میں وہ ایک تہ و تیغ کر دینے والے طوفان کی طرح داخل نہ ہوا ہوتا تو وہ اس شاندار پرسنالٹی والے بندے کی ہمراہی پر شاید فخر کرتی۔مہر ماہ نے نگاہ پھیر لی۔

"تمہارے لیئے میرا ساتھ یقیناً سزا ہوگا مہر ماہ! مگر میں اب تمہیں نفرت سے نہیں محبت سے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔" (کھلا اعتراف محبت)

"ہاہ۔۔اور میری مرضی کی کوئی اہمیت نہ کل تھی تمہارے نزدیک اور نہ آج ہے۔ہے نا" وہ تلخی سے بولی۔

"ایسا نہیں ہے مہر! پچھتا رہا ہوں اس لمحے پر جب میں نے بدلے کے لیئے تمہیں چنا تھا۔۔۔تمہیں تو محبت کے لیئے چننا چاہیئے تھا" وہ آگے کو جھک کر کہنیاں میز پر ٹکائے شدت آمیز لہجے میں بولا تو غصے سے اس کو دیکھتی مہر ماہ خجل سی ہو گئی رنگت یوں دہک کر سرخ و سنہری ہوئی جیسے جلد کے نیچے کسی نے دیئے جلا دیئے ہوں۔

"شٹ اپ" وہ بامشکل بولی۔پھر اس پر طنز کیا۔

"تم نے تو زندگی کو کھیل ہی بنا لیا ہے"

"کھیل ہی تو ختم کرنا چاہتا ہوں۔کیونکہ مجھے تم نے سمجھا دیا ہے مہر ماہ کہ زندگی کھیل نہیں ہوتی" وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تو مہر ماہ کی ہتھیلیاں پسیجنے لگیں دل بے ترتیبی سے دھڑکا تو اپنی اس مغلوب کیفیت نے مہر ماہ کو خود پر طیش دلایا اور اس سے زیادہ نمیر آفندی پر جو یوں بے باکی سے اظہار کرنے بیٹھ گیا تھا۔

"تم بتاؤ کیا کرو گے تمھیں مجھ پر یقین آ جائے" نمیر نے یوں پوچھا کہ جیسے وہ آسمان سے زمین پر کودنے کو کہے گی تو وہ اس کا کہنا ماننے میں ایک پل نہ لگائے گا مہر ماہ نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا اور استہزاء سے بھرپور لہجے میں بولی۔" آغا جان کا پیسہ واپس کر

سکتے ہو؟ میری جو زندگی تم نے بے رنگ کی ہے کیا اس کے رنگ واپس لا سکتے ہو؟" نمیر چند لمحوں تک اسے دیکھتا رہا مہر ماہ نظر چرائے بنا بڑے حوصلے کے ساتھ سلگتی نظروں کے ساتھ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے رہی وہ اسے اس غلط فہمی میں نہیں رکھنا چاہتی تھی کہ شاید وہ اس کے معزرت کے چند لفظوں سے متاثر ہو کر اسے معاف کر چکی ہے

"میں دعوے نہیں کروں گا مہر ماہ۔! یہ سب تمہیں وقت بتائے گا کے نمیر وقار افندی کبھی بھی اتنا ظالم نہیں ہو پایا جتنے کہ آفندی ہاؤس والے تھے" کافی دیر کے بعد وہ بہت تحمل کے ساتھ بولا تو محر ماہ کچھ نہیں بولی بس اپنا شاپنگ بیگ اٹھایا اور والٹ ہاتھ میں لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تو پھر ٹھیک ہے نمیر اب تب ملیں گے جب تم اپنے دعووں میں سچے ثابت ہو گے" جتانے والے لہجے میں کہہ کر وہاں سے نکلتی چلی گئی نمیر عجیب ہاری ہوئی سی کیفیت میں گھرا وہیں بیٹھا رہ گیا۔

☆......☆......☆

مہر ماہ کے دل پر جیسے کسی نے وزنی سل رکھ دی تھی نمیر کی باتوں نے اسے مطمئن کرنے کی بجائے جیسے جلتے ہوئے الاؤ میں پھینک دیا تھا کس قدر آسانی سے اس نے اپنے کیے کا مداوہ ڈھونڈ لیا تھا اور اب کی بار پھر وہ تمام فیصلے اپنی من مرضی سے کر رہا تھا وہ دکھتے سر کو دباتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی جب تائی جان نے اسے آواز دے لی اسے ناچار رکنا پڑا ورنہ جس طرح دل کی حالت تھی وہ اس وقت کسی سے بھی کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"تم سے ایک بات کرنی ہے" تائی جان نے گہری نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا تو وہ شاپنگ بیگ دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے تھکے ہوئے انداز میں بولی

"امی شام کو بات نہیں ہو سکتی ابھی میں بہت تھکی ہوئی ہوں سر میں درد ہو رہا ہے"

"شام کو کرنے والی بات ہوتی تو میں تمہیں شام ہی کو کہتی" انہوں نے جتانے والے انداز میں کہا تو مہر ماہ ان کے ساتھ چلتی ان کے کمرے کی طرف آ گئی۔۔

" آغا جان کی طبعیت اب پہلے سے بہتر ہے لیکن موحد نے انہیں مارنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی" تائی جان نے اسکے بیٹھتے ہی بات شروع کی۔

" کہا تھا کہ تم واپس آجاؤ بے شک تم زرنگار کی ذمہ داری نبھا رہی ہوں لیکن پورشن تو ثمرہ ہی کا ہے"" کسی کی اچھی بات بھی دیکھ لیا کریں امی موحد نے مجھے نمیر سے آزادی دلوانے کی خاطر نمیر کا حصہ اس کے حوالے کیا ہے تاکہ وہ مجھے طلاق دے دے۔" مہر ماہ نے یہ جھوٹ کیوں بولا وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔ابو کو بھی اس نے یہی کہہ کر فی الحال ٹھنڈا کر دیا تھا۔تائی جان نے بے یقینی سے اسے دیکھا

http://kitaabghar.com

"یہ تم سے موحد نے کہا ہے؟"

"ظاہر ہے امی۔!اس کا اور کونسا ایسا مقصد ہوسکتا ہے نمیر کو پیسہ دینے کا اگر وہ بے ایمانی کرنا چاہتا تو سارا پیسہ اپنے اکاؤنٹ میں ڈالتا"

"تو پھر اب نمیر سے رابطہ کیسے ہوگا تائی جان یکلخت پر جوش ہو کر بولیں تو مہر ماہ مدھم پڑ گئیی اسے نمیر کی بات یاد آئی جواب جائیداد میں سے حصہ لے کر بھی ساری عمر مہر ماہ کے ساتھ گزارنے کی خواہش کا اظہار کر رہا تھا وہ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جب وہ رابطہ کرے گا تو میں آپ کو بتادوں گی""میں تو خود انتظار میں ہوں تمہارے ابو کہہ رہے تھے کہ نمیر سے طلاق کے بعد تم چاہو دو موحد کے ساتھ دوبارہ تمہارا رشتہ ہوسکتا ہے کیونکہ بدنامی سے بچنے کا بس یہی ایک ذریعہ ہے خاندان میں سب تمھارے اور موحد کے نکاح کے بارے میں جانتے ہیں اور پھر کچھ بھی ہو جائے آغا اس سے جتنے بھی ناراض ہو اس جائیداد کا وارث وہی ہے" رازدارانہ انداز میں کہا تو مہر ماہ کو شدید جھٹکا لگا انکی بات سن کر اور ان کی سوچ کے انداز پر تاسف ہوا۔

"یہ سب آپ سے ابو نے کہا ہے؟" وہ بے یقینی سے پوچھنے لگی۔

"ہاں تو تمہارا کیا خیال ہے میں اپنے پاس سے کہہ رہی ہوں آج آغا جان اس سے ناراض ہیں راضی ہوں گے تو سب کچھ اسی کا ہے۔نمیر آفندی کو تو وہ اپنے پیسوں سے خرید کر گولی بھی نہیں ماریں گے" تائی جان نے کہا تو مہر ماہ شاکی نظروں سے انہیں دیکھتی ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ اس گھر کے لوگوں کے لیے روپے کی اہمیت انسانوں سے بڑھ کر ہے رشتوں سے بڑھ کر ہے۔" نروٹھے مگر تلخی بھرے لہجے میں کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئیی تائی جان نے اسے آواز دی مگر وہ نہیں رکی تو وہ غصے سے بڑبڑا کر رہ گئیں

مبین اور سہیل صاحب نے موحد کو خوب باتیں سنائیں جو کہ وہ خاموشی سے سنتا رہا۔

"مجھے نہیں پتا کہ تم نے نمیر پر اتنا ترس کیوں کھایا مہر ماہ کا کہنا ہے کہ تم نے مہر ماہ کو طلاق دلوانے کے لیے یہ قدم اٹھایا ہے مگر میں کسی طور نہیں مان سکتا" مبین آفندی کی بہت سن کر موحد کو بڑے زور سے جھٹکا۔

"یہ آپکو مہر ماہ نے کہا ہے؟" انہوں نے اثبات میں سر ہلایا

"اب تم یہ بتاؤ کہ اگر نمیر مہر ماہ کو طلاق دے دیتا ہے تو تم اس سے سارا پیسا کیسے نکلواؤ گے؟" گہری سانس بھرتا موحد سیدھا ہو گیا تھا اور بہت پرسکون انداز میں بولا۔

"ایک طریقہ ہے بلکہ میری ایک شرط ہے اگر آپ وہ پوری کر دیں تو میرا خدا گواہ ہے کہ میں نمیر کے اکاؤنٹ میں سے سارا پیسہ آپ کو واپس دلوادوں گا" وہ چیلنجنگ انداز میں بولا تو دونوں بھائیوں نے بے یقینی سے اسکی طرف دیکھا پھر سہیل افندی محتاط انداز میں بولے۔

"اور وہ شرط کیا ہے؟" موحد نے چند لمحے خاموش رہ کر جیسے الفاظ سوچے اور پھر آرام سے بولا۔

"اگر آپ لوگ ملاحہ اور کبیر کی شادی کروادیں تو آپ کو آپ کے اکاؤنٹس سابقہ حالت میں ملیں گے" موحد کی بات سن کر وہ دونوں بھائی یوں اچھلے جیسے اس نے کوئی زوردار دھماکا کر دیا ہو۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوا؟" مبین آفندی ناگواری سے بولے تو وہ حیران ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں بولا۔

"اس میں ایسا عجیب کیا ہے انسان ہی کا بچہ ہے وہ بھی۔"

"انسانوں میں بھی کیٹگریز ہوتی ہیں۔ ہر کسی کے ساتھ نہ ہاتھ ملایا جاسکتا ہے نہ رشتہ۔ اور تم ہمیں مجبور نہیں کر سکتے اس شادی پر" مبین آفندی کا جی چاہ رہا تھا دو چار اس سر پھرے کو ٹھوک دیں۔

"جس کیٹگری میں آپ نے اسے رکھا ہوا تھا وہ اس پر سے اوپر آچکا ہے۔ اب تو شاید آپ لوگ اس کے برابر ہو گئیے ہیں۔ چلیں خیر۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں نے تو ایک راستہ بتایا ہے آپ کو۔ اگر آپ کو منظور نہیں تو پھر آپ اپنے طریقے سے نکلوالیں پیسہ۔۔ وہی۔۔ انگلی ٹیڑھی کر کے" وہ صوفے کے بازوؤں پر زور ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں بھائی ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیے۔

"اگر اس کی بات سچ ہے اور ملاحہ کی رضامندی شامل ہے اس رشتے پر تو میرے خیال میں آپ کو سوچ لینا چاہیئے" موحد کے جانے کے بعد سہیل آفندی دل ہی دل میں سارا حساب کتاب کرنے کے بعد محتاط لفظوں میں بولے تو مبین صاحب نے جھٹکا کھا کر ان کو دیکھا۔

"ہوش میں رہ کر بات کرو سہیل!" وہ ناگواری سے بولے۔

"یہ ثمرہ کا کہنا ہے بھائی صاحب! آپ بھابی سے پوچھیں۔" انہوں نے پہلو بچایا۔

"ہو بھی تو کیا میں اس ڈرائیور کو اپنی دامادی میں لے لوں" ان کی کنپٹیاں تپ اٹھیں۔

مگر تب سے اب تک وہ سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔

تائی جان ان کی بات سن کر ششدر رہ گئیں۔ پھر گویا حواس میں آتی ناگواری سے بولیں۔

"اس خبیث کی ہمت کیسے ہوئی ایسی بات کرنے کی منہ توڑ دیتے آپ اس کا"

"تو کیا ملاحہ واقعی اس رشتے پر راضی ہے۔۔۔؟" انہوں نے بدقت پوچھا۔ تو تائی جان کو کرنٹ سا لگا۔ جو بات وہ مبین صاحب سے چھپا گئی تھیں وہ آج کھل کر ہی رہی۔

"وہ تو نادان ہے نا سمجھ ہے۔۔۔ مگر ہم تو آنکھوں دیکھی مکھی نہیں نگل سکتے نا" انہوں نے مدافعانہ انداز میں کہا تو مبین صاحب نے گہری سانس بھری۔

"وہ صرف ہم سب کو نیچا دکھانا چاہتا ہے مبین صاحب! آپ اس کی باتوں میں مت آئیں۔ایک طرف وہ مہرو کو کہتا ہے کہ اس کی نمیر سے طلاق کروانے کے لیئے روپیہ اس کے اکاؤنٹ میں ڈالا ہے اور دوسری طرف اب شرط رکھ دی کہ ملاحہ اور کبیر کا رشتہ ہو گا تو وہ روپیہ واپس مل جائے گا۔وقار کا بیٹا؟۔۔جس نے ہمیں برباد ہی اس روپے کے لیئے کیا ہے وہ بھلا اس کے کہنے پر لوٹائے گا سارا مال"

"ہمیں تو بربادی کے ڈھیر پر کھڑا کر دیا ہے اس لڑکے نے صدیقہ! اب بتاؤ جان اور عزت بچانے کا صرف ایک ہی راستہ ہو تو کیا کرنا چاہیئے؟" وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولے تو صدیقہ بیگم آنکھیں پھاڑ کر ان کو دیکھتی رہ گئیں۔

☆......☆......☆

دروازہ کھٹکھٹائے جانے کی آواز پر بالوں کو برش کر کے کیچر میں سمیٹتی مہرماہ چونکی۔

"آجاؤ" ذہن میں کام والی کے آنے ہی کا تصور تھا مگر موحد کو اندر آتے دیکھ کر وہ دوپٹہ پھیلاتی پلٹی۔

"جی فرمایئے؟" وہ اس کے انداز پر مسکرا دیا۔اور پہلے حسب عادت و معمول نگار کے پاس گیا سر پر پیار لیا اور دعائیں۔مہرماہ لب بھینچے اسے یہ سارا عمل کرتے دیکھ رہی تھی۔وہ ان کا حال احوال پوچھ کر مہرماہ کی طرف مڑا۔

"کیسی ہو؟"

"شکر ہے اللہ کا دشمنوں سے بچا کر رکھا ہوا ہے اس نے" وہ خفیف سا ناک چڑھا کر کوئی قابل دید ہی شے لگی موحد بیساختہ اس کی بات پر ہنسا۔

"تم نے گھر والوں کے سامنے میری حمایت کی میری پرسنالٹی کا پازیٹو رخ ان کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی اس کے لیئے شکریہ" اس کی اگلی ہی بات نے مہرماہ کو بھک سے اڑا دیا۔

"کیا بکواس ہے یہ؟"

"تمہی نے انہیں کہا کہ نمیر سے تمہیں آزاد کروانے کے لیئے میں نے سارا پیسہ اسے دیا ہے" وہ زیر لب مسکرا رہا تھا۔اففف۔مہرماہ کا دل اس کا منہ نوچنے کو کیا۔

"اگر تم ملاحہ والے معاملے میں ہمارے ساتھ فیئر نہ ہوتے تو میں تمہیں کبھی منہ نہ لگاتی موحد حمایت تو دور کی بات ہے" وہ آنکھوں میں شعلے بھر کر بولی۔

ہاہاہا۔۔۔بہت خوب" وہ ہلکا سا محظوظ کن قہقہہ لگا کر ہنسا۔بلیو جینز اور سیاہ ٹی شرٹ میں ملبوس وہ دیکھنے کی چیز لگ رہا تھا مہرماہ تو پہلے بھی اس سے کزن شپ پر اترانے کو تیار تھی اگر وہ دشمن اول نہ ہوتا تو۔

"اور اگر میں یہ کہوں ظہ میں یہ رشتہ کروا سکتا ہوں تو۔؟"

"تو کیا؟"

"تو یہ کہ مجھے کیا ملے گا جواب میں۔۔؟" وہ سنجیدگی سے شرارت کے موڈ میں تھا۔

"یہ تمہارا اور تمہاری بہن کا معاملہ ہے تم جانو اور وہ جانے" مہرماہ ان آنکھوں کی گہرائی سے خائف ہو کر رکھائی سے بولی۔

"اگر میں ان دونوں کا رشتہ کروا دوں تو کیا مجھے تمہارا رشتہ نہیں مل سکتا؟" وہ اس قدر اچانک بولا کہ پہلے تو مہرماہ کو بات کی سمجھ ہی نہیں آئی اور جب آئی تب وہ ہنسنا شروع ہو گیا گویا مذاق کیا ہو۔ مہرو کا جی چاہا کوئی شے اٹھا کر اس کے سر میں دے مارے۔

"بھاڑ میں جاؤ تم" وہ تلملا کر پلٹی لیکن اگلے ہی لمحے اس نے اپنا دایاں ہاتھ ایک مضبوط مگر۔ ملائم سی گرفت میں پایا تو قدموں کے ساتھ دھڑکن بھی رک سی گئی۔

"مانا کہ اس کہانی میں موحد آفندی کہیں نہیں تھا مہر! لیکن اگر تم نے نمیر کو ٹھکرا دیا تب بھی کیا موحد آفندی تمہارے لیئے قابل قبول نہیں ہوگا؟" مہرماہ نے بے اختیار اس کی طرف چہرہ موڑا وہاں شرارت کی کوئی ہلکی سی بھی رمق موجود نہ تھی۔

"میرا دل بہت دکھا ہوا ہے موحد! اور یقین مانو میں دونوں کو ہی ٹھکرانا چاہتی ہوں کیونکہ ان دونوں ناموں نے مجھے فقط ستایا ہی ہے" وہ تلخی سے کہہ کر اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے زرنگار کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ موحد اس کی طرف دیکھ کر اونچی آواز میں بولا۔

"ملاحہ کو خوش خبری سنا دو جا کر مہر! کہ آفندیز نے کبیر خان کے ہاتھوں شکست تسلیم کر لی ہے اور اب اسے بارات لے کر آنے کا اذن دے دیا گیا ہے" مہرماہ کو لگا اس کے کانوں نے کچھ غلط سنا ہو۔ بے اختیار موحد کو بے یقینی سے دیکھا تو اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

" تمہیں دیا ایک قول آج ہی پورا ہوا مہرماہ! اب یہ مت کہنا کہ انعام میری مرضی کا نہیں ہوگا تم نے طلال کے سامنے اعتراف کیا تھا کہ تمہارے سب راستے مجھی تک آتے ہیں"۔ وہ بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے گہری بات کر گیا تھا لیکن مہرماہ کچھ ایسی خوشی میں گھری تھی کہ بنا غور کیئے موحد کے جاتے ہی صدیقہ بیگم کی طرف بھاگی تا کہ بات کی سچائی کا پتا چل سکے۔

☆......☆......☆

"بس کسی طرح یہ وقت گزر جانے دیں بھائی صاحب! آغا۔ جان کو بتانے کی ضرورت ہی نہیں۔ نکاح کر دیں ملاحہ کا۔ پراپرٹی واپس مل جائے تو نکاح کی کیا حیثیت ہے پھر" سہیل آفندی ملاحہ کو اپنی بیٹی سمجھتے تو ایسی بات منہ سے کبھی نہ نکالتے۔ اور دولت کو اپنا دین ایمان سمجھنے والوں کے دل و دماغ پر تو مہریں ثبت ہوا کرتی ہیں مبین آفندی کو کسی بھی بات میں کوئی مضائقہ دکھائی دے رہا تھا۔ کبیر خان تو کیڑا مکوڑا ہے پیسہ ہاتھ میں آنے کی دیر ہے اسے تو چٹکی میں مسل دیں گے ہم" سہیل آفندی کو بھی صرف مال ہی سے غرض تھی۔

مگر ہوا وہی کرتا ہے جو اللہ چاہتا ہے زمین والوں کی سازشیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔

کبیر اور ملاحہ کی تقدیر کے اوراق میں سنہری حروف سے لکھی تحریر والا صفحہ سامنے آچکا تھا اور اب کوئی ذات ماسوائے اللہ کے اسے بدلنے پر قادر نہیں تھی۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

آغا جان مکمل بیڈ ریسٹ پر تھے۔ان کا کھانا اور ناشتا بھی بیڈ روم میں ہی جاتا تھا۔سو کبیر اور ملاحہ کا نکاح خاموشی سے کر دینے کا فیصلہ کر لیا گیا۔

نئی بساط بچھائی جا چکی تھی سب نے اپنے اپنے مہرے سیٹ کر لیئے تھے اب جیت کس کا مقدر تھی اور ہار کس کا نصیب یہ اللہ ہی جانتا تھا مگر ان سازشوں سے پرے دو دل مکمل طور پر۔خالص محبت اور ایک دوسرے کی چاہت سے بھرے ہوئے تھے۔

کبیر اور ملاحہ کے دل۔

مگر کوئی ان کے لیئے کیا سازش بن رہا ہے اس سے وہ دونوں ہی بے خبر تھے۔لاؤنج میں داخل ہوتا موحد آفندی پر اسرار انداز میں مسکرا دیا۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

بہترین نئے اُردو ناول پڑھنے کیلئے وزٹ کرتے رہیں ـــ http://kitaabghar.com

رنگا رنگ کہانیوں سے سجا، خوبصورت اور دلکش

سوہنی ڈائجسٹ

SohniDigest.Com

اگر آپ بھی لکھ رہے ہیں اور اُردو قارئین کی تلاش میں ہیں تو اپنی کہانیاں Inpage میں کمپوز (ٹائپ) کر کے پورے اعتماد کے ساتھ سوہنی ڈائجسٹ میں بھیجئے۔نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

ابھی sohnidigest@gmail.com پر ای میل کریں۔

ملاحہ ایک حیرت مسلسل کی زد میں تھی۔گھر میں اس کی شادی کی بات شروع ہو چکی تھی لیکن اس کا دل ابھی تک یقین اور بے یقینی کے درمیان پنڈولم بنا ہوا تھا۔

"بھلا گھر والے مان کیسے گئے؟"دل چاہتا خود کو چٹکی کاٹ کر دیکھے کہ کہیں اتنا حسین خواب تو نہیں دیکھ رہی۔

"اُفف۔۔۔آج پتا چلا کہ لڑکیاں بھائی کیوں مانگتی ہیں اللہ سے"مہرماہ کے کمرے میں داخل ہوتے ملاحہ نے تجزیہ پیش کرنے والے انداز میں کہا تو مہرماہ نے عجیب سی کیفیت میں گھر کر اسے دیکھا۔اس کے انگ انگ سے خوشی اور اطمینان پھوٹ رہا تھا۔

"آج ایسا کیا ہو گیا؟"مہرماہ نے نا سمجھی کا تاثر دیتے ہوئے اسکو پکڑ کر اس کا رخ گھمایا اور آئینے کے سامنے لا کھڑا کیا۔اس کا کیچر اتار کر الجھے سلجھے بالوں کو تاسف سے دیکھا تو وہ ہنس دی۔

"کیا کروں وقت ہی نہیں ملا"

"اتنے پیارے بال برباد کر رہی ہو گھونسلا بنا بنا کر"مہرو نے نرمی سے بال برش کرنے شروع کیئے۔

"موحد بھائی کی بات کر رہی ہوں آپی!اللہ نے کتنا احسان کیا ان کو ہماری زندگی میں بھیج کر"وہ جذب سے بولی تو مہرو کی تیوری چڑھی۔

"ایسے کون سے گل بوٹے کھلا دیئے ہماری زندگی میں آ کر اس نے؟"

"میری زندگی میں تو کھلا ہی دیئے۔اور آپی تم اگر صحیح فیصلہ کر لو تو تمہاری زندگی میں وہ ویسے ہی چاند بن کر آئے ہوئے ہیں"کیچر لگوا کر وہ جوش سے کہتی مہرماہ کی طرف مڑی۔لوگ کتنی آسانی سے آپ کی زندگی کا جمع تفریق کر لیتے ہیں اور بظاہر نظر آتے سچ کو ہی حقیقت مان لیتے ہیں مہرماہ گہری سانس لے کر رہ گئی۔ملاحہ نے ذرا سا منہ بنایا(اب بندہ اتنا مغرور بھی نہ ہو)

"بعض چاند گرہن زدہ بھی ہوتے ہیں ملی!ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی"

"میرے دامن میں تو ہیرے موتی ڈال دیئے انہوں نے آپی!"وہ بے اختیار بولی پھر بلش کر گئی۔مہرماہ نے بے ساختہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کی گلابی پڑتی رنگت کو نظر بھر کر دیکھا۔اور دل ہی دل میں اس کی خوشیوں کے دائمی ہونے کی دعا کی۔

"اور اللہ نہ کرے وہ گرہن زدہ چاند ثابت ہوں تمہارے لیئے آپی!وہ تو ہمارے گھر والوں کی سوچ پر لگا گرہن اتار رہے ہیں۔ورنہ امی تو ساری زندگی اس رشتے کے لیئے نہ مانتیں"ملاحہ پر موحد کی شخصیت کا گہرا اثر پڑا تھا۔

"حیرت تو مجھے بھی بہت ہوئی تھی لیکن میرے خیال میں امی نے تمھاری ضد کے ساتھ سمجھوتا کر لیا ہے"مہرماہ نے اپنی سمجھ کے مطابق جواب دیا تو وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر بولی۔

"توبہ کریں توبہ وہ آپ ہی تھی جن کے طلال بھائی کے ساتھ رشتے پر گھر والوں کو کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا یہاں تو کبیر کو وہ ایک ڈرائیور سے بڑھ کر اہمیت دینے پر راضی ہی نہیں تھیں وہ تو نجانے موحد بھائی نے کیسے ان کو منالیا"

"اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ نمیر سے سارا پیسہ واپس لے کر ان لوگوں کو دے گا تو تم ایسا کچھ خیال مت کرو کہ وہ کبیر کو داماد والا خاص پروٹوکول دیں گے" مہرماہ نے طلال والی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے اسے کبیر کے سلسلے میں گھر والوں کی طرف بہت زیادہ توقعات وابستہ کرنے سے باز رکھنے کے لیئے صاف صاف لفظوں میں کہا تو وہ مسکراتے ہوئے آنکھیں میچ کر گھوم گئی۔

"ابھی تو بس یہ سوچ کر خوش ہونے دو آپی ایک بُرھان میری زندگی کا حصہ بننے والا ہے" پھر آنکھیں کھول کر شرارت سے بولی۔

"اور فکر مت کرو ہم ایک دوسرے کو خود ہی پروٹوکول دے لیں گے"

مہرماہ کے ہونٹوں پر نم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔محبت اسی طرح دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا کرتی ہے اور کوئی غم غم نہیں لگتا ہر پریشانی ہیچ لگتی ہے۔اور وہ تو بس محبوب کو پا ہی لینے والی تھی۔

☆......☆......☆

"میں تو کہتی ہوں صدیقہ بھابی کی" کرنی" ان کے سامنے آئی ہے۔مجال ہے زندگی میں اس عورت نے اپنے علاوہ کسی اور کو کچھ سمجھا ہو۔اسی لیئے اللہ نے ٹکے ٹکے کے لوگوں سے ذلیل کروایا ہے اسے۔پہلے وقار کا نام نہاد بیٹا اس کے خاندان میں شامل ہوا اور اب یہ ڈرائیور" سائرہ چچی نے تائی جان پر فتوی لگاتے ہوئے آخر میں گویا بامشکل اپنی ہنسی روکی تو سہیل آفندی کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ کھنچ گئی۔

"یہ سب مصیبتیں ان کی بیٹیوں کی وجہ سے ہی آئی ہیں اس گھر پر۔اب بھگتنا بھی تو انہی کو تھا"

"مجھے تو اس بات پر حیرت ہے کہ ملاحہ کو اور کوئی نہیں ملا۔کبیر کے سوا" چچی جان تو ابھی بھی کبھی کبھار بے یقینی کا شکار ہو جاتی تھیں۔اس سلسلے میں فرزین کا کردار قابل ستائش تھا کہ ماں اور بہن سے ہٹ کر اس کی طبیعت میں دوستانہ پن اور اپنائیت تھی یہی وجہ تھی کہ اگر ملاحہ کے کبیر کی طرف جذباتی جھکاؤ کا اگر فرزین کو پتا بھی تھا تو اس نے ماں کو اس بات کی ہوا بھی نہیں لگنے دی تھی۔

"خیر۔۔۔ایک ڈرائیور ہونا ہی اس کی خامی ٹھہری ورنہ بندہ تو وہ سونا ہے" سہیل آفندی نے نا جانے کس رو میں آ کر کھلے دل سے کبیر کی تعریف کی تو چچی جان کا منہ حلق تک کڑوا ہو گیا۔یہ بات تو واقعی ماننے والی تھی کہ موحد ہو یا کبیر۔۔۔پرسنالٹی کے لحاظ سے تائی جان کے داماد واقعی نمبر ون تھے۔اور اگر وقار کی خوب روئی کو ذہن میں لاتیں تو خیال آتا کہ نمیر آفندی بھی خوش شکل ہونے میں باپ کی گدی پر بیٹھا ہوگا۔

"خیر۔۔۔کتنا بھی پیسہ آجائے کبیر کے پاس اسکی پہلی پہچان تو ڈرائیور ہونا ہی ہے نا" انہوں نے اپنے دل کی تسلی کے لیئے کہا۔

"اس کی پہلی پہچان آغا جان کے دوست کا پوتا ہونا ہے" سہیل آفندی نے اپنی جگہ پر لیٹتے ہوئے انہیں یاد دلایا تو چچی جان نے تنفر سے کہا۔

"وہ کون جانتا ہے بھلا۔تنخواہ دار ملازم تھا ہمارا۔سب نے سالوں تک اسے ہماری چاکری کرتے دیکھا ہے۔یہ تو اب بھابی بیگم کو خوب پتا چلے گا جب دنیا کے سامنے اپنے داماد کو پیش کریں گی۔" یہ تنفر اور اپنی ذات پر غرور اس خاندان کے بڑوں کی ایسی عادت بن چکا تھا کہ ہر ہر بات پر ان کے لب و لہجے میں عود کر آتا تھا اور ان لوگوں کو احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔

"اس کا موقع ہی نہیں آئے گا سائرہ بیگم!" وہ چمکتی آنکھوں کے ساتھ پراسرار سا مسکرائے تو چچی جان کھٹکیں۔

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"مطلب یہ کہ نکاح کے بعد موحد سارا روپیہ ہمارے حوالے کرے گا اور اس کے بعد کبیر کو درمیان سے ہٹا دیا جائے گا" ان کی بات کی تہہ تک پہنچ کر چچی جان کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

☆......☆......☆

کبیر کے گھر میں شادی کی تیاریاں روایتی جوش اور ارمانوں کے ساتھ جاری تھیں۔اور وہ گھبرا کر بار بار بہنوں کو سمجھا رہا تھا۔

"سمپل نکاح اور رخصتی ہے۔دھوم دھڑکے سے بارات تو لے کر نہیں جانی۔اس لیئے کوئی شور ہنگامہ نہیں ہوگا۔"

"لالہ ہم گھر آ کر اپنے سارے ارمان اور رسمیں پوری کر لیں گے۔اس خوشی کے موقع پر تو کم از کم خوشی منا لینے دیں" کبیر کی شادی شدہ بہن نے ڈھولک کی رسیاں ٹائٹ کرتے ہوئے مسکرا کر محبت سے کہا تو اسے چپ ہونا پڑا۔۔مگر اصل رونق تو آفندی ہاؤس میں لگنے والی تھی۔۔۔ وہ رونق جو آفندیز کے گمان میں بھی نہ تھی۔

☆......☆......☆

"موحد نے کیا جواب دیا ہے۔۔۔کب تک وہ اس خبیث شخص سے روپیہ واپس لے رہا ہے؟" آغا جان کا ہر کسی سے ایک ہی سوال تھا۔

"وہ اسی ہفتے کے آخر تک کا کہہ رہا ہے آغا جان۔ہو جائے گا ان شاء اللہ۔آپ فکر مت کریں" مبین آفندی نے ان سے زیادہ جیسے خود کو یقین دہانی کرائی۔

"وہ ہے کہاں اسے میرے پاس بھیجو ذرا" آج بہت دنوں کے بعد آغا جان نے جیسے ہار کر موحد کو طلب کیا تھا۔مبین آفندی کو جھٹکا سا لگا۔

"دفع کریں آغا جان! ہم خود اس سے نمٹ لیں گے۔ آپ کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ آپ کے ساتھ مزید کوئی گستاخی کرے" انہوں نے آغا جان کو درحقیقت موحد سے نہیں بلکہ گھر میں چل رہے حالات سے دور رکھنے کے لیئے ناگواری سے کہا تو انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"بہت احترام کرتا ہے وہ میرا۔ بس ذرا غصے اور بے وقوفی میں آ کر جذباتی حرکت کر گیا ہے۔ تم جاؤ اور اسے بھجواؤ میرے پاس۔ ابھی ہر بات کلیئر ہو جائے گی" اتنے دنوں تک موحد کو نہ دیکھنے کے بعد جیسے آغا جان کے دل میں اس کے لیئے پھر سے نرم گوشہ پیدا ہو گیا تھا۔ مبین آفندی دل ہی دل میں موحد کو کوستے ہوئے اٹھے۔ اور ناراضی سے آغا جان کو سنایا۔

لیکن یاد رکھیئے گا آغا جان اگراب کی بار اس نے کوئی غلط حرکت کی یا آپ کا دل دکھایا تو اس کے لیئے آفندی ہاؤس میں کوئی جگہ نہیں ہو گی" وہ غصہ دباتے ہوئے تیکھے لہجے میں بولے۔ اب کھل کر باپ کو کیا بتاتے کہ کیسے وہ کل کا لڑکا سب کو اپنی انگلی پر نچا رہا تھا۔ اور کیسے اس کھیل میں وہ اپنی دوسری بیٹی بھی داؤ پر لگانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ آغا جان کبیر کو دامادی میں لینے کا فیصلہ سن کر موحد کو تو شاید ازراہ محبت چھوڑ دیتے مگر مبین آفندی کو ضرور گولی سے اڑا دیتے۔ انہیں سوچ کر ہی جھرجھری سی آئی وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ آغا جان نے تیکھی نظروں سے انہیں دیکھا۔

"میں بہتر سمجھتا ہوں کہ کس کے لیئے کیا فیصلہ کرنا ہے اور میرے جیتے جی تم لوگوں کو ان معاملات کا حل نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں" آغا جان کا دبنگ لب ولہجہ ماضی کی یاد دلا رہا تھا۔ مبین صاحب کی پیشانی چمک اٹھی۔

"چلیں جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ میں آپ کا پیغام بھجواتا ہوں اسے" وہ کنی کترا کر باہر نکلے اور رومال نکال کر پیشانی صاف کی۔ مال اور اولاد کو اللہ نے یونہی تو آزمائش نہیں کہا نا۔۔۔ تقریباً ہر آزمائش انہی دو راستوں سے زندگی میں آتی ہے یا آپ کی اولاد یا مال۔

انہوں نے ملازمہ کے ذریعے موحد کو بلوایا اور خود لاونج ہی میں بیٹھ گئے اور ٹاک شو پر نظر جمالی۔ لیکن ذہنی پراگندگی اتنی تھی کہ ایک بھی لفظ سماعت سے ٹکرا کر معنی ومطالب واضح نہیں کر رہا تھا۔ ان کا ذہن مسلسل ان نکات کو سوچ رہا تھا جن پر موحد سے بات کرنے کے بعد اسے آغا جان کے پاس بھیجنا تھا۔ جانے وہ کتنی دیر بعد آیا تو وہ چونکے۔

"جی۔۔۔ خیریت؟" بے حد فریش۔ اونچا لمبا شاندار مرد۔ وہ واقعی ان کا داماد ہوتا تو کیا ہی بات ہوتی۔ ان کے دل میں بے ساختہ حسرت اٹھی تو وہ کھنکھارے۔

"آغا جان نے یاد کیا ہے تمہیں"

"اووہ۔۔۔ چشم ماروشن ودل ماشاد" وہ صوفے پر پھیل کر آرام دہ حالت میں بیٹھتے ہوئے دلچسپی سے انہیں دیکھنے لگا۔ تو وہ جز بز ہوئے۔

http://kitaabghar.com

"دیکھو۔تمہارے جو بھی معاملات ہمارے ساتھ چل رہے ہیں ان کے بارے میں آغا جان کے سامنے بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں" انہوں نے دبے لفظوں اسے تنبیہہ کی تو وہ بھولپن سے بولا۔

"کیا مطلب ۔۔۔ایسے کون سے راز چل رہے ہیں ہمارے بیچ؟"

"کبیر والے معاملے پر کہہ رہا ہوں (خبیث انسان)" انہوں نے دانت پیس کر باقی کا آدھا جملہ دل میں کہا تو وہ متاسفانہ بولا۔

"چہ چہ ۔۔۔یعنی آپ کا ملاحہ کی شادی میں آغا جان کو انوایٹ کرنے کا قطعاً کوئی ارادہ نہیں؟"

"بکواس مت کرو موحد! تم جانتے ہو کس سطح پر آ کر ہم تمہارا یہ مطالبہ ماننے پر رضا مند ہوئے ہیں۔اب تم مزید الجھنیں پیدا مت کرو۔آغا جان قیامت لے آئیں گے گھر میں۔کبیر اور ملاحہ کے نکاح کی جو ڈیل ہوئی ہے وہ پھر کینسل ہی سمجھنا" وہ تیز لب و لہجے میں بولے۔

"اس شادی کو آپ کب تک چھپا سکتے ہیں آغا جان سے۔اس لیئے بہتر ہے کہ ابھی سے ان کے علم میں لے آئیں سارا معاملہ" موحد نے ریموٹ اٹھا کر چینل سرفنگ کرتے ہوئے ناصحانہ کہا تو وہ بدک اٹھے۔

"شادی۔۔۔؟تم نے تو فی الحال صرف نکاح کا کہا تھا۔اور ویسے بھی جیسے حالات چل رہے ہیں ہم لوگ ابھی رخصتی کے لیئے تیار نہیں۔ذرا آغا جان کی طبیعت سنبھل لینے دو پھر سوچیں گے۔اصل چیز تو نکاح ہی ہے نا" وہ جلدی سے بات بنا کر بولے تو موحد نے ٹی وی پر سے نگاہ ہٹا کر انہیں دیکھا اور پھر مسکرا دیا۔

"بہت اچھے۔۔۔اصل چیز تو واقعی نکاح ہے۔تو پھر کب رخصت کر رہے ہیں مہرو کو نمیر کے ساتھ؟" محظوظ ہو کر پوچھا تو ان کا دل چاہا۔۔۔مگر بعض باتیں آپ واقعی صرف سوچ ہی سکتے ہیں۔انہوں نے بمشکل ضبط کرتے ہوئے اس کی بات کو کڑوے گھونٹ کی طرح پیا۔اور زہر کے گھونٹ بھر کر نرمی سے بولے۔

"اسے نمیر سے نجات دلواؤ موحد! ہم تمہارا اور مہرو کا دوبارہ نکاح کر دیں گے۔خاندان کو تو ویسے بھی تم دونوں کے اس رشتے کا پتا ہے" وہ جیسے اسے للچا رہے تھے وہ بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس دیا اور کچن میں کھڑی اس ساری گفتگو کو چائے بنانے کے درمیان بے دھیانی سے سنتی مہرماہ کے چہرے سے آگ کی لپٹیں سی نکلیں۔کس قدر بے حس تھے یہ آفندیز۔۔۔بیٹیاں تو گویا داؤ پر لگانے والی چیز سمجھ رکھی تھیں انہوں نے۔اور ان کی بلت پر موحد کا قہقہہ۔۔۔وہ ڈوب مرنے والی ہو گئی۔

"بہت خوب۔۔۔تو گویا مہرماہ آفندی کو انعام میں رکھ دیا ہے آپ نے؟" وہ جیسے محظوظ ہو رہا تھا۔مہرماہ کی رنگت زرد پڑی چکر سا آیا تو وہ کچن کاؤنٹر کا سہارا لے بیٹھی۔

بکواس مت کرو اور جاؤ جا کر آغا جان سے ملو۔ درحقیقت تم سیریس بات کرنے کے قابل ہی نہیں" وہ تلملاتے ہوئے سلگ کر بولے۔

"سیریسلی۔۔۔؟" اس نے بھنویں اچکا کر مذاق اڑانے والے انداز میں پوچھا تو وہ اسے مزید منہ لگائے بنا اٹھ کر ہی چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی موحد سنجیدہ ہو گیا۔ بہر حال وہ وقت آ ہی گیا تھا جب اسے اپنے مہرے بہت دھیان سے چلنے تھے۔۔۔ یا شاید سفا کی سے۔۔۔ آفندیز والی مخصوص سفا کی۔ وہ پراگندہ سوچوں کو ذہن سے جھٹکتا اٹھا۔ آغا جان سے بھی آج بات ہو ہی جائے۔ مگر پلٹتے ہی ٹھٹک جانا پڑا۔ ضبط سے گلابی پڑتی آنکھوں کے ساتھ سامنے مہر ماہ آفندی کھڑی تھی مگر قابل ذکر بات ان آنکھوں سے نکلتے شعلے تھے۔ جن کا ماخذ وہ جان نہیں پایا۔

"ہیلو۔۔۔" مسکرا کر کہا۔

"اگر آفندیز کو عورت کی عزت کرنا نہیں آتی تو کم بے عزت تم بھی نہیں کر رہے موحد آفندی!" وہ درشتی سے لفظ چبا کر بولی تو آنکھوں میں نمی بے اختیار ہی چمک اٹھی دل کتنا دکھا تھا ان کی باتیں سن کر۔ موحد کی مسکراہٹ سمٹی۔

"میں تو بارہا تمہیں کہہ چکا ہوں مہر! کہ میں پوری دلی رضا مندی سے تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔"

" بکواس کرتے ہو تم۔ سنی ہیں میں نے ابھی تمہاری باتیں" وہ پھنکاری۔

"تو پھر یقیناً اپنے والد صاحب کے ارشادات بھی سنے ہوں گے؟"

"تم انہیں اس سطح پر لے آئے ہو کہ وہ یہ سب کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں" مہر ماہ انگشت شہادت سے اس کی طرف اشارہ کر کے غصے سے بولی۔

"بات ذرا تلخ ہے مہر۔ مگر کوئی باپ کتنا بھی مجبور کیوں نہ ہو جائے وہ بیٹیوں پر بازی نہیں لگاتا۔" وہ بازو سینے پر لپیٹتے ہوئے تحمل سے بولا تو مہر ماہ جلبلا اٹھی۔

"شٹ اپ"

" کبیر اور ملاحہ کا رشتہ ہی دیکھ لو۔۔۔ صرف روپے کی واپسی کے لالچ میں ایک ڈرائیور کو داماد بنانے پر راضی ہو گئے ہیں سب۔ ورنہ تو شاید ملاحہ کو کاٹ کر دریا میں پھینکنا پسند کرتے" وہ شانے اچکا کر اسی لاپروائی سے بولا اور واقعی یہ سچ تھا۔ لیکن والدین تو آئیڈیل ہوا کرتے ہیں نا۔۔۔ مہر ماہ کو یک لخت نمیر کی بات یاد آئی۔۔۔ والدین کو آپ کے سامنے کوئی ڈی گریڈ کرے تو کیسا لگتا ہے۔۔۔ وہ بھی تکلیف کی اسی اسٹیج پر تھی جس پر شاید کبھی ننھا نمیر تھا۔

اس کی ایک آنکھ سے بے اختیار آنسو چھلک گیا تو اتنی دیر تک سنگ دلی سے بولتے ہوئے موحد نے خود پر سے اختیار اٹھتا پا کر بلا

ارادہ ہی ذرا سا آگے بڑھ کر انگوٹھے کی پور سے اس کا آنسو نرمی سے صاف کر دیا۔

"تم جانتی ہو میرے اختیار میں کیا کچھ ہے مہر! مگر اللہ گواہ ہے کہ میں خود کو تمہارے آگے بے اختیار پاتا ہوں۔اور میں تمہیں تمہاری دلی رضامندی سے پانا چاہتا ہوں"اس کے لب و لہجے میں کمال کی نرمی تھی مہر ماہ نے رونا دھونا بھول کر گویا کرنٹ کھا کر اس کا ہاتھ جھٹکا تو موحد نے اس کی کلائی تھام لی۔

"یہ جھوٹے ڈرامے میرے سامنے مت کرو سمجھے"وہ غرائی۔

"پیسہ تو میں سارا اڑا ہی چکا ہوں اب اپنی ماں کو ساتھ لوں اور یہاں سے کل ہی اڑان بھر جاؤں۔کون روک سکتا ہے؟۔۔۔۔ سمجھتی نہیں ہو اس بات کو کہ مجھے کیا چیز پلان کے خلاف فیصلے کرنے پر مجبور کر رہی ہے؟"وہ ایک قدم مزید آگے بڑھا تو مہر ماہ کی سانس حلق میں ہی اٹک گئی۔موحد کی نگاہ اس کے چہرے پر تھی۔

"مجھے کیا پتا اور کیا کیا اڑانا ہے تم نے ابھی"وہ کلائی چھڑانے کی کوشش کرتی درشتی سے بولی۔تو موحد نے اسکی کلائی اونچی کی۔

"یہ۔۔۔مہر ماہ آفندی۔۔اور اس کا دل"وہ کہہ رہا تھا۔مہر ماہ کا دل دکھ سے بھر گیا۔اس نے ہاتھ چھڑانے کی جدوجہد ترک کر دی اور شاکی نظر موحد پر ڈالی۔

"تم اس قابل ہو کہ مہر ماہ آفندی کا دل اڑا سکو؟"

"میں دعویٰ نہیں کرتا بلکہ ثابت کروں گا"وہ اسی دل میں اترتی مسکراہٹ کے ساتھ برجستہ بولا تو مہر ماہ اس کا ہاتھ جھٹک کر تن فن کرتی واپس پلٹ گئی۔وہ بہت سبک احساسات لیئے آغا جان کے کمرے کی طرف بڑھا۔ہلکے سے دروازہ کھٹکھٹا کر وہ اندر داخل ہوا تو آغا جان بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھے گویا اسی کے انتظار میں تھے۔

وہ سلام کر کے سنجیدہ سی شکل بنائے ان کی طرف بڑھا تو نجانے کیوں اسکی نافرمانی کے باوجود بھی آغا جان کے دونوں بازو دائیں بائیں پھیل گئے تو وہ بھی ایک سیکنڈ کی دیر کیے بنا حسب عادت جھک کر ان کے سینے سے لگ گیا۔

اور اپنی آنکھیں نم پا کر آج ان کو خود پر حیرت ہوئی شاید تو یہ بیماری نے ان کو زود رنج بنا لیا تھا انہوں نے خود کو دل میں تاویل پیش کی۔" کیسے ہیں آغا جان؟"موحد نے نرمی سے پوچھا تو وہ بے اختیار شکوہ کر گئے۔

"بہت جلدی خیال آ گیا تمہیں اپنے آغا جان کی طبیعت کا"انہوں نے ہلکی سی ناراضی کا مظاہرہ کیا تو وہ کرسی کا رخ ان کے بیڈ کی طرف کر کے بیٹھتے ہوئے اطمینان سے بولا۔

"مجھ پر تو آپ کے بیٹوں نے کرفیو لگا دیا تھا ان کا خیال تھا کہ شاید میری شکل دیکھنا آپ کے لیے براشگن ثابت ہو سکتا ہے"۔ وہ مسکرا رہا تھا اور یہ وہی مسکراہٹ تھی جس میں وقار اور فاران آفندی دونوں کی جھلک آتی تھی آغا جان کا دل اس کی مسکراہٹ سے بھر گیا وہ

شاید کچھ بھی کر لیتا آغا جان اس سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق نہیں کر سکتے تھے انہوں نے دل ہی دل میں خود سے اعتراف کیا وہ ان کی اولاد کی اولاد تھا یعنی کہ سود اور اسی لیے اپنی اولاد کی دفعہ جو غلطیاں ان کے نزدیک نا قابل معافی تھی موحد کی باری ان سے بڑی غلطیاں بھی چند دنوں کے بعد انہیں چھوٹی لگنے لگتی تھیں۔

"وقار کے بیٹے کے ساتھ تمہاری بات چیت کہاں تک پہنچی وہ مہرو کو کب تک آزاد کر دے گا؟" آغا جان نے بات شروع کی۔

"میں بھی اسی سلسلے میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا تھا آغا جان!" موحد نے سنجیدگی سے جواب دیا تو وہ منتظر نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے۔

"انسان کو ماضی کی غلطیوں کو بھلا کر آگے کا سفر جاری رکھنا چاہیے وہ آپ کا پوتا ہے اور اگر چاہتا ہے کہ دنیا کے سامنے آپ اسے تسلیم کر لیں تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟ مجھے بھی تو قبول کیا ہے نا آپ نے۔۔۔ہمیں بھی تو نکالا گیا تھا یہاں سے" وہ جو کہہ رہا تھا آغا جان کے لئیے متوقع نہ ہوتا تو شاید ان کا پارہ چڑھ جاتا۔

"اپنا اور اس کا موازنہ مت کیا کرو موحد۔" وہ موحد کے معاملے میں شاید اس اظہار پر مجبور تھے اسے ٹوک گئے۔ موحد کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید وہ ابھی تک اس کا انتہائی فیصلہ کر چکے ہوتے۔ لیکن ان کے اس التفات پر بھی موحد کا دل شاد نہیں ہوا تھا۔ وہ سر جھکائے جیسے کسی سوچ میں گم تھا۔

"تم نے یہ کیا کیا موحد! برسوں کی کمائی کو اس نا ہنجار پر لٹا دیا۔ مہرو کا مسئلہ تو ہم کسی اور طریقے سے بھی حل کر سکتے تھے" آغا جان کا شکوہ کناں لہجہ ایسا مدھم کبھی نہ ہوا تھا موحد نے چہرہ اٹھا تو اس کی آنکھوں میں عجیب سلگتی ہوئی سی کیفیت تھی۔

"اور اگر وہ مہرو کو نہ چھوڑنا چاہے تو؟" اس کی بات سن کر آغا جان کو کرنٹ لگا۔

"میں ایسی بات بھی سننا نہیں چاہتا موحد۔ پہلے مہر ماہ کو اس سے طلاق دلواؤ اور پھر سارا پیسہ واپس لو" وہ قطعی انداز میں بولے۔ پھر اسے بغور دیکھا۔

"تمہارا رابطہ کیسے ہوا وقار کے بیٹے سے؟" موحد چند لمحے ان کی آنکھوں میں دیکھتا رہا اور پھر بے نیازی سے بولا۔

"وہ میرے ساتھ پلا ہے آغا جان!" اس کی بات سن کر آغا جان کو شدید جھٹکا لگا جیسے ان کی قوت گویائی کھو گئی ہو۔ وہ یونہی آر یا پار والے انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا۔

" کیسے۔۔۔؟" انہوں نے سرسراتے لہجے میں پوچھا تو اگلے ہی لمحے وہ ہنس دیا۔

"دل بڑا کیا کرتے ہیں آغا جان! تا کہ جھٹکے سہنے کی عادت پڑ سکے۔ اس دنیا میں ایسے گزارہ نہیں ہوتا۔"

"یہ کیسا بیہودہ مذاق تھا موحد!" انہوں نے نا گواری سے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"موحد کا آپ کا اور نمیرا آفندی کا رشتہ قدرت کی مرضی سے بنا ہے آغا جان! اسے آپ جھٹلا نہیں سکتے"

"تقدیر سے تو بہت شکوے ہیں ہمیں۔۔۔ تم یہ نمیر والا سلسلہ ختم کرو اب۔ اتنا بڑا قدم اٹھا لیا ہے تم نے بنا کسی سے مشورہ کیئے۔ اب تو اس مسلے کو خوش اسلوبی سے حل کرو گے تو ہی تمہارے تایا بھی خوش ہوں گے۔" وہ تنبیہی انداز میں کہتے ذرا تھمے اور پھر لمحہ بھر کے توقف کے بعد بولے۔

"ناراض تو میں بھی بہت تھا تم سے مگر دل کا سلسلہ تم سے کچھ ایسا جڑا ہے کہ تمہارے ساتھ ناراض رہ نہیں پاتا۔" وہ اپنی طرف سے اسے بہت طریقے سے ہینڈل کر رہے تھے۔ (تایاؤں کے تو ناراضی کے دن ابھی شروع ہو رہے ہیں) وہ ہلکے سے مسکرا دیا۔ آغا جان کا دل ذرا بہتری کی طرف مائل ہوا موحد کے انداز میں سے پہلے والی سرکشی مفقود تھی۔ انہیں لگا کہ وہ ان کے بس سے باہر نہیں ہوا ابھی بھی وہ اسے قابو کر سکتے ہیں۔

مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ وہ جن ہے جس کو قید کرنے والا چراغ ابھی بنا ہی نہیں تھا۔ وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بہت طمانیت سے بیٹھا مسکرا رہا تھا

☆......☆......☆

تائی جان نے ملاحہ اور مہر ماہ کو شاپنگ کرنے سے روک دیا۔

"پرسوں شادی ہے امی۔ ضرورت کی چیزیں تو لینے دیں اسے۔ پارلر سے ٹائم بھی لے چکی ہوں میں۔" مہر ماہ نے احتجاج کیا تو تائی جان نے کٹیلی نگاہ ملاحہ پر ڈالی۔ بنا پارلر کے چکر کے ہی اس کے گال قندھاری انار کی طرح چمک رہے تھے وہ اندر تک سلگ گئیں۔ (یہ بیوقوف اولاد)

" کوئی ضرورت نہیں نکاح ہی تو ہے اور جن حالات میں ہو رہا ہے ان میں میں تمہیں ان چونچلوں کی اجازت نہیں دے سکتی۔" وہ اسی کٹیلے انداز میں بولیں تو ملاحہ نے شکوہ کناں نظروں سے ماں کو دیکھا۔

"اب ایک کام ہو ہی رہا ہے تو اس کے تمام لوازمات پورے کر لینے دیں امی" مہر ماہ ناگواری سے بولی

"تم چپ رہو۔۔۔ تم نے جو چاند نہیں ٹانکے تھے وہ اس نے ٹانک کر پورے کر دیئے ہیں اور اس پر ابھی بھی حسرت ہے لوازمات پورے کرنے کی" انہوں نے اسے ترشی سے جھاڑ دیا۔ مہر ماہ کا منہ پھر سے کھلتا دیکھ کر ملاحہ اسے پیچھے گھسیٹ کر لے گئی۔

"چھوڑو مجھے ملاحہ! زیادتی کی بھی حد ہوتی ہے۔ اگر دل پر پتھر رکھ کر اولاد کی خوشی کا پہلی بار سوچ ہی لیا ہے تو کم از کم وسیع القلبی تو دکھائیں" وہ تیز لہجے میں بولی تو ملاحہ نے مسکرا کر کہا۔

"میرے لیے موحد بھائی نے جتنا کر دیا ہے اتنا ہی کافی ہے میری شکل دیکھو کیا مجھے کسی مصنوعی لیپا پوتی کی ضرورت ہے آپی!؟"

http://kitaabghar.com

ملاحہ کی بات نے اس کا غصہ سرد کر دیا۔اندرونی خوشی اور طمانیت واقعی اس کا چہرہ تمتما رہی تھی اور آنکھیں جو پہلے کبیر کو کھونے کے خیال سے بھیگی اور بجھی سی رہتی تھیں اب جگر جگر کر رہی تھیں۔

"میں ابو سے بات کروں گی۔حد ہوتی ہے زیادتی کی۔تم کون سا زبردستی شادی کروا رہی ہوں ان سب کی مرضی سے ہی یہ کام ہونے جا رہا ہے تو پھر گھر میں اس قدر سوگ کیوں منایا جا رہا ہے؟اس فیصلے پر راضی ہوئی ہو جوان سب نے خود مل کر کیا ہے۔"

"آپی چھوڑو پرے۔رہنے دو۔بلکہ ایسا کرو کہ تم ہی مجھے مہندی لگا دینا ہاتھوں پر اور اپنے ہاتھ سے دلہن بنانا۔سوچو کتنی یادگار شادی ہوگی نا۔جب بھی میری شادی کی بات ہوگی تو میں یاد کیا کروں گی کہ مجھے آپی نے دلہن بنایا تھا" ملاحہ نے کسی بھی بات کو دل پر لیے بغیر جوش سے کہا تو مہرما کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی" آئیڈیا تو اچھا ہے۔"

"پلوشہ آپی نے کہا تھا کہ شادی کا جوڑا انکی طرف سے آئے گا اور زیور بھی۔" ملاحہ نے اسے تسلی دی۔

"میرا دل کر رہا ہے کہ میں گھر میں ایک تماشا لگا دوں لیکن میں چاہتی ہوں کہ تمہاری شادی خیریت سے نمٹ جائے اللہ جانے پہلے ہی کس دل سے سب نے ہامی بھری ہے چیزوں کا کیا ہے وہ تو بعد میں بھی بن سکتی ہیں۔" مہر ماہ نے اسے اور خود کو تسلی دی تو ملاحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا مگر شام تک دونوں بہنوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب ثمرہ اور موحد بازار سے لوٹے تو دونوں کے ہاتھوں میں ایک ایک ہینڈ کیری سوٹ کیس تھا ثمرا نے ملاحہ اور مہر ماہ کو اپنے کمرے میں بلایا موحد وہاں کرسی پر بیٹھا ستا رہا تھا ملاحہ نے اسے سلام کیا مگر مہر ماہ اسے قطعاً نظر انداز کر کے ثمرہ کی طرف متوجہ ہوگئی۔

"جی آنٹی! آپ نے بلایا تھا موحد نے ہینڈ کیری سوٹ کیس بیڈ پر لٹا رکھے تھے۔

ثمرہ نے مسکراتے ہوئے ایک ہینڈ کیری کی زپ کھولی اور سوٹ کیس کھول کر ان دونوں کے سامنے کر دیا۔

"اب اللہ جانے تمہیں یہ سب پسند آتا ہے یا نہیں۔مگر یہ سب تمہارے لیئے ہے ملاحہ۔تمہارے بھائی کی طرف سے شادی کا تحفہ"

ان دونوں بہنوں پر ایک طرح کی متحیرانہ کیفیت طاری ہوئی پورا سوٹ کیس خوبصورت کامدانی جوڑوں سے بھرا ہوا تھا انہوں نے دوسرا سوٹ کیس بھی کھولا تو ملاحہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔اس میں زیورات کے ڈبے اور پرس وغیرہ ترتیب سے رکھے ہوئے تھے۔کل ہی ثمرہ نے ملاحہ سے ایک سوٹ ناپ کے لیئے لیا تو وہ یہی سمجھی کہ وہ شادی کے موقع پر اسے ایک آدھ ریڈی میڈ سوٹ دلوانا چاہ رہی ہوں گی۔مگر ان کامدانی جوڑوں کے ساتھ برینڈڈ ریڈی میڈ جوڑے بھی موجود تھے اور یقیناً ملاحہ کے پرفیکٹ سائز کے تھے۔ملاحہ بے اختیار ثمرہ کے گلے لگ گئی۔

"ماں تو خوشی میں شریک ہونے کو اوپری دل سے بھی تیار نہیں آنٹی! مگر آپ کی محبت ساری زندگی یاد رکھوں گی میں"

مہر ماہ خاموش کھڑی تھی۔ثمرہ کے اقدام نے اسے بھی متاثر کیا تھا۔مگر سامنے بیٹھا دلچسپی سے اس کے تاثرات نوٹ کرتا شخص کسی بھی طور اسے تعریف کے لائق نہیں لگتا تھا۔۔۔ہونہہ۔

ثمرہ نے ملاحہ کی پیشانی چوم لی۔

"اب ایک چکر بازار کا لگانا اور جوتے اپنی پسند کے لے لینا"

"میرا اور آپی کا سائز سیم ہے آنٹی! آپی ہی لا دے گی مجھے تو امی نے سختی سے ایک بھی چیز خریدنے سے منع کیا ہوا ہے" ملاحہ نے منہ بسورا۔

"ان سے کسی بھلائی کی امید مت رکھنا ملاحہ! اور نہ ہی انہیں ان چیزوں کے بارے میں بتانا۔تایا جان اور تائی جان تو شاید ہر ممکن کوشش کریں گے کہ یہ شادی نہ ہی ہو" موحد نے تنبیہہ کی تو اپنے ماں باپ کے بارے میں اسکے ارشادات سن کر مہر ماہ کا خون کھول اٹھا۔

"شٹ اپ۔۔ اگر انسان کے پاس بولنے کو کچھ اچھا نہ ہو تو اسے چپ ہی رہنا چاہیئے"

"آپی۔۔۔" ملاحہ گڑبڑائی۔مگر مہر ماہ اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"امی ابو کو کبیر کے پروپوزل پر جتنا بھی غصہ سہی مگر انہوں نے خود رضامندی دی ہے اس شادی کے لئے۔تم پھر بھی ان کے خلاف باتیں کر رہے ہو اور وہ بھی ہمارے سامنے"

موحد نے مسکرا کر مہر ماہ کا غصیلا روپ دیکھا۔

"چلو۔۔۔ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔نکاح والے روز ہی پتا چل جائے گا تمہیں کہ کیا کھچڑی پک رہی ہے" وہ تیقن سے بولا تو اب کی بار ثمرہ نے بھی ناگواری سے تنبیہی انداز میں اسے ٹوک دیا۔

"موحد! کسی کے سامنے اس کے والدین کے بارے میں غلط بات نہیں کرتے"

"جی مام!" وہ فوراً مان گیا اور شریف بچہ بن گیا۔مگر مہر ماہ کو پھر بھی زہر ہی لگا۔چلو مان لیا کہ ناکوں ناک ہو کر امی اور ابو ملاحہ کے رشتے کے لیے راضی ہوئے تھے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا نا کہ وہ جو منہ میں آئے بک کر انہیں ان کے والدین سے متنفر کرنے کی کوشش کرتا۔چند چیزیں خرید کر لے دینے سے یہ دونوں ماں بیٹا ان کے لیئے والدین سے بڑھ کر نہیں ہو گئے تھے۔مہر ماہ اندر ہی اندر تنفر سے سوچ رہی تھی۔اور موحد کی گہری نگاہ جیسے اسے اندر تک پڑھ رہی تھی شام کو وہ ثمرہ کی ساتھ اپنی اور ملاحہ کی باقی ماندہ شاپنگ کرنے مارکیٹ چلی گئی۔اور اپنی مرضی سے جو دل کیا ملاحہ اور کبیر کے لیئے خریدا۔اور ثمرہ نے پےمنٹ کر دی۔مہر ماہ کا دل اس مصروفیت میں خوش اور مگن تھا۔

☆......☆......☆

مبین آفندی نے اسے آفس میں طلب کیا اور اب وہ ان کے سامنے بیٹھا ان کی ہدایات سن رہا تھا۔

http://kitaabghar.com

"نکاح ہونے تک تم سارا روپیہ بزنس اکاونٹ میں ڈلوا دو گے۔اوران زمینوں کے کاغذات بھی واپس کرنے ہوں گے جو تم نے کبیر کو واپس کی ہیں۔" موحد کے تاثرات یک لخت بدلے وہ بے اختیار سیدھا ہو بیٹھا۔

"ہمارے درمیان صرف بینک اکاؤنٹس والے مسئلہ کو حل کرنے کی بات ہوئی تھی کبیر کا معاملہ الگ ہے وہ اس جائیداد کا اصل مالک تھا آغا جان نے تو بس اس کی جائیداد کے کاغذات رہن رکھے ہوئے تھے حقدار کو اس کا حق دیا ہے میں نے اور اس مسئلے پر میں کوئی ڈیل نہیں کروں گا صرف نمیر کو دیے ہوئے پیسے کو واپس لانے پر ڈیل کر رہے ہیں ہم یہ بات آپ یاد رکھیے اور عین وقت پر کوئی تماشا نہیں چاہتا میں" موحد نے قطعی انداز میں کہا تو مبین صاحب دانت کچکچا کر رہ گئے یہ الو کا پٹھا ان کے شکنجے میں کسی بھی طرح آنے والا نہیں تھا لمحہ بھر کے لئے انہیں احساس ہوا کہ کہیں ملاحہ کا نکاح کبیر کیساتھ کر کے وہ کوئی بہت بڑی غلطی تو نہیں کرنے جا رہے اور اس میں بھی موحد کی انہیں پھانسنے کی کوئی چال نہ ہو۔موحد نے تعجب سے انہیں دیکھا اور بولا۔

" آپ کو تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ جس کے ساتھ آپ اپنی بیٹی کی شادی کر رہے ہیں وہ صاحب جائیداد ہے کوئی ٹٹ پونجیا نہیں۔آپ کی بیٹی کی ہر خواہش پوری کرنے کی استطاعت رکھتا ہے ایک ماں باپ کو اپنے داماد کی طرف سے اس کے علاوہ اور کیا سکیورٹی چاہیے ہوتی ہے" وہ خلوص نیت سے کہہ رہا تھا اور مبین صاحب اس کی طرف تمسخرانہ دیکھتے ہوئے سوچ رہے تھے کہ سامنے بیٹھا خود کو دنیا کا ہوشیار ترین انسان سمجھنے والا یہ کل کا چھوکرا نہیں جانتا تھا کہ یہاں مبین صاحب نے اس کی چال اسی پر الٹنے کا پلان بنا لیا تھا۔

"تم نے کیسے کھیل کھیل کر مجھے اس شادی پر راضی کیا ہے وہ تم اچھی طرح جانتے ہو"۔مبین آفندی پھنکارے۔تو موحد نے تاسف سے انہیں دیکھا۔

"بس کل کا دن باقی رہ گیا ہے اور آپ نے ابھی تک اپنے دل سے ہونے والے داماد کے خلاف زہر نہیں نکالا زندگی میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ والدین کو اپنی نہیں بلکہ اولاد کی نظر سے حالات کو دیکھنا پڑتا ہے۔"

"تم مجھ سے زیادہ میری اولاد کے سگے مت بنو" وہ ناگواری سے بولے تو وہ موحد نے گہری سانس بھری اور پھر قطعی انداز میں بولا۔

"بہر حال میں کبیر والے معاملے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا جو بات پہلے سے ہو چکی ہے صرف وہی پوری کروں گا۔"

"لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ ملاحہ کا نکاح ہو جانے کے بعد تم اپنی بات سے مکر نہیں جاؤ گے؟"

" فکر مت کریں تایا جان! آپ رخصتی تب کیجیے گا جب بینک اکاونٹس کی پوزیشن آپ کو پتہ چل جائے گی" موحد نے انہیں تسلی دی تو مبین صاحب کا دل کھل گیا شکار نے لاعلمی میں خود ہی ان کے بچھائے ہوئے جال کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔

" مگر اتنی بات یاد رکھنا یہ مت سمجھنا کے نکاح کے بعد میں ملاحہ کو رخصت کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا جس طرح میں یہ رشتہ جوڑ سکتا ہوں اسی طرح اس کو توڑنا بھی میرے لیے کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔دوسری صورت میں نمیر کی ماں ہے نا ضمانت کے طور پر ہمارے پاس" مبین

صاحب نے سرد لہجے میں اسے تنبیہ کی تو موحد دانتوں پر دانت جما کر رہ گیا۔

"مجھے اچھی طرح پتا ہے کہ آفندیز کس سطح تک جا سکتے ہیں۔میں اس گھر کی تمام روایات کو اچھی طرح جان گیا ہوں انہیں رشتے بس توڑنے ہی آتے ہیں جوڑنے نہیں اور اگر جوڑیں بھی تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی مفاد ضرور ہوتا ہے" موحد نے شرم دلانے والے انداز میں تلخی سے کہا لیکن دوسری طرف کوئی اثر نہ تھا وہ اپنی بات مکمل کر کے سامنے رکھی فائل ہیں ایسے گم ہو چکے تھے جیسے بزبان خاموشی کہہ رہے ہوں کہ اب دفع ہو جاؤ۔موحد کرسی گھسیٹ کر پیچھے کرتا ہوا کھڑا ہوا وہاں سے وہ نکل کر سیدھا کبیر کی طرف آیا گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی وہ ہنستا مسکراتا کھلے دل سے آ کر اس کے گلے لگ گیا۔

"اور سناؤ دولہے میاں شادی کی تیاریاں مکمل ہو گئیں؟" کبیر جھینپ سا گیا۔

"میں تو ان سب کو کہہ رہا تھا کہ سادگی سے نکاح کر رہے ہیں مگر ان عورتوں کو تب تک چین نہیں آتا جب تک یہ ساری رسمیں ادا نہ کر لیں" موحد ہنسا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے بہنوں کو تو ویسے ہی بھائیوں کی شادیوں پر بہت ارمان ہوتے ہیں اور یہاں تو بھائی بھی اکلوتا ہے تو ظاہر ہے اسی پر سارے ارمان نکلیں گے نا۔" وہ کبیر کے ساتھ چلتا ہوا لان میں ٹہلنے لگ۔

"اس طرف تو کوئی بھی دل سے اس نکاح پر راضی نہیں ہے" موحد نے بات شروع کی تو کبیر کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ کھیل گئی۔

"جس کو نکاح کے لئے راضی ہونا چاہیے وہ تو راضی ہے ہمیں کسی اور کی رضامندی سے کیا غرض" اس کی بات سن کر موحد نے قہقہہ لگایا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی۔"

"خیر قاضی کو اب اتنا ہلکا مت لیں سب سے اہم کام یعنی کہ نکاح پڑھانا اسی کے ہاتھ میں ہے" کبیر نے مسکرا کر کہا تو کچھ سوچ کر سنجیدہ ہوتے ہوئے موحد نے تنبیہی انداز میں کہا۔

"پھر بھی ہر قسم کے حالات کے لیے تیار رہنا آفندیز کچھ بھی کر سکتے ہیں اگر ہمارے پلینز تیار ہیں تو انہوں نے بھی کچھ نہ کچھ چالیں ضرور سوچ رکھی ہوں گی"

"اللہ بہتر ہی کرے گا یقیناً۔اندر تو چلیں چائے کا ایک ایک کپ ہو جائے" کبیر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سر ہلاتا اس کے ساتھ اندر کی طرف بڑھ گیا۔

☆......☆......☆

"مبین صاحب دھیان رکھیے گا یہ نہ ہو کہ ساری چال ہم پر ہی الٹی پڑ جائے" صدیقہ بیگم نے پریشانی سے کہا کل نکاح کا دن تھا اور آج رات ان کو نیند نہیں آ رہی تھی۔

"میں اپنی بیٹی کو ایک ڈرائیور کے ساتھ رخصت نہیں کروں گی۔" مبین آفندی نے تحمل سے انہیں دیکھا۔

"بے فکر رہو ایسا کچھ نہیں ہوگا یہی سمجھو کہ کچھ دیر کا ڈرامہ ہوگا اور بس۔ یہاں کونسا برادری یا رشتہ دار شامل ہو رہے ہیں جو ناک کٹنے کا اندیشہ ہوگا" ان کی نسبت مبین صاحب اس بات کو سوچ کر بہت مطمئن تھے گھر میں شروع ہونے والی بات گھر میں ختم بھی ہو سکتی تھی اور کسی کو کانوں کان پتہ بھی نہ چلتا ایک بار سارا پیسا ہاتھ میں آ جاتا تو پھر وہ اور سہیل آفندی مل کر آغا جان کی برین واشنگ کرتے اور موحد کو ایک سائیڈ پر لگا دیتے۔ اب وہ کسی طور کاروباری معاملات میں موحد کی دخل درانداذی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

"میرا تو بس نہیں چلتا کہ شام سے پہلے دونوں ماں بیٹے کو گھر سے باہر کھڑا کر دوں" تائی جان نے تلملا کر کہا۔

"یہ سب کہنے میں آسان لگتا ہے برابری کے حصہ دار ہیں وہ دونوں۔" مبین صاحب نے حقیقت بتائی۔

"یہ الو کا پٹھا موحد اگر ہمارے قابو میں رہتا تو ہماری بیٹی کی زندگی بھی سنور جاتی اور ہم لوگ بھی عیش کرتے مجھے تو یہ لڑکا کبھی کبھی پاگل لگتا ہے اپنے اکاونٹ میں پیسا ڈالنے کی بجائے وقار کے بیٹے کی ہمدردی کا بخار چڑھا ہوا ہے اسے۔" مبین صاحب موحد سے سخت برگشتہ تھے۔

"چھوڑیں مبین صاحب! ہماری اپنی اولاد کو زندگی سنوارنے کی تمیز نہیں ہے تزئین کو دیکھیں کیسے موقع ملتے ہی طلال پر ہاتھ صاف کیا ہے اس نے۔ ہماری بیٹیاں تو نری بیوقوف ہیں۔" انہیں مہر ماہ پر غصہ آیا۔

"چلو جو ہوا سو ہوا اب دیکھنا یہ ہے کہ آگے کیا ہونے والا ہے اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ بہت کر لی من مانی ان دونوں ماں بیٹے نے اب تو وہی ہوگا جو میں چاہوں گی۔" مبین صاحب پر اعتماد تھے۔ مگر انسان غرور کے یہ الفاظ بولتے ہوئے بھول جاتا ہے کہ ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ مبین صاحب نے بھی زور و شور سے ان کی تائید کی تھی۔ تائی جان مطمئن ہو کر بالآخر بستر پر لیٹ ہی گئیں کل کی فکر کچھ کم ہو گئی تھی۔ سو تھوڑی دیر میں ہی ان کے خراٹوں کی ہلکی ہلکی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

☆......☆......☆

آج تو ملاحہ کے دل کی حالت ہی عجیب تھی۔ اتنے مہینوں سے جس کی شکل بھی دیکھنے کو نہ ملی تھی آج اس سے ملاقات کا وقت بس آیا ہی چاہتا تھا۔ صبح ہی کبیر کی بہنیں ملاحہ کے نکاح کا جوڑا اور زیورات دے کر جا چکی تھیں۔ اس موقع پر بھی صدیقہ بیگم نے رنگ میں بھنگ ڈالنے کی خوب کوشش کی۔

"ان سب چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارے ہاں پہلے دن کا جوڑ الڑکی والوں کی طرف سے ہوتا ہے"

"چلیں آنٹی کوئی بات نہیں یہ بھی تو بھابی ہی کا ہے" پلوشہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ اسی رکھائی سے بولیں۔

"وہیں آ رہی ہے تو آ کر پہن لے گی۔ ہمارے سر ڈال کر جانا ضروری تو نہیں" چائے لے کر آتی ملاحہ نے بے اختیار ساتھ ڈرائینگ روم میں داخل ہوتی مہرماہ کو اڑی رنگت کے ساتھ دیکھا۔ وہ نظروں سے بہن کو تسلی دیتی ملاحہ سے پہلے اندر داخل ہوئی۔ اور جاتے ہی ساری چیزوں کو اشتیاق سے دیکھنے لگی۔

"واؤ۔۔۔ بہت خوب صورت جوڑا ہے اور جیولری بھی۔ کس کی چوائس ہے پلوشہ؟" اس باغی اولاد کے رال ٹپکاتے سوال نے تائی جان کو جز بز کیا۔

"جس کی بھی ہو۔ میں ان سے کہہ رہی تھی کہ پہلے دن کا جوڑا ہماری طرف سے ہوگا۔ یہ سب واپس لے جائیں ملاحہ وہاں آ کر پہن لے گی (اگر رخصت ہوئی تو)" بمشکل ضبط کرتے وہ رسان سے بولیں اور باقی کا آدھا جملہ دل میں کہتے ہوئے انہوں نے مہرماہ کو جن تادیبی نظروں سے دیکھا وہ ان کا مطلب بہت اچھی طرح سمجھتی تھی مگر انہیں قطعاً نظر انداز کرتے ہوئے لاڈ کے مارے پلوشہ کو خود سے لپٹا کر شہد آگیں لہجے میں بولی۔

"نہیں بھئی۔۔۔ منگنی کا جوڑا ابھی واپس گیا تھا اب کی بار یہ بدشگونی نہیں کرنی ہم نے ورنہ ان کا دل بھی ٹوٹے گا"

"رسم و رواج بھی کوئی چیز ہوتے ہیں جن کی پاسداری کرنا پڑتی ہے مہرو!" ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایک دو ہاتھ مہرو کو جڑ ہی دیں۔

"اوفوہ امی۔۔۔ جب رشتہ داری بننے والی ہے تو پھر ان چھوٹی چھوٹی باتوں کے بارے میں کیا سوچنا" مہرماہ نے ڈھٹائی کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے ساری چیزیں اٹھا لیں تو وہ دانت پیس کر رہ گئیں۔ ملاحہ ہنسی روکتی چائے کی ٹرالی اندر لائی تھی۔ اسے دیکھ کر آنکھ دباتی مہرماہ ڈرائینگ روم سے نکل گئی۔

"میں یہ سب سنبھال کر آتی ہوں"

ملاحہ کبیر کی بہنوں کے ساتھ گپ شپ لگا رہی تھی اور اس نے ایک بار بھی ماں کی شعلے اگلتی تنبیہی نظروں کی طرف دیکھنے کی کوشش نہ کی تھی۔ صدیقہ بیگم اندر ہی اندر اپنے آپ کو پرسکون رہنے کا درس دے رہی تھیں اور یہ یاد کر رہی تھیں کہ رات تک سب معاملہ سمٹ چکا ہوگا اور بساط لپیٹ دی جائے گی۔

☆......☆......☆

"تم نے مہرو سے بات کی اپنے اور اس کے رشتے کے بارے میں؟" وہ نکاح کی تقریب کے لیئے تیار ہو کر ان کے کمرے میں آیا تو نظروں ہی نظروں میں اس کی بلائیں لیتے اور با آواز بلند ماشاءاللہ کہہ کر ثمرہ نے بے چینی سے پوچھا۔ تو وہ ہنسنے لگا۔

"یہ صحیح رہی۔ ذرا سا حسن کیا دکھ لیا بیٹے میں آپ کو فوراً روایتی ساسوں کی طرح بہولانے کی یاد آ گئی"

"منٹوں میں تم نے کبیر اور ملاحہ کی شادی کا حل نکال لیا۔ ورنہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جاتی صدیقہ بھابی کبھی اس رشتے کے لیئے نہ مانتیں۔ اور اپنے لیئے تم نے منہ میں گھنگھنیاں ڈالی ہوئی ہیں" ثمرہ نے جس طرح خفگی سے اسے لتاڑا موحد بے اختیار قہقہہ لگا بیٹھا۔

"آپ کی بہورانی پھولن دیوی ہے۔۔۔ وہاں آپ کے بیٹے کی چالیں نہیں چلتیں"

"بکواس نہ کرو۔ سارا قصور ہی تمہارا ہے۔ وہ بیچاری تو پھر بھی اتنے حوصلے سے ہمارے اور نگار کے ساتھ کھڑی ہے" ثمرہ خفا ہوئیں۔

"آپ کے ساتھ کھڑے ہونے سے کیا ہوگا۔ بات تو تب بنے گی جب وہ محترمہ میرے لیئے اسٹینڈ لیں گی" وہ مسکراتے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"اس کا دل دکھا ہوا ہے موحد!" وہ ہمدردانہ لہجے میں بولیں۔

"بیچاری نے خوشیاں دیکھی ہی کہاں ہیں"

"اوفوہ۔۔۔ آج تو یہ اداس شکل مت بنائیں۔ آج تو وہ بھی بہت خوش ہوگی۔ بس دعا کریں ملاحہ اور کبیر کے لیئے جو سوچا ہے وہ اچھے سے ہو جائے" وہ جلدی سے بات سمیٹ گیا تو وہ اسے گھورنے لگیں۔

"سومیہ بیچاری کا خیال آتا ہے مجھے۔ کتنی بددل ہو کر وہ واپس شارجہ گئی ہے۔ کیا میں نہیں جانتی کہ کس کے پیچھے وہ ملک بدر ہو رہی تھی" اب انہیں بھتیجی کا دکھ ستانے لگا۔

"وہ تو اویں جھلی ہے بس۔ آپ جلدی کریں میں ذرا باہر کا جائزہ لے کر آتا ہوں۔ لان ریڈی ہوا یا نہیں"

"بس بات پلٹنی خوب آتی ہے تمہیں۔ پچاس آدمی لگائے ہوئے ہیں ایک لان کو ارینج کرنے کے لیئے کیا اب بھی نہ ہوگا" وہ اس کے سومیہ کے ذکر سے پہلو تہی کرنے والے انداز کو خوب سمجھیں تو جل کر بولیں۔ وہ ہنستے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔۔۔ اور باہر نکل ہی جاتا اگر مہر ماہ کے کمرے کا دروازہ ذرا سا کھلا نہ دیکھ لیتا۔ گزرتے ہوئے کھلے دروازے کی لمبی درز سے اسے ادھر ادھر چلتی پھرتی تیار ہوتی مہر ماہ کی جھلک دکھائی دی تو اس کے قدم ریورس کے انداز میں واپس ہوئے ایک نظر کمرے کے اندر ڈالی زرنگار سامنے بیڈ پر لیٹی دکھائی دیں منہ پر اپنا لال کا دوپٹہ ڈال رکھا تھا۔ اور مہر ماہ جلدی جلدی اپنی تیاری نمٹا رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے وہ ملاحہ کو تیار کر کے آئی تھی۔ وہ دروازہ کھٹکھٹانے کی زحمت کیئے بنا اندر داخل ہو گیا تو ہڑبڑا کر دوپٹہ شانے پر ڈالتی مہر ماہ نے تیز نظر اس کے مسکراتے چہرے پر ڈالی۔

"کسی کے کمرے میں داخل ہونے کے بھی کچھ آداب ہوا کرتے ہیں"

"سوئے ہوئے انسان کی نیند کا خیال کرنا بھی مینرز اور ایٹی کیٹس کی کیٹگری میں آتا ہے" اس نے زرنگار کی طرف اشارہ کیا مگر اس کی نگاہ مہر ماہ کے سجے سنورے روپ پر تھی۔۔۔ اور مہر و کو اسی نظر کے جمود کا احساس جزبز کر رہا تھا۔

"کوئی بات ہے کیا؟" چند لمحوں تک بے تکا کھڑا رہنے کے بعد مہر ماہ نے مجبوراً پوچھا تو وہ مسکرا دیا۔

"کچھ نہیں۔اچھی لگ رہی ہو"

مہر ماہ خجالت کا شکار ہوئی تو چہرے سے آگ کی لپٹیں سی نکلیں۔

"بس یہ فضول بات کہنے آئے تھے تم" وہ تنک کر کہتی اپنی گھبراہٹ دور کرتے ہوئے بولی تو موحد نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام کر الٹ پلٹ کر دیکھا۔نرم سفید ہتھیلی کے درمیان گول ٹکی اور انگلیوں کی پوریں لال مہندی سے دہک رہی تھیں۔مہر ماہ کی سانس اندر ہی کہیں اٹک گئی۔وہ موحد سے اتنی جرات کی امید نہیں رکھتی تھی۔اس نے اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا مگر موحد کی گرفت مضبوط تھی۔

"میں نے اتنی خوب صورت مہندی کبھی نہیں دیکھی" اس کی نرم نگاہ نے مہر ماہ کے نقوش کو چھوا او بسیشن کی دلفریب مہک نے مہر ماہ کا گھیراؤ کیا ہوا تھا اس پر موحد کے بدلتے انداز والفاظ۔

"بدتمیزی مت کرو اور جاؤ یہاں سے" مہر ماہ نے زبردستی اپنا ہاتھ کھینچ کر اسے درشت لہجے میں کہا مگر نگاہ اس کی بے خود نظر سے نہ ملا پائی تھی۔خوب صورت ڈریسنگ اور بالوں کو سلیقے سے سنوارے خوشبوؤں کی لپٹیں اڑاتا وہ شاندار مرد اسے اپنے حواس پر طاری ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

"نکاح میں ہو میرے اتنا تو حق ہے کہ دیکھ سکوں' وہ بے اختیار بولا تو مہر ماہ نے جیسے کسی ٹرانس سے نکلتے ہوئے کٹیلی نگاہ اس پر ڈالی۔

"اس نکاح کی اصلیت تم اچھی طرح جانتے ہو اور حالات وواقعات بھی ازبر ہوں گے تمہیں۔بس کچھ ہی دن باقی ہیں پھر تم کہاں میں کہاں" وہ تلخی سے بھرے انداز میں جتا کر بولی۔

"میں آغا جان سے بات کروں گا۔ان سے مانگوں گا تمہیں" موحد نے بے ساختہ کہا تو مہر و نے فی الفور اسے ٹوک کر قطعی انداز میں کہا۔

"یہ حق صرف نمیر آفندی کے پاس ہے موحد آفندی!" مہر ماہ نے بہت چبا کر اس کا نام لیا تو وہ اس کے الفاظ سن کر ساکت ہوا۔

"اسے بہت شوق ہے مجھے نکاح میں رکھنے کا۔اپنے کیئے کا مداوہ کرنے کا۔تو بس پھر وہی ہے جو اپنی تمام تر حقیقت کے ساتھ آغا جان کے سامنے کھڑا ہو کر مجھے اپنے لیئے مانگے گا۔"

"تم۔۔۔اسے معاف کرنا چاہتی ہو؟" اول جھٹکے سے سنبھلنے کے بعد موحد نے بے یقینی سے پوچھا تو مہر ماہ کی آنکھ کا کونا نم ہونے لگا مگر وہ کسی کے سامنے بھی کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

"جب وہ اتنی ہمت کرے گا تب سب کو پتا چل جائے گا کہ میرا فیصلہ کیا ہے۔لیکن میری زندگی میں موحد آفندی کی کوئی جگہ نہیں" وہ تمام تر ہمت مجتمع کر کے بمشکل کہہ کر تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔موحد آفندی کے قدموں کو جیسے زمین نے جکڑ لیا۔

☆......☆......☆

تائی جان کو لان کی سجاوٹ دیکھ کر ہول اٹھ رہے تھے۔

"یہ اس خبیث کو کس نے کہا لان سجوانے کو یہاں کونسا خاندان والوں کو انویٹیشنز بھیجے ہوئے ہیں جو اس نے پورے لان میں سٹنگ کا انتظام کیا ہوا ہے" تائی جان مبین صاحب سے تلملا کر بولیں تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اشارے سے انہیں ٹھنڈا رہنے کا کہا

"بس یہ وقت کسی طور گزر جانے دو پھر دیکھنا میں سارے بدلے اتار دوں گا۔"

" آپ بس سوچتے ہی رہیے گا مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ اگر وہ اپنے وعدے سے مکر گیا تو پھر کیا بنے گا ملاحہ کا نکاح تو ہو چکا ہوگا" تائی جان کو پھر سے فکر لگی مبین صاحب نے انہیں تسلی دی۔

"میں یہ ساری بات موحد سے کلیر کا چکا ہوں اگر اکاؤنٹس میں پیسہ واپس نہ آیا تو میں یہ نکاح کسی صورت قائم نہیں رہنے دوں گا" تائی جان نے جذباتی ہوکر کہا۔

"نکاح تو خیر پیسوں کی واپسی کے بعد بھی ختم ہونا ہی ہے بس دعا کرو کہ اندر آغا جان کو کسی بات کی بھنک نا پڑے"

"ان کی طرف سے آپ بے فکر ہیں میں نے دوپہر کی دوائی کے ساتھ نیند کی گولی بھی دے دی تھی وہ رات تک سوئے رہیں گے" تائی جان نے اپنی ہوشیاری بتائی۔اور اگر مہر ماہ یا ملاحہ میں سے کسی نے کوئی فضول بات کرنے کی کوشش کی تو سنبھال لینا" مبین صاحب نے انہیں یاد دہانی کروائی۔

" آپ بے فکر رہیں، ہوگا وہی جو ہم نے طے کیا ہے ان میں سے کسی کی بھی مجال نہیں جو ہماری اجازت کے بغیر کوئی قدم اٹھا سکے" اسی وقت دروازہ بجایا گیا او ساتھ ہی مہر ماہ نے اونچی آواز میں لڑکے والوں کے آنے کا مژدہ سنایا تائی جان کا دل بھاری ہونے لگا ایک کمی کمین کو آج داماد کی مسند پر بیٹھے دیکھنا بڑے حوصلے کی بات تھی اور مجبوری یہ تھی کہ یہ حوصلہ انہیں کرنا ہی تھا وہ مبین صاحب کے ساتھ ہی وہ باہر پنڈال میں آئیں جہاں گیٹ سے کبیر خان اپنی بہنوں کے ہمراہ اندر داخل ہو رہا تھا اور ثمرہ اور مہر ماہ کے ساتھ کھڑی فرزین بھی ان پر گلاب کے پھولوں کی پتیاں نچھاور کر رہی تھی جبکہ سائرہ چچی پنڈال میں رکھی کرسیوں کے پاس کھڑی یہ تماشہ دیکھ رہی تھیں صدیقہ تائی کا دل جیسے کسی نے جوتے تلے مسل دیا ہو۔ چاہے اس روپ میں کبیر خان شاندار لگ رہا تھا مگر وہ اسے آج بھی اپنے ڈرائیور کی حیثیت سے دیکھ رہی تھی مبین صاحب نے کبیر خان کا گلے لگ کر روایتی استقبال کرنے کی بجائے محض ہاتھ ملا کر اسے سٹیج کی طرف چلنے کا اشارہ کیا اور باقی سب بھی ان کی معیت میں اس طرف بڑھ گئے ماحول میں ٹینشن صاف محسوس کی جاسکتی تھی قاضی صاحب آ چکے تھے اور نکاح میں کچھ ہی دیر باقی تھی جب تائی جان کی نظر گیٹ کی طرف اٹھی تو ان کی اندر کی سانس اندر اور باہر کی باہر ہی رہ گئی جب انہوں نے خاندان کے کئی لوگوں کو اندر آتے ہوئے دیکھا ان کی سج دھج سے صاف ظاہر تھا کہ انہیں باقاعدہ اس نکاح کے موقع پر انوائٹ کیا گیا ہے تائی جان نے گھبرا کر خشک ہوتے حلق کے ساتھ سٹیج کی طرف دیکھا تو موحد آفندی کو محظوظ نظروں سے اپنی طرف متوجہ پا کر ان کا دل دھک سے رہ گیا۔ان کی ہر چال انہی پر الٹ دی گئی تھی۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

اسٹیج پر بیٹھے ہوئے مبین آفندی کی حالت بھی خراب ہوگئی انہوں نے گھبرا کر موحد کی طرف دیکھا۔

"ان سب کو کس نے بلایا ہے؟" وہ کمال اطمینان سے مسکرایا۔

"تایا جان خوشیوں کو اکیلے نہیں منانا چاہیے بے فکر رہیں ان سب کے کھانے کا انتظام کر رکھا ہے میں نے آپ جائیں جا کر سب سے ملیں اور مبارک باد وصول کریں اس کے بعد نکاح کی سنت ادا کرتے ہیں۔" مبین صاحب کا سر چکرانے لگا انہوں نے سہیل آفندی کی طرف دیکھا جو خود بے بسی کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ خاندان کے سبھی لوگ اتنی ایمرجنسی میں نکاح پرائیوٹ کرنے کا شکوہ کر رہے تھے اور انہیں جو بن پڑا وہ جواب دیتے ہوئے صدیقہ بیگم کا ذہن مسلسل موحد کی چال کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن مبین صاحب کا زمانہ شناس دماغ اس کل کے بچے کی سازش کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ خاندان کے لوگوں کے سامنے وہ کسی بھی صورت ملاحہ کی رخصتی کو روک نہیں پائیں گے اور یہی موحد آفندی کی چال تھی ان کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا لیکن وہ جانتے تھے کہ اب سارا معاملہ ان کے ہاتھ میں آئے بغیر ہی نکل چکا ہے۔ نکاح کے بعد سہیل آفندی بینک کال کر کے اکاؤنٹس کی تفصیل پوچھ چکے تھے سارا پیسا ان کے اکاؤنٹ میں واپس آچکا تھا انہوں نے تھکے ہارے انداز میں کال ڈراپ کر دی روپیہ تو واپس آگیا تھا مگر گھر کی عزت اونے پونے جا رہی تھی۔ سب مہمان کھانا کھانے میں مصروف تھے۔

"یہ کیا بے غیرتی تمہاری؟" موحد کے پاس آکر وہ غرائے تو مہر ماہ چونک کر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔ موحد زمانے بھر کی معصومیت چہرے پر لئے حیران سا ہو کر ان کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا کھانا اچھا نہیں بنا کیا؟"

"تم نے سارے خاندان کو اکٹھا کر کے کیا تماشا لگا دیا ہے" وہ اپنے بال نوچنے کو تھے۔

"اس میں تماشے کی کیا بات ہے شادی ایسے ہی ہوا کرتی ہے"۔ وہ شانے اچکا کر بے نیازی سے بولا "ویسے بھی لڑکی کو سب کی دعائیں لے کر ہی رخصت ہونا چاہیے"

"بکواس بند کرو رخصتی کون کمبخت کرنے والا تھا تم نے صرف نکاح کی بات کی تھی" مہر ماہ نے بے یقینی سے باپ کو دیکھا اور تیزی سے ان کی طرف آئی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ نکاح ہوگا تو رخصتی بھی آج ہی ہوگی"۔

"اس کمینے نے سارے خاندان کو مدعو کر کے جو حرکت کی ہے ہمیں ذلیل کر چھوڑا ہے ورنہ ایک کمی کمین کے ساتھ رخصت کرنے سے بہتر تھا کہ میں اپنی بیٹی کو دریا برد کر دوں"۔ مہر ماہ کا دل جیسے کسی نے چیر دیا اسے موحد کے کہے الفاظ یاد آئے۔ تب اسے محسوس ہوا تھا کہ موحد اسے اس کے والدین کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اب مبین صاحب کی باتیں سن کر اسے احساس ہوا کہ وہ اس کے

والدین کو اس سے زیادہ جانتا تھا اسی لیے اس نے پہلے سے ہی ان کی ہر چال کا توڑ نکال رکھا تھا اگلا ایک گھنٹہ سب نے خوش گپیوں میں اور مبین صاحب کی فیملی نے ٹینشن میں گزارا پھر رخصتی کا وقت بھی آیا ان سب کی چالیں دھری کی دھری رہ گئی اور ملاحہ کبیر خان کے سنگ شان وشوکت کے ساتھ رخصت ہو گئی صدیقہ بیگم اور مبین آفندی سکتے کی سی کیفیت میں ہارے ہوئے انداز میں لان میں پڑھی کرسیوں پر تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

بہترین نئے اُردو ناول پڑھنے کیلیے وزٹ کرتے رہیں ۔۔۔ http://kitaabghar.com

رنگا رنگ کہانیوں سے سجا، خوبصورت اور دلکش

سوہنی ڈائجسٹ

SohniDigest.Com

اگر آپ بھی لکھ رہے ہیں اور اُردو قارئین کی تلاش میں ہیں تو اپنی کہانیاں Inpage میں کمپوز (ٹائپ) کر کے پورے اعتماد کے ساتھ سوہنی ڈائجسٹ میں بھیجیے۔ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

ابھی sohnidigest@gmail.com پر ای میل کریں۔

http://kitaabghar.com

''گھر میں ہمارے آئی دلہن سکھی پھول برساؤ'' ہنسی مذاق قہقہے۔۔۔اور مدھم سروں میں بجتا یہ سریلا گانا۔کبیر کے گھر میں خوشیوں کی پریاں اتری ہوئی تھی اور ملاحہ کا دل آج بہت عرصے کے بعد انوکھی ترنگ میں دھڑک رہا تھا۔

''میرا بھائی شہزادہ ہے بھابی۔بہت خوب صورت دل کا مالک۔'' کبیر کی بڑی بہن زرمینے نم آنکھوں کے ساتھ ہونٹوں پر مسکراہٹ لیئے کہہ رہی تھی۔پلوشہ مسکرا کر آگے آئی اور شوخ لہجے میں ملاحہ کو چھیڑتے ہوئے بولی۔

''تم بھابی کو جس دل کی خوب صورتی کے بارے میں بتا رہی ہو یہ وہاں کی بے تاج ملکہ ہیں ان سے زیادہ کون واقف ہوگا اس دل کے ہر کونے سے'' ملاحہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔اسی وقت کوئی اس کے بالکل ساتھ آ کر صوفے میں دھنس گیا۔

''آہاں۔۔۔۔ہم بھی تو سنیں یہ کس کے راز سر عام کھولے جا رہے ہیں۔'' کبیر کی مسکراتی آواز نے ملاحہ کا وجود سنسنا دیا۔

''اررر۔۔۔ارے رے۔۔۔۔اٹھیں یہاں سے۔'' پلوشہ تیزی سے آگے بڑھی۔''ایسے کیسے بیٹھ گئے ہیں آ کر''

کبیر نے ایک ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

''ایسے کیسے کا کیا مطلب ہوا؟ بھئی لیگل ہیں اب۔'' ملاحہ کو سن کر ہنسی آئی۔

''لیگل ویگل آج کا دن نہیں چلے گا بھائی! نیگ دینا ہوگا بھابی کے پاس بیٹھنے کے لیئے'' زرمینے بھی چھوٹی بہن کی حمایت میں شوخی سے بولی۔

''اوہو۔۔۔پھر سے نیگ۔۔۔چار بار پہلے بھی ہزاروں نکلوا چکی ہو نیگ کے نام پر۔'' وہ کراہا۔

مگر ہونٹوں کے کناروں سے پھوٹتا تبسم اور نگاہوں سے چھلکتا خمار گواہ تھا کہ کبیر خان آج کے روز اپنی عروس پر سے کائنات بھی وار سکتا تھا اگر اس کے بس میں ہوتا تو۔

''اب ادھر سے بھی نکلواؤ نا۔'' وہ ملاحہ کے ہاتھ میں دبے کلچ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شرارت سے بولا۔

''ان کے پرس میں جب ڈالو گے تب نکلیں گے نا بھائی! ابھی تو آپ ہی نکالیں گے''

''اچھا ٹھہرو۔میں ذرا اپنی دلہن سے پوچھ لوں۔'' وہ معصوم بنا ملاحہ کی طرف جھکا۔رخصتی کے وقت اس کے زرتار دوپٹے پر زرمینے نے ٹشو کا لال دوپٹہ ڈال دیا تھا جو گھونگھٹ کی صورت اب بھی ملاحہ کے چہرے پر ٹھوڑی تک کھنچا ہوا تھا۔

''خبردار۔۔۔۔جو ذرا سی بھی شکل دیکھی بھابی کی گھونگھٹ کھولنے کا بھی نیگ دینا ہوتا ہے۔'' زرمینے نے جس طرح کبیر کو پکڑ کر پیچھے کرتے ہوئے کہا وہ بے اختیار ہنستا چلا گیا۔

''ڈونٹ ٹیل می۔۔۔یعنی کہ تم تو تم رہیں۔۔۔تمہاری بھابی بھی نیگ لے گی اب۔نیگ نہ ہوا محصول ٹیکس ہو گیا'' یونہی ہنستے

ہوئے وہ اٹھ گیا۔ ملاحہ کو بھی اس کی بہنوں کی معصومانہ باتوں پر ہنسی آ رہی تھی۔ زرمینے شادی شدہ اور دو بچوں کی ماں تھی مگر اس کے انداز کی معصومیت ابھی تک برقرار تھی۔

''ہاں تو اور کیا۔ اتنی پیاری بھابی تو کسی کی بھی نہیں۔'' پلوشہ نے پیار سے اترا کر کہا۔

''اچھا۔۔۔ تو یہ بات ہے۔ مگر مجھے کیسے پتا چلے گا کہ یہ واقعی اتنی حسین لگ رہی ہیں'' کبیر کا مسکراتا انداز ستانے والا تھا۔ ملاحہ کے دل کی دھڑکن بے ترتیب سی ہوئی۔

''آہاہ۔۔۔ ایسے ہی تو دیوانے نہیں ہوئے پھر رہے تھے میرے بھائی۔ اسی شکل کو یاد کر کے نیگ نکال دو ورنہ پلوشے کا کوئی ارادہ نہیں بھابی کو کمرے میں لے کر جانے کا'' زرمینے اسے چھیڑتے ہوئے بولی تو کبیر نے فی الفور جیب سے والٹ نکال کر پلوشہ کے ہاتھ میں تھما دیا۔

''یاہو۔۔۔'' وہ اچھل پڑی۔ ''کیا نذرانہ دیا ہے بھابی کا۔''

''یہ اس پہلے والی شکل کا دیا ہے'' وہ مسکرا کر بولا تو ملاحہ کا دل سبک رفتار ہوا۔

''آج دیکھو گے تو گمان ہوگا کہ جانے کس پری کو بیاہ لائے ہو پرستان سے'' اس وقت زرمینے نے تیقن سے کہا تھا۔ اور اب جب وہ عروس جان اس کے سامنے تھی تو واقعی وہ دنگ سا تھا۔ خوب صورت تو پہلے بھی تھی مگر دلہناپے کا جو روپ اس پر ٹوٹ کر برسا تھا وہ نگاہ باندھ لینے والا تھا۔ یقیناً من چاہا ساتھ تا عمر کے لیئے حاصل کر لینے کا اطمینان اس روپ کو نکھارنے کا باعث بنا تھا۔

''ماشاءاللہ۔۔۔'' وہ بے اختیار بولا تو ملاحہ کو ٹوٹ کر حیا آئی۔ وہی ملاحہ تھی وہی کبیر خان تھا مگر رشتے کی تبدیلی نگاہ کو اٹھنے سے روکتی تھی۔

''ملاحہ کبیر خان! اللہ نے تمہیں میرا نصیب بنا کر تا عمر مجھ پر سجدہ شکر واجب کر دیا ہے۔'' وہ بوجھل لہجے میں کہتا خوب صورت سے کنگن اس کے ہاتھ میں ڈال رہا تھا۔ ملاحہ نے خفیف سی پلکیں اٹھا کر اس خوب رو شخص کو دیکھا جس کی شان آج شہزادوں جیسی تھی۔

''اور مجھ پر بھی۔۔۔'' نقرئی گھنٹیوں جیسی آواز کبیر کی سماعت سے ٹکرائی تو اس نے بے اختیار مسکرا کر ملاحہ کو دیکھا۔

''رئیلی۔۔۔؟'' شرارت سے بھنویں اچکا کر پوچھا تو اس نے جھینپ کر ماتھا گھٹنوں پر ٹکا دیا۔ کبیر کے ہلکے سے قہقہے نے زندگی گلزار ہو جانے کا عندیہ دیا تھا۔ ملاحہ آفندی آج ملاحہ کبیر خان بن کر اپنی تکمیل پر نازاں تھی۔

☆......☆......☆

تائی جان کا سکتہ تھا کہ ٹوٹنے میں ہی نہ آتا تھا۔ وہ موحد اور ثمرہ کو بے نقط سنانے کے بعد کل سے جا کر کمرے میں بند ہو گء تھیں۔ مبین آفندی کا بھی یہی حال تھا گویا کسی کو شکل دکھانے لائق نہ رہ گئے ہوں۔ مہرو فجر کی نماز اور قرآن پڑھ کر فارغ ہوئی تو ملائکہ کی

کال آ گئے۔اللہ جانے وہ بھی وہاں بے خوابی کا شکار تھی۔مہرو فون پر بڑی بہن کو وضاحتیں دے دے کر تنگ پڑ گئی تو تنک کر کہہ ہی دیا۔

"آفندیز کون سا ڈائریکٹ آسمان سے اترے ہیں آپی! عام سے جذبات رکھنے والے انسان ہی ہیں۔نمیر آفندی تو پکا خاندانی تھا ہمارا عم زاد' اسے بھی قبول لنے سیانکار پھر اس پر اعتراض کیوں؟؟؟۔ایک کبیر خاندان میں شامل ہو گیا تو کون سی شان کم ہو گئی ہماری۔بلکہ آپ تو خوش ہوں کہ آپ کی بہن کے دل کی دنیا اجڑنے سے بچ گئی۔وہ دل سے ہنسا کرے گی۔"اور ملائکہ نے دل کے کسی کونے میں اس کی بات کو سچ سمجھ کر تائید کرتے ہوئے بھی فی الحال خفا ہو کر فون بند کر دیا۔برسوں سے لگے زنگ ایک ہی بار میں تو نہیں اترا جایا کرتے نا۔۔ مہرماہ نے گہری سانس بھری اور ذرا کمر سیدھی کرنے کے خیال سے لیٹ گئی۔تھکی ہوئی تھی تو آنکھ لگ گئی۔دوبارہ جاگی تو گھڑی کی سوئیاں ساڑھے نو بجا رہی تھیں۔وہ الماری سے کپڑے نکال کر واش روم میں گھس گئی۔فریش ہو کر باہر آئی جلدی سے بال سنوارے اور ایک نظر قرآن پڑھتی زرنگار پر ڈال کر کمرے سے باہر نکل آئی اس کا رخ تائی جان کے پورشن کی طرف تھا خیال یہی تھا کہ ان کی بھی تھوڑی سی برین واشنگ کر دے کل ملاحہ رخصت ہوئی تھی۔اور آج کا دن چھوڑ کر کل کے لیئے کبیر خان کی طرف سے آفندیز کو مرغزار کے بہترین لان میں ولیمہ کا انوی ٹیشن کارڈ دیا گیا تھا۔آج کا دن شاید ان سب کو سنبھلنے کا موقع دینے کے لیئے خالی چھوڑا گیا تھا۔

"عام سا دن ہوتا اور ملاحہ کی شادی امی کی پسند سے ہوتی تو اس وقت میں جوش وخروش سے اپنی بہن کے لیئے ناشتا لے کر جاتی۔۔بعض اوقات یہ چھوٹی چھوٹی خواہشات کتنا بڑا دکھ لگتی ہیں" وہ آزردہ سی تھی۔ناجانے حالات کیا رخ اختیار کرنے والے تھے۔

"اوہو۔۔سوئی ہوئی قوم۔۔۔" دفعتا موحد نے اس کے سامنے آکر اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی تو وہ چونکی بلکہ خاصی ناگواری سے اسے دیکھا جو بلیو جینز اور وائٹ ٹی شرٹ میں فریش سا اس نکھری صبح کا حصہ لگ رہا تھا۔

"کیا تکلیف ہے۔۔۔تم نے ہر نیک کام کے وقت کالی بلی کی طرح میرا راستہ ضرور کاٹنا ہوتا ہے" وہ بے زاری سے بولی تو موحد نے ایک نظر اپنی سفید براق شرٹ پر ڈالی اور تاسف سے سر ہلایا۔

"اگر دن کے دس بجے جاگ ہی گئی تھیں تو چار چھینٹے پانی کے منہ پر مار لینے سے نا صرف آنکھیں کھل جاتیں بلکہ شکل بھی خاصی بہتر ہو جاتی" اس کے مشورے نے مہرو کو تپایا اوپر سے اس کے الفاظ۔

"تو جا کر منہ پر آٹھ دس بار چھینٹے مارنے والی لے آؤ نا۔۔۔کافی حسن ہو گا اس کے چہرے پر" وہ اس سے اس جملے کی توقع نہیں کر رہا تھا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"ہٹو آگے سے،فضول شکل دکھا دی صبح صبح"

"وہ تو تم پہلے ہی شیشہ دیکھ کر آئی ہو مجھ غریب پر تو الزام مت دھرو۔" وہ بہت فارغ تھا شاید جم کر راستے میں کھڑا تھا۔یہاں سے ایک موڑ مڑتی تو تائی جان کا لاونج آ جاتا مگر وہ راستے سے ہٹے تو نا۔

"کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ؟" سینے پر بازو لپیٹتے ہوئے مہرو نے تلخی سے پوچھا تو وہ مدافعانہ دونوں ہاتھ اٹھا کر گویا سیز فائر کر گیا۔

"ذراااا سا کام ہے جو صرف تم ہی کر سکتی ہو اور بس، اس کے بعد تم فری ہو جہاں مرضی دندناتی۔۔۔ مطلب کہ آتی جاتی پھرو۔" اس کی تیز نظروں سے متاثر ہو کر وہ فوراً الفاظ بدل گیا۔

"اللہ نے ہاتھ پاؤں دیئے ہیں ہٹے کٹے ہو جا کر کرو اپنے کام۔"

"تم چلو تو۔۔۔۔تم سے متعلقہ ہی کام ہے۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے کچن تک لے آیا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ۔۔۔" وہ تپ اٹھی۔

"اس سے پہلے کہ تمہاری والدہ ماجدہ جاگ جائیں یہ سب سمیٹو اور چلو ملاحہ اور کبیر کا ناشتا لے جائیں۔" وہ اس کے بدتمیزانہ انداز کو نظر انداز کرتے ہوئے مسکرا کر بولا اور کاونٹر پر بکھرے شاپرز کی طرف اشارہ کیا تو وہ جہاں کی تہاں رہ گء۔ پھر اگلے لمحے پیروں میں کھڑے رہنے کی سکت نہ پائی تو اسٹول پر بیٹھ گ۔ دل بھر آیا تو نمی آنکھوں کے کونوں تک پھیلی۔

"او ہیلو۔۔۔ آرام کرنے کو نہیں لایا ہوں تمہیں یار! یہ سب ایسے ہی لے جانا ہے یا برتنوں میں نکالنا ہے یہ بتاؤ، پھر بس نکل چلتے ہیں کبیر کو کال کر دی ہے میں نے، وہ انتظار کرے گا سسرالی ناشتے کا۔"

"تم اچھی طرح جانتے ہو کہ مجھے تم سے شدید نفرت ہے، پھر ہر اچھی بات تمہی سے کیوں ملتی ہے مجھے۔" وہ بے اختیار ہو گء تھی آنسو بنا شعوری کوشش کے بہہ نکلے تو وہ لمحہ بھر کو ساکت رہ گیا۔

"اچھا یہ فضول کی ڈائلاگ بازی کے لیئے کوئی اور ٹائم رکھ لو، ساری زندگی پڑی ہے اس نفرت کو نبھاتی رہنا، لیکن ابھی جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔" وہ مرد تھا اگلے ہی پل خود کو سنبھال کر اسے نارمل انداز میں ہلکا سا جھاڑ کر بولا۔ تو وہ خفا خفا سی بوجھل دل کے ساتھ اٹھ گء، حلوہ پوری روغنی نان چنے پائے۔۔۔

"اُفف۔۔۔ یہ اتنا ہیوی ناشتا۔۔۔ ملی تو چکھے گی بھی نہیں" وہ شاپروں میں جھانکنے کے بعد مایوسی سے بولی۔

"ساری زندگی اتنا ہیوی ناشتا نہ کرنے والے اس سسرالی یا میکے کے ناشتے سے پوری طرح لطف اندوز ہوتے ہیں جو انہیں شادی جیسا پاپڑ بیلنے کے بعد نصیب ہوتا ہے" وہ ناصحانہ بولا تو مہر ماہ چڑ گء۔

"ساری عمر تم پردیس گزار آئے ہو تمہیں کیا پتا۔"

"مسلمانوں میں ہی رہا ہوں الحمدللہ اور سب کی روایات ایک سی ہیں ملک ہو یا بیرون ملک۔" وہ مسکرایا، سر جھٹکتے ہوئے جب مہرو نے طے کر لیا کہ ایسے شاپرز ہی لے جائے جائیں اور کبیر کے گھر جا کر برتنوں میں ناشتا چن دیا جائے تبھی سر درد سے بے حال چائے کی

طلب میں بے چین تائی جان کچن میں داخل ہوئی۔تو وہاں موحد و مہر ماہ کی موجودگی اور گرما گرم ناشتے کی خوشبو نے پل بھر میں انہیں سارا ماحول سمجھا دیا۔

''یہ تو بے شرم انسان ہے ہی تم کس رشتے سے اس کی بیہودگی کا ساتھ دے رہی ہو۔'' وہ چیخ کر سخت لہجے میں بولیں۔مہر ماہ نے ایک سلگتی نظر ماں کے ناراض چہرے پر ڈالی، مگر بہت رسان سے بولی۔

''وہی رشتہ جو آپ لوگوں نے بنایا تھا اس کے اور میرے بیچ۔''

''یہ جان کر بھی کہ اس رشتے کی خاک اہمیت نہیں ہے۔'' وہ بھڑکیں مگر یہ جان نہیں پائیں کہ ان کے الفاظ نے ان کی بیٹی کا دل چیر کر وہاں اذیت ہی اذیت بھر دی تھی۔کاونٹر کی ماربل ٹاپ پر بیٹھے موحد نے لب بھینچے۔

''جب آپ نے یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی یہ رشتہ طے کر دیا تو پھر میرے اس رشتے کو ماننے کی اتنی تکلیف کیوں امی!؟'' مہر ماہ کا دھاڑیں مار کر رونے کو دل کیا مگر تحمل سے پوچھا۔تائی جان نے ماتھا پیٹ لیا۔

''غلطی ہوگئی جو اس بہروپئے پر اعتبار کر کے تمہیں کنویں سے بچاتے بچاتے کھائی میں دھکیل دیا اور آج اس نے ہمارے خاندان کو ایک اور بٹہ لگا دیا۔''

''ملاحہ پوری عزت سے رخصت ہوئی ہے امی! رات کے اندھیرے میں نہیں، اور اللہ کا شکر ہے بہت اچھے خاندان اور چاہت والے لوگوں میں گئی ہے''

''بکواس بند کرو، اور خبر دار جو یہ ڈرامہ بازی مزید چلائی۔'' انہوں نے نخوت سے ناشتے کی طرف اشارہ کیا۔

''نہ ناشتہ نہ ولیمہ۔۔۔ اب سے ہمارا ہر رشتہ ختم سمجھو۔کل تو خاندان کے لوگوں کی وجہ سے مار کھا گئے تھے ہم۔'' انہوں نے ہاتھ جھاڑے۔موحد کاونٹر سے اترا اور ہاتھوں میں شاپر سنبھالتے ہوئے مہرو کو بھی مدد کا اشارہ کیا اور بہت آرام سے جواب دیا۔

''بہت بہتر، آپ کا ہر رشتہ ختم سہی ہمارا تو نیا رشتہ بنا ہے کبیر کے سات، اور رہی بات خاندان والوں کی تو کل سب کبیر کی طرف انوائیٹڈ ہیں تائی جان وہ بھی پورے پروٹوکول کے ساتھ، ماں باپ نہ سہی خاندان کے لوگوں کی دعائیں تو ہوں گی ان دونوں کے ساتھ۔'' وہ چیلنجنگ مسکراہٹ کے ساتھ تائی جان کو اس صدی کا سب سے کمینہ انسان لگا۔مہر ماہ خاموشی کے ساتھ شاپرز ہاتھ میں لیئے موحد کے ساتھ نکل گئی ادھر کلیجہ پیٹنے کو تائی جان تنہا رہ گئیں پھر خیال آیا کہ سر درد سے پھٹ رہا ہے پہلے چائے بنا کر پی لیں تو باقی کا ماتم بعد میں بھی منایا جاسکتا ہے۔

کمرے میں آئیں تو چھوٹی ٹرے میں چائے کے دو کپ تھے۔مبین آفندی واش روم سے نکل کر تولیئے سے ستا ہوا چہرہ تھپتھپا رہے تھے۔کل کا دن اور رات دونوں ہی میاں بیوی پر بہت بھاری گزری تھی۔'' کیا ہوا ہے؟'' بیوی کا غیر معمولی سرخ ہوتا چہرہ اور تیز تنفس

انہیں ٹھٹکا گیا۔

”میں کہتی ہوں مبین صاحب! بربادی کے اس سفر کو یہیں روک لیں۔خاندان والے تو کل سے ہی گھر واپس جا کر کیا کیا باتیں نہ بنا رہے ہوں گے۔اب بچی کھچی عزت بھی جائے گی۔“ان کی آواز مارے دکھ سے بھرا گئی۔مبین صاحب نے تولیہ بستر پر پھینکا اور ان کے پاس آ بیٹھےچہرے پر پریشانی پھیل گئی۔

”ہوا کیا ہے اب؟“تائی جان نے موحد اور مہرماہ کے ناشتا لے جانے والی بات بتائی تو ان کی پیشانی پر شکن ہو گئی۔

”اور وہ جو آپ کہہ رہے تھے کہ ولیمے کا بائیکاٹ کریں گے اس پلان پر بھی نظر ثانی کر لیں اس کمینے نے سارے خاندان کو انوائیٹ کر رکھا ہے ولیمے پر۔“صدیقہ بیگم روہانسی ہو گئیں تو وہ دم بخود سے ان کو دیکھنے لگے۔

”اب خود ہی سوچ لیں کہ اگر سارا خاندان وہاں ہوا ماسوائے لڑکی کے والدین کے تو کیسی کیسی باتیں نہ نکلیں گی۔“

”تمہیں موحد نے بتایا ہے یہ سب؟“

”اور کون ہے ہماری بربادی کا ذمہ دار۔“وہ چڑ کر چائے پینے لگیں۔

”ساری دنیا بیٹیوں کی شادی کر کے پرسکون ہو جاتی ہے یہاں داماد ہی نچائے دے رہے ہیں ہمیں۔“بیچ بیچ میں انہیں یاد آتا تو وہ کلس کر بولے بنا نہ رہتی تھیں۔جبکہ مبین آفندی خاموشی سے چائے کے گھونٹ بھرتے ہوئے نا جانے کیا سوچ رہے تھے۔

☆......☆......☆

”کیا کوئی صبح اتنی حسین بھی ہو سکتی ہے؟“ملاحہ نے تنگ آ کر بے سدھ سوئے کبیر کو جگایا تو نیند بھری آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے وہ مسکرا دیا۔ملاحہ جھینپ کر اپنا ہاتھ چھڑاتی پیچھے ہٹی۔وہ فدا ہونے والی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”دو بار دروازہ بج چکا ہے۔اب میں باہر جا رہی ہوں مجھے تو شرمندگی ہو رہی ہے دس بج رہے ہیں۔“خود پر سے اس کی توجہ ہٹانے کو کہا تو وہ وقت جان کر گویا اچھل کر اٹھا۔

”اُف۔۔۔بیوی! دیر سے کیوں جگایا؟ میرا سالا اور سالی ناشتا لے کر آنے والے تھے آج“ملاحہ کو ہنسی آئی۔وہ افراتفری میں جوتے گھسیٹتا واش روم میں گھس گیا۔بستر کی چادر درست کر کے الماری میں سے کبیر کے کپڑے نکال کر بستر پر رکھے اور خود سلیقے سے سر پر دوپٹہ اوڑھتی کمرے سے نکل آئی۔پلوشہ اور زرمینے گھر صاف ستھرا کیئے اب چائے کے کپ پر خوش گپیوں میں مصروف تھی۔اٹھ کر اس سے لپٹ کر ملیں اسی وقت مہرو اور موحد بھی آ گئے۔ملاحہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی اور آنکھوں میں نمی،موحد نے صحیح معنوں میں بھائی ہونے کا حق ادا کر دیا تھا۔

”خان صاب کدھر ہیں؟“موحد نیملاحہ کا سر پیار سے تھپتھپا کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

http://kitaabghar.com

"وہ بس چینج کر کے آ ہی رہے ہیں۔" وہ مہرو سے لپٹ گ ء۔نئی نئی سوندھی سی محسوس ہوتی ملاحہ نے مہر ماہ کے دل میں اطمینان اتار دیا۔تھوڑی دیر میں فریش سا کبیر خان ان کے بیچ موجود تھا بے تکلفی سے موحد سے گلے ملتا مہر ماہ کا حال پوچھتا وہ پہلے والے کم گو کبیر خان سے بہت الگ نظر آ رہا تھا۔لوشہ اور زرمینے نے منٹوں میں ناشتے کی ٹیبل سجا دی،زرمینے کا شوہر ارباب گل اور دونوں بچے بھی موجود تھے ۔بے حد دوستانہ اور پرسکون ماحول میں گہری سانس بھرتے ہوئےمہر ماہ نے نظر بھر کر کبیر کی بات سنتے موحد کی طرف دیکھا۔خوب رو سا یہ شخص ان کی زندگیوں کو کس طرح ایک نیا رخ دے گیا تھا گھر والوں کے حالات کی طرف دیکھتی تو وہ اپنے رویے میں ظالم لگتا لیکن اگر اس کا مجموعی تاثر دیکھتی تو وہ تمام آفندیز سے الگ لگتا۔۔۔۔خیال کرنے والا نرم خو۔بے حد حساس۔

بات کرتے کرتے موحد نے اچانک ہی نگاہ اس کی طرف موڑی تو اسے منہمک انداز میں اپنا جائزہ لیتے پا کر بے اختیار مسکراہٹ پاس کی مہرو ہڑ بڑا کر اپنی پلیٹ پر جھکی اور دل ہی دل میں اس بے وقت جائزے پر خود کو لعن طعن کی۔بہت خوب صورت وقت گزار کر وہ دونوں واپس لوٹے تو مہر ماہ بہت خوش تھی۔ملاحہ نے اپنی زندگی کے لیئے بہترین ساتھی چنا تھا۔گاڑی ڈرائیو کرتے موحد نے مسکرا کر مہر ماہ کی طرف دیکھا۔

"خوش ہو۔۔۔؟"

"بہت خوش ہوں کم از کم میری بہن نے تو اپنی محبت پالی۔" مہر ماہ کہنا کچھ اور چاہتی تھی مگر یہ الفاظ جیسے پھسل کر اس کی زبان سے نکلے موحد کی مسکراہٹ سمٹی اسی وقت مہر ماہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اسے یقیناً ایسے دل دکھانے والے الفاظ نہیں کہنے چاہئیں تھے۔

اس کے ساتھ ہی مہر ماہ نے بات بدل ڈالی۔

"مجھے تو آغا جان کی فکر کھائے جا رہی ہے جب انکو کبیر اور ملاحہ کی شادی کے بارے میں پتہ چلے گا تو ان کا کیا ری ایکشن ہوگا۔"

"اب تک سب اچھا ہی ہوا ہے آگے بھی ان شاء اللہ اچھا ہی ہوگا۔" وہ مطمئن تھا۔

"اور کل ولیمہ فنکشن کا کیا بنے گا اگر امی ابو نہ آئے تو؟" مہر ماہ نے خدشہ ظاہر کیا تو موحد نے لاپرواہی سے شانے جھٹکے۔

"کسی کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا جو کام ہونا ہو وہ ہو ہی جایا کرتا ہے۔" اس کے انداز پر مہر ماہ جل کر رہ گئی۔

"تمہیں تو کسی بھی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" موحد بے اختیار مسکرا دیا اور ایک نظر اس کے تپے ہوئے چہرے پر ڈالی۔

"نہیں خیر۔۔۔فرق تو بہت پڑتا ہے مگر شاید مجھے عادت ہوگئی ہے ایسے جینے کی۔"

"ہاں بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے سب کی نیند اڑا کر خود پرسکون نیند سونے کی۔" مہرو طنز کیا تو وہ مسکراہٹ چھپا کر گویا بے یقینی سے بولا۔

"رئیلی۔۔۔؟ کیا واقعی میں نے تمہاری نیندیں اڑا دی ہیں؟"

"شٹ اپ۔۔۔ میں دوسروں کی بات کر رہی ہوں۔" مہرو نے بے رخی سے کہا تو وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے دیکھ کر معصومیت سے بولا۔

"اچھا اچھا تو تم دوسروں کی بات کر رہی ہو واقعی تم تو میری اپنی ہو نا۔" اس کی بات سن کر مہرو بدکی۔

"فضول باتیں بند کرو اور سامنے دیکھ کر گاڑی چلاؤ۔" اس نے ناگواری سے کہا۔

"عورتوں کو خوش کرنا دنیا کا سب سے مشکل ترین کام ہے" موحد نے خود کلامی کرتے ہوئے گہری سانس بھری اور سامنے دیکھنے لگا۔ اس کے اس قدر ڈھٹائی سے عورتیں کہنے پر مہر ماہ پہلو بدل کر رہ گئی مگر کوئی اعتراض کر کے وہ اسے مزید بولنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی وہ بھی اس کے بعد کچھ نہ بولا باقی کا سفر دونوں نے اپنی اپنی جگہ خاموشی سے طے کیا۔

☆......☆......☆

"مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ بدنامی آخر کب تک ہمارے ساتھ ساتھ رہے گی جس بات کو ہم اپنے گھر کی دیواروں کے کانوں سے بھی بچائے ہوئے تھے اس کا تماشا کل سارے خاندان نے دیکھ لیا۔ ہے" سہیل افندی سخت ناگواری سے کہہ رہے تھے سائرہ چچی صدیقہ تائی اور مبین آفندی خاموشی سے سن رہے تھے۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں بچیوں کی ضد نہ مانی جائے تو وہ غلط راستہ اختیار کر لیتی ہیں شکر کریں کہ ملاحہ عزت سے اپنے گھر کی ہوئی۔" سائرہ چچی نے سب کے چہروں پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے مدبرانہ انداز میں کہا۔ گویا کچھ بھی نہ کہا کچھ کہہ بھی گئے۔۔۔ تائی جان ان کے طنزیہ انداز کو سمجھتے ہوئے پہلو بدل کر رہ گئیں مگر وقت ایسا تھا کہ کچھ بول نہیں سکتی تھیں۔

"مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ آغا جان کو کیا بتائیں گے کہ ملاحہ کہاں گ ٔ۔ اپنی بیٹی کے سسرال تک سے چھپاتا پھر رہا ہوں اس خبر کو۔" سہیل آفندی کی چبھتی نگاہیں اور تمسخرانہ انداز مبین آفندی کی پیشانی چمکا گیا۔

"مجھے کیا معلوم تھا کہ بات رخصتی تک جا پہنچے گی، اور اس وقت تو تم بھی نکاح والی تجویز کے حق میں تھے۔" انہوں نے سہیل آفندی پر الزام الٹانا چاہا۔

"نکاح سنت ہے بھائی صاحب اور رخصتی فرض تھا جو آپ نے بخیر و خوبی ماشاء اللہ اپنے ہاتھوں سے ادا کیا ہے اس میں پچھتانے والی کیا بات ہے بھلا۔" ثمرہ نے اندر آتے ہوئے نرمی سے کہا تو سب کی نظروں کا مرکز بن گئیں۔ تائی جان کا تو بس نہیں چلتا تھا کہ اس عورت کو اس کے بیٹے سمیت کہیں دریا برد کر آتیں۔

"کسی کو منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑا ہمیں تم لوگوں نیاور بات کرتی ہو حقوق و فرائض کی۔" وہ جلبلا کر بولیں۔ تو ثمرہ نے تاسف سے انہیں دیکھا جو ماں تو بن گ ٔ تھیں مگر ایک ماں کی ذمہ داریاں نبھانی نہ آئی تھیں انہیں۔

http://kitaabghar.com

"اولاد کی من مرضی کا فیصلہ اگر درست ہو تو اس پر سر جھکا دینے سے والدین کی عزت بڑھتی ہے اور ذہنی سکون بھی قائم رہتا ہے بھابی! ضروری نہیں کہ ہر بار بچے غلط ہی فیصلہ کریں۔"

"بس کر دیں بھابی! ان میٹھی باتوں سے رجھا کر آپ ماں بیٹے نے ہماری برسوں کی عزت اور کمائی دونوں کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ حد ہوتی ہے ڈھٹائی کی بھی۔ خاندان بھر نے دیکھ لیا ہے کہ راتوں رات ملاحہ کو گھر کے ڈرائیور کے ساتھ رخصت کر دیا گیا ہے، کیا کیا قیافے نہیں لگائے ہوں گے سب نے۔" سہیل برہمی سے بولے تو ثمرہ نے گہری نظر سے انہیں دیکھا پھر صدیقہ بھابی کو مخاطب کر کے اونچی آواز میں بولیں۔

"اللہ کا شکر ادا کریں بھابی کہ اس نے آپ کی بیٹی کا نصیب اتنا بلند لکھا ہے کہ بیاہ کر لے جانے والا اس کو پلکوں پر بٹھائے گا اور رہی بات لوگوں کی تو ان کے پاس ایک دو دن ہی قیافے لگانے کا ٹائم ہوتا ہے بس ان کی فکر مت کریں۔ کل اپنی بیٹی کی مسکراہٹ پر غور کیجیئے گا، ویسی مسکراہٹ ہر کسی کی بیٹی کا نصیب نہیں ہوا کرتی۔" وہ سنجیدگی سے کہتی ایک غلط نگاہ سائرہ چچی پر ڈالتی چلی گئیں تو وہ دانت پیس کر پہلو بدلتی رہ گئیں۔ وہ ثمرہ کا طنز اچھی طرح سمجھی تھیں۔ اور تائی جان بھی ثمرہ کی تقریر سے متاثر ہو ہی جاتیں اگر کبیر ان کا ڈرائیور نہ رہا ہوتا اور آفندیز کے دماغوں میں حسب ونسب کا کیڑا ہر وقت کلبلاتا نہ رہتا تو۔ ابھی تو انہوں نے دل ہی دل میں ثمرہ پر لعنت ہی بھیجی تھی۔

"جو بھی ہو جائے ولیمے پر تو جانا ہی پڑے گا۔ ورنہ سارے خاندان کو مزید باتیں کرنے کا موقع ملے گا۔ جو ہونا تھا وہ تو ہو ہی چکا اب اسے اچھے سے دی اینڈ کرنا چاہیئے تاکہ کسی کے ہاتھ کوئی سرا نہ لگے حالات وواقعات کا۔" مبین آفندی بہت دقتوں سے خود کو کچھ بولنے پر آمادہ کر پائے تھے۔ تائی جان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اور اب وقت آ گیا ہے کہ اس موحد آفندی کی بساط بھی لپیٹ دی جائے۔" سہیل نے سرد مہری سے کہا تو مبین صاحب نے معنی خیز انداز میں ان کی طرف دیکھا۔

"آغا جان سے پاور آف اٹارنی لے لی جائے تو موحد آفندی یہاں سے بیدخل ہی سمجھو اس نے ہمیں جتنا ذلیل کرنا تھا کر لیا۔"

"اور وہ جو اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مہرو کو نمیر سے طلاق دلوائے گا اس کا کیا؟" تائی جان کو اپنی بربادی کی شروعات کا قصہ یاد آیا۔

"وہ سب بکواس تھی اس کی۔ اب جبکہ وہ سارا روپیہ اکاؤنٹس میں واپس ڈال چکا ہے تو نمیر کا ہے کو اس کی بات مانے گا؟" سہیل آفندی نے ہاتھ ہلا کر گویا مکھی اڑائی اور ساتھ ہی تائی جان کا دل بھی مٹھی میں جکڑا گیا۔

"فکر مت کرو کچھ نہ کچھ کر لیں گے۔ کچھ دے دلا کر معاملہ ختم کر لیں گے نمیر کے ساتھ ابھی تو فی الحال اس خبیث کو دفعان کرنا ہے اپنی زندگی سے۔ تگنی کا ناچ نچا رکھا ہے الو کے پٹھے نینا جانے کیا دشمنی نکال رہا ہے ہم سے۔" مبین صاحب نے تسلی دی تو سہیل قدرے الجھ کر بولے۔

"فاران کی جھلک تو آتی ہی نہیں اس میں غور کریں بھائی صاحب ساری کی ساری ضد اور من مانی کی عادت جیسیو قار سیمستعار لی ہے کمبخت نے۔ وہ بھی ایسا ہی خود سر تھا۔" تائی جان ان کے گہرے تجزیئے پر سر دھن کر رہ گئیں۔

☆......☆......☆

"ملی بہت خوش ہے امی! اتنی خوش جتنی کہ میں رہنا چاہتی تھی مگر رہ نہ پائی۔" مہرو نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر کہنا شروع کیا تو وہ چاہ کر بھی اس کا ہاتھ جھٹک نہ پائیں۔ اس کے لفظوں کے چناؤ نے ایک ماں کے دل کو باندھ لیا تھا۔

"کبیر کا ڈرائیور ہونا نہیں ایک اچھا انسان ہونا اہم ہے امی! آپ کا داماد آپ کی بیٹی کو زندگی کی ہر خوشی دے اس سے بڑھ کر ایک ماں کے لیئے تسلی کیا ہو سکتی ہے۔"

"لفاظی مت کرو میرے ساتھ مہرو! زندگی بھر کی کالک مل دی ہے اس لڑکی نے ہمارے چہروں پر گھر کے لوگ ہی باتیں بنا رہے ہیں باہر والوں کی تو بات ہی کیا ہو گی۔"

انہوں نے اپنا ہاتھ چھڑوا کر سرد مہری سے کہا۔

"سائرہ چچی کی باتوں میں مت آئیں۔ ایک اونچے خاندان میں زبردستی اپنی بیٹی دے کر انہوں نے کون سا سکون پا لیا ہے امی! سکون تب ملتا ہے جب بیٹی اپنے گھر میں خوش ہو سونے کے نوالوں کے ساتھ گالیاں اور کوسنے سننا ۔۔ ۔۔ یہ کہاں کا حسب ونسب ہوا؟"

"میرا سر مت کھاؤ مہرو! اور جاؤ جا کر اسی سنپولیئے کا ساتھ دو جو ہماری جڑوں میں زہر بھر رہا ہے" انہوں نے تپ کر کہا۔

"سنپولیا وہ نہیں ہے امی ہماری سوچیں ہی زہر آلود ہیں حقیقت میں۔" مہرو تلخ ہوئے۔ مگر تائی جان مزید کچھ سننے پر آمادہ نہیں تھیں تو وہ انہیں سمجھانا عبث جان کر مایوس ہو کر ان کے کمرے سے نکل آئی۔

☆......☆......☆

"کبیر واپس آیا یا نہیں؟"

موحد رات کو انہیں اخبار میں سے چیدہ چیدہ خبریں پڑھ کر سنا رہا تھا جب ایک دم سے آغا جان نے پوچھ لیا تو وہ گڑبڑا سا گیا۔۔

"جی۔۔۔ ملاقات ہوئی تھی اس سے۔"

"کس قدر بدلحاظ اور احسان فراموش نکلا بدبخت۔ رقم ہاتھ میں آتے ہی ساری وفاداری بھول گیا" آغا جان شاید دکھ کو غصے میں سمو رہے تھے موحد سمجھ کر مسکرا دیا۔ اخبار لپیٹ کر ایک طرف رکھا۔

"وہ تو آیا تھا آپ سے ملنے۔ آپ کی عیادت کرنے مگر حسب ونسب نے اسے آپ کی دہلیز پار نہیں کرنے دی۔"

"ہوں۔۔۔" انہوں نے ہنکارا بھرا اور ذرا سا گھور کر موحد کو دیکھا۔

"باتیں بہت لچھے دار کرتے ہو تم۔"

"میرا خیال ہے اسے میں اپنی تعریف ہی سمجھوں۔" وہ بیساختہ مسکرا دیا۔

"اس کم بخت نے جرات بھی تو بہت بڑی کی تھی سامنے آتا تب قتل کر دیتا اسے میں۔" وہ تنفر سے بولے۔

"کم آن آغا جان! آپ کے دوست کا پوتا ہے وہ حسب ونسب میں کم تو ہرگز نہیں تھا بس حالات سے مار کھا گیا تھا اب تو اللہ کے کرم سے وہ بہترین زندگی گزار رہا ہے ڈرائیوری کا لیبل بھی اتر چکا۔" موحد نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو انہیں غصہ آیا۔

"وہ بھی تمہاری بے وقوفی کی وجہ سے۔ ورنہ اس کی تمام عمر ہماری غلامی میں کٹتی۔" ان کی سوچ پر موحد سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

"اور نمیر والے قصے کا کیا ہوا۔۔۔؟"

"آغا جان! وہ قصہ ختم کرنا تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اسے گھر بلائیں۔۔ پوتا کہہ کر گلے سے لگائیں اور مہرو کو اس کے ساتھ رخصت کر دیں، ویری سمپل" اس نے مسکرا کر کہتے ہوئے چٹکی بجائی تو آغا جان کا چہرہ لال ہو گیا۔

"بکواس مت کرو موحد! واجب القتل ہے وہ شخص جس نے میری پوتی کی ہنستی بستی زندگی کو بربادی کی راہ پر ڈال دیا ہے۔"

"تو اب میں کیا کر سکتا ہوں پھر گن لوڈ کر دوں آپ کو؟" وہ خفا ہوا۔

"تم اس سے فوری طور پر مہرو کو نجات دلاؤ میں بہت دھوم دھام کے ساتھ تمہاری اور مہرو کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔" آغا جان کی آفر بہت پرکشش تھی مگر موحد کو یاد آ گیا۔

"آپ کی ہٹلر پوتی کی زندگی کی داستان میں میرا کہیں بھی نام نہیں ہے آغا جان! ایسا سوچیئے گا بھی مت۔" انہیں وارن کیا۔

"تم وہ کرو جو میں نے کہا ہے باقی کی ذمہ داری مجھ پر چھوڑ دو۔" وہ اب پھر سے موحد کے والہ وشیدا ہو چکے تھے۔ وہ اپنی تمام تر بدتمیزیوں اور دھوکے بازیوں کے باوجود پھر سے ان کا لاڈلا پوتا تھا جس میں انہیں اپنے دونوں بیٹوں کی جھلک نظر آتی تھی۔ جس کا سینے سے لگنا ان کے تمام زخموں کو مندمل کر دیتا تھا۔

"مگر میری بھی ایک خواہش ہے آغا جان! کہ اب کبیر کو اس کا وہ مقام دیا جائے جس کا وہ حق دار ہے۔" وہ سنجیدہ ہوا تو آغا جان نے گہری نظروں سے اس کو دیکھا۔

"کیا تم وہی کہنا چاہتے ہو جو میں سمجھ رہا ہوں؟" موحد نے ان کی نظروں میں نظریں گاڑیں۔

"ذات پات حسب ونسب۔۔۔۔ سب ختم آغا جان! اب اس کے پاس روپیہ ہے، گھر ہے گاڑی ہے دنوں میں لوگ بھول بھال گئے ہیں کہ وہ کبھی ڈرائیور تھا۔ اب تو شاید اس نے خود گاڑی چلانے کے لیئے ڈرائیور رکھ لیا ہو۔ جو لوگ آپ کے بہت قریب رہے ہوں وفادار رہے ہوں ان کو دور نہیں جانے دینا چاہیئے آغا جان! ورنہ انسان کمزور پڑ جاتا ہے۔" اس نے ان سے انہی کے انداز میں بات کی تو وہ

کچھ دیر اس کی بات پر غور کرنے کے بعد بولے۔

"واہ۔۔۔بہت ماہر ہوتے جا رہے ہو حساب کتاب میں۔"

"آپ کے اور آپ کے بیٹوں کے زیرِ سایہ بہت کچھ سیکھنے کو مل رہا ہے آغا جان!" وہ عاجزی سے کہتا ان کو اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہوا تھا۔

☆......☆......☆

میری زندگی کے مالک
میرے دل پہ ہاتھ رکھ دے
تیرے آنے کی خوشی میں
میرا دم نکل نہ جائے
تیرا حوصلہ بڑھے گا
دامن تو تھام لے گا
رکھ دوں جو ہاتھ دل پر
تیرا دم نکل نہ جائے۔۔۔

فاختہ ء اور انگوری رنگ کی لمبی کامدانی میکسی میں ملبوس ملاحہ کا ولیمے کی تقریب میں الگ ہی روپ تھا۔بات بے بات مسکراتے لب اور رخساروں پر کھلتا گلال۔۔۔وہ مجسم کبیر خان کی محبت دکھائی دے رہی تھی۔ریسیپشن پر وہ دونوں ہمقدم کھڑے مہمانوں کو ریسیو کر رہے تھے۔سب سے پہلے آنے والے مہمانوں میں موحد اور مہر ماہ تھے۔گرے ڈنر سوٹ میں موحد آفندی اگر غضب ڈھا رہا تھا تو گرے میرون کمبی نیشن کامدانی شارٹ فراک اور کیولاٹ میں ملبوس ہاتھ میں میرون کلچ تھامے مہرو کی چھب بھی نرالی تھی وہ چاروں اکٹھے اسٹیج پر آئے۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو ملی!" مہرو نے اسے پیار کیا۔

"اور تم بھی آپی! موحد بھائی کے ساتھ پرفیکٹ میچ۔" وہ جذب سے کہہ کر مسکرائی تو مہرو نے اسے گھورا جبکہ کبیر کے ساتھ بات کرتے موحد نے ملاحہ کی بات اچھی طرح سن کر ایک قدم پیچھے ہٹ کر اپنے "پرفیکٹ میچ" کو دیکھا جواباً مہر ماہ نے اسے "کیا ہے؟" والی نظروں سے دیکھا تو وہ بے اختیار مسکرا کر سابقہ پوزیشن میں واپس چلا گیا۔

آفندیز مہمانوں کے آنے سے پہلے ہی آن پہنچے۔

”خاندان والوں کے آنے سے پہلے آپ لوگ پہنچیں گے تو آپ کا خاندانی وقار بھی برقرار رہے گا امی!“ مہرو انہیں آتے ہوئے ایک بار پھر جھنجھوڑ کر آئی تھی۔ اور شاید اسی خوف کی وجہ سے وہ لوگ جلد چلے آئے۔ ثمرہ بہت پیار سے ملاحہ اور کبیر سے ملیں سلامی دی جبکہ تائی جان کا انداز روکھا پھیکا ہی تھا۔ سلامی سبھی نے مارے بندھے دے ہی دیا سی اثنا میں مہمان آنے شروع ہو گئے تو سب کے لئے ایک خوشگوار ماحول کی ایکٹنگ کرنا بہت ضروری ہو گیا۔ رشتہ داروں سے باتوں کے دوران تائی جان کی نظر بھٹک کر اسٹیج کی طرف جاتی تو ملاحہ اور کبیر کی خوب صورت جوڑی ہر بار ان کی نگاہ کو ٹھٹکا دیتی۔ مگر دل پر لگی مہریں بہت پکی تھیں ہر بار ”ہونہہ“ کہہ کر نظر پلٹا لیتیں۔

”بھئی صدیقہ! تم تو خوب صورت دامادوں میں بازی لے گئی ہو۔ لوگ شادیوں میں دلہنوں کو دیکھتے ہیں اور ہم تمہارے دامادوں کو دیکھ کر ماشاء اللہ کہہ رہے ہیں۔“ ان کی رشتے کی بے تکلف جیٹھانی رشک سے کہہ رہی تھیں۔ دل صاف ہوتا تو وہ مسکرا کر اس تعریف کو وصول کرتیں مگر دماغ میں خناس بھرا تھا سو گلے کا خلوص بھی طنز لگا جبراً مسکرائیں جیسے کسی نے کنپٹی پر بندوق تان رکھی ہو۔ آغا جان کی خرابئ طبع کے جھوٹے سچے قصے سناتی وہ اپنی عزت بحال رکھنے کے لیئے ہلکان ہو رہی تھیں۔

”میں آج امی کی طرف چلی جاؤں؟“ ملاحہ نے کھانے کے دوران کسی کی توجہ نہ پا کر کبیر سے اجازت لینا چاہی تو وہ کراہا۔

”اتنی مشکل سے تو اس طرف آئی ہو اب پھر امی کی طرف۔۔۔“ ملاحہ کو ہنسی آگئی۔ طے پایا کہ وہ کسی روز اکٹھے آفندی ہاؤس جائیں گے فی الحال مکلاوے کی اس رسم کو رہنے ہی دیا جائے کیونکہ کسی کا بھی موڈ سیدھا نہیں لگ رہا تھا فوٹو گرافر بھی سب کو مسکرانے کا کہہ کہہ کر تھک گیا۔ اور پھر جلد ہی بہانہ بنا کر سب اٹھ گئے۔

”کال آئی ہے آغا جان کی طبیعت خراب ہے“

جن رشتہ داروں نے آغا جان کی عیادت کا سوچا ان سے فی الحال معذرت کر لی گئی۔

”دل کے مریض ہیں ڈاکٹرز نے رش لگانے سے منع کر رکھا ہے“ تائی جان کے اس دبنگ جملے کے بعد کس کی مجال تھی کہ آفندی ہاؤس کا رخ بھی کرتا۔ اب دل میں سب جو بھی سوچیں ان کی بلا سے۔

☆......☆......☆

”طلال۔۔۔“ آج بہت عرصے کے بعد تزئین انسانوں والے موڈ میں لوٹی اور اسے پکارا۔ ورنہ جب سے طلال کا اس روز مہرو کی طرف دوبارہ رجحان دیکھا تو وہ اس سے کھنچ سی گئی تھی۔

اور طلال۔۔۔ اس کے دل کی تو وہ جانے یا اس کا اللہ۔ اسے تو جیسے چپ ہی لگ گئی تھی۔

”کیا محبت دوبارہ نہیں ہو سکتی؟“ تزئین کا لہجہ بھیگا ہوا تھا مگر طلال کو جھٹکا اس کے لہجے کی بجائے اس کے سوال نے لگا یا وہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگا ہر وقت نک سک سے تیار رہنے والی تزئین کب اس ملگجے روپ میں آئی طلال نے کبھی غور ہی نہیں کیا تھا۔

''جنہیں محبت نہ ملے اگر وہی قابل ہمدردی ہوا کرتے ہیں تو کیا میں تمہاری ہمدردی کے لائق بھی نہیں ہوں طلال! مجھے بھی تو تم سے محبت نہیں ملی۔''اس کی آواز رندھ گ ء۔طلال تھکی نظروں سے اسے دیکھے گیا۔

''خالی دل کسی کو محبت کیا دے گا''

''مگر اس خالی دل کو کسی اور کی محبت سے بھرا تو جا سکتا ہے نا۔'' وہ پرامید تھی گزرے وقت نے اسے احساس دلا دیا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی مخالف سمت بھاگ کر محض زندگی کو ضائع کر رہے تھے۔جو مل گیا اس کی قدر نہیں تھی اور جو کبھی نہ ملنے والا تھا اس کے پیچھے بے سود بھاگ رہے تھے۔طلال نیقدرے توقف کے بعد تکیئے پر اپنا بازو دراز کیا تو وہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا کر اس کے پہلو میں آ گ ء اور سر اس کے بازو پر رکھ لیا۔

''اب میں نے سوچ لیا ہے کہ تم سے کبھی بھی لڑائی نہیں کروں گی تا کہ جو میرا ہے وہ میرا ہی رہے'' وہ لاڈ سے بولی تو طلال کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گ ء۔

''آئم سوری۔۔۔''

تزئین نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

''میری بھی بہت سی غلطیاں ہیں طلال! میں بھی بہت شرمندہ ہوں۔مگر تم جانتے ہو کہ میں نے ہمیشہ تمہی سے محبت کی ہے'' وہ اسے مان دے رہی تھی اور یہ بات طلال سے اچھی طرح اور کون جانتا تھا سو نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا رہا مہرو کی یاد ایک بے وفا کی بیوفائی کی کسک کی صورت شاید اس دل میں ہمیشہ رہ جانے والی تھی۔طلال نے آنکھیں موند لیں۔

☆......☆......☆

ھزار راہیں مُڑ کے دیکھیں
کہیں سے کوئی صدا نہ آئی
بڑی وفا سے نبھائی تم نے
ہماری تھوڑی سی بے وفائی
ھزار راہیں مڑ کے دیکھیں......۔!!
جہاں سے تم موڑ مڑ گئے تھے
یہ موڑ اب بھی وہیں پڑے ہیں
ہم اپنے پیروں میں جانے کتنے
بھنور لپیٹے ہوئے کھڑے ہیں

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

ھزار راہیں مڑ کے دیکھیں......۔!!
کہیں کسی روز یوں بھی ہوتا
ہماری حالت تمہاری ہوتی
جو رات ھم نے گزاری مر کے
وہ رات تم نے گزاری ہوتی
ھزار راہیں مڑ کے دیکھیں......۔!!
تمہیں یہ ضد تھی کہ ھم بلاتے
ہمیں یہ امید وہ پکاریں
ہے نام ھونٹوں پہ اب بھی، لیکن
آواز میں پڑ گئی دراڑیں
ھزار راہیں مڑ کے دیکھیں......!!

آج بہت دنوں کے بعد جب وہ سونے کے لیئے لیٹی تو نمیر آفندی کے نمبر سے کال آئی۔ ایک نظر سوئی ہوئی زرنگار پر ڈال کر اس نے رنگ ٹون بند کر دی۔ مگر نمیر آفندی کا نام مسلسل اسکرین پر جگمگا رہا تھا۔ مہرماہ ساکت نظروں سے اس نام کو دیکھتی رہی بے آواز فون مسلسل تھرتھرا رہا تھا اس نے بے تاثر چہرے کے ساتھ کال اٹینڈ کر کے موبائل کان سے لگا لیا۔

''کیسی ہو؟'' دوسری طرف کا لہجہ آج سنجیدہ تھا نہ کچھ شوخی نہ شرارت۔

''کس لیے فون کیا ہے وہ بتاؤ؟'' وہ رکھائی سے بولی

''نام تو تمہارا مہرماہ ہے مگر بہت بے مہر ہو تم'' وہ بے اختیار ہی شکوہ کر بیٹھا۔

مہرماہ نے لب بھینچ کر پھر تلخی سے بولی۔

''اور میں زندگی کی بے مہری کا شکوہ کس سے کروں؟''

''تمہیں تو زندگی اب خود نوازنے کے لئے کھڑی ہے مگر تم مغرور ہوا سے لفٹ نہیں کراتیں۔ مجھے تو خود سمجھ نہیں آتی کہ

یہ جو اتنا مجھے ستاتی ہو
اتنے نخرے کہاں سے لاتی ہو

اب وہ یقیناً شرارت سے مسکرا رہا تھا مہرماہ کا تن بدن جیسے جل اٹھا اس کی زندگی کو جلتے الاؤ میں دھکیل کر وہ خوش تھا مسکرا رہا تھا۔

"تم خوش ہو سکتے ہو مسکرا سکتے ہو کیونکہ تمہیں زندگی نے کانٹوں پر نہیں گھسیٹا۔"

"واہ۔۔۔خوب۔۔۔اور یہ کہہ کسے رہی ہو وہ جو خود چودہ سالوں تک ننگے پاؤں کانٹوں پر چلتا رہا ہے۔"

"تو بدلہ لے لیا نا ان چودہ سالوں کا مجھ سے۔" وہ تلخ ہوئی۔

"میں نمیر وقار آفندی۔۔ آغا جان سے ملنا چاہتا ہوں اب وقت تم بتاؤ کہ کب؟" وہ اٹل لہجے میں بولا تو مہر ماہ ساکت رہ گئی۔

"آغا جان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" کافی دیر کے بعد وہ بولنے کے قابل ہوئی

"تو میں کیا کروں مجھے تو ان سے بدلہ لینا ہے نا۔" وہ رکھائی سے بولا۔

"بدلہ تو تم نے لے ہی لیا اب اور کیا تماشہ کرنا چاہتے ہو؟" مہرو نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"اس سارے کھیل کو انجام تک پہنچانا چاہتا ہوں۔" وہ مطمئن تھا اس کے انداز پر مہر ماہ چیخ کر رہ گئی۔

"وہ انجام میں تمہیں بتا دیتی ہوں۔" اس کا تنفس تیز تر ہوا۔

"جس طرح دنیا سے چھپ کر تم نے یہ نکاح کیا تھا اسی طرح مجھے آزاد بھی کر دو تم نے کہا تھا نا کہ تم اپنے کیے پر پشیمان ہوں اور اسکا ازالہ کرنا چاہتے ہو تو سب سے بہترین ازالہ یہی ہے۔"

اس کے بے مہر الفاظ نے نمیر کو کئی لمحوں تک خاموش کروا دیا۔

"میں آغا جان کے سامنے آ کر تمہارے ساتھ اپنے رشتے کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔"

"تم جو بھی کر و وہ تمہارا درد سر ہے میں وہی کروں گی جو میرا دل چاہے گا۔" مہر ماہ نیقطعی انداز میں کہا۔

"تم مجھ سے وعدہ کر چکے ہو۔"

"مگر میں نے تمہیں یہ بتایا تھا کہ میں نے غلطی کی جو تمہیں محبت کی بجائے نفرت اور بدلے کے لئے چنا۔ انسان ہوں نا۔۔۔ اکثر بہت قریب کی چیزیں صاف دکھائی نہیں دیتیں۔" وہ بوجھل انداز میں بولا۔

"جب اپنی حیثیت میں سامنے آؤ گے تب میرا بھی فیصلہ دیکھ لینا جس طرح تم نے سنگدل ہو کر میری زندگی کا فیصلہ کیا تھا اسی طرح میں بھی کروں گی۔"

مہر ماہ اس کی بات کاٹ کر بولی تو وہ چپ رہ گیا

"تم نے کہا تھا کہ میں اس داستان میں قابل ہمدردی ہوا تو تم میرا ساتھ دو گی تو کیا تم ازراہ ہمدردی باقی کی زندگی میرے ساتھ نہیں گزار سکتیں؟" کمال معصومیت تھی غصے میں ہونے کے باوجود مہر ماہ اش اش کر اٹھی۔

"ہاں آدھی زندگی تو میری تم ویسے ہی برباد کر چکے ہو باقی میں خود تم سے ہمدردی کر کے برباد کر لوں نمیر آفندی! مرد بنو مرد اور اپنا بدلہ پورا کرو" مہر ماہ نے تلخی سے کہتے ہوئے جیسے اسے طیش دلانے کی کوشش کی۔

http://kitaabghar.com

''بدلہ ہی تو لے رہا تھا درمیان میں یہ کمبخت دل پتا نہیں کہاں سے آ گیا اب تم خود ہی بتاؤ کہ انسان اپنے دل پر کیسے پاؤں رکھ سکتا ہے؟'' وہ کراہا۔

''ویسے ہی جیسے میں نے طلال سے شادی نہ ہونے پر رکھا تھا۔'' مہر ماہ نے برجستہ کہا تو دوسری طرف وہ گویا تڑپ ہی گیا لیٹے سے اٹھ بیٹھا۔

''تم اب بھی اس خبیث شخص کو یاد کرتی ہو؟''

''یادوں کا کیا ہے تم بھی تو تمام گلی سڑی بدبودار یادوں کو سینے سے لگائے ہوئے بدلے کی راہ پر چل رہے ہو۔''

''تم گواہ ہو مہرو میں آفندیز کی طرح سنگدل نہیں بن سکا اور تاریخ گواہ ہے کہ بڑے سے بڑے طرم خان کو کسی نہ کسی عورت کے سامنے ہی گھٹنے ٹیکنے پڑے ہیں۔'' وہ سنجیدہ بات کرتے کرتے ایک دم پٹڑی سے اترا۔

''فضول باتیں مت کرو جب سامنے آؤ گے تو میرا فیصلہ بھی سن لینا اگر آغا جان نے تمہیں زندہ چھوڑا تو۔''

''تم تو ان کی منت کر سکتی ہو کہ مجھے تمہارے لیے چھوڑ دیا جائے۔'' دوسری طرف کمال کا اعتماد تھا۔

''اتنے ہینڈسم شوہر کے لیے تو لڑکیاں خواب دیکھا کرتی ہیں۔''

''دیکھتی ہوں گی جنہیں ملتا نہ ہو گا مجھے تو ایسے ہی زبردستی کا مل گیا۔'' وہ رکھائی سے بولی تو نمیر ہنس دیا۔

''چلو ٹھیک ہے مسز! پھر ملاقات ہو گی آغا جان کے سامنے تب تم خوب تیر آزمانہ ہم جگر آزمائیں گے مگر یہ یاد رکھنا تمہیں مخالف کیمپ میں دیکھ کر دل بہت دکھے گا میرا۔''

''واہ۔۔۔ دوسروں کے دل دکھانے والوں کو اپنے دل کے دکھنے کا کتنا خیال ہے۔''

''خیال تو اب تمہارا خود سے بھی زیادہ ہے مہر! اور یہ بات اچھی طرح جانتی ہو مگر مانتی نہیں میں ساری زندگی تمہارے دی ہوئی سزا بھگتنے کو تیار ہوں۔''

مہر ماہ نے مصنوعی جمائی لی۔

''ٹھیک ہے جب تم آغا جان کے سامنے آنے کی ہمت جمع کرو گے باقی کا فیصلہ وہیں ہو گا تب تم دیکھنا سخت سے سخت سزا دونگی۔'' مہر ماہ نے طنز سے کہہ کر کال ڈراپ کر دی۔

نمیر نے گہری سانس بھرتے ہوئے موبائل کو دیکھا اور اسے تکیے کے باعث بستر پر ڈال دیا اور چت لیٹ کر چھت پر چلتے پنکھے کو دیکھنے لگا۔

اس نے کبھی زندگی میں پلاننگ کرتے ہوئے نہیں سوچا تھا کہ آفندیز میں سے کوئی لڑکی اس طرح اسے شکست دے جائیگی اور شکست بھی ایسی کہ جسے پانیکے بعد وہ مطمئن تھا شاداں وفرحاں تھا اپنی کیفیت پر وہ اتنی بار حیران ہو چکا تھا کہ اب تو بس سرنڈر کر دیا تھا۔

اس نے آنکھیں موند کر سونے کی کوشش کی تو اسے خیال آیا کہ کافی عرصے سے اسے بچپن کا وہ تنگ کرنے والا خواب دکھائی نہ دیا تھا اس کے دل کو دھکا سا لگا ایک دم آنکھیں کھول دیں۔

تو کیا محض ایک لڑکی کے لیئے۔۔۔؟

ایک سوچ اس کی انا کو تازیانا بن کر لگی۔

مگر اس لڑکی کا چہرہ چشم تصور میں جگمگایا تو وہ بے اختیار ہلکے سے مسکرا دیا اور دائیں سائیڈ پر کروٹ لے کر آنکھیں موندتے ہوئے طمانیت سے بڑبڑایا۔

ہاں۔۔۔بس ایک بہت خاص لڑکی کے لئے۔

☆......☆......☆

”ملاحہ کہاں ہے ذرا اسے بھیجو میرے پاس پورا ایک ہفتہ ہو گیا وہ لڑکی ایک بار بھی میری خیریت پوچھنے نہیں آئی۔“

تائی جان چائے لے کر آغا جان کے کمرے میں گئیں تو آگے ان کا انداز غیر معمولی تھا تائی جان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔

”جی۔۔۔وہ۔۔۔ اس کے طبیعت ذرا ٹھیک نہیں تھی۔“ وہ گڑبڑا کر رہ گئی۔

”میری طبیعت سے زیادہ تو خراب نہیں ہو گی اس کی طبیعت۔“ انہوں نے کرخفگی سے کہا تو تائی جان نے تھوک نگلی۔

”جی آغا جان ابھی تو وہ ایک دوست کی طرف گئی ہے آتی ہے تو میں اسے بھیجتی ہوں آپ کے پاس“ ان سے ڈھنگ کا بہانہ بھی نہ بنایا گیا۔

”ابھی تو اس کی طبیعت خراب تھی اور ابھی وہ دوست کے گھر جا پہنچی واہ بہت خوب وہ آتی ہے تو اسے فوراً میرے کمرے میں بھیجو۔“ سرد مہری سے انہوں نے بات ختم کرنے والے انداز میں حکم دیا تو وہ گرتی پڑتی اپنے کمرے میں آئیں آفس کال کر کے مبین صاحب کو ساری بات بتائی تو وہ بھی پریشان ہو گئے۔

”ملاحہ کو بلوا لو تھوڑی دیر کے لیئے۔“ آخری حل یہی سوجھا جو انا پر پیر رکھنے کے مترادف تھا مگر اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا تائی جان کو رونا آنے لگا۔ مگر نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کے مصداق انہیں یہ کام بھی کرنا پڑا۔ اگلے ایک گھنٹے میں ہنستی مسکراتی بے حد فریش سی ملاحہ اور کبیر وہاں موجود تھے۔ تائی جان کی تیوری پر بل پڑے۔ مگر مہرو کچھ اس قدر ان کی آؤ بھگت میں مصروف تھی کہ ان کی پیشانی کے بل شاید کسی نے گنے ہی نہیں۔

”تم اکیلی ملنے جاؤ گی آغا جان سے۔“ انہوں نے کھنکھار کر اپنی موجودگی کا احساس دلانے کی خاطر رکھائی سے کہا۔

”نہیں امی! کبیر میرے ساتھ جائیں گے۔“ وہ مسکرا کر رسان سے بولی۔ تو ان پر جیسے کسی نے کھولتا پانی ڈال دیا۔

”فضول باتیں مت کرو ملاحہ! کیوں ان کی جان لینا چاہتی ہو۔“ انہوں نے دبے لہجے میں کہا تو ملاحہ کو برا لگا۔

''تو پھر مجھے بلانے کی ضرورت ہی کیا تھی اگر اتنے ہی اعتراضات ہیں آپ کو۔''

''ڈونٹ وری ملاحہ! تم مل لوان سے۔'' کبیر نے نرمی سے کہا مگر ملاحہ کا موڈ ٹھیک نہ ہوا۔

''اوہو۔۔۔ بڑے بڑے لوگ آئے ہوئے ہیں آج تو۔'' موحد مسکراتا ہوا آیا تو کبیر سے معانقہ کیا ملاحہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔ تائی جان نے نفرت سے اسے دیکھا یہی شخص اس گھر کا شیرازہ بکھیرنے کا باعث تھا۔

''آغا جان سے ملے نہیں تم لوگ۔۔۔؟'' وہ پوچھ رہا تھا۔

''این اوسی ملے تو نا'' ملاحہ نے سر جھٹکا۔ کچھ سوچ کر موحد اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں دیکھ کر آتا ہوں آغا جان جاگ رہے ہوئے تو بلالوں گا تمہیں۔''

فرزین محبت بھرے انداز میں سجی سنوری ملاحہ کا ہاتھ تھامے بیٹھی تھی۔ اس کے پاس اپنی دوست سے کرنے کے لیئے ڈھیر ساری باتیں تھیں۔

سائرہ چچی تو بس نظروں ہی نظروں میں ملاحہ کے کپڑے اور جیولری کا جائزہ لے رہی تھیں کبیر کے لیئے کسی کے پاس لفٹ نہ تھی۔ مگر ملاحہ فرزین اور وہ آپس کی خوش گپیوں میں اس طرح مصروف تھے کہ تائی جان بس دانتوں پر دانت جمائے بیٹھی ہوئی تھیں۔

''یہ لیں جی۔۔۔۔ میں نے سوچا کہ اسپیشل مہمانوں سے ملوانے کے لیئے آغا جان ہی کو لے آیا جائے'' آغا جان کو وہیل چیئر پر بٹھائے موحد خوش دلی سے کہتا لاونج میں داخل ہوا تو اندر قیامت خیز خاموشی چھا گئی۔

کبیر اور ملاحہ کو ایک ہی صوفے پر بے تکلفی سے بیٹھے دیکھ کر آغا جان کے تاثرات یک لخت بدلے۔ ملاحہ سر پر دوپٹہ اوڑھتی ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھی کبیر بھی اس کی تقلید میں اٹھ کھڑا ہوا۔ آغا جان دنگ سے ساری صورت حال کو دیکھ رہے تھے اور تائی جان کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا۔ ایک واحد موحد آفندی تھا جس کے ہونٹوں پر پرسکون سی مسکراہٹ تھی۔

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔ بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

بہترین نئے اُردو ناول پڑھنے کیلئے وزٹ کرتے رہیں --- http://kitaabghar.com

تائی جان کا دل جیسے کسی نے شکنجے میں کس دیا ہو آغا جان کے چہرے پر کبیر کو دیکھ کر زلزلے کے سے تاثرات اتر آئے۔اور سب سے بڑھ کر ملاحہ کے ساتھ اتنی بے تکلفی سے ایک ہی جگہ بیٹھے ہونا۔

"یہ۔۔۔کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟" انہوں نے حد درجہ بے یقینی سے پوچھا تو آواز سے رعب مفقود تھا۔

شدید صدمے کی پہلی سیڑھی بے یقینی ہی ہوا کرتی ہے وہ بھی اسی سیڑھی پر تھے۔تائی جان نے سراسیمگی کی کیفیت میں گھر کر موحد کو دیکھا شاید وہ بات سنبھال لے۔مگر اس نے دائیں ابرو کو ہلکی سی جنبش سے کھینچ کر جیسے حیرت سے پوچھا ہو۔۔۔اب میں انہیں کیا بتاوں؟ وہ اس سے کسی بھی کمینگی کی امید رکھ سکتی تھیں ان کا دل آنے والی ساعتوں کے بارے میں سوچ کر ڈوبا۔

"اسلام علیکم آغا جان! میں آپ کی عیادت کے لیئے ہی حاضر ہوا تھا۔" کبیر نے شائستگی اور روائیتی مسکراہٹ کے ساتھ وضع داری نبھائی آغا جان نے تپتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر ملاحہ کو۔

"السلام علیکم آغا جان" ملاحہ کا دل ڈوب ڈوب کر ابھر رہا تھا۔مدھم لہجے میں کہا تو آغا جان نے ہنکارہ بھرتے ہوئے محض تیز نظروں سے اسے دیکھا۔اور پھر بطور خاص تائی جان کو گرج دار آواز میں مخاطب کیا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے صدیقہ! یہاں کیا کھیل چل رہا ہے؟"

تائی جان کا خون ایک پل میں خشک ہوا۔انہیں لگا وہ قیامت تک ایک لفظ بھی نہ بول پائیں گی۔

"یہ کیا بتائیں گی آغا جان! ان میں اتنی ہمت کہاں میں آپ کو بتاتی ہوں کہ آپ کی ناک تلے کیا گل کھلائے جا رہے ہیں" سائرہ چچی نے جس طرح ڈنکے کی چوٹ پر اونچی آواز میں کہا اس پر صدیقہ بیگم نے جھٹکا کھا کر بے یقینی سے ان کو دیکھا شاطرانہ انداز میں اپنے مہرے آگے لانے والی یہ ساری عمر کی دبوسی عورت۔۔۔۔جنہیں صدیقہ بیگم نے کبھی کچھ نہیں سمجھا تھا آج کیسے پینترا بدل کر سامنے آئی تھی۔

"نکاح پڑھوا دیا ہے انہوں نے ملاحہ کا کبیر کے ساتھ" چچی جان نے لطف لیتی نظروں سے باری باری آغا جان کے اڑی رنگت والے چہروں کو دیکھتے ہوئے دھاکہ کیا تو وہ دنگ سے صدیقہ بیگم کو دیکھنے لگے۔

"وہ۔۔۔آغا جان۔۔۔۔مردوں نے طے کی ساری بات۔۔۔۔بچے راضی تھے تو۔۔۔" ان سے لڑکھڑاتی زبان سے کوئی بہانہ نہ بن پایا تھا۔

"کیا بکواس کر رہی ہو۔۔۔یہ سب کیا ہے صدیقہ؟"

"جی آغا جان! چچی جان سچ کہہ رہی ہیں" مہر ماہ نے ہمت کی تھی۔

"نکاح کر دیا ہے؟ دماغ تو ٹھیک ہے تم سب کا یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے آغا ذوالفقار کی نسل۔۔۔ہمارا خون اتنا سستا تھا کہ اس میں تم لوگوں نے کمیوں کے خون کی ملاوٹ کر ڈالی آغا جان گرج رہے تھے۔

''نکالو۔۔۔میں کہتا ہوں نکالو اسے یہاں سے۔دفع ہو جائے یہ میری نظروں کے سامنے سے''وہ کبیر کی طرف اشارہ کر کے اتنی زور سے چلائے کہ حلق میں خراشیں پڑ گئیں اور کھانسی چھڑ گئی۔ملاحہ نے کچھ کہنے کو لب کھولے مگر کبیر نے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔آغا جان پھر سے کف اڑاتے ملاحہ کی طرف اشارہ کرتے صدیقہ بیگم کو کہہ رہے تھے۔

''اور تم باندھ کر اندر ڈالو اپنی بیٹی کو۔شام سے پہلے طلاق لو اس شخص سے''ملاحہ نے بے اختیار حلق سے امڈتی چیخ پر قابو پاتے ہوئے لبوں پر ہاتھ رکھا اور بے اختیار دوسرے ہاتھ سے کبیر کا بازو گرفت میں جکڑ لیا۔اتنی پریشانی کے عالم میں بھی کبیر خان کے دل میں سکون کی لہر سی دوڑ گئی۔وہ اس کے ساتھ تھی اور اسی کی رہنے والی تھی۔

''ملاحہ کی شادی کبیر کے ساتھ ہو چکی ہے آغا جان! جو ہونا تھا سو ہو چکا اس لئے آپ ان دونوں پر کسی صورت زبردستی نہیں کر سکتے''موحد نے سرد مہری سے موقف پیش کیا۔

''تم اس معاملے میں مت پڑو موحد!''

آغا جان نے اس کو تنبیہہ کی۔

''کبیر اب اس گھر کا داماد ہے آغا جان! اگر آپ اس کو یہاں سے نکالیں گے تو میں بھی اس کے ساتھ جاؤں گی''ملاحہ نے بڑی جرات کی تھی لہجہ باادب مگر دھیما اور بے خوف تھا۔

کبیر،موحد اور ثمرہ چچی کے ساتھ نے اسے بہت ہمت دی تھی۔آغا جان اپنے بال نوچنے کو ہو گئے۔انہیں آج اپنی معذوری کا صحیح معنوں میں احساس ہو رہا تھا۔

''تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی دوبارہ اس دہلیز پر قدم رکھنے کی۔نکل جاؤ میرے گھر سے۔اور آئندہ کے لیئے اس گھر کے دروازے بند ہیں تم پر سمجھیں۔''وہ ملاحہ پر غرائے۔

''اور صدیقہ! تم بھی سمجھ لو کہ تمہاری ایک ہی بیٹی تھی''

ان کی بات سن کر جہاں سائرہ چچی کے دل میں سکون کی لہر اٹھی وہیں بہت سے دل بے سکون ہو گئے۔ملاحہ نم آنکھوں سے سب کو دیکھتی کبیر کا ہاتھ تھامے جیسے آج اس گھر سے رخصت ہوئی تھی۔تائی جان آنکھوں میں آنسو بھر لائیں۔

''میں تو کسی بھی طور اس شادی پر راضی نہیں تھی آغا جان! آپ اس موحد اور اس کی ماں سے کیوں نہیں پوچھتے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا کھیل کھیل رہے ہیں پہلے انہوں نے نمیر کا ساتھ دیا اور اب کبیر کا دے رہے ہیں تباہی ہوئی تو صرف ہمارے گھر کی۔''

آغا جان نے لال ہوتی آنکھیں موحد کی طرف اٹھائیں۔

''سن رہے ہو نا تم۔تمہاری محبت اور تم پر اندھے اعتماد نے مجھے یہ دن دکھایا ہے کہ میرا گھر بربادی کے دہانے پر کھڑا ہوا ہے۔''

''میں نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے کچھ آپ سے چھپایا ہے اور نہ کسی اور سے۔فیصلے کا اختیار آپ کے پاس ہے جو

http://kitaabghar.com

چاہے کریں۔"موحد کا اعتماد قابل دید تھا۔

"تم نے ابھی صرف میری محبت دیکھی ہے موحد۔نفرت کروں گا تو سہہ نہیں پاؤ گے"

"چودہ سال کی عمر میں ایک جھلک دیکھی تھی آغا جان! آج تک داغ داغ سینہ لیئے پھر رہا ہوں" وہ عجیب سے لہجے میں بولا۔تو انہوں نے سر جھٹکا۔

"اور تم۔۔۔ذرا اپنے شوہر کو گھر بلاؤ۔مجھے پتا تو چلے کیا کیا کھیل شروع کر رکھے ہیں تم لوگوں نے میری ناک تلے"انہوں نے آج پہلی بار تائی جان کو اتنی حقارت سے مخاطب کیا تھا۔

"صرف یہی نہیں یہاں موجود سبھی لوگ ان سازشوں میں شریک ہیں آغا جان! آپ سہیل سے پوچھ لیں سب کیا دھرا موحد کا ہی ہے" سائرہ چچی نے کڑی نظروں سے سینے پر بازو لپیٹے ٹھنڈے ٹھار کھڑے موحد کو دیکھا۔مہرو کی تو زبان ہی تالو سے چپکی ہوئی تھی۔آغا جان نے بے یقین مگر شاکی نظروں سے موحد کو دیکھا۔وہ بالکل خاموش تھا نہ کوئی وضاحت نہ صفائی۔

"سہیل اور مبین کو بلاؤ فوراً اور سب میرے کمرے میں آؤ" آغا جان نے گرجدار لہجے میں کہا اور بٹن دبا کر وہیل چیئر کا رخ موڑا موحد نے بے اختیار وہیل چیئر کی پشت تھامنا چاہی تو وہ کڑوے لہجے میں اسے ٹوک گئے۔

"ابھی آغا ذوالفقار اتنا کمزور نہیں ہوا کہ تم لوگ اسے اپنے اشاروں پر نچا سکو" وہ خود کار وہیل چیئر کا بٹن دباتے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔موحد شانے اچکا کر رہ گیا۔

"واہ۔۔۔بہت خوب سائرہ! مسکینیت کا چولا اتار کر بہت اچھی طرح شکل دکھائی ہے تم نے اپنی" آغا جان کے جاتے ہی تائی جان بل کھا کر سائرہ چچی پر الٹیں۔

"کل کا پتا چلتا آج پتا چل گیا اچھا ہو گیا نا" وہ بڑی بہادر بنی ہوئی تھیں۔تائی جان کا دل چاہا تھپڑوں سے ان کا منہ لال کر دیں۔مہرو نے آگے بڑھ کر ماں کے کندھوں پر ہاتھ جما کر دھیرے سے دبایا اور ان کی آنکھوں میں دیکھ کر تنبیہی انداز میں بولی۔

"جو ہو چکا وہ کسی کے کہنے یا چپ رہنے سے بدل نہیں سکتا امی! آپ بے فکر رہیں عزت سے رخصت کیا ہے ہم نے ملاحہ کو"

"ہنہ......ایک ڈرائیور کے ساتھ" سائرہ نے تنفر سے طنز کیا۔

"جس محبت اور خلوص سے وہ ملاحہ کو لے گئے ہیں وہ بھی دنیا نے دیکھ لیا ہے سائرہ! اب بس کر دو تم لوگ اور دولت اور منصب کے بے مقصد دائروں سے باہر نکل آؤ یہاں عام انسان بھی بستے ہیں جن کے گھر نہ سہی مگر دل بہت بڑے اور خوب صورت ہیں" ثمرہ چچی نے تادیبی انداز میں کہا مگر ادھر اثر ہی کسے تھا۔جب کہ تائی جان مبین صاحب کو فون کرتے ہوئے مسلسل سائرہ اور سہیل آفندی کی متوقع چال کے بارے میں سوچ رہی تھیں۔سائرہ کی اتنی بہادری بے وجہ نہیں تھی یقیناً ان کی پشت پر سہیل افندی کھڑے تھے۔

☆......☆......☆

زور سے دروازہ کھول کر وہ اس کے کمرے میں آئی تھی۔موحد لیٹے سے بے اختیار چونک کر اٹھ بیٹھا۔

''الٰہی خیر۔۔۔میں سمجھا زلزلہ آ گیا ہے'' وہ بے اختیار بولا پھر گہری سانس بھر کر قدرے توقف سے اضافہ کیا ''اور ٹھیک ہی سمجھا تھا''

''یہ کیا تماشا شروع کیا ہوا ہے تم نے کیوں تم آغا جان کو وقت سے پہلے مارنا چاہتے ہو؟''

مہر ماہ نے غصے سے کہا تو اس نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے حیران ہونے کی اداکاری کی۔

میں۔۔۔؟ میں نے بھلا کیا کیا ہے میں تو ان کو کبیر اور ملاحہ سے ملوانے کے لئے لایا تھا تائی جان تو کبھی بھی ان کو ملنے کی اجازت نہ دیتیں۔اوپر سے جو ڈرامہ شروع کیا گیا وہ سائرہ بیگم کا لکھا ہوا تھا''

''تم اچھی طرح جانتے تھے کہ آغا جان کبیر اور ملاحہ کی شادی سے بے خبر ہیں''

''شاباش۔۔۔۔کتنی عقلمند بیوی ملی ہے مجھے'' موحد نے بے اختیار تالی بجائی تو مہرو کی رنگت سرخ پڑی۔

''یعنی کہ وہ ساری عمر ملاحہ اور کبیر کی شادی سے بے خبر ہی رہتے اور کل کو انکے بچوں کو ہمسایوں کے بچے سمجھتے رہتے واہ'' وہ سر دھن رہا تھا۔

''اگر انہیں اس اچانک خبر سے دھچکا لگ جاتا تو ان کی جان کو خطرہ بھی ہوسکتا تھا'' مہر ماہ کو غصہ اسی بات کا تھا۔

''او جانے دو یہ سب ڈرامابازی ہے کوئی کچھ نہیں ہوتا ان کی جان کو تم نے دیکھا نہیں سارا قصہ جان کر بھی وہ کیسے سب کو لائن حاضر کر رہے ہیں اصل میں وہ اپنی طاقت سے واقف ہیں'' موحد نے لاپرواہی سے کہا تو مہر ماہ کو اور غصہ آیا۔

''اپنی طاقت سے تو واقف ہی ہیں مگر تمہاری چالبازیوں کے بارے میں تو میں اب ان کو بتاوں گی''

''میں نے کیا ہی کیا ہے؟'' وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔

''شرم کر و ابھی اور کچھ کرنے کی کسر باقی رہتی ہے'' مہر ماہ نے دکھ اور تاسف سے کہا۔

''لیکن اتنا یاد رکھنا ہے اگر تمہارے کسی عمل کی وجہ سے آغا جان کو کوئی نقصان پہنچا تو میں تمہیں ساری زندگی معاف نہیں کروں گی'' وہ اٹھ کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

''ہاں میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم ساری زندگی مجھے معاف نہ کرو'' وہ بوجھل لہجے میں بولا تو مہر ماہ نے تنک کر کہا

''یعنی تم انہیں نقصان پہنچانا چاہتے ہو''

''نہیں۔۔۔۔اس جملے کا دوسرا نکتہ دیکھو میں ساری زندگی تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں''

وہ برجستہ بولا تو مہر ماہ کی سر پر لگی تلووں پر جا بجھی۔

''مجھے کیا اتنا ہی بے وقوف سمجھا ہے کہ میں اپنے خاندان کے دشمن کے ساتھ ساری زندگی گزار دوں گی''

''مجھے دشمنی ہی تو نبھانی نہیں آئی بیچ میں یہ کمبخت دل آ گیا'' وہ بے ساختہ بولا۔

''بس کرو یہ ڈرامابازی دشمنی ہی تو نبھائی ہے تم نے۔وہ بھی دل سے۔'' مہر ماہ نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''دشمنی نبھاتا ہوں تو تمہیں غصہ آتا ہے محبت کی بات کرو تو وہ تمہیں ڈرامہ بازی لگتی ہے'' وہ بڑے افسوس سے کہہ رہا تھا

''جبکہ ادھر اپنا وہ حال ہے کہ

ایک شہزادی ہے سرد مزاج کہانی میں!!!!

ایک شہزادہ ہے جو دل سے اس پہ مرتا ہے

وہ اس قدر برجستگی سے بولا کہ مہر ماہ کی رنگت تپ گئی۔

''شٹ اپ۔۔۔میری تمہاری نہ کوئی کہانی تھی اور نہ کبھی ہوگی تم میری زندگی کی کہانی میں آنے والے ایک اتفاقی کردار ہو جس کی نہ کوئی اہمیت ہوتی ہے اور نہ ہی قدر''

بمشکل اپنے لہجے پر درشتگی کا خول چڑھاتی وہ آفندیز جیسے پر تنفر لہجے میں بولی تو موحد نے بے اختیار اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

''مگر میں چاہتا ہوں کہ میں ساری زندگی تمہارے ساتھ گزاروں بے شک تم کبھی مجھے معاف نہ کرو'' وہ بوجھل لہجے میں بولا تو مہر ماہ کی جیسے سانس تک رک گئی۔

''مجھے تم سے زیادہ اپنے گھر والے پیارے ہیں اور میری طرف سے تم کسی خوش فہمی کا شکار مت رہنا میں جب بھی اپنی زندگی کا کوئی فیصلہ کروں گی موحد آفندی کا اس میں نام تک نہ ہوگا'' اس کے ہاتھوں کی گرفت سے اپنے ہاتھوں کو کھینچ کر نکالتے ہوئے وہ لرزتی پلکوں اور کمزور لہجے کے ساتھ بمشکل بولی۔

''اب یہ مت کہنا کہ تمہیں نمیرا فندی سے محبت ہوگئی ہے'' وہ بے یقینی سے بولا تو اس کی بات سن کر مہر ما بدک گئی۔

''میری زندگی میں تو دونوں ہی دھوکا بن کر آئے ہیں''

''بعض اوقات دھوکے میں لپٹی زندگی بہت خوبصورت ہوتی ہے'' موحد نے اسے یقین دلانا چاہا۔

''نفرت ہے مجھے دھوکے بازوں سے اور تم لوگوں نے اپنے بدلے کے لیے جتنا خراج میری زندگی اور خوشیوں سے وصول کیا ہے اس کا بدلہ اس زندگی میں تو نہیں چکا سکتے تم لوگ۔اور ذرا حقیقت کھلنے دو۔آغا جان سے بندوق لے کر ایک گولی میں خود ماروں گی تمہیں'' مہر ماہ نے بمشکل اپنی آنکھوں کی نمی کو پیچھے دھکیلتے ہوئے تلخی سے کہا تو وہ چپ سا ہوگیا مہر ماہ جیسے آئی تھی ویسے ہی کمرے سے نکل گئی۔

☆......☆......☆

آغا جان کی گرج آج آفندی ہاؤس کے درودیوار ہلا رہی تھی۔

''عاق کردوں گا میں تم جیسی ناخلف اولاد کو'' وہ مبین آفندی کے ٹکڑے کرنے کو راضی تھے ایک ڈرائیور کو دامادی میں لینا ان کا ناقابل معافی گناہ بن چکا تھا۔

"سہیل سے مشورہ کیا تھا میں نے......" وہ ہکلائے تو سہیل آفندی نے سرد مہری سے کہا۔

"اپنی کرنی مجھ پر مت ڈالیں بھائی صاحب! بیٹی آپ کی فیصلہ آپ کا۔ آپ تو بھابی کی اجازت کے بنا تھوکتے بھی نہیں" مبین آفندی نے تھوک نگلی۔

"موحد کا قصور ہے سارے کھیل میں آغا جان!" آخر کار انہوں نے راز فاش کر ہی دیا۔ "اس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ شادی ہو گئی تو وہ نمیر کے اکاونٹ سے سارا روپیہ واپس لوٹا دے گا اور اس نے ایسا ہی کیا" موحد خاموش بیٹھا رہا صوفے میں دھنسا ٹانگ پر ٹانگ جمائے بے نیاز۔ مہرو نے اس پر سلگتی نگاہ ڈالی اور وہ جیسے اپنا من پسند ڈرامہ دیکھ رہا ہو بیٹھ کر خبیث انسان۔

"اور تم۔۔۔ روپوں کے لالچ میں ذلالت کے اس گڑھے میں اتر گئے روپیہ تو ویسے بھی نکلوا لیتے ہم اس ذلیل شخص سے۔" وہ دھاڑے تھے۔

"بینک میں سارا پیسہ واپس آ چکا ہے آغا جان!" وہ دبے لہجے میں بولے۔

"بیٹی تو چلی گئی نا" آغا جان کا دکھ میں لپٹا لفظوں کا خنجر سیدھا مبین آفندی اور تائی جان کے دل میں گڑ گیا۔

"موحد! کیوں کیا تم نے ایسا۔۔۔؟ تم نمیر کے ساتھ ملے ہوئے ہو یا اس نے کبیر کو اپنا کھلونا بنا رکھا ہے صاف اور سیدھی بات بتاؤ" آغا جان کے لب و لہجے میں خون جماتی سرد مہری تھی ثمرہ چچی نے بے اختیار موحد کو دیکھا وہ گہری سانس بھرتا سیدھا ہو بیٹھا۔ پھر اس نے ہلکے سے مسکرا کر آغا جان کو دیکھا۔

(ایک یہی "جن" ہے جو ایسی سچویشن میں بھی آغا جان کے سامنے مسکرا سکتا ہے) مہر ماہ کو جھرجھری آئی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے آغا جان! کبیر کا پروپوزل آیا تھا ملاحہ کے لیئے تایا جان کو پسند آیا ہو گا انہوں نے ہاں کر دی۔ اور جہاں تک بات ہے نمیر کی۔۔۔" وہ روانی سے بولتے ہوئے رکا۔ ایک نظر تائی جان کے پہلو میں بیٹھی مہرو پر ڈالی۔ اس کی عجیب سی مسکراہٹ نے مہرو کا دل دھڑکایا۔

"تو اس سے روپیہ واپس نکلوانے کا سارا کریڈٹ مہرو کو جاتا ہے اس کی ایک کال پر اس مرد مجاہد نے سارا پیسہ واپس ہمارے اکاؤنٹس میں ٹرانسفر کروا دیا" مہرو اور باقی سب کو چار سو چالیس وولٹ کے کرنٹ سے اتنا شدید جھٹکا نہ لگتا جتنا شدید جھٹکا اس سفید جھوٹ سے لگا۔ مبین آفندی نے بے یقینی سے مہر ماہ کو دیکھا۔

"تمہارا رابطہ ہے اس سے؟"

مہرو کی پیشانی چمکی سب کی نظریں اس پر تھیں۔

"وہی۔۔۔ کبھی کبھار کی کال۔۔۔ آغا جان نے کہا تھا کہ اسے کسی طرح ملنے کے لیئے آفندی ہاؤس بلانا" وہ ہکلائی موحد کے ہونٹوں پر محظوظ کن سی مسکراہٹ پھیلی۔

"تم۔۔۔مبین آفندی! اپنا بوریا بستر اٹھاؤ اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔تم اب ہمارے ساتھ رہنے کے قابل نہیں رہے۔اچھوت ہو چکے ہو اس ڈرائیور کو فرزندی میں لے کر" آغا جان نے حکم دیا تو مبین آفندی ہل کر رہ گئے۔

"وہ مارا۔۔۔"موحد نے اطمینان سے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔پہلی وکٹ گر گئی تھی۔مہر ماہ نے دکھ سے آنکھیں میچیں۔

"آغا جان!"مبین آفندی گنگ ہو گئے۔آغا جان اس وقت وہی آغا ذوالفقار لگ رہے تھے جن کے رعب اور دبدبے سے آفندی ہاؤس کے در و دیوار بھی کانپا کرتے تھے۔

"اور سہیل! کل صبح ہوتے ہی اس عورت کو بھی گھر سے باہر نکال پھینکو۔میں دیکھتا ہوں کہ کیسے وہ ذلیل شخص سامنے نہیں آتا۔"

ان کے اگلے حکم نے موحد کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے پر مجبور کر دیا ان کا اشارہ یقیناً زرنگار کی طرف تھا۔

"آغا جان! کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔اس سارے معاملے میں ان کا کیا قصور ہے۔ماضی میں کی گئی ناانصافی کا مداوہ کرنے کی بجائے آپ پھر سے وہی کہانی دہرا رہے ہیں"وہ سخت لہجے میں گویا تھا۔

"اس بیچاری عورت کا یہ قصور ہے کہ اس نے ایک سنپولیا پیدا کیا ہے جو ہمارے خاندان کی جڑوں میں زہر بھر رہا ہے" آغا جان نے نفرت سے لفظوں کو چباتے ہوئے کہا۔

"اور تم۔۔۔اس گھر کی عزت کو ٹھیس پہنچائی ہے تم نے موحد! تمہاری ہمت کیسے ہوئی کبیر کا ساتھ دینے کی"

"کوئی گرا پڑا شخص نہیں ہے وہ آغا جان! اور ملاحہ اپنے والدین کی رضامندی سے رخصت ہوئی ہے اس کے ساتھ" موحد کا لب ولہجہ بھی بے مروتی کی حد کو چھو رہا تھا۔

"اس گھر کی بنیادوں کو ہلانے میں کسر تو تم نے بھی کم نہیں اٹھا رکھی صاحبزادے!"سہیل آفندی نے موحد پر کڑی نگاہ ڈالی۔

"اگر وقار کا بیٹا اس گھر کے لیئے سنپولیا بنا ہے تو کم نقصان تم نے بھی نہیں پہنچایا"وہ تلخی سے حقیقت بتا رہے تھے۔

"آغا جان! قصور نمیر آفندی کا ہے تو سزا بھی اسی کو ملنی چاہیئے۔میں اس سے بات کروں گی تو آپ دیکھیئے گا وہ سر کے بل آپ کے پاس آئے گا"مہر ماہ نے موحد کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھتے ہوئے بڑے یقین سے آغا جان کو کہا تو انہوں نے ہنکارہ بھرا۔

"دو دن تک کا وقت ہے تمہارے پاس۔اس کے بعد دھکے دے کر نکلوا دوں گا میں اس عورت کو گھر سے۔۔۔آر یا پھر پار بلاؤ اس کمینے کو ذرا حصہ تو دوں جائیداد میں سے اسے میں"

آغا جان نے درشت لہجے میں کہتے ہوئے ان سب کو وہاں سے جانے کا کہا مگر سہیل افندی کو وہیں روک لیا۔

یقیناً شطرنگ پر بچھی پہلی بساط لپیٹ دی گئی تھی اور نئے کھلاڑی اب نئی بساط بچھا کر نئی چال چلنے کی تیاری میں تھے۔موحد کا ذہن سنسنا رہا تھا۔

☆......☆......☆

"مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ ہمارے ساتھ ہو کیا رہا ہے ہمیں تو ان گناہوں کی سزا مل رہی ہے جو ہم نے کیئے ہی نہیں" تائی جان نے کمرے میں آ کر رونا شروع کر دیا۔ آغا جان کا حکم سن کر وہ شاکڈ تھیں۔

"ابھی بھی آپ کو سمجھ نہیں آ رہی کہ ہمارے گھر کا شیرازہ کیوں بکھر رہا ہے اور کس گناہ کی سزا مل رہی ہے ہمیں" مہرو نے متاسفانہ نظروں سے ماں کو دیکھا تو انہوں نے نگاہ چراتے ہوئے بھرائے لہجے میں کہا۔

"ہر گھر میں سسرالی جھگڑے ہوتے ہیں۔ مگر ایسی تباہی کی آندھی نہیں پھرتی ہو گی کسی گھر" وہ اللہ سے بھی شکوہ کناں تھیں۔

"اللہ ہی جانے" مبین صاحب نے آہ بھری وہ بھی سخت ٹینشن میں تھے۔ مہر ماہ نے بمشکل ضبط کیا۔

"اللہ ہی تو جانتا ہے۔۔۔ اور بے شک وہ بہتر جاننے والا ہے۔ اور جب وہ انصاف کرنے پر آتا ہے تو اس کے دونوں پلڑے ایک برابر ہوتے ہیں امی! پھر ایسی ہی تباہی پھرا کرتی ہے"

"تم کیا طنز کرنے بیٹھ گئ ہو ایسا کون سا گناہ عظیم کر دیا ہے ہم نے۔" تائی جان سے برداشت نہ ہوا تو وہ تیز لہجے میں بولیں۔

"اب تم لوگ نئی بحث مت شروع کر دینا۔ پہلے ہی سر درد سے پھٹ رہا ہے" مبین صاحب کو ان کی آوازیں بھی اچھی نہیں لگ رہی تھیں۔ مگر مہر ماہ انہیں نظر انداز کرتے ہوئے ماں کے پاس آ بیٹھی اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

"امی! کیا آپ کو واقعی اپنا کوئی گناہ یاد نہیں؟" بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھا تو وہ دم بخود سی اسے دیکھنے لگیں۔ پھر بامشکل بولیں

"کیا بکواس کر رہی ہو؟"

"آپ نے چودہ برس پہلے کسی بے گناہ پر بہتان لگایا تھا۔۔۔ بدکرداری کا بہتان امی! گناہ عظیم۔۔۔ اور پھر ایک یتیم بچے کو دھکے دے کر اس گھر سے نکلوایا" وہ نم آنکھوں کے ساتھ بولی پھر مبین صاحب کی طرف نظر اٹھائی جو صدیقہ بیگم کی ہی طرح دم بخود تھے۔

"آپ کو پتا ہے نا کسی پر بہتان باندھنا کس قدر عظیم گناہ ہے۔ اور ابو آپ نے ہر قدم پر امی کا ساتھ دیا۔۔۔ کیا یہ سب قدم گناہ نہ تھے۔۔۔؟ میرا انکاح پر نکاح کرنا کیا آج بھی آپ کو گناہ نہیں لگتا۔۔۔؟ اور کیا اب بھی آپ کو اللہ سے یہ سوال پوچھنے کی ضرورت ہے کہ ہم ہی کیوں ان آزمائشوں کے لیئے؟"

"ایک طوائف کو طوائف کہنا کوئی گناہ نہیں" صدیقہ بیگم نے اپنی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی۔

"وہ طوائف جو شرافت کی زندگی بسر کرنا چاہتی تھی لیکن آپ لوگوں نے اس کو اس کی اس خواہش پر شرمندہ کر دیا آپ لوگوں کے نزدیک تو پھر ایک کافر کو کبھی مسلمان ہونے کی اجازت ملنی ہی نہیں چاہیے" مہر ماہ نے طنز کیا۔

"اس گھر میں آغا جان کے بنائے ہوئے اصول چلتے ہیں تم یہ بات اچھی طرح جانتی ہو صرف میرے کہنے سے کچھ نہیں ہوا تھا" صدیقہ بیگم نے کمزور لہجے میں اپنا دفاع کیا۔

"اللہ کا واسطہ ہے امی! اب تو اپنی غلطی مان لیں گناہ کا خود سے اعتراف کرنا بھی توبہ کی پہلی سیڑھی ہے۔" مہر ماہ نے عاجز آ کر کہا۔

http://kitaabghar.com

''اب ان ساری باتوں کا کیا حاصل؟''مبین صاحب نے پھیکے لہجے میں کہا تو ان کے لب و لہجے میں درد آئی تبدیلی کو محسوس کرتے ہوئے مہر ماہ نے جلدی سے کہا۔

''اپنی غلطی کو مان لینا اور اسے سدھارنے کی کوشش کرنا کبھی بھی غلط نہیں ہوتا اور نہ ہی اس میں کوئی دیر ہوتی ہے توبہ کا در تو ہمیشہ کھلا رہتا ہے ابو!''

''اچھا اب جاؤ اور دماغ خراب مت کرو تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے غلطی صرف ہماری ہی ہے''صدیقہ بیگم نے اسے ٹالنا چاہا۔

''ہماری ہی ہے اسی لئے تو پکڑ میں بھی ہم ہی آئے ہیں امی!''اس لیے اس نے بھیگی ہوئی آواز میں کہا اور گہری سانس بھرتی اٹھ کھڑی ہوئی برسوں کا لگا زنگ بھی آسانی سے ڈرنے والا نہیں تھا دلوں کی مہریں ہٹنے میں وقت لگا کرتا ہے۔مہر ماہ مزید کوئی بات کیے بغیر کمرے سے باہر نکل گئی مگر ان دونوں نفوس کے سوچنے کے لیے کئی سوال چھوڑ گئی۔

☆......☆......☆

ملاحہ گھر آ کر بھی ٹینشن کا شکار تھی۔

اس کے آنسو بے اختیار بہے جا رہے تھے کبیر سے کچھ ہی دیر برداشت ہوا پھر وہ بے بس ہو کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

''اب بس بھی کر دو یار ابھی نئی نئی بات ہے آغا جان کے لیئے۔آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا''

''نہیں......تم اچھی طرح جانتے ہو آغا جان نے کہہ دیا تو کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا وہ مجھے کبھی بھی اس گھر میں داخل ہونے نہیں دیں گے''ملاحہ کو رونا آئے جا رہا تھا۔

''یہ سب تو طے شدہ باتیں ہیں ملاحہ!اس میں ایسی نئی بات کیا ہے جس سے تمہیں صدمہ لگ گیا؟ آغا جان کو جب بھی پتا چلتا یہی سب ہونا تھا''

کبیر کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

ملاحہ نے آنسو بھری آنکھوں سے اس کو دیکھا۔

''صحیح کہہ رہا ہوں میں۔جب سے شادی ہوئی ہے تم آج پہلی بار گھر گئی ہو ان سب کا رویہ تو اول روز سے یہی تھا''کبیر نے اسے یاد دلایا۔

''ہاں مگر آغا جان نے تو یہ سب آج کہا نا۔پہلے تو مجھے امید تھی کے امی ابو کبھی نہ کبھی مجھ سے راضی ہو ہی جائیں گے مگر آغا جان کا کہا تو پتھر پر لکیر ہے''ملاحہ کو صدمہ لگا ہوا تھا۔

کبیر کو ہنسی آ گئی اور ملاحہ کو اس کی ہنسی پر غصہ۔

''بڑے افسوس کی بات ہے کبیر خان میرے دکھ پر تمہیں ہنسی آ رہی ہے''اس نے منہ پھلایا۔

''نہیں ہنسی تو مجھے تمہاری شکل دیکھ کر آ رہی ہے بالکل ناراض بچی لگ رہے ہو اس وقت'' وہ یقیناً اسے بہلا رہا تھا۔

''آغا جان مجھے کبھی معاف نہیں کریں گے کبیر!

''کس گناہ پر...۔۔؟'' کبیر نے برجستہ پوچھا

''تم سے شادی کرنے پر'' وہ کہتے ہوئے اٹکی پھر بے اختیار کبیر کی طرف دیکھا اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی ملاحہ نادم سی ہوگئی۔

میرا مطلب ہے کہ تم سے شادی کرنا ان کے نزدیک تو گناہ ہی ہے نا''

''اور تمہارے نزدیک؟'' کبیر نے ترنت پوچھا اس کے بالکل نزدیک بیٹھا یہ شخص جو سالوں سے اس کے دل میں تو بستا آہی رہا تھا گزرے دنوں میں تو گویا وہ اس کی روح تک اتر گیا تھا شربتوں جیسے رنگ والی آنکھوں میں ملاحہ کو اپنا آپ دیکھنا کس قدر پسند تھا یہ کوئی اس وقت ملاحہ کبیر خان کے دل سے پوچھتا۔ اس نے بے اختیار آگے کھسک کر اپنا سر کبیر کے شانے پر رکھ دیا۔

''ان سب کو کیا پتا۔ میں نے تو اپنی زندگی پالی ہے'' وہ آنکھیں موند کر اطمینان سے بولی تو کبیر کا دل ٹھنڈا پڑ گیا۔

''تو بس پھر دل سے یقین رکھو وہ اللہ ہمیں کبھی مایوس نہیں کرے گا اور ہمارے سب رشتے ہمیں واپس مل جائیں گے'' کبیر نے ہونٹوں سے اس کے بالوں کو چھوتے ہوئے تیقن سے کہا تو ملاحہ نے اس کے یقین پر مسکراتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔

☆......☆......☆

زرا دیکھ کے چال ستاروں کی
کوئی زائچہ کھینچ قلندر سا
کوئی ایسا جنتر منتر پڑھ
جو کر دے بخت سکندر سا

کوئی چلہ ایسا کاٹ کہ پھر
کوئی اسکی کاٹ نہ کر پائے
کوئی ایسا دے تعویز مجھے
وہ مجھ پر عاشق ہو جائے

کوئی فال نکال کرشمہ گر
مری راہ میں پھول گلاب آئیں
کوئی پانی پھونک کے دے ایسا
وہ پیئے تو میرے خواب آئیں

کوئی ایسا کالا جادو کر
جو جگمگ کر دے میرے دن
وہ کہے مبارک جلدی آ
اب جیا نہ جائے تیرے بن

کوئی ایسی رہ پہ ڈال مجھے
جس رہ سے وہ دلدار ملے
کوئی تسبیح دم درود بتا
جسے پڑھوں تو میرا یار ملے

نمیر کا میسج پڑھ کر مہر ماہ کئی لمحوں کیلئے سن ہوگئی۔اس کے الفاظ تھے یا محبت کی رمز۔۔۔جوں جوں پڑھتی گئی اس کا دل ان التجاؤں پر پگھل کر جیسے پانی ہونے لگا اور اگلے ہی لمحے یہ پانی بے بس سی کیفیت میں آنکھوں کے کناروں تک آ پہنچا۔کس قدر خبیث شخص ہے یہ۔۔۔تھک کر اس نے نمیر کو کال ملائی۔

''یہ سب کیا بکواس ہے؟'' وہ پھٹ پڑی۔

''اب کیا ہوگیا؟'' دوسری طرف تجاہل عارفانہ تھا یا کیا مہر ماہ سمجھ نہ پائی۔مگر اسے غصہ آیا۔

''یہ سب فضول میسجز ...۔۔۔خبردار جو آئندہ مجھے بھیجے ہوں تو''

''اوہو''

میرے درد دل کی تھی وہ داستاں
جسے تم ہنسی میں اڑا گئے

http://kitaabghar.com

یہ نہیں کہ مجھ سے حیران ہو کر پوچھو میر آفندی کہاں سے لاتے ہو یہ دل چرانے والے الفاظ...۔تم الٹا چھتر ول پر اتر آتی ہو۔"
وہ بڑی مایوسی سے کہہ رہا تھا مہر ماہ سلگی اس کے لفظوں نے جو فسوں سا اس کی ذات کے گرد باندھ دیا تھا وہ پل بھر میں اڑنچھو ہوا۔
"تم نے ہی سکھایا ہے مجھے کہ درد دل کی داستان کو ہنسی میں کیسے اڑایا جاتا ہے" مہر ماہ نے چبھنے والے انداز میں کہا۔
"ابھی مکمل تو سنا ہی نہیں تم نے...۔ورنہ شاید میرے حق میں فیصلہ دے دیتیں

کوئی ایسا بول سکھا دے نا
وہ سمجھے خوش گفتار ہوں میں
کوئی ایسا عمل کرا مجھ سے
وہ جانے، جان نثار ہوں میں

کوئی ڈھونڈھ کے وہ کستوری لا
اسے لگے میں چاند کے جیسا ہوں
جو مرضی میرے یار کی ہے
اسے لگے میں بالکل ویسا ہوں

کوئی ایسا اسم اعظم پڑھ
جو اشک بہا دے سجدوں میں
اور جیسے تیرا دعویٰ ہے
محبوب ہو میرے قدموں میں"

وہ بڑے جذب سے کہہ رہا تھا مہر ماہ کا دل ہاتھوں پیروں میں دھڑکنے لگا تو گڑبڑا کر اسے جھاڑ دیا۔
" یہ فضول کی باتیں چھوڑو اور جو تماشا کھڑا کیا ہے اسے سمیٹو آغا جان تمہیں کبھی بھی معاف نہیں کریں گے۔ان کے سامنے آو گے تو ساری شاعری ناک کے رستے نکل جائے گی"
"اتنا تو ہمیں اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔مگر افسوس اللہ سے ہم اتنا ڈرتے نہیں جتنا اس کے بندوں سے ڈرتے ہیں" وہ تاسف سے کہہ رہا تھا پھر اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔
"اور فکر مت کرو آغا جان سے کہنا تگڑی منہ دکھائی تیار رکھیں ملنے آ رہا ہوں میں ان سے" مہرو کا دل تھم سا گیا۔

"وہ آنٹی کو باہر نکال دیں گے اگر تم ان کے سامنے نہ آئے تو......۔اور تم جانتے ہو وہ ایسا کر گزریں گے۔"

"اور تم ایسا ہونے دو گی؟" وہ اس کا امتحان لے رہا تھا شاید۔

"نہیں۔۔۔کبھی نہیں" مہر ماہ بے اختیار بولی۔"ایسا کرنا ہوتا تو میں تم سے نفرت ہونیکے باوجود ان کے ساتھ نہ رہتی۔وہی تو قابل ہمدردی ہیں اس سارے قصے میں"

"اور میں ظالم...۔"

نمیر نے گہری سانس بھری۔پھر لہجے پر زبردستی کی خوش گواریت کا خول چڑھاتے ہوئے بولا۔

"ویسے تو میں نے تمہارا کافی نقصان کیا ہے لیکن پتا نہیں کیوں جب تم نفرت کا نام لیتی ہو تو میرا دل ٹوٹ جاتا ہے"

"اچھا ہے نا۔تمہیں بھی پتا چلے کہ نفرت کی بھینٹ چڑھنا کیسا ہوتا ہے" مہرو نے خفگی سے کہہ کر جیسے اس سے بدلہ لیا۔

"مجھے تو اٹھائیس برسوں سے اس لفظ نے پابند سلاسل کیا ہوا ہے مہر! محبت کا ذائقہ تو کم بخت کبھی چکھنے کو نہیں ملا۔" وہ ہنسا مگر اتنے ٹوٹے لہجے میں کہ مہر ماہ کا اپنا دل گویا مٹھی میں آگیا۔

"آغا جان کو منا لو گے تو وہ تم سے بہت محبت کریں گے نمیر! زخم دینے والے ہاتھوں کو تو لوگ جلد یا بدیر بھول جاتے ہیں مگر مرہم رکھنے والے ہاتھ ہمیشہ یاد رہتے ہیں۔وہ بھی تمہاری خامیوں کو بھلا دیں گے۔تم ان کے سب سے لاڈلے بیٹے کی اولاد ہو" مہر ماہ کا دل سخت نہ ہو پایا وہ چاہ کر بھی بے درد بن کر اسے بددعا نہیں دے پاتی تھی۔

"ہاہ۔۔۔وہ لاڈلا بیٹا جو غربت میں تڑپ تڑپ کر ایک سرکاری ہسپتال میں مر گیا۔۔۔اور میں جو ادھر ادھر رل کر پل گیا" وہ بہت تلخ تھا مہر ماہ کو اندازہ تھا اس بات کا۔جان بوجھ کر اکتا کر بولی۔

"اب بس بھی کر دو۔کم بدلہ نہیں لیا تم نے بھی"

"اور اگر انہوں نے مجھ سے تمہیں چھیننا چاہا تو یاد رکھنا مہر! میں تمہیں کبھی واپس نہیں لوٹاؤں گا۔تب تم کس کا ساتھ دو گی مہر!......؟" اس نے مہر ماہ کی بات گویا سنی ہی نہ تھی وہ بچوں کی سی ضد کے ساتھ پوچھ رہا تھا مگر اس کا سوال سن کر مہر ماہ کی سانس تو کیا دھڑکن بھی لمحہ بھر کے لیئے رک سی گیء۔ڈھیروں دل جلانے اور اسے رد کرنے والے جواب مہر ماہ کی نوک زبان تک آئے لیکن اس نے مزید ایک بھی لفظ بولے بنا کال کاٹ دی۔

(میرا بدلہ تم سے وقت لے گا نمیر آفندی! میں نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا) اسے خوامخواہ ہی رونا آنے لگا۔نمیر آفندی کے میسج میں لکھے الفاظ دل پر بھرپور ضربیں لگا گئے تھے۔

دھوکے باز۔۔۔کیا تھا یہ شخص کمبخت!!

☆......☆......☆

"مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ بھائی صاحب یہ سارا چکر چلا کر اپنا کوئی مفاد حاصل کر رہے ہیں یا یہ سارا کھیل موحد کا ہے بہر حال آغا جان! جب سے موحد نے بزنس میں ہاتھ ڈالا ہے تب سے ہی بھائی صاحب کے تیور بھی بدلے ہوئے ہیں آخر کو ان کا داماد جو ہوا" سہیل آفندی بہت سوچ سمجھ کر آغا جان کی برین واشنگ کر رہے تھے اور آغا جان کا تو یہ حال تھا کہ جو بھی ان سے ہمدردی کی بات کرتا وہ انہیں اپنا سب سے زیادہ سگا لگتا گھر میں ہونے والے واقعات نے انہیں چکرا کر رکھ دیا تھا۔

"آپ برا مت مانیے گا آغا جان! لیکن ثمرہ اور موحد کا یہاں آنا درحقیقت ہماری بربادی کا باعث بنا ہے" سہیل آفندی نے دبے لفظوں میں کہا انہیں ڈر تھا کہ کہیں موحد کا نام لینے پر آغا جان بھڑک نہ اٹھیں۔ مگر وہ ماتھے پر تیوریاں لیئے سنتے رہے۔

"مجھے سب سمجھ آ رہی ہے سہیل اور میں کسی کی بھی غلطی معاف نہیں کروں گا"

"میری مانیں تو بھائی جان کو آفس کے معاملات سے بھی الگ کر دیں پہلے موحد اور اب بھائی صاحب بزنس کی لٹیا ڈبو رہے ہیں سب کو اپنا اپنا مفاد عزیز ہے"

وہ بڑے طریقے سے آغا جان کو اپنی لائن پر لا رہے تھے انہیں علم تھا کہ لوہا گرم ہے اور ابھی کی لگی چوٹ سود من ثابت ہوگی سو وہ بہت تاک کر وار کر رہے تھے۔

ہم۔۔۔ تم پیپرز بنواؤ وکیل سے۔ میں سائن کرتا ہوں کل ہی سب کچھ اپنے ہاتھ میں لو پھر میں دیکھتا ہوں یہ سب کیا کرتے ہیں" آغا جان نہنکارہ بھرا غصے کی حالت میں انسان ہمیشہ غلط اور جذباتی فیصلے کیا کرتا ہے آغا جان بھی جذباتیت کی اسی سیڑھی پر کھڑے تھے۔ وہ اپنے تئیں کنویں سے دور ہٹ رہے تھے مگر نہیں جانتے تھے کہ کھائی میں گرنے والے تھے۔ سہیل آفندی نے بڑی سنجیدگی اور ادب سے اثبات میں سر ہلایا۔

"جی۔ بہت بہتر آغا جان! میں کل ہی وکیل سے پیپرز بنواتا ہوں" آغا جان مطمئن ہو گئے۔

"اور بھائی صاحب کے بارے میں کیا سوچا ہے آپ نے؟" وہ پوچھ رہے تھے۔ سدا کے غیر جانبدار اور اپنے کام سے کام رکھنے والے سہیل آفندی نے وقت کے ساتھ کروٹ لے کر اپنے سارے رنگ ہی بدل ڈالے تھے اور یہی حال سائرہ چچی کا بھی تھا۔ جہاں انہیں لگا کہ اب ان کی حکومت کے دن ہیں وہیں انہوں نے پر پرزے نکال لیئے تھے۔

"کیا کروں سہیل! اب دل میں وہ قوت برداشت نہیں رہی۔ دو بیٹوں کو پہلے ہی کھو چکا ہوں میں۔ اس نے واقعی مجھے مایوس کیا ہے اولاد کے ہاتھوں کھلونا بن کر۔ مگر اب اسے بھی گھر سے نکال دوں گا تو میرے پاس بچے گا کیا؟" وہ مایوسی سے کہہ رہے تھے سہیل گہری سانس بھرتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بات تو بالکل ٹھیک ہے آپ کی۔۔۔"

ان کے جانے کے بعد آغا جان نے جلتی ہوئی آنکھیں موند لیں ان کا دل آج عجیب سی کیفیت کا شکار تھا۔

(آغا ذوالفقار۔۔۔!تم تھک گئے ہو۔اپنوں سے جدائی کے خوف نے تمہیں کمزور کر دیا ہے ورنہ رحم اور معافی کے الفاظ تمہاری لغت میں تو کبھی بھی نہ رہے تھے) کوئی ان کے اندر کہہ رہا تھا اور وہ سننے پر مجبور تھے۔

دروازے پر ہونے والی دستک میں انہیں چونک کر آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا۔

''آ جاؤ''اس وقت وہ کسی سے بھی کوئی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھے مگر مہر ماہ کو دیکھ کر دانتوں پر دانت جما کر رہ گئے۔

''آغا جان! مجھے اپ سے کچھ بات کرنا تھی''

''اچھا تمہارے ماں باپ نے کچھ کمی چھوڑی ہے تو وہ تم پوری کر لو'' آغا جان نے زہر خندہ لہجے میں کہا تو مہر ماہ کی ہمت ٹوٹنے لگی مگر وہ جانتی تھی کہ اگر وہ ابھی یہاں سے لوٹ گئی تو پھر کبھی بات نہیں کر پائے گی سو ڈھیٹ بن کر اندر چلی آئی جیسے کہ انہوں نے بڑی خوش دلی سے اسے اندر آنے کی دعوت دی ہو آغا جان کے تاثرات بگڑے مہر ماہ ان کے بستر کے قریب ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔کتنی ہی دیر اسے اپنی ہمت جمع کرتے اور آغا جان کو اس کے بولنے کا انتظار کرتے ہوئے گزر گء تو وہ چڑ کر بولے۔

''اب بولو گی بھی یا صرف اپنی شکل دکھانے آئی ہو؟''

''میں جانتی ہوں آپکو پوتیوں کی شکلیں کچھ خاص پسند نہیں میں نے تو بس آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی تھی۔''مہر ماہ نے ناراضی سے کہا۔

نمیر آپ سے ملنے آرہا ہے''اس نے ہلکی آواز میں کہا تو وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھے ہو بیٹھے۔

''تمہاری بات ہوئی ہے اس سے''

مہر ماہ نے اثبات میں سر ہلایا

آغا جان کے چہرے پر تفاخرانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔''دیکھا۔۔۔سب پر ٹیڑھی انگلی ہی اثر کرتی ہے''

مہر ماہ نے کھنکار کر گلا صاف کیا اور بڑی ہمت کر کے بولی۔

''آغا جان! پلوں کے نیچے ہی نہیں اوپر سے بھی بہت سا پانی گزر چکا ہے کیا اب بھی یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ زرنگار آنٹی کو ہمیشہ کے لئے یہیں رہنے دیں؟''

آغا جان نے ایک جھٹکا سا کھا کر بے یقینی سے سدا کی باغی پوتی کو دیکھا۔

''تمہارا مطلب ہے میں اس عورت کو معاف کر دوں جس کی وجہ سے میرا گھر تباہ ہو گیا میرے دو بازو کٹ گئے اس عورت کو معاف کر دوں؟''

ان کی بات سن کر مہر ماہ کو سخت صدمہ پہنچا۔

”معافی ...۔۔؟ آپ انکو معاف کریں گے؟

گستاخی معاف آغا جان! مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ نہیں بلکہ ہم سب ان کے گناہگار ہیں معافی تو ہمیں مانگنی چاہیے ان سے ہماری تنگ دلی اور سخت دلی کی وجہ سے ان کا ہنستا بستا گھرانہ اجڑ گیا ہے۔ان کی خاموش بددعائیں عرش پر جا کر رنگ لے آئیں آغا جان! آپ کے دو بیٹے گئے میری زندگی کے تمام رنگ۔۔“ وہ تھک کر رکی تو اس کا تنفس تیز تر ہو رہا تھا۔اور اس کی باتیں سن کر آغا جان کی آنکھیں پہلے تو حیرت سے پھیلیں پھر ان کا چہرہ غضب سے لال پڑ گیا۔

تم ...۔۔۔تمہاری یہ جرات ...۔۔تم اس غلیظ عورت اور اس کے ناپاک بیٹے کی حمایت کرنے آئی ہو یہاں ...۔میں تمہیں ...۔۔کھوکھو...۔آہ...۔“منہ سے کف اڑاتے ہوئے وہ غم و غصے کی تصویر لگ رہے تھے مگر سینے سے اٹھتے درد نے انہیں مزید دھاڑنے کا موقع ہی نہ دیا وہ درد کی شدت سے دھرے ہونے لگے تو مہر ماہ کے ہاتھوں کے توتے اڑ گئے اس نے فوراً اپنے حواس بحال رکھتے ہوئے ان کے میڈیکل باکس میں سے ایک گولی نکال کر ان کی زبان کے نیچے رکھی اور نرم ہاتھوں سے ان کا سینہ مسلنے لگی کچھ لمحوں کے بعد ان کی طبیعت سنبھلی۔

وہ ان کے بستر کے پاس کھڑی نادم سی انگلیاں مروڑتی رہی۔

”اب دفع بھی ہو جاو یا مار کر ہی جاو گی مجھے“ وہ کمزور مگر چڑے ہوئے سخت لہجے میں بولے۔

”اللہ نہ کرے آغا جان! اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا کرے“ وہ دہل گئی پھر خلوص دل سے ان کو دعا دی۔

”میں تو صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ نمیر آفندی آپ کے پاس آئے تو یہ مت سوچیئے گا کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔۔۔آپ بس اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کیجیئے گا کہ وقار آفندی کا بیٹا کیا ڈیزرو کرتا ہے۔۔آپ کی محبت یا نفرت“

”وہ نفرت ہی کے قابل ہے مہرو! تم مجھے پٹیاں مت پڑھاو...۔۔اس نے تمہیں نہیں ہمارے خاندان کی عزت کو اغوا کیا تھا۔اس نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا تھا کہ اس کی رگوں میں کیسی عورت کا خون ہے“ وہ بے رخی سے بولے۔

”اس کی رگوں میں وقار آفندی کا خون بھی ہے آغا جان! ورنہ وہ مجھے کبھی یہاں چھوڑ کر نہ جاتا اپنا بدلہ پورا کرتا مجھے اپنے پاس رکھ کر“ مہر ماہ نے نڈر ہو کر کہا تو وہ چپ رہ گئے۔

”سب کہتے ہیں کہ وقار چچا آپ کے سب سے لاڈلے بیٹے تھے آپ کو اور دادو جان کو ان سے بہت محبت تھی ...۔۔۔مگر اب ان کے لاڈلے سے اتنی شدید نفرت ...۔۔؟۔جیتے جی تو کچھ نہیں دیا ہم نے انہیں مگر اب ان کی روح کو تو سکون دے سکتے ہیں ان کی فیملی کو اپنا کر“

''مہرو۔۔۔'' آغا جان نے تھک کر سر تکیئے پر ڈالا اور سرخ ہوتی آنکھیں موند لیں۔

''جی آغا جان!'' وہ ان پر جھکی شاید اس کی منت ترلے کام کر گئے تھے۔

''دفع ہو جاؤ اور اب ایک ہفتے تک مجھے تمہاری شکل بھی نظر نہیں آنی چاہیئے'' وہ آنکھیں بند کیئے سختی سے بولے تو وہ منہ بناتی فوراً سیدھی ہوئی۔

''ٹھیک ہے آغا جان!'' ناراضی سے کہہ کر وہ ان کے کمرے سے باہر نکل گ ء۔ مگر اب دل ہلکا پھلکا تھا کہ سارا غبار نکال ہی لیا آغا جان کے سامنے۔

اس کے جاتے ہی آغا جان نے آنکھیں کھولیں اور چھت پر نظریں جما دیں ان کی لال پڑتی آنکھوں میں نمی کی ہلکی سی چمک دکھائی دے رہی تھی۔ آج وقار آفندی کا ذکر بہت عرصے بعد کیا تھا کسی نے۔۔۔۔ ان کا سب سے وجیہہ اور لاڈلا بیٹا۔۔۔۔ ضدی اور ہٹ دھرم۔ مگر یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی آفندیز کو انا پسندی اور ہٹ دھرمی ورثے میں آغا جان سے ملی تھی۔

''تو اس کا بیٹا کیسا ہوگا۔۔۔؟'' ان کے ذہن میں سوچوں کے تانے بانے بنتے یہ سوچ لہرائی تو سوچ کا سفر ٹھٹک سا گیا۔ پھر بے اختیار ہی وہ خود کو ٹوک گئے۔

''لاحول ولاقوت الا باللہ۔۔۔۔ کس فضول سوچ میں پڑ رہا ہوں میں'' لاحول پڑھ کر گویا انہوں نے اپنی سوچ پاک کی تھی۔ پھر گہری سانسیں بھرتے ہوئے خود کو ریلیکس کرتے ہوئے آنکھیں موند کر سونے کی کوشش کرنے لگے

☆......☆......☆

اس نے آج اپنی وارڈروب کا سب سے بہترین لباس پہنا اور خوشبوؤں میں بسا وہ کلائی پر قیمتی گھڑی باندھے ایک الگ ہی نمیر آفندی نظر آ رہا تھا مہرماہ نے بس ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ریسٹورنٹ کے ہال میں خوش گپیوں میں مصروف لوگوں کو دیکھنے لگی۔ جبکہ موبائل اور گاڑی کی چابی میز کی سطح پر رکھنے کے بعد وہ پوری طرح مہرو کی طرف متوجہ تھا۔ اور جب وہ قصداً اس کی طرف متوجہ نہ ہوئی تو نمیر نے انگلی سے میز کی سطح کو کھٹکھٹایا اور ساتھ ہی کھنکھارا تو مہرماہ نے نظر اس کی طرف گھما ہی لی۔

''میں تو بڑا رعب ڈالنے کے لیئے اتنی ''محنت'' کر کے آیا تھا۔۔۔ ادھر دادا کی پوتی ہی متاثر نہیں ہوئی دادا کیا خاک متاثر ہوں گے'' وہ آہ بھر کر بولا لیکن مہرماہ کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تک نہ آئی

''ہر بات مذاق نہیں ہوتی نمیر! تم یہ سوچو کہ ان کے سامنے اپنی صفائی کس طرح پیش کرنی ہے''

''صفائی پیش کرنے کی ضرورت تو جھوٹوں کو پیش آتی ہے'' اس نے تیکھے لہجے میں کہا مہرماہ نے داہنا آبرو کھینچ کر تحیر سے اسے دیکھا۔

''صفائی تو وہ پیش کریں جنہوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے''

اووووہ۔۔۔۔ریئلی۔۔؟" مہر ماہ کو غصہ آیا۔

"دیکھو! تمہارے ساتھ میرا معاملہ الگ ہے اس کی سزا تم طے کروگی۔ آغا جان نہیں" اس کی بات سمجھتے ہوئے وہ جلدی سے بولا۔

"مجھے صرف یہ بتا دوں کہ تم اغا جان سے کیا بات کروگے کیا صفائی پیش کروگے اپنی؟" مہر ماہ نے عاجز آ کر پوچھا۔

"میں نہیں چاہتی کہ تم وہاں بھی اپنی فضول باتیں کر کے ان کی جان لینے کی کوشش کرو"

"میں صرف ان کے سامنے جاؤنگا ان کو بتانے کہ میں وقار آفندی کا بیٹا ہوں۔ باتیں تو وہاں جا کر طے ہوں گی"

"اور وہ زمین جائیداد کے حصے؟" مہر ماہ نے اسے یاد دلایا تو نمیر نے مکھی اڑانے والے انداز میں ہاتھ ہلایا۔

"میں بیوقوف نہیں ہوں جانتا ہوں کہ شریعت میں باپ کے بعد دادا کی جائیداد میں پوتے کا کوئی حصہ نہیں ایک ایک پائی واپس کر چکا ہوں ان کو حالانکہ چاہتا تو پاکستان کے عدالتی نظام کے تحت اپنا حصہ لے سکتا تھا۔ وہاں تو بہت گنجائش تھی ان کو عدالتوں میں گھسیٹ کر اپنا حصہ وصول کرتا۔ لیکن تم جانتی ہو کہ مجھے ایک پائی کی بھی ضرورت نہیں"

"یہی تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تم ہماری زندگیوں میں طوفان مچانے کیلئیے کیوں آ گئے پھر؟" مہر ماہ نے جیسے ضبط کھو کر کہا۔ "تمہیں دیکھتی ہوں تو خسارے سر چڑھ کر بولنے لگتے ہیں میرے"

چند لمحے وہ خاموشی سے اس کو دیکھتا رہا

"یہ بھی تمہیں جلد پتہ چل جائے گا"

کئی لمحے خاموشی سے دبے پاؤں گزر گئے تب مہر ماہ نے ہار کر کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم آنٹی کو لے کر خاموشی سے واپس چلے جاو۔۔۔۔۔کوئی ہلچل مچائے بغیر؟"

نمیر نے تلخی سے کہا۔

"میں اپنی پیدائش پر ہرگز بھی شرمندہ نہیں ہوں مہر!"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا" مہرو جزبز ہوء۔تی اس کی بات کاٹ کر بولی۔

"تو تم کیا چاہتی یو کہ میں بنا کسی جرم کے ان سب کی نظروں میں مجرم بنا رہوں ان کے کہے پر مہر ثبت کردوں کہ میں وقار آفندی کا خون نہیں ہوں" وہ آگے کو جھک کر میز پر بازو جمائے سرد مہر مگر کاٹ دار لہجے میں بولا۔

"اففف۔۔۔۔اب یہ کب کہا میں نے؟" وہ خائف ہوئی۔

"تمہارے مشورے کا لب لباب یہی ہے ویسے" وہ تیکھے انداز میں بولا تو تنگ آ کر مہر ماہ نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"یہ دیکھو میرے ہاتھ۔۔۔۔۔۔اور جو جی میں آئے وہ کرو"

''ہمم ...۔دیٹس بیٹر (یہ بہتر ہے)'' وہ جیسے اسی معافی کے انتظار میں تھا فوراً ریلیکس ہو کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

حد درجہ ''کمپوزڈ'' بندہ تھا منٹوں میں موڈ تبدیل کرتا۔مہر ماہ نے جز بز ہو کر سوچا۔

اور وہ شام آفندیز کے لیئے بہت بڑے دھچکے کی شام تھی۔آج بہت عرصے بعد موسم کا رنگ دیکھ کر شام کی چائے کا اہتمام لان میں کیا گیا۔بادلوں سے آسمان تو ڈھکا ہوا تھا ہی...۔دو پیڈسٹل فین چلا کر ماحول کو اور ٹھنڈا کر کے خوش گپیاں لگائی جا رہی تھیں۔چائے سرو کرتی مہر ماہ کا دل ڈوبا جا رہا تھا برتن ہاتھ سے پھسل پھسل جاتے۔نا جانے آج کیا بننے والا تھا قسمت کون سا کھیل کھیلنے والی تھی۔

واچ مین نے ایک وزیٹنگ کارڈ لا کر مہر ماہ کو تھمایا جو اسی غرض سے وہاں بظاہر نگران بنی سب کو سرو کر رہی تھی سب اس کی طرف متوجہ تھے۔

مہر ماہ نے ایک نظر وزیٹنگ کارڈ پر ڈالی۔وہ بیرون ملک کسی کمپنی کا وزیٹنگ کارڈ تھا۔وہ کھنکھاری اور بہت ہمت کر کے کارڈ پر نظر ڈالتے ہوئے آواز کی لرزش پر قابو پاتے ہوئے اونچے لہجے میں بولی۔

''نمیر وقار آفندی باہر کھڑا ہے آغا جان! آپ سے ملنا چاہتا ہے'' اس نے وزیٹنگ کارڈ آغا جان کے ہاتھ میں تھمایا جوان کے ہاتھ سے ہوتے ہوئے پہلے سہیل اور اب مبین آفندی کے ہاتھ میں گیا تھا۔ثمرہ کا ہاتھ بے ساختہ دل پر گیا۔

ماحول ایک دم ساکت ہوا اور آغا جان...۔

ان کو پل بھر کے لیئے لگا ان کی پوری ہستی ڈول گئی ہو۔مہر ماہ کے اشارے پر واچ مین باہر چلا گیا۔اور چند لمحوں کے بعد وہ اونچا لمبا بے حد شاندار سا مرد مضبوط قدموں کے ساتھ اندر آیا۔

مبین اور سہیل آفندی بے اختیار ایک بے یقینی کے حصار میں گھرے اپنے پیروں پر اٹھ کھڑے ہوئے...۔تائی جان تو مر بھی جاتیں تو انہیں یقین نہ ہوتا کہ ان کی بربادی کا ذمہ دار یہ شخص ہے۔اور آغا جان!!!

انہیں لگا وقار آفندی کبھی کھویا ہی نہ تھا۔وہ تو یہ چلا آ رہا تھا...۔

وہ ان تک پہنچ کر رکا اسے ایک ٹک دیکھتے آغا جان کو احساس ہوا کہ وہ بنا بنایا وقار آفندی تھا...۔وجیہہ اور پرشکوہ

''اسلام علیکم! نمیر وقار آفندی ہوں میں...۔نام تو سنا ہی ہوا ہے آپ سب نے مگر آپ سب کے شدید اصرار پر سوچا کہ آج آمنے سامنے ملاقات بھی ہو جائے'' سنجیدہ سا لہجہ ان سب کے آس پاس گونجا تو وہاں سے پل بھر میں جیسے طوفان نوح گزر گیا ہو۔جبکہ وہ کرسی گھسیٹتے ہوئے اطمینان سے بیٹھ رہا تھا۔

اور اسے دیکھتے ہی گولی مار دینے کا دعوی کرنے اور عزم رکھنے والے آغا جان کی نگاہ ایسے نم ہوئی کہ نمیر آفندی کے عقب میں

موحد آفندی کا عکس دھندلا سا گیا۔

ڈنیا تیرے مزاج کا بندہ نہیں ہوں میں
اوجھل سہی نگاہ سے ڈوبا نہیں ہوں میں
اے رات ہوشیار کہ ہارا نہیں ہوں میں
مجھ کو فرشتہ ہونے کا دعوا نہیں مگر
جتنا بُرا سمجھتے ہو اُتنا نہیں ہوں میں
مُمکن نہیں ہے مجھ سے یہ طرزِ مُنافقت
ڈنیا تیرے مزاج کا بندہ نہیں ہوں میں

اور اسے نظر بھر کے دیکھتی ثمرہ کی آنکھ ڈبڈبا گئی۔۔۔وہ انہیں موحد آفندی جتنا ہی عزیز تھا۔

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلی قسط میں پڑھیے۔

بہترین نئے اُردو ناول پڑھنے کیلئے وزٹ کرتے رہیں ۔۔۔ http://kitaabghar.com

ایک طوفان تھا جو وہاں موجود سب لوگوں پر سے تباہی اور بربادی مچاتا ہوا گزر گیا۔ وہ اس دنیا کا آخری شخص بھی باقی رہ جاتا تو آفندیز میں سے کوئی نہ مانتا کہ یہی نمیر آفندی ہے۔

"تت۔۔۔تم۔۔۔" آغا جان کا کوئی خواب سا ٹوٹا تو جھرجھری لیتے ہوئے ان کی آواز لڑکھڑا سی گئی۔

بعض اوقات ہماری کرنیوں کے بوجھ ہم پر اس طرح لدے ہوتے ہیں کہ ضمیر کا آئینہ دیکھ کر زبان اللہ سے شکوہ کرنے سے بھی شرما جاتی ہے۔

اول جھٹکے سے نکلنے کے بعد وہ سب جیسے اس مذاق پر جی بھر کر بدمزہ ہوئے اور اب اسے لتاڑنے پر اتر آئے تھے۔

"یہ کیا بیہودگی ہے۔۔۔ ہر جگہ نان سینس نیس (بیوقوفی) کے لیئے نہیں ہوتی" سہیل آفندی نے بگڑے ہوئے لہجے میں اسے جھاڑ کر رکھ دیا۔ جبکہ صدیقہ بیگم کا دل ہول ہول کر گہری کھائی میں ڈوبتا جا رہا تھا۔ انہوں نے دہل کر مہرو کی زرد پڑتی رنگت طرف دیکھا۔ وہ ایک طرف لان میں کھڑے پودوں کی طرح ہی گویا زمین میں گڑ گئی تھی۔

"تم پہلے ہی میرا بہت دل دکھا چکے ہو۔ اب یہ جھوٹ اور بکواس پھیلا کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو؟" آغا جان نے تلخی سے کہا۔

"یہ سچ کہہ رہا ہے آغا جان!" ثمرہ کی ٹھہرے پانیوں جیسی پرسکون آواز نے ان سب کے اطمینان کو زیرو زبر کر ڈالا۔ تائی جان نے بے یقینی سے پھٹی نظروں سے انہیں دیکھا۔ بھلا کوئی ماں اپنی اولاد کے بارے میں غلط گواہی دے سکتی ہے؟

"تو پھر تم نے اب تک جھوٹ کیوں بولا ہم سے" آغا جان غصے سے دھاڑے اور انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا۔

"اور۔۔۔ اور اگر یہ۔۔۔ وقار کا بیٹا ہے تو پھر میرا موحد کہاں ہے؟" نا چاہتے ہوئے بھی ان کی آواز کسی خوف سے کپکپا کر رہ گئی۔

نمیر کے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ پھیلی۔ وہیں ثمرہ کی آنکھوں سے جیسے لہو بہہ نکلا۔ مہرماہ بے جان قدموں کو گھسیٹتے ہوئے قریبی کرسی پر گر سی گئی۔

☆......☆......☆

آفندی ہاؤس سے نکلنے کے بعد فاران آفندی نے اپنے ایک دوست سے رابطہ کیا فی الحال تو انہیں رات گزارنے کی جگہ چاہیئے تھی۔ تیز بخار میں مبتلا موحد کے تپتے جلتے وجود کو وہ سڑکوں پر موسم کی سختی کی نظر نہیں کر سکتے تھے۔

"اللہ غارت کرے ایسی دولت کو جو خون میں سے مروت اور لحاظ ختم کر دے" ثمرہ روتی ہوئی موحد کی تپتی پیشانی پر پٹیاں کر رہی تھیں۔ فاران آفندی کے دوست کے گھر انہیں فی الحال رہنے کو ایک کمرہ دے دیا گیا تھا۔

"فکر مت کرو۔ صبح ہوتے ہی ہاسپٹل داخل کروا دیں گے موحد کو۔ مکمل علاج کے لیئے" فاران انہیں تسلی دے رہے تھے۔

"بابا! کیا آغا جان نے... ہمیں گھر سے نکال دیا ہے؟" پپڑیاں جمے ہونٹوں کے ساتھ موحد نے بند آنکھیں کھول کر باپ کا چہرہ دیکھا تو ان کے ساتھ ثمرہ کا دل بھی کٹ گیا۔وہ آغا جان کا اکلوتا اور لاڈلا پوتا تھا ان کی تمام تر محبت کا مرکز۔جس کے منہ سے نکلی فرمائش شام سے پہلے پوری کر دی جاتی تھی۔اب وہ اسے کیا بتاتیں آفندیز میں لاڈلوں کے ساتھ بہت برے سلوک کا رواج تھا۔

"نکالا تو نہیں...۔ابھی وہ غصے میں ہیں اس لیئے ہم ان کے سامنے سے ہٹ گیئے ہیں جب ان کا غصہ اتر جائے گا تب ہم دوبارہ ان کے پاس چلے جائیں گے" فاران نے بہت محتاط لفظوں میں بیٹے کی آس برقرار رکھی۔مگر دل آغا جان کی طرف سے بہت دکھا ہوا تھا۔جنہوں نے پوتے کی بھی پرواہ نہیں کی تھی اور نگار سے ان کی ہمدردی کو غلط معنی پہنا کر انہیں گھر سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"ہم گھر کب جائیں گے؟" وہ بے چین تھا۔دونوں میاں بیوی بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔اس سوال کا فی الحال ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

اگلے دن موحد کو ہاسپٹل لے گیئے تب پتا چلا کہ اسے نمونیہ ہو چکا تھا اسے فوری ایڈمٹ کر لیا گیا۔موحد کی حالت اس قدر بگڑ رہی تھی کہ فاران کے ذہن سے زرنگار اور نمیر کے نام گویا مٹ ہی گیئے۔

"میں آغا جان کو ساری زندگی معاف نہیں کروں گی فاران! اگر میرے بیٹے پر آنچ بھی آئی تو" شدت گریہ سے سرخ ہوتی آنکھیں لئے ثمرہ نے متنفر لہجے میں کہا۔

"اللہ بہتر کرے گا ثمرہ! تم اپنے بیٹے کے لیئے دعا کرو بس۔باقی سب کو بھول جاو۔ہر کسی کا عمل اپنے ساتھ ہے" فاران نے اس پریشانی کے وقت میں بھی کمال کا ضبط برقرار رکھا ہوا تھا۔

لیکن اس کے بعد کے دن ان کے لیئے کڑی آزمائش کے دن تھے موحد کی حالت دن بدن سنبھلنے کی بجائے بگڑتی چلی جا رہی تھی۔

"بے وقوفی مت کرو فاران! تم اچھی طرح سے اپنے آغا جان کو جانتے ہو اس وقت وہ غصے میں تھے تمہارا اپنی بھابی اور بھتیجے کی حمایت کرنا انہیں پسند نہیں آیا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ واقعی تمہیں ہمیشہ کے لیئے گھر سے نکالنا چاہتے تھے۔تمہارا لوٹ جانا ہی بنتا ہے" ان کا دوست ہاسپٹل کے سرد کوریڈور میں کھڑا انہیں سمجھا رہا تھا۔

"تمہارا خیال ہے کہ مجھے وقار کی بیوہ اور یتیم بچے کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لینا چاہیئے؟" فاران نے پوچھا۔تو وہ جلدی سے بولا۔

"میرا یہ مطلب نہیں...۔"

"آفندی ہاوس واپس لوٹنے کی یہی ایک شرط ہے عاصم! جو کہ مجھے منظور نہیں" وہ حتمی لہجے میں بولے۔

"اچھا۔۔پھر ان کا اتنا تو حق بنتا ہے نا کہ انہیں ان کے پوتے کی بیماری کی اطلاع کر دی جائے" وہ تائید طلب نظروں سے فاران کو دیکھنے لگا۔عاصم ان کا بہترین دوست تھا وہ یہی چاہتا تھا کہ کسی بھی طور آغا جان فاران کو معاف کر دیں۔فاران بجھے دل سے مسکرائے۔

"وہ تم کر دو۔۔۔اور سن لینا جو کہیں گے"

عاصم اتنے میں ہی پرجوش ہو گیا۔وہیں اپنے موبائل سے ان کے سامنے ہی آغا جان کو کال کی۔اور اپنا تعارف کروا کر محتاط لفظوں میں موحد کی بیماری اور فاران کی دربدری کا قصہ سنایا۔

"ہاہ۔۔۔اب ہوش ٹھکانے آ گئے ہوں گے برخوردار کے۔بڑی اکڑ کے ساتھ بیوی بچے کو لے کر تم جیسے دوستوں کے سر پر ہی تکیہ کر کے نکلا ہو گا" آغا جان کے غرور و تکبر کی حد نہ تھی۔لاڈلے پوتے کی بیماری کی خبر کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ بیٹے کی نافرمانی کو ڈسکس کر رہے تھے۔عاصم خفت زدہ ہو گیا۔اسپیکر آن تھا اور پاس بیٹھے فاران ساری بات سن رہے تھے۔

"ایسی بات نہیں ہے آغا جان!وہ تو پیچھے مڑ کر دیکھنے کے حق میں ہی نہیں یہ تو میں نے سوچا کہ۔۔۔"وہ صفائی پیش کرنے والے انداز میں کہنے لگا تھا کہ آغا جان نے گرج کر اس کی باگ کاٹ دی۔

"واہ۔۔۔بہت خوب۔یعنی اسے باپ کی پرواہ نہیں اور تمہیں اس کی دربدری کا درد اٹھ رہا ہے۔اچھی طرح جانتا ہوں میں تم جیسے دوستوں کو۔جب تک اس کی جیب میں پیسہ تھا تب تک دوستی تھی۔اب جب تمہارے در پر آ پڑا ہے تو بہانے بازی کر رہے ہو"عاصم کے چہرے ہی نہیں کانوں سے بھی دھواں نکلنے لگا۔اس قدر بے عزتی۔

"ہم تھوک کر چاٹنے والوں میں سے نہیں سمجھے تم۔۔۔لیکن اگر فاران نے یہ ہنر سیکھ لیا ہو تو اسے کہو خود لوٹ آئے۔ہمارے پوتے کو واپسی کا چارہ نہ بنائے" وہ رعونت سے کہہ رہے تھے۔فاران کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہوا انہوں نے موبائل عاصم سے لے کر لائن کاٹ دی۔عاصم نے شرمندہ چہرے کے ساتھ عزیز از جان دوست کی طرف دیکھا۔

"چلو۔۔۔تمہیں بھی اندازہ ہو گیا کہ میں اب کیوں واپس لوٹنا نہیں چاہتا" وہ نارمل سے انداز میں کہتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آئم سوری یار!میں تمہاری میزبانی سے تنگ نہیں میں تو بس چاہتا تھا کہ۔۔۔۔"

"میں اچھی طرح جانتا ہوں عاصم!تمہاری محبت پر تو شک ہی نہیں کوئی اور نہ ہی دوستی کی بے غرضی پر" وہ آغا جان کی باتوں کے ازالے کے طور پر اس کا شانہ تھپتھپا کر تیقن سے بولے تو اس کی رنگت کچھ بحال ہوئی۔ورنہ آغا جان تو دو منٹ کی اس کال میں اس کی دوستی کی عزت اتار کر ہاتھ میں تھما چکے تھے۔

"مائنڈ مت کرنا فاران!مگر میں نے اتنے سخت دل باپ کم ہی دیکھے ہیں" واپسی پر عاصم جھرجھری لیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"بے جا انا پسند اور حسب و نسب کے غرور میں مبتلا ہیں بس" فاران نے پھیکے لہجے میں تصحیح کی۔عاصم نے اپنی بیوی کو تمام قصہ عبرت کے لیئے سنایا تو اس نے عورتوں والی مخصوص عادت کے باعث تمام باتیں ثمرہ کے گوش گزار دیں۔تب ثمرہ نے دل میں تہیہ کر لیا کہ کبھی آفندی ہاؤس واپس نہ لوٹے گی۔

"دل کو نرم رکھتے ہیں ثمرہ! سخت دل تنگ نظری کی مثال ہوتے ہیں" فاران نے انہیں نرمی سے سمجھایا۔ راتیں بیمار بیٹے کے ساتھ جاگ کر گزارتی ثمرہ کے دل پر ہاتھ پڑا۔

"اور آغا جان کے بارے میں آپ کیا کہیں گے۔۔۔ انہوں نے اخلاقیات کے یہ باب نہیں پڑھے" وہ متنفر تھیں۔

"موحد کو ٹھیک ہو لینے دو پھر میں خود آغا جان سے ساری بات کروں گا تم دیکھنا وہ انشاء اللہ تعالیٰ بھابی اور نمیر کو بھی قبول کر لیں گے لیکن موحد کی طبیعت اس کے بعد سنبھلنے کی بجائے مزید بگڑ گئی اس رات کی صبح قیامت خیز تھی شدید صدمے کی کیفیت میں گھری ثمرہ چیخیں چلائیں۔۔۔ مگر حقیقت نہ بدلی۔ شدید صدمے میں ڈوبی ثمرہ کومہ میں چلی گئیں۔ فاران آفندی کی جیسے دنیا ہی تباہ و برباد ہو گئی۔ بھلا نمونیہ سے بھی کوئی مرا کرتا ہے؟؟ وہ ثمرہ کی بند آنکھوں پر نظریں جمائے بے یقینی کی کیفیت میں سوچتے انہیں یقین نہ آتا تھا اپنے پیاروں کے چھوڑ کر جانے کا کبھی یقین نہیں آیا کرتا۔

انہوں نے ثمرہ کے شارجہ میں مقیم بھائی کو فون کر کے ساری صورتحال بتائی تو وہ اپنی بیوی اور آٹھ سالہ بیٹی سومیہ کے ساتھ اگلی ہی فلائٹ سے پاکستان چلے آئے۔ فاران کا دل ایک بار بھی نہ چاہا کہ وہ آفندی ہاؤس اطلاع کریں۔ انہیں اب احساس ہوا کہ وقار آفندی کس بے کسی اور بے بسی کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوا ہوگا۔ اپنی اجڑی دنیا کا غم منانے کے بعد فاران کو ننھے نمیر کا خیال آیا تو وہاں انہیں ظالم گلی کوچوں میں چلے آئے جوان کے پیارے وقار آفندی کو نگل گئے تھے وہاں ان کو وقار کے ہمسایوں سے پتا چلا کے زرنگار بیمار تھی اور کسی سرکاری ہسپتال میں داخل تھی وہ سیدھے ہاسپٹل گئے تو وہاں زرنگار کو کسمپرسی کی حالت میں وارڈ کے ایک کونے میں زمین پر بچھے بستر پر پڑے دیکھ فاران کا دل مٹھی میں آ گیا ان کی دیکھ بھال کے لیے ان کے پاس زرد چہرہ لیے موجود نمیر ماں کی متوقع جدائی کے خوف سے نچڑا ہوا بیٹھا تھا انہیں دیکھ کر خود پر سے قابو کھو بیٹھا اور دوڑ کر ان سے لپٹ کر زور زور سے رونے لگا نا جانے کتنے دنوں اور راتوں سے وہ خود پر ضبط کر رہا تھا چودہ سال کا بچہ گزرے دنوں اور راتوں میں ایک قیامت سے گزر چکا تھا۔ ماں کے سر میں تکلیف اٹھتی تو اسے درد کے دورے پڑتے اور ہر دورے کے دوران وہ زرنگار کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیتا کہ کہیں وہ بھی وقار آفندی کی طرح اسے چھوڑ کر نہ چلی جائے۔ اور اب وہ فاران افندی کے مہربان سینے میں منہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا

☆......☆......☆

دو ماہ سے مسلسل دن رات وہ ثمرہ کے پاس تھے مگر وہ کومہ کہ گہری پرسکون نیند میں دنیا و مافیہا سے بے خبر تھیں۔ اور ابھی نرس تیز قدموں سے ان کے کمرے سے باہر نکلی تو فاران آفندی کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا

" آپ کی مریضہ کو ہوش آ گیا ہے میں ڈاکٹر کو انفارم کرتی ہوں" نرس نے ان کو اضطراری انداز میں بینچ پر سے کھڑے ہوتے دیکھ کر تیز لفظوں میں بتایا اور خود ڈاکٹر کو بلانے چلی گئی۔

"یااللہ تیرا شکر۔" فاران کی آنکھیں دھندلا گئیں وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے۔

وہ ہوش میں آئیں تو کمرے میں نرس کے علاوہ کوئی بھی نہ تھا وہ چت لیٹی ہسپتال کی سفید چھت کو گھور رہی تھیں جیسے کہ یاداشت کا سفر طے کر رہی ہوں۔ نرس ڈاکٹر کو اطلاع کرنے نکل گئی۔ تبھی دروازے پر کھٹکا ہوا تو انہوں نے مکینکلی انداز میں چہرہ موڑ کر دیکھا فاران آفندی دروازہ کھول کر اندر چلے آئے تھے ثمرہ کا دل بھر آیا اور بے اختیار ان سے پوچھا۔

" میرا موحد کہاں ہے فاران" انہوں نے آگے بڑھ کر ثمرہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو ان کی آنکھیں ابل پڑیں فاران مرد تھے ضبط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتے تھے۔

"اب کیسی طبیعت ہے؟"

" موحد۔۔۔۔ کہاں ہے فاران۔۔۔۔۔ مجھے اس کے بارے میں بتائیں" ذہن مکمل طور پر جاگا تو وہ اونچے لہجے میں بولیں ان کا تنفس تیز تر ہوا اور آنکھوں کے کناروں سے آنسو بہہ نکلے۔ اسی وقت ڈاکٹر اسی نرس کے ہمراہ آ گیا۔

" اسلام علیکم مسز فاران! کیسی ہیں آپ۔۔۔ جانتی ہیں پورے دو ماہ بعد کم بیک ہوا ہے آپ کا" ڈاکٹر نے ان کا موڈ بھانپتے ہوئے خوش مزاجی سے پوچھا اور ساتھ ہی نرس کو انجیکشن تیار کرنے کا اشارہ کیا تو ثمرہ اونچی آواز میں رونے لگیں۔ جیسے موحد آج ہی ان سے بچھڑا ہو۔ فاران باہر نکل گیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کمرے میں داخل ہوئے تو نیند کا انجیکشن ثمرہ کو غنودگی میں دھکیل رہا تھا۔

ڈاکٹر انہیں تسلی دیتے ہوئے چلا گیا۔ ثمرہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔ انہیں لگا فاران کے ساتھ موحد کمرے میں آیا ہو۔ انہوں نے دھندلاتی نظروں سے اس کے نقوش دیکھے۔

" اللہ کی امانت تھی ثمرہ! اللہ نے واپس لے لی ہمارا شکوہ کرنا نہیں بنتا وہ اللہ ہے مسبب الاسباب ہے بڑا بے نیاز ہے ثمرہ اگر کچھ لیتا ہے تو اس سے زیادہ بخش دیتا ہے بندے کو" انہوں نے نمیر کا ہاتھ تھام کر ثمرہ کے ہاتھ پر رکھا تو انہوں نے نم آنکھیں موندلیں ذہن اس وقت کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا مگر ہاتھ میں تھمے اس ننھے ہاتھ نے ان کے دل میں ایک سکون سا بھر دیا۔

زرنگار کے برین ٹیومر کا بہت پیچیدہ آپریشن ہوا مگر اس دوران ان کی یاداشت کا حصہ بری طرح متاثر ہوا فاران آفندی اپنی بینک میں بچی کچھی جمع پونجی کے ذریعے باہر جانے کا سوچ رہے تھے تب ثمرہ کے بھائی نے ان کی بہت مدد کی فاران شارجہ چلے گیئے ایک سال ڈیڑھ سال کا تکلیف بھرا وقت ثمرہ نے زرنگار اور نمیر کے ساتھ ان کیکرائے کے مکان میں گزارا اور اس کے بعد فاران نے کچھ قرض اٹھا کر اور کچھ سال بھر میں جمع کر کے ان تینوں کو بھی شارجہ بلانے کا بندوبست کر لیا۔ زندگی طوفان بلاخیز سے مقابلہ کرتے کرتے بالآخر پرسکون ہو گئی۔ زرنگار کی یاداشت جانا ایک المیہ تھا جو نمیر کو ساری زندگی کا ایک نا ختم ہونے والا غم دے گیا اگر آغا جان یا صدیقہ تائی بروقت آپریشن کے لیئے ان کی مالی معاونت کر دیتے تو ٹیومر اتنا نہ بڑھتا۔ ثمرہ کی گود نمیر آفندی نے خالی ہونے سے بچا لی ثمرہ نے اگر اسے ماں کا

پیار دیا تو اس نے بھی صحیح معنوں میں ثمرہ اور فاران کو موحد آفندی بن کر دکھایا وہ سومیہ کا بہترین دوست تھا۔موحد کے روپ میں ہی سہی۔زندگی تہہ در تہہ غم اور خوشیوں کے انبار لیئے گزر رہی تھی راتوں کے ڈراونے خواب نمیر آفندی کو اس کا دکھ بھرا ماضی بھولنے نہیں دیتے تھے جب گھر میں ایک بار پھر سے پاکستان جانے کا غلغلہ اٹھا۔تو وہ دم بخود رہ گیا۔تب نمیر پہلے ثمرہ نے واپس جانے سے انکار کیا اس سرزمین سے ان کی بہت تلخ یادیں جڑی ہوئی تھیں اور نمیر کو تو یوں بھی آفندیز سے نفرت تھی۔وہ زندگی میں اب دوبارہ کبھی ان راہداریوں میں قدم نہیں رکھنا چاہتا تھا جو بالکل آفندیز کے مزاج جیسے سرد اور ظالم تھے۔مگر فاران آفندی کی ضد اور احترام میں ان دونوں کو فاران کا کہنا ماننا پڑا۔

مگر وائے قسمت۔۔۔۔فاران کو باپ سے دوبارہ ملنا نصیب نہ ہوا مگر بعد میں ان ماں بیٹے کو فاران کی خواہش کے احترام میں واپس آنا پڑا زرنگار کو اچھے سے اولڈ ہاوس میں داخل کروادیا گیا۔

"میں ان کو نمیر بن کر نہیں ملنا چاہتا ماما!" پاکستان آنے سے پہلے نمیر نے قطعی انداز میں ان سے کہا تو ان کا دل ڈوب سا گیا۔

مگر وہ جانتی تھیں کہ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔

اور اس کے بعد کا سارا کھیل نفرت اور انتقام کا تھا۔وہ وائس چینجر کے ذریعے مہر ماہ سے نمیر بن کر رابطہ کیا کرتا تھا ورنہ وہ شروع ہی میں اسے پہچان لیتی۔

وہ مطمئن سا کرسی پر جھول رہا تھا آج اس ڈرامے کی اخیر ہوئی جو نمیر آفندی کے موحد بن کر اس گھر میں آنے کے بعد شروع ہوا تھا۔آغا جان کی متحیر نگاہ ساکت تھی

" بکواس مت کرو موحد!تم دونوں ماں بیٹا اول روز سے ملے ہوئے ہو اس خبیث شخص سے۔۔۔۔" مبین آفندی نے حواس میں لوٹتے ہوئے دانت کچکچاۓ تائی جان کو ذرا حوصلہ ہوا تو وہ تلخی سے بولیں۔

"اس کی ماں کو بھی بڑی ہمدردی ہے وقار کی بیوی سے۔۔۔مجھے تو لگتا ہے کہ ڈرامہ تب نہیں اب کھیلا جا رہا ہے"

اس قدر غیر متوقع صورت حال پر ہر کوئی دنگ تھا مگر آغا جان گم صم سے اس کا چہرہ دیکھے جاتے تھے جہاں اعتماد تھا اور عجیب سی چمک۔ثمرہ نے تاسف سے تائی جان کو دیکھا۔آسمان کی طرف تھوکا آج سارا اس عورت کے منہ پر آ گرا تھا مگر اس کے کس بل ڈھیلے نہ پڑے تھے۔

نمیر نے ایک اچٹتی نگاہ جامد کھڑی مہر و پر ڈالی وہ سپید پڑتی رنگت کے ساتھ اسی کو دیکھ اور سن رہی تھی۔اس کی ایک نگاہ میں کیا کیا نہ تھا۔۔گزرے حالات کی اذیتیں۔۔۔۔اور باندھ لینے کا ہر تاثر۔

جیسے بزبان نگاہ کہہ رہا ہو کہ لو آج ہر وعدہ وفا ہوا۔۔۔۔وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر وہ حساب آج چکا دیا۔

وہ جیب میں سے اپنا آئی ڈی کارڈ نکال کر آگے جھکتے ہوئے میز کی سطح پر رکھ رہا تھا مہر ماہ کی نگاہ دھندلانے لگی۔۔۔۔وہ اس شخص

سے نفرت کرتی تھی مگر اسے محبت بھی اسی شخص کے ایک روپ سے ہوئی تھی۔ وائے قسمت۔۔۔

وہ نمیر آفندی تھا۔۔۔ موحد آفندی کا دوسرا رخ۔

"تم۔۔۔ الو کے پٹھے۔۔۔ ہمارے بیچ رہ کر ہماری ہی پیٹھ میں چھرا گھونپتے رہے تم"

اس نے دانت پیستے ہوئے مبین آفندی کو نمیر کی طرف بڑھتے دیکھا تو اسے لگا جیسے آنکھوں کے سامنے سفید سی دھند تیر گئی وہ وہیں اپنی جگہ پر ڈھیگئی۔ تائی جان لپک کر اس کی ہتھیلیاں مسلنے لگیں۔ ثمرہ اٹھ کر تیزی سے نمیر اور مبین آفندی کے بیچ آئیں۔ مبین آفندی کا اٹھا ہوا ہاتھ انہوں نے جھٹک دیا۔

"خبردار۔۔۔ خبردار جو کسی نے اس کا بال بھی بیکا

کرنے کی کوشش کی ہو تو۔ میں اپنے موحد کو ایک بار کھو چکی ہوں لیکن اس بار میں حشر مچادوں گی یاد رکھیئے گا آپ سب" سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ شہادت کی انگلی اٹھاتے ہوئے ثمرہ نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔ مبین آفندی کو قطعا نظر انداز کرتے ہوئے نمیر تیزی سے خود سے بے خبر گھاس پر گری مہرماہ کی طرف بڑھا۔ اس کا مطمع نظر جان کر تائی جان چیخیں۔

"دور رہو میری بچی سے۔۔۔ زندگی برباد تو کر ہی چکے ہو اس کی۔ اب کیا جان بھی لو گے۔"

"میری بیوی ہے یہ" اس کا انداز معتدل تھا۔ وہ مہرماہ کی طرف سے پریشان تھا اور اس وقت بس اسے ہوش میں دیکھنا چاہتا تھا۔

"دفع رہو تم۔ کوئی رشتہ نہیں ہے تمہارا اس کے ساتھ۔ اب تو سامنے آگئی ہے اصلیت کل ہی خلع کا مقدمہ کرواتی ہوں میں" تائی جان کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ ان کا تو دھاڑیں مار کر رونے کو دل کر رہا تھا کیا ہی جوتا پڑا تھا ان کے منہ پر۔ جس کی ولدیت کو ہی وہ مشکوک کہا کرتی تھیں آج وہ ان کے سامنے داماد کے طور پر موجود تھا۔ سائرہ چچی لطف لینے والی نظروں سے سارا ڈرامہ دیکھ رہی تھیں۔ مہرو ذرا حواس میں لوٹی تو وہ ازراہ ہمدردی اسے سہارا دے کر اندر لے گئیں۔

"تم۔۔۔ تم دھوکا دیتے رہے ہو مجھے۔۔۔ ہم سب کو۔ موحد بن کر؟" آغا جان کو اس کا نمیر کی آئی ڈی والا آئی ڈی کارڈ دیکھ کر بھی یقین نہیں آیا تھا ان کا لہجہ لڑکھڑا گیا۔

"دھوکا۔۔۔؟" وہ جیسے استہزاء سے کہتا ان کی طرف پلٹا۔

"یہ ماں ہیں میری۔۔۔۔" اس نے ثمرہ کی طرف اشارہ کیا۔

"ایک مرتی ہوئی ماں کو بچانے کی خاطر موحد بنا تھا میں۔ اگر نمیر بنتا تو کبھی اس گھر میں قدم بھی نہ رکھتا۔ اس گھر کے مکینوں اور اس کے درودیوار سے نفرت ہے مجھے" وہ زہر خندہ لہجے میں بولتا انہیں سناٹے میں دھکیل گیا۔ انہیں لگا ان کا دل پھٹ گیا ہو۔

" گولی ماردیں اسے آغا جان! سڑکوں پر رولا ہے اس نے ہمارے گھر کی عزت کو" سہیل آفندی کی آنکھوں میں خون اترا ہوا

http://kitaabghar.com

تھا۔اور آغا جان تو گنگ سے تھے...۔وہ اول روز سے موحد آفندی بن کران کے پاس آیا تھا اور انہوں نے اس کے بچپن کی محرومیوں کے ازالے کے طور پر اس سے بے پناہ محبت کی تھی...۔تو کیا محبت صرف نام کی بنیاد پر ہوا کرتی ہے؟؟؟

"مگر بہت افسوس ہے مجھے کہ میں نمیر آفندی بن ہی نہیں پایا۔۔۔نفرت میں آفندیز سے بازی نہیں لے پایا میں" وہ حد درجہ متاسف تھا۔

"بکواس کرتے ہو تم۔۔۔میرے گھر کا شیرازہ بکھیر کر بھی معصوم بن رہے ہو تم۔" مبین آفندی اسے کچا چبا جانے کو تھے۔

"بھائی صاحب بس کر دیں...۔کون سا شیرازہ بکھر گیا ہے آپ کے گھر کا۔ملاحہ کے چہرے کی خوشی دیکھی ہے آپ نے؟ کہیں اور شادی کرتے تو مرجاتی وہ۔نمیر نے تو اس کا بھائی ہونے کا حق ادا کیا ہے۔"

"اور مہرو...۔اغوا کی تھا اس ذلیل نے اسے۔زبردستی کا نکاح۔۔۔اور آپ کہتی ہیں کہ یہ بے قصور ہے" مبین آفندی کی مارے صدمے کے آواز ہی گم ہوگئی۔تائی جان دوپٹے میں منہ دیئے پھپک کر رو دیں۔

"بدلہ لینے والا ہوتا تو نکاح کے بعد مہرو کو گھر واپس نہ چھوڑتا بھائی صاحب!" ثمرہ نے چبھتے لہجے میں کہا تو ان کی بات کی گہرائی میں اتر کر مبین صاحب کا چہرہ رنگ بدل گیا۔

"بدلہ لے ہی تو نہیں پایا کسی سے یہ...۔۔کبھی مہرو کی فکر کبھی ملاحہ کا دھیان...۔۔وقار آفندی کا خون ہے نا اس کی رگوں میں اور زرنگار کی تربیت کا اثر تو آپ لوگوں کی طرح سخت دل نہیں بن پایا اور نہ ہی ظالم" ثمرہ نے تلخ لہجے میں کہا تو آغا جان کا چہرہ ضبط کے مارے سرخ پڑ گیا۔

"اپنی ماں کو لو اور اس گھر کو صبح ہونے سے پہلے چھوڑ دو" انہوں نے نمیر کو اٹل لہجے میں حکم سنایا تو ثمرہ کے چہرے پر تکلیف کے آثار ابھرے۔

"کیا نام بدلنے سے جذبات بھی بدل جایا کرتے ہیں آغا جان!" ثمرہ نے گویا ان کے دل کی بات بوجھ لی۔

"اگر یہ موحد آفندی بنا رہتا تو آپ ساری زندگی اس سے محبت کرتے رہتے۔کیونکہ یہ آپ کا اکلوتا پوتا ہے۔۔۔لیکن کیونکہ اب یہ نمیر ثابت ہو گیا ہے تو آپ کو اس سے نفرت ہو گئی ہے...۔چہ خوب" وہ استہزاء سے مسکرائیں۔

"کسی سے نفرت کرنے کے لیئے ہمیں بدگمانی کا بس ایک پل چاہیئے ہوتا ہے اور محبت کرنے میں ہم برسوں لگا دیتے ہیں۔دل بدلنا ہی تھا تو نمیر کی محبت میں بدلتے آغا جان!وقار آفندی کا بیٹا ہے یہ" آغا جان تو اس پل نمیر کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔درحقیقت وہ اس بارے میں سوچنا ہی نہیں چاہ رہے تھے کہ وہ ان کا موحد نہیں تھا۔

"تم سب جا سکتے ہو۔۔۔دفع ہو جاؤ سب۔کسی کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا میں۔مار دیا ہے تم سب نے آغا ذوالفقار کو۔روند ڈالا

http://kitaabghar.com

ہے اس کی جاہ وحشمت کو چورا ہے پر"

"میں تو کہتا ہوں کہ دھوکا دہی کے الزام میں اندر کروائیں اسے"

"ثابت کر دیا اس نے کہ اس کی رگوں میں کس کا خون ......" سہیل آفندی کے زہر خندہ جملے کو نمیر نے غرا کر کاٹا تھا۔

"مائینڈ یور لینگویج مسٹر سہیل آفندی! میری رگوں میں آپ ہی کا "خاندانی" خون دوڑ رہا ہے۔ میرے خون کو گالی دیں گے تو آپ سب کو جائے گی" وہ دھاڑتے ہوئے ان کی بات کاٹ گیا پھر آغا جان کی طرف پلٹا اور گویا یاددہانی کرواتے ہوئے تلخی سے بولا۔

"دیکھ لیجیئے گا۔۔۔ آپ کا بینک بیلنس، آپ کا بزنس آپ کا یہ عالی شان رہن سہن سب اسی طرح برقرار ہے جو لیا تھا سب واپس کر دیا۔۔۔ کیونکہ میں آفندی نہیں بن پایا۔۔۔ باپ کے خون نے اتنا اثر نہیں کیا جتنا ماں کی تربیت نے کر دیا۔ جایئے معاف کیا آپ کو۔" اس کا انداز کمال کا استہزائیہ تھا کوئی اور دیکھتا تو اش اش کر اٹھتا۔ آغا جان نے نگاہ پھیر لی۔

"مبین، سہیل! اس سے کہو دفع ہو جائے۔ جیتے جی مار ڈالا ہے اس نے مجھے ... کس پر محبت لٹاتا رہا میں" وہ متاسف تھے۔

"یہ دھوکا نہیں تھا آغا جان! خون کی کشش نہ ہوتی تو نمیر کو کبھی اتنا پیار نہ دیتے آپ۔ مان کیوں نہیں لیتے کہ وقار دکھائی دیا تھا اس میں آپ کو۔" ثمرہ نے کہا۔

" کل تک یہ سب مجھے اس گھر میں دکھائی نہ دیں۔ اور مبین تم کل اول فرصت میں طلاق کے کاغذات پر سائن کروا اس سے۔ ہماری عزت گوارہ نہیں کرتی کہ ہم ایک دھوکے باز سے رشتہ استوار رکھیں" وہیل چیئر کا رخ اندر کی طرف موڑتے ہوئے وہ قطعی انداز میں کہہ رہے تھے۔

"یہ بھول ہے آپ لوگوں کی" ... وہ پیچھے سے اونچی آواز میں بولا تو لب ولہجہ چیلنجنگ تھا۔

"یہ گھر تو میں چھوڑ جاوں گا مگر مجھ سے منسلک سب لوگ میرے ساتھ جائیں گے"

"شٹ اپ ... جتنا کھیل کھیلنا تھا تم نے کھیل لیا۔ اب میری بیٹی کا نام بھی اپنی زبان پر لائے تو اچھا نہیں ہوگا" مبین آفندی بھڑکے۔ آغا جان اپنا حکم سنا کر نمیر کی بات سننے کے بعد بھی رکے نہیں تھے۔

وہ رونا چاہتے تھے شاید ... کسی کونے میں جا کر۔ جہاں ان کی شکست سے کوئی واقف نہ ہو سکے۔ کمرے میں جا کر وہ بدقت وہیل چیئر سے اٹھ کر بستر پر گر سے گئے۔ پچھلے کچھ دنوں سے وہ تھوڑا بہت چلتے بھی تھے اور جسمانی واعصابی کمزوری بھی دور ہو رہی تھی مگر آج لگنے والا جھٹکا اس قدر شدید تھا کہ اب ان کا پورا جسم غم وغصے سے کپکپا رہا تھا۔ وہ نمیر کو اس کے منہ پر گالیاں دینا چاہتے تھے۔۔۔ مگر نہیں دے پائے۔ وہ ہمیشہ کی طرح اسے گندا خون اور کسی اور کی اولاد کہنا چاہتے تھے ... مگر نہیں کہہ پائے۔ اور اب جبکہ انہیں وہیں رک کر کوئی فیصلہ کرنا چاہیئے تھا وہ بھاگ کر اپنے کمرے میں آ گئے تھے ان کا وجود لرز رہا تھا اور آنکھیں نمی سے جل رہی تھیں۔

"موحد۔۔۔" وہ بچوں کی طرح بلک اٹھے۔دل کی پراگندگی کو نکلنے کا ایک بہانہ مل گیا۔ان کا موحد مر چکا تھا۔۔۔کہنے کو چودہ، پندرہ سال پہلے۔۔۔مگران کے لیئے آج ہی۔

"میری بیوی اس طرح کیا انداز معتدل تھا۔وہ مہرماہ کی طرف سے پریشان تھا اوراس وقت بس اسے ہوش میں دیکھنا چاہتا تھا۔وہ تن فن کرتی کمرے میں آئیں تو مہروگم صم سی لیٹی تھی۔

"اب بتاؤ۔۔۔تم بھی ملی ہوئی تھیں ثمرہ اوراسکے بیٹے سے۔تم بھی واقف تھیں انکے راز سے؟" مہرو متوحش ہوکر سیدھی ہو بیٹھی۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ مجھے موحد بن کر دھوکا دے رہا ہے امی!" مہرماہ نے آدھا سچ بولا

"غضب خدا کا"۔۔۔انہوں نے بے بسی سے ماتھا پیٹ لیا۔

"فلموں اورڈراموں میں دیکھا کرتے تھے یہ سب۔کتنی دیدہ دلیری سے ہمارے گھر میں گھسا سب کی ڈوریاں ہلا رہا تھا"

مہرماہ کا دل دکھی تھا۔وہ بھی تو اس روز ریسٹورنٹ میں موحد کو نمیر کے روپ میں دیکھ کر یونہی شاکڈ رہ گئی تھی۔وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ موحد اسے دوست کے روپ میں ایسا دھوکا بھی دے سکتا تھا۔

مگر پھر کیا کرتی۔۔۔پیروں میں مجبوریوں کی زنجیر پڑ گئی۔زرنگار کو دیکھتی تو ہر چیخ حلق میں اٹک جاتی ثمرہ نے مکمل کہانی سنائی تو موحد کے ہمیشہ کے لیئے بچھڑ جانے کا غم اس کے سینے پر بھی ہاتھ مارنے لگا۔وہ چاہ کر بھی اس کی اصلیت کسی کو نہ بتا پائی تھی۔وہ ثمرہ سے چاہ کر بھی ان کا موحد دوبارہ نہ چھین پائی تھی۔

"آغا جان کہاں ہیں؟" مہرو نے ذہن سے سب کچھ جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

"آغا جان تو اللہ جانے اس صدمے کو کیسے سہیں گے۔بہت شوق تھا انہیں پوتے کا۔ہونہہ۔اللہ نے اچھی سزا دی۔اب ان سب کو گھر سے نکلنے کا آرڈر ہوا ہے۔اورشکر ہے کہ یہ سامنے آ گیا کم ازکم اب تمہاری طلاق والا معاملہ تو حل ہو ہی جائے گا" وہ تنفر سے بولیں تو مہرماہ سناٹے میں رہ گئی۔

"کہہ رہا تھا کہ خود سے جڑے تمام رشتوں کو ساتھ لے کر جائے گا۔۔۔ہم بھی یہیں ہیں اور یہ بھی۔دیکھتی ہوں میں، کیسے لے کر جاتا ہے تمہیں ساتھ۔۔۔بھلا اغوا اور زور زبردستی سے ہونے والے نکاح کی بھی کوئی حقیقت ہوا کرتی ہے" تائی جان اپنے اندرونی خلفشار کو مسلسل بول کر ختم کر رہی تھیں مگران کی لاڈلی کیسے بت بن گئی تھی یہ انہوں نے غور نہ کیا تھا۔

☆......☆......☆

آغا جان لٹے پٹے بیٹھے تھے۔صحیح معنوں میں تو وہ آج خالی ہوئے تھے۔۔اندر تک۔

"آپ نے اس کمینے کو اتنی آسانی سے جانے کا کہہ دیا آغا جان! جیل میں ڈلوانے کا اچھا موقع تھا" سہیل آفندی کا خون ابل

رہا تھا۔وہ کل کا چھوکرا کیسے ان کو پاس رہ کر انگلیوں پر نچا تا رہا تھا اور وہ سب بے وقوف بنتے رہے۔

"جو ہوا سو ہوا۔اب یہ سوچو کہ آگے کیا کرنا ہے"ہو چکے" کا ماتم کب تک مناتے رہو گے"وہ اب سنبھل چکے تھے۔ہنکارہ بھر کر بولے تو سہیل آفندی کے چہرے پر ناپسندیدہ تاثرات ابھرے۔

"آگے کا تو بھائی صاحب سے پوچھیں ان کی تو دامادی میں ہے۔میرا تو ابھی تک سر چکرا رہا ہے اس موحد اور نمیر کے چکر میں"

مبین آفندی کا چہرہ لال پڑا۔

"شوق سے دامادی میں نہیں لیا اسے میں نے۔حرامخوری کی ہے اس نے۔پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے۔"دانت پیس کر بولے تو آغا جان کے خون میں جیسے یکا یک ابال آیا۔

"بکواس بند کرواپنی۔۔۔اور سید ھا حل بتاؤ"

وہ دھاڑے تھے۔ساری رات کی جاگتی اور غم مناتی آنکھیں فجر کے اس پل لال انگارہ ہو رہی تھیں۔

"میں اسے دھوکا دہی کے جرم میں سخت سزا دلوانا چاہتا ہوں آغا جان!"مبین آفندی سے تو یہ دھوکا دہی برداشت ہی نہ ہو رہی تھی۔

(اس نے اپنے باپ کو کسمپرسی کی حالت میں مرتے دیکھا ہے آغا جان!اپنی ماں کو جیتے جی کھو دیا۔سامنے ہو کر بھی وہ اسے پہچان نہیں پاتی۔اس کی مہربانی ہے کہ مجھ جیسی نفسیاتی کیس بن چکی ماں کے لیئے وہ اپنا نام چھوڑ کر موحد بن گیا)ان کی سماعتوں سیثمرہ کی دکھ میں ڈوبی آواز ٹکرا رہی تھی۔رات گیئے ایک ماں اپنے بیٹے کا مقدمہ لڑنے ان کی عدالت میں آئی تھی۔

"ایک ایک پائی وصول کریں اس سے۔۔۔اس کا اکاونٹ چیک کروائیں پھر یہاں سے لات مار کر نکالیں اسے اور اس کی ماں کو۔۔۔کیا گند کھایا تھا وقار نے سالوں پہلے۔بھگتان ہمیں بھرنا پڑ رہا ہے"سہیل آفندی اب کھل کر اظہار رائے کیا کرتے تھے۔

(برسوں سے آپ کے بیٹے کی عزت سنبھال کر بیٹھی ہے۔طوائف ہوتی تو اپنے عیش وعشرت میں واپس لوٹ جاتی۔غربت کا ذائقہ تو آپ کے بیٹے کی زندگی میں آنے کے بعد چکھا تھا اس نے۔اور سلام ہے اس کی ہمت کو فاقے کاٹ کر بھی دوبارہ ان گلی کوچوں میں واپس نہیں لوٹی)ان کا دھیان بھٹکا۔

"میں ہر حالت میں مہرماہ کی طلاق چاہتا ہوں آغا جان!اسکے بعد اسے یہاں سے جانے کی اجازت دی جائے۔ابھی اسے منہ زبانی طلاق دے باقی کی خانہ پری بعد میں ہوتی رہے گی"مبین آفندی کی انا کچلی گئی تھی وہ تو بس ابھی اور اسی وقت آر یا پار والا فیصلہ چاہتے تھے۔

(مانا کہ اس کا مہرو سے زبردستی نکاح کا فیصلہ بالکل غلط تھا اور مجھے بتائے بنا تھا۔لیکن اس نے مہرو سے اس بات کا فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی حالانکہ موحد سمجھ کر آپ لوگوں نے دوبارہ اسی کے ساتھ مہرو کا نکاح کروایا تھا۔مگر وہ مہرماہ کو دھوکے میں رکھ کر کوئی تعلق استوار نہیں کرنا چاہتا)

"ہمم۔۔۔۔" وہ کھنکھارے۔ جیسے ذہن پر سے کچھ جھٹکا ہو۔

"ابھی اسے اس گھر سے مت نکلنے دو۔ ہر بات کا فیصلہ کرنے کے بعد آخری قدم اٹھانا ہی بہتر ہوگا" آغا جان نے کہا تو مبین آفندی کو اطمینان ہوا وہ مہرماہ کی طلاق لیئے بنا نمیر کو یہاں سے جانے نہیں دینا چاہتے تھے اس خبیث کا کیا بھروسہ۔۔۔ آگے بھی ان سب کو تگنی کا ناچ نچائے رکھتا۔ سہیل آفندی کے تاثرات بگڑے۔

"دن چڑھتا ہے تو مہرو کو بھیجو میرے پاس"... وہ کہتے ہوئے لیٹ گیئے درحقیقت ان کے اعصاب تھک گیئے تھے یہ جھٹکا ان کے جوڑ جوڑ کو ہلا گیا تھا۔

☆......☆......☆

میں اپنے لہجے کی تلخیوں سے!!
تمھارے خوابوں کے سارے موسم جلا رہا تھا
میں اپنے لفظوں کے رُوکھے پَن سے!!
تمھارے اُجڑے چمن کو اَبتر بنا رہا تھا
میں اپنے اندر کی ہر تھکن کو!!
تمھارے بوجھل بدن کی زینت بنا رہا تھا
میں اپنے دامن میں خوشیاں بھر کے!!
تمھارے دل میں دُکھوں کا میلہ سجا رہا تھا
برا نہیں میں بہت برا ہوں!!
وفا کے دامَن پہ داغ کہہ لو!!
جو سب سے گندا لقب تمھارے خیال میں ہے
میں اس لقب سے بھی آگے خود کو سمجھ رہا ہوں
جو تم نے سوچا مجھے بھی اس پہ گماں نہیں ہے
"""میں جب سے اب تک وہیں کھڑا ہوں"""
جو فاصلہ ہے تمھارے قدموں کا طے شدہ ہے
ذرا رکو تم!! سنو
جو تم کہو گے وہی چلے گا!!
(عابی مکھنوی)

http://kitaabghar.com

مہر ماہ نے موبائل اسکرین پر سانس روک کر پڑھا اور پھر سے چھت پر ٹہلنے لگی۔ دل بہت اداس بھی تھا اور بوجھل بھی۔ فجر پڑھ کر تلاوت سے فارغ ہوئی تو حسب عادت و معمول تازہ ہوا میں سانس لینے کی غرض سے چھت پر چلی آئی۔ شاید اسی طرح اندر کی گھٹن کچھ کم ہوتی۔ مگر اس کے بھیجے الفاظ پڑھ کر دل اور بھی کڑھنے لگا۔ پھر کچھ سوچ کر بہت تنفر سے اس نے منہ توڑ جواب بھیجا۔

اپنے حصے کی چال تم چل بیٹھے

ہمارے منتظر رہنا کہانی ختم کرنی ہے

وہ پھر سے ٹہلنے لگی۔ وہ اس شخص کو کبھی بھی معاف نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے سوچتے ہوئے رخ پلٹا تو اس سے ٹکراتے ہوئے بمشکل بچی۔ دل اچھل کر حلق میں آن اٹکا۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے" سنبھلتے ہوئے ناگواری سے کہا۔

"میں تمہاری کہانی سننے آیا ہوں۔ تم نے اینڈ کیا لکھا ہے اس کا؟" وہ اس کا میسج پڑھ کر آیا تھا۔

"اور میں نے تمہیں بہت پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میری کہانی میں تمہارا کوئی کردار نہیں ہے" وہ بدلحاظی سے گویا ہوئی۔ نمیر نے نظر بھر کر اسے دیکھا۔ سیاہ اور سفید لباس میں ملبوس سینے پر بازو لپیٹے کھڑی وہ زرد لگ رہی تھی اور اکھڑی بھی۔

"وہ تو تم نے موحد سے کہا تھا"

"ہاہ... وہ موحد جو کبھی تھا ہی نہیں" مہرو کا دھاڑیں مار کر رونے کو جی چاہا۔ مگر اس سنگ دل کے سامنے ایک آنسو بہانا بھی اسے اپنی توہین لگ رہا تھا۔ مارے ضبط کے آنکھیں گلابی ہو گئیں۔

"اب تو تم نمیر بن چکے ہو... نمیر آفندی" اسے جتایا۔

"نام بدلنے سے رشتہ نہیں بدل گیا" وہ سنجیدہ تھا۔

" مگر حالات و واقعات ضرور بدل جاتے ہیں اور بعض اوقات نظریات بھی" وہ تلخ ہوئی۔

"تم جانتے ہو کہ یہ رشتہ صرف تمہاری مرضی سے جڑا تھا"

اس نے دفعتاً مہر ماہ کے ہاتھ تھام لیئے۔ وہ ہک دق ہوئی پھر لال بھبھوکا ہوتے چہرے کے ساتھ اپنے ہاتھ کھینچے مگر نمیر نے اس کے ہاتھ نہیں چھوڑے۔

"جب تک موحد تھا تب تک اس حق کو استعمال نہیں کیا میں نے" وہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا مہر ماہ کو غصہ آیا۔

"تم اب بھی کوئی حق نہیں رکھتے اس بات کا" اس نے نمیر کے ہاتھ جھٹکے مگر اس کی گرفت مضبوط تھی۔

"میں نمیر کی حیثیت سے یہ ہاتھ تھامنا چاہتا تھا"

http://kitaabghar.com

"تو شب خون کیوں مارا۔۔سامنے آتے۔بتاتے کہ میں ہوں نمیر...اتنے تم شہزادے تھے ناکہ میں فوراً مرمٹتی اور ہامی بھر لیتی اس نکاح کی" وہ چیخی۔

"تب تک یہ نکاح محض ایک بدلہ تھا"...اس نے کہنا چاہا تو وہ دکھ سے بھری اس کی بات کاٹ کر چلا اٹھی۔

"ہاں...یہی کہنا چاہتی ہوں میں بھی کہ یہ ایک بدلہ ہی تھا۔۔اسے اب کسی اور رشتے میں بدلنے کی کوشش مت کرو"

"قسمت سے بندھا ہے یہ رشتہ مہر! ورنہ اللہ تمہارے بارے میں میرے دل کو کیوں بدلتا؟"

"مجھے لفظوں کے جال میں مت الجھاؤ نمیر! اور ہاتھ چھوڑو میرے" وہ سختی سے بولی۔

"تم وجہ بنی ہو میرے دل میرے خیالات کو بدلنے کی مہرو۔۔ورنہ کیا میں ملاحہ کا بھائی بن پاتا۔۔؟ کبیر کے مسائل سے میرا کیا لینا دینا تھا لیکن میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا تھا۔۔تم سے تمہاری خوشیاں چھینی تھیں تو تمہاری بہن کے ذریعے تمہیں تھوڑی سی خوشی لوٹانے کی کوشش کی۔۔اور یہ لو۔۔چھوڑ دیا یہ ہاتھ" اس نے بات کرتے کرتے اچانک سے تھوڑا اونچے کر کے اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔

"جو چاہو فیصلہ کرو۔مگر یہ یاد رکھنا مہر ماہ آفندی! کہ میں ساری عمر اس رشتے کو نبھانا چاہتا تھا" وہ دکھ سے بوجھل لہجے میں کہتا واپس پلٹ گیا۔مہر ماہ گم صم سی وہیں کھڑی رہ گئی۔

☆......☆......☆

وہ مہر بہ لب آغا جان کے سامنے موجود تھی۔کمرے میں بالکل خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔صدیقہ بیگم کو دادا پوتی کی اس خوف ناک خاموشی سے الجھن ہونے لگی بے آرامی سے پہلو بدل کر انہوں نے مہرو کو گھورا۔پھر انہوں نے خود ہی کھنکھار کر بات شروع کی۔

"اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے آغا جان! مہرو کی جان چھڑوائیں اس شخص سے اور ان ماں بیٹے کو دھکے دے کر نکالیں یہاں سے"

مہر ماہ نے سلگتی نظروں سے ماں کو دیکھا۔مارے ضبط کے اس کے ناک کی نوک سرخ پڑنے لگی۔آنسو پلکوں کے کناروں تک آ گئے تھے۔

"یہی...آپ کی یہی سنگ دلی مجھے بدلے کی اس لڑائی میں پیس گئی امی! کیوں دھکے دے کر نکالیں۔۔۔ان کا بھی یہاں اتنا ہی حق ہے جتنا آپ کا۔وقار چچا بھی آغا جان کی اولاد ہیں" وہ تلخی سے بولی تو صدیقہ بیگم حق دق سی اسے دیکھنے لگیں آنسو مہر ماہ کی پلکوں کی نوک تک آ گئے۔

"بس کر دیں اب امی! خدا کے لیئے۔وہ یہاں اپنی شناخت کے لیئے آیا تھا...بدلہ لینے کے لیئے میدان میں اترا تو وہ بھی ڈھنگ سے نہیں لے پایا...اور آپ کو ابھی بھی سمجھ میں نہیں آ رہا وہ شخص"

"سارا پیسہ لوٹ لیا تھا اس نے ہمارا۔۔۔موحد بن کر"

"مان لیا۔۔۔سارا پیسہ لوٹا تھا اس نے۔۔۔مگر یہ نظر نہیں آتا آپ کو کہ آپ ہی کی بیٹی کی خوشیوں کی ضمانت بنا کر وہ پیسہ پھر سے لوٹا دیا تھا اس نے۔۔۔۔فقط ملاحہ کی خوشی کی خاطر" وہ ہتھیلیوں سے آنکھیں رگڑتے ہوئے تلخ ہوئی۔

"واہ۔۔۔کیا خوب خوشیاں ڈھونڈی ہیں اس نے میری بیٹی کے لیئے۔۔۔ایک ڈرائیور۔۔۔" انہوں نے واویلا مچایا۔

"وہ آپ کی اپنی بیٹی کی پسند تھا امی! نمیر نے اسے خود ملاحہ کے لیئے نہیں چنا بلکہ صرف اسے باعزت طور پر رخصت کیا تھا۔۔۔

"اس نے بات نہیں کی تھی گویا ان کے منہ پر طمانچہ دے مارا تھا۔وہ بلبلا اٹھیں۔

"منہ توڑ دوں گی میں تمہارا۔۔۔آغا جان دیکھ رہے ہیں اس کی زبان درازی"

"آغا جان بھی سے درد سے گزرے ہیں امی! ایک بہت قریبی رشتہ کھونے جا رہا ہے ان کا" وہ دکھ سے بولی۔

"تم اپنی بات کرو۔۔۔ارادے تو تمہارے بھی مجھے اچھے نہیں لگ رہے" انہوں نے آغا جان کی مسلسل خاموشی پر دل ہی دل میں تلملاتے ہوئے دانت پیسے۔

"میرا فیصلہ آغا جان کریں گے۔" وہ ایک دم سے قطعی انداز میں بولی تو آغا جان کے ساتھ ساتھ صدیقہ بیگم بھی متحیر رہ گئیں۔

"میں تو ابھی تک خود کو یہی سمجھا نہیں پار ہا کہ وہ میرا موحد نہیں ہے"

"اور میں بھی"۔۔۔وہ بے اختیار بولی۔۔۔پھر خفیف سی ہو کر متاسفانہ گویا ہوئی۔

"میں بھی اسے معاف نہیں کر پائی۔لیکن میں یہ جانتی ہوں کہ آپ کبھی بھی خود کو یہ باور نہیں کروا سکیں گے آغا جان! کیونکہ آپ نے اسی میں موحد کا روپ دیکھا ہیا س سے بنا کسی غرض کے محبت کی ہے"

"وہ محبت موحد کے لیئے تھی" تائی جان جلبلا کر بولیں ان کا بس نہیں چل رہا تھا اپنی "وکیل صفائی" بنی بیٹی کو دو چار جڑ دیتیں۔اوپر سے آغا جان کی خاموشی بھی نظر انداز کیئے جانے والی نہیں تھی۔مزاج کے خلاف باتوں پر تو وہ سب کو جھاڑ کر رکھ دیا کرتے تھے۔۔۔پھر ان باتوں کو برداشت کرنا۔۔۔۔بہت معنی خیز تھا۔

"اولاد ہو یا اولاد کی اولاد۔۔۔ان کے وجود سے ایک سی خوشبو پھوٹا کرتی ہے آغا جان! نام بدلنے سے رشتوں پر فرق نہیں پڑا کرتا اور نہ جذبات پر"

یہ مہر ماہ کی آخری بات تھی جس نے آغا جان کو سن کر دیا۔

☆......☆......☆

"وکیل کو بلاؤ سہیل! میں وصیت میں کچھ تبدیلیاں کروانا چاہتا ہوں" آغا جان نے ایک طویل خاموشی کے بعد سہیل آفندی سے کہا تو وہ چونکے۔پہلے معنی خیز نظروں سے بھائی کو دیکھا پھر آغا جان کو۔

"اس قدر افراتفری میں کیا تبدیلی کروائیں گے اب آغا جان!" انہوں نے ناگواری دباتے ہوئے دبا دبا سا اعتراض کیا تو آغا جان نے ابرو اچکا کر تیکھی نگاہ ان پر ڈالی۔

"تمہیں کوئی اعتراض ہے؟"

"جی ہاں..... ہے اعتراض....." وہ ایک دم سرد مہری سے بولے تو آغا جان دنگ رہ گئے۔

"یہ سب کچھ ہماری محنت کی کمائی سے بنا ہے اگر آپ اس وہم میں ہیں کہ ترس کھا کر اپنے اس نام نہاد پوتے کو اس کے باپ کا حصہ دے دیں گے تو آپ غلط سوچ رہے ہیں" سہیل آفندی یک فم ہی بل سے باہر آئے تھے۔ آغا جان تو ایک طرف رہے دل میں ان کی ہر بات سے متفق ہونے کے باوجود مبین آفندی بھی تیور اخر بے یقینی سے ان کو دیکھنے لگے۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم..... ابھی میں زندہ ہوں جو چاہے فیصلہ کر سکتا ہوں"

"آپ بزنس اور جائیداد کے تمام فیصلوں کا اختیار مجھے دے چکے ہیں آغا جان! شاید آپ بھول رہے ہیں" سہیل آفندی کی اکھڑ لہجے میں کہی بات نے انہیں سناٹے میں دھکیل دیا۔

"کیسی باتیں کر رہے ہو سہیل!" مبین آفندی نے انہیں ٹوکا۔

"آپ چپ چاپ یہ سب برداشت کر سکتے ہیں مگر میں اب ہاتھ آیا سرمایہ نہیں چھوڑ سکتا بھائی صاحب! میری بچیاں میرے داماد سب وارث ہوں گے۔ یہ ساری جائیداد ہم نے لٹانے کے لیئے نہیں کمائی"

وہ دوٹوک بولے تو آغا جان دکھ سے مدھم سا مسکرائے۔

"واہ..... شاباش..... بہت خوب میرے بیٹے!" وہ جیسے خود اذیتی پر اترے۔

"ایک تم ہو جس کی تربیت میں نے کی... تمہیں بہترین کھلایا پلایا اور آج تم میرے مدمقابل آ کھڑے ہوئے ہو۔ اور ایک وہ ہے... جو ساری عمر راندہ درگاہ بنا رہا اور پھر بھی ہاتھ آیا سارا پیسہ کاروبار ایک ہی وار میں واپس لوٹا دیا... چہ خوب... واقعی..."

ان کا وار اس قدر کاری تھا کہ سہیل آفندی کی پیشانی چمک اٹھی۔ مگر نرم پڑنے کا مطلب تھا نمیر آفندی کو قبول کرنا...

"آپ جو بھی کہیں آغا جان! مگر میں اسے قبول کرنے کے حق میں نہیں ہوں" انہوں نے اکھڑ لہجے میں کہا تو آغا جان نے آنکھیں موندتے ہوئے مبین آفندی کو مخاطب کیا۔

"مبین! وکیل کو بلاؤ۔ مجھے کچھ بڑے فیصلے کرنے ہیں میں نے" سہیل آفندی کو یکبارگی اپنی بیوقوفی کا احساس ہوا۔ آغا جان جب چاہتے پاور آف اٹارنی واپس لے سکتے تھے۔ ان کے جیتے جی تو سہیل کو اس قدر من مانی کا سوچنا بھی نہیں چاہیئے تھا مگر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

☆......☆......☆

http://kitaabghar.com

ٹوٹا ہوں اتنی بار کہ گنتا نہیں ہوں اب
چھوڑ و میرے وجود کو جڑ تا نہیں ہوں اب
ماریں گی اب یہ کیا مجھے نفرت کی بر چھیاں
مارا ہے اتنی بار کہ مرتا نہیں ہوں اب

مہر ماہ نے موبائل آف کر کے پرے ڈال دیا۔وہ دل کو اس راہ پر چلانا ہی نہیں چاہتی تھی اسی لیئے آغا جان کو اپنے تمام فیصلوں کا اختیار دے آئی تھی۔

مگر یہ دل۔۔۔نجانے کیوں۔۔۔تب سے جہاں دل تھا وہاں اب صرف درد تھا۔وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ آغا جان کا فیصلہ کیا ہوگا۔

وہ چائے کا پین رکھ کر پلٹی تو نمیر کو تیز قدموں سے کچن میں داخل ہوتے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔اس نے آگے بڑھ کر مہر ماہ کا بازو بے دردی سے جکڑا۔

"تم۔۔۔تم نے اختیار دیا تھا آغا جان کو ہماری زندگی کے فیصلے کا۔۔۔؟" وہ دانت پیستے ہوئے اسے قدرے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔۔اور مہر و جانتی تھی آغا جان نے کیا فیصلہ کیا ہوگا اس کی رنگت زرد پڑ گئی۔

"وہ تمہیں مجھ سے چھین لیں گے مہر! یہ جنگ تمہاری وجہ سے ختم کی ہے میں نے اور تم۔۔۔" وہ کہہ رہا تھا اور مہر ماہ۔۔۔جسے صدیقہ بیگم بتا چکی تھیں کہ آغا جان نے وکیل کو طلاق کے پیپرز لے کر آنے کا کہہ دیا ہے اس کی گرفت میں ہی حواس کھو گئی تو وہ گھبرا کر اسے سنبھالتا رہ گیا۔

❁ ❁

خوبصورت ناول **خواب شیشے کا** ابھی جاری ہے۔بقیہ واقعات اگلے ماہ آخری قسط میں پڑھیے۔

بہترین نئے اُردو ناول پڑھنے کیلیئے وزٹ کرتے رہیں ۔۔۔ http://kitaabghar.com

اے میرے دل!!!

درد کی لے دھیمی رکھ

آج پھر رقصاں ہیں سلگتی یادیں

سر دشت جاں، کسی وحشت کی طرح

پھر ٹکرایا ہے فصیل جاں سے

کسی گم گشتہ محبت کا جنوں

دونوں ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے

انا کا بے جان وجود

ایک ہارے ہوئے لشکر کے سپاہی کی طرح

میں چپ چاپ کھڑا دیکھ رہا ہوں

پھیلے ہوئے ہر طرف تباہی کے مناظر

اے میرے دل! درد کی لے دھیمی رکھ

اے میرے دشمن جاں!!!

مجھے جینے دے

(شاہین کاظمی)

☆......☆......☆

"مہر"......وہ جو اس پر بھڑک رہا تھا مہرو کے بے سدھ وجود کو ہاتھوں میں پھسلتے دیکھ کر اس کا سارا غصہ پانی کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔فوراً اسے سنبھال کر پاس پڑے اسٹول پر بٹھایا۔

"مہر......ہوش کرو۔کیا ہو گیا ہے تمہیں؟"وہ اس کا سر سہلاتے ہوئے اس کے شانوں کے گرد دوسرا بازو دراز کیئے تھوڑا سا جھک کر تشویش بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔مہرو کراہی چکراتا ہوا سر نمیر کے شانے سے ٹکا ہوا تھا۔

"آئم سوری......ریئلی سوری"وہ مکمل طور پر ٹھنڈا ہو چکا تھا۔مہر ماہ کی حالت نظر انداز کرنے کے قابل نہ تھی۔اتنے دنوں کا ذہنی دباو اس نازک سی لڑکی کے اعصاب کا امتحان ہی تو تھا۔اس کی طبیعت ذرا سنبھلتی دیکھ کر نمیر نے پانی کا گلاس بھر کر اس کی طرف بڑھایا۔

http://kitaabghar.com

"یہ لو پانی پیئو"

"زہر بھی ڈال دو اس میں تھوڑا سا" اس کے ہاتھ کو پرے جھٹکا تو پانی چھلک گیا۔اس کا لہجہ کمزور مگر تلخ اور بھرایا ہوا تھا۔نمیر نے لب بھینچے پھر گلاس میز پر رکھتے ہوئے اسٹول گھسیٹ کر اس کے پاس بیٹھا۔

"تم تو ایسے مت کرو"

"ہاں۔دنیا بھر کو اجازت ہے کہ وہ مہر ماہ آفندی کو ٹھوکروں میں اڑا دے اور وہ اف بھی نہ کرے" مہر ماہ کو رونا آ رہا تھا اور وہ رو بھی پڑی۔

"ٹھوکروں میں اڑا کر دنیا ازالہ کرنے کی فکر میں دبلی نہیں ہوتی۔مگر مجھے اپنی زیادتیوں کا اعتراف ہے۔کہو تو معافی نامہ لکھ دیتا ہوں تمہارا دل دکھایا۔لیکن اس نکاح پر معافی نہیں مانگوں گا"

"معافی مانگنا بھی مت...۔کیونکہ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کرنے والی" وہ غرائی تھی۔

"کہا تو تھا مت معاف کرنا...۔ساری عمر میرے ساتھ رہ کر سزا دیتی رہنا" وہ ترنت بولا۔

"اب جو بھی فیصلہ ہو گا وہ آغا جان کریں گے۔میں تمہارا مقدمہ لڑ کر فیصلہ ان پر چھوڑ آئی ہوں" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔دماغ ابھی بھی سنسنا رہا تھا۔یہ شخص سامنے آتا تو اس کی تمام زیادتیاں یاد آنے لگتیں آنکھ سے اوجھل ہوتا تو ایک وہی سب سے زیادہ مظلوم اور قابل ہمدردی لگتا تھا۔

"گولی ماردوں گا تمہیں مہر ماہ! مگر طلاق نہیں دوں گا یہ بات اپنے آغا جان کو بھی بتا دینا اور تم بھی یاد رکھنا" وہ اس کے مقابل کھڑا ہوا اور دانت پیس کر سرد مہری سے بولا۔

"جاؤ نا۔۔۔جا کر آغا جان کے سامنے اپنا مقدمہ لڑو۔اتنا ہی شوق ہے اس نکاح کو نبھانے کا تو بڑوں کی رضامندی لے کر آؤ۔اتنا کون سا اعلیٰ سلوک کیا ہے تم نے میرے ساتھ کہ میں کہانی کے اینڈ میں ہنسی خوشی تمہارے ساتھ چل پڑوں" اس کی رنگت غصے سے لال ہو رہی تھی۔نمیر نے بے اختیار اسے شانوں سے تھام لیا تو ایک دم اس کی زبان کو بریک لگ گئی۔

"ہاں۔۔۔بہت شوق ہو رہا ہے اس نکاح کو نبھانے کا۔کبھی یہ بھی سوچو کہ میں اس قدر تمہارے قابل تھا کہ اللہ نے دوبار تمہیں میرے ہی نکاح میں دیا۔میرا طریقہ غلط سہی مگر نیت صاف ہے مہرو! تم سے علیحدگی...۔۔۔ناممکن...۔کبھی نہیں۔دنیا کی کسی بھی عدالت میں مقدمہ چلے میں تمہیں جیت لاؤں گا" وہ ہٹیلے سرد لہجے میں بولا تو نجانے مہر ماہ کو کیوں لگا کہ اس کا دل پھٹ جائے گا۔

"خدا کے لیئے...۔۔۔" اس نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ اپنے شانوں پر سے ہٹائے اور بدقت تمام چلائی۔

"بخش دو مجھے...۔رحم کرو۔سامنے آتے ہو تو سود و زیاں کا حساب یاد آ جاتا ہے مجھے۔چلے جاؤ یہاں سے"

"سود کے ساتھ سارے حساب چکاوں گا مگر جدائی کی بات کروگی تو پہلی گولی تمہیں اور دوسری خود کو ماروں گا مہر! یہ بات یاد رکھنا"

وہ تو چلا گیا مگر اس کا مدھم پر شدت سرد لہجہ وہیں مہرو کے آس پاس ہی ٹھہر گیا تھا وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

☆......☆......☆

"یا اللہ"...... تزئین ساری کہانی سن کر دنگ تھی۔

"آپ مانیں یا نہ مانیں مہرو بھی اس سارے ڈرامے میں شامل ہوگی" وہ تیقن سے بولی تو سائرہ چچی نے اس کی نفی کی۔

"اسے کیا ملنا تھا نمیر سے مل کر۔ لعنتیں ملامتیں"

"بہر حال امی! اب ہاتھ آئی دولت چھوڑ یئے گا مت۔ ابو سے کہیں بیٹا نہیں ہے تو کیا ہوا۔۔۔ داماد تو ہے نا۔ اپنا حق وصول کر کے چھوڑیں" تزئین نے بے رخی سے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ ساری عمر لگائی ہے اس کاروبار کے پھلنے پھولنے اور تمہاری تائی اور آغا جان کی جوتیاں سیدھی کرنے میں۔ اب موقع ملا ہے تو چھوڑیں گے ہم بھی نہیں" وہ مطمئن تھیں اور ان کے کمرے کے دروازے تک آئی تائی جان کے قدم جیسے دہلیز پر گڑے رہ گئے۔

(انسانیت اونچے حسب ونسب کی میراث نہیں ہوا کرتی یہ فطرت میں بستی اور تربیت کے ساتھ لہو میں دوڑتی ہے)۔ ثمرہ کی آواز نے سماعتوں میں گونج کر ان کی روح کو جیسے کوڑا رسید کیا تھا۔

"بھابی صاحبہ کا تو سارا تھوکا انہی کے منہ پر آ گرا ہے۔۔۔ ساری عمر انہوں نے جس طوائف کو گھر میں گھسنے نہیں دیا وہ آج ان کی سمدھن بنی ہوئی ہے اور جس کی ولدیت کو مشکوک کہہ کے انہوں نے آغا جان کو متنفر کیا تھا وہ ان کا بڑا داماد بن بیٹھا۔۔۔ اور تو اور ڈرائیور بھی گھر کا ہی مل گیا دامادی میں" انہوں نے بیٹی کے ساتھ مل کر ٹھٹھا لگایا۔ صدیقہ بیگم کا دل جیسے کسی نے چیر دیا ہو۔ تمام عمر کی بنائی عزت سب کے قدموں میں پڑی تھی آج۔ وہ بے جان پڑتی ٹانگوں کو گھسیٹتے ہوئے اپنے کمرے میں آ کر بستر پر گر پڑیں۔ ان کی آنکھوں سے سیل رواں تھا۔ مگر کیوں۔۔۔۔۔ کس لیئے؟

سائرہ بیگم کا اصلی چہرہ سامنے آنے پر یا قدرت کے اس زوردار تھپڑ پر۔۔۔۔۔؟

اللہ آپ کے اعمال کا بدلہ دینے کے لیئے زمین پر نہیں آیا کرتا۔۔۔۔ آپ کے مال اور اولاد کو آپ کی آزمائش بنا کر ہی سارے بدلے چکتا کر دیتا ہے۔ آپ دنیا کو حقارت سے دیکھتے ہیں تو وہ آپ کو ٹھوکریں لگوا کر اسی دنیا کا سہارا لینے پر مجبور کر دیتا ہے۔ انہیں آج احساس ہوا کہ وہ اپنے آس پاس نام نہاد دولت اور مرتبے کا کتنا کمزور اور بودا سا مینار بنائے بیٹھی تھیں۔ آج ہلکا سا مخالف ہوا کا جھونکا آیا تو یہ مینار بھربھری ریت کی طرح ڈھے گیا تھا۔ یہ تھی حقیقت۔۔۔ دنیاوی اور ظاہری حسب ونسب کی۔ مہر ماہ خود نڈھال سی کمرے میں

داخل ہوئی تھی مگر ماں کو اس قدر ٹوٹی ہوئی حالت میں دیکھ کر ہراساں ہو کر ان کی طرف لپکی۔

"امی! کیا ہوا ہے؟"

انہوں نے ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھا اور بے اختیار اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔ایک طویل عرصے کے بعد انہوں نے مہرو سے اس قدر التفات کا مظاہرہ کیا تھا۔

"میرا سارا مان سارا غرور جل کر راکھ ہو گیا مہرو! ساری عمر کے اعمال میرے منہ پر دے مارے گئے آج۔" وہ بے قرار ہو کر رو رہی تھیں۔مہرو کا دل بھر آیا۔وہ ان کی بات کی تہہ میں پہنچ گئ تھی۔

"کسی کی عزت اور انا کو قدموں تلے روند کر۔۔کسی کی بے داغ چادر کو غرور و تکبر کی مٹی میں روند کر میں نے کتنا خسارہ کمایا ہے اس کا اندازہ آج ہوا ہے مجھے" وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

"جنھیں میں نے راندہ درگاہ بنائے رکھا اللہ نے بتا دیا کہ میں انہی کے قابل تھی۔" مہر ماہ کی توجہ بھٹکی۔آج یہی الفاظ اسے بھی کسی نے کہے تھے۔

"اپنا دل صاف کر لیں امی! اللہ غفور الرحیم ہے وہ ضرور معاف کر دے گا" مہر ماہ ذہن سے سب کچھ جھٹکتے ہوئے نرمی سے بولی۔

"اللہ تو معاف کر ہی دیا کرتا ہے اس کے بندے ہی تھڑدلے بن جاتے ہیں" انہیں اپنی ہر زیادتی یاد آ رہی تھی۔ان کا دل کٹ رہا تھا اور آنکھیں برس رہی تھیں آج جو تھپڑ قدرت کی طرف سے ان کے منہ پر پڑا تھا اس نے ان کے دل و دماغ کے سارے نہیں تو بہت سے جالے اتار دیئے تھے اور وہ حق اور سچ کی تمیز کرنے لائق ہو گئ تھیں۔

"وقت مہربان ہے تو ظالم بھی ہے امی! رک کر کسی کا انتظار نہیں کرتا کہ کوئی اپنی غلطیاں سدھار لے۔ہاں مگر زندگی میں بارہا آپ کو مواقع ضرور دیتا ہے اپنی غلطیوں کو سدھارنے کے۔خوش نصیب وہ ہوتے ہیں جو ان موقعوں کو جانے نہیں دیتے" وہ ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے کہہ رہی تھی۔اور تائی جان ندامت کے آنسو بہا رہی تھیں۔اور ندامت کے آنسو بھی بڑی توفیق کی بات ہوا کرتے ہیں۔۔۔

☆......☆......☆

"تمہارا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا سہیل! آغا جان زندہ سلامت ہیں۔اللہ ان کو زندگی تندرستی عطا کرے۔ان کی زندگی میں ان کی مرضی کے بنا تم یہ بزنس اور پراپرٹی کیسے ٹیک اوور (قبضہ) کر سکتے ہو۔" مبین آفندی ان کے آفس میں آئے تو ان کا لیا دیا سا انداز انہیں کوئی اور ہی سہیل آفندی بتا رہا تھا۔

"ساری عمر کوئی کسی کے سر پر نہیں بیٹھا رہتا بھائی صاحب! اور پھر آغا جان نے پاور آف اٹارنی اپنی مرضی سے دی تھی

مجھے۔آپ کا داماد ناجائز فائدے اٹھا سکتا ہے۔۔میں تو پھر اس سارے بزنس کے مالکوں میں سے ہوں" وہ شانے اچکا کر بہت رکھائی سے بولے تو مبین صاحب سن رہ گئے۔

تمام عمر خود کو بیضرر اور غیر جانبدار بنا کر پیش کرنے والے سہیل آفندی اور ان کی بیوی نے ایک دم سے ایسا چولا اتارا تھا کہ ان کا اصل روپ دیکھ کر سب شاک میں تھے۔وقت کا چکر ان کے سامنے ایک موقع لایا تھا تو انہوں نے رنگ بدلتے دیر نہیں لگائی تھی۔

"شرم کرو سہیل!" وہ بدقت کہہ پائے۔

"شرم۔۔۔یا عقل؟" وہ مطمئن تھے۔

"وقت پر صحیح فیصلے نہ کرنے والوں کو وقت بہت ٹھوک پیٹ کر سیدھی راہ پر لایا کرتا ہے سہیل! ہم سب کی مثال تمہارے سامنے ہے" وہ دکھ سے بولے۔سہیل آفندی کے ارادے انہیں صاف دکھائی دے رہے تھے۔مگر کسی کی مرضی سمجھنے کی نہ ہو تو آپ کے لاکھ دلائل بھی اسے سمجھا نہیں سکتے۔

"جب سب کچھ ہاتھوں سے نکل رہا ہو تو ایسی ہی نصیحتیں یاد آیا کرتی ہیں" انہوں نے تمسخر اڑایا۔

"بات وہ نہیں ہے سہیل! میں تمہیں اس گڑھے میں گرنے سے بچانا چاہتا ہوں جس میں ہم برسوں تک گرے رہے ہیں" انہوں نے تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا تھا۔مگر کوئی نیکی کا چراغ تھام کر سیدھا راستہ دیکھنے کو راضی بھی تو ہو۔۔۔۔

" آپ آغا جان کو خود سمجھا لیں گے تو انہیں دکھ کم ہو گا بھائی صاحب!ان کی عمر نہیں ہے اب بزنس کے بکھیڑوں سے نمٹنے کی۔اور جہاں تک بات ہے وراثت کی تو طلال ہمارا داماد بھی ہے اور بیٹا بھی۔اسے ساتھ رکھیں گے ہم۔" وہ ساری جمع تفریق کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔مبین صاحب کو احساس ہوا کہ آج جس پوزیشن پر سہیل بیٹھ کر ناخدا بننے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔وہ واقعی انسان کے لیئے کتنا بڑا امتحان تھی۔

آپ کا رشتوں میں برابری رکھنا، حسن سلوک اور ایمان داری ایسے مقام پر بیٹھ کر ہی امتحان میں پڑا کرتی ہے۔وہ کرسی گھسیٹ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں اس مقام سے گزر چکا ہوں سہیل!اور نہیں چاہتا کہ تم بھی ویسی ٹھوکریں کھا کر سنبھلو جیسی میں نے کھائی ہیں۔۔۔۔" انہوں نے رنجیدگی سے آخری کوشش کی۔

" کہیں آپ کا ارادہ تو بدل نہیں گیا نمیر کو موحد کے روپ میں دیکھ کر" وہ معنی خیز نظروں سے انہیں دیکھ کر بولے تو مبین صاحب نے جبڑے بھینچے۔

"اس نے تو جو کیا ہے اس کی سزا پائے گا ہی۔مگر تم بھی یہ وقت یاد رکھنا سہیل!جب میں تمہیں اس قدر خود سری سے روک رہا

تھا۔اللہ تمہارا حامی وناصر ہو" وہ آزردگی سے کہہ کر ان کے آفس سے نکل آئے۔سہیل آفندی نے سر جھٹکا تھا۔

☆......☆......☆

"اللہ اکبر......۔" ملاحہ تو مہرو کی زبانی سارا ماجرا سن کر دنگ ہی رہ گ ٔ ۔

" آپی! یہ کسی فلم کی کہانی سنا رہی ہو کیا؟"

"فلم ہی سمجھ لو...۔اور اب پتا کر کے یہ بھی بتا دو کہ کون کون شامل تھا اس فلم کی کاسٹ میں؟" مہر ماہ نے ٹرے میں فریش جوس کے تین گلاس رکھ کر لاتے کبیر خان کو تیکھی نظروں سے دیکھا وہ خجل سا ہوا۔ٹرے مہر ماہ کے سامنے کی تو اس نے خفا خفا سی صورت کے ساتھ گلاس اٹھالیا کبیر نے ایک گلاس اپنی ہک دق بیٹھی بیوی کو تھمایا اور اپنا گلاس لیئے سامنے صوفے میں دھنس گیا وہ آڑو کا فریش جوس بنا کر لایا تھا۔

"یعنی کہ آپی! تمہارا نکاح نمیر بھائی یعنی کہ موحد بھائی ہی سے ہوا ہے" ملاحہ کی بے انتہا خوشی کو مہرو نے ناپسندیدگی سے دیکھا تو وہ دبک کر رہ گ ٔ ۔

" جھوٹ نہیں بولوں گا...۔" ذرا دیر کے توقف کے بعد کبیر نے ان دونوں کی گھورتی نگاہوں کی تاب نہ لاتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

" مجھے ملاحہ سے شادی کے بعد اس بات کا پتا چلا تھا۔وہ بھی شاید انہیں مجھ پر اعتماد ہو گیا تھا اس لیئے"

"اور تم نے ہم میں سے کسی کو بتایا کیوں نہیں آ کر...۔ذرا تو وفاداری کا ثبوت دیتے" مہرو بگڑی تو ملاحہ نے کبیر کو" جاو میں نہیں بولتی" والی نظروں سے دیکھا۔ساتھ ہی زبان سے بھی شکوہ کردیا۔

" مجھے بھی نہیں بتایا"

"ان کو سب سے پہلے...۔بلکہ ہماری شادی سے بھی پہلے پتا چل چکا تھا کہ موحد ہی نمیر ہے...۔انہوں نے بتایا تمہیں؟" کبیر نے مہر ماہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے الٹا اس سے پوچھا تو ملاحہ کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا تحیر سے مہرو کو دیکھا مہر ماہ کو پتا چل گیا کہ کبیر کو یہ ساری معلومات کس نے فراہم کی تھیں۔اس کے دل میں نمیر کے لیئے گالیاں آئیں۔چہرہ خفت اور غصے سے لال پڑا۔

"میں صرف تم لوگوں کی خاطر چپ رہ گ ٔ ۔وہ نہ ہوتا تو پتا نہیں تمہاری شادی ہو بھی پاتی یا نہیں"

"یا اللہ! مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا ری ایکشن دوں...۔غم کا یا خوشی کا" ملاحہ ڈبل مائینڈڈ ہو رہی تھی۔

"نام بدل جانے سے بھائی کا رشتہ تو نہیں بدل گیا۔۔اور نہ ہی اس کے احسانات" کبیر نے اسے تادیبی انداز میں کہا تو ملاحہ

http://kitaabghar.com

شرمسار سی جلدی سے بولی۔

"بالکل...۔واقعی۔مجھے تو بس اس انکشاف پر حیرت ہو رہی ہے کبیر! ورنہ میرے لیئے تو نمیر ہونے کے باوجود انہوں نے ایک بھائی ہی کی طرح سوچا"

"یہ تو تم کہہ رہی ہو...ذرا امی یا ابو سے پوچھو" مہر ماہ نے طنز کیا پھر صاف گوئی سے بولی۔

"ہمارا سگا بھائی ہوتا تو تمہاری ٹانگیں توڑ کر اندر ڈال دیتا مگر کبیر سے تمہاری شادی نہ ہونے دیتا کجا کہ خود شادی کروانا...۔ہونہہ۔اس نے یہ سب صرف آغا جان اور ہمارے گھر والوں کو نیچا دکھانے کے لیئے کیا تھا" مہر ماہ تلخی سے بولی۔ملاحہ کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا جبکہ کبیر متاسفانہ سر ہلا کر جوس پینے لگا۔

"اب کیا ہوگا آپی! آغا جان تو ایک طرف رہے ہمارے گھر والے بھی نمیر بھائی کے سخت دشمن ہیں۔میں تو ویسے بہت خوش ہوں کیونکہ تمہارے نکاح والا مسلہ تو حل ہو گیا۔اب کسی نمیر نامی بندے کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔گھر ہی سے برآمد ہو گئے نمیر بھائی" ملاحہ کے فوراً نمیر کے ساتھ بھائی کا لاحقہ لگا لینے پر مہر ماہ نے اسے گھورا۔

" تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اس دھوکے باز کے موحد یا نمیر ہونے سے؟"

"میرے لیئے تو وہ صرف میرا بھائی ہے آپی! اگر میں اس گزرے ایک سال کو دیکھوں تو انہوں نے صرف اور صرف محبت ہی نبھائی ہے ہم سے۔نفرت کرنا تو آیا ہی نہیں انہیں" ملاحہ باوجود کوشش کے اپنی آنکھ نم ہونے سے روک نہیں پائی تھی۔

"امی کے بقول "سنپولیا" تھے وہ...۔مگر محبتوں کے زہر ہی کیوں اتارتے رہے ہماری رگوں میں؟ اگر میری اور کبیر کی شادی کروا کر محض آفندیز کو نیچا دکھانا ہوتا تو سارا روپیہ اور بزنس واپس نہ کرتے وہ اور نہ ہی اتنی عزت سے مجھے رخصت کرواتے" وہ بھرائے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"واہ...۔بہت خوب" مہر ماہ جو بے یقینی سے اس کی باتیں سن رہی تھی اس کے رکتے ہی جیسے چونک کر حواس میں آئی۔طنز سے بولی امید واثق تھی ہاتھ میں جوس کا گلاس نہ ہوتا تو باقاعدہ تالی بجا کر داد دیتی۔

"یعنی تمہارے ساتھ اچھا کیا تو وہ سارے زمانے سے اچھا ہو گیا۔۔تو پھر مجھے بتاؤ میں اسے کس کیٹگری میں کھڑا کروں؟" تلخی سے پوچھا تو کبیر اپنا خالی گلاس ٹرے میں رکھتے ہوئے سیدھا ہو بیٹھا۔

"مانا کہ شروع میں ان کا مطمع نظر صرف بدلہ ہی تھا مگر ان کے اندر کے اچھے انسان پر برائی غالب نہیں آسکی۔تبھی تو سب کے ساتھ اچھائی ہی کرتے رہے...۔۔باوجود آفندیز سے علی الاعلان نفرت کا دعویٰ کرنے کے"

"میرے جذبات اور احساسات کے بارے میں سوچو کبیر! ایک اغوا شدہ لڑکی کے کیا احساسات ہو سکتے ہیں...۔جسے اس کی

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

شادی کے روز اغوا کر لیا جائے زبردستی نکاح کروا دیا جائے اور اس نے کبھی اپنے شوہر کو دیکھا ہی نہ ہو۔۔۔پھر موحد بن کر دوبارہ سے نکاح کرنا۔۔۔تم سوچ سکتے ہو میں جس تکلیف میں تھی یہ سوچ کر کہ میرے والدین میرا نکاح پر نکاح کر کے خود بھی گناہ گار ہو رہے ہیں اور مجھے بھی کر رہے ہیں۔۔۔۔میں ان لمحات کو سوچنا بھی نہیں چاہتی"

"کیا وہ اپنی غلطی نہیں مانتے؟" کبیر نے پوچھا۔

"مانتا ہے۔۔۔صاف لفظوں میں مانتا ہے" مہرو تیزی سے بولی۔

"ہاں تو پھر کیا مسلہ ہے جب وہ اپنی غلطی مان رہے ہیں تو؟" کبیر نے رسان سے پوچھا۔

"بہت اچھے۔۔۔یعنی کسی کی پوری زندگی برباد کر کے اپنی غلطی مان لو اور بس معاملہ ختم" مہر ماہ نے ہاتھ جھاڑ کر طنز کیا۔

"وہ اپنی اس غلطی کو نبھانا چاہتے ہیں" کبیر کے منہ سے بے اختیار نکل گیا اور وہ بول کر پچھتایا بھی۔مہر ماہ کی آنکھوں میں پہلے حیرت اور پھر بے یقینی اتر آئی۔

"غلطیوں کو نبھایا نہیں سدھارا جاتا ہے۔۔۔اور اب اپنے نمیر سر کو بتا دینا کہ یہ غلطی کی اس نے تھی مگر اسے سدھاروں گی میں" وہ دانت پیس کر کہتی گلاس تپائی پر پٹخ کر اٹھ گئی۔

"آپ کہاں جا رہی ہیں؟" وہ بھی فورا کھڑا ہوا۔

"آپی! ایک غلطی انہوں نے کی تھی دوسری تم مت کرو" ملاحہ نے لجاجت سے کہا۔

"نمیر نہ سہی موحد کے بارے میں تو سوچا ہی ہو گا تم نے" وہ ایک دم سے اندر آتے ہوئے بولا نجانے کب سے کھڑا تھا۔اور کس قدر گھٹیا بات کی تھی اس نے۔مہر ماہ کو لگا اس کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ ڈالا ہو۔

"تم سے اس سے بھی زیادہ فضول بات کی توقع تھی مجھے" مہر ماہ نے بمشکل خود پر کنٹرول کرے ہوئے کہا۔کبیر نے ملاحہ کو آنکھ کا اشارہ کیا تو نا چاہتے ہوئے بھی وہ اس کے ساتھ اندر چلی گئی۔نیلی جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس ہلکی سی بڑھی ہوئی شیو کے ساتھ وہ مضمحل سا دکھائی دیتا تھا مگر مہر ماہ کو سامنے پا کر بہت فریش ہو گیا۔اس کی بات سن کر مسکرا دیا۔

"چلو خیر۔۔۔تم نے مجھ سے توقعات تو وابستہ کرنا شروع کیں۔اٹ از آ گڈ سائن (یہ اچھی علامت ہے)"

"میں موقع پرستوں سے کوئی توقعات نہیں رکھتی" وہ جلبلا کر بولی۔

"موحد سمجھ کر تو رکھ سکتی ہو" اس نے ایک دم کھلے دل سے کہا۔

"جب دنیا آپ کو گرائے تو ہمیشہ دوست اٹھاتے ہیں لیکن جب دوست دھکا دیں تو ساری عمر لگ جاتی ہے اٹھ کر کھڑے ہونے میں نمیر آفندی! تم نے اس روپ میں بھی کم نہیں کیا میرے ساتھ۔کاش۔۔۔۔تم موحد ہی رہتے میرے سب سے اچھے دوست" مہر ماہ

نے اسے شرم دلائی۔ ملاحہ باہر آگ ء۔ اور غور کر نمیر کو دیکھا۔

" کیا ہوا۔۔۔؟ " اس نے پوچھا تو ملاحہ نے سرتاپا اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں دیکھ رہی ہوں کہ نمیر آفندی بن کر آپ کیسے لگتے ہیں " وہ آزردگی سے مسکرا دیا۔

" ناقابل قبول "... اس کا جواب مختصر مگر جامع تھا۔ ملاحہ نے بے اختیار مہرماہ کو دیکھا جس کے چہرے پر سخت تاثرات تھے۔ پھر اس کی ناراضی کی پرواہ کیئے بنا نمیر سے بہت تیقن سے بولی۔

" آپ ہمارے لیئے اب بھی وہی انسان ہیں جنھوں نے ہماری خوشیوں کا ہمیشہ خیال رکھا ہے " مہرماہ ان دونوں کو نظرانداز کرتے ہوئے شولڈر بیگ شانے پر ڈالتی اللہ حافظ کہہ کر دروازے کی طرف بڑھی تو نمیر نے بیچارگی سے ملاحہ کو دیکھا۔

" یہ ماونٹ ایورسٹ تو آپ ہی کو سر کرنا ہے بھائی! اس کا دل صاف ہو گیا تو اللہ کے سوا دنیا کی کوئی طاقت اسے اپنے فیصلے سے ہلا نہیں سکے گی " ملاحہ نے اسے راز کی بات بتائی تو وہ گہری سانس بھرتا مہرماہ کے پیچھے لپکا۔

" مہر!.......مہرو.......سنو تو.......رکو۔ میں ڈراپ کر دیتا ہوں تمہیں "

" میرا پیچھا مت کرو " وہ گیٹ سے باہر نکل آئی تھی۔ خفگی سے نمیر کو دیکھا تو اس نے مہرماہ کا ہاتھ تھام لیا۔

" گاڑی میں بیٹھو "

" ہاتھ چھوڑو میرا تم ایسا کوئی حق نہیں رکھتے مجھ پر " مہرماہ نے تیہا دکھایا۔

" جب تک نکاح میں ہو میرے تب تک تو یہ حق میرے پاس موجود ہے... اب آرام سے گاڑی میں بیٹھ جاو ورنہ اٹھا کر گاڑی میں ڈالنے کے حقوق بھی رکھتا ہوں میں " وہ سنجیدہ تھا۔ سخت گرفت میں مہرو کا ہاتھ چرمرا کر رہ گیا جھٹک کر ہاتھ چھڑاتے ہوئے مزید کسی تماشے سے بچنے کی خاطر سخت غصے کے عالم میں وہ اس کی گاڑی میں بیٹھی مگر دروازہ زور سے مار کر غصے کا اظہار بھی کیا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔

" کیا خیال ہے یہاں سے ہنی مون پر نہ نکل جائیں۔ آپس کے اختلافات دور کرنے کا اچھا موقع ہے۔ تمہارا موڈ بھی ٹھیک ہو جائے گا اور ہماری پہلے والی دوستی بھی واپس آجائے گی " سفر خاموشی سے جاری تھا مہرو کا دل چاہ رہا تھا کہ جلدی سے گھر آجائے اور اس کی جان چھوٹے تبھی ایک دم سے نمیر نے کہا تو مہرماہ کا دل لرز گیا بے اختیار نمیر کو دیکھا تو اس کی مسکراہٹ نے دل جلا کر خاک کر دیا۔

" مجھے گھر پہ اتارو اور اپنی کسی ہوتی سوتی کو لے جاو ساتھ۔۔۔ ہنہ " وہ خود پر قابو پاتے ہوئے جلبلا کر بولی تو وہ اس کی بات پر ہنسا۔

" اپنی قائم مقام ہوتی سوتی کو ہی آفر کر رہا ہوں "

" چپ کر کے گاڑی چلاو۔ سر میں درد مت کرو " وہ ساری دنیا سے بیزار تھی ان دنوں۔ نا جانے آگے قسمت کیا رنگ دکھانے

والی تھی اور جو سارے بگاڑ کی وجہ تھا اسے کوئی احساس ہی نہیں تھا۔ وہ خاموشی سے گاڑی چلائے گیا۔

"تم نے سومیہ سے ایک بار کہا تھا کہ اگر نمیر یا موحد میں سے میں نے موحد کو چنا تو تم میری زندگی سے نکل جاؤ گے" گھر کے سامنے اترتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے رک کر وہ کچھ سوچ کر چہرہ موڑ کر اسے دیکھتے ہوئے رسان سے بولی تو نمیر کے تاثرات بدلے۔ اسے پتا چل گیا تھا کہ وہ کیا باور کروانے والی ہے۔

"مبارک ہو۔۔۔ میں نے موحد کو چنا تھا۔ وہ میرا بہترین دوست تھا" مہر ماہ اس سے سارے بدلے لینا چاہتی تھی اس کے دل کو کچوکے لگا لگا کر۔ نمیر نے خود کو سنبھالتے ہوئے گہری سانس لی۔ پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے یاد دلاتے ہوئے بولا۔

"اور تم نے موحد سے یہ بھی کہا تھا کہ تمہاری کہانی میں موحد کا کوئی کردار ہی نہیں ......۔ اصل حقیقت تو نمیر ہی تھا۔ میں اب آغا جان کے سامنے کھڑا ہو چکا ہوں۔ اتنی ہی زبان کی پکی ہو تو قول نبھاؤ اب اپنا۔۔۔" اس کے برجستہ جواب پر مہر ماہ کو تپ چڑھی۔ دھاڑ سے دروازہ بند کرتی پیر پٹختی وہ گیٹ کھول کر اندر گئی۔ نمیر کی مسکراہٹ آہستہ آہستہ ختم ہو گئی۔

"ہم چھین لیں گے تم سے یہ شان بے نیازی
تم مانگتے پھرو گے اپنا غرور ہم سے۔۔۔۔!!"

سر جھٹک کر وہ دوبارہ اگنیشن میں چابی گھما رہا تھا۔

☆......☆......☆

آغا جان تک مبین صاحب کی زبانی سہیل آفندی کی بدزبانی اور ہٹ دھرمی کا سارا قصہ پہنچ چکا تھا اور وہ انگشت بدنداں تھے۔

"کیسا خون سفید ہوا ہے سہیل کا۔۔۔ اسے اس بات کا بھی احساس نہیں رہا کہ اس کا باپ ابھی زندہ ہے۔۔۔ بلاؤ اس ناہنجار کو" ہوش میں آئے تو جوش بھی آیا۔ مگر سہیل آفندی کا وہی ہٹیلا انداز۔۔۔

"جان ماری ہے اس کاروبار کے پیچھے آغا جان! اس لیئے نہیں کہ آپ ادھر ادھر مسکینوں اور یتیموں میں بانٹ دیں" آغا جان نے سدا کے گپ چپ رہنے والے بیٹے کو بے یقینی سے دیکھا۔ اسے تو کبھی ان کی بات سے انحراف کرنے کی جرات ہی نہ ہوئی تھی۔

"جس کا جو حق بنتا ہے اسے وہی ملے گا" آغا جان نے بمشکل لہجے کو قابو میں رکھا۔ اولاد کے بدلتے انداز اور اپنی کمزوری کا احساس انہیں مصالحت آمیز رویہ اپنانے پر مجبور کر رہا تھا۔

"یہاں حق داروں کو نہیں بلکہ ساری عمر اس بزنس کے پیچھے جان مارنے والوں کو سب کچھ ملے گا آغا جان! بنے بنائے پر آ کر بیٹھنے والوں کا کوئی حصہ نہیں ہے اس میں۔ کہاں گئے نمیر کو دیکھتے ہی گولی مار دینے کے آپ کے دعوے؟ مہرو کے اغوا اور زبردستی کے نکاح تک کو بھلا دیا ہے آپ لوگوں نے" وہ رکھائی سے بولے۔

زندگی اسی طرح چلتی رہتی ہے...۔ایک صدیقہ بیگم غرور و تکبر کی مسند سے اترتی ہے تو اس پر کوئی سائرہ بیگم براجمان ہو جاتی ہے۔کوئی مبین آفندی ٹھوکر کھا کر نصیحت پکڑتا ہے تو وہیں کوئی سہیل آفندی اسی راہ پر اندھا دھند بھاگ نکلتا ہے۔کوئی کسی کی ٹھوکر سے نصیحت نہیں پکڑتا۔سب کو اپنی ٹھوکر کے بعد ہی نصیحت آتی ہے۔زندگی اسی کا نام ہے...۔چکر در چکر...۔لوٹ کے آنے والے حالات اور دھوکے۔

"میں کسی کے بھی ساتھ زیادتی نہیں کروں گا سہیل! تم فکر مت کرو۔بس میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں اپنی زندگی میں ہی سارے بزنس اور جائیداد کا بٹوارہ کر دوں" وہ غیر معمولی تحمل کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

"میں جانتا ہوں آغا جان! آپ اس خبیث انسان کے جھوٹے آنسوؤں بھری کہانی سے متاثر ہو گئے ہیں" سہیل آفندی نے طنز کیا تھا۔مبین صاحب نے بے اختیار آغا جان کی جانب دیکھا۔

(تو کیا سبھی کے دلوں کو اللہ کی طرف سے پلٹ دیا گیا تھا؟)

"بکواس مت کرو" آغا جان تلملا اٹھے...۔بھلا سر عام شکست ان سے برداشت ہو سکتی تھی۔وہ ہار گئے...۔وہ موحد کا بچھڑنا سہہ نہ پائے...۔یا وقار کے بیٹے کو پا کر دل بدل گیا...۔وہ کچھ بھی اعتراف نہیں کرنا چاہتے تھے۔

"ہو گا وہی جو میں چاہتا ہوں۔اور اس سلسلے میں اب تم کوئی دو رائے مت رکھنا۔وہ جو لینے آیا ہے اسے لے کر جانے دو۔یہ نہ ہو کہ میں تمہیں ہی عاق کر دوں" انہوں نے سختی سے کہا تو سہیل آفندی کا چہرہ دیکھنے لائق ہو گیا۔

"بحث مت کرو سہیل! کال پڑا ہے ہمارے گھر پر۔سخت بد دعا لگی ہے کسی کی جو یوں شیرازہ بکھر رہا ہے دلوں سے لحاظ اور مروت ختم ہو رہی ہے" مبین آفندی کو حالات نے تھکا مارا تھا تو اب احساس ہوا کہ کسی یتیم اور کسی بیوہ کی آہ عرش خداوندی تک جا سکتی ہے اور کسی کے بھی غرور کو پیروں تلے روند کر خس و خاشاک بنا سکتی ہے۔سہیل آفندی مزید بحث کیئے بنا تنتناتے ہوئے چلے گئے مگر ان کا ہر انداز پکار پکار کر یہی کہہ رہا تھا کہ وہ ان دونوں سے قطعی متفق نہیں۔

"اسے سمجھاؤ مبین! آگ میں ہاتھ مت ڈالے۔ہم جلے ہیں...۔ہمیں ہی دیکھ کر نصیحت پکڑ لے" آغا جان کے لب و لہجے میں اتری تھکاوٹ مبین صاحب کو بے چین کر گئی۔

"آغا جان! آپ نے وقار کے بیٹے کو تسلیم کر لیا ہے؟" بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

"مجھے موحد کی موت کی خبر نے ہلا کر رکھ دیا ہے مبین! میری نسل بے نام و نشان ہو رہی تھی اور مجھے پتا بھی نہیں چلا...۔وہ میرا لاڈلا۔۔۔میرے باپ دادا کی نسل کا امین...۔کب سسک سسک کر چل بسا مجھے خبر ہی نہ ہوئی۔اور میں اس دولت اور انا کے نشے میں چور...۔زمینی خدا بن کر بیٹھا رہا" ان کی آنکھیں نم ہوئیں اور آواز بھرا گئی۔مبین صاحب دم بخود ان کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔

"وہ...۔نمیر ہے آغا جان! موحد نہیں"

"جانتا ہوں۔۔۔۔" وہ پھیکا سا مسکرائے۔" مگر یہ دل نہیں مانتا جس نے اول روز سے اسے موحد کے روپ میں دیکھا ہے۔۔۔میں سوچتا تھا کہ فاران کے بیٹے میں وقار کی بےپناہ جھلک آتی ہے تبھی میں نے اس کے وجود سے دونوں بیٹوں کی کمی کو دور کر لیا۔اس روز اس کی حقیقت پتا چلی تو خیال آیا کہ وہ تو بنا بنایا وقار ہے۔۔۔۔"

مبین آفندی نے گہری سانس بھری پھر دبے لفظوں میں پوچھا۔

"اب مہرو والے معاملے کا کیا بنے گا آغا جان!وہ کبھی اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کو بھلا نہیں پائے گی"

"اس بات کا فیصلہ اسی کو کرنے دو مبین!جو مہرو کا دل چاہتا ہے وہی قدم اٹھائے تا کہ کل کو کسی اور کو موردالزام نہ ٹھہرا سکے" وہ تھک کر لیٹ گئے تھے مبین صاحب انہیں دیکھ کر رہ گئے۔

انہوں نے اپنی پوری زندگی میں آغا جان کا اس قدر ہارا ہوا انداز نہیں دیکھا تھا

☆......☆......☆

"یہ سب چال ہے بھائی صاحب اور بھابی کی۔۔۔اب تھوکا ہوا چاٹنے کی تیاری میں ہیں یہ لوگ۔جانتے ہیں نا کہ آغا جان کو پوتے کی کتنی چاہ ہے اب تو وہ بے نام ونشان شخص انہیں دامادی میں بھی قبول ہوگا" سائرہ چچی تلملا اٹھیں۔ان ہی کی دو بیٹیاں وراثت میں حصہ دار تھیں کل کو داماد بیٹے بن کر سب سنبھال لیتے۔اس نمیر آفندی کا بھلا کیا کردار تھا اس سارے معاملے میں۔

"میں بھی دیکھتا ہوں کہ کیسے یہاں ان سب کی من مانی چلتی ہے۔برسوں کی محنت کو ایسے ہی ٹھکانے لگا دوں اتنا پاگل نہیں ہوں میں۔موحد ہوتا تو چلو خیر تھی۔۔۔مگر یہ تو کہانی ہی اور نکلی" سہیل آفندی کو بھولتا ہی نہیں تھا کہ کیسے موحد آفندی بن کر وہ انہیں تگنی کا ناچ نچائے رکھتا تھا۔

" آپ دیکھ لیجیئے گا۔دامادی میں بھی قبول ہوگا ان سب کو وقار کا بیٹا۔۔۔۔اور وہ طوائف بھی" سائرہ چچی نے منہ بگاڑ کر کہا تو انہوں نے ہنکارہ بھرا۔

"بھائی صاحب کی بیٹیوں کے پیچھے جتنی بے عزتی سہنی تھی خاندان میں سہہ لی۔اب اور نہیں۔اور نہ ہی میں اس عورت کو خاندان کے سر کا تاج بنانے کی اجازت دوں گا۔ہماری بھی بچیاں ہیں ان کا مستقبل ہے"

"بالکل ٹھیک۔اب کیا ہر ایک کو موحد ہی نمیر ہے والی کہانی سناتے پھریں ہم۔۔۔۔جگ ہنسائی ہی ہے نا۔مہرو کا تو نکاح ہی فاسد ہو گیا شاید" سائرہ بیگم نے تاسف سے سر ہلایا تھا۔

وہ خوش تھیں کہ بڑی کامیابی سے وہ اپنے شوہر کی برین واشنگ کر چکی تھیں۔

☆......☆......☆

قدم قدم پہ جہنم سہارتا ہوا میں۔۔!!!
تمہارے ہجر سے خود کو گزارتا ہوا میں

یہ پور پور اذیت میں ڈالتے ہوئے تم
یہ سانس سانس محبت پکارتا ہوا میں

پھر ایک رات اذیت سے مر گیا تھا کہیں
تمہارے عشق کو اندر سے مارتا ہوا میں

عجب نہیں ہے کسی روز قتل ہو جاؤں
تمہاری جان کا صدقہ اتارتا ہوا میں

معاف کرنا ترا ساتھ دے نہیں پایا
پلٹ رہا ہوں محبت میں ہارتا ہوا میں

ان ساحر لفظوں کو پڑھ کر اپنے دل کو جیسے نرمی سے کسی کی مٹھی میں بھنچتا محسوس کرتے ہوئے مہر ماہ نے لب بھینچ کر موبائل سے میسج ڈیلیٹ کیا تھا۔ پھر کچھ سوچ کر اسے جواب دیا۔

"واقعی نا قابل معافی ہو تم نمیر آفندی!"

دوسری طرف سے چند لمحوں بعد جواب آیا۔

"اور معافی کے ساتھ ساتھ تمہارا طلب گار بھی" مہر ماہ کے چہرے پر خون جمع ہو گیا۔ دوبار اس کے جواب کو پڑھا اور پھر سہ بار۔

"بدلہ لے لیا تم نے طلب پوری ہوئی۔" مہر ماہ کا جواب بہت کڑا تھا۔ اور چہرے پر اذیت زدہ تاثرات۔

"لیکن محبت تو اب شروع ہوئی نا"

"نام مت لو محبت کا تم جھوٹے آدمی۔۔۔ دشمن بنے ہو تو مردوں کی طرح دشمنی نبھاو" وہ بھڑکی۔

"دشمن اتنا حسین ہو تو پھر دشمنی کی ایسی کی تیسی ہو ہی جاتی ہے" وہ پٹڑی سے اتر رہا تھا۔

"اپنا حصہ لو اور چلتے بنو۔ تمہارا مطمع نظر صرف آغا جان کی جائیداد تھی"

"تب تک ان کی پوتی کو نہیں دیکھا تھا" ترنت جواب آیا۔

"تم اول روز سے میرے ساتھ دشمنی نبھا رہے ہو"

"محبت ہوئے چلی جا رہی تھی تم سے۔ سوچا تمہی کو بدلے کے لیئے چن لوں کل کو بدلہ تو اچھا ملے" مسکراتے یوئے ایموجی کے ساتھ جواب آیا تو مہر ماہ ساکت ہوئی۔

"م ح ب ت ۔۔۔۔۔ بدلے کے چار حروف پر محبت کے چار حروف کیسے حاوی ہوئے میں نہیں جانتا مہرو! مگر آج بس اتنا جان لو کہ تم سے بچھڑنا اب سوہان روح ہے" اس کے الفاظ اس کے جذبات کی شدت بیان کر رہے تھے۔ مہر ماہ کا دل گہرائی میں غوطہ کھا گیا۔

"اور میری طرف سے ایسی محبت پر لعنت کے چار حروف۔۔۔" بدقت تمام لکھ کر اس نے موبائل سوئچڈ آف کر کے پرے ڈال دیا۔

یہ کوئی مذاق تھا بھلا۔۔۔ کبھی اتنا غصہ کہ بدلے کے لیئے چن لیا اور اب اتنی محبت کے دعوے کہ جان نثار کرنے کو تیار۔۔۔ ہنہ

مگر یہ دل۔۔۔ مہرو ذرا اتھی۔۔۔ اسے یاد آیا موحد کے روپ میں یہ بندہ اسے اپنا بہت اچھا دوست لگا کرتا تھا۔ مگر پھر وہ نمیر بن کر سامنے آیا تو یکلخت ہی جیسے پرایا ہو گیا۔۔۔ اس کا دشمن نکل آیا تھا وہ۔ اس کی زندگی سے خوشیوں کے سارے رنگ چرا کر زندگی میں اذیتیں بھر دینے والا۔

(اب تمہیں پتا چلے گا کہ محبت سے بچھڑنا کیسا لگتا ہے نمیر آفندی)

وہ وارڈ روب کھول کر کپڑے نکالتے ہوئے تلخی سے سوچ رہی تھی۔

☆......☆......☆

آغا جان نے وکیل کو مبین صاحب کے ذریعے بلوایا تو گھر میں جیسے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔

" آپ اپنی وصیت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کریں گے آغا جان!" سہیل آفندی کی آواز پورے لاونج میں گونجی تو ڈائنگ پر ناشتا کرتے نمیر نے بے اختیار ثمرہ کی طرف دیکھا۔

"مرا نہیں ہوں ابھی میں۔ اور جب تک زندہ ہوں جتنی بار چاہوں وصیت تبدیل کر سکتا ہوں" آغا جان نے گرجدار لہجے میں کہا۔

" مگر کیوں کس لیئے؟ اس کل کے بچے کے لیئے جو چھپا دشمن بن کر اس گھر میں داخل ہوا تھا" وہ تلملائے۔

" مگر آستین میں چھپا دشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے سہیل! آج تمہیں دیکھ کر یقین ہو گیا ہے" آغا جان کا طنز بھرپور تھا۔ سائرہ

چچی نے بے آرامی سے پہلو بدلا۔

" آغا جان آپ جو بھی کہیں۔مگر میں نمیر کو ایک پھوٹی کوڑی بھی دینے کے حق میں نہیں ہوں اس کے کہہ دینے سے وہ وقار کا بیٹا نہیں بن گیا" وہ تنفر سے بولے تو نمیر کی بس ہوگ ءپھر تو وہ ثمرہ کے روکے بھی ڈائننگ میں نہیں رکا تھا۔

" آپ۔۔۔آپ ثبوت لائیے کہ آپ آغا ذوالفقار کی اولاد ہیں۔۔۔"وہ آکر لاونج میں دھاڑا تھا۔ایک دم وہاں خاموشی طاری ہوگئی۔مہرماہ کمرے سے ننگے پاوں ہی بھاگتی ہوئی چلی آئی۔غصے سے لال چہرہ اور آنکھیں لیئے وہ سہیل آفندی کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ برافروختہ ہوئی۔

"اس طرح کے ثبوت کی تمہیں ضرورت ہے برخوردار مجھے نہیں" سہیل رسانیت سے بولے۔

" بکواس مت کرو سہیل !اب اگر تم نے ایک بھی لفظ مزید کہا اس بارے میں تو زبان کاٹ دوں گا تمہاری" آغا جان کے چہرے پر زردی کھنڈگ ء۔

"ساری عمر ہوگ ءہمیں بھابی اور آپ سے یہی سنتے۔آج ہم نے کہا تو جرم ہوگیا" سائرہ بڑبڑائی بھی اس طرح تھیں کہ سب کو بات کی ٹھیک سے سمجھ آجائے۔

"دفع ہو جاو تم اپنے کمرے میں۔تمہاری جرات کیسے ہوئی ہماری بات میں دخل اندازی کرنے کی" آغا جان کو سائرہ چچی سے اس قدر تند رویئے کی امید نہ تھی۔

" آغا جان !میں زرنگار نہیں ہوں جو چپ چاپ اپنا گھر لٹتا دیکھتی رہوں اس گھر اور بزنس کے لیئے جان ماری ہوئی ہے ایروں غیروں میں بٹتا دیکھ کر چپ نہیں رہ سکتے ہم"

"میری ایک بات کان کھول کر سن لو تم دونوں۔۔۔وقار کا بیٹا جو لینے آیا ہے وہ اسے ضرور ملے گا" آغا جان نے صاف اور مضبوط آواز میں کہا باقی سب تو ششدر ہوئے ہی تھے نمیر بھی سن رہ گیا۔

آج اسے وقار آفندی کا بیٹا مان لیا گیا تھا۔۔۔آغا جان اس دنیا کے آخری انسان ہوتے جن سے وہ یہ توقع کرتا کہ وہ اسے وقار کی جائز اولاد مانیں گے۔

"اگر آپ کو اس دھوکے باز سے اتنی ہی ہمدردی ہے تو آپ بھی اس کے ساتھ ہی چلے جائیں لیکن میں اس کو بزنس اور جائیداد میں حصہ دار ماننے پر راضی نہیں" سہیل آفندی تو جیسے لالچ کی اندھی پٹی باندھ بیٹھے تھے آنکھوں پر۔آغا جان دم بخود رہ گئے۔

" سہیل !ہوش میں ہو۔۔۔کیا فضول اور گھٹیا بات کر رہے ہو" مبین آفندی نے سرزنش کرنے والے انداز میں کہا مگر آغا جان نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔

"رہنے دو مبین! اسے مت روکو۔ آج اچھی طرح خون کے رشتوں کی اصل شکل سامنے آجانے دو۔"

"اس سے کہیں کہ یہ اپنا سامان سمیٹے اور اپنی ماں کو لے کر اس گھر سے نکل جائے" وہ اب بہت تنفر کے ساتھ نمیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"اس گھر سے یہ نہیں تم جاو گے" آغا جان کا لہجہ پتھریلا تھا۔

"میرا اس گھر پر حق ہے آغا جان!" وہ غصے سے بولے۔

"وقار کا بھی اتنا ہی حق تھا اور اب ۔۔۔۔اس کے بیٹے کا" سرد مہری سے کہتے وہ ایک لمحے کو تھمے اور پھر سختی سے وہ جملہ کہہ ہی دیا جو موحد کو نمیر کے روپ میں پا کر ان کے سینے میں تو گڑ چکا تھا مگر زبان پر نہیں آ رہا تھا۔ نمیر ششدر رہ گیا۔ وہ ایک مضبوط اعصاب کا مالک مرد نہ ہوتا تو شاید رو ہی پڑتا۔ مگر ثمرہ چچی پر تو کوئی پابندی نہیں تھی۔ انہوں نے دوپٹے سے آنسو صاف کرتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا۔ آج وہ سرخرو ہوئی تھیں۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آغا جان!" مبین آفندی سے نمیر سے نگاہ ملانا مشکل تھا تو صدیقہ بیگم ......وہ تو بس زرد رنگت لیئے فرش کو گھور رہی تھیں۔ اب کس ہمت سے نظر ملاتیں اس شخص سے جسے وہ ساری عمر ناجائز اولاد ہونے کا طعنہ دیتی آئی تھیں۔

"میں اپنی ماؤں کے ساتھ چلا جاوں گا یہاں سے۔ آپ کی یہ دولت اور جاہ و حشمت آپ کو ہی مبارک ہو۔ جس کی وجہ سے آپ کا خون سفید ہو رہا ہے" نمیر نے سہیل کو مخاطب کر کے سرد لہجے میں کہا۔ اور پھر آغا جان کی طرف پلٹا۔

"میں اس جائیداد کے لالچ میں آیا ہوتا تو جب سب کچھ میرے ہاتھ میں تھا تبھی یہاں سے چلا جاتا۔ مگر میں اس گھر میں اپنا نام اور مقام لینے آیا تھا۔ جو آج مجھے مل گیا۔۔۔۔بہت شکریہ آغا جان!"

اس کی بات نے آغا جان کے اعصاب پر گہرا اثر ڈالا۔ ان کے بازو بے اختیار ہی وا ہو کر اس کی طرف اٹھے۔ تو اس نے بھی لمحہ بھر کو نہیں سوچا۔۔۔نہ ان کے ماضی کے رویئے کو اور نہ ہی اپنے ساتھ ہوئی زیادتیوں کو گھٹنوں کے بل بیٹھ کر وہ ان کے بازووں میں سمٹا اور پھر وہ مضبوط مرد بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ آغا جان کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔۔۔ندامت کے پچھتاووں کے۔۔۔وقار کے بچھڑنے اور موحد کی ناگہانی موت کے۔۔۔مگر وہ نمیر وقار آفندی کو اپنے لیئے بچا لینا چاہتے تھے اسے ضائع کرنا وہ "افورڈ" نہیں کر سکتے تھے۔ مہر ماہ اپنے کمرے کے دروازے میں کھڑی بے اختیار آنسو بہا رہی تھی۔

"ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا بچے! اپنے بوڑھے دادا کو معاف کر دینا۔۔۔" آغا جان کے پورے وجود پر لرزہ طاری تھا۔

اناؤں کو کچلنا آسان نہیں ہوا کرتا۔۔۔پہلا قدم دل و ذہن پر اور دوسرا انا کے سر پر رکھا جاتا ہے تب کہیں جا کر انسان دوسروں کو بھی انسان سمجھتا ہے۔ نمیر کے مضبوط بازوؤں کا گھیرا ان کے گرد اور تنگ ہوا۔ تو ان کے دل میں سکون کی لہر دوڑتی چلی گئی۔ وہ جان گئے

تھے کہ اللہ ہی نہیں اس کے اس بندے نے بھی اسے معاف کر دیا تھا۔ جب بندے معاف کر دیں تو اللہ بھی معاف کر دیا کرتا ہے صدیقہ بیگم چپ چاپ بیٹھی آنسو بہا رہی تھیں ان کی ہمت ہی نہ ہوئی کہ اپنی زبان سے نکلے زہر آلود تیروں کی اس سے معافی مانگ پاتیں مگر جب وہ مبین صاحب سے گلے ملنے کے بعد تائی جان کے آگے جھکا تو وہ اس کے سامنے بے اختیار روتے ہوئے دونوں ہاتھ جوڑ بیٹھیں نمیر نے فی الفور ان کے دونوں ہاتھ الگ کر کے انہیں شانے سے لگا لیا اور وہ بس ندامت کے آنسو بہائے چلی گئیں۔ ثمرہ کا دل اللہ کے حضور سجدہ ریز تھا۔

☆......☆......☆

آغا جان نے اگلے چند دنوں میں پاور آف اٹارنی واپس لے کر سہیل آفندی کو ان کا بزنس اور پراپرٹی میں سے حصہ لے کر آفندی ہاؤس سے چلے جانے کا حکم سنایا تو وہ جیسے ہڑبڑا کر حواس میں لوٹے۔

"معاف کر دیں آغا جان! کہاں ٹھوکریں کھاتا پھروں گا" وقار آفندی کا احوال ان کے سامنے تھا وہ کہاں اس عمر میں نئے سرے سے اپنا بزنس شروع کر کے اکیلے چلاتے۔ انہیں احساس ہوا کہ بیوی کی پڑھائی ہوئی پٹیاں ان کے پاوں زمین سے اکھاڑنے والی تھیں۔ وہ بہت وقت پر سنبھلے تھے۔

"ہم سے نصیحت پکڑو سہیل! یہ زمین و جائیداد جاہ و حشمت رشتوں سے بڑھ کر نہیں ہے۔" آغا جان نے ہنکارہ بھرتے ہوئے دکھ بھرے لہجے میں کہا تو انہوں نے ندامت سے سر جھکا دیا۔ بیوی کی باتوں میں آ کر وہ جو حماقت کرنے چلے تھے اللہ کا شکر ہے کہ بنا ٹھوکر کھائے ہی نصیحت مل گئی۔ ورنہ شاید وہ بھی وقار کی طرح برباد ہو جاتے۔ جھک کر باپ کے پیروں کو چھو لیا تو وہ ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گئے۔

☆......☆......☆

"آپی اللہ کا واسطہ ہے اب یہ فضول کی ضد چھوڑ دو.... سب کا دل موم ہو گیا۔۔ سب ان سے معافی مانگتے پھر رہے ہیں اور تم ان سے معافی منگوانے کے چکر میں ہو" ملاحہ اور کبیر آج ڈنر پر آغا جان کی طرف سے انوائیٹڈ تھے۔ کبیر کو کھلے دل سے گلے لگاتے ہوئے تمام گلے شکوے دلوں ہی میں دبا ڈالے گئے۔ بہت اچھے ماحول میں کھانا کھایا گیا ما سوائے مہر ماہ کے سب ہی کے چہرے خوشی سے معمور اور دل چین سے مزین تھے۔ ایک وہی تھی جو بے چینی اور ذہنی پژمردگی کا شکار تھی۔ ہر کوئی نمیر آفندی کو پروٹوکول دینے کے چکر میں تھا۔ تائی جان نے زبان سے تو معذرت کا اظہار نہیں کیا تھا مگر ان کا تمتمایا چہرہ اور متنوع کھانوں سے بھری میز ان کے دل کی اندرونی حالت بتا رہی تھی۔ مہر ماہ کا سرد اور لیا دیا رویہ ملاحہ کو بہت اچھی طرح محسوس ہو رہا تھا اس نے کھانے کے بعد کمرے میں اسے جا لیا۔

"اس نے میرے ساتھ کیا کیا ہے وہ تمہیں دکھائی نہیں دیتا"

"آپی! وہ تمہی تھیں نا جو نمیر بھائی کو مشورے دیا کرتی تھیں کہ ان سب کی طرح مت بنو" ملاحہ نے اسے یاد دلایا۔

"مگر پھر بھی اس نے مجھ سے بدلہ لیا ہے...."

http://kitaabghar.com

"معاف کرنا سب سے افضل عمل ہے آپی! نمیر بھائی کو دیکھو۔۔۔کیا کچھ نہیں سنا اور سہا انہوں نے۔مگر وقت آیا تو ایک ہی بار میں معاف کر دیا سب کو۔کسی کے منہ پر کوئی بات نہیں ماری"

"اچھا میرا دماغ مت کھاو اب۔"مہرو نے اسے جھڑک دیا۔

"اب یہ مت کہنا آپی کہ تم ابھی تک طلال بھائی کو نہیں بھولیں"اچانک سوچ کے زیر اثر ملاحہ نے بے اختیار کہا تو مہر ماہ کو غصہ آیا۔

"فضول باتیں مت کرو۔طلال کا کیا ذکر ہے یہاں"

"تو پھر کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ آپی! کہاں تو آغا جان کے سامنے ان کا مقدمہ لڑ رہی تھیں اور اب جبکہ سب نے ان کی حیثیت کو قبول کر لیا ہے تو تم اپنی الگ سے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر بیٹھ گئی ہو"ملاحہ تپی۔

"تو کیا کروں۔۔۔۔چپ چاپ رخصتی کروالوں"وہ اس سے بڑھ کر تپی تھی۔

"مجھے یقین ہے آپی! اگر عام حالات ہوتے تو تم نمیر بھائی کے پروپوزل پر خوشی سے مر ہی جاتیں"ملاحہ نے تیقن سے کہا۔

"شٹ اپ"مہرو نے اسے گھورا۔

"کوئی اور وجہ بھی تو ہو آپی۔۔۔۔نکاح تو ہو چکا وہ شرمندہ ہیں ازالہ کرنا چاہتے ہیں اپنی غلطی کا"ملاحہ زچ آئی۔

"اور یہی میں نہیں چاہتی"وہ تڑخ کر کہتی سلیپنگ سوٹ لیئے واش روم میں گھس گ ٔ ی۔تو ملاحہ سر پکڑ کر بیٹھ گ ٔ ی۔

آغا جان کیسامنے وہ خفا سی رہی۔

"مجھے تو بڑی نصیحتیں کر رہی تھیں تم۔۔۔اب بتاو تمہارا کیا ارادہ ہے؟"آج کل وہ بہت اچھے موڈ میں رہتے تھے۔وہ پرانے آغا جان تو لگتے ہی نہ تھے۔

"آپ لوگ تو غلطی پر تھے اس لیئے سمجھاتی تھی۔میں تو بے قصور پسی ہوں اس معاملے میں"مہر ماہ نے صاف گوئی سے کہا۔

"وہ بھی بے قصور ہی تھا مگر سب کی زیادتیاں برداشت کرتا رہا۔اور اب سب کو معاف کر دیا

خیر۔اب تم چاہتی کیا ہو؟"انہوں نے بغور اسے دیکھا۔

"میں۔۔۔۔"مہر ماہ کا دل لرزا۔

"اسے کہیں اس کا جو دل چاہتا ہے وہ وہی فیصلہ کرے آغا جان! میں اس کی ہمدردی کی بھیک نہیں لینا چاہتی۔"

"ہوں۔۔۔۔"انہوں نے گہری سانس بھری۔تو یہ بات تھی۔

"اگر وہ اس رشتے کو نبھا کر اپنی غلطی کا مداوہ کرنا چاہتا ہے تو تمہیں کیا اعتراض ہے؟"

"میں ایک زبردستی کے بوجھ کی طرح کسی کی زندگی میں گھسنا نہیں چاہتی آغا جان! خود کو برداشت کروانا مجھے میری ہتک محسوس

http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com http://kitaabghar.com

ہوتا ہے۔اس نے جو کیا میں نے اسے معاف کر دیا۔اسے کہیں وہ اپنی من مرضی کا آزادانہ فیصلہ کرے" مہر ماہ نے لہجے کی لرزش پر قابو پاتے ہوئے بمشکل اپنے دل کی بات کہی۔

" ٹھیک ہے...۔میں بات کرتا ہوں نمیر سے" آغا جان شاید اس کا مطمع نظر جان گئے تھے۔وہ ان سے اجازت لے کر باہر نکلی تو کوریڈور کے ساتھ موڑ پر ہی کسی نے اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹ لیا اس کے منہ سے چیخ نکلتے ہوئے رہ گئی۔

" یہ کیا پراپیگنڈہ شروع کیا ہوا ہے تم نے میرے خلاف؟" وہ اسے گھور رہا تھا اور مہر ماہ اپنے بازو کو مسلتی شرم دلانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

" مجھے تمہارے ترس اور رحم کی بھیک نہیں چاہیئے سمجھے تم" وہ تڑخ کر بولی۔

" بھیییک "......وہ لمبا سا کھینچ کر بولا۔" یہ کس عقل مند نے کہا ہے تم سے؟"

" میں بے وقوف نہیں ہوں" وہ ناراضی سے بولی۔نمیر کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گ ء۔

" اچھا۔۔تو یہ تم نے سوچا ہے کہ میں تم پر ترس کھا رہا ہوں کیونکہ تم لنگڑی ہو سنائی اور دکھائی نہیں دیتا تمہیں" وہ مسکراہٹ چھپاتا طنزیہ بولا تو وہ ہول اٹھی۔

" اللہ نہ کرے"

پھر اسے جتاتے ہوئے بولی۔

" تم نے ہر بار مجھے یہی کہا ہے کہ تم اپنی غلطی کو سدھارنا چاہتے ہو اپنی غلطی کا مداوہ کرنا چاہتے ہو...۔۔یعنی میں تمہاری ایک غلطی ہوں جسے تم سدھارنا چاہتے ہو"

" کچھ خوب صورت غلطیاں بھی تو ہوتی ہیں"

نمیر جو حیران و پریشان اسے دیکھ رہا تھا جلدی سے بولا۔

" میں کسی ڈائجسٹ کی کہانی کی ہیروئن نہیں ہوں جو تمہارے چکنے چپڑے ڈائلاگز اور شاعری پر مرتے ہوئے تمہیں معاف کر کے اپنا ہیرو مان لوں گی آزادانہ فیصلہ کرو جو بھی کرنا ہے" دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے وہ تلخی سے بولی۔

" آزادانہ...۔؟" نمیر نے کہتے ہوئے گہری سانس بھری اور اس کے دائیں بائیں دیوار پر ہاتھ جمائے ذرا سا جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

" یہ پور پور اذیت میں ڈالتے ہوئے تم
یہ سانس سانس محبت پکارتا ہوا میں"

مہر ماہ کی سانس تھم سی گئی۔

"آزاد چھوڑا ہی کہاں ہے تم نے۔۔۔نہ مجھے نہ اس کمبخت دل کو۔اب اس دل سے تمہاری محبت کو نکالتے نکالتے مرجاوں گا تب یقین کروگی میرا؟" مدھم لہجے میں شدت سمو کر کہا تو اس کے رہے سہے حواس بھی گم ہونے لگے۔پلکیں یوں بوجھل ہوئیں جیسے ان پر منوں بوجھ لاد دیا گیا ہو۔

"فف۔۔۔فضول باتیں مت کرو۔۔۔۔پیچھے ہٹو اور راستہ چھوڑو میرا"

"ایسے کیسے۔۔۔۔معافی تو مانگ لوں اپنے کیئے اور کہے کی" وہ اپنی مخصوص بہت خوب صورت مسکراہٹ کے ساتھ نرمی سے بولتا اس کی طرف جھکا تو مہر ماہ نے بوکھلا کر اس کے سینے پر ہاتھ جما کر جلدی سے کہا۔

"کوئی ضرورت نہیں میں نے بنا معافی مانگے ہی تمہیں معاف کر دیا ہے"

"اتنی جلدی۔۔۔؟" اس کی ہوائیاں اڑتی دیکھ کر نمیر نے بمشکل اپنی ہنسی ضبط کی۔"میں چاہتا ہوں کہ اچھی طرح اپنے کیئے کا ازالہ کروں پھر تم مجھے معاف کرو" اس کے گال پہ آئی بالوں کی لٹ کو اس کے کان کے پیچھے اڑسا تو وہ جیسے جھرجھری لے کر بیدار ہوئی اور جھک کر اس کے بازو کے نیچے سے سائیڈ پر نکل گئی۔

"مہر۔۔۔!" وہ بیقرار ہوا۔

"میں اس نکاح کو نہیں مانتی نمیر وقار آفندی!" وہ سنجیدہ تھی۔نمیر نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"یوں قسطوں میں جان مت نکالو یار۔اللہ کی قسم دل سے چاہنے لگا ہوں تمہیں۔ایسے ہی تو نمیر وقار ہونے کے باوجود ذلیل نہیں ہوتا رہا تمہارے پیچھے" وہ مسکین بنا۔تو وہ جو اس سے اس پل سارے بدلے لے لینا چاہتی تھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس دی۔

"تو پھر۔۔۔۔" نمیر نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے پاس کرنا چاہا۔

"تیسرا نکاح۔۔۔۔۔" مہر ماہ نے کہا تو وہ ٹھٹکا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔۔؟"

"میں واقعی ہمارے اس نکاح کو مشکوک سمجھتی ہوں نمیر وقار آفندی! جو کسی سرپرست کی موجودگی کے بغیر ہوا تھا۔۔۔دوسرا نکاح موحد کی آئی ڈی کے ساتھ ہوا وہ تو ہے ہی باطل۔۔۔اب تیسرا اور فائینل نکاح ہوگا ساری فیملی اور تمہارے رئیل آئی ڈی کارڈ کے ساتھ"

"افف۔۔۔" نمیر نے بے اختیار دو انگلیوں سے اپنا ماتھا چھوا۔تو وہ اپنی ہنسی دباتی جلدی سے بھاگ گئی۔

مگر پھر آفندی ہاوس میں وہ شام اتری جس میں سب گھر والوں کی موجودگی میں دوبارہ سے نکاح خواں کو بلا کر نمیر اور مہر ماہ کو نکاح کے بندھن میں باندھا گیا۔زرنگار کو پورے ادب و احترام کے ساتھ لا کر دولہا دلہن کے ساتھ بٹھایا گیا۔ملائکہ اپنے شوہر اور بیٹے

کے ساتھ شارجہ سے آ پہنچی۔

"نکاح پر نکاح کیئے جا رہی ہو کسی ایک نکاح میں تو شریک ہو جاؤں" وہ فون پر ہنسی تھی۔

"پہلی بار ایسا دولہا دیکھا ہو گا سب نے جو تیسری بار ایک ہی لڑکی کے ساتھ نکاح کروا رہا ہے" خوشی اور بے فکری کی تمتماہٹ چہرے پر لیئے وہ نکاح کی مبارکبادیں وصول کرتا دلہن بنی مہرو کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولا تو سبھی اس کی بات پر ہنسنے لگے۔

اور اب...... وہ مہر ماہ کے سامنے اس کی عدالت میں حاضر تھا۔

"میں تو تمہارے رعب حسن سے گھائل ویسے ہی مرنے والا ہوں پھر بھی اگر تم نے میرے لیئے کوئی سزا سوچ رکھی ہے تو تم سزا دے کر اپنے دل کو تسکین پہنچا سکتی ہو" وہ واقعی دلہن بن کر بہت خوب صورت لگ رہی تھی۔ اور کچھ بے انتہا چاہے جانے کا خیال...۔ نمیر کی نگاہ اس کے چہرے سے ہٹتی نہ تھی۔

"ہاں... سزا سوچی تو ہے...۔" وہ ہلکا سا کھنکھار کر گویا ہوئی تو نمیر نے اس کا مہندی والا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔

"کیا...؟" بے چینی سے پوچھا۔

"یہی کہ ......تم تمام عمر اپنی غلطی کی معافی مانگتے رہو گے اور میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی" وہ کسی سلطنت کی ملکہ جیسے شاہانہ انداز میں بولی۔

"اف...۔ہارٹ اٹیک ہوتے ہوتے بچا ہے"

وہ دل پر ہاتھ رکھ کر گہری سانس لیتا بستر پر گر سا گیا۔ مہر ماہ منہ پر ہاتھ رکھے بیساختہ ہنستی چلی گئی۔۔ نمیر کی ہنسی بھی اس کی ہنسی میں شامل ہو گئی۔

اللہ کی رضا کے لیئے دوسروں کو معاف کرنے والے یونہی نوازے جاتے ہیں ان کے دامن کبھی خوشیوں سے خالی نہیں رہتے۔

ختم شد

(محترم قارئین کرام، اگلے صفحے پر مصنفہ کا پیغام ضرور پڑھیے۔)

آخری قسط

"خواب شیشے کا"

السلام علیکم قارئین!

آج ''خواب شیشے کا'' تمام ہوا اور سب کرداروں کو ان کے خوابوں کی تعبیریں مل گئیں۔ آپ سب سے تقریباً اڑھائی سال کا ساتھ رہا اس دوران آپ سب کی پسند و ناپسند اور محبتیں ہر ماہ مجھ تک آپ کے خطوط کے ذریعے پہنچتی رہی۔ اس دوران کئی فیز زندگی میں آئے خوشیاں پریشانیاں غم۔ مگر آپ سب کی حوصلہ افزائی ہر ماہ پھر سے اگلی قسط کیلیئے تیار کر دیتی تھی۔ امتل کا خصوصی شکریہ جنھوں نے قسط کے سلسلے میں ہونے والی دیر سویر کو اتنے عرصے تک مینیج کیئے رکھا۔ ناول ختم ہوا مگر زندگی کی کہانیاں ختم نہیں ہوتیں جب تک زندگی باقی ہے ان شاءاللہ دیگر تحریروں کے ذریعے آپ سب سے محبتوں بھرا یہ رابطہ جاری و ساری رہے گا۔ اللہ اس ادارے کو ہمیشہ ترقی کی راہ پر گامزن رکھے اور آپ سب کو خوش اور آباد رکھے۔ آمین

آپ سب کی

عفت سحر طاہر

بہترین نئے اُردو ناول پڑھنے کیلیئے وزٹ کرتے رہیں ۔۔۔

http://kitaabghar.com